الخصائص الکبریٰ

جلد اوّل

مصنّف

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

مولانا عبدالاحد قادری

ممتاز اکیڈمی لاہور

الخصائص الکبریٰ

مصنّف

علّامہ امام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین مولانا عبدالاحد قادری

جلد اوّل



ممتاز اکیڈمی

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

حسن ترتیب

عنوانات	صفحہ نمبر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۞ اول الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء پر آپ کی نبوت پر مقدم ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ ''وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیۡثَاقَهُمۡ'' (ترجمہ: ''یاد کرو محبوب! جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا۔'') تفسیر کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''میں پیدائش میں ''اول النبیین'' اور بعثت میں ان کے بعد ہوں مگر میرے منصب نبوت کو ان سے پہلے ظاہر فرمایا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم فی التفسیر، ابونعیم، دلائل النبوۃ﴾

حضرت سہل بن صالح ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے کس طرح مقدم ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے بعد مبعوث ہوئے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے جب بنی آدم کو ان کی پشتوں سے نکال کر ان سے وعدہ لیا اور ایک کو دوسرے پر گواہ بنا کے فرمایا: ''اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ'' (ترجمہ: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔) اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جواب میں فرمایا: ''بَلٰی'' (ہاں) ایک وجہ نبیاء علیہم السلام پر تقدیم کی یہ بھی ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ آپ ان سب کے بعد مبعوث ہوئے۔

﴿کتاب الامالی﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی نبوت کب سے ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی رُوح و جسم کے درمیان تھے۔''

﴿احمد، بخاری، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ام الکتاب میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نبوت کب سے لازم کی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی اور ان کے جسم میں روح پھونکی۔''

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ثابت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان میں تھے۔''

﴿بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو نبوت کب عطا فرمائی گئی؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ابھی آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں ہی تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن ابی الجد عاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ہے؟ فرمایا: ''اس وقت سے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح و جسد کے درمیان تھے۔''

﴿ابن سعد﴾

حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی رسالت کب سے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس وقت جب ابوالبشر روح اور مٹی کے درمیان تھے۔''

﴿ابن سعد﴾

حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو کس وقت نبوت سے نوازا گیا؟ آپ نے فرمایا: ''جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح و جسد کے درمیان تھے۔ جس وقت کہ مجھ سے میثاق لیا گیا۔''

﴿ابن سعد﴾

ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کی نبوت کی سب سے پہلی بات کون سی تھی؟ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میثاق لیا، جس طرح کہ تمام نبیوں سے ان کا میثاق لیا۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میری ولادت سے قبل میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور ظاہر ہوا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔''

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

تمام کائنات کے رسول:

حضرت شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ'' میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ کی عظمت و توقیر اور آپ ﷺ کے مرتبہ اعلیٰ کے بیان میں اس قدر واضح ہے کہ اس میں قطعاً تعقید و ابہام نہیں۔ بایں ہمہ اس تقدیر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ نبیوں کے زمانے میں تشریف لے آئیں تو آپ ﷺ ان سب کی طرف رسول ہوں گے تو گویا آپ ﷺ کی نبوت اور آپ کی رسالت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے قیامت تک کی تمام مخلوق کیلئے عام ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی ساری امتیں آپ ﷺ کی امت ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ

کا یہ ارشاد کہ "بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّةً"(ترجمہ: میں تمام نوع انسانی کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔) یہ ارشاد آپ ﷺ کے زمانہ رسالت سے زمانہ قیامت تک کے لوگوں کیلئے خاص نہیں بلکہ آپ ﷺ سے قبل کے لوگوں کیلئے بھی محیط ہے اور یہی بات حضور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد پر ظاہر ہے:

کنت نبیا و ادم بین الروح والسجد

ترجمہ: "میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح وجسم کے درمیان تھے۔"

اور اگر کوئی اس کی تفسیر یہ کرے کہ "اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ مستقبل میں نبی ہوں گے۔" تو یہ تفسیر مناسب نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اس حقیقت ثابتہ تک رسائی نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ علم خداوندی تمام اشیاء کو محیط ہے اور نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کی جو حقیقت بیان فرمائی۔ اس کا مفہوم یہ متعین ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت اس وقت بھی تھی۔ یہی وجہ تو ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آنکھ کھولتے ہی حضور نبی کریم ﷺ نام نامی اسم گرامی عرش الٰہی پر "محمد رسول اللہ" (ﷺ) لکھا دیکھا۔ لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ کی نبوت تکمیل وتخلیق حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھی اور اگر صرف علم الٰہی میں آپ ﷺ کا نبی ہونا مانا جائے یعنی یہ کہ آپ آئندہ ایک وقت مقررہ پر نبی ہوں گے۔ تو یہ معنی مراد لینے سے نبی کریم ﷺ کی کوئی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح وجسم کے درمیان میں تھے۔" اس لیے کہ علم الٰہی میں تو تمام انبیاء علیہما السلام کی نبوتیں اس وقت بھی تھیں اور اس سے پہلے بھی تھیں۔ اس میں حضور نبی کریم ﷺ ہی کیا کیا تخصیص ہے؟ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا تذکرہ اسی لیے فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت کو پتہ چل جائے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو کس قدر مرتبہ اعلیٰ سے نوازا ہے اور آپ ﷺ کی نبوت تمام نبیوں کی پیدائش سے بھی پہلے موجود اور متعین تھی۔

اعتراض:

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب اگر تم یہ اعتراض کرو کہ میں اس خصوصی قدر ومنزلت کو سمجھنا چاہتا ہوں تو اس کی تشریح یہ ہے کہ نبوت ایک وصف ہے اور وصف کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے موصوف کے ساتھ موجود ہو حالانکہ وصف نبوت کا بیان ولادت کے چالیس سال بعد ہوا ہے تو پھر اس سے ماقبل یا بعثت سے پہلے کے زمانہ کو اس کے ساتھ کیسے متصف کر سکتے ہیں اور اگر یہ بات آپ کیلئے صحیح درست ہے تو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے بھی یہ بات صحیح ودرست ہوگی؟

جواب:

اس اعتراض کا جواب میں یہ دیتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا کیا، پس قرین صواب ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ "کُنْتُ نَبِیًّا" اپنی روح یا اپنی حقیقت کی طرف اشارہ ہو اور حقائق کے ادراک سے ہماری عقلیں عاجز وقاصر ہیں۔

بلاشبہ تمام حقائق کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا یا پھر مشیت خداوندی کے تحت جزوی طور پر کچھ ان کو بھی بتا دیا جاتا ہے جن کی نور الٰہی سے مدد کی جاتی ہے۔ پھر ان حقائق کے انکشاف و اظہار میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس حقیقت کو جس وقت اور جس قدر مناسب ہوتا ہے ظاہر فرما دیتا ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی حقیقت کو ممکن ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہی یہ وصف اس طرح عطا فرما دیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تخلیق ہی اس کے ساتھ فرمائی ہو اور آپ نبی ہو گئے ہوں اور آپ ﷺ کا اسم گرامی عرش پر لکھا ہو، اور رسالت و بعثت آپ ﷺ کو دے دی گئی ہوتا کہ تمام فرشتے اور مخلوق جان لے کہ خدا کے نزدیک آپ ﷺ کی کیسی عزت ہے۔

لہٰذا آپ کی حقیقت اس وصف کے ساتھ اس وقت موجود تھی اگرچہ آپ کا وہ جسم اقدس جو اس وصفت سے متصف ہے متاخر ہے۔ اس میں شک وشبہ نہیں کہ آپ ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ کے خصائص نبوت اور آپ ﷺ کا منصب رسالت اس عالم آب وگل جسے عالم الانفس سے تعبیر کیا جاتا ہے تمام انبیاء کرام سے متاخر ہے لیکن عالم غیب و عالم ارواح میں آپ سب سے مقدم ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ جو لوگ اہل کرامت سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں کرامت کا فیضان اس عالم مادی میں ان کے وجود میں آنے کے بعد کیا ہو۔

بہرحال اس میں شبہ نہیں کہ ہر ظہور پذیر چیز کا تمام اور تفصیلی علم اللہ رب العالمین کو ازل سے ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے اس علم کے بارے میں بہت ہی کم، ذرہ اور کائنات کی نسبت کے مطابق جانتے ہیں اور اسی لے لحاظ سے انسان کو مکلّف بنایا گیا تاکہ ہم بساط بھر معرفت حاصل کرکے خالق و مخلوق سے اپنے تعلق کو سمجھ کر عدل و اعتدال کے ساتھ دونوں کے حقوق ادا کرتے رہیں۔ اکتساب علم کے دو ذریعے ہیں:

ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ ہم کو دلائل و براہین کے ذریعہ کچھ معلوم ہو یعنی معلوم سے علت کو جانیں اور دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ اس کیلئے کسی دلیل و برہان کی ضرورت پیش نہ آئے بلکہ وہ ظاہر وعیاں ہو لیکن ان دونوں ذریعوں کے مابین اللہ تعالیٰ کے عمل تکوینی یا تخلیقی کے کچھ واسطے ہیں۔ ان میں سے کچھ واسطے افعال الٰہیہ کے ظہور کے بعد مخلوق پر ظاہر ہوتے ہیں اور کچھ ایسے وسائط ہیں جو اس محل فعل کو کمال تک پہنچاتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ یہ افعال کسی مخلوق پر ظاہر ہوں لیکن ہر فعل الٰہی محل انفعال کو ان کمالات تک پہنچاتے ہیں جو اس محل میں اس کی خلقت کے اعتبار سے اس میں ودیعت کر دیئے گئے ہیں اور آخر کار محل فعل (مفعول) کو وہ کمال حاصل ہو جاتا ہے جو اس کی تخلیق میں ودیعت کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ وسائط علمی انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے مخصوص ہیں۔ عوام ان کے حصول سے محروم ہیں جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کا علم قوموں کو جبھی ہوا جبکہ آپ پر قرآن کریم نازل ہوا اور پہلی مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن لے کر آئے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے افعال سے ایک فعل ہے جو اس کی معلومات کا ایک جز ہے اور اس کی قدرت کے آثار اس کے ارادے اور اس کے اختیار جو کسی خاص فعل کے ساتھ وابستہ ہوں، اس کا ایک حصہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ ''خیر الخلق'' ہیں لہٰذا کسی مخلوق کا کمال آپ ﷺ کے

کمال سے برتر نہیں اور نہ کسی کا مقام آپ کے مقام سے اعلیٰ تر ہے۔ یہ بات ہم نے صحیح حدیث کے ذریعہ جانی کہ یہ کمال آپ ﷺ کو تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے حاصل تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد و پیمان لیے تا کہ وہ سب جان لیں کہ آپ ﷺ ان پر مقدم ہیں اور آپ ان کے بھی نبی اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو عہد اور میثاق لیا ہے اس میں آپ کا ہی کا خلیفہ بنانا بیان کیا گیا ہے اور اس کا مقصود آپ ہی کی ذات ہے۔ اسی بناء پر آیہ کریمہ "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" میں لام قسم کیلئے آیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو عہد و پیمان لیا گیا، گویا وہ اس بیعت کی مانند ہے جو خلفاء کے نائبوں سے بوقت استقرار خلافت لی جاتی ہے اور عین ممکن ہے کہ نائبین سے جو حلف لیا جاتا ہے وہ اسی کی اصل بھی ہو۔ اب نبی کریم ﷺ کی عظمت شان اور رفعت مقام پر غور کیجئے:

جو بارگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ غور و تدبر کے بعد آپ کی سمجھ میں آجائے گا کہ رسول اللہ ﷺ "سردار انبیاء" اور "امام الرسل" ہیں اور اس کا ظہور آخرت میں ہوگا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جس طرح شب معراج میں حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی امامت فرمائی تھی۔ مسئلہ کی وضاحت اور زیر بحث گفتگو مزید ذہن نشین کرنے کیلئے فرض کیجئے کہ اگر آپ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانوں میں سے کسی کے زمانے میں اس دنیا میں تشریف لے آتے تو ان پر اور ان کی امتوں پر واجب ہو جاتا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور اتباع کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء علیہم السلام سے عہد و پیمان لیا کہ آپ ﷺ کی نبوت سب پر محیط اور آپ ﷺ کی بالادستی سب پر قائم ہے۔ یہ حیثیت آپ ﷺ کو معنوی طور پر حاصل ہے۔

بلاشبہ یہ بات آپ ﷺ کے ساتھ ان کے اجتماع پر موقوف ہے اور اس بات میں تاخیر ان کے وجود کی طرف راجع ہے نہ کہ ان کے عدم اتصاف کی جانب۔ جیسا کہ اس کا اقتضاء ہے کیونکہ یہ دو باتیں الگ الگ ہیں۔ ایک یہ کہ فعل کا اس بات پر موقوف ہونا کہ فعل کے محل میں قبول فعل کی صلاحیت ہے یا نہیں اور دوسری بات یہ کہ فاعل میں یہ اہلیت ہے کہ نہیں کہ وہ محل میں صلاحیت قبول فعل پیدا کرے۔ ان دونوں باتوں کے مابین ایک عظیم فرق ہے لہٰذا اس جگہ نہ تو فاعل کی جہت سے توقف ہے اور نہ نبی کریم ﷺ کی ذات شریفہ کی جہت سے توقف ہے بلکہ وجود زمانہ کی جہت ہے کہ وہ فعل اس پر مشتمل ہے موقوف ہے۔

اب اگر یہ بات ان کے زمانے میں پائی جائے تو بلاشبہ آپ ﷺ کا اتباع ان پر لازم آتا ہے۔

اسی بناء پر آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کی شریعت پر آئیں گے اگرچہ آپ علیہ السلام اپنے حال پر نبی و رسول ہوں گے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے ایک امتی بن کر آئیں گے۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے ایک فرد ہیں۔ جیسا کہ ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا اتباع کریں گے اور

ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت پر قرآن وسنت کے تحت حکم فرمائیں گے اور اوامر نواہی سے ہر اس چیز کا حکم فرمائیں گے جو حضور نبی کریم ﷺ کی امت سے متعلق ہے جس طرح کہ تمام امتوں سے متعلق ہوتا ہے۔ باایں ہمہ وعلیٰ حالہٖ باعظمت نبی ہیں اور ان کی نبوت اور شرف نبوت سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر رسول اللہ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانوں میں مبعوث ہوتے تو وہ تمام انبیاء کرام اپنی اپنی نبوت ورسالت پر جو ان کی امتوں کی طرف ہے برقرار رہتے اور ہمارے نبی کریم ﷺ ان سب کے اوپر نبی ہوتے اور آپ کی رسالت انبیاء کرام اور ان کی امتوں سب پر ہوتی۔ لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت عام تر، شامل تر اور عظیم تر ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں کے ساتھ اصول میں نبی کریم ﷺ کی شریعت متفق ہے، اسی لیے شرائع کے اصول میں اختلاف نہیں ہوتا ہے۔ اب رہا رسول اللہ ﷺ کی شریعت مطہرہ کا تقدم، ان مسائل میں جو فروعات سے تعلق رکھتے ہیں اور جن اختلاف کا وقوع ہے خواہ یہ اختلاف بر سبیل تخصیص ہو یا سبیل نسخ، تو یہ نسخ ہے نہ تخصیص، بلکہ ان اوقات میں ان امتوں کی نسبت سے جن میں ان کے انبیاء احکام لائے، درحقیقت حضور نبی کریم ﷺ کی ہی شریعت تھی اور اس زمانے میں ان امتوں کی طرف منسوب ہونے سے ان کی شریعت کہلائی گئی لہٰذا اختلاف اشخاص وزمانہ کے اعتبار سے فروعی احکام میں اختلاف ہے۔

اس تقریر سے ہمیں ان دونوں حدیثوں کا مطلب واضح طور پر معلوم ہوگیا، اس سے پہلے ہم پر اس کا مفہوم مخفی تھا۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔" اس کا مطلب ہم نے بے شک یہ لیا تھا کہ اس سے مراد وہ امت ہے جو آپ ﷺ کے زمانے سے قیامت تک ہوگی، مگر اب یہ علم ہوا کہ تمام نوع انسانی آپ کے حلقہ رسالت میں شامل ہے، قطع نظر اس سے کہ عہد ماقبل میں گزر چکی ہے یا زمانہ بعد میں آئے۔ دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح وجسم کے درمیانی مرحلہ میں تھے۔

اس کا مطلب ہم یہ سمجھے ہوئے تھے کہ علم وارادۂ الٰہی میں آپ ﷺ نبی تھے مگر اب یہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد مزید فضل وکمال اور عالمگیر رسالت، اور ہمہ وقتی نبوت اور مطلق وبے قید زمانے کیلئے پیغمبری کا حامل ہونا ہے اور بلاشک یہی فرق اس حالت کے مابین جو حضور نبی کریم ﷺ کے عالم اجسام میں جلوہ فرما ہونے اور خاکدان عالم کی ظلمتوں کو جمال جہاں آرا کی رابشوں سے منور فرماتے اور شیر خوارو طفلی کے مراحل سے گزر کر جوان ہونے تک اور اس کے بعد عمر شریف کے چالیس سال پورے ہونے پر آپ کی بعثت اور اس کے ابلاغ کے درمیان نسبت ہے۔

تو یہ نسبت نہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے نہ لوگوں کی طرف، اگر لوگ اس سے پہلے سننے کے قابل ہوتے بلکہ شرائط پر احکام کو معلق کرنا کبھی محل قبولیت کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی فاعل مجری

کے سبب سے تو اس جگہ محل قبولیت کے لحاظ سے تعلیق ہے اور وہ آپ ﷺ کی نوع انسانی کی طرف بعثت اور ان پر ابلاغ کرنا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے جسمانی وجود کا ان کی نظروں کے سامنے ہونا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک باپ کسی شخص کو اپنی لڑکی کے نکاح کیلئے اس شرط کے ساتھ وکیل بنائے کہ جب کوئی کفو ملے تو نکاح کر دینا اور وکیل کفو ملنے پر اس لڑکی کا نکاح کر دے تو یہ وکالت صحیح ہے اور وہ شخص ایسی وکالت کا اہل ہے اور کبھی فاعل ''مُجرِیٰ'' کا وقوف کفو کے وجود پر ہوتا ہے اور کفو ایک عرصہ کے بعد میسر آتا ہے تو ایسی صورت میں جو کچھ توقف و تاخیر ہوئی اس سے وکالت کی صحت اور وکیل کی اہلیت میں حرج نہیں آتا۔

﴿علامہ سبکی = التعظیم و المنة فی لتؤمنن به و التنصرنه﴾

ملکوتِ اعلیٰ پر نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوگئی تو انہوں نے التجاء کی:

''اے میرے رب مجھے محمد ﷺ کے صدقہ بخش دے۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم نے محمد ﷺ کو کس طرح جانا؟'' عرض کیا: ''جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور میرے جسم میں جان ڈالی، میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش اعلیٰ کے ستونوں پر ''لا اله الا الله محمد رسول الله'' لکھا ہوا تھا تو میں نے جان لیا کہ جس ذات اقدس کا نام نامی تیرے اسم گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناً وہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ و محترم ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے آدم! تم نے ٹھیک سمجھا، اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔''

✡ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لو لاک لما خلقت الا فلاک

اس حدیث قدسی کے یہی معنی ہیں یعنی یہ تمام کائنات اور عالم اجساد صدقہ ہے وجودِ مسعود محمد رسول اللہ ﷺ کا۔

﴿حاکم، بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت آدم علیہ السلام کی شیث علیہ السلام کو وصیت:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء و مرسلین کی گنتی کے برابر لاٹھیاں عطا فرمائیں۔ یہ تعین نہیں کیا جا سکتا کہ وہ لاٹھیاں کتنی اور کیسی تھیں۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے میرے بیٹے! میرے بعد تم میرے قائم مقام ہو، تو اس منصب و خلافت کو ''عمارة التقویٰ اور عروة الوثقی'' کے ساتھ اور جب تم اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کا بھی نام لینا اور ذکر

کرنا۔ کیونکہ میں نے عرش الٰہی کے ستونوں پر آپ ﷺ کا نام نامی اس وقت لکھا دیکھا جبکہ میں روح و مٹی کے درمیان میں تھا۔ اس کے بعد مجھے آسمانوں پر پھیرایا گیا تو میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر محمد ﷺ لکھا دیکھا۔ پھر میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں ہر محل اور ہر دریچہ پر اسم محمد ﷺ تحریر دیکھا اور میں نے نام محمد ﷺ کو حورالعین کی پیشانیوں پر اور جنت کے بردرختان سبز پر اور درخت طوبیٰ کے ہر پتہ پر اور "سدرۃ المنتہیٰ" کے ہر ورق پر اور پردوں کے ہر گوشے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے تو تم اس اسم گرامی کا کثرت سے ذکر کرنا کیونکہ فرشتے اس کا ورد کرتے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "شب معراج جب میں لامکاں کی سیر کو گیا تو میں نے عرش الٰہی کے ستونوں پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: "**لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ **اَیَّدْتُهٗ بِعَلِیٍّ**" (ترجمہ: خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں، بے شک ان کی سربلندی کے ساتھ تائید کی۔")

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معراج کی شب مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو ہر آسمان پر میں نے یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: "محمد اللہ کے رسول اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے خلیفہ ہیں۔"

﴿ابویعلی، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مجھے معراج کی شب آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔"

﴿بزاز﴾

دارقطنی، ابن عساکر، حاکم اور ابونعیم رحمہم اللہ وغیرہ جیسے اجلہ اکابر محدثین نے بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ اپنی اپنی تصانیف میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج اپنا اسم گرامی عالم بالا میں ہر مقام پر تحریر شدہ دیکھا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "شب معراج مجھے سیر کراتے ہوئے عرش پر لے گئے تو وہاں کے سبز پردوں پر سفید نورانی حروف سے میں نے لکھا ہوا دیکھا: "**لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبکر ن الصدیق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین**"

﴿دارقطنی، خطیب، ابن عساکر﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں پر "**لا اله الا الله محمد رسول الله**" لکھا ہوا ہے۔

﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور تمہاری امت میں سے جو کوئی ان سے ملاقات کرے اسے حکم دو کہ ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد ﷺ کی جلوہ گری نہ ہوتی تو نہ حضرت آدم علیہ السلام ہوتے اور نہ جنت و دوزخ ہوتی اور میں نے عرش کو پانی پر مقیم کیا تو وہ متحرک تھا، پھر میں نے اس پر لکھا: "**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**" تو وہ ٹھہر گیا۔"

﴿حاکم﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان "محمد رسول اللہ خاتم النبیین" لکھا ہوا تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

سونے کی تختی پر تحریر:

بزار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ وہ خزانہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وہ سونے کی تختی ہے، جس میں لکھا ہوا ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"میں اس شخص سے تعجب کرتا ہوں کہ جو قدرت پر یقین رکھتا ہے، پھر وہ غمگین بھی ہوتا ہے اور میں اس شخص پر حیرت کرتا ہوں جو جہنم کی ہولناکیوں کو یاد رکھتا ہے، پھر وہ ہنستا ہے اور مجھے اس شخص پر بھی حیرت اور تعجب ہوتا ہے جو موت کو یاد رکھنے کے باوجود پھر اس سے غافل رہے، **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**۔"

تقریباً اسی مضمون کی حدیث حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے جس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے جس کو خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "قمع الحرص" میں روایت کیا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور نام محمد:

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگشتری کے نگینہ کا رنگ آسمانی تھا۔ یہ نگینہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ نگینہ اپنی انگشتری میں جڑ والیا تھا اس نگینہ پر "**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**" لکھا ہوا تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت سلیمان بن داؤد رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کے نگینہ میں "**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ" نقش کیا تھا۔

﴿عقیلی: کتاب الضعفاء﴾

پھول کے پتوں پر نام محمد ﷺ:

حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں بلادِ ہند گیا تو میں نے ایک

گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا۔ وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول میں کھلتا تھا۔ نہایت پاکیزہ خوشبو، اس کی پنکھڑیوں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پتیوں پر سفید حروف میں "**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ابوبکر، الصدیق عمر الفاروق**" لکھا تھا۔ مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہے۔ اس کے بعد میری نظر ایک اور کلی پر پڑی۔ میں نے ہاتھ سے اسے کھولا تو دیکھا اس میں بھی ویسا ہی لکھا ہوا تھا۔ اسی بستی میں ایسے پھول بکثرت تھے حالانکہ اس بستی کے باشندے بت پرست تھے، وہ اللہ تعالیٰ کو جانتے بھی نہیں تھے۔

﴿ابن عساکر و ابن نجار، فی التاریخ﴾

آسمانوں اور زمانہ آدم میں اذان میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سراندیپ (موجودہ سری لنکا) میں اتارے گئے تو انہیں وحشت و پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اذان دینی شروع کر دی۔ **اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشھد ان لا الہ الا اللہ** (دو مرتبہ) **اشھد ان محمدا رسول اللہ** (دو مرتبہ) حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا:

''محمد (ﷺ) کون ہیں؟''

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: "یہ تمہارے ایک فرزند ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔"

﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

تعلیم اذان کی عجیب وغریب روایت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اپنے محبوب ﷺ کو اذان سکھائے۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک براق لے کر پہنچے جب آپ ﷺ نے سوار ہونے کا قصد کیا تو براق نے شوخی کی۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اطاعت کیلئے ٹھہر جا، خدا کی قسم! محمد ﷺ خدا کے برگزیدہ ترین بندے تجھ پر سوار ہوں گے۔ سکوت براق کے بعد آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے یہاں تک کہ اس حجاب عظمت تک آئے جو بارگاہ رحمٰن کے نزدیک ہے۔ اسی دوران اس حجاب کی پشت سے ایک فرشتہ باہر آیا اور اس نے کہا: ''**اللہ اکبر اللہ اکبر**'' حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا، میں اکبر ہوں، میں اکبر ہوں۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: ''**اشھد ان لا الہ الا اللہ**'' حجاب کی پشت سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا: میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر فرشتے نے کہا: ''**اشھد ان محمدا رسول اللہ**'' اور پردۂ حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا: میں نے محمد ﷺ کو رسول بنایا۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: ''**حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح، قد قامت الصلوۃ**'' اس کے بعد کہا: ''**اللہ اکبر، اللہ اکبر**'' پس عقب پردہ سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ میں اکبر ہوں۔ میں اکبر ہوں۔ فرشتے نے پھر کہا: ''**لا الہ الا اللہ**'' پس پردہ سے کہا گیا۔ میرے بندے

نے سچ کہا۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد فرشتے نے حضور نبی کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا۔ آسمان والوں میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام بھی تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے آسمان و زمین والوں پر اشرف و کمال اور برتری کو کامل فرما دیا۔

﴿بزاز﴾

نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ''اور یاد کرو، جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں، تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کیا فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔''

آیت مذکورہ کی تفسیر میں ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ عہد و پیمان نہ لیا ہو کہ محمد ﷺ پر ضرور ایمان لانا اور آپ ﷺ کی مدد کرنا، بشرطیکہ وہ تمہارے زمانہ حیات میں ظہور پذیر ہو جائیں، ورنہ اپنی امت سے عہد و میثاق کر لینا کہ وہ سب حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور مدد کریں بشرطیکہ ان کے زمانہ حیات میں وہ مبعوث ہو جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مذکور (ذکر) حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد میں مبعوث ہونے والے انبیاء کرام علیہم السلام سے فرماتا رہا۔ تمام سابقہ امتیں اپنے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے بشارت ظہور سنتی رہیں اور آپ کے وسیلہ سے دعائے فتح و ظفر مانگتی رہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بہترین امت، بہترین عہد، بہترین صحابہ رضی اللہ عنہم اور بہترین شہر میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس شہر میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا قیام فرمایا۔

یہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حرم تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت مدینہ کیلئے حکم فرما دیا۔ اس لیے وہ شہر نبی کریم ﷺ کا حرم ہے تو گویا مقام بعثت اور مقام ہجرت دونوں حرمین ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

دعائے ابراہیم علیہ السلام اور بشارت ابن مریم:

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دعا کی: "**ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم**" تو ان سے فرمایا گیا کہ ہم نے تمہاری درخواست قبول کر لی اور وہ ختم الانبیاء سب کے بعد جلوہ افروز ہوں گے۔

﴿ابن جریر فی التفسیر﴾

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔"

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتائیے۔" ارشاد فرمایا: "ضرور۔ میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور جن لوگوں نے میرے ظہور کی بشارت دی تھی، ان میں آخری بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، میں ان کی بشارت ہوں۔"

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، انہوں نے اس وقت دعا مانگی جب وہ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے کہ "**ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم**" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مجھے ظاہر فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور اولاد ابراہیم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے رخصت کرنے کے لیے حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہوئے جب آپ کا گزر نرم و شاداب علاقہ پر ہوتا تو فرماتے: "اے جبریل علیہ السلام! یہاں اتروں؟" مگر حضرت جبریل علیہ السلام منع کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ آ گئے۔ اب حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا "سیدنا ابراہیم علیہ السلام! یہاں پر اتر جائیے۔" آپ نے کہا "اس مقام پر نہ دودھ دینے والے جانور ہیں اور نہ کھیتی ہے۔" انہوں نے کہا "ہاں یہاں اتر جائیں۔ اسی جگہ اللہ تعالیٰ آپ کے فرزند کی نسل سے اس نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمائے گا جس کے ذریعہ کلمہ دین حق کی تشریح و تکمیل فرمائے گا۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ہاجرہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ نکلیں تو کسی شخص نے ان سے کہا: "اے ہاجرہ! تمہارا یہ بیٹا کثیر خاندانوں کا باپ ہے اور انہیں کی نسل سے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے جو حرم کے بسانے والے ہوں گے۔"

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمتہ اللہ علیہ سے ہی روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میں تمہاری نسل سے بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا اور اس نبی تہامی کو مبعوث فرماؤں گا جسکی امت بیت المقدس کے ہیکل کو مسجد بنائے گی' وہ نبی خاتم الانبیاء ہوگا اور اس کا نام نامی احمد ﷺ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کی آمد کی بشارت:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس مردوں پر پہنچی تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور ان میں لوٹ مار مچا دی۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا: اے موسیٰ! ان کیلئے بددعا نہ کرو، اس لیے کہ ان لوگوں کی نسل سے نبی امی، بشیر و نذیر پیدا ہوں گے اور ان میں امت محمد یہ پیدا ہوگی۔

یہ لوگ خدا کے تھوڑے رزق پر راضی ہوں گے اور خدا ان کے تھوڑے عمل سے راضی ہوگا اور وہ اُمت "لا الہ الا اللہ" کہتی ہوئی جنت الفردوس میں داخل ہوگی۔

ان کے نبی محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں جو اپنی وضع قطع میں متواضع ہوں گے۔ ان کا سکوت، حکمت و دانائی کی وجہ سے ہوگا۔ ان کی گفتگو حکمت و دقائق پر مبنی ہوگی، حلم اور سنجیدگی ان کی خصلت ہوگی۔ میں اہل قریش کے بہترین گھرانے میں ان کو پیدا کروں گا، وہ قریش کے منتخب روزگار فرد ہوں گے، تو وہ بہتر ہیں اور بہتر لوگوں کی طرف مبعوث ہیں اور ان کے متبعین اچھائی اور خیر کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

﴿طبرانی﴾

آسمانی کتب میں نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل:

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والانجیل

﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: "وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔"

- دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار رحمآء بینهم ترهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیما هم فی وجوههم من اثر السجود

ذلک مثلهم فی التوارة و مثلم فی الانجیل کزرع اخرج شطئه فازره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے، اس کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔''

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی کوئی خاص بات بتایئے تو انہوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم! آپ ﷺ توریت میں بیان کردہ اوصاف سے متصف ہیں اور آپ ﷺ کی بہت کچھ صفتیں قرآن میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ ﷺ کو شاہد، مبشر، نذیر اور امیوں کا کر کے رسول بنایا۔ آپ ﷺ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کا نام المتوکل رکھا۔ نہ آپ ﷺ بدخلق ہیں اور سخت مزاج اور نہ درشت خو۔ نہ آپ ﷺ بازاروں میں زور سے بولنے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں بلکہ عفوودرگزر آپ ﷺ کی خصلت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح مبارک اس وقت تک قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ ''کجرو'' سیدھے نہ ہو جائیں اور وہ ''**لا اله الا الله**'' نہ کہہ لیں۔ آپ ﷺ کے ذریعہ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت مکہ کی خبر کو سنا تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کو آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے ابن سلام! تم اہل مدینہ کے عالم ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے توریت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ کیا تم میری صفت اللہ کی کتاب میں پاتے ہو؟''

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے محمد ﷺ! آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے؟''

یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ عین اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر وحی سنائی:

قل هو الله احد، الله الصمد، لم یلد، و لم یولد، و لم یکن له کفوا احد

﴿سورۃ اخلاص﴾

ترجمہ: ''تم فرماؤ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ ہی اس کے جوڑ کا کوئی۔''

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ ''دل نشین و دل کشا'' کلام سن کر عرض کیا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا اور بلاشبہ میں نے خدا کی کتاب توریت میں یہ پڑھا ہے کہ ''اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا۔ آپ نہ سخت مزاج، درشت خو اور بدگو ہیں اور نہ بازاروں میں چیخنے چلانے والے ہیں اور نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ کی روح کو قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ کجرو لوگ سیدھی راہ پر نہ آ جائیں اور وہ دل کے اخلاص کے ساتھ یہ کہنے لگیں: ''لا الہ الا اللہ'' ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔''

اس کے بعد بہ طریق حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی تعریف توریت میں اس طرح ہے:

''انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا''

﴾سورہ الاحزاب﴿

✿ آخر تک اس آیت قرآن کو پڑھا۔

﴾ابن عساکر، تاریخ دمشق﴿

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند حدیث بیان کی۔

✿ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلی سطر میں ہے: (مسند دارمی، بیہقی)

''محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں، نہ وہ بدخلق و سخت مزاج اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں مگر بہت زیادہ عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں، ان کی ولادت کا مقام مکہ مکرمہ اور ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ اور ان کی مملکت شام میں ہے۔''

✿ اور دوسری سطر میں ہے:

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے، وہ ہر خوشی اور غم میں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور ہر بلندی پر اس کی کبریائی بیان کریں گے۔ سورج پر نگہداشت کرتے ہوئے نمازیں پڑھیں گے اگرچہ وہ سواری پر سوار ہوں اور وہ لوگ اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے، ان کے اعضاء وضو روشن ہوں گے اور رات کے وقت ان کی آوازیں فضائے آسمانی میں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند گونجتی ہوں گی۔''

﴾مسند دارمی، ابن عساکر﴿

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا

کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف توریت میں کس طرح پائی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا: ہم نے توریت میں پڑھا ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جائیں گے اور ان کا ملک شام ہوگا، نہ وہ ''بے ہودہ گو'' ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی دے دیں گے بلکہ عفوو درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرے گی، وہ ہر رنج وراحت میں حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرے گی اور اپنے اعضاء کا وضو کرے گی اور کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنی نمازوں میں اسی طرح صف بستہ ہوگی جس طرح میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں ان کی مساجد میں گونج ہوگی جس طرح شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں، ان کی اذانوں کی آواز فضائے آسمانی میں سنی جائے گی۔

﴿مسند دارمی، ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری علامات اور اوصاف میں (سابقہ کتب سماوی) میں بیان ہوا ہے کہ:

''احمد ﷺ متوکل ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے نہ وہ بدخلق اور سخت مزاج ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے والے ہیں، ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے ولی اور نصف کمر پر تہبند باندھنے والی ہے، وہ اپنے اعضاء جسمانی پر وضو کریں گے اور ان کے سینوں میں کتاب الٰہی ہوگی، وہ نمازوں کیلئے اس طرح صفیں باندھیں گے جس طرح میدان جنگ میں صفیں باندھی جاتی ہیں اور ان کی قربانیاں ایسی ہوں گی جس سے میرا قرب حاصل ہوگا، راتوں میں عبادت کریں گے، اور دنوں میں وہ شیر دل جنگ کریں گے۔''

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ، ابونعیم﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف انجیل میں اس طرح ہیں کہ وہ نہ بدخلق ہیں، نہ سخت مزاج، نہ سوقیانہ اور بازاری انداز سے شور و غوغا کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہوں گے بلکہ عفوو درگزر سے کام لیں گے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:

''آپ توریت میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف کس طرح پاتے ہیں؟''

❁ تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

''ہم نے توریت میں حضور نبی کریم ﷺ کی یہ صفتیں پائیں ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کا نام متوکل ہے، وہ نہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج اور نہ سوقیانہ و بازاری فقرے اور آوازے کستے ہیں اور انہیں کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اندھی آنکھوں کو بینائی دے اور بہرے کانوں کو

شنوائی بخشے اور ٹیڑھی زبانیں حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سیدھی ہوں گی یہاں تک کہ "لا الہ اللہ وحد لاشریک لہ" کی وہ گواہی دیں گے۔ وہ مظلوموں کی دستگیری فرمائیں گے اور کمزوروں کو زورداروں سے بچالیں گے۔"

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

مجھے محبوب کا امتی بنادے: (موسیٰ علیہ السلام)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب توریت نازل ہوئی اور انہوں نے اسے پڑھا تو اس امت کا تذکرہ اس میں پایا۔ انہوں نے عرض کیا: اے رب! میں توریت کی تختیوں میں اس امت کا ذکر کر پاتا ہوں جن کا زمانہ تو آخری زمانہ ہوگا مگر ان کا داخلہ جنت میں پہلے ہوگا تو ایسے لوگوں کو میری امت میں شامل فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ امت تو احمد مجتبیٰ نبی آخر الزماں ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! میں نے ان تختیوں سے یہ جانا ہے کہ وہ امت فرمانبردار ہوگی اور اس کی دعائیں مستجاب ہوں گی، تو اسے میری امت بنادے۔ رب عظیم نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا: اے پروردگار عالم! میں نے ان الواح میں پڑھا ہے کہ وہ ایسی امت ہے کہ جس کے سینوں میں کتاب الٰہی ہے جس کو پڑھیں گے تو اظہار ہوگا تو اس امت کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار کائنات! میں نے ان الواح میں پایا ہے کہ وہ امت غنائم سے تمتع کرے گی تو اس امت کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ وہ امت صدقات کے اموال کھائے گی اور پھر اس پر انہیں اجر وثواب بھی دیا جائے گا، تو اس کو میری امت بنادے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ اس امت کا کوئی شخص اگر نیکی کا اراہ کرے اور وہ کسی بے بسی کی بنا پر اس نیکی کو نہ کر سکے، تب بھی وہ نیکی اس کے حساب میں تحریر کر لی جائے گی اور اگر وہ اس نیکی کو عمل میں لے آئے تو اس کیلئے دس نیکیاں درج کی جائیں گی تو اس امت کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب قدیر! میں نے الواح مقدسہ میں دیکھا ہے کہ جب اس امت میں سے کوئی شخص بدی کا ارادہ کرے اور پھر خوف خداوندی سے باز رہے تو

کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر ارتکاب کر لے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ فرمایا: وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح میں نے تحریر پایا ہے کہ وہ امت علم اولین و آخرین کی وارث ہوگی اور گم راہ پیشواؤں اور مسیح دجال کو ہلاک کرے گی، اس کو میری امت بنا دے۔ ارشاد فرمایا: وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے مہربان پروردگار! پھر تو تو مجھے احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت میں شامل فرما دے۔ اس کے جواب مین ان کو دو خصلتیں عطا فرمائی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسا لا تی و بکلامی فخذ مآ اتیتک و کن من الشکرین

﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: ''اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو نے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں سے ہو۔''

اس ارشاد پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں راضی ہوگیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی عالم کو روتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے کچھ باتیں یاد آ گئی ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: خدا کی قسم! اگر میں تجھے بتا دوں کہ تو کن باتوں کو یاد کر کے رویا ہے تو کیا تو میری تصدیق کرے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔

انہوں نے اس سے کہا: ''میں تجھے اللہ کا واسطہ اور قسم دیتا ہوں، کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب میں یہ واقعہ نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت پر نظر ڈالی تو بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں توریت میں ایسی امت کو ذکر پاتا ہوں جو ایک بہترین امت ہے، وہ لوگوں کی ہدایت کیلئے پیدا کی گئی ہے جو نیکیوں کا حکم کرتی اور برائیوں سے روکتی ہے اور وہ کتاب اول اور کتاب آخر پر ایمان رکھتی ہے اور وہ گم کردۂ راہ، افراد اور قوموں سے قتال کرے گی حتی کہ شیطان دجال کو ہلاک کرے گی۔ اے میرے رب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

اس یہود عالم نے کہا: ''درست ہے۔'' پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو کتاب موسیٰ علیہ السلام نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت کو پڑھا تو عرض کیا: اے الہ العالمین! میں اس میں ایک امت کا تذکرہ پاتا ہوں کہ وہ بہت حمد و ثناء کرنے والی اور سورج کی نگہبانی کرنے والی ہوگی اور جب وہ کسی بات کا ارادہ کرے گی تو اس میں استحکام ہوگا اور انشاء اللہ سے آغاز کرے گی، تو ان لوگوں کو میری امت میں شامل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ

ﷺ کی امت ہے۔" اس یہودی عالم نے کہا: "تمہارا کہنا درست ہے۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں تجھے قسم دیتا ہوں کیا تو نے کتاب آسمانی میں یہ نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صحیفہ آسمانی کے مطالعہ کے بعد التجاء کی۔ اے خالق کائنات! میں مطلع ہوا ہوں کہ ایک امت ایسی ہے کہ جب ان میں سے کوئی بلندی پر چڑھتا ہے تو خدا کی کبریائی بیان کرتا ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو تحمید کرتا ہے ان کیلئے روئے زمین کی تمام سطح سجدہ گاہ اور مٹی پاک و طاہر کر دی گئی ہے جسے وہ رفع نجاست و جنابت کیلئے استعمال کریں گے۔ ان کے اعضاء وضو روشن اور چمکدار ہوں گے تو انہیں میری امت بنا دے۔" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

یہودی عالم نے کہا: "بالکل صحیح ہے۔" حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں پھر تجھے قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے خدا کی نازل کردہ کتاب میں نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب توریت کو پڑھا تو عرض کیا: "اے رب قدیر! میں ایسی امت مرحومہ کا ذکر پاتا ہوں جو اپنی کمزوری کے باوجود کتاب اللہ کی وارث ہے اور ان کو تو نے برگزیدہ کیا ہے مگر کچھ تو ان میں اپنی جانوں پر زیادتی کریں گے اور کچھ لوگ راہ اعتدال پر چلیں گے اور کچھ لوگ ان میں سے نیکیوں میں سبقت لے جائیں گے۔ پس اے صاحب جود و عطا! ان سب کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

یہودی عالم نے کہا: "تم نے حقیقت بیان کی۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں جواب دے کہ کیا تو نے کتاب منزل میں یہ نہیں پایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تلاوت توریت کے بعد دعا کی: "اے کارساز عالم! میں الہامی کتاب میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جن کے سینوں میں کتاب خداوندی منقوش ہے اور وہ لوگ عالم آخرت میں اہل جنت کے رنگارنگ لباس زیب تن کریں گے اور اپنی نمازوں میں ایسی صف بندی کریں گے جیسی فرشتے کرتے ہیں۔ مسجدوں میں ان کی آوازیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند گونجیں گی۔ ان لوگوں میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہ جائے گا۔ بجز اس کے جو نیکیوں سے بالکل تہی دامن ہو جس طرح خزاں کا درخت ننگا ہوتا ہے۔ پس اے مجیب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل فرما دے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔" یہودی عالم نے کہا: "تم نے صداقت کا اظہار کیا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اس فضیلت کا علم ہوا جو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مرحمت فرمائی ہے تو احساس فضیلت و برتری کی بنا پر خواہش کی کہ کاش میں بھی امت محمدیہ میں شامل ہو سکتا۔ اس حالت تاثر میں اللہ تعالیٰ نے ان پر تین آیتیں نازل فرمائیں اور ان کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مسرت و انبساط بخشا گیا۔ ان آیات مبارکہ کے مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

یا موسی انی اصطفیتک علی الناس بر سالا تی و بکلا می

﴿سورہ الاعراف﴾

ترجمہ: "اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے"

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طمانیت قلب حاصل ہوگئی اور وہ خوش ہو گئے۔

﴿ابونعیم﴾

توریت میں امت محمدیہ کے اوصاف:

حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کے بارے میں بتائیے۔ انہوں نے کہا میں خدا کی کتاب توریت میں اس کا تذکرہ اس طرح پاتا ہوں کہ:

حضور احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت بہت زیادہ حمد الٰہی میں مصروف رہنے والی ہے جو مساعد اور نا مساعد ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی۔ ہر بلندی پر کبریائی اور ہر پستی پر تسبیح بجا لائے گی۔ ان کی اذانیں فضاء آسمانی میں گونجیں گی اور ان کی نمازں میں بھی اس طرح گونج ہوگی جیسے درخت پر شہد کی مکھیوں کی گونج ہوتی ہے۔ وہ فرشتوں کی صفوں کی مانند اپنی نمازوں میں صفیں بنائیں گے اور میدان جہاد میں بھی مثل نمازوں کے صف بندی کریں گے۔ فرشتے ان کے آگے اور پیچھے تیز پیکاں والے تیر لیے کھڑے ہوں گے اور جب وہ راہ خدا میں صف بستہ ہوں گے تو حق تعالیٰ ان پر سایہ کناں ہوگا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح شاہین اپنے آشیانہ پر سایہ کرتا ہے، اسی طرح یہ لوگ میدان جنگ میں قائم رہیں گے تاوقتیکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نہ آجائیں۔

﴿ابونعیم﴾

احمد مجتبیٰ کا منکر جہنمی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ جو شخص مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کا منکر ہے تو میں اسے جہنم میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! احمد کون ہے؟ فرمایا:

''میں نے کسی مخلوق کو ان سے بڑھ کر مکرم نہیں بنایا اور میں نے ان کا نام تخلیق آسمان و زمین سے پہلے عرش پر لکھا۔ بلاشبہ میری تمام مخلوق پر جنت حرام ہے جب تک وہ ان کی امت میں داخل نہ ہو۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان کی امت کیسی ہے؟ فرمایا: وہ بہت زیادہ حمد کرنے والی امت ہے جو چڑھتے ہوئے اور اترتے ہوئے ہر حال میں خدا کی حمد کرنے والی ہے۔ وہ اپنی کمریں باندھیں گے اور اعضاء کو پاک کریں گے۔ وہ دن میں روزہ دار اور رات کو ذکر واذکار اور عبادت میں گزار دیں گے۔ ان کے قلیل عمل کو قبول کروں گا اور ''لا الہ الا اللہ'' کی شہادت پر ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

عرض کیا اس امت کا نبی مجھے بنا دے؟ فرمایا: اس امت کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کیا: مجھے اس نبی کا امتی بنا دے؟ فرمایا: تمہارا زمانہ پہلے ہے اور ان کا زمانہ آخر میں، لیکن بہت جلد میں تم

کو اوران کو بیت الجلیل میں یکجا کردوں گا۔

﴿ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت اشعیاء علیہ السلام کو بشارت مصطفیٰ:

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اشعیاء علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی: کہ ''میں نبی اُمی کو مبعوث کرنے والا ہوں جس کے ذریعے بہرے کان، محجوب دل اور اندھی آنکھیں کھولوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور اس کا ملک شام ہے۔ یہ میرا بندہ متوکل، مصطفیٰ، مرفوع، حبیب، محبوب اور مختار ہے جو برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ عفو و درگزر اور بخشش سے کام لے گا۔ ایماندار لوگوں کے ساتھ رحمدلی برتے گا اور قوت سے زیادہ لدے ہوئے اور بوجھل جانور کو دیکھ کر دردمند ہو جائے گا اور بے سہارا عورت کی گود میں یتیم بچوں کیلئے وہ دل گرفتہ ہوگا نہ وہ بدخلق ہوگا نہ سخت مزاج۔ نہ بازاروں میں شور مچاتا پھرے گا نہ فحش کے ذریعہ زینت کو پسند کرے گا نہ وہ یاوہ گو ہے نہ بری بات کہنے والا اگر وہ چراغ کے قریب سے گزرے گا تو سکون و وقار سے، تاکہ چراغ گل نہ کردے اور اگر وہ طویل و سخت میدان پر بھی رواں ہوگا تو اس کی رفتار پروقار اور بے آواز ہوگی۔ وہ مبشر و نذیر ہے۔ میں اس کے اعمال میں توازن اور اخلاق میں حسن و عظمت دوں گا، طمانیت و وقار کو اس کا لباس بناؤں گا اور نیکی کو اس کا شعار، تقویٰ کو اس کا ضمیر اور حکمت کو اس کی فراست بناؤں گا اور صدق و وفا اس کی طبیعت ہوگی اور عفو و بخشش اور بھلائی اس کی عادت ہوگی۔ عدل و انصاف اس کی سیرت، حق اس کی شریعت، ہدایت اس کا امام اور اسلام اس کی ملت ہوگی۔ اس کا نام گرامی احمد ہے۔ میں اس کے ذریعہ گمراہی سے لوگوں کو نجات دوں گا اور اس کے ذریعہ جہالت سے لوگوں کو علم عطا کروں گا اور اس کے ذریعہ گمنامی کے بعد سربلندی عطا کروں گا اور ناواقفیت کے بعد اس کے ذریعہ لوگوں کو معرفت دوں گا اور قلت کے بعد اس کے ذریعہ کثرت دوں گا اور مفلسی کے بعد اس کے ذریعہ تونگر بناؤں گا اور انتشار و تفریق کے بعد اس کے ذریعہ مجتمع کروں گا اور دلوں میں اس کے ذریعہ الفت پیدا کروں گا اور پراگندہ خیالات مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد، فکر اور خیرسگالی پیدا کروں گا اور اس کی امت کو خیرامت یعنی بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کی ہدایت کیلئے ظاہر کی گئی ہے۔ وہ امت نیکی کا حکم دے گیا اور برائی سے منع کرے گی۔ وہ لوگ میری وحدانیت کا چرچا کریں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے، میرے ساتھ عقیدہ اور محبت میں اخلاص ہوگا اور میرے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول جو الہام و ہدایت لائے ہیں وہ ان سب کی تصدیق کریں گے اور وہ لوگ نمازوں کے اوقات کیلئے سورج کے طلوع و غروب پر نظر رکھیں گے۔ ایسے دموں، ایسے چہروں اور ایسی روحوں کو خوشخبری ہو جو میرے ساتھ مخلص ہوں گے۔ میں ان کو مسجدوں میں، مجلسوں میں، ان کے کاروباری اداروں میں، ان کی گزرگاہوں میں اور ان کی آرام گاہوں میں تسبیح و تکبیر اور تحمید و توحید کرنے کی توفیق دوں گا۔ وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح عرش کے گرد فرشتے صف بناتے ہیں۔ وہ میرے

محبوب و محسن اور مددگار ہیں۔ میں ان کے ذریعے اپنے دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ وہ میرے لیے قیام و قعود اور رکوع و سجود کے ساتھ نمازیں پڑھیں گے۔ وہ میری رضا و خوشنودی کی خاطر اپنے دیار و اعصار اور جائیدادوں سے دست کش ہوں گے، وہ قتل کریں گے اور شہید بھی ہوں گے۔ ان کی جماعت مجاہدین میں بڑی تعداد ہوگی۔ میں ان کی کتاب کے ذریعہ دوسری کتابوں کو اور ان کے نظام زندگی کے ذریعہ دوسرے باطل نظاموں کو اور ان کے قانون شریعت کے ذریعہ دوسرے خلاف عدل سیاہ قوانین کو ختم کر دوں گا۔ پس جو کوئی بھی ان کے زمانہ کو پائے پھر بھی ان کی کتاب کو نہ مانے اور ان کے دین یعنی نظام حیات اور قانونی شریعت کو نہ اپنائے، تو وہ میرا نہیں اور مجھ سے بری ہے۔

میں نے ان کو تمام امتوں پر افضل بنایا اور ان کو ''امت وسط'' اور تمام لوگوں پر گواہ بنایا جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو میری تکبیر کہتے ہیں اور جب وہ لاچار ہوتے ہیں تو میری کبریائی بیان کرتے ہیں اور جب جھگڑے ہیں تو میری تسبیح کرتے ہیں۔ وہ اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو وضو کے ساتھ پاک وصاف کرتے ہیں اور نصف کمر پر تہبند باندھتے ہیں اور ہر نشیب و فراز پر تہلیل و تکبیر کرتے ہیں۔ ان کی قربانیاں ان کا خون بہانا ہے۔ کتاب اللہ ان کے سینوں میں محفوظ ہے وہ رات کو عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ان کا منادی یعنی مؤذن اپنی آواز سے فضاء آسمانی میں گونج پیدا کر دیتا ہے جس طرح شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے خوشخبری ہو اسے جو ان کے ساتھ ہے اور ان کے دین، ان کے طریقہ اور ان کی شریعت پر ہے۔ یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں اور میں ہی صاحب فضل عظیم ہوں۔

﴿ابن ابی حاتم، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جارود بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کیا پھر کہا قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ بے شک میں نے انجیل میں آپ کی صفت پائی ہے اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ایمان نہیں لائے اب امارتِ فاروقی میں اسلام لائے ہو، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرے والد نے میرے لیے ایک کتاب جو توریت سے ماخوذ تھی لکھی اور میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا اس کے بموجب عمل کرنا اور حقوق ابوت کا احساس دلاتے ہوئے مجھ سے عہد لیا کہ میں اس کتاب کی مہر کو نہ توڑوں کیونکہ انہوں نے اپنی تمام کتابوں پر مہریں لگا دیں تھیں۔ پھر جب میں نے اسلامی تحریک کو دیکھا تو اس میں از سرتاپا بھلائی اور اس کی اشاعت میں ارتقاء اور غلبہ پایا تو مجھے خیال ہوا کہ شاید اس کتاب میں میرے باپ نے کچھ

ضروری علم میرے لیے مخفی کر رکھا ہے لہٰذا میں نے مہر کو ہٹایا تو اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی اور آپ کی امت یعنی پیروانِ رسول اللہ ﷺ کی توصیف پائی۔ بہر حال میں اب آیا اور اسلام لایا۔

﴿ابونعیم﴾

محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبین ہیں:

حضرت شہر بن حوشب حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میرا والد تمام لوگوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ علم کو مجھ سے چھپاتا بھی نہ تھا۔ اس نے اپنی موت کے وقت مجھے بلایا اور کہا: ''اے بیٹے! تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے علم کو تم سے پوشیدہ نہیں رکھا ہے بجز دو ورقوں کے۔ ان اوراق میں ایک نبی ﷺ کا ذکر ہے جن کی بعثت کا زمانہ بہت قریب ہے لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہیں اس کی اطلاع کر دوں اس لیے کہ مجھے خطرہ ہے کہ بعض نبوت کے جھوٹے مدعی ظاہر ہوں اور تم ان کی اطاعت کرنے لگو۔ لہٰذا میں نے ان دونوں ورقوں کو تمہارے سامنے کے روزن میں رکھ دیا ہے اور ان پر مہر لگا دی ہے، تم ان اوراق کو ابھی نہ دیکھنا۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کا ارادہ فرمائے اور وہ نبی مذکور آ جائے تم اس کی پیروی کرنا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گئے اور ہم نے ان کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد میرے لیے کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہ تھی کہ میں ان اوراق کو دیکھوں۔ بالآخر میں نے اس روزن کو کھولا اور ان ورقوں کو نکالا۔ ان میں لکھا تھا:

''محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبین ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے۔ وہ نہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں، وہ عفو درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی۔ وہ لوگ ایسے ہوں گے کہ ہر حالت میں اللہ کی حمد کریں گے، ان کی زبانیں حمد و سپاس میں سرگرم، وہ دشمنانِ دین کے مقابلے میں اپنے نبی کی مدد کریں گے۔ وہ اپنی شرمگاہوں کو دھوئیں گے اور نصف کمر پر تہبند باندھیں گے۔ خدا کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی اور وہ باہم اتنے رحیم و کریم ہوں گے جس طرح ماں جائے بھائی باہم رفیق و شفیق ہوتے ہیں اور وہ لوگ قیامت کے دن تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اس کے بعد جب تک خدا نے چاہا میں ٹھہرا رہا مجھے اطلاع ملی کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ میں انتظار کرنے لگا کہ آپ ﷺ کی نبوت پر یقین کرنے کیلئے ثبوت مل جائے۔ اس کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور آپ ﷺ کے خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں اور ان کا لشکر ہمارے علاقہ کی طرف آ رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا: میں ان کے دین کو اس وقت تک قبول نہیں کروں گا جب تک میں ان کے اقوال و اعمال کو نہ دیکھ لوں۔

بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ عامل ہماری طرف آئے اور میں نے ان کے اندر وفائے عہد اور وہ جملہ علامات دیکھ لیں تو جان گیا کہ یہ وہی امت اور وہی لوگ ہیں جن کا میں انتظار کر رہا تھا۔ اللہ گواہ ہے ایک رات میں اپنے مکان کی چھت پر تھا تو میں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص

کلام الٰہی کی یہ آیت تلاوت کر رہا ہے:

یا یھا الذین اوتو الکتاب امنوا بما نزلنا مصد قا لما معکم من قبل ان نطمس وجوھا

﴿سورہ النساء﴾

ترجمہ: ''اے کتاب والو! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتا قبل اس کے کہ ہم بگاڑیں کچھ مونہوں کو۔''

جب میں نے اس آیت کو سنا تو میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صبح ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ میرے منہ کو میرے گدھے کی طرح بنا دے۔ اس وقت میری بس ایک خواہش تھی کہ کسی طرح سورج طلوع ہو جائے اور کاش ابھی صبح ہو جائے۔ پھر جب صبح ہوئی تو میں مسلمانوں کے پاس گیا۔ (اس روایت کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بہ طریق حضرت مسیّب بن رافع وغیرہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔)

﴿ابونعیم﴾

حضرت داؤد علیہ السلام کو بشارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی: اے داؤد! تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صادق ہے۔ نہ اس پر میرا کبھی غضب ہوگا اور نہ کبھی وہ میری نافرمانی کرے گا۔ میں اس کے سبب اس سے اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کروں گا۔ اس کی امت، امت مرحومہ ہے، میری بخشش اوران پر بہت ہوگی، ان میں سے بعضوں پر بعض بخششیں انبیاء کرام علیہم السلام کی مانند ہوں گی۔ میں ان پر ایسے فرائض لازم کروں گا جو انبیاء کرام علیہم السلام پر کیے ہیں۔ وہ امت قیامت کے دن اس شان سے آئے گی کہ ان کا نور انبیاء کرام علیہم السلام کے نور کے مانند ہوگا اور یہ نور اس عائد کردہ فرض کی وجہ سے ہوگا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہر نماز کیلئے طہارت کریں گے اور مثل انبیاء کرام علیہم السلام کے غسل جنابت کریں گے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہر نماز کیلئے طہارت کریں گے اور مثل انبیاء کرام علیہم السلام کے دین حق کی مدافعت اور اشاعت کیلئے جہاد کریں گے۔ اے داؤد! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے اور میں ان کو ایسی چھ خصلتیں دوں گا جو میں نے دیگر کسی امت کو نہیں دی ہیں اور ان کی خطا و نسیان پر گرفت نہ کروں گا۔

﴿بیہقی﴾

حساب و کتاب اور عذابوں سے محفوظ:

حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تم نے توریت پڑھی ہے؟ اس نے کہا: ''ہاں۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''کیا انجیل بھی؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قسم دے کر کہا:

''کیا تم نے توریت اور انجیل میں میری صفت پڑھی ہے؟''

اس نے کہا'' آپ ﷺ کے اوصاف کے مانند اوصاف، آپ ﷺ کی ہیبت کی مانند ہیبت اور آپ ﷺ کے ظہور کے مانند ظہور ہونے کا حال ہم نے پڑھا ہے مگر ہمیں امید ہے کہ وہ نبی ہم میں سے ہوگا جب آپ نے ظہور فرمایا تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ نبی موعود شاید آپ ہی ہوں پھر جب ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو ہم سمجھ گئے کہ وہ آپ ﷺ نہیں ہیں۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے یہ کیسے جانا؟'' اس نے کہا: ''ان کے ساتھ ان کی امت میں سے ستر ہزار لوگ ایسے ہوں گے جن پر کچھ حساب و کتاب اور عذاب نہ ہوگا اور آپ ﷺ کا حال یہ ہے کہ تھوڑے سے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً میں ہی وہ نبی ہوں اور جس امت کی تم نے تعریف بیان کی ہے وہ میری ہی امت ہے اور وہ ستر ہزار سے بہت زیادہ ہیں۔''

﴿طبرانی، بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

رسول اللہ ﷺ کا حلم:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے چہرے پر نظر ڈالی تو علامات نبوت میں سے کوئی علامت باقی نہ رہی جس کو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے روئے انور میں نہ دیکھ لیا ہو، صرف دو باتیں ایسی رہیں، جن کو میں چہرۂ انور سے نہ پہچان سکا۔ (۱) آپ ﷺ کا حلم آپ کے جہل پر غالب ہوگا۔ (۲) دوسروں کے جہل کی بناء پر آپ ﷺ پر شدت کرنے سے آپ ﷺ کا حلم ہی زیادہ ہوگا۔

چنانچہ اس کی پہچان کیلئے میں نے نبی کریم ﷺ سے نرمی کا برتاؤ اختیار کر کے ایک معاملہ کیا تاکہ میں بعد میں طے شدہ معاملہ کے خلاف کر کے آپ کے حلم اور جہل کو پہچان سکوں۔ لہٰذا میں نے ایک خاص مدت مقرر کر کے ایک متعین کھجور کی مقدار خریدنے کا معاملہ کیا اور آپ ﷺ کو قیمت دی، پھر اس مدت مقررہ سے دو یا تین دن پہلے میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کی قمیص اور چادر کے ایک گوشہ کو پکڑ کر غضبناک جذباتی ہیجان کے عالم میں کہا:

''اے محمد ﷺ! تم میرا حق ادا نہ کرو گے، واللہ! تم سب آلِ مطلب بدمعاملگی کرنے والے لوگ ہو، اور بے شک تمہارے اس معاملہ میں لاپرواہی کو میں خوب جانتا ہوں۔''

میری یہ یاوہ گوئی سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ''اے دشمن خدا تو رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات کہتا ہے اور پھر میں موجود سن رہا ہوں، خدا کی قسم! اگر'' مجھے حضور نبی کریم ﷺ کا اس درجہ احترام نہ ہوتا'' تو میں اپنی تلوار سے اب تک تیرا سر اڑا چکا ہوتا۔'' رسول اللہ ﷺ غیر معمولی سکون اور وقار کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے۔ اس کے بعد فرمایا:

''اے عمر رضی اللہ عنہ! میں اور یہ، تمہاری اس درشت بات کے علاوہ کسی اور ہی چیز کے متمنی تھے۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! تم مجھ سے حسنِ ادا کو کہتے اور ان کو مہذب طریقہ کے تحت مطالبہ کرنے کی تلقین کرتے۔ جاؤ اے عمر رضی اللہ عنہ! انہیں لے جاؤ ان کا مطالبہ پورا کرنے کے بعد مزید بیس صاع کھجوریں ان کی خوش دلی حاصل کرنے کیلئے دینا کیونکہ تم نے انکو رنج دیا ہے، امید ہے یہ بددل نہ ہوں گے۔''

انہوں نے تعمیل کی۔ اس کے بعد میں نے کہا:

''اے عمر رضی اللہ عنہ! نبوت کی تمام علامتیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پرنور چہرے میں دیکھ لی تھیں، صرف دو علامتیں ایسی تھیں جن کو میں جاننا چاہتا تھا۔ ایک یہ کہ ان کا حلم ان کے غیظ پر غالب رہے گا۔ دوسرے یہ کہ جاہلوں کی ان کے ساتھ جس درجے کی شدت ہوگی، اسی قدر ان کا حلم و انضباط ان کے ساتھ بڑھے گا تو میں نے یہ دونوں نشانیاں پہچان لیں۔'' لہٰذا اب میں اقرار کرتا ہوں کہ: ''میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا۔''

﴿طبرانی، ابن حبان، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے کہا:

''توریت میں مذکورہ تمام صفتوں کو میں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں مجتمع اور موجود پایا، صرف صفت حلم باقی تھی۔ اس صفت کو دریافت کرنے کیلئے ایک مقررہ مدت سے پیشگی تیس دینار کھجوروں کی قیمت میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دے دی۔'' اس نے مذکورہ بالا واقعہ آخر تک بیان کیا مگر اس کے آخر میں یہ زائد ہے کہ اس یہودی نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! جو بے ادبی مجھ سے سرزد ہوئی ہے اس کیلئے مجھے کسی اور بات نے نہیں ابھارا تھا بجز اس کے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات میں توریت میں مذکور تمام صفتیں پاتا تھا مگر ایک صفت حلم کی مجھے آزمائش مقصود تھی جسے آج میں نے آزما لیا اور ویسا ہی پایا جیسا کہ توریت میں مذکور تھا۔ اس کے بعد وہ یہودی اور اس کے تمام گھر والے مسلمان ہوگئے۔

﴿ابن سعد﴾

صاحب علم:

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے جتنی کتابیں پڑھیں ہیں ان میں سے ہر ایک میں یہ تھا کہ ایک علم صاحب علم کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اس کے ساتھ اللہ ہوگا اور صاحب علم کو اللہ تعالیٰ تمام قوموں پر غالب فرمائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

غرور اور تکبر سے پاک:

حضرت موسیٰ بن یعقوب زمعی رحمۃ اللہ علیہ، سہل مولیٰ غثیمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل مریس کا نصرانی تھا، یتیم تھا اور اپنے چچا کی کفالت میں تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے انجیل کو پڑھا مطالعہ کے دوران مجھے

ایک ورق گوند سے چسپاں ملا۔ میں نے اس کو کھولا تو اس میں محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ اس طرح تحریر تھے:

''آپ ﷺ نہ کوتاہ قد ہوں گے نہ طویل القامت، گورا رنگ ہوگا، دو زلفیں ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، احتباء (دونوں پاؤں کو کھڑے کر کے پھر ہاتھوں کو ان کے آگے سے پکڑ بیٹھنے کو احتباء کہتے ہیں) کی ہیئت میں اکثر بیٹھیں گے، صدقہ کو قبول نہ کریں گے، دراز گوش اور اونٹ پر سواری کریں گے، بکری کا دودھ دوہیں گے، پیوند لگا لباس زیب تن فرمائیں گے جو شخص اپنی خصلت میں ایسا ہو وہ ظاہر ہے کہ غرور تکبر سے پاک ہوگا۔ آپ میں یہ تمام اوصاف ہوں گے، اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہوں گے اور اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا۔''

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب حضور نبی کریم ﷺ کا تذکرہ یہاں تک پڑھ چکا تو میرا چچا آ گیا جب اس نے اس ورق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تو نے اس ورق کو کیوں کھولا اور پڑھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں نبی موعود (ﷺ) کی نعت پڑھی ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ نبی ابھی نہیں آیا ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عمر بن حکم بن رافع سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے چچا اور دوسرے بزرگوں نے بتایا ہے کہ ان کے پاس ایک ورق قدیم زمانہ جاہلیت سے بطور میراث چلا آ رہا تھا پھر اسلامی تحریک شروع ہوئی اور اس کے قائد محترم حضرت محمد ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ ورق لایا گیا۔ اس میں لکھا تھا:

بسم اللہ وقوله الحق و قول الظلمین فی ثیاب

''اللہ کے نام سے شروع، اس کا قول حق ہے اور ظالموں کی باتیں کپڑوں میں ہیں۔ یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخر زمانہ میں آئے گی، وہ لوگ اپنے دامنوں کو لٹکائیں گے اور اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے اور دریاؤں کو عبور کر کے اپنے دشمنوں کی طرف جائیں گے، ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر وہ نماز قوم نوح علیہ السلام میں ہوتی تو وہ طوفان سے ہلاک نہ ہوتی اور قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا سے برباد نہ ہوتی اور ثمود میں ہوتی تو وہ چیخ سے ہلاک نہ ہوتے۔''

رسول اللہ ﷺ کے حضور جب اس ورق کو پڑھا گیا تو آپ ﷺ نے تعجب فرمایا۔

﴿بیہقی﴾

تمام جہان کیلئے ہدایت اور رحمت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان کیلئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ میں مزامیر اور معازف کو مٹاؤں۔ اس موقع پر حضرت اوس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس ذات گرامی کی جس نے آپ

ﷺ کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ بے شک میں نے توریت میں ایسا ہی پایا ہے۔

﴿ابن مندہ، کتاب الصحابہ﴾

نورٌ علیٰ نور:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''میں نے خواب میں دیکھا تمام لوگ حساب گاہ میں ہیں پھر انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی امتوں کے ہمراہ لایا گیا اس طرح کہ ہر نبی کے ساتھ دو اور ان کے ہر متبع کے ساتھ ایک نور چل رہا تھا پھر رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا تو آپ کے سر مبارک اور چہرۂ انور کے ہر بال کے ساتھ جدا جدا نور تھا اور آپ ﷺ کے ہر متبع کے ساتھ دو نور مثل انوار انبیاء علیہم السلام کے تھے۔

یہ سنکر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں، کیا واقعتاً تو نے خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے؟ اس نے کہا: ''ہاں۔'' تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا قسم سے کہتا ہوں یہ محمد ﷺ اور ان کی امت ہے اور انبیاء کرام اور ان کی امتوں کی یہی صفت ہے جو کتاب الٰہی میں مذکور ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

وہ انبیاء جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جن کی بشارت اللہ نے ان کی پیدائش سے پہلے دی ہے۔ایک حضرت اسحاق علیہ السلام دوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔چنانچہ فرمایا:

''فبشر ناھا با سحق و من ور آء اسحاق یعقوب''

﴿سورہ ھود﴾

ترجمہ: ''تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔''

- تیسرے: حضرت یحییٰ علیہ السلام چنانچہ ارشاد فرمایا:

ان اللہ یبشرک بیحییٰ ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ''بے شک اللہ آپ مژدہ دیتا ہے یحییٰ علیہ السلام کا۔''

- چوتھے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ چنانچہ فرمایا:

ان اللہ یبشرک بکلمة منه ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ''اللہ مجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی۔''

- پانچویں: حضرت محمد ﷺ۔ آپکی تشریف آوری کی بشارت سورہ الصف میں اس طرح دی گئی ہے:

و مبشراً برسول یا تی من بعدی اسمه احمد ﴿سورہ الصف﴾

ترجمہ: ''اور ان رسول کی بشارت سنا تا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد (ﷺ) ہے۔''

یہ ہیں وہ انبیاء علیہم السلام جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی۔

﴿ابن عساکر﴾

تورات میں نام محمد چومنے پر گنہگار کی مغفرت:

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال تک خدا کی نافرمانی کی پھر وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اسے کوڑے گھر (گندگی ڈالنے کی جگہ) پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ جاؤ وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی، سچ یہی ہے وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی توریت کو تلاوت کیلئے کھولتا اور اس کی نظر اسم گرامی احمد مجتبیٰ (ﷺ) پر نظر پڑتی تو ”وہ اسے بوسہ دیتا اور اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا اور آپ ﷺ پر درود شریف بھیجتا تھا۔“ تو میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس مشہور نافرمان کا نکاح کر دیا۔

﴿ابونعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اہل کتاب کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: ”میرے پاس اپنے سب سے بڑے استاد اور عالم کو لاؤ۔“ تو انہوں نے کہا: ”یہ عبداللہ بن صوریا ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ ان کو خلوت میں لے گئے اور ان کو ان کے دین، جملہ انعامات الٰہیہ، من اور سلویٰ اور ان پر خاص وقت میں سایہ ابر ہوا تھا۔ ان سب کی قسم دی اور کہا: ”تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟“

انہوں نے جواب دیا: ”خدا شاہد ہے، میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جملہ اہل کتاب واقف ہیں چونکہ توریت میں واضح طور پر آپ کے اوصاف مذکور ہیں مگر میرے ہم مذہب حسد اور عصبیت کی بنا پر انکار کرتے ہیں۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر سوال کیا: ”تم کو اقرار اور اعتراف سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: ”میں اپنی قوم کے خلاف کرنا پسند نہیں کرتا۔ میرا خیال ہے عنقریب یہ لوگ دعوت اسلام قبول کرلیں گے اس وقت میں بھی اسلام لے آؤں گا۔“

﴿ابن سعد﴾

کلمہ پڑھنے پر مغفرت:

حضرت ابی صخر عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک بدوی عرب نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا گزر اس یہودی کے پاس سے ہوا جو ایک بستر پر توریت رکھے بیمار لڑکے کے آگے پڑھ رہا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”میں تجھ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی، کیا تو اس توریت میں میرا اور میرے مقام ہجرت کا ذکر پاتا ہے؟“

اس یہودی نے اپنے سر کے اشارے سے کہا: نہیں۔ مگر اس کے بیٹے نے کہا: ”میں اس ذات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی کہ توریت میں آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے مقام ہجرت کا بیان موجود ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ

یقیناً اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔''

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

''اس یہودی کو اس کے ساتھی کے پاس سے علیحدہ کر دو۔''

اس کے بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

(بیہقیؒ نے اسی حدیث کی مانند حضرت انس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔)

﴿احمد، ابن سعد﴾

یہودی عالم کی تصدیق:

حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قریش مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو مدینہ کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ وہ محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کریں تو یہ لوگ مدینہ میں آئے اور کہا کہ ہمیں ایک معاملہ درپیش ہے۔ وہ یہ کہ ہم لوگوں میں ایک شخص یتیم و حقیر ہونے کے باوجود بہت بڑا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں رحمٰن کا رسول ہوں۔ یہودیوں نے کہا: ''ہمیں اس کے اوصاف سے آگاہ کرو۔'' تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کیے۔

- یہودیوں نے پوچھا: ''کون لوگ اس کا اتباع کر رہے ہیں؟''
- انہوں نے جواب دیا: ''ادنیٰ لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں۔''

اس جواب کو سن کر یہودیوں کا پیشوا ہنسا اور اس نے کہا:

''یہ وہی نبی ہے جس کا وصف ہماری کتابوں میں موجود ہے کہ اس کی اپنی قوم عداوت میں دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ شدید ہو گی۔''

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ایک یہودی کے کچھ دینار تھے۔ یہودی نے حضور نبی کریم ﷺ سے تقاضا کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اس وقت تو میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے جو میں تم کو ادا کروں۔'' یہ جواب سن کر یہودی نے کہا: ''اے محمد (ﷺ)! میں آپ کے پاس سے ہرگز نہ ٹلوں گا جب تک کہ اپنا مطالبہ نہ لے لوں۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے پاس بیٹھا رہوں گا۔'' اور حضور نبی کریم ﷺ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ اس دوران میں حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اس یہودی کو دھمکاتے رہے پھر صحابہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

''یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ یہودی آپ کو یونہی روکے رکھے گا؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ کو میرے رب نے معاہدہ اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' پھر ایک پہر دن گزرنے کے بعد یہودی مسلمان ہو گیا اور اس نے کہا کہ ''میرا آدھا مال

خدا کی راہ میں ہے۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ میرا یہ رویہ آپ ﷺ کے ساتھ صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ کے ان اوصاف کو جو توریت میں مذکور ہیں آزمائش کرسکوں۔ توریت میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اوران کا ملک شام ہے، نہ وہ بدخلق ہوں گے، نہ سخت مزاج اور نہ بازاروں میں آوازیں کسنے والے اور نہ فحش کردار اور نہ بے حیا۔"

﴿حاکم، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرکے اسے حسن کہا ہے۔ انہوں نے کہا: "توریت میں حضور نبی کریم ﷺ کی صفت موجود ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔"

﴿ترمذی﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نجاشی شاہ حبشہ کے چند مصاحبین نے کہا: "ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں کیونکہ صحیفہ آسمانی میں ہم ان کے اوصاف پڑھ چکے ہیں۔" لہٰذا وہ جویان حق غزوۂ احد کے موقع پر آئے اور دین حق میں داخل ہوئے۔

﴿ابوالشیخ فی التفسیر﴾

توارت میں مدینہ کے نام:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "کتاب موسیٰ" میں مدینہ طیبہ کو مخاطب کرکے فرمایا: "اے طیبہ! اے طابہ! اے مسکینہ! تو خزانوں کو قبول نہ کرنا، میں تیری سطح کو تمام بستیوں کی سطح پر رفعت و بلندی عطا کروں گا۔"

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

بہ روایت قسم بن محمد رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ توریت میں مدینہ طیبہ کے چالیس نام بیان کیے گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل خبریں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے لوگوں نے پوچھا: "آپ کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے میں پہلے کون سا واقعہ محرک ہوا؟" انہوں نے بتایا کہ میں یتیم تھا اور "رام ہرمز" میں سکونت تھی۔ میرا باپ ایک کسان تھا اور وہ ایک معلم کے پاس جاکر پڑھا کرتا تھا۔ میں نے مزید حصول علم و دانش کیلئے اس معلم کی صحبت و رہائش اختیار کرلی۔ میرا ایک بھائی مجھ سے الگ رہتا تھا اور میں کم سن اور بے سہارا تھا۔

معلم کی عادت تھی کہ جب اس کی مجلس درس سے شاگرد رخصت ہوجاتے تو وہ اپنے منہ پر کپڑا لپیٹ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا تا کہ لوگ نہ جان سکیں کہ پہاڑی پر روزانہ جانے والا یہ استاد اور معلم ہے۔ ایک روز میں نے اس سے کہا: "آپ روزانہ جہاں جاتے ہیں، وہاں مجھے لے کر نہیں جاتے۔" انہوں

نے کہا: ''تم بچے ہو، اندیشہ ہے کہ دوسروں سے کہہ دو گے۔'' میں نے کہا: ''اس کا خوف نہ کیجئے ایسا نہیں ہوسکتا۔'' انہوں نے بتایا: ''اس پہاڑ پر ایک قوم رہتی ہے جس کی عبادت وتزکیہ کا ایک خاص طریقہ ہے۔ وہ لوگ اللہ اور آخرت کو یاد کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ ''ہم لوگ آتش پرست اور بت پرست ہیں۔ صحیح راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔'' میں نے کہا: ''مجھ کو ان کی خدمت میں لے چلئے۔'' عالم استاد نے کہا: ''میں اللہ والوں سے اجازت لے لوں۔''

پھر عالم نے ان سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور میں عالم کے ساتھ روانہ ہوکر ان کے پاس پہنچا۔ وہ چھ یا سات آدمی تھے اور حالت ان کی یہ تھی کہ کثرت ریاضت وعبادت سے نیم جان تھے، دن میں روزہ اور رات میں قیام، غذا کیلئے درختوں کے پتے کھا لیتے تھے۔ ہم ان کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی اور کچھ انبیاء وسابقین علیہم السلام کا ذکر کیا حتی کہ حضرت عیسیٰ کے ذکر تک پہنچے۔

بتایا کہ اللہ نے انہیں بغیر مرد کے پیدا فرمایا اور خدا نے ان کو منصب رسالت عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسیحا یعنی مردوں کو زندہ اور بیماروں کو شفا دینے والا بنایا مگر کچھ لوگوں نے ان کے معاملے میں کفر اور بعض نے پیروی اختیار کی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے مخاطب کیا اور کہا:

''اے برخوردار! بے شک سب کا رب ایک ہے، سب کو آخرت درپیش ہے اور سب کا انجام طرفین سے کسی ایک طرف ہوگا۔ جنت کی طرف یا دوزخ کی جانب، جو لوگ آپ کی پرستش کرتے ہیں، لاریب وہ کفر وضلالت میں مبتلا ہیں، ان سے ان کے اعمال کی بنا پر اللہ بیزار ہے اور وہ دین حق سے برگشتہ اور گم کردہ راہ ہیں۔''

پھر ہم لوٹ آئے۔ دوسرے دن پھر گئے۔ انہوں نے پھر خطاب کیا اور خوب اچھی طرح ہم کو سمجھایا چنانچہ میں اب مستقل ان کی خدمت میں رہنے لگا۔ مجھ کو ہمہ وقت حاضر پاکر انہوں نے مشفقانہ انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اے سلمان! تم ابھی بچے ہو، تم اتنا زہد وریاضت نہ کرسکو گے لہٰذا جو میسر ہو کھاؤ پیو اور عبادت کرکے سو جایا کرو۔''

کچھ ہی عرصہ بعد بادشاہ کو خبر ہوگئی اور اس نے ان کو جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ میں نے راہبوں سے کہا: ''وطن چھوڑ تو سکتا ہوں پر آپ سے جدا نہیں ہوسکتا۔'' چنانچہ میں ان کے ہمراہ روانہ ہوگیا۔ سفر طے کرکے موصل پہنچے وہاں لوگوں نے ان کو گھیر لیا، اس کے بعد غار سے ایک شخص باہر آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔ سب لوگ ادب واحترام کے جذبات کے ساتھ اس کے روبرو مؤدب تھے کہ اس نے میرے ساتھی راہبوں سے سوال کیا: ''اب تک تم لوگ کہاں تھے؟''

انہوں نے سارے حالات بتائے۔ اس نے دریافت کیا: ''یہ بچہ کون ہے؟'' انہوں نے کہا میری خوب تعریف کی اور بتایا پوری طرح ہدایت لیتا اور عمل کرتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور انبیاء ومرسلین علیہم السلام کا ذکر کیا اور حق تعالیٰ نے ان پر جو اکرام وانعام فرمائے ان کو بیان کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ ؑ کا ذکر آیا۔ بعدازاں سامعین کو نصیحت کی اور کہا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ حضرت عیسیٰ ؑ لائے ہیں اپنے لیے لازم کرلو، ان کی مخالفت نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہاری مخالفت کرے گا۔'' اس کے بعد اس نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا:

''میں اب تم سے جدا نہیں ہوں گا۔'' اس نے جواب دیا: ''اے بچے! تم اتنی برداشت نہیں رکھتے کہ میرے ساتھ رہ سکو، میں اپنے اس غار سے علاوہ اتوار کے باہر نہیں آتا۔'' میں نے کہا: ''میں تم سے جدا نہیں ہوگا۔'' میری دوبارہ درخواست پر اس نے مجھے ساتھ لے لیا اور غار میں داخل ہو گیا۔ میں نے غار نشین راہب کو سوتے اور کھاتے پیتے نہیں دیکھا۔ وہ تمام وقت رکوع وسجود میں رہتا یہاں تک کہ دوسرا اتوار آ گیا پھر جب صبح ہوئی تو ہم نکلے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس کے بعد حسب سابق اس نے لوگوں سے خطاب کیا پھر وہ اپنے غار میں چلا گیا اور میں بھی اس کے ہی چلا گیا جب تک خدا نے چاہا اس کے ساتھ رہا۔ وہ ہر اتوار کو نکلتا، لوگوں کا اجتماع ہوتا پھر وہ ان کو وعظ ونصیحت کرتا، ایک اتوار وہ نکلا اور معمول کے مطابق تقریر کر کے اس نے کہا:

''اے لوگو! میری عمر بہت ہوگئی ہے اور میری ہڈیاں گھل گئی ہیں، میرا وقت قریب ہے ایک عرصہ سے میں بیت المقدس کی حاضری کا ارادہ کر رہا ہوں، مجھے وہاں جانا ضروری ہے۔''

میں نے کہا: ''میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔'' چنانچہ ایک روز ہم دونوں روانہ ہو گئے حتیٰ کہ بیت المقدس پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ وہ مجھ سے اکثر باتیں کرتا کبھی کہتا:

''اے سلمان! اللہ تعالیٰ عنقریب ایک رسول کو مبعوث فرمائے گا جس کا نام احمد ہے وہ تہامہ سے ظاہر ہوگا اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ ''ہدیہ'' قبول کرے گا مگر صدقہ نہیں کھائے گا۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ یاد رکھو اس کا ظہور بہت نزدیک ہے لیکن میں بہت ہی معمر اور ضعیف ہو گیا ہوں، اس لیے خیال ہے کہ اس عہد سعادت کو نہ پاسکوں گا تم پاؤ تو ان کی تصدیق کرنا اور ان کی اتباع کرنا۔''

میں نے سوال کیا: ''اگر وہ اس دین کو، جس کی تعلیم وتربیت آپ نے دی ہے، ترک کرنے کا حکم دے؟'' اس نے کہا: ''ہاں اگرچہ تمہیں اس کا بھی حکم دے۔''

اس کے بعد وہ بیت المقدس کے عبادت خانے سے باہر آیا۔ اس کے دروازے پر ایک مجبور ولا چار شخص بیٹھا تھا۔ راہب نے اس سے کہا: ''مجھے اپنا ہاتھ دے۔'' پھر اس نے ہاتھ پکڑ کر کہا: ''قُمْ بِسْمِ اللہ'' یعنی اللہ کے نام سے کھڑا ہو جا تو وہ کھڑا ہو گیا گویا کہ اسے رسیوں سے باندھ رکھا ہو پھر اس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ہر طرف سے بے پروا اور کسی طرف توجہ کیے بغیر آگے بڑھتا گیا۔ اس معذور ولا چار شخص نے مجھ سے کہا: ''اے لڑکے! مجھ پر میرے کپڑے ڈال دے تاکہ میں

چلا جاؤں۔'' میں نے اس پر کپڑے ڈال دیئے۔ اس کے بعد میں تلاش راہب میں، اس کے نقوش قدم پر روانہ ہوا جب بھی میں لوگوں سے اس بارے میں پوچھتا تو وہ جواب دیتے کہ تیرے آگے جا رہا ہے۔ ایک مقام پر بنی کلب کے سوار مجھے ملے۔ میں نے راہب کے بارے میں ان سے پوچھا۔ انہوں نے میرے طرز گفتگو سے جو بھی سمجھا ہو بہرحال ایک اونٹ پر اپنے پیچھے مجھے بٹھا لیا اور اپنے علاقہ میں لے آئے۔ پھر ایک انصاری خاتون نے مجھے خرید لیا اور اپنے باغ کی نگہداشت پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ اس کی خبر جب مجھے ہوئی تو میں نے باغ سے کچھ کھجوریں لیں اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گیا۔ بہت لوگ موجود تھے۔ میں نے کھجوریں حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیسی ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''صدقہ ہے۔'' آپ ﷺ نے حاضرین سے کہا: ''کھاؤ۔'' مگر خود نہ کھایا۔

کچھ دیر وہاں قیام کے بعد میں آیا اور میں نے باغ سے پھر کھجوریں لیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ اصحاب رسول ﷺ موجود تھے۔ میں نے وہ کھجوریں جن کو ساتھ لے کر گیا تھا، حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ کیسی ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''یہ ہدیہ ہے۔'' پس حضور نبی کریم ﷺ بھی بسم اللہ پڑھ کر کھائیں اور صحابہ نے بھی کھائیں۔ آپ کے طرز عمل کو دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ نبی موعود کی نشانیوں میں سے ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی جانب راست وچپ اور پھر پشت مبارک کی طرف آ گیا۔ آپ میرا مطلب سمجھ گئے۔ جسم پر سے کپڑا اٹھایا تو مہر نبوت شانوں کے درمیان موجود تھی۔ میں آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور صدق دل کے ساتھ کہا:

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ.

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت سلمان فارسی کے ایمان لانے کا واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایرانی النسل تھا اور میرا باپ ایک کاشت کار تھا جو مجھ پر بڑا مہربان اور شفیق تھا حتیٰ کہ گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا۔ وہ مذہباً آتش پرست اور عقائد میں شدید اور غلو کرنے والا۔ میں اس کے آتش خانے کا محافظ اور منتظم تھا۔ میں دوسرے لوگوں سے مذہبی نظریات اور رسوم سے بیگانہ محض تھا اس سلسلہ میں مجھے بس اسی قدر معلوم تھا جو کچھ میں نے اپنے ماحول سے حاصل کیا تھا۔ میرے باپ کی زمین پر کچھ کارندے مقرر تھے۔ ایک روز باپ نے بلا کر کہا:

''میرے بیٹے! مجھے اس زمین کا فکر لاحق ہے۔ اس کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے، تم کھیتوں

پر جا کر کارندوں سے یہ اور یہ کہہ دینا مگر وہاں ٹھہر نہ جانا کیونکہ تمہارے ٹھہر جانے سے سارا کام درہم برہم ہو جائے گا۔'' میں کہنے کے مطابق چل پڑا۔ راستہ میں عیسائیوں کے ایک معبد پر گزر ہوا۔ اندر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: ''یہ عمارت کیسی اور اس میں کون لوگ رہتے ہیں؟'' لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ عیسائیوں کا کنیسہ ہے اور اندر لوگ عبادت میں مصروف ہیں۔ یہ اس کی آوازیں ہیں جو تم سن رہے ہو۔ میں ان کو اور ان کے طرز عبادت کو دیکھنے کے لیے اندر چلا گیا۔ مجھے ان کا طرز عبادت دیکھ کر اس قدر حیرانی ہوئی کہ میں ان کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ ان کے پاس سے ہٹنے کو دل نہ چاہا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ میں رات کے وقت جب گھر واپس آیا تو لوگ مجھے تلاش کرنے روانہ ہو چکے تھے۔ مجھے دیکھ کر والد نے کہا کہ تم کہاں رہ گئے تھے' کیا میں نے تم کو جلدی واپس آنے کی تاکید نہیں کی تھی؟ میں نے کہا: ''ابا جان! میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کو لوگ عیسائی کہتے ہیں' مجھے ان کی عبادت اور دعا بھلی معلوم ہوئی۔ میں اس خیال سے بیٹھ گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں۔'' میرے والد نے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے! تیرا دین اور تیرے آباء واجداد کا دین ان سے بہتر ہے۔'' میں نے باپ سے عرض کیا:

''واللہ! ہم لوگوں کا دین ان لوگوں کے دین سے جو اللہ کی عبادت کرتے' اس کی پرستش کرتے اور اس کے لیے عبادت کرتے ہیں' بہتر نہیں ہے۔ ہم لوگ آگ کو پوجتے ہیں جس کو خود ہم روشن کرتے ہیں۔ اگر ہم روشن کرنا چھوڑ دیں تو وہ خاکستر ہو جائے۔''

یہ جواب سن کر میرے باپ کو اندیشہ ہوا۔ لہٰذا اس نے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے اپنے گھر میں قید کر دیا۔ اس کے بعد میں نے ان نصرانیوں کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ان سے پوچھا: ''تمہارے دین کے اصول کہاں ملیں گے؟'' انہوں نے بتایا کہ ملک شام میں ہیں۔ میں نے پیغام دیا: ''آپ حضرات میں سے کوئی صاحب وہاں جانے والے ہوں تو مجھے خبر کر دیں۔''

کچھ عرصہ بعد چند عیسائی تاجر آئے تو انہوں نے مجھے اطلاع کرا دی۔ میں نے کہلوا دیا کہ تاجر اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر جب واپسی کا ارادہ کریں تو مجھ اس موقع پر خبر کرا دیں لہٰذا جب وہ اپنی مصروفیات ختم کر کے واپس ہونے لگے تو مقامی عیسائیوں نے مجھے خبر دی۔ میں نے پیروں سے بیڑیاں نکال دیں اور ان کے ساتھ ہو کر ملک شام پہنچ گیا اور نصرانی مذہب کے سب سے بڑے اسقف (پادری) کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا: ''کنیسہ کا منتظم ایک اسقف ہے۔'' میں اس کے پاس گیا اور میں نے اس سے عرض کی: ''میری خواہش ہے کہ میں تمہارے کنیسہ میں رہوں اور اللہ کی عبادت کروں اور تم سے اچھی اچھی باتیں سیکھوں۔'' اس نے اجازت دے دی اور میں اس کے پاس رہنے لگا۔ وہ ایک بُرا شخص تھا۔ میں نے دیکھا وہ لوگوں کو صدقات کی تلقین کرتا جب لوگ صدقات لے کر اس کے پاس آتے تو وہ خزانے میں رکھ دیتا اور جن مسکینوں کے نام پر یہ حاصل کیے تھے انہیں محروم رکھتا۔ مجھے یہ صورتحال دیکھ کر اس سے نفرت ہو گئی مگر وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا اور مر گیا جب لوگ اس کے دفن کے لیے

آئے تو میں نے ان سے کہا: ''یہ بدطینت شخص تھا تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا تھا اور اس کے لیے تمہیں شوق دلاتا تھا اور جب تم صدقات اکٹھا کر کے اس کے پاس لاتے تھے تو یہ ان کو جمع کر لیتا تھا اور غرباء و مساکین کو کچھ نہ دیتا تھا۔'' لوگوں نے کہا: ''اس کا ثبوت کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''میں ابھی اس کا اندوختہ نکال کر آپ کے روبرو رکھتا ہوں۔''

انہوں نے کہا: ''اچھا' لاؤ!'' میں گیا اور سات مٹکے سونے اور چاندی سے لبریز ان کے سامنے لا کر رکھ دیئے جب لوگوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے: ''ہم اسے ہرگز دفن نہ کریں گے۔'' اس کے بعد انہوں نے اسے سولی پر لٹکایا اور سنگسار کر دیا۔

اس کے بعد وہ ایک اور شخص کو لے کر آئے جوان کے خیال میں ایک قابل اور ایماندار شخص تھا اور اس کے منصب پر مقرر کر دیا۔ میں نے کبھی آج تک نہ اپنوں میں اور نہ غیروں میں غرض کسی شخص کو اس شخص کی طرح زاہد اور شب زندہ دار نہیں دیکھا تھا۔ اس کے رات دن عبادت میں گزرے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ کبھی میں نے اس سے بھی زیادہ کسی سے محبت کی ہو۔ بہرحال میں اس کے ساتھ رہا۔

یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ اس وقت میں نے ان سے کہا: ''اے جناب! اب آپ کا وقت آخر ہے اور جو امر الٰہی میں ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ قسم سے کہتا ہوں کہ میرے لیے آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ براہ مہربانی مجھے کچھ حکم دیجئے اور کسی کی طرف میری رہنمائی کیجئے۔'' اس نے کہا: ''اے بیٹے! میں اور تو کسی کو نہیں جانتا البتہ ایک شخص موصل میں ہے' تم اس کے پاس چلے جاؤ یقیناً تم اس کو میری طرح پاؤ گے۔'' پھر جب وہ فوت ہو گیا تو میں موصل پہنچا اور اس شخص کے پاس گیا۔ میں نے اس کو ریاضت و عبادت اور ترک دنیا اور زہد میں اسی طرح پایا۔

میں نے اس عابد کو بتایا کہ شام کے اسقف نے مرتے وقت مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی ہے لہٰذا میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور آپ کا فیض صحبت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: ''اے بیٹے شوق سے رہو۔'' میں مقیم ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا: ''میں وصیت کے مطابق آپ کے پاس آیا تھا اور اب آپ کی حالت بھی حکم خداوندی کے انتظار میں ہے لہٰذا آپ کسی کی طرف میری رہنمائی فرمائیں۔''

اس نے کہا: ''اے بیٹے! خدا کی قسم میں نہیں جانتا البتہ صرف ایک شخص نصیبین میں ہے وہ ہمارے ہی دین و مسلک پر ہے۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ۔

امید ہے تم اس کی صحبت میں رہ کر اپنا مقصد ضرور حاصل کر لو گے۔'' اس کو دفن کرنے کے بعد میں نصیبین میں اس شخص کے پاس پہنچا اور بتایا کہ فلاں نے فلاں کی طرف رہنمائی کی تھی اور انہوں نے اب آپ کے پاس بھیجا ہے۔ تو اس نے کہا: ''اے صاحبزادے تم رہو۔'' پھر میں اس کے پاس سابقہ طور پر شب و روز رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی نزدیک پہنچا۔

میں نے ان سے کہا: ''اب آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آ گیا ہے۔ آپ محسوس کر رہے ہیں فلاں

شخص نے مجھے فلاں کے پاس جانے کا مشورہ دیا اور پھر اس نے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اب آپ کس طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ میں کہاں جاؤں؟'' اس نے جواب دیا:

''اے برخوردار! میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو مگر روم میں شہر عموریہ کے اندر ایک شخص ہے تم اس کے پاس جا سکتے ہو۔ یقیناً تم اس کو اسی طریقہ و مسلک پر پاؤ گے جس پر ہم ہیں۔'' پھر جب ہم اسے دفن کر چکے تو میں سفر پر چل دیا اور زاہد عموریہ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے پہلے راہبوں کی مانند پایا اور اس کے پاس رہنے لگا۔

میں نے محنت اور مزدوری بھی شروع کر دی جس کے نتیجے میں میرے پاس کثیر بکریاں اور گائیں ہو گئیں۔ بحکم ایزدی پھر ایک عرصہ بعد زاہد عموریہ کا بھی وقت آ گیا تو میں نے اسے کہا:

''اے میرے میزباں! مجھے زاہد شام نے زاہد موصل کی طرف اور اس نے نصیبین کی طرف اور عابد نصیبین نے پھر آپ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آ چکا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں' کیا آئندہ کے لیے آپ کچھ وصیت فرمائیں گے؟'' اس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا: ''اے بیٹے! خدا گواہ ہے میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو، اس لیے میں کس طرف تمہاری رہنمائی کر سکتا ہوں؟ البتہ اس نبی کا زمانہ قریب ہے جو مکہ میں پیدا ہوگا اور اس کی ہجرت کا مقام دو پتھریلی زمینوں کے درمیان ایک شور زمین میں ہو گا جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس نبی کی نشانیاں واضح ہوں گی۔ اس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ ہدیہ تو قبول کرے گا مگر صدقہ نہ لے گا اگر تم تلاش حق کا جذبہ رکھتے ہو تو اس علاقہ کی طرف چلے جاؤ اس لیے کہ اس کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔''

پھر جب اس کو دفن کر چکے تو میں چل کھڑا ہوا۔ دوران سفر مجھے سوداگران بنی کلب کا ایک قافلہ ملا۔ میں نے ان سے کہا: ''تم مجھے اپنی سواری پر سرزمین عرب لے جاؤ۔ اس کے معاوضہ میں' میں تم کو اپنی بکریاں اور گائیں دے دوں گا۔'' انہوں نے کہا: ''ٹھیک ہے۔'' تو میں نے وہ سب جانوران کو دے دیئے اور وہ مجھ کو سوار کر کے وادی حجاز لے آئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے مجھ پر ظلم و تشدد کیا اور وادی القریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔ یہاں پہنچ کر جب میں نے کھجور کے درختوں کو دیکھا تو مجھے امید ہوئی کہ شاید یہ وہی شہر ہو جس کی بشارت پیشوائے عموریہ نے دی تھی مگر یہ بات تحقیق طلب تھی۔

یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص وادی القریٰ آیا تو اس نے میرے اس مالک سے مجھے خرید لیا اور اپنے قبیلہ میں مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں نے اس شہر کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اپنے یہودی آقا کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں نبوت کا اعلان فرما چکے تھے۔ وہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ نہ بتاتے تھے اور میں اسی طرح غلامی میں زندگی گزار رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ قبا تشریف لائے اور میں اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا کہ یہودی آقا کا چچا زاد بھائی آیا اور کہا: ''اے فلاں! اللہ تعالیٰ بنی قیلہ کو ہلاک کرے' یہ سارے لوگ اس وقت قبا میں مکہ کے مسافر کے پاس جمع ہو رہے ہیں جو آج ہی آیا ہے' ان لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔''

یہ سنتے ہی میرے جسم پر لرزش طاری ہوگئی۔ جس کی وجہ سے مجھے گمان ہوا کہ اپنے قریب کھڑے ہوئے مالک پر گر پڑوں گا۔ میں اوپر سے یہ کہتا ہوا نیچے اتر آیا: ''یہ ایک عجیب خبر ہے جسے میں سن رہا ہوں۔'' مالک نے میری یہ حالت دیکھ کر ایک طمانچہ میرے رسید کیا اور کہا: ''کام سے کام رکھ۔'' اس کے جواب میں' میں نے کہا:

''اس میں حرج ہی کیا ہے کہ جو خبر ہم سن رہے ہیں اس کے بارے میں تحقیق کر لیں۔'' یہ کہہ کر میں باغ سے نکل آیا۔ راہ میں شہر کی ایک عورت ملی۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے گھر کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ پھر اسی عورت نے بارگاہ رسالت ﷺ تک میری رسائی کی۔ میں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں پہنچا اس وقت شام ہوگئی تھی اور میرے ساتھ صدقہ کا کھانا موجود تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ قبا ہی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک مرد صالح ہیں اور آپ کے ساتھ کچھ غریب صحابہ ہیں۔ میرے پاس تھوڑا سا صدقہ کا کھانا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ آبادی میں آپ زیادہ حقدار ہیں لہٰذا یہ کھانا حاضر ہے' تناول فرمائیے۔''

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور صحابہ سے فرمایا: ''تم کھاؤ۔'' میں نے سوچا یہی وہ خصوصیت ہے جس کا ذکر عابد عموریہ نے آپ کی نشانی کے بطور کیا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا اور حضور نبی کریم ﷺ قبا سے مدینہ طیبہ آ گئے۔ پھر جو کچھ موجود تھا میں نے اکٹھا کیا اور ساتھ لے کر دربار رسول اللہ ﷺ میں دوبارہ حاضر ہوا اور کہا:

''میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ کا مال نہیں کھاتے ہیں' یہ میری طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہے' صدقہ نہیں ہے۔''

میری بات سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے خود بھی کھایا اور صحابہ کو بھی دیا۔ میں نے خیال کیا یہ وہ دونوں خوبیاں ہیں جو مجھے بتائی گئی ہیں۔

اس کے بعد میں پھر دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ ایک جنازہ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے جسم اقدس پر صوف کی چادر تھی اور آپ ﷺ صحابہ کے جھرمٹ میں تھے۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کے گرد چکر لگانے لگا تا کہ میں آپ کے پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کر سکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حال اور جستجو میں دیکھا تو سمجھ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے پشت مبارک سے چادر اٹھا دی تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جس کو میرے ساتھی راہب نے علامت نبوت کے طور پر بیان کیا تھا۔ پس میں نے اسے بوسہ دیا اور پھر مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! پیچھے سے آگے آ جاؤ۔'' تو میں سامنے آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو

نشانیاں کتب سماوی میں بیان کی گئی ہیں وہ میری زبانی سنیں۔ جب میں ان کے بیان سے فارغ ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! مکاتب ہو جاؤ'' لہٰذا میں اپنے مالک سے کھجور کے تین سو درختوں اور چالیس اوقیہ (چاندی) پر مکاتب ہو گیا۔

صحابہ کرام نے درختوں کی فراہمی میں میری مدد کی۔ کسی نے تیس' کسی نے بیس اور کسی نے دس پودے دیئے۔ ہر ایک نے مقدور بھر تعاون کیا۔ پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ان پودوں کو لگانے کے لیے گڑھے کھودنے کے لیے فرمایا اور کہا: ''جب تم گڑھے کھودلو تو مجھے بلا لینا' میں ان کو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔'' میں نے گڑھے کھودنے شروع کر دیئے۔

اس مرحلہ پر صحابہ نے بھی میری مدد کی۔ وہ جہاں جہاں نشانات لگاتے' میں وہاں گڑھے کھودتا جب کھدائی کا یہ کام ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے چنانچہ ہم لوگ حضور نبی کریم ﷺ کو پودے اٹھا کر دیتے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے دست مبارک سے ان کو لگاتے اور مٹی کو درست کرتے۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کوئی ایک پودا بھی تو خشک نہیں ہوا۔ اب میرے ذمہ درہم رہ گئے تھے۔ تو ایک شخص کسی کان سے انڈے کے برابر سونے کی ڈلی لایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

''اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! اس ڈلی کو تم لے لو اور اس کے ذریعہ تم اپنی مکاتبت کا جتنا حصہ ہے ادا کرو۔'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اس قدر چھوٹی ڈلی سے میرا قرضہ کس طرح ادا ہو گا؟'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسی سے تمہارا قرضہ ادا کر دے گا۔'' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان، میں نے اس سونے سے یہودی کو مکاتبت کا چالیس اوقیہ ادا کر دیا اور اتنی ہی مقدار میں سونا میرے پاس باقی بچ گیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم، ابن اسحاق﴾

ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رام ہرمز میں پیدا ہوا۔ ہم عمر بچوں کے ساتھ بستی میں جانا ہوتا' اس بستی کے قریب ایک پہاڑ ہے جس میں ایک غار تھا۔ ایک روز میں تنہا اس طرف چلا گیا۔ اتفاقاً اس جگہ ایک دراز قد شخص اونی لباس اور بالوں سے بنی چپل پہنے دکھائی دیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے پاس بلانے کے لیے اشارہ کیا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا: ''اے فرزند! تم حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو جانتے ہو؟''

میں نے جواب دیا: ''میں نہیں جانتا اور نہ میں نے یہ نام سنا ہے۔'' اس نے کہا: ''وہ اللہ کے رسول ہیں' اس لیے جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ ان کو الہ کی طرف سے پیغمبر سمجھتا ہے اور جو عنقریب رسول تشریف لانے والے ہیں' ان کا نام ''احمد'' ہے اور جو ان رسول پر ایمان لائے گا تو اللہ تعالیٰ سے دنیا کے غموں سے نجات دے کر آخرت کی راحتوں اور اس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔'' میں نے اس اجنبی کی باتوں میں سچائی کی حلاوت اور حقیقت کا

نور دیکھا جو اس کے لب گویا سے نمودار تھا۔ میرے دل کو اس کی باتیں لگیں، میرے ضمیر کو خوشی حاصل ہوئی۔ گویا یہ پہلا محسن تھا جس نے مجھے

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ مُحَمَّدٌ بَعْدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ الْبَعْثُ بَعْدَ الْمَوْتِ"

کی تعلیم دی۔ پھر اس نے مجھے نماز میں قیام کی تعلیم دی اور کہا: "جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو قبلہ کی جانب منہ کرنا۔ اس وقت اگر تمہیں چاروں طرف سے آگ بھی گھیر لے تو اطمینان خاطر رکھنا اور اگر بہ حالت نماز فرض تمہارے والدین بھی بلائیں تو ہرگز ان کی طرف بھی توجہ نہ دینا۔ ہاں اگر اللہ کا رسول بلائے تو نماز فرض کو بھی قطع کر دینا کیونکہ اس کا بلانا اللہ کے حکم سے اور اللہ کے لیے ہوتا ہے۔"

اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر تم محمد بن عبداللہ (ﷺ) کو پاؤ جو تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور فرمائے گا، اس پر ایمان لانا اور ان کے حضور میرا اسلام پیش کرنا۔"

میں نے کہا: "ان کی کچھ علامتیں بیان فرمائیے۔" تو انہوں نے کہا: "ان کو نبی الرحمۃ محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کہا جائے گا۔ وہ تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور کریں گے۔ وہ اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے پر سواری کریں گے۔ آزاد اور غلام ان کے نزدیک برابر ہوں گے۔ ان کے دل میں انسان دوستی اور کرم ہوگا اور ان کے دونوں شانوں کے درمیانہ بیضۂ کبوتر کے برابر ایک مہر ہوگی جس پر غیر مرئی حروف میں "اَللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوگا اور نمایاں اور مرئی حروف میں ہوگا: "تَوَجَّهْ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّكَ الْمَنْصُوْرُ" وہ ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ کو اپنی ذات کے لیے پسند نہ فرمائیں گے، ان کے اندر کسی کے لیے حسد و عناد نہ ہوگا، نہ وہ معاہد پر ظلم کریں گے اور نہ مسلمان پر۔"

﴾ابونعیم﴿

حضرت شرحبیل بن السمط رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "میں تلاش حق میں نکلا، اہل کتاب کے راہبوں سے ملا، وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس میں سرزمین عرب سے ایک نبی کا ظہور ہوگا۔ اس نبی کی بہت سی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے ایک یہ ہے کہ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک بڑا ساتل ہوگا جو مہر نبوت ہے۔"

میں (یہ اطلاع پاکر) سرزمین عرب پہنچ گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ظہور فرمایا اور جو کچھ راہبوں نے نشانیاں بتائی تھیں۔ وہ تمام نشانیاں آپ میں موجود تھیں اور مہر نبوت کو دیکھا تو میں نے گواہی دی کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

﴾طبرانی، ابونعیم﴿

حضرت جندب بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ جس قدر کھجور کے درختوں کے عوض مکاتب ہوئے (حسب قرارداد سلمان و یہودی) درختوں کی پرورش اور بارآور ہونے تک ان کی تیاری کرنی تھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے از راہ عنایت درختوں کو زمین میں لگایا بجز

ایک پودے کے کہ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگا دیا مگر وہ تمام درخت اسی سال پھل لے آئے سوائے ایک درخت کے۔ یہ صورتحال دیکھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: "اس درخت کو کس نے لگایا تھا؟" صحابہ نے عرض کیا: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے۔" تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اکھیڑ کر خود لگایا تو پھر وہ بھی اسی سال پھل لے آیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوعثمان مہدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "میں اپنے مالک سے کھجور کے پانچ سو پودے لگانے پر مکاتب ہوا کہ جب وہ پھل لے آئیں تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پودوں کو اپنے دست مبارک سے لگایا بجز ایک پودے کے کہ جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے لگا دیا تھا تو وہ سب بار آور ہو گئے مگر اسی ایک درخت میں پھل نہ آیا۔"

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت ابوالطفیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے انڈے کے برابر سونا دیا اور پھر انگشت شہادت کو انگوٹھے پر رکھ کر حلقہ بنایا جو درہم کے برابر بن گیا۔ انہوں نے کہا: "اگر اس سونے کی ڈلی کو ایک پلہ میں رکھا جائے اور دوسرے میں کوہ احد تو یقیناً سونے کا پلہ وزنی رہے گا۔"

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: "جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونا عطا فرمایا اور کہا اس سے کتابت کا قرض ادا کرو۔ تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جتنا مجھے دینا ہے وہ اس سے کس طرح ادا ہوگا؟ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے اس ڈلی کو اپنی زبان مبارک پر پھرایا اور مجھے دیتے ہوئے کہا: اسے لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس سے تمہارا قرض ادا کرا دے گا۔ میں اسے لے گیا اور وزن کر کے اس سے چالیس اوقیہ سونا ادا کر دیا۔"

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے سنا کہ مجھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ملی کہ عموریہ کے راہب نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے اپنی وفات کے وقت کہا: "تم ملک شام کے دو پہاڑوں میں جاؤ وہاں ایک شخص پہاڑ سے نکل کر دوسرے پہاڑ کی طرف سال میں ایک مرتبہ جاتا ہے اور اس کے روبرو بیمار پیش کیے جاتے ہیں وہ جس مریض کیلئے دعا کرتا ہے شفایاب ہو جاتا ہے تم اس سے اس دین کے بارے پوچھنا جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے ہو۔"

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہو گیا اور ایک سال تک اس ہستی کے نکلنے کے انتظار میں ٹھہرا رہا حتی کہ وہ اس خاص رات میں نکلا۔ میں نے اس کا شانہ پکڑ کر کہا: "تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، کیا حنفیت دین ابراہیم میں ہے؟" اس نے جواب دیا: "اس نبی ﷺ کے ظہور کا زمانہ تم پاؤ گے جو اس

بیت اللہ سے ظہور فرما کر اس حرم میں ظاہر ہوگا اور ''دین حنیف'' کے ساتھ مبعوث ہوگا۔'' ایک مرتبہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! اگر تم سچ کہتے ہو تو تم نے یقیناً سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔'' (حضرت سہیلی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث کی سند مقطوع ہے کیونکہ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔)

﴿ابن سعد، ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ہمیں حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ہمارے شیوخ نے کہا کہ عرب میں ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی شان رفعت کو جاننے والا کوئی نہیں کیونکہ ہماری رہائش یہودیوں کے ساتھ تھی۔ وہ اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست۔ ہماری جانب سے جب ان کو کوئی گزند پہنچتی تو وہ ہماری تنبیہ کیلئے کہتے: ''جلد ہی ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے وہ ہمارا رہنما اور سردار ہوگا اور ہم تم کو ''عاد وارم'' کی طرح قتل کریں گے۔'' لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس نبی موعود یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ہم نے مانا اور اطاعت کی اور انہوں نے انکار کیا اور مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

﴿سورہ البقرہ﴾

حضرت علی الازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے خدا! ہمارے لیے اس نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔''

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بعثت سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے التجاء کرتے تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خیبر شکست کھا جاتے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: ''اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلہ سے التجاء کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہماری رہنمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔''

اسکے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھا جاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ان ہی یہود نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کفر کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ

﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔''

کہتے تھے: ”اے خدا! ہمارے لیے اس نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔“

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خیبر شکست کھا جاتے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: ”اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلہ سے التجاء کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہمارے رہنمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔“ اس کے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھا جاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ان ہی یہودیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ ﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔“

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت محمود بن لبید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت از سلمہ بن سلامہ بن وقس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان ایک یہودی تھا وہ اپنی قوم عبدالاشہل کے پاس صبح کے وقت گیا اور اس نے مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے اور قیامت قائم ہونے اور جنت و دوزخ اور حساب و میزان کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ حقیقت ان بت پرستوں کیلئے حیرت افزا ہے جو اس پر یقین نہیں کرتے۔ اس یہودی نے یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کہی تھی۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا:

”اے شخص! تیرا بھلا ہو، یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس گھر کی طرف اٹھائے جائیں گے جس میں جنت و دوزخ ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟“ اس نے کہا: ”ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے، میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا حصہ اس آگ میں ہو جس کو تم اپنے گھروں کے صحنوں میں جلاتے ہو، تم اسے جلاؤ پھر تم مجھے اس روشن تنور میں ڈال کر اوپر سے اس کا منہ بند کر دو اور پھر میں اس کے عوض کل سزا کے دن آتش جہنم سے نجات پاؤں۔“

لوگوں نے پوچھا: ”اس قول کی صحت پر تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟“ اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ”اس علاقے میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔“ لوگوں نے پوچھا: ”تیرے خیال میں وہ نبی کب مبعوث ہوگا؟“ اس پر اس نے میری طرف دیکھا۔ میں اس وقت اپنے قبیلہ کے لوگوں میں سب سے کم عمر تھا۔

پس اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: ”اگر اس نے اپنی عمر کو پورا کیا تو یہ اس نبی ﷺ کو پائے گا۔“ اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور وہ یہودی ہمارے سامنے زندہ تھا۔ بحمد للہ! ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی اور ہم آپ ﷺ پر

ایمان لائے اور وہ یہودی بغاوت وحسد کا رویہ اختیار کرنے کے بعد انکار کرتا رہا اور جب ہم نے اس سے کہا: ''کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ اور یہ پیش گوئیاں ہم لوگوں سے کرتا تھا؟'' اس نے جواب دیا: ''یہ وہ نبی نہیں ہیں۔''

﴿ابن اسحاق، بخاری، احمد، مستدرک، حاکم، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

اہل عرب نے طمع نبوت میں بچوں کا نام محمد رکھا:

خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہواتف'' میں خلیفہ بن عبدۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت محمد بن عدی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''میں نے بھی اپنے والد سے یہی سوال کیا تھا تو میرے والد نے بتایا تھا کہ ہم بنو تمیم کے چار آدمی تھے۔ ایک میں دوسرے سفیان بن مجاشع بن دارم تیسرے یزید بن عمر بن ربیع اور چوتھے اسامہ بن مالک خندف۔ ہم چاروں سفر پر روانہ ہوئے جب ہم ملک شام پہنچے تو ایک تالاب پر جہاں سایہ دار درخت بھی تھے، اترے تو کچھ دیر کے بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: ''تم کون لوگ ہو؟'' ہم نے جواب دیا: ''ہم قبیلہ مضر کے لوگ ہیں۔''

ہمارا جواب سن کر اس نے کہا: ''آگاہ ہو جاؤ، عنقریب تم لوگوں میں ایک نبی مبعوث ہوگا، لہٰذا بلا تاخیر اپنے علاقہ کو لوٹ جاؤ اور اس سے اپنا حصہ حاصل کرو اور ہدایت یاب بنو کیونکہ وہ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔'' ہم نے پوچھا: ''اس کا نام کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''اس کا نام محمد (ﷺ) ہے۔'' سفر سے جب ہم واپس ہوئے تو ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور چاروں نومولود بچوں کا نام محمد رکھا۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل عرب، اہل کتاب اور کاہنوں سے سنا کرتے تھے کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمد (ﷺ) ہوگا۔ تو اہل عرب میں سے جس نے یہ بات سنی اس نے طمعِ نبوت کے سبب اپنے بچے کا نام محمد رکھ لیا۔

﴿ابن سعد﴾

ظہور نبوت پر شام میں زلزلہ:

مردان بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابوسفیان بن الحرب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں اور امیہ بن الصلت شام کی طرف روانہ ہوئے تو دوران سفر ہمارا گزر اس بستی میں ہوا جس کے باشندے نصاریٰ تھے جب ان کی نظر امیہ پر پڑی تو اس کا استقبال اور پذیرائی کی اور ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ امیہ نے مجھ سے کہا: اے ابوسفیان! میرے ہمراہ تم بھی چلو کیونکہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ گے جو علومِ نصرانیت کا علامہ اور بڑا فاضل ہے۔ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ تو امیہ چلا گیا پھر واپس آ کر اس نے کہا: جو بات میں تم سے کہوں گا کیا تم اسے پوشیدہ رکھو گے۔

میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا مجھ سے ایک شخص نے جو علمِ توریت کا سب سے بڑا محقق ہے ایک اہم بات کہی ہے۔ وہ یہ کہ بلاشبہ ایک نبی مبعوث ہوگیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید وہ میں ہوں مگر اس نے بتایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے بلکہ وہ اہل مکہ میں سے ہے۔ میں نے پوچھا اس کا نسب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ اپنی قوم کا منتخب شخص ہے اور اس کی یہ نشانی بیان کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ملک شام میں آٹھ زلزلے آئیں گے، اب ایک زلزلہ باقی ہے جس سے شام میں فساد و مصیبت داخل ہو جائے گی۔ پھر جب ہم واپس ہو کر ثنیہ پہنچے تو اچانک ایک سوار آتا ہوا ملا ہم نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے جواب دیا شام سے۔ ہم نے پوچھا وہاں کے متعلق کوئی نئی خبر تو نہیں؟ اس نے بتایا خبر یہ ہے کہ شام میں زلزلہ آیا ہے جس کے سبب ہر طرف آفت ہی آفت نظر آتی ہے۔

﴿بیہقی﴾

بخت نصر کا خواب اور حضرت دانیال علیہ السلام کی تعبیر:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بخت نصر نے بہت برا خواب دیکھا جس کے ڈر سے وہ لرز اٹھا مگر بیدار ہونے کے بعد خواب کو بھول گیا۔ اس نے کاہنوں اور جادوگروں کو بلایا اور اثراتِ خواب کو بیان کیا اور تعبیر چاہی۔ انہوں نے کہا خواب بیان کرو۔ بخت نصر نے کہا خواب تو یاد نہیں رہا۔ انہوں نے کہا جب تک خواب ہمارے سامنے نہ ہو، تعبیر کہاں سے ہوگی پھر اس نے حضرت دانیال علیہ السلام (نبی) کو بلایا اور سارے حالات بیان کیے۔ انہوں نے فرمایا:

''اے بخت نصر! تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے جس کے پاؤں زمین میں ہیں اور سر آسمان میں، اس کے اوپر کا حصہ سونے کا ہے اور درمیانی حصہ چاندی کا اور اس کا نچلا دھڑ تانبے کا اور اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور اس کے پاؤں کھنکھناتی مٹی کے ہیں۔ اس دوران کہ تم اس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور کاری گری پر حیرت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پتھر پھینکا جو اس کے سر کے وسط پر گرا اور وہ ازسرتاپا ریزہ ریزہ ہوگیا۔

حتی کہ اس کا سونا، چاندی، تانبہ، لوہا اور مٹی اس طرح آمیختہ ہوگئے اور تم نے خیال کیا کہ اگر روئے زمین کے تمام جن وانس مل کر بھی اس کے مخلوط اور آمیختہ اجزاء یا ذرات کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو عاجز رہیں اور اس بات پر قادر نہ ہوں کہ ان کو الگ کر دیں اور تم کو اس بات کا خطرہ درپیش تھا اور تم ڈر رہے تھے کہ اگر ہوا چلے گی تو اسے اڑا لے جائے گی اور تم نے اس پتھر کو دیکھا جو اس پر مارا گیا تھا کہ وہ بڑھتا، پھلتا اور ہمہ گیر ہوتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین پر گھیر لیا۔ اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔''

بخت نصر نے کہا: ''آپ نے سچ فرمایا: میں نے یہی خواب میں دیکھا ہے تو اب اس کی تعبیر کیا ہے؟'' پیغمبر حضرت دانیال علیہ السلام نے جواب دیا: ''بت تو وہ مختلف امتیں ہیں جو ابتداء، وسط اور آخر زمانوں سے متعلق ہیں اور وہ پتھر جس سے اس بت کو پاش پاش کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا

دین ہے جس کے ذریعہ آخر زمانہ میں تمام امتوں کو ختم کیا جائے گا تا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ عرب سے نبی امی کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعہ ساری امتوں اور تمام دینوں کو منسوخ کرے گا۔ جیسا کہ تم نے خواب میں دیکھا کہ سنگ گراں نے بت کے ہر حصہ کو پامال کر دیا ہے اور وہ دین تمام ادیان پر غالب ہوگا جس طرح کہ تم نے پتھر کو تمام روئے زمین پر غالب اور پوری فضا پر محیط دیکھا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

ظہور نبوت سے قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:

حضرت عیسیٰ بن داب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید بن عمر بن طفیل بھی بیٹھا تھا اتنے میں امیہ بن ابی الصلت گزرا۔ اس نے کہا خبردار ہو جاؤ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے، وہ یا تو تم میں سے ہوگا یا فلسطین والوں میں سے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے کسی نبی کے انتظار کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا کہ وہ ظہور فرمانے یا مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کے بعد میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہاں اے بھتیجے! اہل کتاب اور علماء نے خبر دی ہے کہ نبی منتظر عرب کے بزرگ ترین خاندان میں پیدا ہوگا میں اس کے نسب سے واقف ہوں۔ میں نے کہا: اے چچا! وہ نبی کیا تعلیم کرے گا؟ ورقہ نے کہا ان کی تعلیم وہی ہوگی، جس کی ہدایت ان کو ہوگی نہ وہ خود ظلم کرے گا نہ ظالموں کو برداشت کرے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا تو میں ان پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔

﴿ابن عساکر، تاریخ دمشق﴾

راہب کی پشین گوئی، نبی کے ظہور کا وقت آ گیا ہے:

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی جستجو میں نکلے اور وہ موصل میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔ اس نے زید سے پوچھا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟ زید نے کہا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے۔''

اس نے کہا: ''کس چیز کے ارادہ اور تلاش میں نکلے ہو؟'' زید نے جواب دیا: ''سچے دین کی۔''
راہب نے کہا: ''لوٹ جاؤ، کیونکہ وقت آ گیا ہے کہ اس ذات گرامی کا ظہور ہو، جس کیلئے تم اپنی سرزمین سے دور سرگرم جستجو ہو۔''

﴿طیالسی، ابونعیم﴾

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: اے چچا! ''میں یہ کیا

دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری قوم تم سے دشمنی رکھتی ہے؟'' انہوں نے کہا ان کی یہ بات بغیر اس کینہ کے ہے جو مجھ میں ان کی طرف سے ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ان کو گمراہی میں دیکھا تو دین حق کی جستجو میں گھر سے نکلا اور جزیرہ میں ایک بزرگ کے پاس پہنچا اور اس سے اپنے سفر اور آمد کا مقصد بیان کیا۔ اس نے پوچھا ''تم کن لوگوں سے ہو؟''

میں نے کہا اہل بیت اللہ سے۔ اس نے کہا بلاشبہ تمہارے شہر میں وہ نبی یا تو پیدا ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے کیونکہ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے لہٰذا تم جاؤ اس کی تصدیق کرو اور ایمان لاؤ۔ میں یہ سن کر لوٹ آیا اور راہب کے قول کے بارے میں مجھے کچھ پتہ نہ چلا۔

﴿امام بغوی، مجم، طبرانی، حاکم﴾

ظہور نبوت سے قبل زید بن عمرو بن نفیل کا ایمان لانا:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے غار حراء کی طرف جاتے ہوئے ملے۔ اس زمانے میں ان کے اور ان کی قوم کے درمیان اس بات پر رنجش تھی کہ انہوں نے پوری قوم کے عقیدہ اور عمل کے خلاف طرز فکر اختیار کر لیا تھا۔ ان کی بت پرستی سے بیزار ہو کر کنارہ کش ہو گئے تھے۔ اس ملاقات میں حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے عامر! میں نے قوم کی مخالفت اور ملت ابراہیمی کی پیروی شروع کر دی ہے۔ میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور میں اس نبی کا منتظر ہوں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اور نسل عبدالمطلب سے ہوں گے۔ جن کا نام احمد ﷺ ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ میں ان کا زمانہ نہ پاسکوں گا مگر میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اگر تمہاری زندگی وفا کرے اور ان کے عہد سعادت کو پاؤ تو میری طرف سے ان کو سلام عرض کرنا۔ اے دوست عامر! میں آنے والے نبی کی کچھ علامتیں بتاتا ہوں تاکہ وہ ذاتِ گرامی تم پر پوشیدہ نہ رہ سکے اور بغیر کسی ادنیٰ تامل کے تم ان کو پہچان سکو۔

''وہ ہادی برحق میانہ قد ہوں گے، جسم پر بال زیادہ ہوں گے نہ کم، آنکھوں کا رنگ شربتی ہوگا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، نام آپ کا احمد ﷺ ہوگا۔ یہ شہر ان کی ولادت اور بعثت کا مقام ہے۔ بعد میں ان کی قوم ان کو جلاوطن اور خارج الدیار کر دے گی اور وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے پھر باطل، حق کے مقابل نہ ٹھہرے گا۔''

اے میرا رازدار عامر متنبہ ہو جاؤ کہ ان کے ساتھ تم پر فریب طرز عمل مت اختیار کر بیٹھنا۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں ''دین ابراہیمی'' کی تلاش میں ملکوں اور شہروں میں گھوما ہوں اور ہر ذی علم و نیک نہاد یہودی، نصرانی اور زرتشی نے یہی بتایا کہ ''یہ دین تو تیرے پیچھے آ رہا ہے۔'' اور انہوں نے تقریباً بالاتفاق یہی علامتیں مجھے سکھائیں جن کو میں نے تم سے بیان کر دیا ہے اور وہ بتاتے تھے کہ بس اسی ایک نبی کا آنا باقی ہے۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے حضرت زید بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس پورے واقعہ کو

حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کیلئے رحمت کی دعا فرمائی اور کہا میں ان کو جنت میں دامن پھیلائے دیکھ رہا ہوں۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

اکرام الخلائق نبی کا ظہور ہونے والا ہے:

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں شام کے ایک راہب کے پاس گیا اور میں نے اس سے بت پرستی اور یہودیت و نصرانیت سے اپنی بیزاری کا ذکر کیا تو اس نے جواب میں کہا:

> ''اے مکہ کے بیٹے! تم دین ابراہیمی کا نظارہ چاہتے ہو، وہ تم کو کہیں بھی نظر نہ آئے گا، تم مکہ ہی کو لوٹ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے تمہارے ہی شہر میں ایک نبی مبعوث فرمائے گا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ''دین حنیف'' کو بھی ارتقاء و تکمیل کے ساتھ جاری و نافذ کرے گا اور وہ بارگاہ خالق میں اکرام الخلائق ہے۔''

﴿ابن سعد﴾

عمرو بن عبسہ سلمی کا ایمان لانا:

حضرت ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں زمانہ جاہلیت ہی میں اپنی قوم کے بتوں سے بیزار ہو گیا تھا میرا خیال تھا یہ ''پرستش اصنام'' کا طریقہ و مسلک قطعی باطل ہے۔ اسی زمانے میں مجھے ایک اہل کتاب ملا اس سے میں نے افضل دین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا مکہ مکرمہ میں ایک شخص ہوگا جو بت پرستی اور شرک کو مٹائے گا اور وحدہ لاشریک کی بندگی کی طرف بلائے گا اور افضل دین کو لائے گا تو جب تم اس کا ذکر سنو تو اس کی دعوتِ دین پر لبیک کہنا۔

اسکے بعد میرا یہ ایک وظیفہ ہو گیا کہ مجھے جو شخص بھی مکہ سے آیا ہوا ملتا، میں اس سے مکہ مکرمہ کے مخصوص حالات کے بارے میں دریافت کرتا جب کوئی خبر دریافت نہ ہوتی پھر میں اپنے گھر کو لوٹ جاتا۔ ایک مرتبہ چند سوار ملے اور مکہ کی خبریں پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ کوئی خاص خبر نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی میں راستے پر بیٹھا ہی رہا کہ ایک سوار تیزی سے میرے قریب پہنچا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تم کہاں سے آرہے ہو؟'' اس نے کہا: ''مکہ سے۔'' میں نے پوچھا: ''کیا کوئی خاص خبر ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''ہاں! ایک شخص نے پوری قوم اور اپنے آباؤ اجداد کے مراسم عبودیت سے نفرت و بیزاری کا اظہار کر دیا ہے اور صرف ایک معبود کی بندگی کی طرف بلاتا ہے۔'' تو میں نے سوچا شاید یہ شخص وہی ہے جس کا میں انتظار کرتا ہوں، چنانچہ میں مکہ مکرمہ آیا اور حضور نبی کریم ﷺ کو موجود پایا۔ میں نے عرض کیا: ''آپ کون ہیں؟'' حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نبی (ﷺ) ہوں۔'' میں نے پوچھا نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: ''رسول کو۔''

میں نے عرض کیا: ''کس نے آپ کو بھیجا ہے؟'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' میں نے سوال کیا:

''آپ کے بھیجنے کا مقصد کیا ہے؟'' فرمایا: ''کہا گیا ہے کہ تم صلہ رحمی کرو، جان و مال کی حفاظت کرو، راستوں کو مامون کرو، بت شکنی کر کے صرف خدائے واحد کی بندگی اختیار کرو۔'' میں نے شگفتہ دلی کے ساتھ عرض کیا: ''بہت خوب! کیا ہی اچھی باتوں کیلئے آپ کو بھیجا گیا ہے۔

لہٰذا اطمینان قلب کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ میں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔'' پھر میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے ساتھ رہوں یا آپ ﷺ کی جو رائے ہو؟ فرمایا: تم دیکھ رہے ہو کہ جو دعوت دین میں دے رہا ہوں لوگ اسے کس قدر تلخ اور نا گوار سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا تم اپنے گھر ہی رہو اور جب تم کو معلوم ہو کہ میں فلاں مقام پر ہجرت کر کے پہنچ چکا ہوں، تو تم وہاں میرے پاس پہنچ جانا۔ اب واپس چلے جاؤ چنانچہ جب میں نے سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ چکے ہیں تو میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ (اس حدیث کو ان ہی الفاظ میں ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بہ روایت شہر بن حوشب، عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو جب ان پر بخت نصر کے غلبہ سے بے شمار مصائب پہنچے، ان کی وجہ سے وہ منتشر اور ذلیل و خوار ہو کر تتر بتر ہو گئے۔ وہ اپنی کتاب میں محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ پاتے تھے۔ مثلاً یہ کہ وہ عرب کی بستیوں میں سے کسی ایک بستی میں ظاہر ہوں گے، جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے پھر جب وہ ملک شام پہنچے تو منتشر ہو کر حصے بخرے ہو گئے۔ ہر حصے کے لوگوں میں گھل مل گئے۔ شامی اور یمنی مخلوط ہو گئے۔ میں جہاں کھجوروں کے درخت دیکھتا اور دوسرے مذکورہ اوصاف پاتا ٹھہر جاتا کہ شاید حضور نبی کریم ﷺ سے طلب سعادت کا موقع مل جائے۔ یہاں تک کہ اولاد ہارون علیہ السلام جو توریت کی حامل تھی۔ مدینہ طیبہ میں آ کر ٹھہری ان کے بزرگ اور پیر مرد اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ محمد ﷺ پر اعتقاد و ایمان رکھتے تھے کہ آپ بعثت فرمائیں گے اور اپنی آئندہ اور نوخیز نسل کو نصیحت کرتے کہ جب وہ تشریف فرما ہوں تو اطاعت امر و تعاون کریں۔ انجام کار جس نے ان کی نسل میں سے حضور نبی کریم ﷺ کو پایا۔ انہوں نے انکار کا رویہ ہی اختیار کیا باوجود یہ کہ وہ خوب واقف تھے۔

﴿ابو نعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے ظہور پر ستارہ طلوع:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: واللہ! میں اپنے گھر میں سات سالہ بچہ تھا اور میری حالت یہ تھی کہ جو کچھ سنتا یا دیکھتا اسے یاد رکھتا۔ ایک روز میں والد کے ساتھ تھا کہ ہمارے پاس ایک نوجوان آیا جس کو ثابت بن ضحاک کہتے تھے۔ اس نے بتایا کہ بنی قریظہ کے ایک یہودی کا خیال ہے کہ وہ نبی پیدا ہو گیا ہے جو ہماری کتاب کی مانند کتاب لائے گا اور عاد کی مانند تم کو قتل کرے گا۔ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں صبح کے وقت اپنی چھت پر تھا تو میں نے ایک

ایسی آواز سنی جو اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ دفعتاً ایک یہودی مدینہ کے قلعہ پر نظر آیا، اس کے ہاتھ میں مشعل تھی، لوگ جمع ہونے لگے اور کہنے لگے: تیری خرابی ہو تجھے کیا ہو گیا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اس کے بولنے کی آواز سن رہا تھا۔ اس نے کہا یہ ستارہ احمد ﷺ کا ہے جو طلوع ہوا ہے اور ہمیشہ اس ستارہ کا طلوع اور نبوت کا ظہور ایک ساتھ ہوتا ہے اور اب انبیاء کرام علیہم السلام میں بجز احمد ﷺ کے کسی کا ظہور و شہود باقی نہیں ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا اور اس کی بات پر حیران ہوئے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایک سو بیس سال عمر پائی جس میں سے نصف زمانہ جاہلیت میں اور باقی عمر اسلام میں گزری۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اور یہود باہم ذکر کیا کرتے تھے کہ ایک نبی مکہ مکرمہ سے مبعوث ہوگا اور یہ نبی آخر ہے۔ یہ خبر ہماری کتابوں میں سے ہے اور یہ کہ وہ ان اوصاف کے حامل ہوں گے اور اس طرح ظہور فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں عہد و پیمان بھی لیا جاتا تھا۔

حضرت حویصہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس زمانے میں کم سن تھا جو دیکھتا یاد رکھتا اور جو سنتا اسے نہ بھولتا۔ اسی زمانے میں، میں نے ایک مرتبہ قبیلہ بنی اشہل کی طرف سے شور و غل کی آوازیں سنی جس کی وجہ سے لوگوں کو اندیشہ اور خوف ہوا اور خیال کیا کہ کوئی بات ضرور ہے پھر آوازیں کچھ آہستہ ہوئیں پھر بلند ہوئیں۔ اب ہم گوش بر آواز ہو گئے تو ہم نے سنا بنی اشہل کے لوگ پکار رہے تھے۔

اے ساکنانِ مدینہ! یہ ستارہ تو احمد ﷺ کا ہے اور اس کے طلوع پر ان کو بھی پیدا ہونا چاہیے۔

حضرت حویصہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس اعلان یا پکار کو ہم نے کچھ تعجب سے سنا پھر بہت زمانہ گزر گیا اور اس واقعہ کو ہم بھول گئے اور اس عرصہ میں ظاہر ہے پیدائش و اموات کا عمل جاری رہا اور میں بھی ایک اچھی عمر کا شخص ہو گیا اب پھر حسب سابق شور و غل ہوا کوئی کہہ رہا تھا:

''اے مدینہ کے باشندو! بلاشبہ اس نبی کی بعثت ہوگئی اور اس کے پاس وہ ''ناموس اکبر''
آتے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے تھے۔''

اس کے بعد زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے سنا مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے پھر ہماری قوم کے نکلنے والے نکلے اور تاخیر کرنے والے تاخیر کرتے رہے، نوعمر لوگ ایمان لائے مگر ہمارے لیے حکم الٰہی نہ تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میں مسلمان ہوا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریظہ، نضیر، فدک اور خیبر کے یہود رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے اوصاف اپنی کتابوں کے اندر پاتے تھے کہ آپ ﷺ کا مقام ہجرت

مدینہ طیبہ ہے پھر جب حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو اخبارِ یہود نے کہا کہ آج رات احمد مجتبیٰ ﷺ پیدا ہوں گے۔ اسی لیے کہ ستارہ طلوع ہوگیا پھر جب اعلان نبوت فرمایا تو انہوں نے کہا: بلاشبہ اعلانِ نبوت فرما دیا۔ وہ سب آپ ﷺ کو پہچانتے تھے اور آپ کا اقرار اور توصیف کیا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

ولادت سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کا درس دیتے تھے:

حضرت ابی نحلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی قریظہ کے یہود اپنی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے ''باب الذکر'' کا درس دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے اوصاف کی تعلیم اپنے بچوں کو دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا نام اور مقام ہجرت مدینہ طیبہ ان کو بتایا کرتے تھے پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ظہور فرمایا تو حسد و عصبیت کی بناء پر منکر ہو گئے۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ مالک بن سنان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل کے پاس کچھ باتیں کرنے گیا۔ وہاں میں نے یوشع یہودی کو کہتے ہوئے سنا کہ ''اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جس کا نام احمد مجتبیٰ ﷺ ہے اور وہ حرم سے ظاہر ہوگا۔'' لوگوں نے پوچھا: ''اس کی علامت وشناخت بتا دیجئے۔'' اس نے کہا:

> ''نہ وہ پستہ قد ہوگا نہ طویل قامت، آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے، اون کا لباس پہنے گا، درازگوش پر سواری کرے گا اور اس کے شانہ پر تلوار آویزاں ہوگی اور یہ شہر یعنی مدینہ منورہ اس کی ہجرت کا مقام ہوگا۔''

اس کے بعد میں اپنی قوم بنی قدرہ میں لوٹ آیا، میں نے یوشع سے جو کچھ سنا اس پر تعجب کر رہا تھا کہ اپنے قبیلہ کے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ تنہا یوشع اس بات کو نہیں کہہ رہا ہے بلکہ مدینہ کا ہر یہودی یہی بات کہہ رہا ہے پھر میں بنی قریظہ کے پاس آیا وہ سب مجتمع تھے اور نبی آخر الزماں ﷺ کا ذکر کر رہے تھے۔ زبیر ابن باطا نے کہا کہ وہ سرخ ستارہ طلوع ہوگیا ہے جو کسی نبی علیہ السلام کے ظہور کے وقت طلوع ہوتا ہے اور اب احمد مجتبیٰ ﷺ کے ظہور کے سوا کسی اور نبی کی آمد باقی نہیں اور یہ شہر مدینہ ان کی ہجرت کا مقام ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ، محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی عبدالاشہل میں ایک ہی یہودی ایسا تھا جس کا نام یوشع تھا۔ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس گھر کی طرف سے نبی موعود کے ظہور کا وقت قریب ہے جو کوئی اس کو پائے تصدیق کرے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد ہم تو اسلام لے آئے مگر لوگوں کو بتانے والا وہ یہودی نہ صرف منکر رہا بلکہ اس نے حسد اور بغاوت کی راہ اختیار کی۔ حضرت

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تبع نے اپنی وفات سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کر دی، اس وجہ سے کہ مدینہ کے یہود نے اس کو خبردار کر دیا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب تبع مدینہ آیا اور وادی قناۃ میں اترا تو اس نے اخبارِ یہود کو کہلا بھیجا کہ میں اس شہر کو تباہ و برباد کر دوں گا تو شامون نے اس کو جواب دیا:

اے بادشاہ! بلاشبہ یہ وہ شہر ہے جس میں بنی اسماعیل کا آخری نبی اپنی مولد یعنی مکہ سے ہجرت کر کے سکونت پذیر ہوگا جس کا نام احمد ﷺ مرقوم ہے اور تمہارے پڑاؤ کا میدان جان نثاران احمد اور دشمنان نبوت کی معرکہ آرائی اور مہمات امور کے واقع ہونے کا میدان ہے۔“

تبع نے پوچھا: ”اس نبی سے جنت کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟“ شامون نے جواب دیا: ”اس کی اپنی قوم حملہ آور ہوگی۔“ تبع نے پوچھا: ”اس نبی کا مزار کہاں ہوگا؟ شامون نے کہا: ”اسی شہر میں۔“ تبع نے پوچھا: ”لڑائی کا نتیجہ کس کے حق میں ہوگا؟“ شامون نے جواب دیا: ”کبھی تو ان کے حق میں ہوگا اور کبھی اہل باطل مخالفین کے حق میں۔“ اور اس مقام پر جہاں تم فروکش ہوئے ہو یہاں نبی اللہ کو زحمت برداشت کرنی پڑے گی اور اس جنگ میں اس کے اتنے مجاہد شہید ہوں گے کہ شاید کسی اور جنگ میں نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اس نبی کیلئے نیک انجام ہوگا اور وہ غالب ہو جائیں گے اور امر نبوت میں کوئی ان سے اختلاف کرنے والا نہ رہے گا۔

تبع نے پوچھا: ”اس نبی ﷺ کی شان اور وصف کیا ہے؟“ اس کے جواب میں شامون نے کہا: ”وہ نہ پستہ قد ہوں گے، نہ طویل قامت، ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ اونٹ پر سواری کریں گے، عمامہ کی بندش میں شملہ ہوگا، اکثر تلوار شانے پر آویزاں ہوگی جو بھی طاقت ان کے کاموں میں مزاحم ہوگی وہ اس کو پاش پاش کر دے گا اور بالآخر اس کا دین غالب ہو جائے گا۔

﴿ابن سعد﴾

عبدالحمید بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر بن باطا یہود کا سب سے بڑا عالم تھا۔ اس نے ذکر کیا میں نے اس کتاب کو حاصل کر لیا جس کو میرا باپ مجھ سے چھپاتا تھا۔ اس میں نبی احمد مبشر ﷺ کا ذکر تھا کہ وہ علاقہ گرم یعنی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوگا اور اس کے یہ اور یہ اوصاف ہوں گے۔ زبیر نے یہ بات اپنے باپ کے مرنے کے بعد بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابھی مبعوث بھی نہ ہوئے تھے اس کے بعد انہوں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ظہور فرمایا ہے تو زبیر نے اس کتاب کو چھپا دیا اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے انکار کا رویہ اختیار کر لیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو قریظیہ اور بنونضیر کے یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر آپ کی علامتی نشانات کے ساتھ کیا کرتے تھے پھر جب سرخ ستارہ طلوع ہوا تو انہوں نے خبر دی کہ وہ نبی پیدا ہو گیا اور اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کا نام احمد ﷺ ہے وہ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے گا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اور قیام فرمایا تو انہوں نے انکار کیا اور حسد و بغاوت کی روش اختیار کی۔

﴿ابونعیم﴾

زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں تھے۔ انہوں نے سنا: ''اے مدینہ کے لوگو! خدا کی قسم! سلسلہ نبوت بنی اسرائیل سے منقطع ہو گیا کیونکہ نبی الآخر کی ولادت کا ستارہ افق پر نمودار ہو گیا ہے اور آپ ﷺ کا مقامِ ہجرت مدینہ طیبہ ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عمارہ بن خزینہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ قبائل اوس وخزرج میں ابو عامر سے زیادہ کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی توصیف کرنے والا نہ تھا۔ یہود بھی اس کو پسند کرتے اور مسائل دریافت کرتے تھے اور وہ ان کو حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کا مژدہ اور ہجرت واوصاف کے تذکرے سناتا پھر وہ تیما کے یہودیوں کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اس کے خیال کی تائید کی۔ اس کے بعد وہ شام گیا اور نصاریٰ سے تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے منجملہ اوصاف کے ایک یہ بھی بتایا کہ ہجرت کے بعد ان کا مرکز مدینہ ہوگا۔ اس کے بعد ابو عامر لوٹ آیا اور کہنے لگا: میں ''دین حنیفہ'' پر ہوں۔ ترکِ دنیا، رہبانیت، لباس صوف اس کی وضع قطع تھی اور وہ ظہور نبوت کا انتظار کرتا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہ اپنے حالات میں مگن رہا اور حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا۔ تیرہ سال کے بعد ترکِ وطن کر کے آپ ﷺ مدینہ آ گئے تو اس نے آپ ﷺ کی قیادت، سیادت اور سعادت کی عظمتوں کو دیکھ کر رشک و رقابت اور حسد و بغاوت کا طریقہ اختیار کیا۔ ایک دن وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا:

''اے محمد ﷺ! آپ کس چیز کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں؟'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حنیفیت کے ساتھ۔'' اس نے کہا: ''آپ حنیفیت کے ساتھ دوسری چیزوں کی آمیزش کرتے ہیں۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں روشن اور واضح حنیفیت لایا ہوں۔'' اور ارشاد فرمایا: ''علماء یہود و نصاریٰ میری شناخت اور اوصاف کے بارے میں جو کچھ تجھ سے بیان کرتے تھے، وہ کہیں نظر آتے ہیں؟''

اس نے کہا: ''آپ ان اوصاف کے حامل نہیں ہیں۔'' اس کے جواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو جھوٹ بولتا ہے۔'' اس نے کہا: ''میں جھوٹ نہیں بولتا۔'' اس مرحلہ پر آپ ﷺ نے ف... جھوٹ بولنے والے کو اللہ تعالیٰ اس حال میں موت دے کہ لوگوں نے اسے دھتکار دیا ہو سہارا رہ جائے۔ اس پر اس نے کہا: ''آمین۔'' پھر وہ قریش مکہ کے پاس چلا گیا، یہودیت ...

قریش کے ساتھ اور راہ و رسمِ مشرکانہ کو اختیار کر لیا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم رضی اللہ عنہ نے مذکورۂ بالا حدیث کی مانند روایت کی مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو عامر مکہ چلا گیا پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور طائف اور اہل طائف جب مسلمان ہو گئے تو انہوں نے اس کو برداشت نہ کیا تو یہ شام چلا گیا اور پھر وہیں دل گرفتہ، بے سہارا اور بے یارومددگار رہ کر مر گیا۔

﴿ابونعیم، ابن اسحاق﴾

کعب بن لوی اور ذکر نبی ﷺ:

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن لوی بن غالب جمعہ کے قومی اجتماع میں اس طرح خطاب کرتا تھا:

''اے برادرانِ قوم! غور سے سنو اور خبردار ہو جاؤ۔ رات تاریک اور دن روشن ہے، زمین بچھونا اور آسمان ہماری چھت ہے، پہاڑ میخ اور ستارے راہ نما اور پچھلے اگلوں کی مانند، ویسے ہی مرد و عورت ہیں اور روح پرانی ہونے والی ہے لہٰذا تم صلہ رحمی کرو، حقوق قربت کی حفاظت کرو، اپنے اموال کو بڑھاؤ، تم نے کسی مرنے والے کی بازگشت دیکھی، یا دیکھا کہ کوئی مردہ دوبارہ اٹھا؟ آخرت تمہارے سامنے ہے اور آخرت اس اندازہ و گمان کے سوا ہے جو تم بتاتے ہو اور جس کا ذکر کرتے ہو اپنے حرم کو زینت دو اور اس کی تعظیم کرو اور اس کو مضبوط تھامو کیونکہ عنقریب اس کیلئے ایک عظیم خبر ہونے والی ہے اور بہت جلد اس حرم سے عزت والا نبی ظہور کرنے والا ہے۔

نہار ولیل کل ادب بحادث سواء علینا لیلها و نهارها
علی غفلة یاتی النبی محمد یخبر اخبارا صدوق خبیرها

ترجمہ: ''روزانہ دن و رات نو بہ نو رونما ہوتے ہیں، ہم پر دن و رات سب یکساں ہیں، اچانک نبی محمد ﷺ تشریف لانے والے ہیں۔ وہ ایسی خبریں دیں گے کہ جن کا خبر رکھنے والا بہت سچا ہے۔''

خدا کی قسم! اگر میں شنوائی اور بینائی اور دست پا رکھنے والا ہوتا تو ان کے عہد نبوت میں ایسی محنت اور سرگرمی سے کوشاں ہوتا جس طرح ایک شتر محنت کش اور مشقت گیر ہوتا ہے اور ایسی تیزی دکھاتا جس طرح ایک اونٹ اپنی طویل منزل مقصود تک پہنچنے میں دکھاتا ہے پھر کہا:

یا لیتنی شاهدا نجواء دعوته فعواء
حین العشیرة تبغی الحق خذلانا

ترجمہ: ''کاش میں ان کی دعوت کے دور میں موجود ہوتا جبکہ قبائل حق کو چھوڑنے کی خواہش کریں گے۔''

حالانکہ کعب بن لوی کے مرنے اور حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ برس کا زمانہ تھا۔ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیس

بن ساعدہ اپنی قوم کو عکاظ کے بازار میں خطبہ دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے خطبہ میں کہتا، عنقریب اس جگہ سے حق عام ہوگا اور پھر اپنے ہاتھ سے مکہ کی طرف اشارہ کرتا۔ لوگ پوچھتے وہ حق کیا ہے؟ وہ جواب دیتا۔ ایک شخص کشادہ رو، سیاہ چشم، لوی بن غالب کی نسل سے ہوگا وہ لوگوں کو کلمہ اخلاص، ابدی زندگی کبھی کم نہ ہونے والی نعمتوں کی طرف بلائے گا، تم اس کی دعوت کو قبول کرنا اگر میں اس کی بعثت تک زندہ رہتا تو سب سے پہلے اس کی طرف دوڑ کر جانے والا ہوتا۔

﴿ابونعیم، ابن اسحاق﴾

اوس بن حارثہ کی بیٹے کو وصیت:

جامع بن حیران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب اوس بن حارثہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے مالک کو وصیت کی۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے:

شھدت اسرایا یوم آل محرق وادرک عمری صیحة الله فی الحجر

فلم ارذا ملک من الناس واحدا والا سوقة الا الی الموت والقبر

ترجمہ: ''آل محرق کی جنگ کے دن میں ان قیدیوں میں موجود تھا اور میری عمر کو عذاب الٰہی نے مقامِ حجر میں پالیا تھا۔ تو اس دن نہ کسی دولت منداور سرمایہ دار شخص کو اور نہ کسی بے مایہ اور محتاج کو دیکھا۔''

✿ مگر یہ کہ وہ موت اور قبر کی طرف جارہا تھا۔ یہ قصیدہ ان شعروں تک اس نے پڑھا:

الم یأت قومی ان لله دعوة یفوذ بھا اھل السعادة والبر

اذبعت المبعوت من ال غالب بمکه فیما بین زمزم والحجر

ھنالک فابغوا نصره بیلادکم بنی عامر ان ان السعادة فی النصر

ترجمہ: ''کیا میری قوم کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اللہ کی طرف سے دعوت ہے، اس دعوت کے ذریعہ سعادت مند اور نیکوکار کامیاب ہوں گے۔ جس وقت وہ (منتخب کائنات) مبعوث ہونے والا آل غالب سے حرم مکہ میں زمزم اور حجر اسود کے درمیان ظہور کرے گا۔ اس وقت اپنے علاقوں سے اٹھ کر اس کے ساتھ مؤثر تعاون کرنا لازمی ہے۔ اے بنو عامر! بلاشبہ تمہاری سعادت نصرت کرنے میں ہی ہے۔''

﴿خرائطی: کتاب الھواتف، ابن عساکر﴾

حضرت حرام بن عثمان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسعد بن زراق رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چالیس افراد کے ساتھ بغرض تجارت شام پہنچا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ کسی آنے والے نے کہا: اے ابوامامہ! مکہ مکرمہ سے ایک نبی ظہور فرمائے گا، تم اس کی پیروی کرنا اور اس سلسلہ کی ایک علامت یہ ہے کہ تم ایک ایسی منزل پر اترو گے کہ تمہارے ساتھیوں کو مصیبت پہنچے گی مگر تم محفوظ رہو گے اور فلاں کی آنکھ پر برچھے کی بھال لگ جائے گی۔'' پھر وہ ایک منزل پر اترے تو ان سب افراد کو رات میں وبائی

طاعون نے گھیر لیا، صرف ابوامامہ اس سے محفوظ رہے اوران کے ایک ساتھی کی آنکھ میں بھالا بھی لگ گیا۔

﴿ابن سعد﴾

عمیر بن حبیب کا مردہ کے بعد زندہ ہونا:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے جہینہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم میں سے ایک شخص جس کا نام عمیر بن حبیب تھا، بیمار ہو گیا۔ اس پر بے ہوشی کا غلبہ ہوا، اور ہم نے مردہ سمجھ کر اس پر چادر ڈال دی اور اس کی قبر کھودنے کا انتظام کر دیا، ہم اس کے پاس ہی بیٹھے تھے کہ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: ''میں جس حالت میں واپس ہوا ہوں، اس کو تم دیکھ رہے تھے کہ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ اسی حالت میں مجھ سے کہا گیا کہ تجھ پر تیری ماں روئے کیا تو نہیں دیکھا کہ تیری قبر کھودی گئی اور قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر روتی اور کیا تو نہیں دیکھ رہا ہے کہ ہم نے اس قبر کو تیرے سوا دوسرے شخص کیلئے بدل دیا اور قصل نامی شخص کو اس میں رکھ کر پتھروں سے بھر دیا ہے۔ تو کیا اب تو اس نبی مبشر پر ایمان لائے گا اور اپنے رب کے شکر و سپاس اور ابنائے نوع کے ساتھ صلہ رحمی کا رویہ اختیار کرے گا اور مشرب ضلالت اور مشرکانہ جہالت کو چھوڑ دے گا؟ میں نے پُر اخلاص انداز میں عرض کیا: ہاں! ضرور ایمان لاؤں گا لہٰذا مجھے چھوڑ دیا گیا ہے۔ لوگوں نے اس واقعہ عجیب کے بعد قصل نامی شخص اور اس کے حالات دریافت کرنے کیلئے ایک جماعت کو روانہ کیا جس کی تحقیقات یہ تھی کہ واقعی وہ مر چکا اور اسی گڑھے میں اس کو دبا دیا گیا ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہا، یہاں تک کہ عہد رسالت آیا اور وہ حلقہ اسلام میں داخل ہوا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا اور وہ اس طرح کہ آپ بغرضِ تجارت شام گئے وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا۔ بحیرہ نے پوچھا:

- ''تم کہاں کے رہنے والے ہو؟''
- انہوں نے جواب دیا: ''تہامہ کے شہر مکہ کا۔''
- بحیرہ نے سوال کیا: ''تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟''
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قبیلہ قریش سے۔''
- بحیرہ نے پھر سوال کیا: ''آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟''
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''تجارت۔''

بحیرہ راہب نے اپنے سوالات کے جواب پانے کے بعد خواب کی تعبیر کی کہ ''اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدہ میں اس طرح لائے گا کہ تماری قوم میں سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور

تم اس نبی کے صاحب معتمد اور مشیر اعلیٰ ہو گے اور وفات کے بعد خلیفہ نبی ہو گے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ ''تعبیر وخواب'' کو پوشیدہ ہی رکھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے آقا ﷺ! آپ کے دعویٰ نبوت کی دلیل کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ خواب جس کو تم نے شام میں دیکھا تھا آپ یہ جواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ سے چمٹ گئے۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور سمع وطاعت اور استجابت وشہادت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کہا: ''اَشْهَدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللهِ'' میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔

﴿ابن عساکر تاریخ دمشق﴾

حضرت ابن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عہد اسلام سے قبل ''دلائل نبوت'' کی قبیل سے کچھ دیکھا تھا؟ آپ نے جواب دیا: ''ہاں۔'' اور مزید کہا کہ کوئی شخص قریشی یا غیر قریشی ایسا نہ تھا جسے آثار دلائل نبوت سے کچھ معلوم نہ ہوا ہو۔ میں زمانہ جاہلیت میں درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہً ایک ٹہنی میرے اوپر اس قدر جھکی کہ سر کے قریب آ گئی۔ میں حیران تھا کہ عجیب بات ہے کہ اتنے میں درخت مذکور سے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا: ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور تم کو تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ کو اس کی سپردگی میں دینا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

کتب سماویہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر جمیل

 اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ

﴿سورہ الانبیاء﴾

ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔''

امت محمدیہ ﷺ کا ذکر:

مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تشریح میں ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توریت اور انجیل میں اپنے ازلی اور قبل آفرینش علم سے خبر دی ہے کہ امت محمدیہ ﷺ اس زمین کی وارث ہو گی۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب ''اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ

الصّٰلِحُوْنَ'' پڑھا تو کہا، ہم ہی وہ صالحین بندے ہیں اور فرمایا کہ میں زبور کے اس نسخے سے واقف ہوں جس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور میں نے اس کی چوتھی سورت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے داؤد (علیہ السلام)! میں جو سناتا ہوں اسے سنو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو بتا دیں کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے اور میں محمد ﷺ اور ان کی امت کو اس کا وارث کروں گا۔''

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے یمن کی طرف گیا اور قبیلہ زاد کے ایک شیخ کے پاس پہنچا جو متبحر عالم اور کتب سماوی کو پڑھنے والا شخص تھا اور اس کی عمر دس کم چار سو برس کی تھی۔

اس ازدی عالم نے مجھ سے کہا: میرا خیال ہے کہ تم حرم مکہ کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: ''میرا خیال ہے کہ تم قریشی ہو۔'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: ''میرا خیال ہے کہا: تم تیمی ہو؟'' میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: ''اب صرف ایک نشانی تمہاری طرف سے باقی رہ گئی ہے جس سے میں واقف نہیں ہو سکا ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کون سی نشانی ہے؟'' اس نے کہا: ''تم اپنے پیٹ سے قمیص اٹھاؤ۔'' میں نے کہا کس لیے؟

اس نے کہا کہ میں نے علم صادق میں پایا ہے کہ ''حرم مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور اس کے دعویٰ نبوت میں ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر کا شخص مددگار ہوں گے اور جوان شدتوں اور دشمنوں کی متحدہ قوت اور ہجوم مصائب کو خاطر میں نہ لائے گا اور ان کا زور توڑ کر رکھ دے گا اور دوسرا ادھیڑ عمر شخص گورے رنگ اور لاغر جسم کا ہوگا اور اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا اور بائیں ران پر ایک نشان ہوگا تو تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اپنا پیٹ دکھا دو اور تمہارے ساتھ جو اوصاف میں پاتا ہوں اس پوشیدہ علامت کو دیکھنے سے میرا علم مکمل ہو جائے اور اس کے علاوہ ایک آدھ علامت مخفی رہ جائے تو رہ جائے۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھالیا اور وہ ازدی عالم میری ناف کے اوپر سیاہ تل کو دیکھ کر کہنے لگے:

''رب کعبہ کی قسم! بے شک تم ہی وہ شخص ہو۔''

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: کتب سابقہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال قطراتِ بارش کی سی ہے کہ وہ جہاں بھی گرتے ہیں نفع پہنچاتے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر:

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ ان

کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ آخر میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک پر نظر ڈالی اور فرمایا: ''تم کتب سابقہ میں کیا کچھ پاتے ہو؟'' اس نے جواب دیا کہ ''رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ان کا صدیق ہوگا۔''

﴿ابن عساکر﴾

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں قریش کے کچھ لوگوں کے ساتھ بغرض تجارت شام گیا پھر جب مکہ واپس ہونے لگے تو مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا جسے میں بھول گیا تھا لہٰذا میں نے ساتھیوں سے کہا: ''میں ایک کام کر آؤں پھر تم سے آ کر مل جاؤں گا۔'' واللہ! میں بازار میں گزر رہا تھا کہ دفعتہً ایک بِطْرِیْقَ نے پیچھے سے آ کر مجھے گردن سے پکڑ لیا اور مجھے لے جانے لگا۔ میری مزاحمت کے باوجود وہ مجھ کنیسہ تک لے جانے میں کامیاب ہوگیا اور ایک بہت بڑے مٹی کے ڈھیر کے پاس لے جا کر ٹوکری اور پھاوڑہ میرے آگے ڈال دیا اور کہا اس انبار سے مٹی اٹھا کر دوسری جگہ ڈال دو۔ میں بیٹھ گیا اور پیش آمدشدنی حالات پر سوچنے لگا کہ کیا کروں۔ وہی بطریق کچھ دیر بعد آیا اور کہنے لگا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے کچھ بھی کام نہیں کیا اور پھر ایک مکا بنا کر پوری قوت سے میرے سر پر مارا۔ میں بڑی تیزی میں بجلی کی طرح اٹھا اور وہی پھاوڑہ سامنے سے اٹھا کر اس کے سر پر مارا اور اس کے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی بھیجہ نکل کر بکھر گیا۔ اس کے بعد بلاتوقف میں کنیسہ سے باہر نکل آیا اور غیر ارادی طور پر چل کھڑا ہوا، میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر جا رہا ہوں اور میں ایک رات اور دن برابر چلتا رہا حتی کہ میں ایک صبح کو گرجا کے قریب سے گزر رہا تھا کہ آرام کرنے کو جی چاہا اور گرجا کے سائے میں ستانے لگا۔ اتنے میں ایک شخص نکل کر میرے پاس آیا اور کہا: ''اے اللہ کے بندے! اس جگہ کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا: میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں۔ اس کے بعد وہ کھانا اور پانی لایا اور وہ مجھ کو اور میرے سارے جسم کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا رہا پھر بولا: اے اجنبی! اہل کتاب جانتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب الٰہی کا جاننے والا نہیں ہے اور میں تجھ میں وہ اوصاف دیکھ رہا ہوں کہ تو ہی ہوگا کہ ہمیں اس گرجا سے نکالے گا اور اس شہر پر غلبہ پائے گا۔''

میں نے اس کے جواب میں کہا: ''اے استاذ! میں ایک دوسرے مذہب کا پیروکار ہوں۔'' پھر اس نے پوچھا: ''تیرا نام کیا ہے؟'' میں نے بتایا: ''عمر بن الخطاب'' اس کے بعد اس نے پہلے سے زیادہ وثوق اور اعتماد کے لہجے میں کہا: ''واللہ! ایسا ہی ہوگا اور تو ہی ہمارا غالب و فاتح ہے، اس میں کوئی مغالطہ اور شبہ نہیں۔ مہربانی کر تو میرے لیے، اس گرجا کیلئے اور اس کے جملہ اشیاء ولوازمات کیلئے ایک دستاویز لکھ دے۔'' میں نے کہا: ''اے صاحب علم! تو نے بلاشبہ میرے ساتھ حسن سلوک کیا ہے پس اب تو ایسی بات کر کے مجھے مکدر نہ کر۔''

اس نے اصرار کیا کہ ''ایسی ایک تحریر لکھ دینے میں تجھ کو کس وجہ سے گریز ہے؟ حالانکہ بات واضح

ہے اگر تو ہمارا حاکم ہوگیا تو یہ تحریر ہمارے منشاء میں مفید ہوگی اور اگر ایسا نہ ہوا تو تیری ذات کو کیا نقصان۔'' میں نے کہا: ''اچھا سامانِ کتابت لاؤ۔'' وہ جلد ہی کاغذ وغیرہ لے آیا اور میں نے اس کے مطالبہ اور خواہش کے مطابق تحریر لکھ کر دستخط کر دیئے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں شام پہنچے تو وہی راہب آپ کے پاس آیا اور وہ ''دیرالقدس'' کا انچارج تھا۔ اس نے وہی تحریر پیش کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس تحریر کو تعجب کے ساتھ دیکھا اور جو مسلمان ساتھ میں موجود تھے انہیں تحریر کا پس منظر بتایا۔ راہب نے عرض کیا: میرے لیے جو شرط منظور ہو چکی ہے اسے پورا فرمائیے۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا: اس معاملہ میں نہ عمر کو اختیار ہے نہ اس کی اولاد کو۔

﴿دینوری فی المجالسہ، ابن عساکر﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا رہے تھے، اتفاقاً ان پر سے تہبند اڑا اور اہل نجران میں سے کسی نے ران پر سیاہ تل کو دیکھ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اور یہی شخص ہمیں اپنے اس علاقے سے نکالے گا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابی اسحاق، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عہد رسالت ﷺ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا رہے تھے تو قبا کا دامن اڑ جانے سے آپ کی ران کھل گئی۔ آپ کی ران پر سیاہ تل کو دیکھ کر نجران کے ایک شخص نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کا تذکرہ ہمیں اپنی کتابوں میں ملتا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دے گا۔

﴿زوائد الزہد﴾

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شام میں کہا کہ ان کتابوں میں بتایا گیا ہے کہ یہ شہر وامصار اس شخص کے ہاتھوں فتح ہوں گے جو صالحین، مسلمین اور متقین کے ساتھ ہمدرد اور مہربان اور شورہ پشتوں اور کافروں پر سخت گیر اور شدید ہے اور اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر اور اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں اور اس کے نزدیک حق کے حاصل کرانے میں قریب وبعید برابر ہے۔ اس کے شاگرد رات میں عبادت گزار اور دن میں شیر ہیں وہ آپس میں رحم دل، شفیق اور نیکو کار ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کعب رضی اللہ عنہ! تم نے ٹھیک کہا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں خدا گواہ ہے میں نے حقیقت بیان کی ہے۔ اس کے بعد حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر طرح کی حمد وثناء کے لائق وہی ذاتِ اقدس ہے جس نے ہمیں عزت وغلبہ دیا اور ہمیں شرافت وکرامت سے سرفراز کر کے ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہم کو باہم شفقت کرنے والا بنایا۔

﴿ابونعیم﴾

عبید بن آدم، ابی مریم رحمۃ اللہ علیہم اور حضرت ابی شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر

بن الخطاب رضی اللہ عنہ مقام جابیہ میں تھے۔ اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لائے تو نصرانی راہبوں نے ان سے کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''خالد بن ولید'' پھر انہوں نے پوچھا:

آپ کے امیر کا نام کیا ہے؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ پھر انہوں نے امیر کی شناخت پوچھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نشانیاں بیان کیں۔ جن کو سن کر راہب بولے: تم بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے، البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کر سکتے ہیں کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہر شہر دوسرے سے پہلے فتح ہو جائے گا اور ہر اس شخص کی جو جس شہر کو فتح کرے گا اس کی نشانیاں ہمیں معلوم ہیں۔ ہماری کتب مقدس میں ہے کہ بیت المقدس سے پہلے ''قیساریہ'' فتح ہوگا۔ واپس جاؤ پہلے اسے فتح کرو، پھر اپنے امیر کو ساتھ لے کر آنا۔''

﴿ابونعیم﴾

سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا ذکر:

حضرت مغیث اوزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم توریت میں میری کیا علامت پاتے ہو؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایسا خلیفہ جو آہنی عزم کا حامل اور شدید قوت کا حامل اور احکام خداوندی کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے گا۔ پھر تمہارے بعد ایسا خلیفہ ہوگا جسے امت قتل کرے گی اور وہ لوگ اس خلیفہ کے حق میں ظالم ہیں پھر اس کے بعد ملت مصائب میں مبتلا ہو جائے گی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مؤذن حضرت اقرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسقف کو بلایا اور دریافت فرمایا: ''کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا بھی کچھ ذکر پاتے ہو؟'' اسقف نے جواب میں کہا: ''ہم تمہاری علامات اور اوصاف کو تو پاتے ہیں مگر ان کا ذکر نام بنام نہیں ہے۔'' حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم میرا ذکر کس طرح پاتے ہو؟ اسقف نے جواب دیا: ''آہن کے مانند، لوہے کے مشابے۔'' آپ نے پوچھا: ''اس کا کیا مطلب ہوا؟'' اس نے کہا: اصولوں کا بہت سختی سے پابند امیر، دشمنانِ دین کیلئے ''مردِ آہن'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف اللہ تعالیٰ کیلئے بڑائی ہے ہر طرح کی تعریف بھی اسی کیلئے ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

''میرے بعد ہونے والے خلیفہ کا ذکر کس طرح ہے؟'' اس نے کہا: ''وہ ایک حلیم الطبع، بہت ہی باحیاء اور صالح مرد ہے جو اقرابا کو دوسروں پر ترجیح دے گا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ برادرم عفان کے بیٹوں پر رحم فرمائے پھر سوال کیا کہ ''جو شخص ان کے بعد خلیفہ ہوگا اس کے بارے میں کیا مذکور ہے؟'' اسقف نے جواب دیا: ''لوہے کا میل۔'' اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: ہائے افسوس! اسقف راہب، امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا قطع کلام کرتے ہوئے بولا: ''اے امیر ٹھہریے! وہ مرد تو صالح ہے لیکن اس کی خلافت کا قیام خون ریزی اور

کھینچی ہوئی برہنہ تلواروں کے درمیان ہوگا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نیند میں کچھ دیکھتے ہیں؟ اس سوال پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جھڑک دیا پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا: میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں جو خواب میں امت کے معاملات دکھاتا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام افلح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اہل مصر کے آنے سے پہلے سرداران قریش کے پاس جا کر کہتے تھے کہ حضرت امیر یعنیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرو۔ وہ کہتے خدا کی قسم! ہمارا قتل کرنے کا ارادہ نہیں مگر انہوں نے واپس لوٹتے ہوئے کہا: واللہ! یہ لوگ ضرور ارتکاب کریں گے۔

ایک مرتبہ پھر ان لوگوں کو متنبہ کیا اور کہا خدا کی قسم! وہ چالیسویں دن فوت ہو جائیں گے۔ باغیوں نے انکار کیا اور کہا ہم شہید نہیں کریں گے۔ اس کے کچھ دنوں بعد پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان (محاصرین) کے پاس پہنچے اور سمجھایا (خلیفہ معصوم) کو شہید نہ کرو۔

﴿مسندِ ابن راہویہ﴾

طاؤس سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر لوگوں سے پوچھا: ''تم اپنی کتابوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کیا اوصاف پاتے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا کہ ''ہم نے پڑھا ہے کہ وہ قیامت کے روز قتل کرنے والے اوران کے چھوڑنے والوں پر امیر ہوں گے۔''

﴿ابن عساکر، ابن سعد﴾

حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ جنگ کرنے اوراس سے باز رہنے میں کون سی بات آپ مناسب خیال کرتے ہیں؟ انہوں نے کہ کہ قیام حجت کیلئے جنگ سے ہاتھ روکنا بہتر ہے کیونکہ ہم نے کتابِ آسمانی میں پڑھا ہے کہ آپ قیامت کے دن قاتل اور آمر پر امیر ہوں گے۔

﴿ابن عساکر، ابن سعد﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے مصریوں سے کہا: تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے درپے ہو کیونکہ وہ ماہ ذی الحجہ ختم نہ کرسکیں گے کہ ان کی وفات ہو جائے گی۔

﴿ابن عساکر﴾

ابوالقاسم بغوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو لوگوں نے ذی قربات حمیری سے جو علمائے یہود میں سے تھا پوچھا: ''اے ذی

قربات! حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟'' اس نے کہا: ''الامین! (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) لوگوں نے پھر پوچھا: ''ان کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟'' اس نے کہا: ''مردِ آہن'' یعنی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (جو قوت ارادی اور ہمت و عزیمت کا پہاڑ اور اصول و انصاف کی پابندی میں مردِ آہن ہیں۔) پھر لوگوں نے سوال کیا کہ ''ان کے بعد یہ خلاف و سیادت کس کی طرف منتقل ہوگی؟'' اس نے کہا: ''الازہر'' یعنی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ (جو اپنے اخلاق اور کردار میں اخلاق اور حلم و احیاء میں ازہر تھے۔) پھر انکے بعد کیلئے پوچھا گیا۔ اس نے کہا: ''ابوضاح المنصور'' یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ مجھ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کہا کہ اب چالیس ہجری کا آغاز ہے اور عنقریب اسی سال میں صلح ہو جائیگی۔

﴿ابن راہویہ، طبرانی﴾

حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اونٹ چرانے والا ایک روز یہ حدی گاہ رہا تھا:

ان لا میر بعده علی
و فی الزبیر خلف مرضی

ترجمہ: ''بے شک ان کے بعد حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پسندیدہ خصلت والے پس رو ہوں گے۔''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا نہیں بلکہ امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ یہ خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابواسحاق یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ ابھی حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں حضرت علی المرتضٰی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم موجود ہیں؟ انہوں نے کہا: تم ہی امیر ہو گے۔

﴿ابن سعد﴾

ابو جریر ازدی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا ذکر ہمیں اپنی کتابوں میں اس طرح ملتا ہے کہ قیامت کے روز آپ ﷺ رب کے حضور اس حال میں کھڑے ہوں گے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ ہوں گے اور آپ کے بعد امت جو کارنامے انجام دے گی ان کی وجہ سے آپ ﷺ محجوب اور شرمندہ ہوں گے اور حیاء آئے گی۔ (بسند حسن)

﴿مسند دارمی، مسند ابن راہویہ﴾

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

محمد بن یزید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت قیس بن خرشہ اور حضرت احبار رضی اللہ عنہم دونوں ہمراہ جا رہے تھے یہاں تک کہ جب یہ دونوں مقامِ صفین پر پہنچے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے اور

کچھ دیر اس سرزمین پر نظر ڈالی پھر فرمایا: اس خطہ سرزمین پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہے گا کہ اتنا خون کسی اور خطہ پر نہ بہا ہوگا۔ اس پر حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ بات تمہیں کس ذریعہ سے معلوم ہوئی؟ حالانکہ یہ بات علم غیب سے ہے اور علم غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: زمین کا بالشت بھر ٹکڑا بھی ایسا نہیں ہے جس کا ذکر توریت میں نہ ہو۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مختار کا سر ان کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے کہا حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جو باتیں بتائی تھیں ان سب باتوں کو میں نے درست پایا۔ سوائے اس ایک بات کے جو مجھ سے کہی کہ عنقریب ایک ثقفی شخص مجھ کو قتل کرے گا۔ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ اسے نہ جان سکے کہ حجاج ثقفی کو ان کیلئے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

﴿مستدرک حاکم﴾

حجاج بن یوسف کے ظلم کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک ہم نسب شخص لوگوں کا خون بہائے گا اور دوسروں کے اموال کو حلال جانے گا اور بیت اللہ کے ایک ایک پتھر کو توڑے گا۔ میری حیات میں اگر اس طرح کے واقعات رونما ہوئے تو میں دیکھ ہی لوں گا ورنہ تم ان باتوں کو ذرا یاد رکھنا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بنی مغیرہ کی جبلِ ابوقیس پر رہنے والی عورت سے کہی تھی چنانچہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حجاج کے مقابلہ کے دوران بیت اللہ کو منہدم ہوتے دیکھ کر اس خاتون نے کہا: خدا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے کیسی درست بات کہی تھی۔

﴿مستدرک حاکم﴾

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر:

ہشام بن خالد ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر چالیس دن تک آسمان وزمین روئیں گے۔

﴿زوائد الزہد﴾

حضرت محمد فضالہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک راہب نے کہا: ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ عادل اماموں میں پاتے ہیں جس طرح حرمت والے مہینوں میں رجب حرمت وامن والا ہے اسی طرح عمر کا زمانہ حرمت وامن والا زمانہ ہے۔

ولید بن ہشام بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک صاحب نے کہا تم نے اس راہب کے قول کو سنا؟ وہ کہتا ہے کہ امیر سلیمان نے وفات پائی اور اس کی جگہ پیشانی پر ایک چوٹ لگا شخص امیر ہوا ہے چنانچہ جب ہم آئے تو ایسا پایا جیسا کہ راہب نے خبر دی تھی۔
راوی کا بیان ہے کہ پھر جب ہم چوتھے سال اسی مقام پر ٹھہرے تو اس شخص نے اسی راہب

سے جا کر کہا: صاحب من! اس موقع پر تم نے جو خبر دی تھی ہم نے ویسا ہی پایا۔ راہب نے جواب دیا: خدا شاہد ہے، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو زہر پلا دیا گیا ہے پھر جب ہم واپس لوٹے تو واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز کو زہر دیا جا چکا تھا۔

مغیرہ بن نعمان ایک بصری شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بتایا کہ میں بیت المقدس کے ارادے سے چلا تو میں ایک جگہ بارش میں گھر گیا اور میں نے ایک راہب کے صومعہ میں پناہ لی تو راہب نے میرے روبرو آ کر کہا: ''ہم کو اپنی کتاب مقدس میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ تمہارے دین کے کچھ لوگ مقام غدراء میں قتل کیے جائیں گے اور ان پر حساب ہوگا نہ عذاب۔'' تو کچھ ہی عرصہ گزرا کہ حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو مقامِ غدراء میں لایا گیا اور انہیں قتل کیا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا بنی عباس کے سیاہ جھنڈے نکلیں گے یہاں تک کہ شام میں قیام کریں گے اور ان کے ہاتھوں سے ہر جابر اور ان کے ہر دشمن کو اللہ تعالیٰ قتل کرائے گا۔

﴿بیہقی﴾

حماد بن سلمہ از یعلی بن عطاء از بجیر بن ابی عبید رحمۃ اللہ علیہ از سرح بن یرموکی جو اہل کتاب سے تھا، روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں کتابِ آسمانی میں لکھا پاتا ہوں کہ اس امت میں بارہ رئیس ہوں گے ان بارہ میں ایک نبی ہوگا اور جب ان کی تعداد پوری ہو جائے گی تو لوگ آپس میں سرکشی و بغاوت و جنگ و جدال کرنے لگیں گے۔

﴿دولابی الکنی﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کاہنوں کی پیشین گوئیاں

سطیح کی پیشین گوئی:

اسماعیل بن عیاش از یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی از عبداللہ بن دیمی از ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سطیح کا ذکر کیا کرتے ہیں اور آپ کا یہ خیال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں کسی کو اس کی مثل پیدا نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سطیح کو تختہ پر گوشت کا ایک لوتھڑا پیدا کیا۔ اس کی نقل و حمل تختہ ہی پر ہوئی، اس کے بدن میں ہڈی تھی نہ پٹھہ، نہ اس کی کھوپڑی تھی اور نہ گردن، ہتھیلیاں بھی غائب تھیں۔ اس کے اس لوتھڑے کو مثل گٹھڑی کے لپیٹ لیا جاتا۔ اس کے جسم میں کوئی حس و حرکت نہ تھی صرف زبان حرکت کرتی تھی۔ اس کے کہنے پر اس کو تختہ پر رکھ کر مکہ لایا گیا تو اس کے پاس چار قریشی آئے۔ آلِ قصی میں عبد شمس، عبد مناف، احوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص۔ ان چاروں نے

اپنا نام اور نسبی تعارف کرایا۔ لوگوں نے کہا کہ جمح والے ہیں جو تمہاری زیارت کیلئے ہیں۔ عقیل نے ایک ہندی تلوار اور ردبیہ برچھا بطور تحفہ پیش کیا اور دونوں چیزوں کو بیت الحرام کے دروازے پر رکھ دیا تا کہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ سطیح نے ان چیزوں کو اس سے پہلے دیکھا ہے یا نہیں۔ تھوڑی دیر بعد سطیح نے کہا: ''اے عقیل! اپنا ہاتھ میرے سامنے لا۔'' اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ اس کے بعد سطیح نے کہا:

''قسم ہے باطن کے جاننے والے اور خطاؤں سے درگزر کرنے والے کی، قسم ہے پورا ہونے والے عہد کی اور قسم ہے بیت الحرام کی! تم نے جو تحفہ پیش کیا اس میں شمشیرِ ہندی اور دوسرا ردینی نیزہ ہے۔''

ان قریشیوں نے کہا: اے بزرگ سطیح! آپ نے درست فرمایا۔ اسکے بعد سطیح نے کہا: ''قسم ہے فرح کے ساتھ لات کی، قسم ہے قوسِ قزح کی، قسم ہے سبقت لے جانے والے گھوڑے کی! قسم ہے پیشانی پر نشان والے گھوڑے کی! قسم ہے تازہ کھجور کے درخت کی! قسم ہے خشک و تر خرموں کی! بے شک کوا جس طرف اڑا مبارک ہے۔ (زمانہ جاہلیت میں عرب اسی طرح قسمیں کھاتے تھے اور کوّے کی کائیں کائیں سے شگون لیتے تھے۔) اس نے بتایا ہے کہ یہ لوگ جمح سے تعلق نہیں رکھتے اور ان کا نسب ان قریش سے ملتا ہے جو پتھریلی زمین کے رہنے والے ہیں۔'' ان چاروں نے کہا:

''اے سطیح! آپ ٹھیک کہتے ہیں ہم اسی علاقے کے رہنے والے ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں، اب جبکہ ہمیں آپ کے علم کا اندازہ ہو گیا ہے تو اب ہمیں بتائیے کہ ہمارے زمانے اور ہمارے بعد کیا کیا واقعات رونما ہوں گے۔ اگر اس کے بارے میں آپ کو کچھ خبر ہے؟ سطیح نے کہا: بے شک تم سچ کہتے ہو۔ اچھا اب میری باتوں کو سنو! جو اللہ نے الہام کے ذریعے مجھے بتائی ہیں۔

''اے گروہ عرب! تم بڑھاپے کے عالم میں ہو، تمہاری بصیرتیں اور عجم کی بصیرتیں برابر ہیں، تمہارے پاس علم ہے نہ سمجھ اور تمہارے بعد آنے والے لوگ انواعِ علم کے متلاشی ہوں گے اور بت شکنی کرتے ہوئے روم تک پہنچیں گے، عجمی طاغیوں کو قتل کر کے غنائم حاصل کریں گے۔''

اس تقریر کو سن کر ان چاروں نے کہا: ''اے بزرگِ محترم سطیح! وہ کون لوگ ہوں گے؟'' اس نے جواب دیا: ''رکنوں والے گھر، امن و غلبہ کی قسم! وہ لوگ تمہارے بعد تمہاری ہی اولاد میں سے ہوں گے جو بتوں کو توڑ دیں گے اور طاغوت کی بندگی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں گے اور دنیا کو توحید کا سبق دیں گے اور دیان کے دین پر چلیں گے، اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔ عامیوں پر سبقت لے جائیں گے۔'' انہوں نے پوچھا: ''اے سطیح! وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے؟'' اس نے جواب دیا:

''قسم ہے اشرف الاشراف کی! قسم ہے اسراف کے نگہبانی کرنے والے کی! قسم بلادِ عاد کو ہلا دینے والے کی! اور قسم ہے کمزوروں کو قوت دینے والے کی! وہ ہزاروں لوگ ہوں گے جن میں عبد شمس اور عبد مناف بھی ہوں گے اور دوسرے مختلف لوگ بھی ہوں گے۔''

چاروں قریشیوں نے کہا: ''اے غیبی خبر دینے والے سطیح! ہمیں یہ بتا دیجئے کہ وہ کس شہر سے ظہور

کریں گے؟'' اس نے کہا: ''قسم ہے ذاتِ ازل وابد کی! اور قسم ہے مددگارِ اعلیٰ کی! شہرِ مقدس سے ایک ہدایت یافتہ نبی پیدا ہوگا جو سیدھی راہ دکھائے گا اور یغوث واصنام سے کنارہ کشی اختیار کرکے ان کی پرستش سے بری ہوگا۔ وہ ایک خدا کی عبادت کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس نبی کو محمود کرکے وفات دے گا۔ وہ زمین سے مفقود اور آسمان میں حاضر و موجود ہوگا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کا خلیفہ ہوگا۔ اس کے فیصلے اور حقوق کی ادائیگی اور اس کے معاملات میں پورا اعتدال ہوگا۔ اس خلیفہ اول کے بعد دوسرا صاحب واستقامت خلیفہ ہوگا جو اعلیٰ درجہ کا مدبر، تجربہ کار اور معاملہ شناس ہوگا۔ وہ کل ملت کا بہترین ذمہ دار، مہمان نواز اور عدلیہ کا ایک مثالی استحکام کرنے والا ہوگا۔ ان کے بعد وہ شخص اور نائب ہوگا جو اپنے سابقین کی طرح مستعد، زرہ پوش اور آزمودہ کار ہوگا۔

بایں ہمہ غدار منصوبے بنائیں گے اور یہ اشرار تعمیری مشوروں کا بہانہ بنا کر گروہ در گروہ اس کے شہر میں جمع ہو جائیں گے اور اس معصوم کو بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالیں گے پھر اس کے خون کا بدلہ لینے کیلئے اکابرین و معززین امت اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ خلیفہ ہوگا جو اپنی ذات رائے کو، فریب دینے والے کی رائے سے متفق کر دے گا پھر قلم رو میں لشکرِ عظیم مدمقابل ہوں گے پھر اس کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوگا جو جمع شدہ مال میں ہاتھ ڈالے گا کم ہی لوگ ہوں گے جو اس کو پسند کریں گے وہ عوام کے خزانے میں تصرت کرے گا اور آئندہ جانشین کیلئے خزانہ بھرے گا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ والی ہو جائیں گے کہ ان کے عہد میں خون ریزی عام ہوگی۔

بعد ازاں ان کا والی ایک مفلوک الحال شخص ہوگا وہ ان کو فرش کی طرح پامال کرے گا، پھر ایک مضبوط گرفت والا ابوجعفر ہوگا جو حق کو دور اور مضر کو قریب کرے گا اور بہت بری طرح زمین کو فتح کرے گا۔ اس کے بعد ایک پستہ قد والا شخص ہوگا، اس کی پشت پر نشان ہوگا، وہ سلامتی کی موت مرے گا۔ پھر نسبتاً کم مکار شخص آئے گا اور وہ ملک کو خالی اور بے کار چھوڑ دے گا پھر اس کا بھائی والی ہوگا جو اسی کی راہ پر گامزن ہوگا وہ منبر و اموال کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ اس کے بعد والی وہ شخص ہوگا جو غصہ کو ضبط نہ کر سکے گا وہ دنیا پسند اور مال دار ہوگا۔ اس کے معاصرین اور ہم زمانہ لوگ اور اس کے اقارب اسے جنگ پر ابھاریں گے اور پھر اس پر چڑھائی کریں گے اور سلطنت سے معزول کر دیں گے اور پھر وہ قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ساتواں شخص بر سر اقتدار آئے گا۔ وہ ملک کا قحط زدہ ویران اور پسماندہ بنا دے گا اور ملک کے اندر ایک بھوکے حریص کی طرح کھسوٹ کرے گا۔ اس وقت حالت یہ ہوگی کہ بے مایہ وحریص لوگ ملک گیری کی طمع کریں گے اور ننگے بھوکے لوگ والی بنیں گے۔ قبیلہ نزار کے لوگ بنی قحطان کو پامال کریں گے اور یہ دونوں قبیلے دمشق میں لبنان کے قریب نبرد آزما ہوں گے اس دن اہل یمن کے دو طبقے ہوں گے، ایک غالب اور دوسرے مغلوب ومخذول۔ صحرانشینوں کے خیموں کو تم بوسیدہ دیکھو گے اور ان کے جھنڈے کھلے پاؤ گے اور قیدیوں کو پابہ زنجیر دیکھو گے۔

یہ واقعات وادیٔ فرأت اور پہاڑوں کے درمیان ہوں گے، اس زمانے میں منابر ویران ہوں

گے اور بیوہ خواتین لوٹی جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل گریں گے اور زمزمے اور ساز کا دور دورہ ہوگا۔ وائل نامی شخص خلاف کو طلب کرے گا۔ اس وقت قوم نزار مشتعل ہو جائے گی۔ وہ غلاموں اور شرپسندوں کو مقرب بنائے گی اور اخیار و عباد سے دور رہے گی۔ لوگ بھوکے مریں گے۔ غلہ اور عام ضرورت کی چیزیں گراں ہو جائیں گی اور ایک موقع ماہِ صفر میں ان جابروں کو قتل کیا جائے گا۔ جنہوں نے خندقیں، نہریں، سرسبزی و شادابی کو عام کیا۔ ان کو بھاگنے کا موقع نہ ملے گا، حاکم وقت ان جابروں کو دن کے اول وقت ہزیمت دے گا۔ جب وہ اس حالتِ مغلوبیت کو پہنچیں گے تو وہ خوف کے باعث نہ سو سکیں گے اور نہ فرار کر سکیں گے۔ وہ کسی آبادی میں داخل ہوں گے اور پھر قضا و قدر کو پالیں گے۔ اس کے بعد تیراندازوں کی جماعت آئے گی اور وہ صالحین کو اکٹھا کرے گی تا کہ آہن پوشوں کو قتل کریں گے اور ان کے حامیوں کو قید کریں اور گمراہوں کو اسیر بنائیں، اس مرحلہ پر بادشاہ کو آبی راہِ سفر پر پالیں گے پھر دین اور اس کے امور میں اختلال واقع ہو جائے گا اور زبور پوشیدہ کر دیئے جائیں گے۔ معبدوں کو توڑ دیا جائے گا اور کوئی محفوظ و مامون نہ ہوگا مگر وہ جو کہ جزائر البحور میں ہوگا۔ (یعنی دور دراز کے جزیروں میں چلے جائیں گے۔)

اس کے بعد جنوب کی سمت سے غبار اٹھے گا اور دیہاتی گنوار غلبہ کریں گے۔ ان میں کوئی بھی بدکاری، جنگ جوئی اور ہٹ دھرمی سے پاک و مبرا نہ ہوگا۔ یہ زمانہ بہت ہی خراب ہوگا، کاش قوم میں اس دن کچھ حیاء ہوتی اور تمناؤں کی خواہش نہ کرتی۔ ان چاروں قریشی حضرات نے دریافت کیا: ''اے سطیح! اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟'' اس نے کہا: ''اس کے بعد یمن سے ایک شخص اٹھے گا وہ خوبصورت اور برف کی مانند سفید ہوگا وہ صنعاء اور عدن کے درمیان میں ایک علاقے سے ظاہر ہوگا۔ اس کا نام حسین یا حسن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سر پر فتنوں کو لے جائے گا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

ربیعہ بن نصر کا خوفناک خواب:

ربیعہ بن نصر لخمی نے ایک خوفناک خواب دیکھا جس سے وہ بہت خوف زدہ ہوگیا تو اس نے اپنی مملکت کے معبروں کے پاس لوگوں کو بھیجا اور کسی کاہن، جادوگر، شگون لینے والے اور منجم کو نہ چھوڑا، سب ہی لوگوں کو طلب کر لیا اور کہا میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے خائف اور دہشت زدہ ہو گیا ہوں، لہٰذا مجھے اس کی تعبیر دو۔ معبروں نے کہا: ''خواب کو بیان فرمائیے تا کہ ہم تعبیر دیں۔''

اس نے جواب دیا: ''کہ میں خواب بیان کروں اور پھر تم اس کی تعبیر دو، یہ طریقہ کار میرے لیے اطمینان کا باعث نہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ صحیح تعبیر وہی کرے گا جو اس خواب کو میرے بیان کیے بغیر جانتا ہو کہ میں کیا دیکھ چکا ہوں؟'' ربیعہ کا نقطہ نظر معلوم کر کے حاضرین میں سے کسی ایک نے کہا:

''اگر آپ اس طریقہ پر تعبیر کے خواہاں ہیں تو سطیح یا شق کے پاس کسی کو بھیجنا چاہیے، ان دونوں سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے یہ دونوں افراد خواب اور تعبیر بتا سکتے ہیں۔''

طلبی پر شق سے پہلے سطیح آ گیا۔ بادشاہ نے کہا: ”اے سطیح! میں خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں، تم اس کی تعبیر دو۔“ سطیح نے جواب میں کہنا شروع کیا: ”اے بادشاہ! آپ نے خواب دیکھا ہے کہ تاریکی کی حالت میں ایک شعلہ برآمد ہوا، وہ تہامہ کا علاقہ ہے اور اس شعلہ نے ہر کھوپڑی والے کو کھا لیا ہے۔“ بادشاہ نے کہا: ”اے سطیح! تم نے خواب کے بیان میں کوئی بھی غلطی نہیں کی، ہاں اب تم اس کی تعبیر بتاؤ۔“ سطیح نے کہا:

”میں قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے درمیان ہر چرند اور پرند کی، تمہاری مملکت میں حبشی اتریں گے اور ابین سے لے کر جرش ک کے علاقہ پر وہ قبضہ کریں گے۔“ یہ سن کر بادشاہ نے کہا: ”یہ بات ہمارے لیے موجب فکر والم اور خوف وہراس کا باعث ہے، بتاؤ یہ بات تمہارے زمانہ میں ہو گی یا بعد میں؟“ سطیح نے کہا: ”نہیں بعد کو ساٹھ ستر سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد واقع ہو گی۔“ بادشاہ نے پوچھا: ”یہ ملک ان کے قبضہ میں ہمیشہ رہے گا یا پھر نکل جائے گا؟“ سطیح نے کہا کچھ اوپر ستر برس کے بعد یہ ملک ان کے قبضہ سے نکل جائے گا پھر ان سے اکثر قتل کیے جائیں گے اور کچھ جان بچا کر بھاگ سکیں گے۔ بادشاہ نے پوچھا: ”ان کو قتل کرنے اور بھاگنے پر مجبور کر دینے والا شخص کون ہو گا؟“

سطیح نے جواب دیا: ”ارم ذی یزن ان کا حاکم عدن سے یورش کرے گا اور پھر ان میں سے کسی ایک کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔

بادشاہ نے پوچھا: حاکم عدن کی حکومت یمن میں ہمیشہ رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟“ سطیح نے جواب دیا: کچھ اوپر ستر برس کے بعد اس کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔

بادشاہ نے دریافت کیا: ”اس کی حکومت کو پھر کون ختم کرے گا؟“ سطیح نے کہا: ”ایک نبی برحق، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت و وحی نازل ہوا کرے گی۔“ بادشاہ نے سوال کیا: ”وہ نبی مکرم کس قبیلہ سے ہو گا؟“ سطیح نے کہا: ”غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے۔ اس کی امت میں حکومت آخر زمانے تک باقی رہے گی۔“

بادشاہ نے پوچھا: ”کیا زمانہ کا بھی آخری کنارہ ہے؟“ سطیح نے کہا: ”ہاں، وہ جس روز تمام اولین وآخرین جمع ہوں گی۔ اس روز نیکوکار سعادت مند ہیں اور بدکار لوگ بدبخت ہیں۔“

بادشاہ نے کہا: ”اے واقف حالات سطیح! جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا واقعی یہ درست ہے؟“ سطیح نے کہا: ہاں! قسم کھاتا ہوں شفق، غسق اور فلق کی کہ جو کچھ میں نے بیان کیا وہ حق ہے۔“ جب سطیح اپنی گفتگو اور جوابات سے فارغ ہوا تو شق کو بادشاہ ربیعہ نے اپنے پاس بلایا اور کہا:

”میں ایک خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں۔“ اور جو سوال و جواب سطیح سے ہو چکے تھے ان کو بادشاہ نے مخفی رکھا تاکہ وہ معلوم کر سکے کہ دونوں کاہنوں کے بیان اور تعبیر میں کیا اور کس قدر اتفاق یا اختلاف ہے۔ تو شق نے کہا: ”ہاں! آپ نے تاریکی سے ایک شعلہ برآمد ہوتے دیکھا پھر وہ باغ اور پشتہ کے درمیان ٹھہرا، پھر اس نے ہر جاندار کو کھا لیا ہے۔“

بادشاہ نے پوچھا: ”اس کی تعبیر تم کیا کرتے ہو؟“ اس نے کہا: ”قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے

درمیانی انسانوں کی! آپ کی سرزمین میں سوڈانی یلغار کریں گے اور وہ ناک انگلیوں والوں پر غالب ہو جائیں گے اور ابین اور نجران تک قبضہ کرلیں گے۔"

بادشاہ نے کہا: "یہ بات ہمارے لیے موجب اشتعال بھی ہے اور باعثِ رنج وتفکر بھی۔ بتا سکتے ہو کہ یہ سب کچھ میرے عہد میں ہوگا یا میرے بعد؟" شق نے جواب دیتے ہوئے کہا: "کچھ زمانے کے بعد یہ حالات وحادثات رونما ہوں گے، اس کے بعد تم لوگوں کو ان سوڈانیوں سے ایک عظیم اور صاحب شان چھڑائے گا اور وہ ان کو ایک دردناک مزہ چکھائے گا۔"

بادشاہ نے پوچھا: "وہ عظیم ترین شخص کون ہے؟" تو شق نے کہا: "وہ لڑکا نہ زیادہ کم مرتبہ ہوگا نہ زیادہ معزز، ذی یزن کے گھر میں پیدا ہوگا۔"

بادشاہ نے دریافت کیا: "اس کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا جاتی رہے گی؟' کاہن نے جواب دیا: "ایک رسول مرسل اس کے اقتدار وسلطنت کو ختم کرے گا۔ وہ رسول حق اور دین وعدل کو لائے گا وہ ایک خاص نظام زندگی اور دائی اور صاحب فضل ہوگا۔ یہ حکومت اس کے صاحبوں اور متبعین میں فیصلہ کے دن تک باقی رہے گی۔"

بادشاہ نے سوال کیا: "وہ فیصلہ کا دن کیا ہے؟" شق نے جواب دیا: "یہ وہ دن ہوگا جس میں حاکموں کو بدلہ دیا جائے گا۔ آسمان سے بلانے والے کی ندا سنی جائے گی جسے ہر زندہ اور مردہ سنے گا، اس دن تمام لوگ میقات میں جمع ہوں گے جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کیا ہوگا وہ اس دن کامیاب اور نجات یافتہ ہوگا۔"

﴿ابن اسحاق، ابن عساکر﴾

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ سطیح کاہن سیل عرم کے زمانے میں پیدا ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ کے سال ولادت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ پانچ سو سال زندہ رہا۔ اس کے بعد دوسرا ایک قول یہ ہے کہ تین سو سال زندہ رہا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

ابن کلبی از عوانہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی شخص زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کوئی ایسی بات جانتا تھا اور جو اس کے سامنے واقع ہوئی ہو؟ آپ کے استفسار پر حضرت طفیل بن زید حارثی رضی اللہ عنہ نے جن کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی کہا: امیر المومنین! ایک شخص مامون بن معاویہ تھا جس کی کہانت کے بارے میں آپ کو علم ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں لوگوں کو بتایا کرتا تھا۔ وہ اکثر کہتا سنا گیا:

يَا لَيْتَ اِنِّىْ اَلْحَقُهُ وَ لَيْتَنِىْ لَا اَسْبَقُهُ

ترجمہ: "اے کاش! میں آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہوتا۔ اے کاش! میں آپ سے پہلے پیدا نہ ہوا ہوتا۔"

﴿مدینی، الذیل﴾

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تہامہ میں تھے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ملی میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں مامون خبر دیا کرتا تھا۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دن گزرتے گئے حتی کہ میں ایک وفد کے ساتھ آیا اور سلام لایا۔

قدیم پتھروں پر نبی کریم ﷺ کا اسمِ مبارک

حضرتِ حسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ہمیں رسول اللہ ﷺ کے وہ فضائل جو آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے بتائیے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! امیر المومنین! میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ایسا پتھر دیکھا جس پر چار سطریں تحریر تھیں۔

پہلی سطر میں تھا کہ ''میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری ہی عبادت کرو۔ دوسری سطر میں تھا کہ ''بے شک میں ہی اللہ ہی ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ میرے رسول ہیں، مژدہ ہوا سے جو ایمان لایا اور آپ ﷺ کی پیروی کی۔'' تیسری سطر میں تھا کہ ''میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی مبعود نہیں، جس نے مجھے مضبوط تھا وہ نجات پا گیا۔'' چوتھی سطر میں تھا کہ ''میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی مبعود نہیں، حرم میرا ہے اور کعبہ میرا گھر ہے تو جو میرے گھر میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا۔

﴿ابن عساکر﴾

محمد بن الاسود بن خلف بن عبد یغوث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا کہ قریش نے مقام ابراہیم کے نیچے حصے سے ایک کتاب پائی۔ قریش نے اس کے پڑھنے کیلئے حمیر کے ایک شخص کو بلایا۔ اس نے کہا کہ اس میں ایسے کلمات ہیں کہ اگر میں ان کو تم سے بیان کروں تو تم مجھے قتل کر دو گے۔ اس پر ہم نے گمان کیا کہ شاید اس میں محمد (ﷺ) کا ذکر ہوگا پھر ہم نے اس کو نابود کر دیا۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی﴾

حریش رحمۃ اللہ علیہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پہلی مرتبہ جب خانہ کعبہ منہدم ہوا تو وہاں ایک پتھر منقش پایا گیا، پھر ایک شخص بلایا گیا اس نے اسے پڑھا تو یہ لکھا تھا:

''میرا جو بندہ منتخب، متوکل، منیب اور مختار ہے، اس کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہوگا، جب تک کہ ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا نہ کر دے اور عام گواہی نہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مبعود نہیں، اس کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی، وہ ہر فراز پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی اور نصف کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو پاک رکھے گی۔''

﴿ابونعیم﴾

ابوالطیب، عبدالمنعم بن غلبون مقری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ عموریہ کو جب فتح کیا گیا تو وہاں کے ایک کنیسہ پر سنہری حرفوں سے لکھا پایا گیا کہ

''بعد میں آنے والے لوگوں میں سے وہ شخص بہت برا ہے جو سلف یعنی گزرے ہوئے لوگوں کو برا کہے کیونکہ عہد ماضی کا ایک شخص، زمانہ مستقبل کے ہزار اشخاص سے بہتر ہے۔ اے صاحب غار رضی اللہ عنہ! تم نے افتخار کی کرامت حاصل کی، اسی لیے ملک جبار نے تمہاری تعریف کی ہے کیونکہ اس نے اپنے بھیجے ہوئے نبی پر اپنی نازل کردہ کتاب میں فرمایا: ''ثانی اثنین اذھما فی الغار'' ﴿سورہ التوبہ﴾ (ترجمہ: ''دو میں کا دوسرا، جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔) اے عمر رضی اللہ عنہ! تم حاکم نہ تھے بلکہ باپ تھے۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! تم ظلماً قتل کیے گئے اور قبر میں لوگ تمہاری زیارت نہ کریں گے۔ اے علی رضی اللہ عنہ! تم امام الابرار ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے کافروں کو بھگانے والے ہو تو وہ صاحب غار ہے اور یہ اخیار میں سے ایک اور وہ شہروں کا فریادرس ہے اور یہ ابرار کا امام تو جو کوئی ان چاروں میں سے کسی کی تنقیص کرے، اِس پر جبار کی لعنت ہے۔''

ابوالطیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں کینسہ کے راہب سے پوچھا: جس کی بھنویں تک بڑھاپے سے سفید ہو چکی تھیں۔ یہ عبارت تمہارے کینسہ کے دروازے پر کب سے منقش ہے؟ اس نے جواب دیا: تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت سے دو ہزار برس پہلے۔

﴿ابن عساکر﴾

قتل حسین کی پیشین گوئی:

یحییٰ بن الیمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھے بنی سلیم کی مسجد کے امام نے بتایا کہ ہمارے بزرگوں نے روم کی طرف جہاد کیا تو انہوں نے ایک کینسہ پر یہ شعر منقوش پایا:

اتر جو امة قتلت حسینا
شفاعة جده یوم الحساب

ترجمہ: ''جس امت نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، کیا وہ قیامت کے دن ان کے نانا کی شفاعت کی امید اور توقع رکھے گی۔''

ہمارے بزرگوں نے راہبوں سے دریافت کیا۔ یہ عبارت آپ لوگ اس کینسہ میں کب سے دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے چھ سو سال پہلے سے یہ عبارت موجود ہے۔

﴿ابو محمد جوہری، امالیہ﴾

نسب نبوی کی عصمت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک بذریعہ نکاح ہی منتقل ہوا ہوں، میرے اجداد کی نسل میں زنا نہیں ہوا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی جاہلیت کی بدی نے منتقل نہیں کیا اور میں ایک ایسے ہی نکاح سے جیسا اسلام میں ہے، اصلاب میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے ہی متولد ہوا نہ کسی ناجائز عمل سے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں نکاح سے ہی پیدا ہوا اور صلب آدم سے اب تک میرا نسلی جوہر پاک رہا اور میرے رشتہ نصبی کو اعمال برِ اہلیت سے کبھی بدی نہیں پہنچی۔

﴿ابن سعد، ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے نسب کو پانچ سو سال سابقہ تک تحریر کیا ہے مگر اس میں کسی جگہ بدی کو میں نے نہیں پایا اور نہ ایسی کوئی چیز جو عام طور پر جاہلیت کے لوگوں میں ہوتی ہے، اس میں پائی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نکاح کے ذریعہ ظاہر ہوا اور از آدم علیہ السلام تا والدین محترم پورے سلسلہ نسل نے تخلیق اولاد میں برا طریقہ اختیار نہیں کیا اور نہ عہد جاہلیت کی بدی نے اس پیدائشی نظام کو متاثر کیا۔

﴿عدنی، مسند، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رشتہ نسلی سے وابستہ اجداد کبھی زنا کے قریب نہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل فرمایا اور جب بھی دو گھرانے ہوئے تو مجھے ان میں اچھے گھرانے میں رکھا۔

﴿ابونعیم﴾

کلبی، ابوصالح، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عربی قبائل میں بہترین قبیلہ مضر اور مضر کی شاخوں میں عبد مناف کی شاخ اور عبد مناف میں بنو ہاشم اور بنوہاشم میں خاندانِ عبدالمطلب۔ خدا کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی اولاد کی دو شاخیں ہوئیں تو مجھے ان میں سے بہتر شعبہ میں رکھا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

"وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ" ﴿سورہ النمل﴾

کی تفسیر میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے اصلاب میں منتقل ہوتے

رہے۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے تولد فرمایا۔

﴿بزاز، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بنی آدم کے ہر دور میں یکے بعد دیگرے بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا۔ یہاں تک کہ میں اس زمانے میں تشریف لایا۔

﴿بخاری﴾

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم علیہ السلام میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا اور اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور پھر مجھ کو تمام بنو ہاشم میں برگزیدہ فرمایا۔

﴿مسلم﴾

✿ (ترمذی نے مذکورہ بالا حدیث کو روایت کر کے اس کو حسن کہا ہے۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرما کر اپنی بہترین مخلوق میں شامل فرمایا اور جب انسانی مخلوق کو قبائل میں تقسیم کیا تو مجھ کو بہترین قبیلہ میں رکھا اور جب جانوں کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کے درمیان بہت بہتر جان بنایا اور جب خاندانوں کو بنایا تو مجھے ان میں بہتر خاندان میں رکھا۔ میں جان اور خاندان اور ہر لحاظ سے بہتر ہوں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بنی ہاشم کی فضیلت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے ان میں حضرت آدم علیہ السلام کو پسند فرمایا اور بنی آدم میں سے اہل عرب کو پسند فرمایا اور اہل عرب میں مضر کو اور مضر میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو پسند فرمایا تو اس طرح میں اچھوں میں سے اچھا ہوں۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا۔ تو مجھے ان دونوں میں بہترین قسم میں رکھا۔ پھر ان دو قسموں کو تین قسموں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں تیسری بہترین قسم میں رکھا۔ پھر جب ان تین قسموں میں قبائل بنائے تو مجھے ان کے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر جب قبائل کو گھرانوں میں تقسیم کیا تو مجھے ان کے بہترین گھرانے میں رکھا۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

✿ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيْراً

﴿سورہ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! تم سے ہر ناپاکی کو دور کر کے خوب اچھی

طرح پاک و بہتر بنائے۔"

حضرت مالک زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب لوگوں کے دو حصے ہوئے تو مجھے میرے رب نے ان میں سے بہترین قسم میں رکھا۔ حتیٰ کہ میں اپنے والدین کریمین سے متولد ہوا۔ اسی لیے مجھے عہد جاہلیت سے قطعی کوئی برائی نہ پہنچی اور مجھے ازواجی رشتہ سے پیدا کیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک برے طریقہ پر کبھی ذریات کی منتقلی نہ ہوئی۔ اس بناء پر ذات کے اعتبار سے بھی اور آباؤ اجداد کے لحاظ سے بھی تم میں بہتر ہوں۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں عرب کو چنا، پھر عرب میں کنانہ کو چنا، پھر ان میں سے قریش کو چنا، پھر ان میں سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا، پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو چھان ڈالا لیکن محمد ﷺ سے افضل کسی شخص کو میں نے نہیں پایا اور نہ کسی اولاد کو بنی ہاشم سے افضل پایا۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سے میں صلب آدم سے باہر آیا ہوں مجھ کو کسی بدکار عورت نے منتقل نہیں کیا اور سلف میں ہمیشہ امتیں مجھ سے منازعت کرتی رہیں، یہاں تک کہ میں نے عرب کے دو بہترین قبیلوں سے جو کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ ہیں، ظہور کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ

"لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ" ﴿سورہ التوبہ﴾

کو فَا کے زبر کے ساتھ پڑھا اور فرمایا: "انا انفسکم" یعنی میں حسب و نسب اور قرابت میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں اور میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک بدکاری اور زنا نہیں ہوا۔ پورا سلسلہ تولید نکاح اور رشتہ زوجین کی بنیاد پر رہا۔

تخلیق آدم سے قبل قریش نور تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے قریش نور تھے، وہ نور خدا کی تسبیح کرتا تھا اور فرشتے تسبیح میں موافقت کرتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کے صلب میں ودیعت فرما دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام کے صلب میں زمین پر اتارا، اس کے بعد صلب نوح علیہ السلام

میں رکھا اور اس کے بعد صلب ابراہیم علیہ السلام میں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے پاکیزہ اصلاب اور مطہر ارحام میں منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے والدین کے ذریعہ ظاہر فرمایا۔ میرے اجدادی سلسلے میں کوئی ایک مرد و عورت بھی رشتہ مناکحت کے غیر قریب نہیں ہوئے۔

﴿مسند ابن ابی عمر عدی﴾

مداحِ نبوی بزبان حضرت عباس رضی اللہ عنہ:

حضرت خزیم بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوۂ تبوک کی واپسی کے وقت ہجرت کر کے حاضر ہوا۔ اس وقت میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری خواہش ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح عرض کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ٹھنڈا رکھے تو انہوں نے کہا:

من قبلها طبت فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلاد و لا بشر انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد الجم نسرا و اهله الغرق
تنقل من صالب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مستعرا فی صلبه انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المهیمن من قندف علیاء تحتها النطق
وانت الما ولدت اشرفت ال ارض و ضاء ت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور و سبل الرشاد نخترق

ترجمہ: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنے آباؤاجداد کی اصلاب وارحام میں اس وقت پاکیزہ رہے جب تک حضرت آدم علیہ السلام جسم پر پتے لپیٹتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہروں میں اس شان کے ساتھ آئے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ انسانی جسم میں تھے اور نہ مضغہ تھے اور نہ جما ہوا خون۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہ صورت نطفہ تھے اور اس کشتی میں سوار تھے جبکہ کوہِ نسر اور اس کے رہنے والے غرقاب ہو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے جبکہ ایک جہان دنیا سے رخصت ہوتا اور دوسرے ان کی جگہ پیدا ہوتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خلیل علیہ السلام کے صلب میں پوشیدہ ہوکر نارِ نمرود میں اترے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صلب میں تھے تو وہ آگ انہیں کیسے جلاتی؟ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اشرف نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل پر غور ہے اس اعلیٰ شرف کو گھیر لیا جو ذی نسب فندف سے ہے اور اس کے تحت نطق یعنی بلندیاں یا قبائل ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاع نور سے افق آسمان منور اور روشن ہوگیا۔ اب ہم اس روشنی اس نور و ہدایت کے راستہ میں رواں دواں ہیں۔

﴿مسند حاکم، طبرانی﴾

چمکتا ہوا نور:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد دکھائی تو انہوں نے ایک کو دوسرے پر صاحب کرامت و فضیلت دیکھا پھر انہوں نے ان کے درمیان ایک چمکتا نور دیکھا۔ اس پر انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے فرزند جلیل احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ یہی اول ہیں، یہی آخر ہیں اور یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل کے منجملہ وجوہ ایک وجہ یہی نسبی فضیلت ہے، اس لیے کہ نبوت، حکومت، اور سیادت بھی ہے اور حکومت و سیاست ذی حسب اور صاحب عزت و شرف میں ہی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ بات رعایا کے انقیاد و اطاعت اور اس کی پیروی کرنے میں ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے تو ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان سے سوال کیا تھا کہ تم لوگوں کے درمیان کی نسبی حالت کیسی ہے؟ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا وہ ہمارے درمیان صاحب نسب ہیں۔ ہرقل نے کہا: ''یہی نسبی بزرگی، نجابت و اصالت اور طہارت تمام رسولوں میں رہی ہے اور وہ اپنی قوم میں نجابت نسبی کے لحاظ سے ممتاز رہے ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عبدالمطلب کا عجیب و غریب خواب:

ابوبکر بن عبداللہ بن ابوالجہم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوطالب سے حضرت عبدالمطلب کو خواب بیان کرتے سنا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا میں نے جبکہ میں حجر اسود کے قریب سو رہا تھا تب ایک خواب دیکھا جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کہا: میں نے آج خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اس طرح کھڑا ہے کہ اس کی اونچائی آسمان تک اور شاخیں مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس درخت کے نور کو میں نے روشنی آفتاب سے ستر گنا زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب و عجم کو میں نے سجدہ ریز دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر آن اضافہ کر رہا ہے۔ ایک لحہ وہ چھپتا ہے اور دوسرے لمحے ظاہر ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک جماعت قریش اس کی شاخوں سے چمٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اس کے کاٹنے میں کوشاں ہے۔ یہاں تک کہ یہ جماعت اس کو کاٹنے کے قوی ارادہ سے درخت کے قریب پہنچی ہی تھی کہ مجھے ایک خوب رو، حسین و جمیل اور لطافت و خوشبو سے معطر شخص کہ اس کو دیکھنے سے پہلے میں ایسے شخص کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا، نظر آیا۔ یہ خوب رو جوان اس جماعت کے لوگوں کی کمریں توڑتا اور آنکھیں نکالتا رہا پھر میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اس درخت سے کچھ لوں، مگر کامیاب نہ ہوا۔ میں نے دریافت کیا اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے؟ جواب ملا صرف وہ لوگ

جو مضبوطی سے چمٹے ہوئے ہیں۔" حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ کاہن کو خواب سنانے کے بعد میری نظر اس کے چہرے پر ٹھہری تو میں نے دیکھا اس کا چہرہ فق ہو گیا پھر کاہن نے تعبیر کرتے ہوئے کہا:

"اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو جائے گی۔"

اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابوطالب سے کہا: 'شاید وہ فرزند! یعنی میرے خواب کی تعبیر تم ہی ہو۔" ابوطالب اس بات کو اکثر بیان کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد کہتے:

"خدا کی قسم! وہ درخت یقیناً حضرت ابوالقاسم الامین ہوں۔" اس پر کچھ مسلمانوں نے ان سے پوچھا: "پھر آپ ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟" ابوطالب جواب دیتے تھے: "مجھے شرم و حیاء آتی ہے کہ قریش کہیں گے طریقہ اسلاف کو چھوڑ کر بھتیجے پر ایمان لے آیا۔"

﴿ابونعیم﴾

بنی زہرہ میں حضرت عبدالمطلب کا نکاح:

ابوعون مولیٰ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت مسور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے بیان کیا کہ موسم سرما میں ہم یمن کے سفر پر گئے تو میں ایک یہودی عالم سے ملا تو اس نے مجھ سے پوچھا: "تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے؟"

میں نے کہا: "میں بنی ہاشم سے ہوں۔" پھر اس نے کہا: "کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے جسم کے کچھ حصوں کو دیکھوں؟" میں نے کہا: "ستر عورت کے مقامات کے علاوہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔" اس مشروط اجازت کے بعد، اس نے میری ناک کا ایک اور پھر دوسرا نتھنا کھول کر دیکھا پھر کہنے لگا: میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: "ہم اس کو نبی زہرہ میں پاتے ہیں، تو یہ کیسے ہوگا؟" میں نے کہا: "میں نہیں سمجھتا۔" اس یہودی عالم نے پوچھا: "کیا تمہاری کوئی شاعہ ہے؟" میں نے جواب دیا شاعہ سے تمہاری مراد کیا ہے؟ اس نے کہا: بیوی! اسکے جواب میں، میں نے کہا "فی الحال تو کوئی بیوی موجود نہیں ہے۔" اس نے کہا: "جب تم اپنے وطن پہنچو تو قبیلہ بنی زہرہ میں نکاح کرنا۔"

اس کے بعد جب حضرت عبدالمطلب مکہ واپس آئے تو جناب ہاشم نے آپ کا نکاح قیلہ نامی خاتون سے کر دیا۔ قیلہ کے بطن سے حارث پیدا ہوئے، حارث ہی آپ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ قیلہ کے بعد آپ کا نکاح ہند بنت عمرو سے ہوا اور اس سے دوسرے فرزند اور صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت عبدالمطلب کا تیسرا نکاح فاطمہ نامی خاتون سے ہوا جن کے بطن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ والد ماجد جناب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور جب جوان ہوئے تو آپ کا نکاح وہب بن عبدمناف کی صاحبزادی جناب آمنہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا۔

﴿حاکم، طبرانی، ابونعیم، بیہقی﴾

حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے اس بات کو بیان کیا اور اسی روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ''طبقات'' میں بہ طریق جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے بیان کیا کہ اہل کتاب نے ان کے نتھنوں کے بالوں کو دیکھا۔ اور پھر کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ملک ہے اور نبوت ہے اور ان دونوں میں سے ایک بات بنی زہرہ میں دیکھتا ہوں اور اسی روایت کے آخر میں ہے کہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں نبوت اور خلافت دونوں کو رکھا۔

﴿ابونعیم﴾

حمل مبارک کے معجزات:

حضرت سعد بن ابی الوقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے زیر تعمیر مکان سے آ رہے تھے اور ان کے بدن پر مٹی اور غبار کا اثر تھا۔ ان کا گزر یعلےٰ العدویہ کی طرف ہوا جب یعلےٰ کی نگاہ آپ پر پڑی تو اس نے دونوں آنکھوں کے درمیان ''نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' تاباں پایا تو اس نے آپ کو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی۔ اس نے کہا اگر آپ میری خواہش پوری کر دیں تو میں آپ کو سو اونٹ پیش کروں گی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: ''ٹھہر جا میں غسل کر کے صاف ہولوں پھر تیرے پاس آتا ہوں۔ گھر آ کر حضرت عبداللہ نے سیدہ آمنہ اپنی بیوی سے مباشرت فرمائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور ولادت کیلئے حمل کا استقرار ہوا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یعلیٰ کے پاس پہنچے اور کہا: (یعلیٰ نے جنسی خواہش کی جس کو آپ نے مسترد کر دیا، آپ دوبارہ اس کے پاس نہیں گئے بلکہ راستہ میں مل گئی تھی) اب تیری خواہش باقی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں، کیا بات ہوئی؟ یعلیٰ نے کہا: ''جب تم ادھر سے گزرے تھے تو تمہاری پیشانی پر ''نورِ نبوت'' تاباں تھا، مگر اس وقت وہ موجود نہیں بلکہ منتقل ہو کر آمنہ کے رحم میں قرار پا چکا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

ایک روایت میں ہے کہ ''جس کے نور کے ساتھ تم میرے پاس سے گئے تھے، اب اس نور کے ساتھ واپس نہیں لوٹے ہو، اگر تم نے سیدہ آمنہ سے مباشرت کی ہے تو یقیناً وہ ایک اعلیٰ مقتدر کو تولید میں لائیں گی۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نکاح کیلئے لے کر روانہ ہوئے تو ان کا گزر اہل تبالہ یمن کی ایک کاہن خاتون پر ہوا جو کتب سماویہ کی عالمہ مشہور تھی اور اس کا نام فاطمہ بنت مر الخثعمیہ تھا۔ اس نے جب نورِ نبوت کو حضرت عبداللہ کی پیشانی میں دیکھا تو ان سے کہا: اے جوان! اگر تم اس وقت میرے ساتھ مباشرت کرو، تو میں تم کو سو اونٹ پیش کروں گی۔'' اس کی اس پیشکش پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

واما الحرام فالممات دونه — والحل لا حل فاستبينه
فكيف لى الامر الذى تبغينه — يحمى الكريم عرضه و دينه

ترجمہ: ”فعل حرام سے تو مر جانا بہتر ہے اور فعل حلال، تو میں اس کی خوبیاں نہیں بیان کر سکتا۔ اے خاتون! حرام کاری کی جو خواہش تو میرے ساتھ رکھتی ہے۔ اس کی تکمیل کیسے ممکن ہے کیونکہ اہل تو قیر و آبرو، اپنی عزت اور دین کی پاسداری کرتے ہیں۔“

اس کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے روانہ ہوگئے اور انہوں نے حضرت آمنہ بنت وہب زہری کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا اور جناب عبداللہ ان کے پاس تین روز رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس خاتون کے پاس جانے کا ارادہ کیا جس نے دعوتِ مباشرت دی تھی چنانچہ وہ اس کے پاس آئے تو اس عورت نے ان سے پوچھا: ”میرے پاس جانے کے بعد تم نے کیا کیا؟“ جناب عبداللہ نے جواب دیا: ”میرا نکاح آمنہ بنت وہب سے ہوگیا ہے اور میں تین روز تک ان کے پاس رہا۔“ یہ جواب سن کر اس عورت نے کہا:

”اے عبداللہ! میں بدکار عورت نہیں ہوں چونکہ میں نے تمہاری پیشانی میں نورِ نبوت کی چمک دیکھی تو مجھے تمنا ہوئی کہ وہ نور میں حاصل کروں، مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے جہاں چاہا وہاں ودیعت فرما دیا۔“

✿ اس کے بعد فاطمہ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

انی رایت مخیلة لمعت فتلا لات بخاتم القطر

ظلما بها نور یضیی له ماحوله کا ضاء ة البدر

و رجوته فخر ابوء به ما کل قادح زنده یوری

لله ما زهریة سلبت ثوبیک ما استلبت وما تدری

ترجمہ: ”میں نے ایک برسنے والے ابر کی بجلی دیکھی جس کی تابناکی نے جہان بھر کے سیاہ کالے بادلوں کو جگمگا دیا۔ ان کالے بادلوں میں ایک ایسا نور تھا جس نے گرد و پیش کے سارے علاقہ کو روشن کر دیا جس طرح کہ چودھویں رات کی چاندنی ہوتی ہے۔ میں نے عبداللہ سے نکاح کر کے فخر حاصل کرنے کی تمنا کی، مگر میں کامیاب نہ ہوسکی جس طرح کہ ہر شخص چقماق سے چنگاری حاصل نہیں کرسکتا۔ ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں، اس زہری عورت نے کتنی اعلیٰ چیز پائی ہے۔ اے عبداللہ! وہ تمہارے دو کپڑے ہیں، ایک نبوت دوسرا ملک، جو آمنہ زہری نے حاصل کر لیے حالانکہ وہ نہیں جانتی کیا چیز حاصل کی ہے۔“

✿ اس کے بعد فاطمہ نے یہ بھی کہا:

بنی هاشم قد غادرت من اخیکم امینة اذللباه یعتلجان

کما غادر المصباح بعد خبوه قتائل قد میثت له بدهان

وما کل ما یحوی الفتی من تلاده بحزم ولا ما فاته لتوانی

فاجمل اذا طالبت امرا فانه سیکفیکه جد ان یصطر عان

سیکفیکہ اما ید مقفلۃ واما مبسو طۃ ببنان

ولما قضت منہ امینۃ ما قضت نبا بصری عنہ وکل لسانی

ترجمہ: ''اے آل ہاشم! آمنہ نے تمہارے بھائی کو ایسا چھوڑا جبکہ وہ اپنی خواہش کی سیرابی کر رہی تھیں۔ جس طرح کہ چراغ بتی سے اس تیل کو چوسنے کے بعد، جو اس میں ڈالا جاتا ہے، بتی کو خالی اور خشک چھوڑ دیتا ہے۔ آدمی جو قدیمی اور موروثی مال جمع کرتا ہے وہ اس کی کوشش سے نہیں ہے اور جو مال اس سے جاتا رہتا ہے، وہ اس کی غفلت سے نہیں ہے۔ جب تم کسی بات کی طلب کرو تو خوبی کے ساتھ کرو، کیونکہ باہم لڑنے والی دو کوششیں تم کو کفایت کریں گی۔ یا تو وہ ہاتھ جو تم سے روک دیا گیا تمہیں کافی ہوگا یا وہ ہاتھ جو کشادہ ہے اور انگلیوں کے پوروں کے ساتھ ہے کافی ہوگا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جس چیز کی خواہش کی، وہ حضرت عبداللہ سے حاصل کر چکیں تو اب میری آنکھوں کی بصارت جاتی رہی اور میری زبان گونگی ہوئی۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر، خرائطی الہواتف﴾

ہشام بن کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالفیاض خثعمی رحمۃ اللہ علیہ سے تفصیل کے ساتھ جو روایت کی اس میں مذکور ہے کہ جب حضرت عبداللہ واپس ہو کر فاطمہ کے پاس پہنچے تو کہا: تو نے خواہش کا اظہار مجھ سے کیا تھا، اب کیا خیال ہے؟ اس نے جواب دیا: وہ خواہش اسی روز تھی، آج نہیں اور اس کا یہ قول ایک محاورہ بن گیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ جوانانِ قریش کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے فاطمہ اسے استصواب کیا۔ فاطمہ نے قریش کے جواب میں فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے (جو کہ پیچھے گزر چکے ہیں) اور اس روایت میں اس قول کے بعد کہ ''انہوں نے ان کے پاس تین روز قیام کیا۔'' اتنا زیادہ ہے کہ ''اہل عرب میں دستور تھا کہ جب شوہر اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے تو تین روز قیام کرتا ہے۔''

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہب بن جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو یزید مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ خثعمی عورت کے پاس آئے تو اس نے ان کی پیشانی سے آسمان تک نورِ نبوت کو چمکتا دیکھا۔ تو خثعمی عورت نے ان سے کہا: ''کیا تم میری خواہش پوری کر سکتے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا:

''ہاں! لیکن پہلے میں ''رمی جمار'' کر لوں۔'' تو وہ گئے رمی جمار کی پھر اپنی زوجہ سیدہ آمنہ کے پاس آئے۔ اس کے بعد خثعمی عورت کی بات یاد آئی تو وہ اس کے پاس آئے۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا خثعمی عورت کے پاس جانا اس لیے تھا کہ حقیقت حال دریافت کر سکیں) خثعمی خاتون نے کہا: میرے پاس سے جانے کے بعد بیوی سے ملے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں! میں اپنی زوجہ آمنہ کے پاس گیا ہوں۔ خاتون نے کہا: اب تم سے میری کوئی خواہش نہیں ہے کیونکہ جب تم میرے پاس سے گئے تھے تو تمہاری پیشانی سے آسمان تک ایک نور چمک رہا تھا جب تم نے اپنی زوجہ سے صحبت کی تو وہ نور ان میں منتقل ہو گیا، اب تم ان کو جا کر خبر دے دو کہ تم کو استقرار حمل سے وہ عزت ملی ہے کہ روئے

زمین پر اس درجہ توقیر افزا حمل کسی خاتون کو نہ ہوا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خثعم کی ایک خاتون نے ایک خاص موسم میں رونمائی و خودنمائی کرتی، بڑی ماہ رُو اور حسین تھی۔ وہ فرش فروخت کرنے کیلئے پھیری کرتی تھی، اسی طرح وہ ایک روز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئی جب اس خاتون نے ان کو دیکھا تو متعجب و متاثر ہوئی اور خود کو ان کے سامنے پیش کرنے اور دعوت مباشرت دینے لگی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اسی جگہ ٹھہری رہ، جب تک میں لوٹ کر واپس نہ آؤں پھر آپ اپنی بیوی کے پاس گئے اور مباشرت کی، جس کے نتیجے میں نبی کریم ﷺ کیلئے استقرار حمل ہوا اور پھر اس کے بعد جب لوٹ کر اس عورت کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا تجھ سے وعدہ کرنے والا، اس نے کہا غلط کہتے ہو اور اگر تمہارا قول درست ہے تو وہ نور کیا ہوا جس کو میں پہلی ملاقات کے وقت تمہاری پیشانی پر نمایاں طور پر دیکھ رہی تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بڑے خوب رو نوجوان تھے۔ ایک دن وہ قریش کی کچھ عورتوں کے پاس سے گزرے، ان عورتوں میں سے ایک نے ان سے کہا: ''تم میں سے کون ہے جو اس جوان سے نکاح کر کے اس کے نور سے دامن مراد کو بھرے جوان کی پیشانی میں تاباں ہے؟'' اس کے جواب میں حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح قبیلہ زہرہ کی ایک خاتون حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کیلئے حاملہ ہوئیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ بنت نوفل لوگوں کو دیکھ کر شگون لیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے قریب سے گزرے تو اس نے آپ کو بلایا تاکہ آپ سے خواہش نفس کی تکمیل کرے، اس نے جناب عبداللہ کا دامن پکڑ لیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہا: صبر کر میں لوٹ کر آتا ہوں اور تیزی سے نکل کر چلے گئے، اپنے گھر آمنہ کے پاس آئے اور مباشرت کی اور وہ رسول اللہ ﷺ کیلئے حاملہ ہوئیں پھر آپ اس عورت کے پاس پہنچے تو اسے انتظار کرتے پایا۔ حضرت سیدنا عبداللہ نے کہا کہو: کیا ارادہ ہے، خواہش باقی ہے؟ قتیلہ نے جواب دیا: بالکل نہیں کیونکہ پچھلی مرتبہ ایک نور تمہاری پیشانی پر تاباں تھا اور اب آئے ہو تو وہ رخصت ہو چکا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اس حال میں گئے کہ آپ کی پیشانی ایسی روشن تھی جیسے گھوڑے کی پیشانی میں سفیدی کی چمک ہوتی ہے اور اس حالت میں لوٹے ہیں کہ وہ چیز اب آپ کی پیشانی میں نہیں ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

کلبی رحمۃ اللہ علیہ، ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ

خاتون جس نے خود کو حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ پر پیش کیا، ورقہ بن نوفل کی بہن تھی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

دوران حمل حضرت آمنہ ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ رہیں:

علی بن یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی چچی سے حدیث بیان کی کہ ہم نے سنا ہے کہ سیدہ آمنہ جب تولد حضور نبی کریم ﷺ کے لئے حاملہ ہوئیں تو فرماتی تھیں کہ مجھے محسوس نہ ہوا کہ حاملہ ہو گئی ہوں اور نہ گرانی پیدا ہوئی جیسا کہ عام طور پر عورتیں ایام حمل میں خود کو بوجھل محسوس کرتی ہیں۔ بجز اس علامت کے کہ میرا حیض منقطع ہو گیا تھا اور یہ علامت بھی میرے لیے کوئی خاص وجہ حمل نہ رکھتی تھی کیونکہ اس کے بغیر بھی میرے اکثر دن چڑھ جایا کرتے تھے اور پھر حیض جاری ہو جایا کرتا تھا۔ ایک روز میری نیم خواب اور بیداری میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا:

''اے آمنہ! تمہیں معلوم ہے، تم حاملہ ہو؟'' میں نے جواب دیا کہ ''میں تو نہیں جانتی۔'' پھر اس نے کہا: ''تم ایک بڑی امت کے سردار اس امت کے نبی کی تولید کیلئے حاملہ ہوئی ہو۔'' یہ دن دو شنبہ یعنی پیر تھا پھر دن اور مہینے گزرتے رہے یہاں تک کہ زمانہ ولادت قریب آ گیا اور پھر وہی شخص میرے خواب میں آیا اور کہا: تم یہ پڑھا کرو:

اُعِیْذُہٗ بَالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ

ترجمہ: ''میں اللہ واحد سے ہر حسد کرنے والے کی شرارت سے پناہ مانگتی ہوں۔''

جب سے میں اس کلمہ کو برابر پڑھتی رہی اور اس کے بعد کچھ عورتوں سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ تم اپنے بازو اور گلے میں لوہا لٹکا لو۔ میں نے ایسا ہی کر لیا مگر وہ ہمیشہ کٹ جاتا، میں اسے باندھتی اور پھر جلد ہی کٹا ہوا پاتی۔ بالآخر میں نے اس کو لٹکانا اور باندھنا ترک کر دیا۔ (زمانہ جاہلیت میں عرب میں یہ رسم تھی کہ حاملہ عورتیں لوہا باندھتیں اور گلے لٹکا لیتیں تھیں)

﴿ابن سعد، واقدی﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ میں نے زمانہ حمل میں کسی طرح کی تکلیف اور گرانی برداشت نہیں کی۔

﴿ابن سعد﴾

احمد، محمد نام کا انتخاب:

ابو جعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ایامِ حمل میں حکم دیا گیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا نام ''احمد'' (ﷺ) رکھیں۔

﴿ابن سعد﴾

بریدہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہا گیا کہ ''تم خیر البریہ اور سید المرسلین سے حاملہ ہو لہٰذا جب ان کی تمہارے

بطن سے ولادت ہوتو ان کا نام احمد اور محمد (ﷺ) رکھنا اور اس تختی کو ان کے گلے میں لٹکا دینا اللہ پھر جب میں بیدار ہوئی تو میرے سرہانے ایک تختی موجود تھی۔ جس پر لکھا تھا:

"اُعِيْذُهٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَ كُلِّ خَلْقٍ رَائِدٍ، مِنْ قَائِمٍ وَ قَائِدٍ، عَنِ السَّبِيْلِ عَانِدٍ، عَلَى الْفَسَادِ جَاهِدٍ، مِنْ نَافِثٍ اَوْ عَاقِدٍ، وَ كُلِّ خَلْقٍ مَادِرٍ، يَاْخُذُ بِالْمَرَاصِدِ، فِيْ طُرُقِ الْمَوَارِدِ، اَنْهَا هُمْ عَنْهُ بِاللّٰهِ الْاَعْلٰى، وَ اَحُوْطُهٗ مِنْهُمْ بِالْيَدِ الْعُلْيَاءِ، وَالْكَفُّ الَّذِىْ لَا يُرٰى يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ وَ حِجَابُ اللّٰهِ دُوْنَ عَادِيْهِمْ، لَا يَطْرُدُوْهُ وَلَا يَضُرُّوْهُ فِىْ مَقْعَدٍ وَلَا مَنَامٍ وَلَا مَسِيْرٍ وَلَا مَقَامٍ اَوَّلُ اللَّيَالِىْ وَ آخِرُ الْاَيَّامِ"

﴿ابونعیم﴾

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال:

محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد ماجد نے شام کی تجارت سے واپسی پر مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان دنوں شکم مادر میں تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر وفات کے وقت پچیس سال تھی۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کی وفات اور ان کی عمر کے بارے میں جس قدر روایات اور اقوال ہیں ان میں یہی قول درست ہے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمارے اور دوسرے تمام اہل علم کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جناب عبداللہ سے محمد ﷺ کے علاوہ کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔

﴿ابن سعد﴾

واقعہ فیل

حضرت ابوجعفر بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل نے وسط ماہ محرم میں مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی۔ اس واقعہ اور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے درمیان پچاس راتوں کا فصل تھا۔

﴿ابن سعد، ابن الدنیا، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل نے چڑھائی کی اور وہ مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس گئے اور ان کے بادشاہ سے فرمایا: تم نے ہم پر چڑھائی کر دی، بہتر ہوتا کہ تم کسی فرستادے کو ہمارے پاس بھیج دیتے اور جو تمہارا مطالبہ ہوتا، ہم اس فرستادے کے ذریعے پورا کر دیتے، اس پر اس نے کہا: "مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں ایک گھر ایسا ہے کہ جو کوئی بھی اس میں داخل ہوا وہ امن یافتہ اور حفاظت یاب ہوا۔ تو میں اس کے صاحب خانہ کو ڈرانے آیا ہوں۔ حضرت عبدالمطلب نے بہ نظر رفع فساد پھر اس سے کہا: "تم ہم سے جو مطالبہ کرو گے، ہم اس کو پورا کریں گے اور

تم واپس ہو جاؤ۔'' مگر اس نے ان کی پیشکش کو رد کر دیا اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرنے پر اصرار کیا اور اس طرف پیش قدمی بھی شروع کر دی۔

حضرت عبدالمطلب لوٹ آئے اور پہاڑ پر چڑھ کر اعلان کیا: ''میں کعبۃ اللہ کو ویران کرنے اور حرم مقدس کے بے خطا ساکنوں کو ہلاک کرنے والوں کے مقابلہ پر نہ جاؤں گا پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

اللهم ان لکل اله خلالا فا منع حلاک لا یغلبن محالهم محالک

اللهم فان فعلت فامر مابدالک

ترجمہ: ''اے خدا! ہر معبود کیلئے ایک حل ہوتا ہے تو اب تو اپنے حل کی حفاظت فرما، تیری تدبیر پر کسی کا داؤ ہرگز غالب نہیں آسکتا اے خدا! اب اگر تو بچانا چاہتا ہے تو جس طرح تو بہتر سمجھتا ہے، حکم فرما۔''

اس کے بعد سمندر کی جانب سے ایک غول پرندوں کا مثل ابر نظر پڑا۔ وہ ابابیل تھے جو ان پر چھا گئے اور ہاتھی اذیت اور ضربوں کی تاب نہ لا کر چنگھاڑنے لگے اور سارے لشکر کو مثل چبائے ہوئے بھوسے کے کر ڈالا۔

﴿ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ ''طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ'' کی تفسیر میں روایت کی کہ سمندر کی جانب سے درندوں کے سروں کے مانند پرندے نمودار ہوئے جن کو نہ اس سے پہلے دیکھا گیا اور نہ اس کے بعد۔ تو ان اصحاب فیل کے جسموں پر چیچک کے مانند آبلے پیدا ہو گئے اور پہلی مرتبہ چیچک کو ان ہی کے جسموں پر دیکھا گیا۔

﴿سعید بن منصور، بیہقی﴾

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبید بن عمیر لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جب اصحاب فیل کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان پر پرندوں کو بھیجا جو سمندر کی جانب سے نمودار ہوئے۔ یہ گویا ابلق ابابیلیں تھیں، ہر ایک کے پاس تین پتھر تھے ایک منہ میں اور دو پنجوں میں پھر وہ آئیں اور اصحابِ فیل کے سروں پر چھا گئیں اور جو کچھ ان کی چونچوں اور پنجوں میں تھا وہ چھوڑ دیا۔ وہ پتھریاں ان کے جسموں پر پڑیں اور ہڈی اور گوشت کو پھاڑ کر قیمہ قیمہ کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کے جھکڑ چلا دیئے اور خانہ خدا کے دشمن ریزہ ریزہ ہو کر غبار اور ریت میں مل کر بے نام ونشان ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحابِ فیل نے جب مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی اور مقام ''الصفاح'' پر پڑاؤ کیا تو عبدالمطلب تشریف لائے اور ان سے کہا: ''یہ بیت اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے گھر پر کسی کو غالب اور قادر نہیں ہونے دے گا۔'' یہ بات سن کر انہوں نے جواب دیا: ''ہم بغیر منہدم کیے نہ لوٹیں گے۔''

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ہاتھیوں کو آگے بڑھانا چاہتے تھے مگر وہ پیچھے لوٹتے

تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو سیاہ رنگ کی پتھریاں جن پر مٹی تھی، دے کر ایک بڑے غول کی شکل میں فوج کے سروں پر فضا میں معلق کر دیا اور ان پرندوں نے پتھریوں کو ان کے سروں پر چھوڑ دیا، جس کے اثر سے ہاتھیوں کے لشکر خارش میں مبتلا ہو گئے ان میں سے جو بھی بدن کو کھجاتا، وہاں کا گوشت گر پڑتا۔

حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل کے ساتھ ایک ہتھنی تھی، اس ہتھنی کے لگاؤ سے ہاتھی کو بڑھایا، معاً اس پر پتھر پڑا اور وہ دونوں لوٹ پڑے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالمطلب اور چاہِ زمزم

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب حجر اسود کے قریب سو رہے تھے تو کسی نے ان سے کہا: ''برّہ'' کو کھودو۔ انہوں نے اس سے پوچھا: برہ کیا ہے؟ مگر کہنے والا ان کے پاس سے چلا گیا۔ دوسرے دن جب وہ پھر اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا: ''المضنُونہ'' کو کھودو۔ انہوں نے پوچھا مضنونہ کیا ہے؟ مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ تیسرے دن جب وہ اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا: طیبہ کو کھودو، انہوں نے پوچھا: ''طیبہ کیا ہے؟'' مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ چوتھے دن جب وہ اسی جگہ آئے اور سو گئے تو کسی نے ان سے کہا: ''چاہ زمزم کھودو۔'' انہوں نے پوچھا: ''زم زم کیا ہے؟'' اس نے بتایا اس کا پانی نہ کبھی کم ہوگا اور نہ اپنی جگہ سے ہٹے گا۔ اس کے بعد چاہِ زمزم کی جگہ انہیں بتائی پھر جب اس کی بتائی ہوئی جگہ پر کھودنا شروع کیا تو قریش نے اسے کہا: ''اے عبدالمطلب! کیا کھود رہے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: مجھے چاہِ زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر جب چاہِ زمزم نمودار ہوا اور لوگوں نے ایک کنواں دیکھا تو کہنے لگے: ''اے عبدالمطلب! اس میں ہمارا بھی حق ہے کیونکہ یہ کنواں ہمارے باپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تصرف میں آیا ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا: ''اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے، اس لیے یہ چشمہ مجھے ہی بتایا گیا اور میرے ہی لیے مخصوص کیا گیا ہے۔'' انہوں نے کہا: ''کیا اس معاملہ میں ہمارے ساتھ محاکمہ کرنے کو تیار ہو؟'' انہوں نے کہا کہ ''ہاں بالکل۔'' قریش نے کہا: ''اچھا ہم اپنے اور تمہارے درمیان بنی سعد کی کاہنہ کو حکم تجویز کرتے ہیں وہ جو بھی فیصلہ کرے، ہم دونوں کو منظور ہوگا۔'' کاہنہ شام کے علاقہ میں رہتی تھی۔ لہٰذا عبدالمطلب اور ان کے خاندان کے چند دوسرے اصحاب اور قریش کے مخالف قبائل میں سے ایک ایک شخص کو لے کر قافلے کی صورت میں شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ راہِ سفر میں ریگستان تھا جس میں پہنچ کر پانی ختم ہو گیا اور شدت پیاس سے تمام قافلہ کو یقین ہو گیا کہ اب مر جائیں گے، کچھ افراد شدتِ تشنگی سے جان بلب تھے وہ دوسروں سے پانی کی التجاء کرتے، مگر وہ جواب دیتے کہ بھائیو! کیا کریں؟ اب ہمارا حال بھی ویسا ہی ہونے والا ہے جو تمہارا ہو چکا ہے۔ اس اضطراب کی حالت

میں حضرت عبدالمطلب نے ساتھیوں سے مشورہ لیا تو انہوں نے جوابدیا: ''ہماری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا جو آپ مشورہ دیں ہم اس پر عمل کریں۔'' حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا:

''میری رائے یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے لیے ایک گڑھا کھود لے اور جو بھی مرتا جائے دوسرے ساتھی کو اس گڑھے میں دفن کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ ہم میں سے آخری شخص رہ جائے گا اور اس طرح ایک شخص کا بے لحد ضائع ہونا اس سے کہیں بہتر ہے کہ سب لوگ ضائع ہوں۔'' چنانچہ سب نے اپنے اپنے لیے گڑھے کھود لیے۔ اسکے بعد ساتھیوں نے کہا: ''اس طرح تو ہم اپنے آپ کو خود ہی موت کی آغوش میں دے رہے ہیں، ہم ہمت کرتے ہیں اور پانی کی تلاش کرتے ہیں کیا عجب ہے کہ ہماری کوشش اور ہمت کو دیکھ کر اور ہماری بے بسی اور لاچاری پر رحم فرما کر خدا ہماری مدد فرما دے۔'' یہ سن کر حضرت عبدالمطلب نے ساتھیوں سے فرمایا: ''پھر اٹھ کھڑے ہو۔''

چنانچہ وہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے، جب حضرت عبدالمطلب اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو دفعتہً اس کے پیر زمین میں دھنسے، پانی نکل آیا۔ حضرت عبدالمطلب نے جب یہ دیکھا تو ساتھیوں کو بتایا، سب نے پانی کو بافراط پیا، استعمال کیا اور برتنوں و مشکوں میں ذخیرہ کرلیا، ہم سفر سارے ساتھی اس خدا ساز آب رسانی کی وجہ سے متاثر تھے۔ انہوں نے کہا: ''اے محرم ہاشمی سردار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زم زم کا فیصلہ آپ کے حق میں کر دیا۔ آؤ لوٹ چلیں، چاہِ زم زم آپ کا حق ہے اور اب اس معاملے میں آپ کے ساتھ ہمارا نزاع نہیں۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے تذکرے میں پہلا واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے اکثر قریش مکہ اصحابِ فیل سے ڈر کر مکہ سے چلے گئے۔ مگر عبدالمطلب نے فرمایا: خدا کی قسم! میں حرم سے ہرگز نہ نکلوں گا اور نہ خدا کے سوا کسی سے مدد چاہوں گا۔ اس کے بعد وہ بیت اللہ کے پاس بیٹھ گئے اور دعا کرنے لگے:

''اے خدا ہر ایک اپنے گھر کی حفاظت اور مدافعت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی دشمنوں سے حفاظت فرما۔''

وہ صبر و استقامت کے ساتھ بیت الحرم میں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ بے شمار دیو پیکر، ہاتھیوں والا لشکر مالکِ حرم کی مدافعت کرنے والی چڑیوں کے ذریعہ خستہ اور خراب ہوگیا۔ اس کے بعد قریشی اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور حضرت عبدالمطلب کی عظمت ان کے اس کردار کی وجہ سے دوچند ہوگئی۔ اسی زمانے میں ان کو خواب میں الہام ہوا کہ زمزم کو کھودو جو شیخ اعظم کا پوشیدہ کیا ہوا ہے۔ پھر جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے عرض کیا:

''اے خدا! مجھے اس کنویں کا مقام ظاہر فرما دے۔'' چنانچہ پھر خواب میں رہنما فرمائی گئی کہ ''تم اس پوشیدہ مقام کو کھودو جو فرث اور دم کے مابین مخفی ہے اور وہ غرابِ اعظم کے چونچ مارنے کی جگہ ہے وہ

جگہ قریۃ النمل میں سرخ پتھروں کی جگہ ہے۔"

اس کے بعد حضرت عبدالمطلب اٹھ کر گئے اور مسجد حرام میں بیٹھ کر بتائی ہوئی علامات کا انتظار کرنے لگے اور مقامِ خرورہ میں گائے ذبح کی، ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی کہ وہ ذبح کرنے والوں کے ہاتھوں چھوٹ گئی اور مسجد حرام کے نزدیک چاہِ زمزم کے قریب آ کر گی گئی، اس کو وہیں مکمل طور پر ذبح کیا گیا۔ گوشت بنایا اور اٹھایا گیا کہ دفعتہً خون اور اوجھ پر ایک کوّا آیا اور قریۃ النمل کی جگہ بیٹھا، چونچ ماری۔ یہ عمل دیکھ کر حضرت عبدالمطلب اٹھے اور اسی مقام پر کھدائی شروع کر دی۔ قریش آئے، دیکھا اور دریافت کیا: "کس لیے آپ کھدائی کر رہے ہیں؟"

آپ نے فرمایا: "میں اس کنویں کو کھود رہا ہوں۔" جب انہوں نے کھدائی میں غیر معمولی دشواری محسوس کی تو یہ نذر مان لی کہ میں اپنے بیٹوں میں سے ایک لڑکے کو ذبح کروں گا۔ اس کے بعد پھر کھدائی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ سطح آب تک پہنچ گئے اور اس کے گرد حوض بنایا جو زمزم کے پانی سے بھر گیا اور اس سے حجاج پانی پینے لگے۔ رات کو قریش کے حاسد لوگ حوض کو توڑ دیتے تھے اور صبح کو حضرت عبدالمطلب اس کو درست کر دیا کرتے تھے جب حاسدوں کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو حضرت عبدالمطلب نے اللہ سے دعا کی جس کے جواب میں ان کو خواب میں بتایا گیا کہ تم ہم سے ان الفاظ میں دعا کرو:

اللھم انی لا احلھا لمغتسل ولکن ھی لشارب حل و بل ثم کفیتھم

ترجمہ: "اے خدا! میں زمزم کے پانی کو نہانے والوں کیلئے حلال نہیں بناتا، یہ پانی صرف پینے والوں کیلئے ہی حلال ہے، یہ تیرا ہے اور تو ہی اس کی حفاظت فرما۔"

اس کے بعد وہ اٹھ کر گئے اور خواب کے عین ہدایت کے مطابق منادی کرا دی۔ اس کے بعد جس کسی نے زمزم کے موضن کو خراب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم میں کوئی بیماری پیدا کر دی۔ بالآخر وہ حوض کے خراب کرنے اور اس کے پانی میں غسل کرنے سے باز آ گئے۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے دعا کی:

"اے خدا! میں نے اپنی اولاد میں سے ایک فرزند کو قربان کرنے کی نذر مانی تھی لہٰذا میں ان میں قرعہ اندازی کرتا ہوں، پس تو جس فرزند کو پسند فرمائے اس کی ہدایت فرما۔"

بعد ازاں انہوں نے تمام اولادوں میں قرعہ اندازی کی اور جناب عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا اور نسبتاً یہ فرزند ان کو زیادہ محبوب تھا پھر جناب عبدالمطلب نے درخواست کی: "خدایا! کیا اس کی قربانی تجھے مطلوب ہے یا اس کے بدلے میں سو اونٹوں کی قربانی؟" انہوں نے پھر عبداللہ اور سو اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی، تو قرعہ سو اونٹوں پر نکل آیا اور انہوں نے عبداللہ کی بجائے اونٹوں کی قربانی کر دی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے زمزم کی کھدائی میں جب اپنے مددگاروں کی کمی محسوس کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو دس لڑکے عطا فرمائے اور میں

ان کو دیکھ لوں، تو پھر میں ان میں سے ایک کی قربانی کروں گا پھر جب ان کے دس لڑکے ہو گئے تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کا واقعہ بیان کیا۔

سب نے کہا مناسب ہے آپ جس لڑکے سے چاہیں نذر کی تکمیل کریں مگر انہوں نے قرعہ اندازی کی اور حضرت عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا پس وہ ان کو پکڑ کر قربان گاہ کی طرف لے گئے اور ان کے ساتھ چھری تھی۔ حضرت عبدالمطلب کی صاحبزادیاں رونے لگیں اور ان میں سے ایک نے کہا: ''آپ اپنے لخت جگر کے بدلے اپنے اونٹوں کو ذبح کر دیجئے جو حرم میں چھوٹے ہوئے ہیں پھر عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا۔

اس زمانہ میں آدمی کی دیت دس اونٹ تھی۔ نتیجے میں قرعہ جناب عبداللہ کا نام نکلا۔ اس کے بعد وہ دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ ڈالتے رہے مگر ہر مرتبہ عبداللہ ہی کا نام نکلتا رہا۔ بالآخر دسویں مرتبہ میں سو اونٹ اور عبداللہ کے مابین قرعہ اندازی میں اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلا۔ اس موقع پر عبداللہ نے تکبیر بلند کی اور دوسرے افراد نے ان کے ساتھ ہمنوائی کی اور سب اونٹوں کو ذبح کر دیا گیا۔ سو اونٹوں کی دیت کا طریقہ عرب میں پہلی بار حضرت عبدالمطلب ہی نے برتا اور پھر پورے عرب میں دیت کی یہی قیمت متعین ہو گئی اور الٰہی حکم سے چونکہ ممانعت بھی نہ ہوئی۔ اس وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی اسے رد نہیں فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

صنابحی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور ایک دیہاتی نے آ کر کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سرسبزی ناپید، پانی خشک، اہل و عیال تباہ اور مال ضائع ہو چکے ہیں۔ اے دو ذبیحوں کے فرزند! اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ دیا ہے، اس میں سے کچھ مجھے دیجئے۔''

اس بات کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کسی ناگواری کا اظہار اور اعتراض نہ فرمایا: ''لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''اے امیر المومنین! وہ دو ذبیح کون سے ہیں؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''حضرت عبدالمطلب کو جب زمزم کھودنے کا حکم فرمایا تھا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر یہ کام مجھ پر آسان ہو گیا تو اپنے بیٹوں میں سے کسی کی قربانی دوں گا پھر جب وہ اس کی کھدائی سے فارغ ہوئے تو فرزندوں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام قرعہ نکل آیا۔ اب انہوں نے ان کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی ممانیاں جو بنی مخزوم سے تھیں، مانع آئیں اور زور دیا کہ اپنے بیٹے کے عوض فدیہ دے کر اپنے خدا کو راضی کرو تو انہوں نے سو اونٹوں کی قربانی دی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ایک ذبیحہ ہوا اور دوسرا ذبیحہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

﴿مغازی اموی، حاکم، ابن جریر﴾

شب ولادت کے معجزات اور خصائص

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک ہوش و گوش والا سمجھ دار بچہ تھا۔ میں نے سنا مدینہ کا ایک یہودی صبح کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا ہوا اور پکار کر کہنے لگا: ''اے گروہ یہود! دیکھو۔'' آس پاس کے سارے یہودی جمع ہو گئے۔ میں سن رہا تھا ان لوگوں نے اس سے کہا: ''تیری خرابی ہو کیوں شور مچاتا ہے؟'' یہودی نے چھت پر سے کہا: ''احمد ﷺ کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس کو آج رات میں کسی وقت پیدا ہونا ہے۔''

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ہر طرف نور ہی نور:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے بتایا کہ میں اس رات میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جس رات نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی۔ میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پاتی اور محسوس کرتی جیسے کہ ستارے قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ کیا یہ میرے اوپر گر پڑیں گے پھر جب حضرت آمنہ نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے کہ ہر چیز روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نور کے سوا کچھ نہ دیکھتی تھی۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

شام کے محلات روشن:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میں اس وقت اللہ تعالیٰ کا عبد اور خاتم النبیین تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر میں تھے اور تم لوگوں پر واضح کرتا ہوں کہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں اور انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھا کرتی تھیں۔ بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادتِ حضور نبی کریم ﷺ کے وقت ایسے نور کو دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

﴿احمد، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی نے دریافت کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ اپنے ابتدائی حالات کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے: تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میرے لیے دعا کی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری بشارت دی اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے ہیں۔

(حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو بیان کیا اور صحیح کہا ہے۔)

﴿ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ اصحابِ رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! اپنے بارے میں ہمیں کچھ بتائیے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے جدِ اعلیٰ حضرت ابرہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور وہ خواب ہوں جسے میری والدہ ماجدہ نے زمانہ حمل میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے تمام علاقہ شام منور ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

فائدہ:

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ میں اس خواب کی تعبیر ہوں جسے میری ماں نے زمانہ حمل میں دیکھا۔ تو یہ خواب زمانہ حمل میں واقع ہوا لیکن شب ولادت میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو شام کے محلات دیکھے وہ بہ حالت بیداری عینی مشاہدہ تھا۔ جیسا کہ حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ حضرت آمنہ بیان کرتی تھیں کہ زمانہ حمل میں بشارت دینے والے آتے رہے۔ کسی نے ان سے کہا: ''اے آمنہ! تم اس امت کے سردار سے حاملہ ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے بطن سے ظہور کرے گا تو اس کے ساتھ ایک نور طلوع ہوگا جس سے شام تک کے محلات روشن ہو جائیں گے اور جب وہ ماہ لقا پیدا ہو جائے تو اس کا نام محمد (ﷺ) رکھنا۔

مشرق و مغرب روشن:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے وضع حمل تک کسی قسم کی گرانی اور تکلیف محسوس نہ کی پھر جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو ساتھ ہی ایک روشنی اور نور پھیل گیا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہوگئی پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگائی، اس کے بعد مٹھی میں مٹی کو لے کر سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

ثور بن یزید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوالعجفاء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب والدہ نے مجھے جنم دیا تو انہوں نے ایک شعاع نور کی آمد سے بصرہ کے محلات تک دیکھ لیے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عطاء بن یسار، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے حضرت آمنہ سے روایت کی۔ وہ فرماتی ہیں کہ شب ولادت جب مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے ایک نور دیکھا جس سے محلاتِ شام روشن ہو گئے اور میں نے ان (محلات) کو دیکھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا نبی کریم کی دایہ جو بنی سعد سے تھیں، ان سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے دیکھا گویا میرے بطن سے ایک شعاع برآمد ہوئی ہے اور جس سیساری زمین منور ہوگئی ہے حتی کہ میں نے شام کے محلات اور قصور کو دیکھ لیا۔

﴿ابونعیم﴾

عمرو بن عاصم کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے ہمام بن یحییٰ از اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت میرے بطن سے نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے اور حضور نبی کریم ﷺ پاک وصاف پیدا ہوئے یعنی آپ کے ساتھ کوئی آلودگی نہ تھی اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا تو آپ ﷺ اپنے دست مبارک کے سہارے بیٹھ گئے۔

﴿ابن سعد﴾

تمام زمین روشن:

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہمیں معاذ عنبری رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ ہم سے ابن عون رحمۃ اللہ علیہ نے، ابن قبطیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ولادتِ حضور نبی کریم ﷺ کے سلسلے میں یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ میں نے محسوس کیا کہ گویا مجھ سے شہاب برآمد ہوا جس سے ساری زمین روشن ہوگئی ہے۔

حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ولادت کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھا اور پھر اوپر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی۔

﴿ابن سعد﴾

موسیٰ بن عبید رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو پیدائش کے بعد زمین پر رکھا گیا تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ ٹیکے اور سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور دست مبارک میں مٹی لی، جب بنی لہب کے ایک شخص کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے کہا اگر راوی سچا ہے تو یہ نومولود روئے زمین پر غالب ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ الشفاء بنت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو وہ میرے ہاتھوں میں آئے اور رونے لگے، اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا:

رَحِمَکَ اللّٰہُ وَ رَحِمَکَ رَبُّکَ

مشرق و مغرب کی سیر:

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہوگئی حتی کہ میں نے روم کے کچھ محلات کو دیکھا۔ وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میں نے آپ کو لباس پہنایا اور لٹا

دیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے جسم کے دائیں حصہ پر ایک لرزش طاری ہوگئی اور وہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ کسی نے جواب دیا مغرب کی طرف۔ اس کے بعد میری حالت درست ہوگئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد دوبارہ میری بائیں طرف ویسی ہی کیفیت ہوگئی جیسی دائیں طرف ہوئی تھی۔ ایک ظلمت اور ارتعاش طاری ہوگیا پھر میں نے سنا تم رسول اللہ ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب۔ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے یہ واقعہ ہمیشہ یاد رکھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

﴿ابونعیم﴾

ولادت باسعادت کی مبارک رات:

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ علوم کے مخزن تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو اور فرشتوں کا ارتقاع بڑھ گیا۔ سمندر کی سطح گہری اور دریا کی روانی تیز ہوگئی۔ شیطان ملعون کو ستر طوقوں میں جکڑ کر بحرِ عمیق میں الٹا کر کے ڈال دیا گیا اور اس کی ذریات و نیز سرکش جنوں کو پابہ زنجیر کر کے بند کر دیا گیا۔ آفتاب عالم تاب کو نورِ عظیم کا لباس پہنایا گیا اور ستر ہزار حوریں خلاء میں اس کے سر پر استادہ کی گئیں جو کہ ولادتِ رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہی تھیں اور اس سال سارے جہان کی عورتوں کیلئے بہ حرمت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اولادِ نرینہ سے حاملہ ہوں اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہو۔ کسی قسم کا خوف نہ تھا اور دور دراز علاقوں میں عافیت تھی اور امن تھا، جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو سعادت کی بارشیں ہونے لگیں۔

ظلمت اور تاریکیاں چھٹ گئیں اور سارا جہان نزہت و نور سے معمور ہوگیا۔ ملائکہ آپس میں مبارک باد دینے لگے اور ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا قائم کیا گیا اور ولادت باسعادت کی بدولت نور افشاں کر دیا گیا۔ آسمانوں میں یہ ستون مشہور و معروف ہیں اور معراج کے سفر آسمانی میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور فرمایا: کہ یہ ستون میری ولادت کی خوشی میں قائم کیے گئے اور جس رات میں سید الانبیاء ﷺ کی ولادت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حوضِ کوثر کے کناروں پر مشک اذخر سے معطر ستر ہزار درخت اگائے اور ان کے پھلوں کی خوشبو کو اہل جنت کیلئے بخور بنایا۔ اس روز تمام آسمان والے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا مانگتے تھے اور تمام بت اوندھے گر پڑے لیکن لات وعزیٰ کا یہ حال تھا کہ وہ دونوں اپنے اپنے مقامات سے بحکم رب اٹھ کر نکل آئے تھے اور کہتے تھے: قریش کا بھلا ہو، ان کے یہاں امین آگئے، ان میں صدیق تشریف لے آئے اور قریش نہیں جانتے کہ انہیں کیا مصیبت پہنچی ہے۔

بیعت اللہ کا یہ حال تھا کہ بہت دنوں تک لوگوں نے اس سے یہ آواز سنی، اب اللہ تعالیٰ میرے نور

کو لوٹا دے گا اور جوق در جوق توحید پرست میری زیارت کو آئیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ مجھ کو جاہلیت سے پاک کر دے گا۔ اے عزیٰ تو ہلاک ہو گیا اور تین شب و روز بیت اللہ شریف کا زلزلہ نہ رکا۔

﴿ابونعیم﴾

قریش کے جانوروں کی مبارکباد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی علامات حمل میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات قریش کا ہر پروردہ چوپایہ گویا ہوا:

''رب کعبہ کی قسم! آج کی رات رسول اللہ ﷺ حمل میں آئے اور اہل دنیا کی امان اور ان کے آفتاب ہیں۔''

نہ صرف قریشی کاہن بلکہ تمام جزیرہ نمائے عرب کے کاہن اپنی کہانت اور فنی کمال سے معرا ہو گئے اور دنیاوی بادشاہوں کا کوئی تخت نہ تھا جو اوندھا نہ پایا گیا ہو اور ہر بادشاہ گونگا ہو گیا تھا اور اس دن وہ بولنے سے قاصر تھا اور مشرق کے چرند و پرند، مغرب کے جانوروں کے پاس مژدہ اور مبارک باد لے کر گئے اور یہی عمل آبی جانوروں کا تھا۔ حمل کے ہر ماہ کے اختتام پر زمین و آسمان دونوں پر یہ ندا تھی:

''مبارک ہو کہ نبی آخر کی ولادت کی گھڑی نزدیک آ گئی، وہ زمین پر امن و مبارکی کیلئے ضمانت بن کر تشریف لانے والے ہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ حمل میں کامل نو ماہ رہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس عرصہ کوئی گرانی، تکلیف، بدمزگی یا اسی طرح کی کوئی دوسری شکایت جوان ایام میں عموماً خواتین کو لاحق ہو جاتی ہیں، محسوس نہ کی اور حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسی دوران وفات پائی جبکہ آپ ﷺ منزل حمل ہی میں تھے۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: ''ہم ان کے محافظ، مددگار اور والی ہیں۔'' ان پر صلوٰۃ وسلام پڑھو اور ان کیلئے برکتیں طلب کرو اور ان کیلئے دعائیں مانگو۔

وصلوٰۃ اللہ تعالیٰ و ملئکتہ والنبیین والصدیقین والشھداء و الصالحین علی سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب برکاتہ و سلامہ

اللہ تعالیٰ نے میلاد شریف کی رات تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا خود فرمایا کرتیں تھیں کہ مدتِ حمل میں جب چھ ماہ گزر گئے تو میرے پاس کوئی آیا اور اسنے بہ حالت خواب مجھے اپنے پاؤں سے دبایا اور کہا: ''اے آمنہ! تمہارا محمول سارے جہان سے افضل ہے جب ولادت ہو تو محمد ﷺ نام رکھنا۔''

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ذکر فرمایا کرتیں کہ جب وقت آیا اور مجھے وہ کیفیت لاحق ہوئی جو وضع

حمل کے وقت عورتوں کی ہوتی ہے اور گھر کے افراد کو بھی معلوم نہ ہوا تھا کہ دفعتہً میں نے ایک ہیبت ناک آواز کو سنا جس کی وجہ سے میں خوف زدہ ہوگئی۔ اس کے بعد ایک عجیب چیز جس کو میں سفید پرندے کے بازو سے تشبیہ دے سکتی ہوں نمودار ہوا اور اس نے میرے دل کو ملا جس سے وہ خوف و ہراس اور وہ جو تکلیف دے سکتی اور میں اسے پاتی تھی دور ہوگئی پھر میں نے رخ پھیر کر دیکھا تو ایک دودھ کا پیالہ نمودار ہوا، مجھے پیاس تھی میں نے اسے پی لیا پھر وہ مجھ سے ایک بلند نور چمکا، اس کے بعد میں نے چند ایسی دراز قد، عورتوں کو دیکھا جیسے کہ وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہوں۔ انہوں نے مجھے اپنے جھرمٹ میں لے لیا۔ میں اس پر تعجب ہی کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا آسمان و زمین کے درمیان سفید فرش بچھایا گیا اور کسی نے کہا: اس نومولود کو لوگوں کی آنکھوں سے بچاؤ۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کچھ مرد فضا میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے برتن لیے کھڑے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ پرندوں کی ایک ٹکڑی میرے روبرو آئی پھر انہوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا۔ ان پرندوں کی چونچ زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات بالکل دور فرمائیے۔ میں نے اس وقت دنیا کے مشارق و مغارب کا معائنہ کیا، میں نے دیکھا تین جھنڈے نصب کیے گئے۔ ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا۔ اس وقت مجھے درد زہ ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے۔

ولادت کے بعد میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں اور انگلیوں کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ وزاری کرنے والا اٹھاتا ہے پھر میں نے سفید ابر دیکھا جو آسمان کی طرف سے آ رہا تھا یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کو مجھ سے روپوش کر لیا پھر وہ غائب ہوگیا، پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

> ''محمد (ﷺ) کو زمین کے مشرق و مغرب میں لے جاؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تا کہ وہ سب آپ کے نام نامی، اوصاف گرامی اور صورت گرامی کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی اور نام نامی، دریاؤں میں ''ماحی'' رقم کیا گیا تھا کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات و اسباب کو آپ کے زمانے میں مٹا دیا جائے گا۔''

پھر وہ ابر جلد ہی آپ سے ہٹ گیا، اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور آپ کے نیچے سبز حریر کا بچھونا ہے اور آپ آبدار موتیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ اس وقت کہنے والے نے کہا: ''محمد (ﷺ) نے نصرت، غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں۔ اس کے بعد ایک اور ابر سامنے آیا۔ اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے بازوؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

یہاں تک کہ اس نے بھی آپ ﷺ کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا اور آپ میری نظر سے اوجھل ہوگئے۔ میں نے منادی کو نداء کرتے سنا کہ ''محمد ﷺ کو مشرق و مغرب اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مولدات پر

لے جاؤ اور آپ کے حضور جن وانس اور وحوش وطیور کی روحوں کو پیش کرو اور آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی صفاء، حضرت نوح علیہ السلام کی رقت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت یعقوب علیہ السلام کی مسرت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یحیٰ علیہ السلام کا زہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرم عطا کرو اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق حمیدہ اور فضائل جلیلہ سے آراستہ کردو۔

اس کے بعد وہ ابر چھٹ گیا اور میں نے آپ ﷺ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ لپٹے ہوئے سبز حریر کو تھامے ہوئے تھے پھر کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ خوشی ہے محمد ﷺ نے تمام دنیا کو تھامے رکھا ہے اور کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے حلقہ نبوت سے باہر ہو۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ تین افراد ہیں۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا۔ اس نے اس حریر کا سرا کھولا اور ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں پھر اس آفتابے سے آپ ﷺ کو سات مرتبہ غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگشتری سے مہر لگائی اور حریر میں آپ کو لپیٹ دیا پھر آپ کو اٹھایا اور کچھ دیر اپنے بازوؤں میں رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میرے بھائی عبداللہ جب پیدا ہوئے جو ہم سے چھوٹے تھے تو ان کا چہرہ اس قدر نورانی تھا گویا کہ وہ ایک آفتاب تھا، درخشاں اور تاباں دیکھ کر حضرت عبدالمطلب نے کہا: ''یہ فرزند عجیب شان والا ہوگا'' اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ''ان کے نتھنے سے ایک سفید پرندہ نکل کر اڑ رہا ہے اور وہ مشرق ومغرب کی حدوں تک پہنچ کر واپس ہوا اور خانہ کعبہ پر آکر بیٹھا اور تمام قریش نے اس کے آگے سجدہ کیا پھر وہ آسمان وزمین کے درمیان فضا میں اور دور دور دراز خلاء میں اڑتا رہا۔'' میں بنی مخزوم کی کاہنہ کے پاس گیا اور اس سے خواب بیان کیا۔ جس کو سن کر اس نے کہا اگر واقعی تمہارا خواب یہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ عبداللہ کا فرزند پیدا ہوگا اور مشرق سے مغرب تک لوگ اس کی اتباع کریں گے۔ پھر جب حضرت آمنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو تولید کیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ

''تم نے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے موقع پر کیا کیا دیکھا؟'' انہوں نے جواب دیا مجھے دردِ زِہ ہوا اور تکلیف زیادہ ہوگئی۔ اس وقت میں نے ایسی آوازیں سنیں جو آدمیوں کے کلام سے مشابہ تھیں اور میں نے ایک جھنڈا دیکھا جو یاقوت کی لکڑی پر تھا جسے زمین وآسمان کے درمیان نصب کر دیا گیا اور میں نے اس کے سرے پر ایک ایسا نور دیکھا جو آسمان تک پہنچ رہا تھا اور میں نے شام کے تمام محلات دیکھے جو مثل شعل آتش فروزاں تھے اور میں نے اپنے قریب قطاء کا غول دیکھا، جو حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کر رہا تھا اور آپ ﷺ پر اپنے بازوؤں کو پھیلا رہا تھا اور میں نے سعیر الدیہ کی تابعہ جو کہتی گزری کہ تمہارے اس فرزند کی بدولت بت پرستی اور کہانت جاتی رہی اور یہ سعیرہ ہلاک ہوگئی۔ بتوں کی خرابی دور دور رسوائی ہو۔ اور میں نے ایک جوان کو دیکھا جو قد کی درازی اور رنگ وروپ میں کامل ترین شخص تھا۔ اس نے مجھ سے بچہ کو

لیا اور اس کے منہ میں لعاب ڈالا۔ اس کے ساتھ سونے کا طشت تھا تو اس نے اس کے سینہ کو چاک کیا اور آپ کے قلب کو نکالا پھر قلب کو بھی چاک کیا اور ایک سیاہ نقطہ اس میں سے نکال کر پھینک دیا۔

اس کے بعد سبز حریر کی ایک تھیلی نکالی، اسے کھولا اور اس میں سے سفید سفوف سا نکالا اور آپ ﷺ کے دل میں بھر دیا، اس کے بعد سفید حریر کی تھیلی کھول کر اس میں مہر لگائی اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان انڈے کے مانند مہر کی اور آپ کو قمیص پہنا دی۔ یہ ہیں وہ عجیب وغریب امور جو میرے مشاہدے سے گزرے۔

﴿ابونعیم، بسند ضعیف﴾

فائدہ:

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بیان اور پہلے دونوں بیانات میں تناقض موجود ہے اور میں نے اس کتاب میں اس سے زیادہ شدید منکر روایت کوئی بھی بیان نہیں کی ہے۔ بلاشبہ اس کو بیان اور نقل کرنے کیلئے میری طبیعت اور انقباض تھا لیکن میں نے اس موقع پر حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کی ہے۔

شب ولادت حضرت آمنہ کا عجائبات دیکھنا:

حضرت حافظ ابوزکریا یحییٰ بن عائذ رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ آمنہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں بتایا کرتی تھیں کہ میں نے بہت سے عجائبات دیکھے ہیں۔

میں حیران اور متعجب ہی تھی کہ ایک مرتبہ تین اشخاص نمودار ہوئے۔ میں نے گمان کیا کہ ان کے چہروں کے درمیان آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں مشک نافہ، تیسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت جس کے چار کونے تھے اور ہر کونے پر سفید موتی تھا۔ کسی کہنے والے نے یہ کہا یہ دنیا ہے اور یہ ان کی مشرق ومغرب اور خشکی وتری ہے۔ تو اے اللہ کے حبیب! اس کے جس کنارے کو آپ چاہیں تھام لیں۔ جناب آمنہ فرماتی ہیں: میں نے رخ پھیرا کہ دیکھوں حضور نبی کریم ﷺ نے کون سا کونا پکڑا ہے تو میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کے وسط میں سے پکڑا ہے۔ اس وقت کسی نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی! حضور نبی کریم ﷺ نے کعبہ کو پکڑا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے کعبہ کو قبلہ اور برکت والا مسکن بنا چکا ہے۔ میں نے تیسرے شخص کے ہاتھ کو دیکھا اس پر حریر اسی طرح لپٹا ہوا تھا پھر اس نے اسے کھولا، تو اس میں سے ایسی مہر نکلی جس سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں پھر وہ میرے پاس آیا اور طشت والے شخص کو حرکت ہوئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو آفتابہ سے سات مرتبہ غسل دیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس حریر میں لپیٹا جس میں مشک اذخر کا ڈورا تھا

اور اٹھا کر ایک گھڑی اپنے بازوؤں میں لیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شخص رضوان محافظ جنت تھے اور انہوں نے آپ کے کان میں ایسی بات کہی جس کو حضرت آمنہ فرماتی ہیں: میں نہ سمجھ سکی اور کہا: ''اے محمد ﷺ! آپ کو بشارت ہو، تمام نبیوں کے علوم آپ کو عطا کیے گئے۔ آپ اعتبارِ علم ان سے زیادہ اور بہ لحاظ شجاعت آپ ان سب سے اشجع ہیں۔ آپ کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں۔ بلاشبہ آپ کو خوف و رعب کا لباس پہنایا گیا ہے، جو ابھی آپ ﷺ کا ذکر سنے گا اس کا قلب مضطرب ہو جائے گا اور اس کا دل خوف زدہ ہو گا۔ اے خلیفۃ اللہ! اگر چہ اس نے آپ کو نہ دیکھا۔''

(ابن وحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''تنویر'' میں کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔)

شب ولادت یہودی کا قریش کی مجلس کا اعلان:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی تاجر مکہ میں رہتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شب ولادت اس یہودی نے قریش کی مجلس میں کہا: ''اے گروہ قریش! کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟'' قریش نے جواب دیا: ''ہمیں نہیں معلوم۔'' اس نے کہا دریافت کرو اور میں جو بات تمہیں بتاتا ہوں اسے یاد رکھنا۔

> ''آج رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہونے والا ہے، اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے جس پر کثرت سے بال ہیں گویا کہ وہ گھوڑے کا ایال ہے۔ وہ بچہ دو راتوں تک دودھ نہ پیئے گا کیونکہ ایک عفریت جنی نے اس کے منہ میں انگلی ڈال دی ہے جس کی وجہ سے دودھ پینے سے روک دیئے گئے ہیں۔''

پھر قریش کی مجلس برخاست ہوگئی اور وہ لوگ یہودی کی باتوں پر متعجب تھے۔ وہ اپنے گھروں میں پہنچے تو تقریباً سب ہی نے اس بات کا گھر والوں سے تعجب اور حیرانی کے ساتھ ذکر کیا۔ اسی طرح ہر طرف چرچا ہونے کے بعد کسی نے بتایا کہ آج رات ایک لڑکا عبداللہ مرحوم کے گھر پیدا ہوا ہے، اس کا نام انہوں نے محمد ﷺ رکھا ہے پھر اہل قریش نے اس یہودی سے ملاقات کی اور اس کو بتایا یہودی نے کہا: میرے ساتھ چلو تا کہ میں اس بچہ کو دیکھ کر شناخت کروں۔ وہ آئے اور حضرت آمنہ سے عرض کیا کہ بچے کو دیکھیں گے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ان لوگوں کی گود میں دے دیا۔ یہودی نے کپڑا اٹھا کر اس علامت کو دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جب اس کی حالت درست ہوئی تو قریش نے کہا ہمیں تمہاری تکلیف پر افسوس ہے ہم پریشان ہیں کہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا؟

یہودی نے کہا بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔ اے قبائل قریش! کیا تم اس بچہ کی ولادت سے خوش ہو رہے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ یہ فرزند تم پر اس طرح غلبہ کرے گا کہ آفاق میں تمہارے بجائے اس فرزند کا ہر طرف شہرہ ہو گا۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

دعوت عقیقہ:

ابوالحکم تنوخی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ۔ انہوں نے کہا: قریش میں دستور تھا کہ ان کے یہاں جب ولادت ہوتی تو صبح عورتیں نومولود بچہ کے سر پر ہانڈی رکھتیں۔ اسی دستور کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے آپ کو عورتوں کے سپرد کر دیا گیا کہ وہ رسم کے مطابق ہانڈی رکھیں چنانچہ انہوں ے ہانڈی رکھی تو اس کے دوٹکڑے ہوگئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ رخ اوپر کو ہے اور آسمان کی جانب نگاہیں اٹھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے آکر حضرت عبدالمطلب سے کہا ہم نے ایسا بچہ نہیں دیکھا کہ جس کے ساتھ ایسی صورت واقع ہوئی ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا تم لوگ یاد رکھو اور مجھے امید ہے کہ یہ بچہ خیر وفلاح کو پہنچے گا۔ جب ساتواں روز ہوا اور حضرت عبدالمطلب نے (عقیقہ میں) قربانی کی اور برداری کو کھانے پر بلایا تو کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے کہا:

''اے سردار! آپ نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے؟'' حضرت عبدالمطلب نے بتایا: ''میں نے اس کا نام محمد ﷺ رکھا ہے۔'' قریشی مہمانوں نے کہا: ''اپنے ہاں خاندانی ناموں سے آپ نے کیوں انحراف کیا؟'' فرمایا: ''میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس کی مدح فرمائے اور زمین پر مخلوق اس کی مدح کرے۔''

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

عیصٰی راہب کی پیشین گوئی:

حضرت مسیّب بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام کے علاقہ میں بمقام مراالظہر ان ایک راہب تھا جس کا نام عیصٰی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے علم کثیر سے نوازا تھا۔ وہ مکہ آیا اور اس نے لوگوں سے ملاقات کے دوران کہا۔ عنقریب تمہاری سرزمین سے ایک فرزند پیدا ہوگا جس کی تمام عرب وعجم والے پیروی کریں گے تو جولوگ اس کے عہد اور دعوت کو پائیں اور قبول کریں۔ وہ راہ یافتہ اور فلاح یاب ہوں گے اور جنہوں نے اس کی مخالفت کی اور رہنمائی سے گریز کیا۔ لاریب وہ خسران (گھاٹے) میں رہیں گے۔ میں دنیاوی راحت وآرام اور باطنی ماحول اور اپنی سرزمین کو چھوڑ کر محنت وتکلیف اور بھوک وپیاس اور اجنبی ماحول میں صرف اسی کی طلب وجستجو میں آیا ہوں۔ پھر اس کا یہ معمول بن گیا تھا کہ مکہ میں خاندانِ قریش کے اندر نومولود بچہ ہوتا وہ اس کے بارے میں دریافت کرتا اور جب حضور نبی کریم ﷺ کی علامات نہ پاتا تو اکثر کہا کرتا، وہ فرزند جلیل ہنوز تشریف نہیں لایا۔ جب سرکار دوعالم ﷺ کی جلوہ فرمائی ہوئی تو صبح حضرت عبدالمطلب عیصٰی راہب کے صومعہ پر آئے اور آواز دی۔ اس نے نام پوچھا اور پھر نکل کر آیا اور کہا: اے حضرت عبدالمطلب! تم ہی اس فرزند ارجمند کے دادا ہو جس کی ولادت کے بارے میں، میں تم سے باتیں کیا کرتا تھا۔

وہ دوشنبہ کو پیدا ہوا، اسی دن بعثت کا اعلان کرے گا اور اسی دن اس جہان سے رحلت اور کوچ فرمائے گا۔

بلاشبہ آج رات ہی اس کا ستارہ طلوع ہوا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس وقت درد میں ہے اور یہ شکایت تین دن رہے گی پھر وہ صحتمند ہو جائے گا، تم اپنے آپ کو قابو میں رکھنا، اس لیے کہ جس قدر حسد لوگ اس فرزند کیساتھ کریں گے اس کی مثال نہیں ملے گی اور جیسی مخالفت اور مزاحمت لوگ اس کے ساتھ کریں گے ویسی مخالفت کسی کے ساتھ نہ ہوئی ہوگی۔'' حضرت عبدالمطلب نے پوچھا: ''اس بچہ کی عمر کتنی ہوگی؟'' راہب نے جواب دیا: ''اس کی عمر کم ہو یا زیادہ ستر کو نہیں پہنچے گی۔ اس کی عمر کیلئے سالوں کی گنتی طاق پر ہوگی۔ انسٹھ، اکسٹھ یا تریسٹھ برس اس کی امت کی عمریں ہوں گی۔

(عیصیٰ راہب کی یہ تمام پیشگوئیاں درست ثابت ہوئیں، اس نے انجیل کے مطابق یہ باتیں حضرت عبدالمطلب کو بتائیں)

راوی کا قول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عاشورۂ محرم کے دن حمل میں آئے اور بارہ (۱۲) ربیع الاول پیر کے دن آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کی برکتیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی بچہ رات میں پیدا ہوتا تو اسے کسی برتن سے ڈھانپ دیتے تھے اور رات میں اس کو نہ دیکھتے، چنانچہ جب آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو آپ ﷺ کو بھی ایک ہانڈی میں رکھ دی گیا۔ صبح ہونے پر دیکھا کہ ہانڈی کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور آپ ﷺ کی نگاہیں آسمان کی طرف ہیں، یہ دیکھ کر سب نے تعجب و حیرت کا اظہار کیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو بنی بکر کی ایک عورت کے پاس دودھ پلانے کیلئے بھیج دیا گیا جب عورت نے آپ کو دودھ پلایا تو اس کے یہاں ہر طرف سے خیر و برکت داخل ہوگئی۔ اس کے یہاں کسب معاش کیلئے بکریاں تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں برکت دی اور وہ بہت زیادہ ہوگئیں۔

﴿ابونعیم﴾

زمانہ جاہلیت کی رسم اور ہانڈی کا ٹکڑے ہونا:

حضرت داؤد بن ابی ہند رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت ہوئی تو تمام اونچے ٹیلے روشن ہوگئے اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا گیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے زمین پر سہارا لیا اور آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے، جب آپ ﷺ پر ہانڈی لوٹی گئی تو وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگئی۔

﴿ابونعیم﴾

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف فرما ہوگئے اور آپ ﷺ پر

ہانڈی لوٹی گئی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ چشم مبارک کھولے آسمان کی طرف نظارہ کناں ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

شیطان کی خباثت:

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو ساری زمین نور سے منور ہو گئی اور ابلیس نے کہا کہ آج کی رات ایک فرزند ایسا پیدا ہوا ہے جو ہمارے کاموں کو خراب کر دے گا۔ اس پر اس کی ذریات نے کہا جب تو اس کے پاس جائے تو اس کے فہم و دانش کو متاثر اور خراب کر دینا چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ہونے ہی والا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے ٹھوکر رسید کی اور وہ ملک عدن میں جا گرا۔

﴿ابن ابی حاتم فی التفسیر﴾

آسمانوں پر شیطان کا داخلہ بند:

معمروف بن خربوذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابلیس ساتوں آسمانوں میں چلا جایا کرتا تھا مگر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیا گیا پھر وہ چار آسمانوں تک جاتا رہا لیکن جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ساتوں آسمان سے روک دیا تھا۔

راوی حدیث معروف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیر کے دن طلوع فجر کے وقت کے پیدا ہوئے۔

﴿زبیر بن بکار، ابن عساکر﴾

ایوان کسریٰ میں زلزلہ اور آتش کدہ ایران بجھ گیا:

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ حضرت ابویعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی شب ولادت آئی تو کسریٰ کے محل پر زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور آتش کدۂ ایران بجھ گیا، جس کی آتش ہزار سال سے زائد سے فروزاں اور مشتعل تھی اور دریائے ساوہ خشک ہو گیا، جب صبح ہوئی تو کسریٰ سخت پریشان اور متاثر تھا مگر اس نے اخفائے حال کیلئے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا و راس عجیب وغریب واقعہ کے بعد بس اس نے اتنا کیا کہ تاج پہن کر تخت سلطنت پر بیٹھا اور تمام وزراء کو رات کی وہ شدنی کیفیت بتائی۔ اسی اثناء میں ایک شخص خط لے کر آیا جس میں از خود آتش خانہ کے سرد ہو جانے کی اطلاع تھی۔ اس کے بعد کسریٰ کا فکر دو چند ہو گیا۔ اس کے علاوہ موبذان مجوسی عالم نے کہا: یزداں آپ کے ملک و سلطنت کو قائم و دوام رکھے۔ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ: ''سخت اونٹوں کو عربی گھوڑے کھینچ رہے ہیں اور دریائے دجلہ کٹ کر اپنے شہروں میں پھیل گیا ہے۔''

کسریٰ نے پوچھا: ''اے محترم موبذان! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: عرب کے کسی گوشے سے کوئی غیر معمولی بات ہونے والی ہے۔ اس کے بعد کسریٰ نے نعمان بن المنذر کو خط لکھا کہ:

''میرے پاس کسی ایسے جاننے والے واقف کار کو بھیجو کہ اس سے جو کچھ میں چاہوں، دریافت کرسکوں۔'' نعمان نے اس کے پاس عبدالمسیح بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیجا، جب وہ کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: ''کیا تم ایک صاحب بصیرت شخص ہو؟ کہ میں تم سے سوال کروں؟'' عبدالمسیح نے جواب دیا: ''اے شہنشاہ فارس! دریافت کیجئے مجھے معلوم ہوا تو میں بتادوں گا، ورنہ اس شخص کی نشاندہی کردوں گا جو اسے جانتا ہوگا۔''

اس کے بعد بادشاہ نے سارا حال بیان کیا جس کو سن کر عبدالمسیح نے کہا: ''اس بارے میں صحیح علم میرے ماموں کو ہے جو شام میں پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے اور جس کو سطیح کاہن کہتے ہیں۔'' بادشاہ نے کہا: ''اچھا، اس کے پاس جاؤ اور دریافت کرو۔'' پس عبدالمسیح سفر دراز طے کرکے سطیح کے پاس پہنچا، وہ ایک تخت پر پڑا ہوا تھا اور اس کی زندگی کے آخری لمحات تھے۔

عبدالمسیح نے اسے سلام کہا۔ اس نے سلام کی آواز سن کر سر اٹھایا اور کہا عبدالمسیح! تیز رفتار ناقہ پر سطیح کے پاس اس حال میں آیا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہے۔ ساسانی بادشاہ نے اپنے قصر کے زلزلے ''آتش کدے کے بجھ جانے، موبذان کے خواب اور دجلہ کے عرضی پھیلاؤ کے بارے میں معلوم کرنے کیلئے تجھے بھیجا ہے، جس وقت تلاوت کی کثرت ہوگی اور صاحب عصا کا ظہور ہوگا اور دریائے ساوہ خشک اور آتش کدہ بجھ جائے تو سطیح کیلئے شام، شام نہ رہے گا اور بادشاہ مرد اور بادشاہ عورتوں کی حکومت کنگروں کے گرنے کی تعداد کے برابر ہوگی۔

یعنی یکے بعد دیگرے چودہ بادشاہوں کی حکومتیں ہوں گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ہوکر رہے گا۔ سطیح یہ بتا کر اسی وقت فوت ہوگیا۔

عبدالمسیح کسریٰ کے پاس واپس آیا اور اسے سارا حال بتایا۔ کسریٰ نے کہا جب تک ہمارے خاندان میں چودہ حکومتیں ہوں گی تو بہت سے امور پیش آئیں گے۔ اس کے بعد چار سال اس کی حکومت رہی اور باقی بادشاہوں نے خلافت فاروقی تک حکومتیں کیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر، خرائطی الہواتف﴾

فائدہ:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مندرجہ بالا حدیث غریب ہے، ہم اس حدیث کو نہیں جانتے بجز مخزوم رضی اللہ عنہ کی روایت کے جو وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوایوب یعلی رضی اللہ عنہ نے اسے منفرد بیان کیا ہے۔ اسی طرح ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں سطیح کاہن کے تذکرے میں بیان کیا ہے اور عبدالمسیح کے تذکرے میں انہوں نے کہا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے روایت کو اسی طریق سے بیان کیا اور اسے معروف بن خربوذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرکے کہا ہے: ''جب ولادتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب آئی۔'' اس کے بعد اس کی مانند روایت بیان کی اور اسی سند سے صاحب ''کتاب الصحابہ'' نے اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں مرسلاً روایت کی ہے۔

شب ولادت بت اوندھے منہ گر گیا:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جماعت قریش جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل، عبیداللہ بن جحش اور عثمان بن حوریث تھے ان لوگوں کا ایک مشترکہ بت تھا جس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ ایک رات جب یہ اس بت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل اوندھا پڑا ہے۔ انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور بت کو سیدھا کر کے اس کے مقام پر درست کر دیا، کچھ دیر گزری ہوگی کہ وہ بت پھر منہ کے بل گر گیا۔ انہوں نے دوبارہ پھر سیدھا کر کے درست کر دیا۔ تیسری مرتبہ پھر اسی طرح گر پڑا۔ اب عثمان نے کہا کہ کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے۔ یہ وہی رات تھی جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ اس وقت عثمان نے یہ اشعار پڑھے:

ایاصنم العید الذی صف حوله صنا دید و فد من بعید و من قرب

تنکس مقلوبا فما ذاک قل لنا االذاک شی ام تنکس للغب

فان کان من ذنب اسانا فاننا ینوء باقرار و نلوی عن الذنب

و ان کنت مغلوبا تنکست صاغرا فما انت فی الاوثان و بالسید الرب

ترجمہ: ''اے خوشی اور انبساط کے صنم! جس کے طواف کیلئے قریب وعبدی سے بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔ تو منہ کے بل اوندھا ہوا تو ہمیں اس کی وجہ بتا، کیا یہ کسی خاص بات کی وجہ ہے یا یوں ہی تفریح طبع کے طور پر ہے۔ اور اگر تو ہمارے معاصی سے بیزار ہو کر اوندھا ہے تو ہم اعتراف قصور کرتے ہیں اور معصیت سے اجتناب کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اگر تو مغلوب ہو گیا اور ذلت و رسوائی نے تجھے منہ کے بل گرایا ہے تو جب تو بتوں میں سرداری اور معبود ہونے کے لائق نہیں۔''

❁ راوی کا بیان کہ انہوں نے پھر اس بت کو اٹھایا اور اس کی جگہ پر قائم کر دیا جب وہ سیدھا ہوا تو بہ حکم خداوندی کی جانب سے یہ کہتے سنا گیا:

تردی لمو لود انارت بنوره جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب

و خرت له الاوثان طرا وارعدت قلوب ملوک الارض طرا من الرغب

و نار جمیع الفرس باخت و اظلمت وقد بات شاه الفرس فی اعظیم الکرب

و صدت عن الکهان بالغیب جنها فلا مخبر منهم بحق ولا کذب

فیال ال قصی ارجعوا عن ضلا لکم وهبوا الی الاسلام و المنزل الرجب

ترجمہ: ''میرا گرنا اس مولود کی وجہ سے ہے جس کے نور کے طفیل کرہ زمین کے مشرق و مغرب کے تمام راستے منور اور درخشاں ہو گئے ہیں۔ اور اس مولود کی وجہ سے تمام بت گر پڑے ہیں اور جہان آباد کے تمام بادشاہوں دل کے میں اس کے رعب سے لرزہ براندام ہو گئے۔ اور فارس کے تمام آتش کدے بجھ کر تاریک ہو گئے ہیں اور فارس کے اعلیٰ مرتبت بادشاہ کو شدید درد و تکلیف کا سامنا ہے۔ اور کاہنوں کے

پاس غیبی خبریں لانے والے جنات کو روک دیا گیا، ان کے پاس اب سچی خبر ہے نہ جھوٹی۔ تو اے اولادِ قصی! تم راہِ ضلالت اور کجروی سے لوٹ کر اسلام کی رہ اور کشادہ منزل کی طرف دوڑ کر پہنچو۔"

﴿خرائطی الہواتف﴾

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی دادی اسماء بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دونوں بتایا کرتے تھے کہ اصحاب فیل کی ہلاکت کے واقعہ کے بعد ہم دونوں نجاشی شاہِ حبشہ کے پاس پہنچے تو اس نے ہم سے کہا:

"اے قریشی بزرگو! مجھے بتاؤ کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے باپ کو خدا کے نام پر ذبح ہونا تھا پھر قرعہ کے بعد وہ بچ گئے اور ان کے عوض بہت سے اونٹ بطور دیت قربان کر دیئے گئے۔"

ہم نے جواب دیا: ہاں! ایسا ہی ہوا ہے۔ اس نے پوچھا: "وہ پھر کہاں ہیں؟" ہم نے بتایا: "انہوں نے زہری قبیلہ کی ایک شریف زادی آمنہ سے نکاح کیا اور پھر کچھ ہی دنوں بعد اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر فوت ہو گئے۔" اس نے کہا: "تمہیں معلوم ہے کہ اس عورت کے فرزند پیدا ہوا، یا نہیں؟" ورقہ نے جواب دیا: "اے بادشاہ! میں ایک شب کا واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنے مخصوص بت کے قریب ہی بیٹھے تھے کہ اس کے اندر سے غیبی طور پر سنا گیا، وہ کہہ رہا تھا:

ولد النبی فذ لت الا ملاک

و نای الضلال وادبر الاشراک

اس کے بعد وہ بت سر کے بل گر پڑا پھر زید نے کہا: "اے عزت مآب بادشاہ! اسی نوعیت کی ایک اطلاع میرے پا بھی ہے۔ میں اس رات گھر سے نکل کر جبل ابوقبیس پر آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آسمان سے اتر رہا ہے اس کے دو سبز بازو ہیں وہ ابوقبیس پر اتر کر ٹھہرا۔ پھر اس نے مکہ کی سمت رخ کیا اور کہا:

"شیطان رسوا ہوا، بت پرستی کا بطلان ہو گیا اور الامین آج پیدا ہو گیا، پھر اس نے اپنے کپڑے کو پھیلایا جو اس کے ساتھ ہی تھا اور وہ از مشرق تا مغرب محیط ہو گیا اور پھر میں نے ایک ایسا تیز نور دیکھا کہ میں ڈرا کہیں یہ میری بصارت نہ سلب کر لے میں نے جو کچھ مشاہدہ کیا میں اس سے خوف زدہ ہو گیا پھر وہ شخص اپنے بازو پھیلا کر اڑا اور خانہ کعبہ پر اترا اور وہاں سے بھی روشنی اور نور پھیلا جس سے تہامہ کا وسیع علاقہ منور ہو گیا پھر اس نے کہا کرہ ارض پاک ہو گیا اور اس سے تاریکی اور ظلمت دور ہو گئی اور کعبہ میں جس قدر بت تھے اس نے ان کی طرف اشارہ کر کے دیکھا وہ سب کے سب گر پڑے۔"

نجاشی نے کہا: تمہارا بھلا ہو جو کچھ مجھے اس رات پیش آیا۔ اب اس کو میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ اس رات میں جس کا تم ذکر کر رہے تھے۔ میں محل کے ایک کمرے میں بیٹھا تھا کہ دفعتہً میرے سامنے زمین کی طرف سے ایک سر گردن کے مقام تک ابھرا اور کہا: اصحاب فیل پر ہلاکت نازل ہوئی۔ ان کو ابابیل نے "بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ" سے ہلاک کر دیا۔ اشرم جو مجرم و سرکش تھا مر گیا اور وہ نبی امی جو حرمی اور مکی ہے

پیدا ہو گیا تو جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا وہ نجات یافتہ ہوا اور جس کسی نے انکار کیا وہ سراسر نقصان و زیاں میں ہے۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا۔ پھر دوسرے دن کی صبح ہوئی اور میں نے بات کرنے کی کوشش کی مگر میں نے محسوس کیا کہ "قوت ناطقہ" مفقود ہے۔ میں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر نہ ہو سکا۔

اس کے بعد میرے پاس گھر والے آئے۔ میں نے ان سے کہا: "حبش کے باشندوں کو میرے پاس نہ آنے دو۔" تو انہوں نے لوگوں کو آنے سے روکا۔ اس کے بعد میری قوتِ گویائی اور قوتِ رفتار از خود بحال ہو گئے۔

﴿خرائطی الہواتف﴾

نبی کریم ﷺ کی بعض جسمانی خصوصیات

آپ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے رب کا مجھ پر جو انعام واکرام ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور میرے ستر کو کسی نے نہ دیکھا۔

۞ (اس روایت کو "المختارہ" میں ضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔)

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

یونس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ابن ابان رضی اللہ عنہ نے اور انہیں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اور انہیں بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہوں نے اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عبدالمطلب بتاتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ مختون و مسرور پیدا ہوئے اور اس حالت پر انہوں نے تعجب کیا اور فرمایا: یقیناً میرے اس فرزند کی بڑی شان ہو گی۔

۞ (اس روایت کو بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے بھی بیان کیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

ناف بریدہ:

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت ختنہ شدہ حالت میں ہوئی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

﴿ابن عساکر﴾

مختون شدہ انبیاء کرام:

حضرت آدم علیہ السلام مختون شدہ پیدا ہوئے پھران کی اولاد میں سے بارہ انبیاء کرام مختون شدہ پیدا کیے گئے ان میں آخری نبی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کو بہ حالت مختون پیدا کیا گیا اور جن کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے: مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت شیث علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت سام علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام۔ ان سب برگزیدہ انبیاء پر سلام ہو۔

﴿حاکم المستدرک﴾

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کی ختنہ اسوقت کی جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر کی تطہیر کی تھی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کا مہد میں چاند سے باتیں کرتے تھے:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے تو آپ کی نبوت کی نشانیوں نے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ گھوارے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور جس طرف اشارہ فرماتے چاند جھک جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور اس کے عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتے وقت، میں اس کی تسبیح کرنے کی آواز کو سنا کرتا تھا۔

﴿بیہقی، صابونی المائتین، خطیب، ابن عساکر﴾

فائدہ:

بیہقی نے کہا ہے اس کی سند میں احمد بن ابراہیم جیلی ہے جو کہ منفرد ہے اور مجہول بھی ہے اور صابونی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے یہ حدیث غریب الاسناد ہے اور متن معجزات میں حسن ہے۔

نبی کریم ﷺ کا مہد میں گفتگو کرنا:

واقدی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اوائل عمر میں پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا۔

﴿حافظ ابن حجر شرح بخاری﴾

نبی کریم ﷺ کے گھوارے کو فرشتے ہلاتے تھے اور سب سے پہلا کلام جو آپ نے کیا وہ یہ تھا:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْراً۔"

﴿ابن سبع الخصائص﴾

زمانہ رضاعت کے معجزات

حضرت حلیمہ کے گھر میں برکتیں:

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حلیمہ بنت حارث رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آئی۔ ہم سب عورتیں خشک سالی میں شیر خورانی کیلئے بچوں کی جستجو کرنے لگیں۔ میں ایک گدھی پر آئی اور میرے ساتھ ایک بچہ اور ایک اونٹنی بھی تھی اور وہ ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی اور ہم تمام رات اس بچہ سمیت سو نہ سکتے تھے اور میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا جس سے بچہ شکم سیر ہوسکتا، نہ اونٹنی کے دودھ تھا کہ جس سے مدد لے سکتے، ہم مکہ پہنچ گئے اور مجھے یقین ہے کہ خواتین سعدیہ میں سے ہر ایک کو موقع دیا گیا کہ وہ محمد (ﷺ) کو دودھ پلائے، مگر جب اسے پتہ چلتا کہ یہ بچہ یتیم ہے تو وہ دودھ پلانے سے انکار کر دیتی۔ حسن اتفاق سے میری ساتھی تمام عورتوں کو بچے مل گئے اور اب میرے لیے سوائے حضور نبی کریم ﷺ کے کوئی بچہ نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا: ''میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ تمام عورتیں دودھ پلائی کیلئے بچے لے کر لوٹیں اور میرے پاس کوئی بچہ ہی نہ ہو لہٰذا میں جاتی ہوں اور اس کو لیتی ہوں۔''

بہر حال میں گئی اور بلاتردد نبی کریم ﷺ کو لے کر اپنے پڑاؤ پر آ گئی۔ میری چھاتی میں جو کچھ بھی دودھ تھا میں نے بہر طور اپنا پستان حضور نبی کریم ﷺ کے منہ میں دیا اور آپ ﷺ سیر ہو گئے اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی نے بھی پیا، وہ بھی سیر ہو گئے۔ میرے شوہر نے اونٹنی کا دودھ دوہا اور ہم نے خوب سیر ہو کر پیا اور آرام سے رات بسر ہوئی پھر میرے شوہر نے کہا: ''حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے دودھ پلانے والی غیر عورت ثوبیہ ابولہب کی کنیز تھی جس شب حضور نبی کریم ﷺ تولد ہوئے تو ثوبیہ نے ابولہب کو خوشخبری سنائی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اس مژدہ پر اس کو آزاد کر دیا اور اس نے جا کر حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا۔ شب دوشنبہ کو ابولہب پر حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی اور مسرت کے باعث عذاب کم ہو جاتا ہے ہر چند کہ وہ کافر تھا اور عذاب میں شدید مبتلا ہے لیکن چونکہ میلاد النبی پر خوش ہوا اور لونڈی کو آزاد کر دیا اس لیے اس پر انعام ہوا۔'' اے حلیمہ! میں محسوس کرتا ہوں کہ تم بڑے خوش نصیب اور برکت والے صاحبزادے کو حاصل کر لائی ہو، کیا تم نے اندازہ نہیں کیا؟'' پھر ہمارا چھوٹا سا قافلہ اپنے علاقہ بنوسعد کے قریہ کی طرف واپس ہوا۔ راہِ سفر میں میری گدھی تو اتنی تیز رفتار ہو گئی کہ اس نے قافلہ کی تمام سواریوں کو پیچھے چھوڑ دیا جس پر ساتھی عورتوں نے کہا کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر آتے میں تم پر سوار تھیں؟ میں نے کہا ہاں یہ وہی گدھی ہے۔

انہوں نے کہا اب تو اس گدھی کی بڑی شان ہے۔ اب ہم اپنے قبیلے اور علاقہ میں آ گئے اور ہم اپنے اس علاقہ کو سارے علاقوں سے خشک اور قحط زدہ جانتے تھے مگر اب یہ حال تھا کہ ہماری بکریاں چرنے جاتیں اور شام کو شکم سیر اور دودھ سے لبریز آتیں، ہم ان سے دودھ اپنی ضرورت کے مطابق نکال لیتے اور دوسرے لوگوں کی بکریوں کا یہ حال کہ وہ دودھ سے قطعی طور پر خشک، باوجود یہ کہ دونوں کی چراہ گاہ ایک تھی۔ وہ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں، اس طرف کیوں نہیں چراتے؟

اس کے بعد وہ اپنی بکریوں کو میری بکریوں کے ساتھ ہی رکھتے مگر اس کے باوجود ان کی بکریاں بھوکی رہتیں اور دودھ نہ دیتیں۔ ہم اس خیر و برکت کو محسوس کرتے اور اس کی وجہ بھی جانتے تھے۔ اسی طرح دو سال گزر گئے اور نبی کریم ﷺ کی نشوونما دوسرے بچوں کے مقابلے میں زیادہ رہی اور دو سال کی عمر میں آپ کھانے پینے والے لڑکے ہو گئے اور پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لائے اور جو خیر و برکت ہم کو نبی کریم ﷺ کی وجہ سے میسر ہوئی تھی اس کے اظہار و بیان میں ہم نے بخل کیا۔

ایک روز آپ ﷺ کی والدہ سے ہم نے کہا: ''اے بی بی! اجازت دو کہ ہم بیٹے کو اپنے ساتھ لے جائیں کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ شہر مکہ کی وبا ان پر اثر انداز نہ ہو جائے۔'' ہمارا اصرار جاری رہا اور اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہمیں مطلوب تھا اور محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ساتھ واپس لے جانے کی اجازت دے دی۔

شق صدر:

ہم نبی کریم ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔ دو یا تین ماہ گزرے ہوں گے۔ ایک روز ہمارے مکان کے پیچھے آپ ﷺ اور رضاعی بھائی بکریوں کے ساتھ تھے کہ دفعتہً آپ ﷺ کا ساتھی برادرِ رضاعی دوڑتا بھاگتا اور بدحواسی کے عالم میں آیا۔ اس نے کہا:

''قریشی بھائی کے پاس سفید کپڑے پہنے، دو آدمی آئے اور انہوں نے لٹا کر ان کا سینہ چاک کر دیا۔'' یہ سن کر میں اور حضور نبی کریم ﷺ کے رضاعی والد دوڑ کر پہنچے تو ہم نے نبی کریم ﷺ کو کھڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ کا رنگ فق تھا، آپ کے رضاعی والد نے نبی کریم ﷺ کو سینے سے لگا لیا اور دریافت کیا کہ اے بیٹے! تمہارا کیا حال ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے پھر انہوں نے مجھ کو لٹا کر سینہ چاک کیا اور اس میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور پھر ویسا ہی کر دیا جیسا کہ پہلے تھا۔'' ہم نبی کریم ﷺ کو گھر پر لے آئے۔

پھر ان کے رضاعی والد نے کہا: ''اے حلیمہ! مجھے تو ڈر ہو گیا کہ محمد (ﷺ) کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے لہٰذا میرے خیال میں انہیں ان کے گھر والوں کے پاس پہنچا دینا چاہیے۔'' حضرت حلیمہ کہتی ہیں ہم آپ ﷺ کو مکہ میں آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے آئے۔ سیدہ آمنہ نے کہا تم انہیں کس وجہ سے لے آئیں؟ باوجود یہ کہ تم ان کو اپنے پاس رکھنے کی بڑی مشتاق تھیں؟

میں نے جواب دیا کہ ہمیں ان کے تلف ہو جانے اور کسی نئی بات کے رونما ہونے کا خوف ہے؟ انہوں نے پوچھا: ''کیا بات ہوئی؟ ٹھیک ٹھیک پوری بات بتاؤ؟'' ہم نے ساری صورت حال کہہ سنائی۔ انہوں نے کہا: شاید تمہیں اندیشہ لاحق ہوا کہ نبی اللہ (ﷺ) پر شیطان کا اثر ہوا ہے۔ واللہ! شیطان کا ہاتھ آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میرا بیٹا بڑی شان والا ہے۔ وہ بات میں تمہیں بھی بتا دوں جس کی خبر مجھ کو دے دی گئی ہے؟ ہم نے کہا ضرور بیان کیجئے تب انہوں نے کہنا شروع کیا:

''میں اسی بچہ کیلئے حاملہ ہوئی تو دورانِ حمل کسی طرح کی گرانی اور بدمزگی محسوس نہ کی اور خواب میں دیکھا کہ میرے جسم سے نور برآمد ہوا ہے جس کی روشنی سے محلاتِ شام روشن ہوگئے اور آپ ﷺ کی پیدائش ایک نادرہ روزگار ہے اور عجیب شان سے ہوئی ہے۔ آپ ﷺ ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔''

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، ابویعلی، طبرانی، ابونعیم، بیہقی، ابن عساکر﴾

رسول اللہ ﷺ کا سب سے پہلا کلام:

محمد بن زکریا غلابی رحمۃ اللہ علیہ، یعقوب بن جعفر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ حضرت حلیمہ سعدیہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بولنا شروع کیا تو آپ ﷺ کا سب سے پہلا کلام:

''اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْراً، وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً''

تھا اور جب چلنے پھرنے کی عمر میں آئے تو باہر جاتے مگر بچوں کے ساتھ کھیلنے سے اجتناب فرماتے۔ ایک دن آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا:

''اے امی! کیا وجہ ہے کہ میں دن بھر بھائی کو موجود نہیں پاتا۔'' میں نے جواب دیا: ''جانِ من! وہ بکریاں چرانے اندھیرے سے جاتے ہیں اور رات کو واپس آتے ہیں۔'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے ان کے ساتھ کیوں نہیں بھیجا کرتیں؟'' اس کے بعد آپ ﷺ بکریاں چرانے کیلئے جانے لگے۔

ایک مرتبہ آدھا دن گزرنے کے بعد میرا لڑکا ضمرہ روتا پیٹتا اور دوڑتا ہوا آیا۔ اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اس نے پکارا: ''اے ابو! اے امی! محمد (ﷺ) قریشی بھائی کے پاس جلد جاؤ۔ وہ مر جائیں گے۔'' ہم نے پوچھا محمد (ﷺ) کو کیا ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ ہم کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص نظر آیا اس نے محمد (ﷺ) کو پکڑا اور پہاڑ پر لے گیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے سینہ چاک کیا پھر آپ کو خبر دینے آ گیا ہوں۔ اس کے بعد میں اور اس کے باپ دونوں دوڑے، ہم نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہاڑ پر بیٹھے ہیں، نظر اوپر آسمان کی طرف ہے اور تبسم فرما رہے ہیں۔ پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھکی اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور کہا میری جان تم پر فدا ہو تمہیں کیا مصیبت پہنچی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اے امی! بالکل خیریت ہے پھر فرمایا: اس وقت ہم کھڑے تھے کہ تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت برف سے لبریز تھا۔ انہوں نے پکڑا اور اس پہاڑ کی بلندی پر لے آئے اور مجھے نرمی کے ساتھ سیدھا لٹا دیا، پھر میرا سینہ ناف تک چیرا۔ میں ان کو دیکھتا رہا، مجھ کو کوئی گھبراہٹ ہوئی نہ درد و تکلیف، اس کے بعد انہوں نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا اور آنتوں کو نکال کر برف سے انہیں غسل دیا، اس کے بعد جسم میں اپنے مقام پر رکھ دیا۔ دوسرا شخص میرے قریب آیا اور اپنا ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا۔ شق کیا اور اس کے اندر سے خون آلودہ گوشت کا سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا اور کہا:

''اے حبیب! یہ آپ کے دل میں شیطان کا حصہ تھا۔'' پھر اسے اس چیز سے بھرا جو اس کے پاس تھی اور اس کی جگہ پر رکھ دیا اور نور کی انگشتری سے اس پر مہر لگا دی۔ اس وقت بھی میں اس مہر کی ٹھنڈک اور طراوت اپنے جسم میں محسوس کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ تیسرا شخص جو کھڑا تھا اس نے کہا: ''اب تم ہٹ جاؤ، تم کو خدا نے جو حکم دیا تھا اسے تم نے پورا کر لیا۔''

اب وہ میرے قریب آیا اور اس نے اپنے ہاتھ کو میرے سینہ کے جوڑ سے ناف تک پھیرا اور کہا: آپ کو آپ ﷺ کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ تو انہوں نے مجھ کو وزن کیا اور ان دس پر وزنی رہا پھر کہا انہیں چھوڑ دو، اگر تم ان کو ساری امت کے ساتھ وزن کرو گے تو یقیناً حضور نبی کریم ﷺ سب سے بھاری رہیں گے۔

اس کے بعد انہوں نے مجھے نہایت نرمی کے ساتھ پکڑا کر اٹھایا اور وہ سب مجھ پر جھک پڑے اور میرے سر اور پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا: ''اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ خوف نہ کریں، اگر آپ کو ادراک ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر کس درجہ مہربان ہے تو بے شک آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔'' انہوں نے مجھے اس جگہ بیٹھا چھوڑ دیا اور خود فضا میں اڑتے اور بلند ہوتے رہے حتیٰ کہ آسمان کی پہنائیوں میں مستور ہو گئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ یہ فرماتی ہیں پھر آپ ﷺ کو اٹھا کر بنی سعد کی بستی میں لے آئی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ دیکھ بھال کر کے اس مرض کا علاج وغیرہ کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس خیال کے پیش نظر تم یہ مشورہ دے رہے ہو، وہ حالت اس میرے واقعہ میں نہیں ہے میں ہر لحاظ سے ٹھیک ہوں۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا ان کو ضرور اذیت پہنچی ہے یا کسی جن کا اثر ہے۔

غرض کہ لوگوں کی رائے میرے کہنے پر غالب رہی اور میں محمد (ﷺ) کو کاہن کے پاس لے کر پہنچی اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے کہا: ''خاتون! آپ خاموش رہیں میں بچہ سے سننا چاہتا ہوں اس لیے کہ یہ اپنے معاملہ سے زیادہ واقف ہے۔''

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے از اول تا آخر پوری بات بیان کیا جس کو سن کر کاہن اچھلا، کھڑا ہوا، اور بہ آوازِ بلند کہنے لگا:

''اے اہل عرب!'' ''مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ'' ، تم اس بچہ کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ ہی مجھے

بھی قتل کر دو، کیونکہ اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑا تو یہ تم لوگوں کے فہم و فراست کو رسوا کر دے گا اور تمہارے ادیان کی تکذیب کرے گا اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کا تم نہیں جانتے اور ایسے دین کی دعوت دے گا جس کا تمہیں علم نہیں۔''

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں نے اس کی یہ باتیں سنیں تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہاتھ کاہن کی گرفت سے چھڑا لیا اور کسی قدر پرزور الفاظ میں، میں نے کاہن سے کہا: ''تو خاصہ پاگل ہے اگر میں جانتی کہ تو ایسی بکواس کرے گا تو میں ہرگز اپنے بچے کو تیرے پاس نہ لاتی، تو کسی اور کو اپنے قتل کیلئے بلا لے۔ میں ہرگز محمد ﷺ کو قتل نہ ہونے دوں گی۔'' پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے گھر پر لے آئی۔

اس کے بعد میں آپ ﷺ کو قبیلہ سعد کے گھروں میں لے جاتی اور آپ کے جسم سے مجھ کو مشک کی طرح خوشبو آتی اور روزانہ دو شخص گورے رنگ کے آپ کے پاس آسمان سے اترتے اور آپ کے کپڑوں میں غائب ہو جاتے، ظاہر نہ ہوتے جب کچھ لوگ واقف ہوئے تو انہوں نے مشورہ دیا: ''اے بی بی حلیمہ! محمد ﷺ کو ان کے دادا کے پاس پہنچا دو اور تم اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔'' حضرت حلیمہ فرماتی ہیں جب میں نے اس مشورہ پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کسی منادی کو پکارتے ہوئے سنا:

''اے سرزمین مکہ! آج تمہیں مبارک ہو، آج تم پر نور، دین، عزت، حرمت اور کمال بخشا جا رہا ہے، جو تمہیں حاصل تھا مگر اب دوامی حیثیت سے حاصل رہے گا۔ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں میں نے یہ سارا ماجرا حضرت عبدالمطلب سے بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا اے حلیمہ! بلاشبہ میرا یہ فرزند بڑی شان والا ہے اور میری آرزو ہے کہ میں اس کے اس زمانہ کو پاؤں جس میں اس کی شان و شوکت کا ظہور ہو۔''

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کی آغوش میں تھے تو بنی سعد کی ایک عورت نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا اور وہ عورت حضور نبی کریم ﷺ کو ''سوقِ عکاظ'' میں لے کر پہنچی۔ ایک کاہن کی نظر آپ ﷺ پر پڑ گئی، اس نے بہ غور دیکھا اور پھر بولا:

اے عکاظ والو! اس بچہ کو قتل کر دو، کیونکہ یہ ایک انقلاب کا بانی ہوگا۔ حلیمہ نے جب یہ سنا تو پھرتی کے ساتھ کاہن سے دور لے گئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کے شر سے بچا لیا۔

حضور نبی کریم ﷺ حلیمہ کے ہاتھوں پلتے بڑھتے رہے، حضرت حلیمہ کی لڑکی شیما آپ کو کھلایا کرتی تھیں۔ ایک دن اس رضاعی بہن نے آ کر کہا: ''اے اماں جان! میں نے دیکھا چند آدمی اترے او انہوں نے قریشی بھائی کو پکڑا اور پیٹ پھاڑ ڈالا۔ حضرت حلیمہ شور و بکا کرتی ہوئی دوڑتی بھاگتی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ بیٹھے تھے اور چہرہ کا رنگ فق تھا اور کوئی پاس نہ تھا۔ وہ اب نبی کریم ﷺ کو لے کر سیدہ آمنہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں۔ آپ اپنے بچے کو اپنے پاس ہی رکھئے کیونکہ مجھ اس کے بارے میں اندیشہ معلوم ہوتا ہے۔''

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہیں، نہیں جس چیز سے تم اندیشہ کرتی ہو وہ میرے بچے پر نہیں ہے۔ ایام حمل میں بہ کثرت اچھی خوابیں میں دیکھتی رہی ہوں اور وہ اس شان سے پیدا ہوا کہ آپ اپنے ہاتھوں پر سہارا لیے اور نظریں آسمان پر جمائے ہوئے تھا۔ پھر عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو واپس لے لیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں اور آپ کیلئے صرف دادا کی آغوشِ تربیت باقی رہ گئی۔

نبی کریم ﷺ حضرت عبدالمطلب کی کفالت میں:

زمانہ خوردسالی میں آپ ﷺ آتے اور دادا جان کی مسند پر بیٹھ جاتے اور وہ آپ ﷺ کیلئے جگہ دے دیتے جب بڑے ہوئے تو خادم یا لونڈی جو دادا کے ساتھ ہوتی تو کہتی: رسول اللہ ﷺ دادا کی مسند سے ہٹ جایئے۔ حضرت عبدالمطلب اس کی یہ بات سن کر کہتے میرے بیٹے سے کچھ نہ کہو، کیونکہ اس کو کوئی خیر و بھلائی کا شعور ہے کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کے دادا کا بھی انتقال ہوگیا۔ حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔ رسول اللہ ﷺ کے جوانی کے زمانہ میں ابوطالب تجارت کیلئے شام کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کو بھی ساتھ لیا۔

اثنائے سفر میں جب مقامِ تیمار پر اترے تو ایک یہودی عالم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر ابوطالب سے پوچھا: ''کیا یہ تمہارا فرزند ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔'' اس نے پوچھا: ''کیا آپ اس پر بہت مہربان ہیں؟'' ابوطالب نے جواب دیا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: ''اگر تم اس کو شام لے گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ یہود اس کو قتل کر دیں گے کیونکہ وہ ان (علامات کے حامل شخص) کے دشمن ہیں۔'' اس کے بعد ابوطالب نبی کریم ﷺ کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔

﴿بیہقی﴾

بچپن کے حالات زبان نبوت سے:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو عامر کے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے بارے میں حقیقت امر کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری شان کی ابتداء یہ ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اپنے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا اکلوتا فرزند ہوں۔ میری پیدائش کے سلسلے میں جب والدہ حاملہ ہوئیں تو طریقہ عام کے مطابق بوجھ محسوس نہیں کیا، نہ اپنی سہیلیوں سے اس کی شکایت کیا کرتی تھیں۔ پھر انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ حمل ایک نور ہے۔ وہ بیان کرتیں کہ میں اپنی نگاہوں کو اس نور کے پیچھے دوڑاتی تھی مگر وہ نور میری نگاہ سے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ مجھ پر زمین کے مشرق و مغرب روشن ہوگئے پھر انہوں نے مجھے تولد کیا اور میں نشوونما پانے لگا جب میں کچھ بڑا ہوا تو مجھے قریب میں قریش کے جو بت تھے، برے معلوم ہونے لگے اور شعر گوئی سے مجھے نفرت ہوگئی۔ اس وقت میں بنی لیث بن بکر میں دودھ پیا کرتا تھا۔

اسی زمانے میں ایک دن میں اپنے گھر سے دور ہم عمر بچوں کے ساتھ صحرا میں تھا کہ یکایک تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے میرے ساتھیوں

کے درمیان سے مجھے پکڑ لیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص نے نرمی کے ساتھ مجھے زمین پر لٹا دیا۔ اس کے بعد سینہ کے جوڑ سے ناف تک چیرا، میں اس عمل کو دیکھ رہا تھا اور مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اس نے میرے پیٹ سے ہر شے کو باہر نکال کر برف کے پانی سے غسل دیا۔ اس نے جسمانی نظام کو حسب سابق درست کر دیا پھر دوسرے کھڑے ہوئے شخص نے اس سے کہا: اب تم ہٹ جاؤ پھر اب اس نے ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا، میں دیکھ رہا تھا کہ میں اس نے دل کو چیر کر سیاہ گوشت کے لوتھڑے کو نکال کر پھینک دیا۔

اس کے بعد اس نے دونوں طرف دیکھا جیسے وہ کسی شے کا متلاشی ہو۔ دفعتہً میں نے اس کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی، بڑی چمکدار اور منور تھی، اس نے س کے ذریعہ دل پر مہر کی اور اسے نور سے بھر دیا پھر دل کو اس کے خاص مقام پر رکھ کر بڑی ہی چابکدستی سے سی دیا۔

اس کے بعد تیسرا شخص آگے بڑھا اور اس نے اپنا ہاتھ سینے کے جوڑ سے ناف تک پھیرا تو شگاف بھر کر بے نشان ہو گیا۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا گیا۔ پھر کہا آپ ﷺ کا وزن ان کی امت کے دس افراد سے کرو، چنانچہ کیا گیا اور میں دسوں پر بھاری رہا پھر کہا سو آدمیوں کے وزن کے ساتھ کرو، وزن کیا گیا اور میں پھر بھی بھاری رہا۔ اس کے بعد اس نے کہا چھوڑو اگر تم ساری امت کے ساتھ بھی وزن کرو گے جب بھی آپ ﷺ ہی بھاری رہیں گے پھر انہوں نے مجھ کو اپنے سینہ سے لگایا اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا یا حبیب اللہ ﷺ! آپ خوف نہ کریں اگر آپ ﷺ کو معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو یقیناً آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، پھر میں قبیلہ میں آیا اور ان کو خبر دی۔ قبیلہ کے کچھ لوگوں نے کہا اس بچہ کو یا تو اذیت پہنچی ہے یا جن کا اثر ہوا ہے لہٰذا ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ مداوا کرے۔ میں نے کہا جس بات کا تم اندیشہ کر رہے ہو وہ نہیں ہے۔ میں تندرست ہوں اور میرا دل درست ہے۔ یہ سن کر میرے رضاعی باپ نے کہا: غور کرو یہ کس قدر صحیح بات کہہ رہا ہے اور میری خواہش ہے کہ بیٹے کو کوئی زحمت نہ پہنچے پھر قبیلے کے لوگ مجھے کاہن کے پاس لے گئے اور میرے ساتھ جو کچھ گزرا تھا اس کو بیان کیا۔

کاہن نے ان لوگوں سے کہا: ''میں اس بچے کو پیش آمدہ حالات اور قلبی واردات خود اس کی زبانی سننا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ وہ اس کی آپ بیتی کیفیت ہے اور وہ دوسروں سے زیادہ بہتر طور پر جانتا ہے۔'' اس کے بعد میں نے سارا قصہ بیان کیا جب میں اپنی باتیں ختم کر چکا تو کاہن جست لگا کر میری طرف آیا اور اپنے سینہ کی طرف مجھ کو کھینچا اور پھر بہ آواز بلند کہنے لگا:

> ''اے گروہِ عرب! اے اولادِ سعد! اس بچہ کو قتل کر دو۔ قسم ہے لات وعزیٰ کی، اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑ دیا اور تمہاری عمریں اس کے عہد تک رہیں تو یہ ضرور تمہارے دین و مذہب کو بدل دے گا یہ تم کو اور تمہارے اسلاف کو بے وقوف بتائے گا اور ایک ایسا دین لائے گا جو بالکل ہی انجانا غیر عرفی طریقوں پر مشتمل ہوگا۔''

میری رضاعی ماں نے مجھے کاہن کی گرفت سے چھڑایا اور کہنے لگیں تو فاتر العقل معلوم ہوتا ہے۔

کاش میں تیرے پاس نہ آتی، وہ مجھے واپس لے آئیں اور پھر مکہ میں مجھے والدہ کے پاس پہنچا گئیں۔
﴿ابویعلی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

فائدہ:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ نے کہا میں نے حمل کا بوجھ محسوس کیا حالانکہ دوسرے آثار میں اس کی نفی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ استقرارِ حمل کے ابتدائی دونوں میں گرانی اور بوجھ محسوس کیا اور استمرارِ حمل یا بعد ایام میں خفت محسوس کی ہو اور یہ دونوں حالتیں عرف و عادت سے خارج ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بنی سعد میں شیرخوارگی کے زمانے میں تھے۔ حضرت آمنہ نے حلیمہ سے کہا: ''میرے بیٹے کا خیال اور نگہداشت کرنا اس لیے کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ میرے بطن سے شہاب کے مانند برآمد ہوئے جس سے ساری فضا روشن ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات دیکھے۔'' مگر جس دن آپ ﷺ کا شق صدر کا معاملہ پیش آیا تو آپ کو حلیمہ کاہن کے پاس لے گئیں اور لوگ کاہن سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کرنے لگے تو اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور قمیص پکڑ کر کہنے لگا:

''اے لوگو! اسے قتل کردو۔'' حلیمہ کہتی ہیں کہ میں جلدی سے گئی اور نبی کریم ﷺ کو بانہوں میں لے لیا اور ہمارے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ کاہن سے جھگڑتے رہے اور نبی کریم ﷺ کو لے کر واپس آگئے۔
﴿ابونعیم﴾

یحییٰ بن یزید سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی سعد بن بکر کی دس عورتیں دودھ پلائی کیلئے بچے لینے آئیں، تو سب عورتوں کو بچے مل گئے صرف حلیمہ کو بچہ نہ ملا۔ ان کے پیش نظر اب صرف رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ وہ سوچتی تھیں اگر میں اس بچہ کو لے لوں تو وہ بے باپ کا ہے اور اس کی ماں بے چاری مجھ کو کیا صلہ دے سکے گی؟ حلیمہ کے شوہر نے کہا تم اسی بچہ کو لے لو، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں برکت دے تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو لے لیا اور اپنی چھاتی آپ کے منہ پر دی، جس سے آپ نے اور آپ کے رضاعی بھائی نے بھی دودھ پیا، حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ کے رضاعی بھائی دودھ کی کمی کی وجہ سے سوتے تک نہ تھے۔

حضرت آمنہ نے کہا: ''اے حلیمہ! اس بچہ کے بارے میں اطمینان رکھ، یہ برکتیں اور سعادتیں ساتھ لانے والا ہوگا۔'' اور جو واقعات دیکھ چکی تھیں اور جو کچھ آپ ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں کہا گیا تھا، ان کو بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ مجھ سے تین راتوں سے کہا جارہا ہے کہ اپنے فرزند کو بنوسعد بن بکر کے ابوذویب کی اولاد سے دودھ پلوانا۔ حلیمہ نے کہا:

''میرے ہی باپ کا نام ابوذویب ہے۔'' پھر وہ گدھی پر اور ان کا شوہر اونٹنی پر سوار ہوا اور دونوں وادی سرور میں اپنے ہمراہیوں میں آئے۔ وہ لوگ تفریح میں مشغول تھے اور یہ دونوں پہنچ گئے۔ عورتوں

نے پوچھا: حلیمہ! کیا تجھ کو کوئی بچہ ملا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایسی خیر و برکت والا بچہ لیا ہے جو فقید المثال ہے، ہم ابھی پڑاؤ ہی پر تھے کہ میں نے دیکھا کچھ عورتیں حسد کرنے لگی ہیں۔

﴿ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر﴾

عبدالصمد بن محمد سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حلیمہ سعدیہ کے پڑوسی اور ساتھی چرواہوں نے بیان کیا کہ وہ حلیمہ کی بکریوں کو اس طرح چرتے دیکھتے کہ وہ سر نہ اٹھاتیں اور ہماری بکریوں بیٹھی رہا کرتیں اور خشک ڈاب تک نہ پاتیں جس سے وہ پیٹ بھر لیں۔

عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ حلیمہ کی رضاعت میں دو سال سے رہے پھر دودھ چھوٹ گیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی جسامت سے دوگنی عمر کا اندازہ ہوتا۔ اسی زمانے میں وہ آپ ﷺ کو والدہ کے پاس ملانے کیلئے مکہ لے گئیں۔

اثناء راہ میں جب وادی صدر میں پہنچیں تو حبشہ کے کچھ لوگ مل گئے اور حلیمہ ان کے ہم سفر ہو گئیں۔ ان لوگوں نے خاص توجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ حالات پوچھے شانوں کے درمیان مہر نبوت اور آنکھوں میں سرخ ڈوروں کو دیکھ کر حلیمہ سے پوچھا کہ ان کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ان کی آنکھوں میں یہ ڈورے اور یہ کیفیت قدرتی اور دائمی ہے۔ یہ جواب سن کر انہوں نے کہا یقیناً یہ بچہ نبی ہوگا پھر انہوں نے مکہ پہنچ کر آپ ﷺ کو والدہ سے ملایا اور پھر واپس لے آئیں۔

ایک دن ذی المجاز کی طرف ان کا گزر ہوا وہاں ایک عراف تھا جس کے پاس لوگ بچوں کو دکھانے کیلئے لاتے تھے جب اس عراف نے آپ ﷺ کو چشمانِ مبارک کی سرخی اور مہر نبوت کو دیکھا تو چیخ پڑا اور کہنے لگا: اے عرب کے لوگو! اس بچہ کو قتل کردو، یہ تمہارے دین والوں کو قتل کرے گا، تمہارے بتوں کو توڑ دے گا اور اس کے عقائد تم سب کو ماننے پڑیں گے۔ اس کی چیخ و پکار سن کر حلیمہ فوراً ہی آپ کو وہاں سے کہیں دور لے گئیں۔ ان حالات کے پیش نظر نبی کریم ﷺ کو کسی کے روبرو لانے سے پرہیز کرنے لگی تھیں۔

ایک مرتبہ ان کے قبیلہ میں اتفاقاً عراف آکر ٹھہرا۔ قبیلہ کے لوگ بچوں کو اس کے پاس لے گئے، مگر حلیمہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو لے جانے سے انکار کیا۔ ایک روز آپ ﷺ جھگی سے باہر تھے کہ عراف کی نظر پڑ گئی۔ اس نے آپ ﷺ کو بلایا مگر آپ ﷺ نہ گئے اور اندر حلیمہ کے پاس آگئے۔ عراف نے دیکھنے اور ملنے کی خواہش کی مگر حلیمہ نے انکار کر دیا۔ عراف نے بتایا مجھ کو اس بچہ میں نبوت کی علامات نظر آرہی تھیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے جب نبی کریم ﷺ کو رضاعت مین لے لیا تو نبی کریم ﷺ کی والدہ نے ان سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کس قدر عالی شان بچہ کو لیا ہے؟ واللہ! جب یہ حمل میں آیا تو مجھ پر کوئی بھی کیفیت حمل کی طاری نہیں ہوئی۔ ایک روز کسی آنے والے نے بتایا تم جلد ہی ایک فرزند پیدا کرو، گی، وہ سید العالمین ہے۔ اس کا نام تم احمد رکھنا پھر

جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ نے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا دیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو حلیمہ اپنے شوہر کی قیام گاہ پر لے کر آئیں، سارے حالات بیان کیے تو وہ خوش ہوئے پھر ہم اپنے علاقہ کی طرف لوٹنے کے خیال سے گدھوں اور اونٹوں کی طرف آئے تو ہماری اونٹنی میں دودھ اتر آیا تھا تو ہم اس سے صبح وشام دودھ نکالا کرتے اور حضرت حلیمہ کا کہنا ہے کہ پہلے میرا بچہ دودھ کم ہونے کی وجہ سے رات میں مجھے سونے نہ دیتا مگر حضور نبی کریم ﷺ کے دودھ میں شریک ہونے کے بعد وہ اور نبی کریم ﷺ دونوں خوب سیر ہو جاتے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ان دونوں کے علاوہ ایک تیسرا بچہ اور ہوتا تو وہ بھی میرے دودھ پر پل جاتا۔ بنی ہزیل میں ایک عراف تھا۔ حلیمہ اس کے پاس گئیں، جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو بلند آواز سے کہنے لگا: ''اے عرب والو! اس بچہ کو قتل کر دو، ورنہ یہ تمہارے تمام ہم عقیدہ لوگوں سے جہاد کرے گا، بتوں کو توڑے گا اور اس کی جماعت غالب ہو جائے گی۔'' اس کے بعد حلیمہ نہ رکیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر چلی آئیں۔''

﴿ابن سعد، حسن بن طرح کتاب الشعراء﴾

گستاخ پاگل ہو کر مر گیا:

عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شیخ الہذلی، بنی ہذیل اور ان کے بڑے بت کے آگے فریاد کرتا اور کہتا تھا کہ یہ بچہ آسمان سے کسی بات کے نازل ہونے کا انتظار کر رہا ہے اور اس طرح وہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے لوگوں کو بدگمان کرتا اور آپ کے پیغمبرانہ مستقبل سے ان کو ڈراتا تھا مگر کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہ شیخ الہذلی دماغی توازن کھو بیٹھا، پاگل اور فاتر العقل ہو کر بہ حالت کفر مر گیا۔

﴿ابن سعد، ابن طرح کتاب الشعراء﴾

اسحاق عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے جب آپ ﷺ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد فرمایا تو ان سے کہا میرے بچے کی حفاظت کرنا اور گزشتہ حالات بہ تفصیل تمام وکمال ان سے بیان کر دیئے تھے۔ حلیمہ سعدیہ بچے کو لے کر جب اپنے قبیلہ کی طرف واپس ہوئیں تو ان کا گزر یہود کی بستیوں کے قریب سے ہوا تو یہودیوں سے کہا: مجھے میرے اس نومولود بچے کے بارے میں بتاؤ اور حضرت آمنہ کی زبانی سنے ہوئے حالات اپنی ذات کی طرف منسوب کر کے بیان کر دیئے اور واقعات کو سننے کے بعد یہودی آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کرنا چاہتے تھے کہ ان کو کچھ خیال آیا اور انہوں نے سوال کیا تمہارے اس بچے کا باپ فوت ہو چکا ہے؟ حلیمہ نے کہا: ''نہیں! وہ ہے اس کا باپ اور میں اس کی ماں ہوں۔'' حلیمہ کا یہ جواب سن کر انہوں نے کہا: ''اگر یہ بچہ یتیم ہوتا تو ہم اسے ضرور قتل کر دیتے۔''

﴿ابن سعد، ابن طرح کتاب الشعراء﴾

ابر کا سایہ کرنا:

عطاء بن ابی رباح، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حلیمہ نبی کریم ﷺ پر نظر رکھتی تھیں کہ کہیں فاصلہ پر نہ نکل جائیں۔

ایک مرتبہ وہ اتفاقاً غافل ہو گئیں اور نبی کریم ﷺ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ دوپہر کو چراگاہ چلے گئے حلیمہ تلاش میں نکلیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو رضاعی بہن کے ساتھ موجود پایا۔ انہوں نے شیما سے کہا: ان کو ایسی گرمی میں لے کر یہاں آ گئی؟ شیما نے جواب دیا: ''امی جان! بھائی کو گرمی نہیں لگتی۔ میں نے دیکھا ہے کہ ابر کا ایک ٹکڑا آپ ﷺ پر سایہ کیے رہتا ہے اور آپ ٹھہرتے ہیں تو وہ ابر بھی رک جاتا ہے اور جب آپ ﷺ چلنے لگتے ہیں تو وہ بھی آگے بڑھنے لگتا ہے، اسی کے سائے میں اس وقت بھی وہ یہاں تک آئے ہیں۔ حلیمہ نے کہا: ''اے بیٹی! کیا تو سچ کہہ رہی ہے؟ اس نے جواب دیا: ''ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔''

﴿ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر، ابن طرح کتاب الشعراء﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بنی ہوازن کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے رضاعی چچا ابوزدان بھی تھے۔ انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو دودھ پیتا بھی دیکھا ہے اور میں نے آپ ﷺ سے بہتر کسی دودھ پیتے بچہ کو نہیں دیکھا پھر میں نے آپ کو جوان دیکھا اور کسی جوان کو بھی میں نے آپ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اس میں شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ میں تمام خوبیاں جمع کر دی ہیں۔ بے شک آپ ﷺ کا دنیا سے پردہ فرمانا بھی ایک بہتر فال ہی میں ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی پرکیف لوری

ابن طراح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ محمد بن معلےٰ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں دیکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جس شعر کو گنگنا کر وہ رسول اللہ ﷺ کو بہلایا کرتی تھیں۔ وہ یہ ہے:

یا رب اذا اعطیته فابقه   واعله الی العلاءِ وارقه

وادحض اباطیل العدی بحقه

ترجمہ: ''اے پروردگارِ کائنات! جب تو نے مجھ کو (حضور نبی کریم ﷺ جیسا بچہ) عطا فرما دیا ہے تو اس عطیہ کو دوام و بقاء بھی عطا فرما اور (آپ ﷺ کے درجات و مقامات اعلیٰ میں مزید) ترقی فرما کر بلندیوں کی انتہائی منزل پر فائز کر دے اور دشمنوں کے کید (سازش اور معاندانہ رویہ) کو آپ ﷺ کی سچائی، راست بازی اور حق کی تاثیر سے بے اثر، لایعنی اور باطل بنا دے۔''

﴿ازدی کتاب الترقیص﴾

مہرِ نبوت کا ذکر

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی پشت کی طرف کھڑا ہوا تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان چکور کے انڈے کی مانند مہرِ نبوت کو دیکھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مانند مہرِ نبوت کو دیکھا، اس کا رنگ آپ کے جسم اقدس کے مشابہ تھا۔

✿ (ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کبوتر کے انڈے ''سرخ غدہ'' کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔)

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت پر نظر ڈالی تو اسے بائیں شانے کی ہڈی کی چپنی پر ہتھیلی کے برابر بھری ہوئی مسوں کے مانند دیکھا۔''

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم کے پاس پہنچا تو میری نظر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ایک مسہ نما چیز پر پڑی۔

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں سیب نما آیا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں کبوتر کے انڈے کی مانند آیا ہے۔)

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مہرِ نبوت جو نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی، وہ ایک ابھرا ہوا گوشت تھا۔

✿ (ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ ''نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر گوشت کا ابھار تھا۔'' اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے روایت کی کہ ''دونوں شانوں کے درمیان بلند گوشت تھا۔'')

﴿تاریخ بخاری، بیہقی﴾

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر اٹھا دی اور فرمایا: ''اسے دیکھ لو جس کی بابت تم سے کہا گیا ہے، تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مانند مہرِ نبوت ہے۔

﴿بیہقی﴾

ہرقل کے قاصد تنوخی سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے تنوح کے بھائی! جس بات کا تجھ سے حکم دیا گیا ہے تو اس کی بجا آوری کر، تو میں نبی کریم ﷺ کی پشت کی طرف آیا تو میں نے شانے کے غضروف پر پچھنے لگی ہوئی جگہ کی مانند مہرِ نبوت کو دیکھا۔

ہشام کہتے ہیں راوی کا مطلب یہ ہے کہ جسم پر بندِ سنگھی کے استعمال سے ابھری ہوئی شکل بن جاتی ہے۔ اسی طرح مہرِ نبوت ابھری ہوئی تھی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف کا ذکر فرماتے ہوئے کہا ''آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہرِ نبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شانے کے نچلے حصہ کے غضروف (غضروف گوشت کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس کے نیچے پتلی ہڈی ہوتی ہے۔) میں سیب کی مانند تھی

﴿ترمذی﴾

علباء بن احمر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوزید سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ اور پشت پر ہاتھ پھیرو تو میں پاس آیا اور آپ کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور انگلیوں کو مہرِ نبوت پر رکھ دیا تو لوگوں نے پوچھا: مہر نبوت کیسی تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے شانے کے پاس بہت سے بالوں کا گچھا تھا۔

﴿احمد، ترمذی، حاکم، ابویعلی، طبرانی﴾

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے داہنے شانے کے غضروف کے پاس انڈے کے مانند مہرِ نبوت تھی اور اس کا رنگ وہی تھا جو سارے جسم کا رنگ تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا تو میں نے اپنے چہرے کو مہرِ نبوت پر رکھ دیا، جس کی مشک جیسی خوشبو سے میں محفوظ ہوا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوزید بن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر مہرِ نبوت کو دیکھا جو پچھنے لگے ہوئے ابھرے گوشت کی طرح تھی اور ایک روایت میں ہے کہ گویا انسان نے اپنے ناخن سے اس پر مالش کی ہے گویا مہر لگائی ہے۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر بادام کے شکل مہرِ نبوت تھی اس کی سطح گوشت پر تحریر تھا:

''محمد رسول اللہ (ﷺ)''

﴿ابن عساکر، حاکم تاریخ، نیشاپور﴾

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان بیضہ کبوتر کے مانند ابھار تھا۔ باطنی سطح پر ''اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا ہوا تھا اور اس کے ظاہر پر

لکھا تھا:" تَوَجَّهُ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّكَ الْمَنْصُوْرُ."

حضرت عباد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہرِ نبوت بائیں شانے کے کنارے پر تھی گویا کسی گوسفند کا کاسۂ زانو تھا اور نبی کریم ﷺ (بوجہ حیاء) مہرِ نبوت دکھانے کو پسند نہ فرماتے تھے۔

﴿طبرانی، ابونعیم المعرفہ﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیاہ مسہ کی مانند مہرِ نبوت تھی جس میں زردی کی جھلک تھی اور اس کے گرد گھنے بال تھے۔ جیسے کہ گھوڑے کی ایال۔

﴿ابن ابی خثیمہ فی التاریخ﴾

فائدہ:

مصنف کتاب امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علمائے کرام اس سلسلہ میں کہ مہرِ نبوت کی ہیئت و مقام وغیرہ میں راویوں کا اختلاف ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس اختلاف کو بنظر غائر اگر دیکھا جائے تو مابین اختلاف کوئی بنیادی فرق موجود نہیں ہے، مختلف راویتوں میں صرف تشبیہات یا امثال کا فرق ہے۔

ایک راوی نے اس کو بیضۂ کبک سے تشبیہ دی۔ ایک نے ایسے گوشت سے جس کو گودا کیا گیا یا چھلا گیا ہے سے مشابہہ بتایا۔ تیسرے راوی نے بیضہ کبوتر سے مشابہہ اس کو ٹھہرایا۔ کسی نے سیب سے تشبیہ دی اور کسی نے دل دار گوشت کے ابھار کو اس کا ہمشکل بتایا۔ بالوں کا اظہار بھی چونکہ ساتھ ساتھ مقصود تھا لہٰذا میش کے کاسۂ زانو سے تشبیہ دی گئی۔ بایں ہمہ اختلافات روایات وتمثیلات وتشابہہ کا مقصد صرف ایک ہے کہ لوگوں کے ذہن میں مہرِ نبوت کا تصور پیدا کر دیا جائے تا کہ لوگ تشبیہ سے اس کا اندازہ اور قیاس کر لیں اور اس کی ہیئت کے تصور سے محروم نہ رہیں۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث ثابتہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ مہرِ نبوت سرکار دو عالم ﷺ کے بائیں شانہ مبارک کے نیچے سرخ رنگ کی ایک ابھری ہوئی چیز تھی جن راویوں نے اس کی ہیئت کا چھوٹا پن ظاہر کیا تو نہوں نے اسکو بیضۂ کبوتر سے مشابہہ ہونا بیان کیا اور جس راوی نے اس کی جسامت کی بزرگی بیان کی ہے تو اس کو مٹھی کی جسامت کا سہارا لینا پڑا اور مٹھی کو اس کا مشبہ بہ قرار دیا۔

﴿امام قرطبی المفہم﴾

سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ مہرِ نبوت رسول اللہ ﷺ کے بائیں شانے کی نرم ہڈی کے پاس تھی کیونکہ آپ ﷺ وسوسۂ شیطان سے محفوظ تھے اور یہ جگہ شیطان کے داخل ہونے کی تھی۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مہرِ نبوت آپ کی پیدائش کے وقت موجود تھی یا بعد ولادت دیکھی گئی؟ قائلین نے دوسرے قول کے ساتھ تمسک کیا۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جو رضاعت کے باب میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ بھی روایت میں آیا کہ مہرِ نبوت وفات کے وقت اٹھا لی گئی جس کا ذکر بیانِ وفات میں ہم کریں گے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس شان کے ساتھ مبعوث

فرمایا کہ ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت ہوتی تھی۔ بجز ہمارے نبی کریم ﷺ کے کیونکہ آپ ﷺ کی مہرِ نبوت آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

﴿حاکم مستدرک﴾

آنکھوں کے معجزات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَاطَغٰیO ﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: ''آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تاریکی میں اس طرح دیکھتے تھے جس طرح تمام لوگ روشنی اور نور میں دیکھتے ہیں۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اندھیری اور سیاہ رات میں اسی طرح دیکھتے جیسے روشنی میں دیکھا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارا خیال ہے کہ میں صرف سامنے ہی دیکھتا ہوں؟ خدا کی قسم! تمہارے رکوع اور سجدے مجھ سے مخفی نہیں ہیں، بیشک میں پس پشت سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم مجھ سے پہلے رکوع اور سجدوں میں سبقت نہ کرو، بلاشبہ میں آگے اور پیچھے دونوں طرف سے دیکھتا ہوں۔''

﴿مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں اپنی پشت کی طرف سے ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے سے دیکھتا ہوں۔''

﴿عبدالرزاق، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی پشت کی طرف سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے آیۃ کریمہ "اَلَّذِیْ یَرٰاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ" ﴿سورۃ النمل﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے پیچھے کی صفوں کو ایسے ہی دیکھتے جیسے اپنے سامنے کی طرف دیکھتے تھے۔

﴿ابن منذر فی التفسیر، بیہقی﴾

فائدہ:

علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ ہمہ جہتی بصارت دراصل ایک حقیقی مشاہدہ کی صلاحیت تھی جو بطور معجزہ آپ کو ودیعت فرما دی گئی تھی۔ اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ مشاہدہ کیلئے باعتبار روایت، مقابل ہونا ناگزیر اور لازمی نہیں ہے۔ اس نکتہ سے علمائے کرام نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ ''آخرت میں روایت الٰہی وقوع پذیر ہوگی اور رویت الٰہی محال و ناممکن نہیں ہے۔''

ایک قول یہ بھی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ اپنی چشم پشت سے مشاہدہ کرتے تھے جو اہل جہاں کی نظروں سے پنہاں تھی۔ ایک دوسرا یہ قول یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان دو آنکھیں سوئی کے ناکہ کے مانند تھیں اور ان کے عمل دید میں کوئی کپڑا مانع تھا، نہ کوئی دوسری چیز۔

نبی کریم ﷺ کے دہن اور لعابِ دہن کے معجزات

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ڈول میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اس کا پانی پیا پھر کنویں میں کلی فرما دی جس کے بعد کنویں سے مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔

﴿احمد، ابن عساکر، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر کے کنویں میں دہن مبارک کا لعاب ڈال دیا، جب سے مدینہ طیبہ میں اس کنویں سے زیادہ شیریں پانی کسی جگہ کا نہ تھا۔

﴿ابونعیم﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی باندی رزینہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم عاشورہ مکہ کے شیر خوار بچوں کو اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شیر خوار بچوں کو بلایا اور ان کے دہنوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کی ماؤں سے فرمایا: رات تک انہیں دودھ تک نہ پلانا، گویا ان کو رات تک دودھ کی ضرورت نہ ہوگی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عمیرہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خود اور ان کی بہنیں نبی کریم ﷺ کے پاس بیعت کیلئے حاضر ہوئیں اور ہم پانچ بہنیں تھیں، تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو قدید (یعنی سکھایا ہوا گوشت) کھاتے پایا۔ آپ نے چبایا ہوا تھوڑا سا قدید مجھ کو عنایت فرمایا۔ ہم سب نے اس میں سے بانٹ کر کھالیا، بجز میرے وہ سب بہنیں اگرچہ وفات پا چکی ہیں کسی کے منہ میں کبھی بدبو نہ پائی گئی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک بدزبان عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت قدید تناول فرما رہے تھے۔ اس عورت نے کہا: کیا آپ عنایت

فرمائیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے برتن میں سے لے کر اس کی طرف بڑھایا۔ عورت نے کہا: یہ مجھے نہ چاہیے بلکہ منہ کے اندر سے دیجئے لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ نے دیا۔ اس نے منہ میں رکھا اور نگل گئی۔ اس کے بعد کبھی ناشائستہ بات اس عورت کی زبان سے کسی نے نہ سنی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمرو بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے ساتھ ابو عبید نحوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن کریز رضی اللہ عنہ اپنے پانچ سالہ بیٹے عبداللہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا جس سے ایسی کرامت ان کو ملی کہ وہ جس پتھر پر ضرب لگاتے پانی نکل آتا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت محمد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کو چھوڑ دیا تھا اور محمد بن ثابت ان کے حمل میں تھے جب محمد کی ولادت ہوئی تو جمیلہ نے قسم کھائی کہ وہ بچہ کو دودھ نہ پلائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے نومولود محمد کو منگا کر لعابِ دہن اس کے منہ میں ڈال دیا اور روزانہ لانے کی ہدایت کی اور فرمایا اللہ اس کا رازق ہے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کو دوسرے یا تیسرے دن لایا جاتا۔ اچانک عرب کی ایک خاتون ثابت بن قیس کو دریافت کرتی ہوئی آئی۔ میں نے اس سے مقصد دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ثابت کے بچے کو جس کا نام محمد ہے، دودھ پلا رہی ہوں۔ ثابت نے اسے بتایا کہ یہ میرا ہی نام ہے اور یہ میرا بچہ محمد ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت حسن رضی اللہ عنہ موجود تھے کہ انہیں پیاس لگی اور تشنگی بڑھتی ہی گئی، پانی اس وقت موجود نہ تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی۔ انہوں نے اس کو چوسا حتی کہ وہ سیراب ہو گئے اور تشنگی رفع ہو گئی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستے کے ایک طرف سے حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنی۔ وہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ تیز چل کر ان کے قریب پہنچے اور فرمایا یہ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پیاسے ہیں پھر آپ نے پانی منگایا لیکن کہیں سے دستیاب نہیں ہوا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک بچہ کو مانگا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بموجب ارشاد ایک بچے کو آپ کی گود میں دے دیا۔ آپ نے لے کر سینہ سے چمٹایا مگر وہ برابر چیختے رہے اور خاموش نہ ہوئے۔

بعد ازاں آپ نے زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی، وہ چوسنے لگے اور قرار آ گیا۔ اس کے بعد دوسرے بے قرار روتے بچے کو نبی کریم ﷺ نے طلب فرمایا اور ان کے ساتھ وہی عمل کیا حتی کہ دوسرا فرزند بھی خاموش ہو گیا۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے دندانِ مبارک

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کے دونوں دانت کشادہ تھے، دورانِ کلام ان کے درمیان سے نور نکلتا محسوس ہوتا تھا۔

﴿مسند دارمی، ترمذی، بیہقی، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابی قرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اور میری ماں اور خالہ نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی، جب ہم لوٹ رہے تھے تو میری ماں اور خالہ نے کہا: "اے بیٹے! ہم نے نبی کریم ﷺ سے بہتر کسی شخص کو نہ دیکھا، آپ نظافت جسم، لطافت لباس، شیریں گفتار ہیں، باتیں کرتے وقت دہن مبارک سے گویا نور نکلتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے حبیب (ﷺ)! میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو کرسی کے نور کا لباس پہنایا۔

✿ (ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سند مجہول ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سحری کے وقت سی رہی تھی میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ داخل ہوئے تو آپ کے چہرۂ انور کی روشنی سے سوئی نظر آ گئی پھر میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: اے حمیرا! افسوس ہے، پھر فرمایا: افسوس ہے۔ (تین مرتبہ فرمایا) اس شخص پر جس نے نظر کو میرے چہرے کی طرف دیکھنے سے حرام کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کی بغل مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دعا کے وقت اس قدر ہاتھ اٹھائے دیکھا ہے کہ آپ کی بغل مبارک کی سفیدی نظر آ گئی تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو آپ کے بغل کی سفیدی نظر آ جاتی۔

﴿ابن سعد﴾

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے بغل کا رنگ جسم کے دوسرے رنگ سے مختلف نہ تھا حالانکہ تمام انسانوں کا مختلف ہوتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

(قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور اتنا اضافے کے ساتھ کہ اس میں بال نہ تھے۔)

نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا ذکر:

حضرت بریدہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ ہم سے زیادہ فصیح ہیں۔ باوجود یہ کہ آپ ﷺ ہمارے درمیان سے کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت پرانی ہو کر ذہنوں سے محو ہو چکی تھی، اس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام لائے اور مجھے یاد کرا گئے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بعض روایتوں میں منقول ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔ ''یارسول اللہ ﷺ! ......تا آخرت حدیث'' اور اس حدیث کو علمائے حدیث نے مسند بریدہ رضی اللہ عنہ سے گردانا ہے۔

﴿ابو احمد، ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر﴾

محمد ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ سے زیادہ کسی کو فصیح نہ دیکھا، اس کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا: میرے لیے کون سی چیز فصاحت سے مانع ہو سکتی ہے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ قرآن حکیم میری زبان اور ''عربی مبین'' کے ساتھ مجھ پر نازل ہوا۔

﴿شعب الایمان، ابن ابی الدنیا کتاب المطر، ابن ابی حاتم، خطیب کتاب النجوم، ابن عساکر﴾

محمد بن عبدالرحمٰن زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! ''اَیَدَالِک الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهُ'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نَعَمْ اِذَا كَانَ مُلْفَجًا'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس شخص نے آپ سے کیا کہا؟ اور آپ نے کیا جواب دیا؟ ہم نہیں سمجھ سکے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے دریافت کیا: ''اَیُّمَا طَلَّ الرَّجُلُ اَهْلَهُ'' (ترجمہ: ''شوہر اپنی بیوی کا کسی وقت قرض دار ہوتا ہے؟'') تو میں نے جواب دیا: ''نَعَمْ اِذَا كَانَ مُلْفِساً'' (ترجمہ: ہاں جب وہ نادار ہو۔) (جس کی بنا پر ان کے حقوق ادا کرنے میں تاخیر کرے۔)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں عرب کے اکثر علاقوں میں گیا ہوں اور بڑے بڑے مدعیانِ فصاحت کے کلام سنے ہیں مگر کسی کا کلام بھی آپ ﷺ کی طرح فصیح میں نے نہیں سنا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے رب نے مجھے سکھایا اور بنو سعد بن بکر میں میری ابتدائی پرورش اور تربیت ہوئی۔''

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ میں قریش کی ایک محترم شاخ میں پیدا ہوا اور پھر بنوسعد میں میری پرورش ہوئی، تو ظاہر ہے کہ میرے کلام میں سقم، عامیانہ انداز اور سبکی کہاں سے راہ پائے گی۔

﴿طبرانی﴾

شرحِ صدر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ﴿سورہ الم نشرح﴾

ترجمہ: ''کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں فرمایا؟''

ابراہیم بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ: ''اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ'' کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔ حضور انور ﷺ کے بطن کو آپ کے سینہ اقدس سے اسفل بطن تک چیر کر اس سے قلب اطہر کو نکالا گیا پھر اسے سونے کے طشت میں غسل دیا گیا اور اسے ایمان وحکمت سے بھر کر اس کی جگہ واپس رکھ دیا گیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ بچوں کے ساتھ سیاحت فرما رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پکڑ کر لٹا دیا، قلب کے پاس سے سینہ کو کھول کر دل نکالا اور پھر اس میں شگاف دیا اور جما ہوا کچھ خون نکالا اور کہا یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا، پھر سونے کے طشت میں آب زمزم کے ساتھ اسے غسل دیا پھر اسے درست کر کے اس کے مقام پر رکھ دیا۔ آپ کے ساتھی بچے دوڑ کر آپ ﷺ کی دایہ والدہ حضرت حلیمہ کے پاس آئے اور کہا: ''محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا۔'' یہ سن کر وہ آئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ کا رنگ فق تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر شگاف کی سلائی کا اثر دیکھا تھا۔

(احمد، دارمی اور حاکم نے روایت کی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا۔)

﴿احمد، مسلم﴾

حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قبیلہ بنوسعد میں زیر پرورش تھا تو میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ چراگاہ گیا، ہم کھانا لے کر نہیں گئے تھے چنانچہ میں نے بھائی سے کہا والدہ سے کھانا لے آؤ۔ وہ چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس ٹھہرا رہا، کچھ دیر کے بعد میرے سامنے گدھ کی مانند دو سفید پرندے آئے۔

ایک نے دوسرے سے پوچھا: ''کیا یہ وہی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ہاں۔'' اب وہ دونوں بہت ہی نزدیک آ گئے اور جھپٹ کر مجھے پکڑ لیا اور شانے کے بل مجھے لٹا دیا، میرا پیٹ چاک کیا، دل کو نکالا

اور اسے بھی چیرا اور اس سے دو سیاہ گوشت کے لوتھڑے نکالے اور ایک نے دوسرے سے کہا برف کا پانی لاؤ۔ انہوں نے برف سے میرے پیٹ کو دھویا پھر ٹھنڈے پانی سے میرے دل کو غسل دیا، پھر سکینہ میرے دل پر چھڑکا، پھر اسی کو سی دیا اور مہرِ نبوت اس پر لگا دی، پھر مجھ کو امت کے ایک ہزار آدمیوں سے وزن کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اونچے ہیں اور خیال ہوا، ان میں سے کوئی مجھ پر نہ گر پڑے، گویا میں ان سب سے زیادہ وزنی تھا، اس کے بعد دونوں نے کہا:

''اگر آپ ﷺ کا ساری امت کے ساتھ وزن کیا جائے تو یقیناً آپ ﷺ ان سب پر بھاری رہیں گے اور آپ کا ہی وزن زیادہ ہوگا۔''

اس کارروائی کے بعد وہ دونوں چلے گئے اور مجھ کو ڈر اور خوف کی حالت میں چھوڑ گئے، میں اپنی رضاعی ماں کے پاس پہنچا اور ان سے سارا ماجرا بیان کیا جس کو سن کر وہ پریشان ہوگئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ میرے حالات عجیب و پہلو اختیار کر رہے ہیں۔ انہوں نے میرے لیے خدا سے پناہ مانگی، اونٹ پر کجاوہ رکھا، سوار ہوئیں، مجھے اپنی آغوش میں آگے بٹھایا اور ہم مکہ میں والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''میں آپ کی امانت سے دست کش ہوتی ہوں۔'' اور تمام روداد جو مجھ پر بیتی تھی، سنائی جس کو میری والدہ سن کر کچھ بھی متاثر نہ ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا: ''بلاشبہ میں نے دیکھا ہے کہ مجھ سے نور برآمد ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔''

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت معاذ بن معاذ بن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! امورِ نبوت میں کیا بات سب سے پہلے آپ ﷺ کو پیش آئی؟ ارشاد فرمایا: میں دس برس کی عمر میں صحرا کی طرف جا رہا تھا کہ یکا یک دو آدمیوں کو میں نے اپنے سر کے اوپر دیکھا، انہوں نے آپس میں پوچھا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں تو اس نے مجھ کو پکڑ لیا۔ اور آہستہ سے لٹا لیا پھر میرے بطن کو چاک کیا، اس کو غسل دیا پھر میرے سینے کو کھولا مگر مجھے قطعاً درد یا تکلیف محسوس نہ ہوئی پھر میرے قلب کو شگاف دیا گیا اور کہا اس کے اندر سے حسد و کینہ کو نکال دو۔ تو دوسرے شخص نے اس میں سے ایک لوتھڑا نکال کر پھینک دیا۔ آواز آئی! رافت و رحمت کو بھر دو تو انہوں نے چاندی کی مانند کوئی چیز داخل کی پھر ایک سفوف اس پر چھڑک دیا۔ اس کے بعد میرے انگوٹھے کو بجایا اور کہا جاؤ چنانچہ میں اس حال میں واپس ہوا کہ بچپن میں میرے دل کے اندر غایت درجہ رحمت اور بڑا ہو جانے کے بعد بحد کمال رافت کے جذبات موجود تھے۔

(ابونعیم نے اس مذکورۂ بالا حدیث کے بارے میں کہا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں اور نیز سن کے بیان میں منفرد ہیں۔ یعنی دس سال کی عمر صرف حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔)

﴿زوائد المسند، حاکم، ابن حبان، ابونعیم، ابن عساکر، انصیاء، المختارہ﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نبی ہیں؟ فرمایا: میں بطحائے مکہ میں تھا کہ دو آنے والے آئے اور ان میں ایک تو زمین پر اتر گیا اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان رہا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ان کو ایک شخص کے ساتھ وزن کیا کرو تو اس نے میرا وزن کیا اور میں ان پر بھی وزنی رہا پھر کہا ان کو سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے میرا وزن کیا اور میں ان پر بھی وزنی رہا پھر کہا ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے وزن کیا اور میں ان پر بھی بھاری رہا اور جو لوگ میرے ساتھ تولے گئے تھے وہ ترازو کے پلڑے سے مجھ پر گرنے لگے پھر ایک نے دوسرے سے کہا: ان کا بطن چاک کرو، تو اس نے میرا بطن چاک کیا اور اس میں سے شیطان کے دخل کی چیز اور خون کا لوتھڑا نکال پھینکا، پھر کہا ان کے بطن کو اس طرح دھوؤ، جیسے برتن کو دھوتے ہیں اور ان کے قلب کو اس طرح غسل دو جیسے چادر کو دھوتے ہیں پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کے بطن کو سی دو، تو اس نے سی دیا اور میرے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت لگائی، جیسا کہ اس وقت موجود ہے اور دونوں چلے گئے اور گویا کہ میں مہر نبوت کو معائنہ کر رہا ہوں۔

﴿مسند دارمی، بزار، ابونعیم، ابن عساکر﴾

یونس بن میسرہ حلبس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتہ سونے کا طشت میرے پاس لایا اور اس نے میرے بطن کو چاک کیا اور اس کو دھویا پھر سفوف چھڑک دیا اور کہا اب یہ دل مضبوط ہے اور جو چیز اس میں اترے گی اسے محفوظ رکھے گا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں دیکھتی اور کان سنتے ہیں اور آپ محمد رسول اللہ المقفیٰ اور الحاشر ہیں۔ آپ کا قلب سلیم ہے۔ آپ کی زبان صادق، نفس مطمئن، تخلیق مستحکم ہے اور آپ بہت بخشش کرنے والے ہیں (ﷺ)۔

﴿ابونعیم﴾

ابن غنم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کا بطن اقدس چاک کیا اور کہا یہ دل مضبوط ہے اس کا میں دو کان ہیں جو سنتے ہیں، دو آنکھیں جو دیکھتی ہیں۔ محمد اللہ کے رسول، المقفیٰ، الحاشر ہیں۔ آپ کی تخلیق مستحکم، آپ کی زبان صادق اور نفس مطمئن ہے۔ (ﷺ)

﴿مسند دارمی، ابن عساکر﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اپنے گھر پر تھا کہ فرشتہ آیا اور چاہِ زمزم پر لا کر میرا شرح صدر کیا، پھر آبِ زمزم سے غسل دیا پھر سونے کا طشت لائے جو ایمان و حکمت سے لبریز تھا پھر ان دونوں چیزوں کو میرے سینے میں داخل کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ شرح صدر کا اثر دکھایا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے وہ فرشتہ آسمان دنیا کی طرف لے گیا اور پھر معراج کی حدیث بیان فرمائی۔

﴿مسلم﴾

فائدہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ شرحِ صدر ایک سے زیادہ مرتبہ ہوا ہو۔ ایک حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں شیر خوارگی میں، دوسری مرتبہ بعثت کے وقت، تیسری مرتبہ شب معراج میں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شرح صدر کا واقعہ بہ زمانہ شیر خوارگی بہت سی سندوں کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے اور بعثت و اسراء کی حدیثوں میں بھی آئے گا کہ ان حدیثوں کی جمع و تحقیق سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ متعدد بار واقع ہوا ہے یعنی تین مرتبہ ہوا ہے اور جن علماء کرام نے دو مرتبہ واقع، ہونا بیان کیا ہے ان میں سہیلی، ابن وحید اور ابن المنیر رحمہم اللہ ہیں اور جنہوں نے تین مرتبہ واقع ہونے کی تصریح کی ہے، ان میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور انہوں نے اس کی توجیہ کے سلسلے میں لطیف معنی پیدا کیے ہیں۔ وہ یہ کہ تین کی تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے جس طرح شریعت میں تین مرتبہ دھونا شروع ہے اور اسے تین مختلف اوقات کے ساتھ مختص کرنا اس وجہ سے ہے تا کہ عہد طفولیت میں نشو نما و ارتقاء کے دور میں وساوسِ خناس سے محفوظ رکھا جائے اور بعثت کے وقت شرح صدر اس لیے تھا کہ وحی کا لینا، اس کا پھیلانا اور زندگی کیلئے رہنما بنانا رسول اللہ ﷺ کیلئے آسان ہو جائے اور اسرار کے وقت شرح صدر کا مقصد مناجات کیلئے مستعد کرنا ہے۔ علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ شرح صدر کی خصوصیت آپ کیلئے تھی یا یہ عمل کسی اور نبی کیلئے بھی ہوا ہے؟

ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''حضور نبی کریم ﷺ کیلئے شرح صدر ایک ابتلاء کی قبیل سے ہے جس طرح سیدنا حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام آزمائے گئے بلکہ نبی کریم ﷺ کا شق صدر بار بار ہونے اور اپنی حقیقی نوعیت سے آپ ﷺ پر طاری ہونے نیز ماحول اور سن اور اجنبی نو واردوں کے ذریعہ انشقاق ہونے کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ جماہی سے محفوظ تھے:

یزید بن الاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی جماہی نہیں آئی۔

﴿تاریخ بخاری، ابن ابی شیبہ فی التصنیف، ابن سعد﴾

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مسلمہ بن عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی جماہی نہیں لی۔

سماعت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، تم آسمان کے چرچرانے کی آواز نہیں سنتے اور آسمان کا چرچرانا درست ہے کیونکہ اس میں چند انگل بھی ایسی جگہ نہیں ہے، جہاں فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

﴿ترمذی، ابن ماجہ، ابونعیم﴾

حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم سنتے ہو جس آواز کو میں سن رہا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو کوئی آواز نہیں سن رہے ہیں۔ فرمایا: میں آسمان کے چرچرانے کی آواز کو سن رہا ہوں اور چرچرانے میں اس کو ملامت نہیں کیونکہ آسمان میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے قیام و سجود نہ کر رہے ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کی آواز مبارک:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ کے اس خطبہ کو تمام اجتماع کے آخر میں پس پردہ عورتوں نے سنا

(یعنی آپ ﷺ کی آواز مبارک اس دور دراز جگہ پر پہنچ گئی جہاں عورتیں بیٹھی تھیں۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد رخ انور پھیر کر وعظ فرمایا تو اس وعظ کو بہت دور پس پردہ بیٹھی ہوئی عورتوں نے بھی سنا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسی آواز سے ہمیں خطبہ دیا کہ پیچھے پردہ نشین عورتوں نے سنا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا: بیٹھ جاؤ تو آپ کی آواز حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سنی، ابھی وہ بنی غنم میں تھے تو وہ وہیں بیٹھ گئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں منیٰ میں خطبہ دیا تو ہمارے کان کھل گئے۔

ایک روایت میں اسی طرح آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیئے تو جو کچھ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے ہم اپنے گھروں میں بلا شک وشبہ اسے سنتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آدھی رات کو خانہ کعبہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کی آواز کو سنا کرتے تھے اور ہم اپنے مکانوں میں خاصے فاصلے پر ہوتے تھے۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی عقل مبارک:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اکہتر کتابیں پڑھی ہیں۔ ان سب میں، میں نے پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں یعنی کل مخلوق و بنی آدم کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں، ایک ذرۂ حقیر کے برابر فہم و دانش عطا فرمائی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ عقل وحکمت میں سب سے زیادہ ہیں۔

﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کا پسینہ مبارک:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا: جب آپ کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی لائیں اور اس کو پونچھ کر جمع کرنے لگیں، اسی دوران آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے پوچھا: اے ام سلیم! تم یہ کیا کررہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے پسینہ کو جمع کررہی ہوں تاکہ ہم خوشبو کے طور پر استعمال کریں، کیونکہ یہ سب خوشبوؤں میں سب سے زیادہ لطیف خوشبو ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں جاکر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے بستر بچھا دیتیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو پسینہ بہت آتا، ام سلیم رضی اللہ عنہا اس کو جمع کرلیا کرتیں۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے ام سلیم (رضی اللہ عنہا)! کیا کررہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں پسینہ کو خوشبو کیلئے جمع کررہی ہوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت محمد سیرین رضی اللہ عنہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں چمڑے کے بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے جب آپ ﷺ کو پسینہ آتا تو میں اس کو سک (چند خوشبوؤں کا مرکب) میں ملا لیتی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میں چند مخصوص علامتیں تھیں جب کوئی راستہ حضور نبی کریم ﷺ طے فرماتے تھے تو وہ جسم اطہر کی خوشبو سے مہک جاتا اور لوگ جان لیتے کہ آپ اس راہ سے گزرے ہیں اور کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ سجدہ کرتے۔

﴿مسند دارمی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آنے سے پہلے ہی، خوشبو سے ہم آپ کو پہچان لیتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے راہ گیر راستوں کی خوشبو سے جان لیتے کہ رسول اللہ ﷺ ادھر سے گزرے ہیں۔

﴿بزار، ابو یعلی﴾

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو رات کی تاریکی میں ہم ان کی خوشبو سے پہچان لیتے تھے۔

﴿مسند دارمی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں سوت کات رہی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ جوتہ کو سی رہے تھے۔ آپ کی پیشانی پر پسینہ آ گیا، اس سے ایسا نور پیدا ہوا کہ میں حیران ہوگئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے بشرہ سے اندازہ کر کے حیرانی کی وجہ سے پوچھی تو میں نے پسینہ اور نور کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ابو کبیر ہذلی کا یہ شعر آپ ﷺ پر صادق آتا ہے۔

و مبرا من كل غبر حيضة　　و فساد مر ضعة وداء مغيل

واذا نظرت الى اسرة وجهه　　برقت بروق العارض المتهلل

ترجمہ: ''وہ ہر بچے ہوئے حیض اور دودھ پانے والی کے فساد اور جلد ہلاک کرنے والے مرض سے پاک ہے۔ اور جب تم اس کے چہرے کی شکنوں کو دیکھو گے تو وہ یوں چمکیں گی جیسے برسنے والے بادل کی بجلی چمکتی ہے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے جوتہ رکھ کر کھڑے ہوئے اور میرے پاس آ کر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسی خوشی ہوئی ہو، جیسی اس وقت ہوئی ہے۔''

۞ (حضرت ابو علی صالح بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث روایت کی ہو لیکن میں سمجھتا ہوں یہ حدیث حسن ہے کیونکہ حضرت محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو قبول کیا ہے۔)

﴿خطیب بغدادی، ابن عساکر، ابو نعیم، دیلمی، بخاری﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ حسین و خوب رو تھے۔ آپ ﷺ کے رنگ میں نورانی کیفیت تھی، اسی لیے صفت خواں ہمیشہ ماہِ کامل سے آپ کے چہرے کو تشبیہ دیتے، آپ کے چہرے کا پسینہ موتی کے مانند اور خوشبو میں مثل مشک ختن تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہوں، آپ اس میں میری مدد فرمائیں۔ آپ نے کہا اس وقت تو کچھ موجود نہیں ہے، لیکن تم کھلے منہ کی شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ، وہ دونوں چیزیں لایا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی کو بھر دیا۔ آپ نے فرمایا اپنی بیٹی کو دو اور کہو کہ یہ لکڑی

شیشی میں، ڈبو کر خوشبو لگائے چنانچہ لڑکی نے ایسا ہی کیا اور اس وجہ سے اس کے گھر کی شہرت "بیت المطیبین" (خوشبوؤں کا گھر) کے نام سے ہوگئی۔

﴿ابویعلیٰ، طبرانی، ابن عساکر﴾

بنی حریش کے ایک شخص سے روایت ہے کہ جب میں نے ماعز بن مالک کو سنگسار ہوتے دیکھا تو خوف کی بنا پر میں لرزنے لگا، جب نبی کریم ﷺ کی نظر پڑی تو آپ نے مجھے چمٹا لیتا اور آپ کے بغل کا پسینہ جو مشک کی خوشبو کی مانند تھا مجھ پر بہنے لگا۔

﴿مسند دارمی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، تو میں قریب ہوگیا اور ایسی تیز مہک اور لطیف خوشبو آپ کے جسم سے خارج ہو رہی تھی کہ مشک وعنبر کی خوشبو بھی ایسی نہ ہوتی۔

﴿بزار﴾

قدِ زیبائے رسول ﷺ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نہ طویل القامت تھے، نہ پستہ قد، لیکن جب لوگوں کے ہمراہ ہوتے تو آپ ﷺ کا قد ان سب پر طویل اور اونچا معلوم ہوتا، اکثر آپ کے دونوں جانب طویل القامت اشخاص ہوتے مگر بایں ہمہ آپ ﷺ ان سے اونچے نظر آتے۔

مذکورہ بالا حدیث کو ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے "الخصائص" میں اس قدر اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا شانہ مبارک مجلس میں تمام بیٹھنے والوں سے اونچا نظر آتا۔

﴿ابن ابی خثیمہ فی التاریخ، بیہقی، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا:

حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سایہ دھوپ میں بنتا تھا نہ شعاع ماہ میں۔

﴿ترمذی﴾

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیات کے بیان میں کہا کہ آپ کا سایہ دھوپ اور چاندی دونوں میں اس وجہ سے نہ ہوتا کہ آپ ﷺ سرتاپا نور تھے۔

بعض علماء کرام نے کہا اس کی شاہد یہ حدیث شریف ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی اس دعا کا ذکر ہے: "وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا" (ترجمہ: اے رب! مجھ کو سراپا نور بنا دے۔")

نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھی تھی:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس پر مکھی نہ بیٹھی تھی۔

﴿کتاب الشفاء، عزنی المولد﴾

حضرت ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ان لفظوں سے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے کپڑوں پر بھی

مکھی نہ بیٹھتی تھی اور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں اتنا زیادہ کیا کہ جوں آپ ﷺ کو نہ کاٹتی تھی۔ (یعنی کپڑوں میں جوں نہ پڑتی تھی۔)

﴿ابن سبع الخصائص﴾

نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک:

عبدالحمید بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے موقع پر ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے۔ (اتفاق سے وہ کہیں گر گئیں۔) آپ نے اسے تلاش کر کے حاصل کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ کر کے حلق کیا تو لوگوں نے بالوں کے حاصل کرنے میں جلدی کی اور میں ان کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ ان بالوں کو میں نے اس ٹوپی میں محفوظ کرلیا تھا اور تمام جہادوں میں اس ٹوپی کو استعمال کیا حتی کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہر حالت اور ہر موقع پر فتح ونصرت عطا فرمائی۔

﴿سعید بن منصور فی السنن، ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کا خونِ اطہر:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ پچھنے لگوا رہے تھے، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عبداللہ! اس خون کو لے جاؤ اور کسی ایسے مقام پر رکھ دو کہ کوئی نہ دیکھے۔ میں خون کو لے گئے اور پی لیا۔ واپس آیا تو آپ نے دریافت کیا: عبداللہ! خون کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایسی پوشیدہ جگہ رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: میرا خیال ہے تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: تم سے لوگوں کیلئے افسوس ہے اور لوگوں سے تمہارے لیے افسوس ہے۔ (صحابہ کرام کا خیال تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طاقت وقوت کا سبب یہی خون رسول اللہ ﷺ ہے۔)

﴿بزار، ابویعلیٰ، طبرانی، حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے اور آپ ﷺ کا نقش قدم ناتمام نہ رہتا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نقش قدم ناتمام نہ رہتا کیونکہ آپ ﷺ پورا قدم رکھ کر چلتے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کی انگشت کو چک (چھوٹی انگلی) دوسری انگلیوں سے بلند تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش ایک کاہن کے پاس گئے اور اس سے کہا: ہمیں بتاؤ کہ ہمارے اندر کون شخص صاحب نبوت ہوسکتا ہے؟ اس نے جواب دیا: زمین کو اپنی چادر سے صاف اور بے نشان کر کے اس پر چلو میں نقش قدم کو دیکھ کر بتا دوں گا تو انہوں نے زمین کو صاف کیا پھر اس پر چلے تو کاہن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم کو دیکھ کر کہا یہ شخص نبوت کا زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ انتظار کرتے رہے چنانچہ تقریباً بیس سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا۔

﴿مسند احمد﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کا اعجاز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے جب میں قدم بڑھاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول مجھ سے سبقت لے جاتے، میرے برابر جو شخص چل رہا تھا میں نے اس سے کہا: بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے زمین لپٹتی جاتی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار تیز ہوتی حتی کہ آپ کے پیچھے لوگ دوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب اور سونے کی کیفیت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے محو خواب ہو جاتے ہیں۔ جواب دیا: اے عائشہ! میری آنکھیں بند ہوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھ سوتی اور میرا دل جاگتا رہتا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اوران کا دل جاگتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گروہ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل بیدار رہتے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھ سوتی تھی اور میرا دل نہیں سوتا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی چشم مبارک سویا کرتی اور دل بیدار رہا کرتا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت آئی تو اس نے فرمایا: میں تمہیں اس رب کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی، کیا تم شناخت کرتے ہو، یہ نبی ہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ''بخدا! درست ہے۔'' فرمایا: اے خدا تو شاہد رہنا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی چشم ہائے مبارک سوتی تھیں اور آپ کا قلب اطہر جاگتا تھا۔

﴿حاکم﴾

نبی کریم ﷺ کی قوتِ مبارکہ:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دن اور رات کی ایک ساعت میں تمام ازواجِ مطہرات پر دورہ کر لیتے تھے اور ان کی تعداد گیارہ تھی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ میں اتنی طاقت تھی؟ انہوں نے جواب دیا: ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی تھی۔

﴿بخاری﴾

حضور نبی کریم ﷺ کی لونڈی سلمٰی سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک شب میں نو ازواج پر دورہ فرمایا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

عبید اللہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس ایک ہانڈی لائے، میں نے اس میں سے کھایا تو مجھ کو چالیس مردوں کے برابر قوت مجامعت مل گئی۔ (اس روایت کو غیر صحیح کہا گیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت حضرت سلام بن سلیمان نہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی لیکن سند مرسل ہونے کے باوجود بہتر ہے اور یہ سند کمزور ہے۔

موسیٰ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے ذریعہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ میں عام لوگوں سے طاقت مجامعت کم تھی پھر اللہ تعالیٰ نے (بذریعہ فرشتہ) ایک ہانڈی کے گوشت کے ذریعہ وہ قوت عطا فرمادی کہ جب میں ارادہ کرتا ہوں تو اس قوت کو محسوس کرتا ہوں۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمیں واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی اور انہوں نے ایک سلسلہ رواۃ کے ناموں کے بعد اسی (مذکورہ بالا) حدیث کی مانند روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ہانڈی لائی گئی، میں نے اس میں سے کھایا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور جب سے کھایا ہے جس گھڑی چاہتا ہوں ازواج کے پاس جاتا ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مجاہد اور حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو چالیس مردوں کے برابر طاقت مجامعت دی گئی تھی۔

﴿بن سعد﴾

حارث بن ابوامامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کچھ اوپر چالیس جنت کے مردوں کے مساوی قوت دی گئی اور حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گرفت اور نکاح میں چالیس مردوں کی طاقت مجھے دی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پہلے لوگوں پر چار باتوں میں فضیلت دی گئی۔ داؤد دمشق، شجاعت، کثرتِ جماع اور دشمن پر قابو پانا۔''

﴿طبرانی، اسماعیلی مجمع، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ احتلام سے محفوظ تھے:

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ بہ سند مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی احتلام نہیں ہوا چونکہ احتلام شیطان کے وسوسے سے ہوتا ہے۔

﴿طبرانی، دینوری مجالست﴾

نبی کریم ﷺ کے بول و براز کا بیان:

حسین بن علوان رحمۃ اللہ علیہ، ہشام رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اس کے فوراً ہی بعد میں وہاں جاتیں تو بجز پاکیزہ خوشبو کے کچھ بھی نہ پاتی۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم واقف نہیں ہو، ہمارے اجسام کی نشو و نما جنتی ارواح پر ہوتی ہے اور جو چیز ہمارے جسموں سے خارج ہوتی ہے اسے زمین نگل لیتی ہے۔''

۞ (بیہقی نے کہا یہ حدیث ابن علوان رحمۃ اللہ علیہ کی موضوعات میں سے ہے۔)

﴿بیہقی﴾

فائدہ:

مصنف کتاب حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث ایک اور سند سے بھی روایت ہے۔ جو اسماعیل، عتبہ، محمد، ام سعد رحمہم اللہ چار سلسلہ

رواۃ کے ذریعہ بیان ہوئی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ رفع حاجت کیلئے تو جاتے ہیں مگر میں بول و براز کا اثر نہیں دیکھتی؟ ارشاد فرمایا: ''تم کو کیا خبر کہ انبیاء علیہم السلام کا اخراج زمین نگل لیتی ہے، اس کے نظر آنے کا سوال ہی نہیں۔''

(اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔)

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث کی ایک تیسری سند اور بھی ہے جو محمد، علی، زکریا، شہاب، عبدالکریم اور ابوعبداللہ رحمہم اللہ اور (باندی عائشہ رضی اللہ عنہا) کے لیلیٰ سات واسطوں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچتی ہے۔ متن اس حدیث کا بھی وہی ہے۔

اسی متن سے ملتی جلتی روایت وہ ہے۔ جس کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مستدرک'' میں بیان کیا ہے اور یہ چوتھی سند ہے جو مخلد، محمد، موسیٰ، ابراہیم، المنہال رحمہم اللہ اور (باندی عائشہ رضی اللہ عنہا) لیلیٰ رضی اللہ عنہا چھ واسطوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچتی ہے۔ اس کا متن بھی الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ وہی ہے۔ یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم قضائے حاجت کیلئے داخل ہوئے، اس کے بعد میں گئی تو میں نے وہاں کچھ نہ دیکھا البتہ مشک کی خوشبو پائی۔ اس پر میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! میں نے تو بیت الخلاء میں کچھ نہ دیکھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے یعنی گروہِ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے چھپا لے۔''

اس حدیث کی پانچویں سند اور ہے وہ یہ ہے کہ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الافراد'' میں کہا کہ ہم سے حضرت محمد بن سلیمان باہلی رضی اللہ عنہ نے، ان سے حضرت محمد بن حسان اموی رضی اللہ عنہ نے، ان سے حضرت عبدہ بن سلیمان رضی اللہ عنہ نے، ان سے حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو بیت الخلاء جاتے دیکھا پھر آپ کے بعد میں گئی تو میں نے خارج ہونے والی چیز کا کوئی نشان تک نہ دیکھا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تم نہیں جانتیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے جو فضلہ خارج ہو، وہ اسے کھا جائے۔ سند کے اعتبار سے یہ حدیث اعلیٰ ہے۔

ابن وحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے الخصائص میں اس سند کو لانے کے بعد فرمایا: یہ سند ثابت ہے۔ محمد بن حسان بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ اور صالح شخص ہیں اور عبدہ رحمۃ اللہ علیہ شیخین (بخاری و مسلم) کے راویوں میں سے ہیں۔

اس حدیث کی چھٹی سند مرسل بھی ہے۔ وہ یہ کہ حکم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے ساتھ عبدالملک بن عبداللہ بن ولید رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ آفتاب میں دیکھا جاتا نہ چاند کی روشنی میں اور قضائے حاجت کا نشان بھی نہ ہوتا تھا۔

(اس حدیث کے ساتویں سند بھی ہے جو جنات کے وفد کے باب میں آئے گی۔)

نبی کریم ﷺ کے بول سے شفائے امراض:

حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات میں گھر کے ایک گوشے میں رکھے ہوئے پیالے کی جانب گئے اور اس میں بول فرمایا: پھر رات میں مجھے پیاس لگی، میں اٹھی اور پیالے میں جو کچھ تھا، پی لیا۔ صبح کو اتفاقاً رات کی بات کا میں نے ذکر کیا، جس پر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا: آج سے تمہارے پیٹ میں کوئی بھی بیماری یا شکایت نہ ہوگی۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، دارقطنی، ابونعیم﴾

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ لکڑی کے پیالے میں پیشاب کرتے تھے پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور دیکھا کہ پیالے میں کچھ نہیں ہے، تو آپ نے برکت نامی عورت سے فرمایا: (یہ عورت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھی اور اس کو وہ اپنے ساتھ حبشہ سے لائی تھی۔) پیالہ کے اندر کا پیشاب کیا ہوا؟ اس نے بتایا میں نے پی لیا۔

آپ نے فرمایا: تم ہمیشہ کیلئے صحتمند ہوگئیں، اے ام یوسف! (اس خادمہ کی کنیت تھی۔) تو وہ کبھی بیمار نہ ہوئیں، صرف مرض الموت ان کو لاحق ہوا۔ ابن وحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ واقعہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے علاوہ ہے۔

حسنِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین وخوب رو اور مخلوق میں سب سے احسن اور میانہ قد تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ کا چہرۂ انور شمشیر کی مانند تھا؟" حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں بلکہ قمر کی مانند تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا: "کیا نبی کریم ﷺ کا چہرۂ انور طویل تھا؟" کہا نہیں بلکہ چاند وسورج کی مانند مستدیر تھا۔

﴿مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو چاندنی راتوں میں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ سرخ لباس میں تھے تو کبھی میں آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو تو بلاشبہ آپ میری آنکھوں کو

چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔

﴿مسند دارمی، بیہقی﴾

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب خوش ہوتے تو چہرۂ انور چمک اٹھتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس بات کو آپ کی شادمانی کی علامت سمجھتے۔

﴿بخاری﴾

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کا چہرہ چاند کی مانند مدور (یعنی گول) تھا۔

﴿ابونعیم﴾

ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہمدانی عورت رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔اس نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیا ہے۔میں نے اس سے پوچھا: آپ ﷺ کی مشابہت کیسی تھی؟ اس نے جواب دیا: چودھویں رات کے چاند کے مانند، میں نے کسی کو آپ کی مانند نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

﴿بیہقی﴾

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ براہِ کرم رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان فرمائیے۔انہوں نے کہا اگر تم نبی کریم ﷺ کو دیکھتے تو کہتے کہ سورج نے طلوع کیا ہے۔

﴿مسند دارمی، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ان سے کسی نے پوچھا: ہمیں نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ بتائیے۔انہوں نے کہا آپ ﷺ سفید اور ملیح چہرے والے تھے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ لوگوں میں میانہ قد تھے، کھلتا ہوا رنگ، سیاہ نہ سفید، موئے مبارک گھنے تھے نہ چھدرے، لٹکے ہوئے تھے نہ گھونگریالے بلکہ ایسے تھے جیسے کنگھی کر کے بنائے گئے ہوں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے صبیح تھے کہ اس میں سرخی کی جھلک تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہ دیکھا۔محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور میں آفتاب رہ رہا ہے اور میں نے رفتار میں کسی کو حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز نہ دیکھا گویا کہ زمین آپ ﷺ کیلئے لپٹتی تھی۔ہم آپ کے ساتھ چلنے کے دوران کوشش کرتے اور آپ ﷺ کی عام رفتار بے پروائی کے ساتھ ہوتی۔

﴿ابن سعد، ترمذی، بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر نبی کو حسن خلق، حسن صورت اور حسن آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حسن اخلاق، جمال صورت اور دل پذیر آواز سے نوازا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ وہ خوب رو، صاحب حسب ونسب اور خوش آواز ہوتا اور بلاشبہ تمہارے نبی صبیح ووجیہہ، نجیب وشریف اور دل نشین آواز والے تھے اور یہ تمام خوبیاں آپ میں بدرجہ کمال موجود تھیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہادر، سخی اور خوبصورت نہیں دیکھا۔

﴿مسند دارمی﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن کشادہ، چشمان مبارک میں سرخی کی جھلک اور پیروں کی دونوں ایڑیوں پر گوشت اور بھری ہوئی تھیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم ہائے مبارک بڑی بڑی تھیں۔ جن میں سرخی کی جھلک تھی اور آپ کی مژگاں (پلکیں) دراز تھیں۔

﴿بیہقی﴾

حلیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے، سر کے بال نہ گھنگریالے نہ لٹکے ہوئے، چہرے کا گوشت نرم اور لٹکا ہوا نہ تھا اور چہرے میں گولائی تھی۔ رنگ نکھرا ہوا، کشادہ پیشانی، مژگاں سیاہ دراز، جسم واندام کی ہڈیاں چوڑی پر گوشت، شانے چوڑے، جسم پر بال نہ تھے البتہ سینہ تا ناف ایک بالوں کی لکیر تھی، دونوں ہتھیلیاں اور قدم قوی ومضبوط تھے، انگلیاں فربہ تھیں، پورا قدم رکھ کر قوت کے ساتھ چلتے گویا فراز سے نشیب میں آرہے ہیں، التفات بے دلی سے نہ ہوتا اور یہ دونوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند کے ساتھ انہی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک چوڑی اور پلکیں لمبی تھیں۔ (طیالسی اور ترمذی رحمہم اللہ نے اسے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طویل القامت تھے، نہ پستہ قد، آپ کا سر مبارک بڑا اور ریش مبارک بھی بڑی تھی، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں فربہ اور جوڑ مضبوط تھے

اور ہڈیوں کے سرے یعنی گھٹنے، کہنی اور مونڈھے چوڑے اور مضبوط تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کلائیاں چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ کی مژگاں دراز تھیں۔ آپ ﷺ بازاروں میں شور مچانے والے فحش گو اور لغویات کہنے والے نہ تھے۔ کسی کے روبرو ہوتے یا پشت پھیرتے دونوں صورتوں میں پوری طرح عمل فرماتے تھے۔

﴿طیالسی، احمد، بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی داڑھی مبارک سیاہ تھی اور دندان مبارک حسین تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ پر بڑھاپا آیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر بڑھاپے کا عیب نہ لگایا۔ آپ ﷺ کی ریش مبارک میں بس سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا قد میانہ اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور سر کے بال کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ بہرحال آپ ﷺ سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

محرش کعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ نے مقام جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کی نیت کی، اتفاقاً میری نظر آپ ﷺ کی پشت مبارک پر پڑی تو وہ گویا ایک سیم پارہ تھا۔ (یعنی چاندی کی ڈلی کی طرح روشن)

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے شکم مبارک کو (بہ غور) نہیں دیکھا مگر مجھے یاد ہے کہ وہ کاغذ کی تہوں کی مانند تھا۔ (یعنی بہت زیادہ شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔)

﴿طیالسی، ابن سعد، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے صبیح تھے گویا چاندی سے بنائے گئے تھے اور آپ کے بال گھونگر والے تھے نہ لٹکے ہوئے، شکم ہموار، شانوں کی ہڈیاں چوڑی اور چلنے کے دوران قدم رکھ کر چلتے، تخاطب کے سلسلے میں پورے طور پر روبرو ہوتے اور جب رخ تبدیل فرماتے تھے تو پورے طور پر فرماتے تھے۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سر مبارک اور پائے مبارک بزرگ

(بڑے) اور کف ہائے دست (ہتھیلیاں) کشادہ تھے۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بڑے اور چہرہ زیبا ایسا تھا کہ میں نے کسی دوسرے کا نہ دیکھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت میمونہ بنت کز دم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور میں پیر کے انگوٹھے سے متصل انگلی کی درازی کو نہیں بھولی ہوں۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

بلعدویہ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوبصورت متناسب جسم، چوڑی پیشانی، کھڑی بلند ناک اور ملی ہوئی عمدہ ابرو والے شخص تھے اور میں نے دیکھا تھا کہ آپ کی گردن کے پاس سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد بلکہ قدرے درازی مائل جسم تھا اور ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں بھری ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ موتی کے مانند ہوتا اور جب چلتے تو جھکے ہوئے معلوم ہوتے گویا چڑھائی سے اتر رہے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم طویل قامت نہ تھے اور نہ درمیانہ قد سے نیچے نہ تھے مگر لوگوں کے ساتھ ہوتے تو دراز قد نظر آتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گورا رنگ اور سر مبارک بڑا تھا، رنگ و روپ روشن و چمکدار تھا، پلکیں باریک اور ابرو کشادہ، ہاتھ، پیر کی انگلیاں بھری ہوئیں اور دراز تھیں۔ روانگی کے دوران قوت سے قدم بڑھاتے جیسے نشیب میں اتر رہے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند ہوتا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے سے پہلے یا بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسر نہ دیکھا۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا رنگ شفاف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ موتی کی مانند تاباں تھا، آپ جس وقت چلتے تو اس طرح چلتے کہ جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد کے لوگوں میں حسین ترین تھے، قد مائل بہ طول تھا، دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، رخسار مبارک نرم و دراز، بال خوب سیاہ، آنکھیں سرگیں، پلکیں دراز تھیں، قدم پورا رکھتے، پیروں کے تلوؤں میں گڑھا نہ تھا، جب

شانوں پر چادر ڈال لیتے تو پھر آپ ﷺ کا سراپا، جسم سیمیں (یعنی چاندی کی مثل) معلوم ہوتا۔ تبسم سے دیواریں روشن ہو جاتیں اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھنے سے قبل یا بعد کسی کو حضور کا ہمسر نہ پایا۔

﴿بزاز، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ملائم، ریشم و دیبا کو بھی نہ پایا اور رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ خوشبو سے زیادہ مشک و عنبر کی خوشبو کو بھی نہ سونگھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے رخساروں پر دست مبارک پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی لطیف خنکی اور خوشبو کو محسوس کیا جیسے کہ آپ نے خوشبودان سے اپنا دست مبارک نکالا ہو۔

﴿مسلم﴾

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک مجھے دیا تو میں نے آپ کے ہاتھ میں برف سے زیادہ ٹھنڈک اور مشک سے زیادہ خوشبو محسوس کی۔

﴿بیہقی﴾

مستورد بن شداد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور حریر (ریشم) سے زیادہ نرم تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں بیمار ہوا اور نبی کریم ﷺ عیادت کیلئے تشریف لائے، اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا اور میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر پھیرا تو میں آج تک سرور کائنات ﷺ کے دست مبارک کی اس خنکی کو محسوس کرتا ہوں جو اس وقت میں نے محسوس کی تھی۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سرخی مائل گورے تھے۔ انگلیوں کے پورے بھرے ہوئے، طویل القامت تھے، نہ پستہ قد، بال گھنگریالے نہ لٹکے ہوئے جب آپ ﷺ چلتے تو لوگ ہمراہی قائم رکھنے کیلئے دوڑتے اور میں نے آپ کے مانند کسی کو نہ دیکھا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت امد بن ابد حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ کے بعد میں نے کسی کو آپ ﷺ کی مانند نہ دیکھا۔

﴿ابو موسیٰ مدینی کتاب الصحابہ﴾

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ قدم مبارک میں احسن البشر تھے۔

﴿ابن سعد﴾

(یعنی آپ کے قدم مبارک سب سے خوبصورت تھے۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ کا رنگ سرخ سفید، پتلیاں سیاہ، سینہ سے ناف تک بالوں کا خط، ناک بلند، رخسار دراز و بلند داڑھی گھنی اور بال کان کی لو تک تھے۔ گردن مبارک گویا چاندی کی صراحی تھی۔ پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند چمکتا تھا اور پسینہ کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ اور لطیف تھی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو ں ایک دن لوگوں کو خطاب کر رہا تھا اور احبار یہود ہاتھ میں کتاب لیے کھڑے تھے اور اس کی عبارت سی مقام سے دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا:

''ابوالقاسم ﷺ کا وصف بیان کیجئے''۔

میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم طویل القامت ہیں نہ پست قد، بال نہ گھنگریالے ہیں نہ لے ہوئے، سیاہ رنگ کے ہیں، سر مبارک بڑا، آپ کا رنگ مائل بہ سرخی ہے، مضبوط اندام، انگلیاں ری ہوئیں، حلق سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر ہے، پلکیں دراز دونوں ابرو ملی ہوئیں، پیشانی ڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔'' ان کی رفتار کے دوران جسم میں جھکاؤ سا معلوم ہوتا ، جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کے یہ اوصاف بیان کیے تو ایک دی نے کہا کہ ہماری کتاب میں بھی یہی اوصاف موجود ہیں پھر یہودی عالم نے کہنا شروع کیا کہ ضور نبی کریم ﷺ جب آنکھ کھولتے ہیں تو اس میں سرخ ڈورے نظر آتے ہیں، ریش مبارک اور دہن ں خوبصورت اور دونوں کان مکمل ہیں اور جب تخاطب فرماتے تو پوری طوڑ پر متوجہ ہو جاتے اور جب اط ختم ہو جاتا ہے یعنی رابطہ اور میل کے بعد تو پھر (سن گن لینے کی خاطر) توجہ اور نظر نہیں رکھتے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! یقیناً حضور نبی کریم ﷺ کی یہی شان ہے۔ یہودی عالم لہا: ایک بات اور ہے۔ میں نے کہا وہ کونسی؟ اس نے کہا آپ ﷺ میں خمیدگی ہے۔ میں نے کہا یہ وہ ہے جو میں نے تم سے بیان کر دی ہے کہ آپ ﷺ چلتے وقت جھکے معلوم ہوتے ہیں کہ جیسے نشیب تر رہے ہیں۔ یہودی عالم نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے یہ اوصاف اپنے اسلاف کی کتابوں اِئے ہیں اور اور ہم نے پڑھا ہے کہ آپ خدا کے گھر میں اس کے حرم، مقام امن سے مبعوث ہوں لر آپ اس حرم کی طرف ہجرت کریں گے جس کو آپ نے حرم قرار دیا ہوگا۔ اس کی حرمت ایسی ہی ہے اللہ تعالیٰ کے حرم کی۔ اس نئے حرم کے لوگ جہاں آپ ہجرت کر کے پہنچیں گے آپ کے انصار گے اور وہ لوگ عمرو بن عامر کی نسل سے ہوں گے جو باغات اور زمینوں کے مالک ہوں گے اور ان ہلے یہود ان چیزوں کے مالک ہوں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا یہی صورت واقعہ ہے۔ یہودی عالم نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی برحق ﷺ ہیں اور پوری نوع انسانی کی طرف ان کی ہدایت کیلئے آئے ہیں۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند یہودی آئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے کہا: ''ہمیں اپنے چچا کے بیٹے کے اوصاف بتائیے۔'' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

محمد ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پست قد آپ کا رنگ وروپ سرخی مائل گورا تھا۔ آپ کے بال گھنگریالے تھے مگر بالکل پیچیدہ نہ تھے۔ سر کے ابرو ملے ہوئے، مژگاں دراز اور بینی شریف باریک اور درمیان میں اٹھی ہوئیں۔ حلقوم سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی۔ گردن گویا چاندی کی صراحی تھی اور آپ کی ہنسلیوں میں گویا سونا رواں تھا۔ مذکورہ جگہوں کے علاوہ باقی جسم پر کہیں بال نہ تھے اور دونوں شانوں کے درمیان ماہِ کامل کی مانند ایک دائرہ تھا جس میں نورانی حروف میں دو سطریں تحریر تھیں۔

اوپر کی سطر میں ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اور نیچے کی سطر میں ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' (ﷺ)

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بیت المقدس کے علماء یہود میں سے کوئی ایک عالم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا نبی کریم ﷺ کے ذاتی اوصاف مجھ سے بیان فرمائیے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

''سنو! حضور نبی کریم ﷺ طویل القامت تھے نہ پستہ قد، رنگ سرخی مائل گورا، بال قدرے خم دار کانوں کی لو تک، پیشانی کشادہ، رخسار واضح، ابرو ملے ہوئے، پتلیاں سیاہ، پلکیں دراز، ناک باریک درمیان سے قدرے اٹھی ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی، گردن شریف گویا چاندی کی صراحی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوتا تھا، پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند معلوم ہوتا تھا، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں فربہ تھیں، حلقوم سے ناف تک بالوں کی لکیر سوا جو شاخ کی مانند تھی آپ کے جسم پر اور کہیں بال نہ تھے۔ آپ کے جسم سے مشک سے زیادہ خوشبو مہکتی تھی، کھڑے ہوتے تو دوسرے لوگوں سے اونچے نظر آتے اور جب چلتے تو گویا پتھر سے ہیرا اکھاڑ رہے ہیں، جب کسی کی جانب رخ انور پھیرتے تو پورے گھوم جاتے اور جب پلٹتے تو پوری طرح پلٹتے تھے۔''

یہودی نے کہا: ''آپ نے تمام اوصاف صحیح بیان کیے اور میں توریت میں آپ ﷺ کے یہ اوصاف پاتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین سچا اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ تم میرے اوامر (احکام) کے اجراء میں پوری جدوجہد کرو اور مذاق کرنے والوں کو برداشت نہ کرو۔

اے کنواری پاک بتول کے فرزند! میرا حکم سنو اور اس کے مطابق عمل کرو۔ میں نے تم کو بغیر مرد کے پیدا کیا اور سارے جہان کیلئے اپنی قدرت کا تم کو نشان بنایا۔ پس میرا ہی حکم مانو اور مجھ ہی پر بھروسہ رکھو اور اہل سوران کی طرف جا کر ان کو میرے احکام پہنچا دو کہ میں وہ خدائے حی القیوم ہوں جسے کبھی زوال نہیں اور اس نبی امی کی تصدیق کرو جو عربی شتربان (اونٹ) اور عمامہ والا ہے، وہ نبی موصوف نعلین پہنے گا اور ہاتھ میں عصا رکھے گا۔ اس کا سر بڑا ہوگا، پیشانی چوڑی بھنویں ملی ہوئی، پتیلیاں سیاہ، آنکھیں سوجبین و کشادہ، مژگاں دراز، ناک باریک اور درمیان سے اٹھی ہوئی، رخسار واضح طور، ریش مبارک گھنی، پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند ہوگا جس سے خوشبو مہک جائے گی، اس کی گردن گویا صراحی سیمی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوگا اور از سینہ تا ناف بالوں کی لکیر ہوگی مگر اس کے کہیں بال نہ ہوں گے، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں فربہ ہوں گی، وہ لوگوں کے درمیان سب سے بلند نظر آئے گا، چلنے کے دوران قدموں کی نشست و برخاست کچھ اس انداز پر ہوگی جیسے وہ قدموں سے پتھروں کی ناہمواری کو مسلتا چل رہا ہے اور ایک صاحب قوت نشیب کی طرف پہنچ رہا ہے، اس محترم و محسن عالم کی رفتار کڑی کمان کے تیر کی طرح تیز ہوگی۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرنے میں مشہور تھے۔ انہوں نے اس طرح حالات بیان کیئے:

نبی کریم ﷺ صاحب عظمت لوگوں میں برگزیدہ تھے۔ آپ ﷺ کی پیشانی ماہ تمام کی مانند چمکتی، آپ ﷺ کا قد زیبا درمیانہ قامتی سے کسی قدر متجاوز مگر طویل قامتی سے کم تھا۔ آپ ﷺ کا سر بڑا اور بال قدرے خمیدہ تھے جو اکثر کانوں کی لو سے متجاوز ہوتے، رنگ نکھرا ہوا چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو باریک اور بڑی جن میں بالوں کی کثرت تھی اور دونوں ابرو کے درمیان رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی، ناک باریک درمیان سے اٹھی ہوئی اور نورانی تھی۔ ریش مبارک گھنی، آنکھوں کی پتیلیاں سیاہ، رخسار دراز، دہن مبارک فراخ، دانت آبدار اور سامنے کے کشادہ تھے۔ سینہ پر بالوں کی لکیر تھی، گردن ہاتھی دانت یا چاندی کی طرح صاف تھی، تمام اعضاء میں تناسب اور حسن تھا، فربہ اور قوی تھے، پیٹ اور سینہ ہموار تھا، سینہ چوڑا ابھرا ہوا تھا۔ اندام قوی تھے کل جسم پر نور تھا، سینہ پر بالوں کے علاوہ کہیں بال نہ تھے، کلائیاں لمبی اور ہتھیلیاں چوڑی، تمام انگلیاں فربہ تھیں۔ تلوؤں میں گڑھا نہ تھا، دونوں تلوے صاف رہتے پھٹے نہ ہوتے پانی پڑنے پر فوراً بہہ جاتا۔ آپ ﷺ قدرے جھک کر متانت اور وقار کے ساتھ چلتے، رفتار میں تیزی اور سرعت تھی، ایسا محسوس ہوتا کہ ایک صاحب قوت شخص اپنے جوتوں سے پتھروں کی ناہمواری کو مسلتا ہوا نشیب کی طرف اتر رہا ہے جب التفات فرماتے تو پوری توجہ کے ساتھ نگاہیں نیچی سوئے زمین رہتیں، دیکھنے کا انداز گوشہ چشم سے تھا، اپنے اصحاب کے پیچھے چلتے اور ہمیشہ لوگوں سے

السلام علیکم کہنے میں سبقت فرمایا کرتے۔

اس کے بعد میں نے حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: براہِ کرام! اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتار کے بارے میں کچھ بیان کیجئے تو انہوں نے کہا: ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حزن وملال کی کیفیت دائمی تھی، ہمیشہ فکرمند رہتے، کسی لمحہ آپ ﷺ کو چین وانبساط نہ تھا بغیر ضرورت کلام نہ فرماتے، خاموشی طاری رہتی۔ خوش کلامی سے کلام کی ابتداء کرتے اور خوش کلامی ہی پر اختتام فرماتے، گفتگو ٹھوس بامقصد، نپا تلا انداز، سوچی سمجھی رائے، جامعیت اور اختصار کے ساتھ ہوتی نہ اس میں تشنگی رہتی اور نہ غیر ضروری الفاظ ہوتے۔ آپ ﷺ نعمت کی قدر اور شکر کرتے اگرچہ وہ قلیل ہو، کھانے کی اشیاء کی نہ برائی کرتے نہ تعریف میں مبالغہ کرتے۔ حق کی مدافعت کیلئے غضبناک ہوتے تو باطل پرست تاب برداشت نہ رکھتا، اپنی ذات کیلئے کبھی ترش رو اور خفا نہ ہوتے نہ اپنے کارناموں پر داد وتحسین کو پسند کرتے نہ گوارا فرماتے جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے مکمل طور پر اشارہ کرتے، اظہارِ حیرت کیلئے ہاتھ کو پلٹ کر اشارہ فرماتے۔ کبھی دورانِ گفتگو میں ہاتھ کو ملا لیتے اور سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتے۔ بری اور نازیبا بات کو دیکھ کر یا سن کر اعراض فرماتے جس سے لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا فوراً انداز ہو جاتا۔ مسرت و انبساط کے وقت نگاہیں جھکا لیتے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ہنسی تبسم سے زیادہ نہ ہوتی۔ تبسم کے دوران دندانِ مبارک اولوں کی مانند صاف اور چمکدار نظر آ جائے۔

﴿ابن سعد، ترمذی، بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن السکین المعرفہ، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے صفاتی نام

بعض علماء کا قول ہے کہ نبی کریم کے ایک ہزار نام ہیں۔ کچھ قرآن کریم میں مذکور ہیں اور کچھ احادیث اور کتب سابقہ میں ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے بہ کثرت نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو ناپید کرے گا۔ میں وہ حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں عاقب ہوں اس وجہ سے کہ میں سب سے پیچھے آیا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد، میں حاشر، میں ماحی اور خاتم و عاقب ہوں۔ (ﷺ)

﴿مسند احمد، مسند طیالسی، ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد، میں حاشر اور ماحی ہوں۔ (ﷺ)

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے اپنے بہت سے نام بتائے۔ ان میں سے کچھ تو ہمیں یاد ہیں اور کچھ یاد نہیں رہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد و مقفی، حاشر، نبی التوبہ، الملحمہ اور نبی الرحمہ ہوں۔ (ﷺ)

﴿احمد، مسلم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مدینہ کے ایک کوچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملاقات کی، آپ نے فرمایا: میں محمد، احمد، میں نبی الرحمہ، میں نبی التوبہ، میں المقفی، میں الحاشر اور نبی الملاحم ہوں۔ (ﷺ)

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رب کے نزدیک میرے دس نام ہیں: میں محمد، میں احمد، فاتح، خاتم، ابوالقاسم، حاشر، عاقب، ماحی، یٰسین اور طٰہٰ ہوں۔ (ﷺ)

﴿ابونعیم، ابن مردویہ فی التفسیر، دیلمی، مسند الفردوس﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، احمد، رسول الرحمہ، رسول الملحمہ، المقفی اور الحاشر ہوں۔ مجھے جہاد کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ (ﷺ)

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قرآن پاک میں میرا نام محمد، انجیل، میں احمد، توریت میں احید ہے۔ میرا نام احید اس لیے رکھا گیا کہ میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے دور کرتا ہوں۔ (ﷺ)

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کتب سابقہ میں احمد، محمد، ماحی، لمقفی، نبی الملاحم، حمطایا، فارقلیطا اور ماذ ماذ کے ناموں سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ (ﷺ)

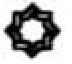
﴿ابونعیم﴾

ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: توریت میں میرا نام "احمد الضحوک القتال" ہے جو اونٹ پر سواری کرے گا، عمامہ باندھے گا اور کاندھے پر تلوار لٹکائے گا۔ (ﷺ)

مصنف کتاب، حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے اسمائے شریفہ کی شرح میں ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں تین سو چالیس، ناموں کو قرآن کریم، احادیث نبوی اور کتب سابقہ سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ناموں کا اسمائے الٰہی سے انتساب

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تقریباً اپنے تیس ناموں سے مخصوص فرمایا

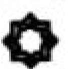
 وہ اسماء حسب ذیل ہیں:

"(۱) الاکرام، (۲) الامین، (۳) الاول، (۴) الآخر، (۵) البشیر، (۶) الجبار، (۷) الحق، (۸) الخبیر، (۹) ذوالقوہ، (۱۰) الرؤف، (۱۱) الرحیم، (۱۲) الشہید، (۱۳) الشکور، (۱۴) الصادق، (۱۵) العظیم، (۱۶) العفو، (۱۷) العالم، (۱۸) العزیز، (۱۹)الفاتح، (۲۰) الکریم، (۲۱) المبین، (۲۲) المھیمن، (۲۳)المؤمن، (۲۴) المقدس، (۲۵) المولیٰ، (۲۶) الولی، (۲۷) النور، (۲۸) الھادی، (۲۹) طٰہٰ اور(۳۰) یٰسین."

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ان تیس ناموں کے سوا اور بھی بہت سے اسماء قرآن کریم میں ملتے ہیں۔ جو یہ ہیں:

"(۱) الاحد، (۲) الاصدق، (۳) الاحسن، (۴) الاجود، (۵) الاعلیٰ، (۶) الآمر، (۷) الناھی، (۸) الباطن، (۹) البر، (۱۰) البرھان، (۱۱) الحاشر، (۱۲) الحافظ، (۱۳) الحفیظ، (۱۴) الحسیب، (۱۵) الحکیم، (۱۶) الحلیم، (۱۷) الحی، (۱۸) الخلیفہ، (۱۹) الدعی، (۲۰) الرفیع، (۲۱) الواضع، (۲۲) رفیع، (۲۳) الدرجات، (۲۴) السلام، (۲۵) السید، (۲۶) الشاکر، (۲۷) الصابر، (۲۸) الصاحب، (۲۹) الطیب، (۳۰)الطاھر، (۳۱) العدل، (۳۲) العلے، (۳۳) الغالب، (۳۴)الغفور، (۳۵) الغنی، (۳۶) القائم، (۳۷) القریب، (۳۸) الماجد، (۳۹) المعطی، (۴۰) الناسخ، (۴۱) الناشر، (۴۲) الوفی، (۴۳) حم، (۴۴) اور نون."

نبی کریم ﷺ کے ناموں کا اسمائے الٰہی سے اشتقاق:

 حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں حسب ذیل اشعار پڑھے:

اغر علیه للنبوة خاتم — من الله من نور یلوح و یشهد
وضم الا له اسم النبی الی اسمه — اذا قال فی الخمس الموذن اشهد
و شق له من اسمه لیجله — فذ و العرش محمود و هذا محمد

ترجمہ: آپ حسین ہیں، آپ پر مہر نبوت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، وہ مہر نور ہے، چمکدار ہے اور گواہی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا، جب مؤذن

پانچوں وقت "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ" کا بھی اظہار و اعلان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے محمد ﷺ کا نام نکالا تا کہ آپ کی عزت و عظمت کا اظہار ہو تو مالک عرش کا نام محمود ہے اور آپ کا نام محمد (ﷺ)۔

حضرت علی بن زید بن جدعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: لوگوں نے ایک اجتماع میں مذاکرہ کیا کہ عرب میں کون سا شاعر بہتر ہے اور اس کے کلام میں وہ کون سا بہترین شعر ہے جو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی منقبت میں کہا ہے؟ چنانچہ متفقہ طور پر کہا گیا کہ "وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ" الخ سب سے بہتر ہے۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے ایک دنبہ کا عقیقہ کیا اور نبی کریم ﷺ کا نام محمد رکھا۔ اس موقع پر کسی نے ان سے کہا: "اے ابوالحارث! کیا وجہ ہے کہ آپ نے بچے کا نام محمد (ﷺ) رکھا اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموں پر نام نہ رکھا؟"

حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا: "میں نے چاہا کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ میرے پوتے کی مدح فرمائے اور زمین پر ساکنانِ خاک آپ کی تعریفیں کریں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کی اس آرزو کو اس طرح پورا کر دیا کہ آج آفاق اس نام نامی سے گونج رہا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

بچپن میں مدینہ منورہ میں قیام

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصم بن عمرو بن قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس روایت میں مختلف احادیث کے الفاظ خلط ملط ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ اپنی بہنوں سے ملنے کیلئے مدینہ منورہ میں بنی عدی اور بنی نجار آئیں، پہلے نابغہ کے گھر اتریں اور ان کے یہاں ایک ماہ تک قیام کیا، ان کے ہمراہ آپ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کو جب کبھی اس مکان کو دیکھنے کا اتفاق ہوتا تو آپ کو اپنے زمانہ قیام کی یاد تازہ ہو جاتی۔ آپ ﷺ فرماتے: میں اپنی والدہ کے ہمراہ یہاں ٹھہرا تھا اور میں نے بنی عدی کے حوض میں تیرنا شروع کیا تھا۔ یہود کی نگاہیں جب آپ ﷺ پر پڑتیں تو وہ بغور آپ ﷺ کو دیکھتے۔

ام ایمن کا کہنا ہے میں نے سنا ایک شخص کہہ رہا تھا: "یہ بچہ اس امت کا نبی ہے اور یہ مقام اس کی ہجرت گاہ ہے۔" میں نے ان باتوں کو یاد رکھا، کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ والدہ کے ساتھ مکہ واپس آ رہے تھے کہ آپ ﷺ کی والدہ کا مقام ابواء پہنچنے پر انتقال ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ان کے مشائخ اور راویوں سے مذکورہ حدیث کی مانند روایت کی اور یہ مزید کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس زمانے میں اس یہودی کو میں نے نظر بھر کر دیکھا جو بار بار میری طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ''اے بچے! تمہارا نام احمد ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''میرا نام احمد ہے۔'' پھر اس نے میری پشت کی طرف دیکھا تو میں نے سنا وہ یہودی کہہ رہا تھا: ''یہ اس امت کا نبی ہے۔'' پھر میں اپنی والدہ کی بہنوں کے پاس آیا اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے والدہ کو بتایا کہ تو وہ میرے بارے میں اندیشہ کرنے لگیں اور پھر مجھ کو ساتھ لے کر مکہ روانہ ہو گئیں۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا ہمیں بتایا کرتی تھیں کہ دوپہر کے وقت میرے پاس مدینہ کے قیام کے دوران دو یہودی آئے اور انہوں نے کہا: ''ہم احمد (ﷺ) کو دیکھیں گے۔'' میں نے دکھا دیا پھر اوندھا کر کے پیٹھ دیکھی پھر انہوں نے آپس میں کہا: ''یہ اس امت کا نبی ہے اور یہ شہر اس کی ہجرت کا مقام ہے۔ عنقریب اس شہر میں قتل و غارت، قید و بند اور دوسرے اہم امور ظہور میں آنے والے ہیں۔'' ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ان کے یہ الفاظ یاد رکھے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال

زہری رحمۃ اللہ علیہ ام سماعہ بنت ابی رہم سے اور انہوں نے اپنی امہات (ماؤں) سے روایت کی کہ میں نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس مرض کے زمانے میں جس میں ان کی وفات ہوئی، موجود تھی اور نبی کریم ﷺ جن کی عمر صرف پانچ سال تھی، بالیں پر بیٹھے تھے اور مریضہ ماں اپنے صاحبزادے کو دیکھ رہی تھیں، پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے یہ اشعار پڑھے:

بارک اللہ فیک من غلام	یا ابن الذی من حومة الحمام
نجابعون الملک المنعام	فودی غداة الضرب بالسهام
بما ئة من ابل سوام	ان صح ما ابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام	من عندی ذی الجلال والاکرام
تبعث فی الحل و فی الحرام	تبعث بالتحقیق والسلام
دین ابیک البرابرا اهام	فالله انهاک عن الاصنام

ان لا تو الیها مع الا قوام

ترجمہ: ''اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے، اے اس شخص کے فرزند جو (میرا شوہر ہے اور وہ) وفات پا چکا ہے۔ جس نے انعام و اکرام کرنے والے خدا کی مدد سے اس وقت نجات

پائی تھی، جب قرعہ اندازی میں ان کا نام نکلا۔ پھر ان کی دیت میں چھوڑے ہوئے سو اونٹ ذبح کیے گئے اور جو خواب میں، میں نے دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو۔ یقیناً آپ لوگوں کی طرف عظمت وجلالت والے خدا کی جانب سے مبعوث ہوں گے۔ آپ حل وحرم میں مبعوث ہوں گے، بلاشبہ اسلام کے ساتھ آپ ﷺ کی بعثت ہوگی۔ اسلام، بلاشبہ تمہارے نیکوکار والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ اب اللہ تعالیٰ آپ کو بتوں سے محفوظ رکھے کہ آپ لوگوں کے ساتھ ان کی پیروی نہ کریں۔''

ان اشعار کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ہر جینے والے کو مرنا ہے، ہر جدید کو قدیم اور ہر بڑھاپے کیلئے موت ہے۔ اب میں مرنے والی ہوں مگر میری یاد باقی رہنے والی ہے۔ بے شک میں نے آپ کو خیر کے ساتھ چھوڑا اور عظمت وطہارت کے ساتھ تولید کیا پھر وہ وفات پاگئیں اور ہم نے جنات کو ان پر روتے سنا اور ہم نے ان کے نوحہ کے چند اشعار یاد رکھے، جو یہ ہیں:

نبکی الفتاة البرة الامینة ذات الجمال العفة الرزینة
زوجة عبد الله و القرینة ام نبی الله ذی السکینة
و صاحب المنبر با المدینة صارت لدی حفرتها رهینة

ترجمہ: ''ہم اس جوان محترمہ عورت کی موت پر روتے ہیں، جو نیکوکار، امانت دار، صاحب جمال، عفیفہ اور وقار والی ہے۔ وہ حضرت عبداللہ کی بیوی محترم اور ان کی رفیقہ حیات اور صاحب سکینہ اللہ کے نبی کی اولاد ماجدہ ہیں۔ وہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ میں صاحب منبر ہوگا، ان کی والدہ اپنی قبر میں مدفون ہوگئیں۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالمطلب کے وسیلہ سے اہل مکہ کی طلبِ بارش کیلئے دعا:

مخرمہ بن نوفل نے اپنی والدہ رقیقہ سے جو کہ عبدالمطلب کی ہم عمر تھیں، روایت کی کہ قریش کو مسلسل خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس کی بنا پر بے چاروں کی ہڈیاں تک چٹخ گئیں، چنانچہ میں ایک روز سو رہی تھی یا غنودگی کی حالت تھی کہ دفعتہً ایک غیبی آواز سنی کہ:

''اے گروہِ قریش! وہ نبی جو تمہارے درمیان مبعوث ہونے والا ہے، اس کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا ہے، تم لوگ بارش اور خوش حالی کیلئے دعا کیوں نہیں مانگتے لہٰذا تم ایسے شخص کو مخصوص کرو جو حسب ونسب میں بہتر اور جسامت میں عظیم، رنگ میں صاف وسفید اور جلد میں نازک ولطیف ہو، اس کی پلکیں دراز وکثیر اور رخسار شاداب وحسین ہوں اور اس کی ناک ستواں ہوئی درمیان سے مرتفع ہو، اسے وہ فخر حاصل ہے کہ اس پر لوگوں کی حاجتیں موقوف ہیں۔ اس قحط اور خشک سالی سے نجات کا یہ طریقہ ہے کہ مذکورہ علامات کا حامل شخص اس کے بیٹے، پوتے دعاؤں کیلئے مخصوص ہو جائیں اور تمام قبائل عرب سے ایک ایک فرد ان کے ساتھ آ کر شریک ہو اور تمام افراد پانی سے غسل کریں، خوشبو ملیں، رکن کعبہ کو بوسہ دیں، سات مرتبہ طواف کعبہ کریں پھر سب لوگ جبل ابوقبیس پر چڑھیں۔ بعد ازاں وہ مذکورہ علامات کا

حامل شخص اللہ تعالیٰ سے بارش کیلئے التجاء و دعا کرے، باقی تمام لوگ آمین کہیں، اس کے بعد تم لوگوں کو حسب ضرورت سیراب کیا جائے گا۔''

میں بیدار ہوئی تو صبح تھی اور میرا دل خوف زدہ اور اندام لرزاں، دماغ چکرا رہا تھا، میں نے اپنے خواب کا ذکر کیا اور مکی خانوادوں میں آئی، ہر شخص نے یہی کہا کہ جو علامات تم بیان کر رہی ہو وہ سردار عبدالمطلب کے سوا کسی میں نہیں، تو اہل قریش اور دیگر قبیلوں میں سے ایک ایک فرد بہ طور نمائندہ مجتمع ہو کر حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں آئے، غسل کیے خوشبو لگائیں، استلام کے بعد طواف کیا پھر جبل ابوالقبیس پر آئے، حضرت عبدالمطلب پہاڑ کی چوٹی پر پہلو میں کمسن پوتے یعنی رسول اللہ ﷺ کو لے کر کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت عبدالمطلب نے ان الفاظ میں دعا کیلئے لب کشائی کی:

اللهم سادالخلة و کاشف الکربة انت عالم-غير معلم و مسئول غير مبخل و هذه عبد اؤک و اماؤک بعذرات حرمک يشکون اليک سنتهم اذهبت الخف و الظلف اللهم فا مطرن غيثا مغدقا و مريعا

ترجمہ: ''اے ہمارے خدا! ہماری حاجت کو پورا فرمانے والے اور ہمیں غموں سے نجات دینے والے! تجھے بلا بتائے سب خبر ہے اور سب تجھ سے سوالی ہیں، عطا نہ فرمانا تیری عادت نہیں ہے تیرے قرم میں تیرے بندے حاضر ہیں، خشک سالی کی وجہ سے ہمارے مویشی اور زمین تباہ حال ہے، اے معبود برحق! ہم پر اپنی بارش فرما جو ہر طرف سرسبزہ کر دے۔''

دعا کے بعد وہ ابھی لوٹے بھی نہیں تھے کہ آسمان ابر آلود ہوا، بارش ہونے لگی اور پوری وادی اور نالے بھر گئے۔ میں نے دو بوڑھے قریشیوں کو کہتے سنا: ''اے عبدالمطلب! اے ابوالبطحا! یہ استجاب مبارک ہو کیونکہ اس کے سبب اہل بطحا میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔'' اس موقع پر رقیقہ نے حسب ذیل اشعار کہے:

بشيبة الحمد اسقى الله بلدتنا لما فقدنا الحياء و اجلو ذالمطر
فجاء بالماء جونی له سيل سحا فعاشت به الانعام والشجر
منا من الله بالميمون طائره و خير من بشرت يوما به مضر
مبارک الامر يستسقى الغمام به ما فی الا نام له عدل ولا حظر

ترجمہ: ''یعنی شیبۃ الحمد عبدالمطلب کے وسیلے سے اللہ نے ہمارے شہروں کو پانی بخشا جبکہ ہماری زندگیاں خشک سالی کے سبب تنگی میں تھیں۔ تو موسلا دھار بارش ہوئی جس سے دریا اور نالے بھر گئے، چوپائے اور درخت زندہ ہو گئے۔ ہم سب کی سیرابی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے یہ اس کے وسیلے سے ہے جس کا نصیبہ برکت والا ہے اور وہ اس سے بہتر ہے جس کی بشارت ایک دن مضر نے دی تھی۔ بابرکت ہے وہ نام جس کے وسیلے سے بادل کے ذریعہ پانی مانگا گیا وہ ایسی ذات ہے جس کی ہمسر اور تمام مرتبہ ذات لوگوں میں کوئی نہیں۔''

﴿ابن سعد، ابن ابی الدنیا، بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ اپنے دادا کی مدد کرتے تھے:

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کندیر بن سعید رضی اللہ عنہ کی سند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں زیارتِ بیت اللہ کو میرا جانا ہوا میں نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا جو یہ پڑھ رہا تھا:

رد الی راکبی محمدا
یا رب ردہ و اصطنع عندی یدا

ترجمہ: ''اے میرے رب! مجھ پرسوار کرنے والے محمد کو مجھے لوٹا دے، اے میرے رب! اسے پلٹا دے اور میرے ہاتھ مضبوط کردے۔''

میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے جو مناجات کررہا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ حضرت عبدالمطلب ہیں۔ انہوں نے اپنے فرزند (محمد ﷺ) کو تلاش شتر کیلئے بھیجا ہے اور وہ عبدالمطلب کے جس کام کی انجام دہی کیلئے جاتے ہیں اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس وقت ان کو واپسی میں کچھ دیر ہوگئی ہے جس کی وجہ سے وہ دعا کررہے ہیں۔ اس بات کو زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ نبی کریم ﷺ اونٹ لے کر آگئے۔

﴿تاریخ بخاری، ابن سعد، ابو یعلیٰ، طبرانی، ابن عدی، حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (میرے جدامجد) حیدہ نے عہد جاہلیت میں عمرہ کیا۔ انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو طواف کے دوران یہ دعا کرتے سنا:

رد الی راکبی محمدا
یا رب ردہ و اصطنع عندی یدا

میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ سردارِ قریش حضرت عبدالمطلب ہیں۔ ان کے بہت سے اونٹ ہیں جب ان میں سے کوئی گم ہو جاتا ہے تو اپنے بیٹے کو بازیابی کیلئے بھیجتے ہیں اور جب بیٹے تلاش میں ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر اپنے پوتے کو روانہ کرتے ہیں۔ اس وقت انہوں نے اپنے پوتے کو روانہ کیا ہوا ہے کیونکہ ان کے بیٹے اونٹ کی تلاش میں ناکام ہو چکے تھے۔ اس گفتگو کو کچھ زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ نبی کریم ﷺ اونٹ کو لے کر آگئے۔

﴿بیہقی، ابن عدی﴾

حضرت عبدالمطلب مقام نبی ﷺ سے واقف تھے:

عبداللہ بن عباس بن معبد رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ان کے بعض گھر والوں نے حدیث بیان کی کہ حضرت عبدالمطلب کیلئے سایہ خانہ کعبہ میں مسند لگائی جاتی اور مسند پر کوئی بھی ان کی اولاد میں سے نہ بیٹھتا مگر جب نبی کریم ﷺ تشریف لاتے تو آپ اسی مسند پر بیٹھ جاتے، کوئی چچا جب یہ دیکھ لیتا اور نبی کریم ﷺ مسند ہٹنے کیلئے کہتا تو پھر حضرت عبدالمطلب فرماتے: ''میرے بیٹے سے کچھ نہ کہو۔'' پھر آپ ﷺ کی پشت پر شفقت اور پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے فرماتے: ''بلاشک میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے۔''

جب حضرت عبدالمطلب کی وفات ہوئی تو نبی کریم ﷺ آٹھ سال کے تھے۔ حضرت عبدالمطلب نے وفات سے پہلے نبی کریم ﷺ کیلئے ابوطالب کو وصیت کر دی تھی۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی کے مانند روایت کی۔ البتہ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ

''میرے بیٹے کو چھوڑ دو کہ وہ مسند پر بیٹھا رہ، وہ اپنی ذات کے بارے میں شعور اور معرفت رکھتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسے مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے گا کہ نہ اس سے پہلے کوئی پہنچا نہ بعد میں پہنچ سکے گا۔''

﴿ابونعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ اور حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسند حضرت عبدالمطلب پر بیٹھ جایا کرتے، کوئی چچا آتا اور آپ ﷺ سے ہٹ جانے کو کہتا۔ تو حضرت عبدالمطلب فرماتے: ''میرے بیٹے کو کچھ نہ کہو کیونکہ اس میں شاہانہ صفات ہیں۔''

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

بنی مدلج نے حضرت عبدالمطلب سے کہا: ''آپ محمد (ﷺ) کی حفاظت کیجئے کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم کے مشابہ (جو مقام ابراہیم میں ہے۔) کسی کا قدم نہیں دیکھا مگر حضرت محمد ﷺ کا نشان قدم اس سے بہت مشابہ ہے۔'' حضرت عبدالمطلب نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''اے کنیز! اس فرزند سے بے پروانہ ہونا، اس لیے اہل کتاب میرے اس بیٹے کو نبی بتاتے ہیں۔''

مشائخ واقدی سے روایت ہے کہ ہم ایک روز حجر اسود کے قریب حضرت عبدالمطلب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور نجران کا پادری جو ان کا دوست تھا، ان سے باتیں کر رہا تھا کہ ہم ایک نبی کی خبر پاتے ہیں، جو بنی اسماعیل سے ہوگا یہ شہر مکہ اس کی ولادت گاہ ہے اور اس کی یہ علامات ہیں۔ اتفاقاً اسی وقت نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ پادری نے آنکھوں، پشت اقدس اور قدم شریف کو بغور دیکھا اور کہنے لگا وہ نبی یہی ہیں۔ اس نے پوچھا: آپ کا ان سے کیا رشتہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا:

''یہ میرا فرزند ہے۔'' پادری نے کہا: ''نہیں! ان کے بارے میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس نبی کے والد حیات نہ رہیں گے۔'' حضرت عبدالمطلب نے کہا:

''دراصل یہ میرا پوتا ہے اور اس کے باپ نے اس وقت وفات پائی جبکہ یہ حمل میں تھے۔''

پادری نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی حفاظت کیلئے ہدایت فرمائی۔

﴿ابونعیم﴾

سیف بن ذی یزن کا اوصاف نبی بتانا:

عفیر بن زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت ہے کہ جب سیف بن ذی یزن کا تسلط حبشہ پر ہوا۔ (یہ

واقعہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد ہوا تھا۔) تو عرب کے وفود اسے مبارکباد دینے آئے جن میں قریش کے وفد کے سربراہ حضرت عبدالمطلب بھی تھے، ان سے سیف نے کہا:

''اے عبدالمطلب! میں اسرار علمی کی ایک بات تم سے بیان کرتا ہوں اس کا ایک تعلق تم سے بھی ہے جو اس کے وجود کا تعلق ہے مگر میرا بیان اس شرط پر ہوگا کہ آپ اسے بدون حکم خداوندی کسی پر ہرگز ظاہر نہ کریں گے۔ اس میں کچھ لوگوں کیلئے خیر اور کچھ کیلئے خطرہ ہے۔ اس میں دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات ہے اور جس کے اثرات کا دائرہ وسیع ہے۔''

حضرت عبدالمطلب نے پوچھا: ''ایسی کون سی بات ہے؟'' سیف نے کہا: ''اس زمانہ میں تہامہ کی سرزمین پر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک دائرہ ہے، اس فرزند جلیل کو شرف امانت و ہدایت حاصل ہے اور تم سب اور ساری نوع انسانی کیلئے اس کی پیشوائی اور ہدایات قیامت تک کیلئے مخصوص ہے۔ اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا یہی وہ زمانہ ہے جس میں اس کو پیدا کو ہونا ہے، یا وہ پیدا ہو چکا ہے، نام اس کا محمد ﷺ ہے۔

اس کے والدین فوت ہو جائیں گے اور اس کے دادا اور اس کے چچا کفالت کریں گے، اس کا حکم غالب ہو کر رہے گا اور ہم میں سے اس کیلئے مددگار پیدا ہوں گے۔ اس کے ذریعہ دشمن دوست بنیں گے اور سچائی کے مخالفوں کو ذلیل و خوار کریں گے، ہلاکت کے گہرے غاروں سے لوٹ کر لوگ سلامتی کی راہ پر گامزن ہوں گے، ان کیلئے مادی وسائل فراہم کرنا آسان ہوگا، وہ زمین کے خزانوں سے اپنے ارادہ کی قوت باہر نکالیں گے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور طاغوت کی قوت اور سرکشی کو توڑ دیں گے۔

آتش کدے سرد اور بتکدے تباہ ہوں گے، اس کے عدل و انصاف گستری کا انعام خویش و بیگانہ سب کو پانی، ہوا اور سورج کی شعاع کی طرح یکساں ملے گا۔ اے عبدالمطلب! تم اس کے دادا ہو، یہ بات جھوٹ نہیں ہے، تو اے خوش قسمت بوڑھے سردار! اور پاسبانِ حرم! تو کیا تم نے سمجھ لیا جو میں کہہ رہا تھا۔''

انہوں نے کہا: ''ہاں اے واقف حال بادشاہ! میں نے اپنے محبوب ترین فرزند کا نکاح ایک شریف خاندان، شریف خصلت زہری خاتون سے کیا ہے جس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد ﷺ رکھا گیا۔ بچے کے والدین وفات پا گئے، لہٰذا میں اور اس کا چچا اب اس کے کفیل ہیں۔'' سیف نے کہا: ''میری باتوں کو یاد رکھنا، بچے کو یہودیوں سے محفوظ رکھنا کیونکہ وہ اس کے دشمن ہیں، اگرچہ ان کی رسائی بچے تک نہیں ہوگی۔ بیشک میرے زمانہ اقتدار میں وہ مبعوث ہو جاتے ہیں تو میں سوار اور پیادوں سے ان کی مدد کرتا۔''

﴿بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جو مندرجہ بالا حدیث ہی کے مطابق ہے۔

﴿ابونعیم، خرائطی، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میری قوم کے بزرگوں نے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب کی حیات میں ہم اپنے علاقہ سے عمرہ کیلئے روانہ ہوئے۔ تیماء کا ایک یہودی

بغرض کاروبار تجارت ہمارے ساتھ ہو گیا۔ مکہ پہنچ کر اس نے حضرت عبدالمطلب کو دیکھا تو اس نے کہا کتب سماوی میں ہے کہ اس شخص سے ایک نبی پیدا ہوگا جو ہماری قوم کو عاد کی طرح قتل کرے گا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کاہن مکہ آیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو حضرت عبدالمطلب کے ہمراہ دیکھ کر کہا: ''اے قریش! اس بچہ کو مار ڈالو، یہ تمہارے طریقوں کو ختم کرے گا اور تمہاری مزاحمت بے سود اور بے نتیجہ رہے گی۔''

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ ابوطالب کی کفالت میں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کے بچے عام بچوں کی طرح گندے منہ اور آنکھوں کے ساتھ سو کر اٹھتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاف اور ستھرے، ابوطالب سب کے سامنے کھانا لاتے تو وہ بے صبری اور حرص اور طلب زیادتی کا مظاہرہ جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے کرنے لگتے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پروقار طریقہ پر خاموش بیٹھے رہتے۔ ابوطالب نے یہ صورتحال دیکھ کر ان سے علیحدہ آپ (ﷺ) کا انتظام کر دیا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب اور ان کے دوسرے اہل خانہ جب نبی کریم ﷺ کے ساتھ دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے تو شکم سیری اور لطف محسوس کرتے۔ اتفاقاً کھانے کے وقت نبی کریم ﷺ موجود نہ ہوتے تو ابوطالب گھر والوں سے کہتے: ''ٹھہر جاؤ! محمد (ﷺ) کے آجانے کے بعد شروع کریں گے۔ اگر غذا میں دودھ ہوتا تو پھر ابوطالب شیر نوشی کی ترتیب اس طرح رکھتے کہ پہلے نبی کریم ﷺ کو پلاتے پھر دوسرے گھر والوں کو اور بعد میں خود لیتے، اکثر کہا کرتے میرا یہ بیٹا بڑی برکت والا ہے۔''

﴿ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کی ہو، صبح کو اٹھ کر تھوڑا آب زمزم پی لیتے اور صبح کو ناشتے میں کچھ نہ لیتے۔

﴿ابونعیم، واقدی﴾

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کو دوسری سند سے ''طبقات'' میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے بچپن اور بڑھاپے میں کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت نہ کی۔)

ابن قطبیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کیلئے بڑا تکیہ بنایا جاتا تھا اور وہ حسب عادت اس پر ٹیک لگا لیتے تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور تکیہ کو کھول کر بچھا دیا اور اس پر دراز ہو گئے، کچھ دیر بعد ابوطالب آئے اور دیکھ کر کہنے لگے: ''حل حجا کی قسم! میرا یہ بھتیجا ذوقِ نعمت رکھتا ہے۔''

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی ایک اثر عمرو بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت کیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابو طالب اہل مکہ کیلئے کھانا تیار کرا رہے تھے اور ضروری سامان کے پاس بیٹھے تھے، جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو آتے دیکھا تو کچھ چیز پہلو کے نیچے کر لی، مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم چچا کے اس اخفاء کو سمجھ لیا۔ ابو طالب نے کہا میرا یہ بھتیجا بذریعہ کرامت معلوم کر لیتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

نبی کریم ﷺ کا سفر شام اور بحیرا راہب کی پیشین گوئی اور چچا کو مشورہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب ابو طالب نبی کریم ﷺ اور قریش کے چند دوسرے بوڑھے افراد کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اور ایک مقام پر پڑاؤ کیا، اس پڑاؤ پر ایک راہب آیا حالانکہ اس سے قبل ان کے پاس کبھی کوئی راہب ملنے نہیں آیا تھا۔

یہاں پہنچ کر راہب کی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں، پھر یکبارگی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ یہ فرزند! سارے جہانوں کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ یہ سن کر قریش کے بڑے بوڑھوں نے کہا کہ تم کو یہ سب کس طرح معلوم ہوا؟ راہب نے کہا کہ تمہاری جماعت جب گھاٹی سے نمودار ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس فرزند کے سامنے ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں گر جاتا تھا اور یہ نبی کے سوا کسی غیر نبی کو سجدہ نہیں کرتے، میں نے ان کو شناخت اس طرح کیا کہ ان کے شانوں کے نچلے حصہ میں سیب کی طرح مہر نبوت ہے۔ راہب نے اس جماعت کیلئے کھانے کا بندوبست کیا اور نبی کریم ﷺ پر بادلوں کا سایہ کرنا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ قریش کے قیام کے دوران بحیرا لایا رتا کید کرتا رہا کہ اس بچے کو روم نہ لے جاؤ کیونکہ ان مخصوص علامات کو دیکھ کر وہاں کے لوگ پہچان لیں گے اور اندیشہ ہے کہ قتل نہ کر دیں۔ حسن اتفاق سے نو رومی اشخاص نمودار ہوئے۔ بحیرا جا کر ان سے ملا اور مقصد سفر دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا:

"ہم اس نبی کی تلاش میں آئے ہیں جو عنقریب مبعوث ہوا چاہتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس کے ظہور سے پہلے قتل کر دیا جائے۔"

بحیرا نے ان سے کہا: "تم نے کبھی سنا یا دیکھا ہے کہ حکم خداوندی اور ارادۂ باری کو ٹالنے اور روکنے کی کوشش کسی نے کی ہوا اور وہ کامیاب ہوا ہو؟" انہوں نے جواب دیا: "سنا نہ دیکھا۔"

راہب نے مشورہ دیا: "تم کو چاہیے کہ اس نبی کی اطاعت کرو اور اس کے کاموں میں شریک بن جاؤ۔" بحیرا راہب اس کے بعد قریشیوں کے پاس آیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں ان (محمد ﷺ) کا اصل والی کون ہے؟ لوگوں نے ابو طالب کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہیں ان کے والی! بحیرا نے حضرت ابو طالب

کو نزاکت حال سے آگاہ کیا اور ان نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حضور کے ہمراہ جانے پر آمادہ کرلیا، روانگی کے وقت زیتون کے کاک بطور توشہ ساتھ کر دیئے۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اہل مغازی کے نزدیک بہت مشہور ہے۔)

﴿بیہقی، ابونعیم، خرائطہ، الہوائف﴾

فائدہ:

مصنف کتاب، علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس واقعہ کے متعدد شواہد ہیں، جن کو آگے بیان کروں گا اور جو اس کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس قول کی بنا پر ضعیف کہا کہ ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بھیج دیا۔'' وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت تک نہ تو متاہل تھے اور نہ ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا تھا اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں فرمایا: اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی منکر بھی نہیں ہے۔ بجز اس فقرے کے، تو اس فقرے کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ یہ خلط الفاظ کا نتیجہ ہے۔ گویا ہم سند دوسری حدیث کے الفاظ اس حدیث سے مخلوط ہو گئے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب قافلہ کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ دوران سفر بصری پر پڑاؤ کیا وہاں بحیرا راہب اپنی خانقاہ میں مقیم تھا۔ اس کی علمائے نصاریٰ میں بڑی قدر تھی۔ اس خانقاہ کی موروثی الہامی کتاب راہبوں کے سردار کے پاس منصبی اعتبار سے پشت سے چلی آرہی تھی۔

بحیرا بھی اس کا عالم تھا۔ عرب اور قریشی قافلے اسی منزل پر ٹھہرتے اور گزرتے رہتے مگر راہب قطعی طور پر التفات نہ کرتا۔ اس مرتبہ قافلے کے ٹھہراؤ کے بعد اس نے مہمانی کیلئے کھانے تیار کرائے۔ اس نے اپنے صومعہ سے دیکھا کہ قافلہ پر سفید ابر سایہ فگن ہے۔

پھر یہ قافلہ اور نزدیک پہنچ کر ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوا تو دیکھا کہ وہ سفید ابر درخت کے اوپر سایہ کر رہا ہے اور درخت کی شاخیں نبی کریم ﷺ پر جھکی ہوئی ہیں جب بحیرا نے یہ منظر دیکھا تو وہ خانقاہ کی چھت سے اترا اور کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور کہلوایا:

''اے گروہِ شعب قریش! میری خواہش ہے کہ آپ تمام حضرات میری مہمانی میں کھانا کھائیں۔'' قریشیوں میں سے کسی ایک نے کہا: ''بحیرا سے کہو آپ نے آج خلافِ عادت نوازش فرمائی اور پورے قافلہ کو دعوتِ طعام نہ دی ہے۔ بحیرا نے جواب میں دوبارہ کہلایا، آپ لوگوں نے صحیح کہا، مگر یہ پیشکش پرخلوص ہے اور آپ کے احترام میں ہے'' چنانچہ معزز بحیرا جو کہ علم و فضل، وعبادت و زہد اور بصری کے مشہور خانقاہ کا متولی ہونے کی وجہ سے احترام رکھتا تھا، قرشی مسافر اس کی دعوت کیسے مسترد کر سکتے تھے، وہ سب خانقاہ جانے لگے اور محمد ﷺ کو قیام گاہ پر حفاظت سامان کے خیال سے چھوڑ گئے۔

بحیرا نے سب مہمانوں پر نظر ڈالی مگر وہ علامات نہ دیکھیں، تب اس نے کہا: ''اے محترم قریشی

مہمانو! میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ سب لوگ تشریف لائے ہوں گے اور مجھے سب کی مہمانی کا شرف مل رہا ہے؟" مہمانوں میں سے ایک نے کہا: "ہم اپنی عزت افزائی کیلئے شکرگزار ہیں، ہم سب حاضر ہیں، بجز ایک لڑکے کے اور اس کو مستقر پر سامان کے پاس چھوڑ دیا ہے۔"

بحیرا نے کہا یہ تو میری خواہش کے خلاف ہے۔ بحیرا کے اس پر خلوص التفات کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا: "قسم لات وعزیٰ کی! ہمارے لیے غیرت وشرم کی بات ہے کہ ہم سے محترم میزبان کو بار بار کہنے کی ضرورت پڑے۔" اب ہم میں سے کسی کو مستقر پر جا کر محمد ﷺ کو اس دعوت میں لے آنا چاہیے۔

راوی کا بیان ہے وہ شخص اٹھا اور جا کر نبی کریم ﷺ کو لے آیا۔ بحیرا حضور نبی کریم ﷺ کو بغور دیکھتا رہا۔ حتی کہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔ بحیرا نے حکمت عملی سے نبی کریم ﷺ کو ساتھیوں سے تھوڑا الگ لے جا کر عرض کیا: "اے فرزند ارجمند! میں آپ ﷺ کو لات وعزیٰ کی قسم دے کر چند باتیں پوچھتا ہوں، آپ مجھے ان کا جواب دیں۔"

بحیرا نے بتوں کا نام لے لیا تھا کہ قریش ان کی پرستش کرتے تھے مگر بتوں کا نام نبی کریم ﷺ کو بہت ہی ناگوار گزرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے گفتگو میں بتوں کا نام نہ لیجئے، میں ان سے نفرت کرتا ہوں اور میں بت پرستی سے بیزار ہوں۔ بحیرا نے کہا:

"میں خدا کو درمیان میں لا کر کہتا ہوں کہ آپ میرے سوالات کا جواب دیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! آپ کی امید پوری ہوگی۔" چنانچہ خانقاہ بصریٰ کا یہ عابد و عالم آپ کی عام حالت، بیداریِ اور خواب، آپ کے خیالات اور وجدانیات کے بارے میں پوچھتا اور جواب پاتا رہا پھر اس نے پشت پر مہر نبوت کو دیکھا اور ملاقات کا یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔

راوی ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد بحیرا راہب، ابوطالب کے پاس آیا اور پوچھا کہ: "کیا یہ تمہارا لڑکا ہے؟" ابوطالب نے جواب دیا: "جی ہاں۔" بحیرا نے کہا: "میرا خیال تو یہ ہے کہ ان کے والد فوت ہو چکے ہیں۔" ابوطالب نے کہا: "یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔"

بحیرا نے پوچھا کہ "وہ کہاں ہیں؟" ابوطالب نے جواب دیا: "وہ لڑکے کی ولادت سے کچھ پہلے ہی فوت ہو چکے۔" اب بحیرا نے کہا: ہاں! یہ درست ہے پھر اس نے ابوطالب سے کہا تم اپنے اس بھتیجے کو وطن واپس لے جاؤ اور یہودیوں کے شر سے بچاؤ، وہ اس کو مخصوص علامات سے شناخت کر سکتے ہیں اور یہ بات خطرے کی وجہ بن سکتی ہے۔ اسکے بعد ابوطالب نے جلد جلد معاملات اور ضروریات سفر کو نمٹایا اور مکہ لوٹ آئے۔ واپس آ کر تمام واقعات سفر، بحیرا کے مشورے اور یہود کے تجسس وتلاش وغیرہ کے تمام بیتے حالات پر غور کیا، ایک ایک کر کے تمام باتیں آپ کو یاد آئیں اور اس تاثیر کے تحت ابوطالب نے یہ چند محبت بھرے اشعار نعت میں کہے:

فما راجعوا حتى رأوا من محمد　　احاديث تجلو غم كل فواد

حتى رأو احبار كل مدينة　　سجودا له من عصبة و فراد

زبیرا و تماما و قد کان شاھدا دریسا و ھموا کلھم بفساد
فقال لھم قولاً بحیرا و ایقنوا لہ بعد تکذیب و طول بعاد
کما قال للرھط الذین تھو دوا و جاھد ھم فی اللہ کل جھاد
فقال و لھم یترک لہ النصح ردہ فان لہ ارصاد کل مصاد
فانی اخاف الحاسدین و انہ لفی الکتب مکتوب بکل مداد

ترجمہ: ''وہ یہود اس وقت تک نہ لوٹے جب تک کہ انہوں نے محمد ﷺ میں وہ باتیں نہ دیکھ لیں جن سے دلوں کا غم غلط ہوتا ہے۔ انہوں نے یہاں تک دیکھا کہ ہر شہر کے اہل علم جمع ہو کر اور فرداً فرداً ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ زبیر اور تمام لوگ جوان کے ساتھ تھے دریس وغیرہ ان سب نے برائی کا قصد کیا۔ بحیرا نے ان سے ایک بات کہی جس کی تکذیب اور طویل بحث کے بعد انہوں نے ان کو تسلیم کر لیا۔ جس طرح بحیرا نے یہودیوں سے پرزور گفتگو کی اور بحیرا نے اللہ تعالیٰ کیلئے ان کے ساتھ جدوجہد کی کہ اس کا حق ادا کر دیا۔ تو بحیرا نے آپ کی خیر خواہی میں سب ہی کچھ کہا اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا کیونکہ ہر گھات میں ان کیلئے خطرہ ہی خطرہ تھا۔ بحیرا نے کہا میں حاسدوں سے ڈرتا ہوں، کیونکہ آپ کی (علامات اور) رفعت شان کتب آسمانی میں درج ہے۔''

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بحیرا مرتاض نبی کریم ﷺ کی سرخی چشم کے باعث بار بار چہرۂ مبارک کی طرف۔۔ دیکھتا رہا پھر اس نے قریش سے پوچھا آپ کی آنکھیں ہمیشہ سرخ رہتی ہیں یا کبھی ٹھیک ہو جاتی ہیں؟ ابوطالب نے جواب دیا: یہ پیدائشی حالت ہے کوئی آشوب یا مرض کی علامت نہیں ہے۔ بحیرا راہب نے نیند کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل بیدار رہتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب، چند قریشیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے نبی کریم ﷺ بچے تھے اور آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے لیا، گرمیوں کی تپتی دوپہر میں بصریٰ کے مقام پر پہنچنے ہی والے تھے کہ خانقاہ کی چھت پر سے بحیرا کی نظروں نے بہ عجوبہ دیکھا کہ ایک چھوٹا سا قافلہ آگے بڑھ رہا ہے اور ان مین سے ایک فرد پر بادل سایہ کیے ہوئے ہے، تو بحیران نے کھانا بنوایا اور مسافرانِ نوارد کو خانقاہ کے دسترخوان پر بلایا جب نبی کریم ﷺ صومعہ میں داخل ہوئے تو وہ منور ہو گیا۔ بحیرا نے کہا یہی وہ نبی مذکور ہیں جن کی تمام دنیا کیلئے عرب سے عنقریب بعثت ہوگی۔

﴿ابونعیم﴾

عبداللہ بن محمد بن عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب شام کی طرف روانہ ہوئے، نبی کریم ﷺ ان کے ہمراہ تھے۔

پھر وہ ایک دَیر کے قریب اترے، دَیر کے راہب نے پوچھا: ''اے اجنبی عرب مسافر! یہ بچہ تمہارا ہے؟'' ابوطالب نے جواب دیا: ''اے راہب اعظم! یہ میرا بیٹا ہے۔'' راہب نے کہا: ''اے عرب مسافر! یہ تمہارا بیٹا نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ بات انہونی اور بعید از قیاس ہے کہ اس کا باپ ہنوز زندہ ہو۔''

بحیرہ راہب، واقف اسرار تھا، کہنے لگا: ''یہ چہرہ ایک نبی کا چہرہ اور یہ آنکھ ایک نبی کی آنکھ ہے۔'' ابوطالب نے پھر سوال کیا: ''نبی کون ہوتا ہے؟'' راہب نے جواب دیا: ''نبی وہ ہوتا ہے جس کی آسمان سے رہنمائی ہوتی ہے، فرشتہ ہدایت لے کر پہنچتا ہے اور وہ اس ہدایت کو انسانوں تک پہنچاتا ہے۔

ابوطالب نے کہا: ''خدا ہی برتر ہے، تم کیسی باتیں کرتے ہو؟'' آخر میں راہب نے متنبہ کیا کہ لڑکے کو یہودیوں کے شر سے بچانا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی نے بیان کیا۔ اس کے بعد وہ ایک اور راہب کی خانقاہ پر اترے اس کا پہلا سوال یہی تھا: ''یہ بچہ کس کا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ راہب نے کہا: ''نہیں! یہ تمہارا بیٹا نہیں ہوسکتا، یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس کا باپ زندہ ہو؟''

ابوطالب نے پوچھا: یہ کس لیے ہے؟ راہب نے جواب دیا اس لیے کہ اس کا چہرہ نبی کا چہرہ اور اس کی آنکھ نبی کی آنکھ ہے۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ ہی برتر ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ پھر ابوطالب نے حضور نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا: ''اے میرے بھتیجے! تم سن رہے ہو؟ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟'' نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: ''اے چچا انکار نہ کیجئے اللہ کی بڑی قدرت ہے۔''

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

سعید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک راہب نے ابوطالب سے کہا: اپنے بھتیجے کو آگے نہ لے جائیے کیونکہ یہودی جس امت سے دشمنی رکھتے ہیں، یہ اسی امت کا نبی ہے اور چونکہ یہ بنی اسرائیل سے نہیں ہے، اس لیے یہود اس کے ساتھ شدید تعصب سے پیش آئیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

ابی مجاز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوطالب نے شام کا سفر کیا اور نبی کریم ﷺ کو ہمراہ لے لیا تو وہ ایک منزل پر قیام کیلئے اترے، وہاں ایک راہب ان کے پاس آیا اور کہا تمہارے اندر کوئی برگزیدہ ہستی ہے۔ پھر کہا اس بچے کا ولی کون ہے؟ ابوطالب نے کہا: میں، موجود ہوں۔ اس نے کہا اس بچے کی حفاظت کیجئے اور اسے شام نہ لے جائیے چونکہ یہود حسد کرتے ہیں اور میں ان سے خوف زدہ ہوں تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو واپس بھیج دیا۔

﴿ابن عساکر، ابن سعد﴾

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ضعیف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سال کی عمر سے رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عمر بیس سال تھی۔

دونوں حضرات بہ غرض تجارت شام کیلئے سفر پر روانہ ہوئے، سفر کے دوران ایک منزل پر بیری کے درخت کے سائے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بحیرا راہب کے پاس چلے گئے۔ بحیرا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: 'درخت کے سایہ میں کون شخص بیٹھا ہے؟'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''وہ حضرت محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب (ﷺ) ہیں۔''

اس نے کہا: ''یقیناً وہ نبی ہوں گے اور اس درخت کے سائے میں حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے بعد بجز اس حضرت محمد ﷺ کے کوئی نہ بیٹھا۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں فرمایا اگر یہ تاثر صحیح ہے تو پھر یہ دوسرا سفر ہوا، ابوطالب کے سفرِ شام کے بعد۔

نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے ابوطالب کا بارش کی دعا مانگنا:

جلہمہ بن عرفطہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو اہل مکہ شدید قحط میں مبتلا تھے۔
ایک روز قریش نے مجاورِ حرم ابوطالب سے کہا: ''وادیاں خشک ہوگئیں اور لوگ بھوک سے مر رہے ہیں، آؤ چلو بارش کیلئے دعا کریں۔'' چنانچہ ابوطالب نے اپنے ساتھ ایک بچے کو لے کر روانہ ہوئے۔ مطلع صاف اور آفتاب روشن تھا۔ ابوطالب نے بچے کا ہاتھ تھاما اور اس کی پشت خانہ کعبہ سے ملا دی اور اپنی انگلیوں سے بچہ کو تھام لیا۔ دفعتہً افق سے بادل اٹھے اور برسنے لگے، اتنی موسلادھار بارش ہوئی کہ وادی اور نالے بھر گئے۔ اس موقع پر ابوطالب نے آپ کی ثناء میں حسب ذیل اشعار کہے:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للا رامل
یلو ذبه الهلاک من ال هاشم
فهم عنده فی نعمة و فواضل

ترجمہ: ''آپ ﷺ ایسے حسین وجمیل ہیں کہ بادل آپ کے چہرۂ انور سے پانی مانگتا ہے اور آپ یتیموں اور بیواؤں کے پناہ گاہ ہیں۔ ہلاک ہونے والے ہاشمیوں کی اولاد آپ کے دامن میں پناہ کی تلاش کرتی ہے تو وہ لوگ آپ ﷺ کے دامن میں نعمتوں اور برکتوں سے مستفید ہیں۔''

﴿ تاریخ ابن عساکر

نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر ابوطالب کے پاس سے یہودی فرار:

ابن عون عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ یہودی ابوطالب کے پاس سامان خرید

آئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کم سنی میں اپنے چچا کے پاس آگئے جب یہود کی نظر آپ ﷺ پر پڑی تو وہ خریداری چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

ابو طالب نے تعاقب میں ایک شخص کو روانہ کیا اور کہا جب ان تک پہنچ جاؤ تو تالی بجا کر کہنا۔ ہم نے تمہارے طرزِ عمل میں عجیب بات دیکھی، پھر سننا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ شخص گیا اور ایسا ہی کیا۔

یہود نے جواب دیا: ہم نے جو کچھ دیکھا وہ اس سے کہیں زیادہ عجیب ہے۔ اس نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ یہود نے کہا ہم نے محمد ﷺ کو چلتے پھرتے دیکھ لیا۔

﴿ابو نعیم﴾

ابولہب کے دل میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے کینہ پیدا ہونے کی ابتداء:

ابو الزناد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابو طالب اور ابولہب کے درمیان کشتی ہوئی تو ابولہب نے ابو طالب کو پچھاڑ دیا اور ان کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے ابولہب کی زلفوں کو پکڑ کر کھینچا۔ ابولہب نے کہا: اے لڑکے! ہم دونوں تمہارے چچا ہیں پھر تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ آپ نے جواب دیا: اس لیے کہ میں ان سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابو طالب کی وفات:

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عبدالمطلب کے بیٹوں کو بلایا اور کہا: تم لوگ ہمیشہ خیر و برکت میں رہو گے جب تک حضرت محمد ﷺ کی بات سنو گے اور ان کے حکم کی پیروی کرو گے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو طالب کے بارے میں اقوال:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ابو طالب کو کچھ نفع پہنچایا ہے؟ کیونکہ انہوں نے ہمیشہ آپ کی مدافعت کی اور آپ کو ان کی حمایت اور تعاون حاصل رہا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب سے ہر خیر اور کرم کی امید رکھتا ہوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بے شک میرے دل میں ابو طالب کیلئے خیر خواہی ہے اور جب تک

مجھے روکا نہ گیا، میں ان کے لیے استغفار کروں گا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن اپنے ماں، باپ، چچا ابوطالب اور اپنے بھائی جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے شفاعت کروں گا۔

(تمام کی اس روایت کی سند میں ولید بن سلمہ ہے جو منکر الحدیث ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ان لوگوں کیلئے استغفار کی ہے یعنی اپنے والدین، ابوطالب اور رضاعی بھائی۔ امید ہے یہ لوگ پریشان حال نہ ہوں گے۔

(خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سند ضعیف اور ساقط بتایا ہے۔)

﴿خطیب، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کو ابوطالب کیلئے استغفار کی ممانعت:

حسن بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قبر ابوطالب پر گئے تاکہ ان کیلئے استغفار کریں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

﴿سورہ التوبہ﴾

ترجمہ: ''نبی (ﷺ) اور ایمان والوں کو یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کی بخشش چاہیں۔''

ابوطالب کا کفر کی حالت میں مرنا نبی کریم ﷺ پر بہت شاق گزرا، تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

﴿سورہ القصص﴾

ترجمہ: ''آپ ﷺ جس کو چاہیں (یعنی ابوطالب وغیرہ کو) اسے راہِ ہدایت پر نہیں لا سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، راہِ ہدایت پر لے آتا ہے۔''

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب فوت ہوگئے تو ایک بدبخت قریشی نبی کریم ﷺ کے سامنے آیا اور آپ ﷺ پر مٹی اچھالی۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی آئیں، وہ مٹی صاف کرتیں اور روتی جاتیں۔

آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے بیٹی! نہ رو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کا مدافعت کرنے والا اور محافظ ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ قبل بعثت تمام جاہلانہ رسوم سے محفوظ رہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تعمیر خانہ کعبہ کیلئے پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور تہبند باندھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اپنے تہبند (ازار) کو کھول کر کندھے پر رکھ لو تا کہ کندھا چھلنے سے محفوظ رہے چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی یہ عمل کیا حضور نبی کریم ﷺ زمین پر آ رہے اور آپ کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں اور آپ ﷺ نے اسی حالت میں فرمایا: ''میرا تہبند کہاں ہے؟'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تہبند جب آپ کو دیا اور آپ نے اسکو باندھ لیا تب آپ زمین سے اٹھے۔ اس موقع کے علاوہ آپ کبھی بھی عریاں نہ ہوئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

تعمیر کعبہ میں معاونت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرا بھتیجا کندھوں پر رکھ کر پتھر لا رہے تھے اور ہم نے تہبند پتھر اور کاندھے کے درمیان رکھ لیا۔ حضرت محمد ﷺ آگے اور میں پیچھے تھا۔ جوں ہی آپ نے تہبند کاندھے پر رکھا کہ زمین پر گر پڑے۔ میں اٹھانے دوڑا تو آپ ﷺ کی آنکھیں آسمان پر جمی تھیں، میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے اٹھ کر تہبند باندھا اور پھر فرمایا مجھے عریاں ہو کر چلنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے مگر میں نے اس بات کو اس خوف سے پوشیدہ ہی رکھا کہ لوگ آپ ﷺ کو مجنون نہ کہیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

روایت ہے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو وہ نواحی پہاڑوں سے پتھر لاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی سنگ برداری میں مصروف تھے۔ آپ کا ستر کھل گیا تو آپ کو غیب سے ندا آئی: اے محمد ﷺ! ستر پوشی کیجئے، یہ ندائے اولین تھی جو آپ ﷺ کو کی گئی اور اس سے پہلے یا بعد میں آپ کا ستر نہیں دیکھا گیا۔ (بسند صحیح)

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب چاہ زمزم کی مرمت کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ آپ ﷺ اس وقت کم سن تھے تو انہوں نے تہبند اتار کر پتھر کے نیچے شانے پر جسم کو رگڑ سے محفوظ کرنے کیلئے رکھ دیا تو نبی کریم ﷺ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے، ہوش آنے پر ابوطالب نے پوچھا تو فرمایا: سفید لباس میں ایک فرشتہ نمودار ہوا، اس نے مجھ سے کہا ستر ڈھکیئے۔

﴿ابن سعد، ابن عدی، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ستر کبھی نہیں دیکھا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں جاہلیت کی رسوم بد اور لہو ولعب کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوا۔ بجز دو راتوں کے اور ان دو راتوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے خطا اور معصوم رکھا۔

ایک رات کا واقعہ تو یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے چند نوجوان اور میں اپنے گھر کی بکریوں کے ریوڑ میں تھے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: ''ذرا میری بکریوں کی نگرانی کرنا تاکہ میں مکہ جا کر نوجوانوں کا شغل دیکھوں۔ اس نے کہا اچھا، پھر میں آبادی کی طرف آیا اور پہلے ہی گھر میں موسیقی کی آواز میں نے سنی۔ پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ کسی نے بتایا کہ شادی کا سلسلہ ہے۔ میں موسیقی سننے کیلئے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا حتی کہ دوسرے روز سورج کی آمد پر اس کی شعاعوں نے مجھے بیدار کیا۔ میں اٹھ کر ساتھی کے پاس گیا۔ اس نے پوچھا اتنے لمبے وقت تک کیا کرتے رہے؟ میں نے اس کو پوری آپ بیتی سنائی۔''

دوسری رات پھر میں نے ساتھی سے کہا کہ میری بکریوں کا خیال رکھ تاکہ میں جا کر کچھ شغل کروں، اس نے اقرار کر لیا اور میں مکہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا، یہاں آکر میں نے موسیقی کی ویسی آواز سنی جیسی کہ میں نے گزشتہ رات سنی تھی۔ میں دیکھنے کیلئے بیٹھ گیا، پھر قدرت نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا یہاں تک کہ دوسرے دن دھوپ نے مجھے جگایا، پھر میں لوٹ کر اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: کیا کیا؟ میں نے کہا کچھ بھی نہیں اور اسے ساری صورتحال بتائی۔

اس کے بعد میں نے نہ کبھی ایسا ارادہ کیا اور نہ ہی مجھے رغبت ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سربلند و سرفراز فرمایا۔

(ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند متصل اور اس کے تمام راوی، عدالت، صداقت اور حفاظت میں معتبر ہیں۔)

﴿مسند ابن راہویہ، ابن اسحاق، بزار، بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ایامِ جاہلیت میں عورتوں کے کھیل تماشے میں حصہ لیا تھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ البتہ میں نے دو مرتبہ اس کا ارادہ کیا تھا جس میں ایک مرتبہ تو نیند مجھ پر غالب آگئی اور دوسری مرتبہ میرے اور ان کے درمیان قومی واقعات کی کہانی حائل ہو گئی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ: ''**وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ**'' ﴿سورۃ الشعراء﴾ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے قریش کے ایک ایک خاندان کو بلایا اور پھر ان کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے برادرانِ قریش! اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب سے سواروں

کی ایک جماعت تم پر حملہ کرنے والی ہے، تو کیا تم میری اطلاع پر یقین کرو گے؟"

سب نے کہا: ہاں! کیونکہ ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی بات نہیں سنی۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تو میں تمہیں پیش آنے والے عذابِ شدید سے ڈراتا ہوں۔"

ابولہب نے کہا: "تبا لک" کیا اسی لیے آپ ﷺ نے ہمیں جمع کیا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ "تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ" ﴿سورہ تبت ید﴾ نازل فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے زید بن عمرو بن نفیل (موحد) سے جب سے سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور کو نادرست کہتے ہیں تو میں نے کسی استھان پر ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کبھی نہ چکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے سرفراز فرمایا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا: "کیا آپ نے کبھی بت کی پرستش کی ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: کبھی نہیں۔ پوچھا: "کبھی شراب پی ہے؟" ارشاد فرمایا: "کبھی نہیں۔" اور فرمایا میں جانتا تھا کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ کافر ہیں، حالانکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

میلہ میں شرکت سے انکار:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بوانہ میں ایک بت کدہ تھا جہاں قریش سال کے سال جایا کرتے تھے۔ ابوطالب بھی اپنے خاندان اور قوم کے ساتھ جایا کرتے تھے چنانچہ ایک بار ابوطالب نے نبی کریم ﷺ سے بوانہ کی عید میں شرکت کیلئے کہا مگر نبی کریم ﷺ نے صاف انکار کر دیا حتیٰ کہ ابوطالب ناراض بھی ہوئے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس روز آپ کی تمام پھوپھیاں بھی بہت شدت سے آپ پر ناراض ہوئیں اور شدید خفگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اے برادر زادے! ہمیں ڈر ہے کہ ہمارے معبودوں کی بیزاری سے تم پر کوئی آفت نہ آئے، تم آخر کوئی وجہ بتاؤ کہ تم ہمارے قومی تہوار میں شرکت کیوں نہیں کرتے؟ ان کے اس اصرار پر نبی کریم ﷺ بت کدہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو راستہ ہی سے جب تک چاہا غائب رکھا اور آپ گھر پر کسی کو نظر نہیں آئے، جب چند روز کے بعد آپ واپس ہوئے تو آپ ﷺ کے سارے جسم پر لرزہ طاری تھا پھوپھیوں نے پوچھا: اے برادر زادے! تم کو یہ کیا ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ مجھے کوئی صدمہ نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے کہا کہ تم

ایسے نہیں کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ذریعہ تم کو آزمائش میں ڈالے، تمہارے کردار کی نادر و مخصوص خوبیاں ہیں۔ آخر یہ بتاؤ کہ صدمہ پہنچنے کا احساس تم کو کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب میں صنم کدہ میں ایک بت کے قریب گیا تو ایک گوری شکل کے طویل القامت شخص نے زور سے مجھ سے کہا کہ اے محمد ﷺ! اس کو نہ چھوؤ۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ متذکرہ بالا واقعہ کے بعد نبی کریم ﷺ بوانہ کے تہوار پر کبھی نہ گئے، یہاں تک آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر﴾

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ اساف کے قریب کھڑے ہوئے اور ایک ساعت خانہ کعبہ کی دیوار پر نظر ڈال کر لوٹ آئے۔ بھائیوں نے پوچھا: اے محمد ﷺ! کیا بات ہوئی کہ آپ لوٹ آئے؟ فرمایا: مجھے اس بت کے پاس کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تانبے کا ایک بت تھا جس کا نام اساف یا نائلہ تھا اور جس کو مشرکین طواف کے وقت چھوا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کیا اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا جب میں اساف کے سامنے سے گزرا تو اسے چھوا۔ یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے چھونے سے منع فرمایا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ طواف جاری رکھا اور سوچا میں ضرور ہاتھ لگاؤں گا تاکہ دیکھوں کیا ہوتا ہے، لہٰذا میں نے اسے چھوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اس کو چھونے سے تمہیں منع نہیں کیا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی! جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو منصب نبوت پر سرفراز کیا اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔ میں نے اسے نہ چھوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس سے مکرم بنایا جس سے آپ مکرم ہوئے اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔

﴿ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہمسائے نے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا:

> ''اے خدیجہ (رضی اللہ عنہا)! خدا کی قسم! میں لات کو کبھی نہ پوجوں گا اور عزیٰ کی کبھی پرستش نہ کروں گا۔'' (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مشرکین کے کسی اجتماع میں تشریف لے گئے تھے، وہاں آپ نے دو فرشتوں کو کہتے سنا: ''چلو نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوں۔'' دوسرے نے جواب دیا: یہ کیسے ممکن ہے جبکہ ان کی نیت استلامِ اصنام کے قریب ہے۔ اس کے بعد نبی

کریم ﷺ مشرکوں کے کسی مذہبی اجتماع میں نہیں گئے۔

﴿ابویعلیٰ، ابن عدی، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو زمانہ جاہلیت میں دیکھا۔ اپنی قوم کے آگے اونٹ پر سوار تھے، عرفات میں توقف فرمایا اور بس ان کے ساتھ لوٹ آئے یہ توفیق الٰہی تھی جس کے باعث نبی کریم ﷺ نے یہ عمل فرمایا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور چندان کے ہم مذہب دوسرے لوگ اور دوسرے قبیلوں کے افراد مزدلفہ میں ٹھہرے وہ کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ربیعہ بن جرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بعثت سے قبل عرفات میں کھڑا دیکھا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی توفیق اور ہدایت اپنے فضل و کرم سے آپ ﷺ کو دی ہے۔

﴿مسند حسن بن سفیان، معجم بغوی، ماوردی الصحابہ﴾

بعثت اور اعلانِ نبوت سے قبل اہل مکہ آپ ﷺ کی تعظیم کرتے تھے:

یعقوب بن سفیان، ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کا وقت آیا تو لوگوں میں نزع شروع ہوگیا۔ ہر قبیلہ کا سردار یہی چاہتا کہ میں نصب کروں۔ چنانچہ انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ جو شخص اب ہمیں سب سے پہلے نظر آئے وہ اس معاملہ میں ہمارا حکم ہوگا۔

پس نبی کریم ﷺ نظر پڑے حالانکہ آپ صغیر السن تھے تو ان سب نے آپ ﷺ کو حکم مان لیا۔ نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو چادر میں رکھا اور چاروں کونے مختلف چار سرداروں سے پکڑوا کر اس کی جگہ پر لائے پھر آپ ﷺ نے خود اٹھا کر اس کو نصب فرما دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے رکن کو نصب فرما دیا تو ایک نجدی شخص آگے بڑھا اور چاہا کہ آپ ﷺ کو پتھر دے تا کہ حجر اسود کو مستحکم کر سکیں مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا اور خود قریب جا کر پتھر دے دیا، پھر آپ ﷺ نے مستحکم کر کے اس کو جما دیا۔ اس پر نجدی نے اعتراض کیا کہ تجربہ کار بوڑھے اور قبائل کے دانشور سردار ہوتے ہوئے ایک کم حیثیت نوعمر لڑکے کو اس قدر آگے بڑھا دیا گیا ہے۔ متنبہ ہو جاؤ، یہ تم پر سبقت کر کے تمہارے اتحاد کو ختم کر دے گا۔

۞ (کہا جاتا ہے یہ نجدی شخص کے روپ میں ابلیس ملعون تھا۔)

﴿ابونعیم، ابن سعد﴾

حضرت داؤد بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ متفقہ طور پر ہر ایک کو اعتراف تھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قوم میں اس طرح جوان ہوئے کہ مروت میں ان سے افضل، اخلاق میں ان سے احسن، میل جول میں ان سے اکرم، رفاقت میں ان سے اچھے، حلم میں ان سے اعظم، امانت و دیانت میں ان سے اصدق اور فحش اور بری بات کہنے سے بالکل پاک تھے۔ آپ ﷺ کو ایسی حالت میں کبھی نہ دیکھا گیا کہ آپ ﷺ نے کسی کے ساتھ جنگ و جدال، خصومت اور دشنام طرازی کی ہو۔ آپ ﷺ کو ساری قوم ''امین'' کہتی تھی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے مولیٰ عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں زمانہ جاہلیت میں نبی کریم ﷺ کا (کاروبار میں) شریک تھا، جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھے پہچانا؟'' میں نے عرض کیا: ''ہاں! آپ ﷺ میرے شریک تجارت تھے اور آپ کی شراکت بہت ہی مفید اور معتبر تھی۔''

﴿ابونعیم﴾

تین دن انتظار میں کھڑے رہے:

حضرت عبداللہ بن ابی الحماء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قبل بعثت خرید و فروخت کا ایک معاملہ کیا اور میرے ذمہ کچھ باقی رہ گیا تو میں نے کہا آپ ﷺ ذرا یہیں ٹھہریں میں ابھی لا کر دیتا ہوں لہٰذا میں آپ ﷺ کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا اور بالکل بھول گیا، تیسرے دن مجھے یاد آیا تو میں پہنچا، آپ اسی مقام پر میرا انتظار فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے بس اتنا فرمایا کہ ''تمہارے سبب مجھے بہت تکلیف پہنچی۔''

﴿ابوداؤد، ابویعلیٰ، ابن مندہ المعرفہ، خرائطی مکارم الاخلاق﴾

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبل اسلام، جاہلیت میں لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس مقدمات کا فیصلہ کرانے آتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کا میسرہ کے ہمراہ سفرِ شام:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو اپنے سرمایے سے تجارت کی پیشکش کی۔ آپ ﷺ نے قبول کر لی اور ان کے غلام میسرہ کو ہمراہ لے کر شام پہنچے، درخت کے سایہ میں آرام فرمایا، وہیں ایک صومعہ تھا۔ جس کا راہب میسرہ کے پاس آیا اور نبی کریم ﷺ سے تعارف کرانے کی درخواست کی۔

میسرہ نے کہا: ''اہل حرم اور قریشی ہیں۔'' اس کے بعد راہب نے کہا: ''اس درخت کے سائے میں کبھی غیر نبی نے قیام نہیں کیا۔'' جب دوپہر ہوئی، سورج سر پر آیا اور دھوپ کی تمازت بڑھ گئی تو دو فرشتوں کو آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے دیکھا۔

جب تجارتی کاروبار سے فارغ ہو کر مکہ آئے اور اسباب تجارت کی فروخت کے بعد منافع کا

حساب کیا گیا تو وہ غیر معمولی تھا۔ پھر میسرہ نے راہب کی باتیں اور فرشتوں کی سایہ افگنی کا تمام ماجرا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ یہ تمام باتیں سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت متاثر ہوئیں اور ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ آپ ﷺ کی رفیقہ حیات بن جائیں۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت کیا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

یعلیٰ بن منیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عمر شریف پچیس سال ہوگئی تھی، اس زمانہ میں بھی اہل مکہ عموماً آپ ﷺ کو ''الامین'' ہی کہتے۔ اسی دوران آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر شام روانہ ہوئے، ساتھ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔ دوران سفر بصریٰ میں ایک درخت کے زیر سایہ پڑاؤ کیا۔ نسطورا راہب نے میسرہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی اور شخص نہیں بیٹھتا،

پھر میسرہ غلام سے راہب نے پوچھا: ''کیا ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟'' میسرہ نے جواب دیا: ''ہاں ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟'' راہب نے اس علامت کو پا کر کہا: ''وہ نبی ہیں، اور آخر الانبیاء ہیں۔''

شام میں پہنچ کر حضور نبی کریم ﷺ نے مال فروخت کیا۔ اسی دوان ایک شخص الجھ پڑا اور نبی کریم ﷺ سے کہا: آپ لات وعزیٰ کی قسم کھائیے۔ فرمایا: میں نے کبھی لات وعزیٰ کی قسم نہیں کھائی ہے اور میں تجھے بھی مشورہ دیتا ہوں کہ ان کی قسموں سے پرہیز کر۔

اس شخص نے کہا: آپ کا مشورہ دست ہے، پھر اس نے میسرہ سے کہا کہ یقیناً یہ نبی آخر الزماں ہیں، ہمارے علماء نے آسمانی کتابوں میں آپ کے یہ اوصاف پڑھے ہیں اور ہم کو یہ اوصاف بتائے ہیں۔ جب دوپہر کا وقت ہوا اور سورج کی تمازت میں اضافہ ہوا تو میسرہ نے مشاہدہ کیا کہ دو فرشتے اپنے پروں سے آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے ہیں، اسی طرح جب آپ ﷺ تجارت سے فارغ ہو کر مکہ واپس تشریف لائے تو اتفاق سے دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان کے بالائی حصے پر تھیں، انہوں نے دیکھا کہ محمد (ﷺ) اونٹ پر تشریف لا رہے ہیں اور ان کو تمازت آفتاب سے محفوظ رکھنے کیلئے دو فرشتے اپنے پروں سے آپ پر سایہ فگن ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں کو بھی اس حال کا مشاہدہ کرایا، وہ عورتیں بھی حیران رہ گئیں، پھر میسرہ نے اپنے تمام مشاہدات اور روداد سفر اور تفصیل کے ساتھ سارے حالات اپنی معزز مالکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتائے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا غیبی حکم:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ کی عورتوں کے درمیان

عید میں اختلاف ہو گیا، رجب میں ان کی عید ہوتی تھی۔ وہ عورتیں ایک بت کے روبرو فیصلہ کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے سامنے مرد کی صورت میں فرشتہ نمودار ہوا اور بہ آوازِ بلند ان کو مخاطب کر کے کہا:

''اے تیما کی عورتو! عنقریب تمہارے شہر میں ایک نبی کی بعثت ہوگی، جس کا نام احمد ﷺ ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کے ساتھ اسے مبعوث فرمائے گا، تو تم میں جو کوئی استطاعت رکھے اس کی زوجہ بن جائے اور نکاح کر لے۔''

یہ سن کر اکثر خواتین اس کو کنکریاں مارنے اور برا بھلا کہنے لگیں لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سکوت اختیار کیا اور ناگواری کا اظہار نہ کیا۔

﴿ابن سعد﴾

قبل بعثت معجزات اور وحی کا نزول:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کیلئے از قبیل وحی جو بات سب سے پہلے معرضِ ظہور میں آئی، وہ رویائے صادقہ تھیں۔ رات میں آپ ﷺ جو کچھ خواب کی حالت میں دیکھتے وہ دن میں ظہور میں آجاتا۔ آپ ﷺ گوشہ نشینی کو پسند کرنے لگے۔ غارِ حراء میں تشریف لے جاتے مسلسل کئی کئی دن اور راتیں وہاں عبادت میں گزار دیتے اور مدت قیام کیلئے کھانا ہمراہ لے جاتے۔ سامان خورد ونوش ختم ہو چکنے پر پہاڑ سے اتر آتے پھر بیوی صاحبہ توشہ تیار کر دیتیں اور آپ ﷺ پھر چلے جاتے، حتیٰ کہ آپ پر وحی الٰہی کا نزول ہوا۔ نبی کریم ﷺ حسب معمول غارِ حرا میں تھے کہ فرشتے نے آ کر کہا:

''اِقْرَاْ'' (یعنی پڑھئے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے فرشتے سے کہا: ''مَا اَنَا بِقَارِئٍ'' (یعنی میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔) پھر اس نے مجھے پکڑا اور اپنے ساتھ چمٹایا، یہاں تک کہ مجھے شدت گرفت محسوس ہوئی، اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ ''اِقْرَاْ'' یعنی پڑھئے۔ میں نے اس سے کہا: میں پڑھا لکھا نہیں ہوں، پھر اس نے مجھے دوبارہ پکڑا، اپنے ساتھ چمٹایا، یہاں تک کہ مجھے شدت گرفت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ ''اِقْرَاْ'' یعنی پڑھئے۔ میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر اس نے مجھے تیسری مرتبہ پکڑا، اپنے ساتھ چمٹایا۔ یہاں تک کہ مجھے شدت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو:

'' اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ o ''

﴿سورۃ العلق﴾

ترجمہ: ''پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب وہی سب سے بڑا ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔''

اس کے بعد نبی کریم ﷺ اس سورت کو لے کر واپس آئے۔ آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ'' یعنی مجھے چادر اڑھاؤ، مجھے چادر اڑھاؤ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو چادر اڑھائی، حتیٰ کہ وہ خوف جاتا رہا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساری کیفیت بتائی اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

"آپ ہرگز خوف نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہرگز بے سہارا نہ چھوڑے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے، سچی بات فرماتے اور مصیبتیں برداشت کرتے ہیں، مہمانوں کو کھانا کھلاتے، حق دار کو اس کا حق دلانے میں امداد فرماتے ہیں۔"

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ عہد جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے۔ انجیل کی عربی میں کتابت کرتے تھے، جس قدر خدا نے چاہا، انہوں نے لکھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: "اے برادرِ عم! مہربانی کر کے اپنے بھتیجے کی بات سنو۔" ورقہ نے پوچھا: "آپ ﷺ نے کیا دیکھا؟" حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا، اسے بیان کیا۔ ورقہ نے پورے بیان کو بغور سننے کے بعد کہا:

"یہ وہ ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آتا تھا، کاش کہ میں اس وقت جوان ہوتا، یا اس موقع تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دریافت کیا: "کیا وہ مجھے نکالیں گے؟" ورقہ نے جواب دیا: "ہاں" آپ کی طرح جو کوئی بھی ہدایت و اصلاح کا پروگرام لے کر آیا ہے، اس سے ضرور دشمنی کی گئی اگر میں نے آپ کے عہد نبوت کو پایا تو میں ضرور آپ کی امکان بھر مدد کروں گا۔" اس کے بعد ورقہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور وفات پا گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسی کے مانند روایت کی ہے۔ اس روایت کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ "اس کے بعد عرصہ تک سلسلہ وحی بند رہا اور فترت وحی سے نبی کریم ﷺ کی طبیعت پر بڑا حزن و ملال طاری رہتا۔"

﴿احمد، بیہقی﴾

بعض روایتوں میں یہاں تک آیا ہے کہ چند بار نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ خود کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں مگر جب بھی آپ اس ارادہ سے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے اور خود کو گرانے کا ارادہ فرمایا: معاً حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے: "اے محمد ﷺ! یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔"

اس نداء سے آپ کو صبر و قرار آ جاتا اور آپ واپس تشریف لے آتے، پھر سلسلہ انتظارِ وحی طویل ہوتا پھر پہاڑ سے گرنے کا ارادہ فرماتے اور ایسی ہی شہادت آمیز نداء سن کر نبی کریم ﷺ طمانیت حاصل کر لیتے۔

فائدہ:

بعض علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ بھینچنے اور چمٹانے کا جو عمل نبی کریم ﷺ کے ساتھ نزول وحی کے پہلے موقع پر ہوا ہے، وہ صرف آپ ﷺ ہی کی خصوصیت ہے کیونکہ کسی نبی کے حالات میں اس طرح

کا واقعہ مذکور نہیں ہے جیسا کہ ابتدائے وحی کے وقت آپ ﷺ کو پیش آیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ وحی کے علاوہ ہر طرف سے توجہ ہٹ جائے اور شدت وسختی کا احساس دے کر اس امر سے آگاہ کرنا ہے کہ جس چیز کا تم پر نزول فرمایا جا رہا ہے وہ تم پر بھاری ذمہ داری ڈالنے والے احکام ہیں۔

بعض کا کہنا ہے کہ تخیلات اور وساوس کو رفع کرنا مقصود تھا کیونکہ تخیل اور وسوسہ مادی اجسام کے عوام ہیں۔

﴿حافظ ابن حجر شرح بخاری﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فترت وحی کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے کہ میں جا رہا تھا، دفعتہً آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ فرشتہ جو میرے پاس غار میں آیا تھا، آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر میرا دل کانپ گیا اور فوراً گھر پر لوٹ آیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اڑھا دو۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ المدثر کی یہ آیات نازل فرمائیں:

يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○

﴿سورۃ المدثر﴾

ترجمہ: ”اے پاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔“

اسکے بعد مسلسل نزولِ وحی ہونے لگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ تین سال تک حضرت اسرافیل علیہ السلام رہے، وہ آپ ﷺ کو چند کلمے اور کوئی چیز سکھاتے تھے۔ قرآن نازل نہیں ہوتا تھا۔ جب تین سال گزر گئے تو آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام رہے اور آپ کی زبان میں قرآن نازل ہوا۔ دس سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ طیبہ میں۔

﴿احمد، ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے رویائے صادقہ عطا ہوئے تھے۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے ویسا ہی حقیقت میں ظہور پذیر ہوتا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عقلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو چیز سب سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو ودیعت ہوئی وہ سچے خواب تھے جب ان کے دل متحمل ہو جاتے تو وحی نازل ہوتی۔

﴿ابونعیم﴾

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: سب سے

پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو رویا دکھائے اور آپ ﷺ پر بہت شاق گزرے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ''آپ کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ آپ کیلئے بھلائی فرمائے گا۔'' اس کے بعد آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے اٹھ کر آئے مگر پھر واپس ہوئے اور ان کو بتایا کہ ''میں نے دیکھا ہے کہ میرا پیٹ چاک کیا گیا ہے اور پھر صاف کر کے اسے غسل دیا گیا ہے۔ اس کے بعد درست کر کے حالت سابقہ کی مانند کر دیا گیا ہے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''یہ اچھا خواب ہے آپ کو مبارک ہو۔'' اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہری طور پر یعنی بے حجابانہ صورت میں آئے۔ انہوں نے آپ کو ایک عجیب و غریب عزت بخش مسند پر بٹھایا۔

نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ مجھے درنوک یعنی ریشمی جھالر والے فرش پر بٹھایا۔ اس فرش میں موتی اور یاقوت جڑے تھے۔ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بشارتِ رسالت دی۔ اور آپ سے کہا پڑھیے، آپ نے کہا کیسے پڑھوں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

" اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (اِلٰی قَوْلِہٖ) مَا لَمْ یَعْلَمْ o "

﴿سورہ العلق﴾

اس طرح آپ منصب رسالت سے سرفراز ہو کر واپس لوٹے۔ راہ کے شجر و حجر آپ ﷺ کو سلام پیش کرتے تھے۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جس خواب کے بارے میں، میں نے تم سے ذکر کیا تھا وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے وہ بلاحجاب میرے روبرو منصب رسالت لے کر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ خیر و بھلائی ہی فرمائے گا۔ مبارک ہو کہ یقیناً آپ رسول برحق ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام کے پاس آئیں جس کا نام عداس اور مذہبا نصرانی تھا۔ خاتون اعظم زوجہ نبی مکرم ﷺ نے کہا:

''اے عداس! میں تجھے خدا کو یاد دلاتی ہوں، یعنی قسم دیتی ہوں، مجھے بتا کیا تیرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کا علم ہے؟''

عداس نے جواب میں کہا: ''قدوس، قدوس! حضرت جبرئیل علیہ السلام کی یہ شان نہیں کہ بت پرستوں کے علاقے میں اس کا ذکر کیا جائے۔'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ علم تجھے ہے وہ کم و کاست میرے سامنے بیان کر دے۔''

عداس نے کہنا شروع کیا: ''بلاشبہ وہ خداوند تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان امین ہے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خلوت نشین ہے۔'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا واپس آ گئیں اور پھر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور سارے حالات اور پیش آمدہ عجائبات کو بیان کیا جن کو بغور سننے کے بعد ورقہ نے کہا:

''ہوسکتا ہے کہ تمہارے شوہر ہی وہ نبی ہوں جن کا انتظار اہل کتاب کر رہے ہیں اور جن

کا تذکرہ وہ کتب سماوی توریت وانجیل میں پڑھتے ہیں۔''
اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے اللہ کی عظمت وجلال کی قسم کھا کر کہا:

لئن ظهر دعاء ه وانا حي لا بلين الله في طاعة رسوله و حسن موازرته فمات و رقة

ترجمہ: ''اگر آپ ﷺ کی جانب سے اعلان نبوت پہنچا اور میں بقید حیات ہوا تو اطاعت کروں گا اور مزاحمت کرنے والوں کے مقابلے میں آپ ﷺ کی بھرپور مدد کرونگا۔''
مگر نیک دل ورقہ نے وفات پائی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا واقعہ کی مانند روایت ہے کہ جس کے شروع میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں ہیں۔ ایک شخص آپ ﷺ کے مکان کی چھت پر آیا اور اس نے ایک ایک کر کے کڑی نکالی، جب سوراخ ہو گیا تو اس نے چاندی کی ایک سیڑھی لگائی اور اس کے ذریعہ وہ شخص آپ کے پاس اترے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو مدد کیلئے پکاروں تو اس نے بات کرنے سے روک دیا پھر ایک شخص میرے سرہانے اور دوسرا پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ میرے پہلو میں داخل کیا اور میری دو پسلیاں نکال لیں۔

پھر اس نے ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کی تو اس نے میرے قلب کو نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ مرد صالح کا کس قدر اچھا دل ہے پھر دل کو اس کی جگہ پر رکھ کر وہ دونوں پسلیاں لگا دیں۔ اس کے بعد وہ دونوں اوپر چلے گئے اور سیڑھی اٹھالی، جب میں بیدار ہوا تو چھت اپنے حال پر تھی۔ میں نے خواب کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی ہی فرمائے گا پھر میں ان کے پاس سے باہر گیا اور پھر لوٹ کر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ اس نے تو میرا پیٹ چاک کیا پھر غسل وصفائی کے بعد اس کو درست کر دیا۔ روایت مذکورہ بالا کی مانند یہ مسا روایت بھی ہے۔

البتہ آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین سے چشمہ جاری کیا اور وضو کیا اور محمد ﷺ دیکھتے رہے۔ انہوں نے اپنا چہرہ، کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے، سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے پھر وضو کے بعد قبلہ کی طرف رخ کر کے دو سجدے کیے، سمت قبلہ کی نہ تھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا۔''

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری سند سے یہ روایت زہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی روایت کو اضافہ آخریں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کرامت اور نبوت سے سرفراز فرمایا تو آپ جس شجر وحجر کے

پاس سے گزرتے، وہ سلام کرتا۔ آپ ﷺ یہ اعلیٰ کلماتِ سلامتی بن کر ہر طرف دیکھتے مگر وہاں کوئی بھی نہ ہوتا۔ وہ منصب نبوت کو خطاب کے ساتھ اس طرح پیش کرتے:

"السلام علیک یا رسول اللہ (ﷺ)"

نبی کریم ﷺ ہر سال غارِ حرا میں ایک ماہ کیلئے تشریف لے جاتے اور وہاں عبادت کرتے۔ بالآخر وہ زمانہ، وہ وقت، وہ سال اور وہ مہینہ آیا جس کو رمضان المبارک کہتے ہیں تو نبی کریم ﷺ حسب معمول تشریف لے گئے حتیٰ کہ قیامِ حراء کے دوران منصب رسالت کی ذمہ داری سونپے جانے کا وقت مقررہ آ گیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں سو رہا تھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا: "اقراء" یعنی پڑھو۔ میں نے جواب دیا: "ما اقراء" یعنی میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس کے بعد فرشتے نے مجھ کو اپنے ساتھ اس شدت سے چمٹایا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں میری جان نہ نکل جائے پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور پھر کہا: "پڑھو" میں نے جواب دیا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس نے پھر پہلے کے مانند چمٹایا پھر چھوڑ دیا اور کہا: "پڑھو" میں نے جواب دیا میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس کے بعد اس نے کہا:

" اِقْرَاْبِا سْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (اِلٰی قَوْلِہٖ) مَا لَمْ یَعْلَمْ ٥ "

فرشتہ اب چلا گیا اور میں بھی نیند سے بیدار ہو گیا میں نے دل میں کہا، اس واقعہ کو قریش سے بیان نہ کروں گا۔ میں اپنے کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر دوں گا تو میں اس ارادہ سے روانہ ہوا میں ایسا کرنے ہی والا تھا کہ میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا: "اے محمد ﷺ! تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل علیہ السلام ہوں۔"

یہ سن کر میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت میں کھڑے ہیں اور ان کے دونوں قدم آسمان کے افق میں ہیں۔ میں ہلاکت کے ارادہ سے رک گیا، مجھ پر ایک طرح کا سکتہ اور سکوت طاری ہو گیا اور حیرت، اس لیے میرے اندر آگے بڑھنے یا پیچھے ہٹنے کی مجال نہ رہی۔ دیر زیادہ ہو چکی تھی اور دن ڈھل چکا تھا، میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قریب بیٹھ گیا۔

انہوں نے سوال کیا: "آپ ﷺ اتنی دیر سے کہاں تھے؟" میں نے کہا: "یہ تو ناممکن ہے کہ میں شاعر یا مجنون ہوں؟" انہوں نے میرے بات سن کر کہا: "اس بات میں آپ ﷺ کیلئے خدا سے پناہ مانگتی ہوں، کہ خدا آپ کے ساتھ ایسا کرے، البتہ میں خوب جانتی ہوں کہ آپ اعلیٰ درجہ کے راست باز، بڑے امانت دار، بہت ہی پاکیزہ اخلاق اور دائمی طور پر صلہ رحمی فرمانے والے ہیں۔" **(اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوتُ وَالطَّیِّبٰتُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ)**

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے پورا واقعہ ان کو سنایا جس کو توجہ اور ہمدردی سے سن کر انہوں نے کہا: "اے ابن عم! میں یہ سب حقائق سننے کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں خوشخبریاں اور تہنیت و مبارکبادیاں پیش کرتی ہوں، میں آپ سے ان حالات، مستقبل کے واقعات اور پیش آمدہ مشکلات کے مقابلے میں صبر و ثبات کی توقع رکھتی ہوں۔ (خود فریبی کی بناء پر نہیں، بلکہ ضمیر و روح کی ہم آہنگی سے انسان پر جو حقیقت منکشف ہوتی ہے اس کی بنیاد پر عرض کرتی ہوں کہ) آپ اللہ

کے رسول ﷺ ہیں۔'' پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں، سارا حال سنایا جس کو سن کر انہوں نے کہا:

''اگر تم نے واقعات کا اندازہ، مشاہدہ اور میرے سامنے نقل کرنے میں غلطی نہیں کی ہے تو یقیناً محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہیں، ان کے پاس آنے والا فرشتہ وہ ناموسِ اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔''

﴿بیہقی، ابن سحاق﴾

حضرت ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: ''اے ابن عم! چونکہ آپ ﷺ صبر واستقامت رکھنے والے ہیں، کیا آپ کیلئے ممکن ہے کہ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آنے والا آئے تو مجھے بھی بتائیے؟'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ انہوں نے پوچھا: آپ ﷺ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''ہاں۔''

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے داہنے پہلو میں بٹھا کر پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔'' اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بائیں پہلو میں بٹھا کر دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں نظر آرہے ہیں۔''

اس کے بعد مشیر رسول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے دوپٹہ اتارا، بال بکھیر دیئے اور نبی کریم ﷺ سے ہی سوال کیا، اب آپ ﷺ نے انکار میں جواب دیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ شیطان نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے۔ آپ ﷺ مطمئن اور ثابت قدم رہیے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ پر اسی وقت ایمان لے آئیں۔

﴿بیہقی، ابن اسحاق﴾

ابو میسرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''میں تنہائی کے موقعوں پر غیبی نداء سنا کرتا ہوں اس وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی خاص بات وقوع پذیر نہ ہو۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ''خدا کی پناہ! اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ امانت میں دیانت کرنے والے، صلہ رحمی کرنے اور راست گوئی سے کام لینے والے ہیں۔'' ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حضور نبی کریم ﷺ کا حال بیان کیا اور درخواست کی کہ آپ نبی کریم ﷺ کو ورقہ کے پاس لے جائیں، لہٰذا دونوں حضرات ورقہ کے پاس گئے اور انہیں سارا حال سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا:

''اے بزرگ! جب میں خلوت میں ہوتا ہوں تو مجھے پیچھے سے آواز آتی ہے اے محمد ﷺ! اے محمد ﷺ! یہ سن کر میں زمین پر دوڑا چلا جاتا ہوں۔''

ایک مرتبہ جبکہ نبی کریم ﷺ خلوت میں تھے تو کہنے والے نے کہا: ''یَا مُحَمَّدُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا

اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مَحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ" اس کے بعد اس نے کہا پڑھئے: "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ." (تا اٰخر سُورَہ) وَلاَ الضَّآلِّیْنَ" پھر اس نے کہا پڑھئے: "لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ".

آپ پھر ورقہ کے پاس آئے اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ ورقہ نے کہا:

> ''آپ ﷺ کو بشارت ہو اور مبارک ہو، میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے دی ہے۔ آپ بے شک نبی ہیں اور یقیناً آپ کو جلد ہی جہاد کا حکم دیا جائے گا اگر مجھ کو وہ دن میسر آ گئے تو میں انشاء اللہ ضرور آپ کی کوششوں میں شریک ہو کر جہاد میں حصہ لوں گا۔''

جب ورقہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ورقہ کو دیکھا وہ حریر کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں، اس لیے کہ وہ نیک بہادر بزرگ مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔''

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

عبد اللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا تمہارے شوہر نے اپنے صاحب یعنی فرشتہ کو سبز لباس میں دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ورقہ نے کہا: جب تو مجھے یقین ہے کہ آپ کے شوہر نبی ہیں اور جلد ہی لوگ ان کو مصائب میں مبتلا کر دیں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب ورقہ سے فرشتہ کا ذکر کیا تو ورقہ نے کہا: ''سُبُوْحٌ سُبُوْحٌ'' جبرئیل کی یہ شان نہیں کہ ایسی سرزمین میں ان کا ذکر کیا جائے کہ جس میں بتوں کو پوجا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے امین ہیں جو خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان ذریعہ ہیں۔ اے اچھی خدیجہ! اپنے شوہر کو اس جگہ لے جاؤ جہاں انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا مگر جب آئندہ وہ ان کو نظر آئے تو تم اپنے سر سے چادر اتار دینا، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر وہ ان کو نظر نہ آئے گا۔ انہوں نے ورقہ کی ہدایت پر عمل کیا وہ کہتی ہیں کہ جب میں نے سر سے دوپٹہ اتارا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نظر نہ آئے پھر میں ورقہ کے پاس آئی اور انہیں بتایا تو انہوں نے کہا: یقیناً ان کے پاس ''ناموس اکبر'' آیا ہے۔ اس کے بعد ورقہ اعلانِ نبوت اور دعوتِ اسلام کا انتظار کرنے لگے۔ ورقہ نے مندرجہ ذیل اشعار اس سلسلے میں کہے ہیں:

لججت و کنت فی الذکری لجوجا لھم طال ما بلغ النشیجا
ووصف من خدیجۃ بعد و صف فقد طال انتظاری یا خدیجا
ببطن المکتین علی رجائی حدیثک ان اری منہ خووجا
بما اخبر تنا من قول قس من الرھبان اکرہ ان یعوجا
بان محمدا سیسود قوما و یخصم من یکون لہ حجیجا

و بظھر فی البلاد ضیاء نور تقام به البریة ان تعوجا
فیلقی من یحاد به خسارا و یلقی من یسا لمه فلوجا
فیا لیتنی اذا ما کان ذاکم شھدت و کنت اولھم و لوجا
ولو جا فی الذی کرھت قریش ولو عجت مبکتھا عجیجا
ارجی بالذی کرھوا جمیعا الی ذی العرش ان سلفوا عروجا
وھل امر السفاھة غیر کفر یختار من سحک البروجا
فان یبقوا وابق تکن امورا یضج الکافرون لھا فجیجا
و ان اھلک فکل فتی سیلقی من الاقدار متلفة خروجا

ترجمہ: ''میں نے تکرار کی اور میں ذکر میں تکرار کرنے کا عادی تھا، ان سے یہ تکرار جب کی جبکہ میرا گلا گھٹنے کے قریب پہنچ گیا۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یکے بعد دیگرے اوصاف بیان کیے، تو اے خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے انتظار نے طول کھینچا۔ میرا انتظار شہر مکہ میں صرف اس امید پر تھا کہ جو بات اے خدیجہ رضی اللہ عنہا تم نے کہی، میں اس کے ظہور کو دیکھ لوں۔ مجھ کو یہ انتظار تمہاری اس بات کے بتانے سے ہوا جو تم نے راہبوں میں سے ایک قس کا قول کہا تھا اور میں اچھا نہیں سمجھتا کہ اس قس کی بات الٹی ہو۔ اس قس نے کہا تھا کہ محمد ﷺ قوم کے سردار ہوں گے اور جو شخص بھی ان کی طرف جائے گا، لوگ اس سے جھگڑا کریں گے، حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ آبادیوں میں نور اور روشنی کی تابانی ہوگی اور لوگ آپ ﷺ کے ذریعہ کجروی چھوڑ کر صراطِ مستقیم پر آجائیں گے۔ جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنگ کرے گا وہ خسارے میں رہے گا اور جو صلح و آشتی سے رہے گا، وہ کامیاب و کامران رہے گا۔ کاش میں اس مرحلے پر موجود ہوتا جب لوگ آپ ﷺ سے برسرِ پیکار ہوں گے اور میں مدد کرنے والوں میں سب سے پہلے ہوتا۔ میں (پوری عزیمت کے ساتھ) بالیقین ان لوگوں میں شامل ہوتا جسے قریش برا جانتے ہیں اگرچہ وہ کتنا ہی ہنگامہ کرتے اور شور مچاتے۔ میں اس سے امید وابستہ کرتا ہوں جس کو سب برا سمجھتے ہیں، مجھ کو سہارا اور امید عرش والے خدا سے ہے اگرچہ ناہنجار لوگ کتنا ہی مادی عروج حاصل کرلیں۔ اس شخص کیلئے جس نے اس ذات کو اختیار کیا کہ جس نے برجوں کو بلند کیا، کفر کے سوا کسی بات میں حماقت نہیں ہے۔ اگر وہ لوگ زندہ رہے اور میں بھی باقی رہا تو بے شک ایسے امور ہوں گے جن کی (تاب برداشت) نہ لاکر کافر لوگ دہائی دیں گے۔ اور اگر میں فوت ہوگیا تو (ذہن نشین کرلو کہ) ہر جوان کو ان اقدار کا سامنا کرنا ہوگا۔ (جن سے کسی انقلابی تحریک کا) ظہور و نمود وابستہ ہوتا ہے۔''

تیسرے شعر میں جو ''بِبَطْنِ الْمَکَّتَیْنِ'' مذکور ہے۔ اس سلسلے میں عینی رحمۃ اللہ علیہ ''شواہد الکبریٰ'' میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ کے دونوں یعنی اعلیٰ اور اسفل حصے مراد ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر مانی کہ آپ ﷺ

اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں غارِ حرا میں اعتکاف کریں گے تو یہ اتفاق ماہِ رمضان میں ہوا۔

ایک رات نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے "اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ" کی آواز سنی۔ آپ کا گمان ہوا کہ یہ جن کی آواز ہے اور تیزی کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گئے۔ انہوں نے پوچھا کیا بات ہے۔ آپ نے حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا آپ کو مسرور ہونا چاہیے کیونکہ "السلام" خیر کا کلمہ ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ کچھ دیر بعد میں دوسری مرتبہ باہر آیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آفتاب پر کھڑے ہیں اور ان کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ میں منظر دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور جلدی سے واپس ہوا تو میرے اور دروازے کے درمیان حائل ہو گئے اور انہوں نے مجھ سے کلام کیا۔ یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مانوس ہو گیا۔

اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ایک جگہ ملنے کا وعدہ کیا تھا کہ دفعتہً میری اوپر نگاہ ہوئی، میں نے دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام آسمان و زمین کے درمیان موجود رہے، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر نرمی کے ساتھ شانے کے بل لٹا دیا اور سینہ کو چاک کر کے دل نکالا اور مشیت خداوندی کے بموجب اس سے کوئی شے خارج کی۔ بعد ازاں آبِ زمزم سے اس کو دھویا، پھر اسے سینہ میں رکھ کر شگاف زدہ حصہ درست کر دیا۔

بعد ازاں پشت پر مہرِ نبوت ثبت کر دی۔ اس کے بعد حلق کے قریب میری گردن کو پکڑا۔ اور کہا پڑھیے: میں امی تھا، اس لیے نہ پڑھا سکا، دوبارہ کہا پڑھیے۔ میں نے جواب دیا: میں نہیں پڑھ سکوں گا۔ پھر انہوں نے کہا: " اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ " اور پانچ آیتیں پوری کیں۔

اس کے بعد مجھے ایک شخص کے ساتھ وزن کیا اور میں اس پر وزنی رہا، پھر دو آدمیوں کے ساتھ اور اسی طرح میرے ساتھ تلنے والوں کی تعداد بڑھاتے گئے حتیٰ کہ سو آدمیوں کے ساتھ مجھے وزن کیا اور میں وزنی رہا پھر حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا: ان کی امت نے ان کی متابعت کر لی۔ اس کے بعد تو یہ عام ہو گیا کہ میرا گزر جس درخت اور پتھر کے قریب سے ہوتا، اس میں سے آواز آتی:

"اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ."

﴿طیالسی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں ایک آواز سنتا ہوں اور ایک روشنی دیکھتا ہوں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر ورقہ سے کیا تو انہوں نے کہا: "یہ وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا۔ اب اگر محمد ﷺ مبعوث ہوئے اور میں اس وقت تک زندہ رہا تو ان کے فرائض منصبی کی انجام دہی میں ان کی مدد کروں گا۔"

﴿احمد، ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو ورنوک کی مانند ایک فرش پر بٹھایا جس میں موتی اور یاقوت کی مرصع کاری تھی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

" اِقْرَاْبِا سْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَ کْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِا لْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِ نْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ o "

﴿سورۃ العلق﴾

اس کے بعد کہا: اے محمد ﷺ! آپ خوف نہ کیجئے، اس لیے آپ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) ہیں۔" پھر آپ لوٹ آئے، راہ میں شجر و حجر کہتے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ." اس صورتحال کے بعد آپ ﷺ مطمئن ہو گئے اور خوف جاتا رہا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب ورقہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: "آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کس طرح آتے ہیں؟" آپ نے جواب دیا آسمان کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کے دونوں بازو موتیوں کے ہیں اور ان کے پاؤں کے تلوے سبز رنگ کے ہیں۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حراء میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دیباج کا کپڑا لائے جس پر تحریر تھا:

" اِقْرَاْبِا سْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (اِلٰی قَوْلِہٖ) مَا لَمْ یَعْلَمْ o "

﴿ابن رستہ کتاب المعادف﴾

ابن رستہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کپڑا لائے اور کہا پڑھیے! حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: میں پڑھا لکھا نہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: " اِقْرَاْبِا سْمِ رَبِّکَ "

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اجیاد میں اپنی حالت عبودیت میں مستغرق تھے کہ آپ ﷺ نے فرشتہ کو دیکھا کہ وہ افق آسمان میں ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھے ہوئے کہہ رہا ہے: "اے محمد ﷺ! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں۔" حضور نبی کریم ﷺ اس عجیب و غریب آواز اور خطاب کو سن کر بہت متاثر ہوئے اور کئی بار فضا میں نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا: ہر بار فضا میں ایک فرشتہ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ یہاں سے اٹھ کر اپنی غمگسار اور رفیقہ حیات کے پاس تشریف لائے اور صورتحال بیان فرمائی۔ مزید فرمایا کہ:

"اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ شاہد و علیم ہے کہ میں نے بتوں اور کاہنوں سے ہمیشہ نفرت کی ہے اور اب مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں کاہن نہ بن جاؤں۔"

انہوں نے جواب دیا: (لہجے اور الفاظ دونوں میں اعتماد و صدامت کی وجہ سے زور و اثر پیدا ہو گیا تھا۔) "ہرگز نہیں۔ اے محترم! آپ اس طرح سوچئے، یقیناً خدا آپ کے ساتھ اسی طرح ہرگز بھی نہ ہونے دے گا، کیوں؟ اس لیے کہ آپ صلہ رحمی کرتے، راست بازی اختیار کرتے اور امانت میں دیانت اور حفاظت

کرتے ہیں، آپ کا اخلاق اور کردار حسن و پاکیزگی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، بھلا خدا ایسے شخص کو ضائع کریگا۔''

نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، حالات بیان کیے، ورقہ نے کہا: ''واللہ! یہ صادق ہیں اور یہ رسالت کے ابتدائی مراحل ہیں اور وہ آنے والا ناموس اکبر ہے۔'' جو سابقہ پیغمبروں پر نازل ہوتا رہا ہے، اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! محمد ﷺ سے کہہ دو، وہ خیر کے سوا کچھ نہ سوچیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب غارِ حرا میں وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ چند روز وہیں پر مقیم رہے، مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر نہ آئے۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کو شدید طور پر حزن و ملال ہوا جس نے ایک بے چینی اور اضطراب کی صورت اختیار کر لی، آپ کبھی جبل خیبر پر جاتے اور کبھی جبل حراء پر اور کبھی ارادہ کرتے کہ خود کو ان پہاڑوں کی بلندی سے گرا دیں۔ ایک موقع پر ایسے ہی ارادہ پر عمل کرنے ہی والے تھے کہ ایک آواز کا احساس ہوا، نظر اٹھائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر آئے، وہ کہہ رہے تھے:

''اے محمد (ﷺ)! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔'' یہ ندائے شہادت سننے کے بعد آپ ﷺ واپس آ گئے۔ دل کو سکون حاصل ہو چکا تھا اور اس کے بعد سلسلہ احکام و وحی شروع ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ورقہ بن نوفل کی عقیدت اور نعت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم ﷺ کے حالات ورقہ سے بیان کرتی تھیں، ان سے متاثر ہو کر اس موحد عالم و کاتب انجیل و تورات نے یہ اشعار کہے:

یا للرجال و صرف الدهر و القدر	و ما لشیء قضاء الله من غیر
حتی خدیجة تدعونی لا خبر ها	و ما لها بخفی الغیب من خبر
جاء ت لتسا لنی عنه لا خبوها	امرا اراه سیأ تی الناس من اخر
و خبر تنی بامر قد سمعت به	فیما مضی من قدیم الدهر و العصر
بان احمد یا تیه و یخبره	جبرئیل انک مبعوث الی البشر
فقلت علی الذی ترجین ینجزه	لک الا له فرجی الخیر و انتظری
وارسلته الینا کی نسائله	عن امره ما یری فی النوم و السهر
فقال حین اتانا منطقا عجبا	یقف منه اعالی الجلد والشعر
انی رأیت امین الله واجهنی	فی صورة اکملت من اهیب الصور
ثم استمر فکان الخوف یذعرنی	مما یسلم ما حولی من الشجر
فقلت ظنی وما ادری ایصدقنی	ان سوف تبعث تتلو منزل السور
و سوف آتیک ان اعلنت دعوتهم	من الجهاد بلا من ولا کدر

ترجمہ: ''لوگوں کا، حوادثِ زمانہ کا اور قضاء وقدر کا عجیب اور حیرت فزا حال ہے حالانکہ کسی بھی شے کیلئے اللہ تعالیٰ کی قضاء میں تبدیلی نہیں ہے۔حتیٰ کہ (حضرت سیدہ ام المومنین) خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھے بلاتی ہیں کہ میں ان کو بتادوں، دراصل انہیں غیب کی خبر کی کچھ بھی خبر نہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے پاس اس مقصد سے آئیں کہ میں ان کو اس بارے میں بتاؤں جو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھا، عنقریب وہ نبی آخر کی حیثیت سے آئیں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے ایسے امر کی اطلاع دی، جس کو میں زمانہ قدیم سے سنتا آرہا ہوں۔ مجھے (حضرت) خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کی خبر دی کہ (حضور) احمد ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام یعنی ناموس اکبر آئے ہیں اور یہ کہ آپ تمام کائنات (مخلوق) اور تمام انسانوں کی طرف رسول ہیں۔ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا جس چیز کی تم امید رکھتی ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے پوری کردے گا تو تم بھلائی کی امید رکھو اور انتظار کرو۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو ہمارے پاس بھیجا تاکہ ہم ان سے وہ احوال دریافت کریں جو آپ خواب اور بیداری میں دیکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ جب ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ایسی عجیب بات سنائی، جس سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ (رسول اللہ ﷺ) نے فرمایا: میں نے اللہ کے امین کو سامنے دیکھا، ایسی صورت میں جو ہیبت ناک صورتوں میں کامل تھی۔ پھر وہ اللہ کا امین مجھے مسلسل نظر آتا رہا اور اردگرد کے درختوں کے سلام کرنے سے میں خوف وہراس کھاتا رہا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: میرا گمان ہے اور میں جانتا ہوں وہ میری تصدیق کرتی ہے کہ عنقریب آپ مبعوث ہوں گے اور نازل شدہ سورتوں کی تلاوت کریں گے۔ اور میں نے کہا عنقریب میں آپ کے پاس حاضر ہوں گا اور اگر آپ نے جہاد کا اعلان کیا، میرا آنا بغیر احسان اور بغیر کدورت کے ہوگا۔''

﴿حاکم، ابن اسحاق﴾

پتھر کا نبی کریم ﷺ کو سلام کرنا:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے جس رات میں مبعوث ہوا وہ پتھر مجھے سلام کرتا تھا۔ بے شک میں اس کو پہچانتا ہوں، جب میں اس کے پاس سے گزرتا ہوں۔

﴿طیالسی، ترمذی، بیہقی﴾

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کی ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو پہنچاتا ہوں جو مجھکو بعثت سے پہلے سلام کرتا تھا اور میں اب بھی اسے پہچان سکتا ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے۔ آپ ایک روز نواحی علاقہ میں تشریف لے گئے تو جو چٹان، پتھر اور درخت ہم کو قریب راہ ملتا وہ آپ ﷺ سے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ'' کہتا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی تو میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا، اس سے آواز آتی:

"اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ۔"

﴿بزاز، ابونعیم﴾

بنت ابی تجراۃ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو منصب نبوت عطا فرمایا۔ اس زمانے میں قضاءِ حاجت کیلئے آپ ﷺ درود شریف لے جاتے، تو راہ کے درختوں اور پتھروں سے آپ ﷺ یہ کلمات سنتے:

"اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ۔"

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

اغیار کی زبان سے بعثت رسول اللہ ﷺ کی خبریں:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے جس کے آخر میں مزید یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کو جواب سلام "وعلیک السلام" کے الفاظ سے عنایت فرماتے۔ یہ جواب آپ ﷺ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سکھایا تھا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بصرہ کے بازار میں گیا ہوا تھا وہاں کے صومعہ کے راہب کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا: "ان نووارد سوداگروں سے پوچھو کہ ان میں کوئی حرم مکہ کا رہنے والا ہے؟" میں (یعنی طلحہ) نے جواب دیا: "جی ہاں! میں حرم کا رہنے والا ہوں۔" راہب نے پوچھا: "کیا سرزمین حرم میں احمد نے ظہور کیا ہے؟" میں نے راہب سے وضاحت چاہی کہ: "احمد کون؟" راہب نے بتایا:

"ابن عبداللہ بن عبدالمطلب، کیونکہ یہی وہ مہینہ ہے جس میں ان کا ظہور ہوتا ہے اور وہ آخری نبی ہیں۔ ان کے ظہور کا مقام حرم اور ہجرت کی جگہ نخلستانی، پتھریلی اور شور کی زمین ہے۔ تم کو چاہیے کہ ان پر ایمان لانے میں سبقت کرو۔"

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے مجھ پر راہب کی بات کا اثر ہوا میں مکہ آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا راہب نے بصرہ میں جو کچھ بیان کیا تھا انہیں بتایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے ساتھ ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے طلحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ سن کر مسرور ہوئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ نوفل بن عدد یہ کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر اس رسی سے دونوں کو باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان دونوں حضرات گرامی کا لقب عام طور پر "قَرِیْنَیْنِ" پڑ گیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک قافلہ کے ساتھ بغرض تجارت

یمن گیا۔ اس قافلہ میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے تو ایک خطہ حنظلہ بن ابوسفیان کا پہنچا، جس میں لکھا تھا:

''محمد (ﷺ) ابطح میں کھڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں اور تم سب کو اللہ کی توحید کی طرف بلاتا ہوں۔''

یہ اطلاع اب پورے یمن میں پھیل گئی، جس کو سن کر ایک یہودی عالم میرے پاس آیا اور اس نے کہا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے قافلے میں اس شخص کا چچا ہے جس نے حرم میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں، میں اس کا چچا ہوں۔ اس کے بعد یہودی عالم نے کہا: ''میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمہارے بھتیجے میں جوانی کی خودسری یا عقل ، دانش کی کمی ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''واللہ! بالکل بھی نہیں، وہ نہ جھوٹے ہیں، نہ خائن، اسی وجہ سے تمام قریش ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ''الامین'' کہہ کر پکارتے ہیں۔''

پھر یہودی نے سوال کیا: ''کیا وہ لکھنا جانتے ہیں؟'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا ارادہ ہوا کہ میں کہہ دوں کہ لکھنا جانتے ہیں مگر پھر خیال ہوا ابوسفیان سنے گا: کہیں مجھے جھٹلا نہ دے۔

اس لیے میں نے جواب دیا: ''نہیں، وہ لکھنا نہیں جانتے۔'' میرے جواب کو سن کر وہ یہودی اچھل پڑا اور اپنی رِدَا چھوڑ کر تیزی سے روانہ ہو گیا۔ وہ کہتا جاتا کہ اب یہودی قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر جب ہم اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابوسفیان نے کہا: ''اے ابوالفضل! یہودی تو تمہارے بھتیجے پر مرعوب ہیں۔'' میں نے کہا: تم نے دیکھ ہی لیا۔ تو کیا ابوسفیان! بہتر نہ ہوگا کہ تم ان پر ایمان لاؤ، کیونکہ اگر وہ حق پر ہیں تو تم قبول حق میں سبقت لے جاؤ گے اور اگر وہ باطل پر ہیں تو تمہارے ساتھ اور بھی لوگ ہوں گے جو انجام ان کا ہوگا، وہی تمہارا ہوگا۔''

ابوسفیان نے کہا: ''میں تو محمد ﷺ پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک میں مقام کداء میں گھوڑے نمودار ہوتے نہ دیکھ لوں گا۔'' میں نے کہا: ''تم کہہ رہے ہو؟''

ابوسفیان نے جواب دیا: ''کچھ نہیں، یہ کلمہ تو میری زبان پر یونہی آ گیا، ورنہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کداء پر گھوڑے نہیں نمودار ہونے دے گا۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں۔) بیان کرتے ہیں۔ فتح مکہ کے روز ہم نے دیکھا کہ گھوڑے مقام کداء پر نمودار ہو رہے تھے، چنانچہ میں نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا تمہیں اپنی وہ بات یاد ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں! اسی کو یاد کر رہا ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور امیہ بن ابی الصلت شام گئے تو امیہ نے مجھ سے کہا: نصرانی علماء میں سے کسی کو تم جانتے ہو کہ جو علومِ کتب سماویہ کا ماہر ہو؟ تاکہ ہم اس سے مل کر کچھ سوالات کریں۔ میں نے جواب یا کہ مجھے تو ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ امیہ میرا جواب کر سن کر چلا گیا اور پھر واپس آ کر اس نے مجھ سے کہا:

''میں فلاں عالم کے پاس گیا تھا اور میں نے اس سے بہت سی باتیں پوچھیں اور میں نے اس سے ''نبی منتظر'' کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا وہ عربی نژاد ہے، میں نے پھر سوال کیا: ''وہ عرب کے کس علاقے سے ہوگا؟'' اس نے جواب دیا: ''وہ ساکنانِ حرم قریشیوں میں سے ہوگا۔'' پھر میں نے نبی منتظر کے اوصاف بیان کرنے کو کہا تو اس نے بتایا: ''وہ ہنوز نوجوان ہیں جب کہولت (ادھیڑ عمر) میں داخل ہوں گے تو نبوت و بعثت سے سرفراز ہوں گے۔ وہ مظالم و محارم سے بیزار ہوں گے۔ حسن عمل اور صلہ رحمی ان کا مشرب ہوگا، نسبا نجیب الطرفین ہوں گے اور ان کو تائید و نصرت خداوندی حاصل ہوگی۔''

میں نے کہا: ''ان کے ظہور و بعثت کے آثار کیا ہوں گے؟'' اس نے بتایا: ''جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے گئے ہیں، ملک شام میں تیس زلزلے آچکے ہیں جن میں ہر زلزلہ ایک بڑی مصیبت تھی۔ اب صرف ایک زلزلہ باقی ہے جس کے اثرات عام ہوں گے۔''

ابوسفیان رضی اللہ عنہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے امیہ سے کہا: ''یہ سب باتیں افسانہ اور غلط ہیں اور ان پر یقین کر لینا سادہ لوحی ہے۔'' امیہ نے جواب دیا: ''قسم ہے اس ذات کی کہ جس کی سوگند اور قسم کھائی جاتی ہے۔ یہ باتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں اور جن کا تعلق آنے والے دنوں سے ہے وہ رونما ہو کر رہیں گی۔'' پھر ہم واپس آنے لگے تو اچانک ہمارے پیچھے ایک سوار یہ کہتا ہوا آیا کہ تمہارے بعد شام میں ایسا زلزلہ آیا کہ اہل شام ہلاک ہو گئے اور ایک ابتلائے عام میں گرفتار ہیں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امیہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم نے نصرانی کی بات کو کیا پایا؟ میں نے کہا: واللہ! اس کی بات حق ہے۔ جب سامان تجارت فروخت کے مکہ واپس آیا تو لوگ میرے پاس آئے اور سب سے پہلے اپنے مال کے بارے میں انہوں نے استفسار کیا پھر میرے پاس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، مجھے خوش آمدید کہا میرے سفر اور قیام کے بارے میں دریافت کیا لیکن اپنے مال تجارت کے بارے میں کچھ نہ پوچھا جس پر مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تعجب ہے کہ انہوں نے اپنے مال کے بارے میں کچھ نہ پوچھا۔ ہندہ نے کہا کہ تم ان کی شان کو نہیں جانتے وہ گمان کرتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہندہ نے یہ باتیں کچھ اس طرح کہیں کہ میں قائل سا ہو گیا۔ اس وقت مجھے اس نصرانی کی بات یاد آ گئی۔ میں نے ہندہ سے کہا کہ محمد گمان سے زیادہ عاقل ہیں، کہ وہ یہ فرمائیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہندہ نے کہا کہ ہاں واللہ! وہ یہی کہتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ درازی عمر کے حسن و قبح کے سلسلہ میں امیہ اور میرے درمیان بات چھڑی ہوئی تھی۔ امیہ نے کہا: ''ابوسفیان! قطع کلام نہ کرو، میری بات تمام ہونے دو، ہاں! تو میں نے اپنی کتاب میں ایک نبی کا ذکر پڑھا ہے جو ہمارے علاقہ میں پیدا ہوگا اور یہیں مبعوث ہوگا میرا گمان خود اپنے بارے میں بھی تھا کہ شاید یہ منصب مجھ کو مل جائے۔ میں نے پھر مزید معلومات اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ نبی اولاد عبد مناف

سے ہوگا پھر میں ان سب کا پوری احتیاط سے فرداً فرداً جائزہ لیا تو میری نظر سب برادری پر سے گزرتی ہوئی عتبہ بن ربیعہ پر ٹھہری۔ اب جب تم نے عتبہ کی عمر کے بارے میں وضاحت کی تو میں نے سمجھ لیا کہ وہ نبی عتبہ بھی ہوسکتا، اس لیے کہ اس کی عمر چالیس سے زیادہ ہوچکی ہے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ میں امیہ کے پاس پہنچا اور استہزاء کے طور پر کہا جس نبی کے بارے میں تم ذکر کرتے تھے وہ ظاہر ہوگیا ہے۔ امیہ نے جواب میں کہا: آگاہ ہو جاؤ وہ نبی برحق ہے، اس کی پیروی کرو اور گواہ رہو کہ میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے دنوں میں قریش کے کچھ لوگ سمندری سفر پر تھے، طوفانی ہواؤں نے کشتی کو ساحل جزیرہ پر لگا دیا۔ جزیرہ کے ایک شخص نے اہل کشتی سے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا: ''ہم قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔'' اس نے پوچھا: قریش کون لوگ ہیں؟ اہل کشتی نے جواب دیا: ساکنانِ حرم، جب اس نے پہچان لیا تو کہا: ''اہل حرم تو ہم ہیں، تم اہل حرم نہیں ہو سکتے۔' اس وقت معلوم ہوا کہ وہ قدیم قوم جرہم سے تعلق رکھتا تھا جو اس وادی غیر ذی زرع کے اولین آباد کار تھے۔ اس نے کہا تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے گھوڑوں کا نام اجیاد رکھا گیا؟ پھر خود ہی کہا اس لیے کہ وہ تیز رفتار تھے۔

اس کے بعد قریشیوں نے اس سے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا کہ ہم میں ایک شخص اس طرح دعویٰ نبوت کرنے لگا ہے۔ جرہمی شخص نے کہا کہ تم سب اس کی پیروی کرو اگر میں اس قدر بوڑھا نہ ہوتا تو ان کی خدمت میں ضرور پہنچتا۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ﴾

حضرت معمر حمیری کی عقیدت اور نعت مصطفیٰ ﷺ:

عبدالرحمٰن بن حمید رحمۃ اللہ علیہ کے دادا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے سال اول میں یمن کا سفر کیا اور عسقلان حمیری کے پاس قیام کیا۔ وہ بہت بوڑھا اور کمزور تھا اور ثقل سماعت بھی تھا۔ اس کی اولاد در اولاد کا سلسلہ طویل تھا۔ صبح کو مسند پر اس کو بٹھایا گیا اور سب بیٹے پوتے اور پر پوتے وغیرہ سلیقہ کے ساتھ اس کے روبرو بیٹھے۔ مجھ کو بھی مہمان کی حیثیت سے بٹھایا گیا۔

حمیری بزرگ نے مجھ سے کہا: ''قریشی مہمان! اپنا نسب بیان کرو۔'' میں نے دوبارہ سلام کیا اور کہا: ''میرا نام عبدالرحمٰن ہے اور میں عوف بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث بن زہرہ کا بیٹا ہوں۔'' اس نے کہا: ''اے معزز زہری مہمان! بس کافی ہے کیونکہ باقی سے میں واقف ہوں کیا میں تم کو ایک ایسی اچھی خبر نہ دوں جو تمہارے لیے تجارت کے فائدوں سے زیادہ نفع بخش ہے؟''

میں نے کہا: ''ضرور بتایئے۔'' اس نے کہا میں تم کو تعجب میں ڈالنے والی اور رغبت وشوق پیدا

کرنے والی بشارت سناتا ہوں۔'' گزشتہ ماہ تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے، جس کے خصائل پسندیدہ ہیں اور اس پر کتاب نازل ہوئی ہے اور اس کیلئے ثواب مقرر کیا گیا ہے، وہ بت پرستی سے روکتا ہے اور اسلام کی طرف بلاتا ہے، حق کی تلقین کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا رہتا ہے۔''

میں نے دریافت کیا: ''وہ کس قبیلہ سے ہے؟'' انہوں نے کہا: ''وہ بنی ہاشم سے ہے اور تم لوگ اس کے ''ننہالی'' ہو تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ تم قیام کو مختصر کردو اور جلد لوٹ جاؤ، جا کر اس کے کاموں میں تعاون کرو اور اس کی تصدیق کرو اور ان اشعار کو لے جا کر ان کی بارگاہ میں پیش کرو۔

اشھد باللہ ذی المعالی و فالق اللیل والصباح
انک فی السرو من قریش یا ابن المفدی من الذباح
ارسلت تدعو الی یقین ترشد للحق و الفلاح
اشھد باللہ رب موسیٰ انک ارسلت بالبطاح
فکن شفیعی الی ملیک یدعو البرایا الی الفلاح

ترجمہ: ''میں اس اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو بلندیوں اور سلسلہ روز و شب کا قائم رکھنے والا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ جواں مردی میں قریش ہیں اور اس شخص کے فرزند جس کا ذبیحہ سے فدیہ دیا گیا۔ آپ ﷺ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور (تذبذب و ریب سے نکال کر) یقین کی منزل کی طرف لے جاتے ہیں اور حق و فلاح کی راہ دکھاتے ہیں۔ میں اس اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں جو حضرت موسیٰ کا رب ہے، بلاشبہ آپ ﷺ بطحا میں رسول اللہ ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اے رسول اللہ ﷺ! آپ بارگاہ خداوندی میں میری شفاعت فرمائیے، کیونکہ حق تعالیٰ لوگوں کو فلاح کی طرف بلاتا ہے۔''

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان اشعار کو (جن میں ''شہادت رسالت، مدح نبوت نکاح کی دعوت اور منصب شفاعت کا مضمون بے پناہ ارادت اور جذبہ اخلاص کے ساتھ نظم کیا گیا تھا۔) یاد کر لیا اور اپنی ضروریات جلد از جلد پوری کر کے مکہ لوٹ آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے کہا وہ محمد بن عبداللہ ہیں تم ان کی خدمت میں حاضر ہو۔

چنانچہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ''میں ایک خوش اخلاق شخص کے چہرے کو دیکھ رہا ہوں اور میں اس کیلئے خیر کی امید رکھتا ہوں، جسے تم پیچھے چھوڑ کر آئے ہو۔'' میں نے عرض کیا: ''اے محمد ﷺ! وہ کون سی بات ہے؟''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میرے لیے ایک امانت لے کر آؤ، کسی بھیجنے والے نے تم کو میرے پاس ایک پیام کے ساتھ بھیجا ہے، وہ جو کچھ ہے بیان کرو۔'' پھر مجھے اپنے میزبان اور بوڑھے حمیری کا پیام یاد آ گیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کے ارادت مند اشعار جو دراصل اس کے والہانہ جذبات

تھے جو شعر و نغمہ میں اپنی پرزور کیفیت کی وجہ سے ڈھل گئے تھے، سنائے اور میں نے اسلام قبول کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت معمر حمیری رضی اللہ عنہ خاص مومنین میں سے ہے چونکہ ایسے لوگوں کی تعداد جنہوں نے اپنی چشم سر سے مجھے نہ دیکھا مگر میری تصدیق کی، مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری محبت میں آنکھوں کو پرنم اور دلوں کو داغدار کرلیا، وہ لوگ میرے سچے بھائی ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

مذبوح بچھڑے کا بعثت نبوی کی شہادت دینا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے ایک خوبصورت شخص کا گزر ہوا جو چہرے اور بشرے سے نیک اور ذہین معلوم ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو روک کر اس کا حال دریافت کیا، تو اس نے بتایا زمانہ جاہلیت میں وہ عرب کا کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہاری جنیہ (جِنّیُ) سب سے زیادہ عجیب اور غیر متوقع کون سی خبر لے کر تمہارے پاس آئی؟ اس نے بتایا کہ ایک روز میں بازار مکہ میں تھا تو وہ جنیہ مجھ سے ملی۔ میں نے اس کو پریشان حال میں دیکھ کر اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا:

الم ترا الجن و ابلاسها و یاسها من بعد انکا سها

و لحو قها بالقلاص و احلا بها

ترجمہ: ''تم نے جنوں کو اور ان کی حالت بے خبری کو نہیں دیکھا اور ان کو اوندھا ہونے کے بعد ان کی محرومی کو اور ان کو اونٹوں اور پالانوں کے پاس ہونا نہیں دیکھا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو، میں بھی ایک روز عرب کے اصنامی معبودوں کے پاس ہی محوخواب تھا کہ ایک شخص گائے کا بچھڑا لے کر آیا جس کو اس نے ذبح کیا ہی تھا کہ اس نے ایک بہت بڑی اور غیر معمولی چیخ ماری، میں نے اس قدر پرزور آواز کبھی نہیں سنی تھی۔ اس کے کلمات یہ تھے:

''يَا جَلِيحُ اَمْرٌ نَجِيحٌ رَجُلٌ نَصِيحٌ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ''

ترجمہ: ''یعنی اے جلیح! یہ امر نجات بخش ہے اور وہ شخص سچا خیر خواہ ہے جو اس حقیقت کا ابلاغ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

لوگ دنگ رہ گئے اور پھر راہِ فرار اختیار کی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس وقت تک نہ جاؤں گا، جب تک یہ معلوم نہ کرلوں کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسری بار پھر اس نے وہی کلمات اسی آواز سے کہے اور پھر تیسری بار اور اس واقعہ نداء کے بعد کچھ ہی مدت گزری تھی کہ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہو گئے۔

﴿بخاری﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ قبیلہ غفار کے لوگ اپنے بتوں پر چڑھاوے کیلئے ایک گائے کو لائے ابھی وہ گائے بت پر ذبح ہونے کی وجہ سے پجاریوں کے نزدیک تبرک بنی کھڑی ہوئی تھی

کہ اس نے بہ بانگ دہل کہا:

"یَا لَذَرِیْحُ اَمْرٌ نَّجِیْحٌ صَا ئِحٌ یَصِیْحُ لِسَانٌ فَصِیْحٌ یَدْعُوْ بِمَکَّۃَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"

یہ سن کر لوگ اس کے قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے میں توقف کرنے لگے اور وہاں سے ٹل گئے، اس کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ نبوت محمدی ﷺ سے کفر کے ماحول میں ہلچل کی خبریں سننے لگے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم سے ایک بوڑھے نے حدیث بیان کی، اس نے کہا میں اپنے گھر والوں کی گائے کو ہانک رہا تھا تو میں نے اس کے پیٹ میں سے یہ آواز سنی:

"یَا لَذَرِیْحُ قَوْلٌ فَصِیْحٌ رَجُلٌ یَصِیْحُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"

اس کے بعد ہم مکہ آ گئے تو ہم کو معلوم ہوا کہ محمد ﷺ نبوت سے سرفراز ہو گئے ہیں۔

﴿احمد، بیہقی﴾

جن کی زبانی بعثت نبی ﷺ کی شہادت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سواد ابن قارب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب یا تحریک کس طرح ہوئی؟" حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے کہا: "میرا ایک جن تھا۔ میں ایک رات میں سو رہا تھا کہ وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اٹھو اور سمجھو اور جان لو اگر تم میں کچھ عقل ہے کہ لوئی بن غالب کی اولاد سے رسول اللہ مبعوث ہو چکے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

عجبت للجن و انجاسها　　و شدها العیس با حلاسها
تهوی الی مکة تبغی الهدی　　مامو منوها مثل ارجاسها
فانهض الی الصفوة من هاشم　　واسم بعینیک الی رأسها

ترجمہ: "مجھے جنات اور ان کی نجاستوں اور ان کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر تعجب ہے۔ کہ وہ جنات مکہ کی طرف آ کر ہدایت کے خواستگار ہو رہے ہیں اور جنات میں جو صاحب ایمان ہیں وہ ناپاک جنات کی طرح نہیں ہیں۔ لہٰذا تم بنی ہاشم کے صاحب پاک سیرت کی خدمت میں پہنچو اور اولادِ ہاشم کے سردار کی جانب ذرا جائزہ گیر نگاہ سے تو دیکھو۔"

پھر اس نے مجھے بیدار کر کے اور خوف زدہ کر دیا اور کہا: "اے سواد بن قارب، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرما دیا ہے تو تم اس کے پاس پہنچو اور رشد و ہدایت حاصل کرو۔ دوسری رات مین وہ جن پھر آیا اور مجھے خواب سے بیدار کر کے یہ اشعار سنانے لگا۔

عجبت للجن و لطلابها　　و شدها العیس با قتابها
تهوی الی مکة تبغی الهدی　　ماصاد قوا الجن ککذابها
فارحل الی الصفوة هاشم　　لیس قدامها کاذنا بها

ترجمہ: ''مجھے جنات اور ان کی طلب اور ان کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر حیرت ہوتی ہے۔ جنات مکہ کی طرف سفر کے رشد و ہدایت کے طالب ہیں اور گروہ جنات میں جو صدق صفا کے حامل ہیں۔ وہ کذب وافترا کے خوگر جنوں کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں۔ تو تم بنی ہاشم کے پاک سیرت شخص کے پاس سفر کر کے پہنچو ان کے اگلے لوگ، ان کے پچھلے لوگوں کی مانند نہیں ہیں۔''

۞ پھر جب تیسری رات آئی تو وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو بیدار کر کے، حسب ذیل اشعار سنائے:

عجبت للجن و تجسارها	و شدها العیس باکوارها
تهوی الی مکة تبغی الهدی	لیس ذو والشر کا خیارها
فانهض الی الصفوة من هاشم	مامو منو الجن ککفارها

ترجمہ: ''میں، جنات پر اور ان کی جسارت پر اور اونٹوں پر کجاوے باندھنے پر تعجب کرتا ہوں وہ جنات مکہ پہنچ کر ہدایت و رہنمائی کی جستجو میں ہیں اور برے جنات ان کے اچھے جنوں کی مانند ہرگز نہیں ہیں۔ تو تم بنی ہاشم کے پاس سیرت شخص کی خدمت میں حاضر ہو اور صاحب ایمان جن، کافر جنوں کے مانند نہیں ہیں۔''

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے مسلسل تین راتوں تک یہ وعظ سنا تو میرے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت جانشین ہوگئی۔ میں روانہ ہوا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے سواد بن قارب! مرحبا ہم جانتے ہیں کہ کس نے تم کو بھیجا ہے۔'' میں نے گزارش کی: ''اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں نے واردات اور تاثرات کو اشعار کے قالب میں بھالا ہے، براہِ لطف و کرم اجازت دیجئے کہ بیان کر کے قلب کو سکون دوں، پھر میں نے عرض کیا:

اتانی رئی بعد لیل و هجعة	و لم یک فیها قد بلوت بکاذت
ثلاث لیال قوله کل لیلة	اتاک رسول من لؤی بن غالب
فشمرت عن ساقی الا زاروو وسطت	بی الذعلب الوجناء عند السباسب
فاشهد ان الله لا رب غیره	و انک مامون علی کل غائب
وانک ادنی المرسلین شفاعة	الی الله یا ابن الاکرمین الاطائب
فمرنا بما یا تیک یا خیر من مشٰی	وان کان فیما جاء شیب الذ وائب
و کن لی شفیعا یوم لا ذوشفاعة	سواک بمغن عن سواد بن قارب

ترجمہ: ''میرے پاس میرا جن رات کو سونے کے بعد آیا اور میں نے جس بارے میں بھی اس کی آزمائش کی وہ جھوٹا ثابت نہیں ہوا۔ تین راتوں میں وہ آیا اور ایک ہی بات اس نے کہی کہ

تیرے قرین لوی بن غالب کی اولاد سے پیغمبر ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ پھر میں نے پنڈلی سے اپنا تہبند اونچا کیا، تیز رفتار اور بڑے چہرے والی اونٹنی پر سوار ہو کر قطع مسافت کر کے حاضر ہو گیا۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہے، اس کے سوا کوئی رب نہیں اور بلاشبہ آپ ﷺ ہر غائب پر مامون ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمام رسولوں سے زیادہ مقرب و شفیع ہیں۔ اے صاحبان کرامت اور پاکوں کے فرزند۔ اے افضل الخلائق! جو امر آپ لائے ہیں اس کا ہمیں حکم دیجئے اگرچہ وہ اس قدر دشوار ہو کہ آدمی بوڑھا ہو جائے۔ مگر آپ میری اس دن شفاعت فرمائیں جس دن کوئی صاحب شفاعت آپ ﷺ کے سوا، سواد بن قارب کو چھڑانے والا نہ ہوگا۔''

(بیہقی، بزار)

بت کا بعثت نبوی کی شہادت دینا اور مازن طائی کا ایمان لانا:

ہشام بن محمد کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے طی کے مشائخ میں سے ایک شیخ نے حدیث بیان کی کہ حضرت مازن طائی رضی اللہ عنہ سرزمین عمان مین تھا، وہ اپنے گھرانے کے بتوں کا خدمتگار تھا اور اس کا ایک بت تھا جس کا نام ناجز تھا۔

ایک روز اس بت پر بھینٹ چڑھائی، تو بت سے آواز آئی: اے مازن! ایک خبر صادق سنو، جس سے تم بے خبر ہو۔ وہ یہ کہ ایک نبی کی بعثت اور اس پر نزول کلام ہوا ہے تم ان پر ایمان لا کر اس عذاب آتش سے بچ سکتے ہو، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ مازن نے کچھ دنوں بعد ایک اور ذبیحہ قربان کیا تو پھر آواز آئی: ''اے مازن! تو مسرور ہوگا، خیر ظاہر اور بدی ناپید ہوگئی، مضر سے ایک نبی دین الٰہی کی اشاعت کیلئے مبعوث ہو چکا ہے تو بت پرستی چھوڑ دے تا کہ عذاب جہنم سے بچ سکے۔'' مازن نے دل میں سوچا یہ تو حیرت ناک طریقہ پر ہدایت کی گئی جو میری بھلائی کی خاطر ہے۔

اسی اثناء میں مازن کا کہنا ہے کہ حجاز سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا: اپنے علاقے کی کوئی خاص خبر سناؤ۔ اس نے بتایا تہامہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو خود کو دین الٰہی کا داعی بتاتا ہے اور اس کا نام احمد ہے۔ میں نے خیال کیا: واللہ! یہ تو وہی اطلاع مل گئی جسکی مجھے خبر دی گئی ہے۔ اس کے بعد جلد ہی سفر کر کے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور نبی کریم ﷺ کی دعوتِ دین کو قبول کیا۔

پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں موسیقی، شراب اور عورتوں سے والہانہ فریفتگی رکھتا ہوں اور سالوں سے ہم قحط سالی میں مبتلا ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے اموال تباہ ہو گئے، ہمارے بچے، عورتیں اور مرد بھوکوں سے کمزور ہو گئے اور میرا کوئی لڑکا بھی نہیں ہے۔ میں ان باتوں کیلئے آپ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ ان کی درخواست پر اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَبْدِلْهُ بِا لطَّرْبِ قِرَاْةَ الْقُرْاٰنَ وَبِا لْحَرَامِ الْحَلَالَ وَاٰتِهٖ بِالْحَيَاءِ وَهَبْ لَهٗ وَالَدًا

ترجمہ: ''اے پروردگار کائنات! اس کے ذوق موسیقی کو قرأۃ قرآن سے اور حرام کو حلال

سے بدل دے اور بارش کیلئے حکم فرمادے اور اس کو فرزند نرینہ عطا فرما۔"

مازن رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ اس دعا مستجاب کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہماری تمام پریشانیاں رفع فرما دیا اور ہمارا سارا علاقہ عمان سرسبز و شاداب ہوگیا۔ میں نے چار خواتین سے نکاح کیا اور اللہ نے مجھے حیان جیسا لائق فرزند عطا فرمایا۔

(اس روایت کو طبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا۔)

﴿بیہقی﴾

ایک جن کی بعثت نبوی کی تصدیق:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب سے پہلے یہ خبر آئی کہ مدینہ کی ایک عورت کے تابع جن تھا۔ ایک روز جن پرندے کی صورت میں اس کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ عورت نے اس سے کہا نیچے اتر آ۔ تو اس نے جواب دیا: ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ ہم میں جو نبی مبعوث ہوا ہے اس نے ہر طرح کی بداخلاقی کو منع اور زنا کو حرام کر دیا ہے۔

﴿ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

ارطاۃ بن منذر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ضرم رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت پر جن آتا تھا پھر وہ غائب رہا اور ایک عرصہ تک نہیں آیا۔ کافی دنوں کے بعد وہ اس طریق پر جو اس کے سابقہ معمول کے خلاف تھا آیا۔ عورت نے پوچھا پہلے تیری عادت تو یہ نہ تھی؟ اس نے جواب دیا کہ مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے نبی مبعوث ہوئے ہیں اور میں نے ان کی ہدایت میں "حرمت زنا" کو معلوم کر لیا ہے لہٰذا اب میرا تجھ کو سلام ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل شام کی طرف روانہ ہوئے جب باب شام پر پہنچے تو وہاں ایک کاہنہ تھی، اس نے بتایا میرا جن آیا اور مکان کے دروازے پر کھڑا ہوگیا۔ میں نے کہا اندر کیوں نہیں آیا؟ جن نے جواب دیا: اب اس کی کوئی صورت نہیں اس لیے کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو گیا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں قطعی ممانعت کر دی ہے۔ یہ بتا کر وہ کاہنہ چلی گئی جب میں مکہ واپس پہنچا تو اہل مکہ نے بتایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوگئے ہیں اور قریش کو اللہ تعالیٰ کے دین فطرت کی دعوت دے رہے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

ابن ابی سبرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھ سے حضرت ذباب بن حارث رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت ابن وقشہ رضی اللہ عنہ کا ایک جن تابع تھا جو اس کو مستقبل کے بارے میں بتاتا تھا۔ ایک دن آیا اور اس نے کوئی خبر ابن وقشہ رضی اللہ عنہ کو دی اور پھر بغور دیکھ کر کہا کہ آج میں تجھے بڑی تعجب خیز بات سناتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں "نبی اللہ" ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور لوگوں کو دعوت

اسلام دے رہے ہیں مگر لوگ اعتناء نہیں کر رہے ہیں، بلکہ انکار اور سرتابی پر اتر آئے ہیں۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا: ''یہ ایک عجیب اور انوکھی خبر ہے؟'' جن نے کہا: ''میں اس سے زیادہ نہیں جانتا۔''

ابن وقشہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کچھ ہی عرصہ بعد میں نے نبی کریم ﷺ کی رسالت اور تحریک دین کی خبریں معتبر لوگوں سے سنیں اور اسلامی جماعت اور پیروان رسول میں شامل ہو گیا۔

﴿ابن شاہین، ابن مندہ، المعانی، دلائل النبوۃ، الجلیس﴾

عمر بن شبہ رحمۃ اللہ علیہ، جموح بن عثمان غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا زمانہ جاہلیت میں اپنے گھروں میں تھے تورات کے وقت ایک شخص کے چیخنے کی آواز سنی اور اس نے چھ اشعار کہے۔ دوسری ا تیسری راتوں میں بھی ایسی ہی آوازیں سنیں، پھر کچھ ہی دنوں کے بعد ہمارے پاس نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچی۔

غیبی آواز اور نبی کے مبعوث ہونے کا اعلان:

سفیان ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ سفر شام کیلئے روانہ ہوئے تھے، دورانِ سفر ہمارے قافلے نے زرقاء اور معان کے درمیان پڑاؤ کیا۔ یکا یک ہم نے ایک سوار کو کہتے سنا: ''اے لذت خواب کے دل دادگان اٹھو! یہ خواب راحت کا وقت نہیں۔ بحکم خداوندی بے شک مکہ میں عبدالمطلب کے گھرانے میں احمد ﷺ نے ظہور فرمایا ہے اور جنات ہر طرح سے راندہ کر دیئے گئے ہیں اور ان کو دھتکار دیا گیا ہے۔ اس آواز سے ہم سب لوگ کانپ گئے اگرچہ ہم لوگ قوی ہمت اور جوان تھے، ہمارے گروہ میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ آواز نہ سنی ہو۔

بحرحال جب ہم اس سفر شام سے واپس اپنے اپنے گھر کو ہوئے تو ہم نے مکہ مکرمہ میں نبی کے ظہور کے سلسلہ میں مختلف الخیال اور متضاد آراء کو موجود پایا۔ لوگوں کو ہم نے ہر جگہ اور ہر طرف یہی ذکر کرتے سنا کہ قریش میں عبدالمطلب سے ایک چالیس سالہ شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس شخص کا نام احمد (ﷺ) ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مکہ میں اس نبی کی دعوت کے سلسلہ میں دو گروہ پیدا ہو گئے ہیں، ایک گروہ اہل شرک کا ہے اور ایک جماعت علمبرداران حق کی ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

طلحہ تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تو کاہن ہے اور اپنی صاحبہ کے ساتھ تو نے عہد کیا تھا؟ اس نے جواب دیا: اسلام سے پہلے ایک دن وہ آئی اور سلام کہہ کر اس نے کہا: ''**الحق المبین والخیر الدایم غیر حلم النائم اللہ اکبر**'' پھر وہ چلی گئی۔ اس موقع پر ایک مسلمان نے کہا: ''اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اسی طرح کی ایک بات میں آپ سے عرض کرتا ہوں: ''ہم ایک لق و دق بیابان جا رہے تھے اس میں بجز اپنے قدموں کی چاپ کے ہم کچھ نہ سنتے تھے کہ دفعتہً ہم نے سامنے سے ایک سوار دیکھا اور اس نے ''**یا احمد، یا احمد اللہ اعلی و امجد، اتاک ما وعدک من الخیر یا احمد**'' پھر وہ چلا گیا، پھر

ایک انصاری نے کہا: ایک واقعہ میں بھی عرض کرتا ہوں۔ شام کے سفر کے دوران ہم بادیہ نوردی (بے آب گیاہ آبادی) میں تھے کہ ہاتف غیبی کو گاتے سنا۔ اشعار یہ تھے:

قد لاح نجم فاضاء مشرقه يخرج من ظلماء عسوف موبقه
ذاک رسول مفلح من صدقه الله اعلی امره و حققه

ترجمہ: ''بلاشبہ ایک ستارے نے طلوع فرمایا جس نے اپنی ضو سے مشرق کو جگمگا دیا، ہلاکت خیز اندھیروں سے وہ مخلوق کو نکالتا ہے۔ وہ ستارہ ایک رسول (ﷺ) ہے، جس نے اس کی تصدیق کی، پس اس نے فلاح پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے امر کو بلند کیا اور اسے ثابت کر دیا۔''

﴿ابونعیم﴾

ایک گستاخ جن کو عاشق رسول ﷺ جن نے قتل کیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جن نے جبل ابوقبیس پر جو مکہ میں ہے یہ آواز دی کہ:

قبح الله رأی کعب بن فهر ما ارق العقول والاحلام
دينها انها يعنف فيها دين آبآئها الحماة الکرام
حالف الجن حن يقضی عليکم ورجال النخيل والعام
يوشک الخيل ان تراها تهادی تقتل القوم فی البلاد العظام
هل کريم منکم له نفس حر ماجد الوالدين و الا عمام
ضارب ضربة تکون نکالا ورواحا من کربة و اعتمام

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کعب بن فہر کی رائے کو برا کرے، وہ کتنا کم عقل اور نادان ہے۔ ان کا دین ان کے برگزیدہ آباء کی حمایت کرنے والوں کا دین ہے اور (پھر بھی) وہ اس دین میں ملامت کیے جاتے ہیں۔ جب ان کو حکم دیا جائے گا تو جنات اور برنخلستان اور ریگ زار زمین کے رہنے والے لوگ ان کی حمایت کریں گے۔ عنقریب سبک خرام سواروں کو تم دیکھو گے، جبکہ بڑے بڑے شہروں میں لوگ قتل کیے جائیں گے۔ کیا تم میں کوئی جان ایسی ہے جو آزاد اور باعزت ہے اور جس کے والدین پر چچا لائق احترام سمجھے جاتے ہیں۔ وہ عزت والا شخص خواری کی مار لگانے والا ہے اور سختی و مصیبت سے خوشی کی جانب لے جانے والا ہے۔''

جب صبح ہوئی تو یہ بات تمام مکہ میں پھیل گئی اور مشرکین آپس میں ان شعروں کو مزاحیہ انداز میں گنگاتے اور مہذب و باوقار مسلمانوں کی جانب اشارے و کنایے کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے اس طرز عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ یہ شیطان کی آواز ہے جو بتوں کے ذریعہ لوگوں سے ''ہرزہ سرائی'' کرتا ہے اس کا نام مسعر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و خوار کرے۔ اس کے تین دن بعد اچانک جبل ابوالقبیس پر ہاتف کو کہتے سنا:

نحن قتلنا مسعرا لما طغی واستکبرا
و سفه الحق و سن المنکرا قنعته سیفا جروفا مبترا
بشتمه نبینا المطھرا

ترجمہ: ''ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر ڈالا جبکہ اس نے سرکشی کی اور تکبر کیا۔ مسعر نے حق کو سبک ٹھہرایا اور بری بات کو نعمت قرار دیا۔ مسعر کو اسی تلوار سے قتل کیا جو بنیادوں کو کھودنے والی ہے۔ مسعر کا قتل اس بناء پر ہے کہ اس نے ہمارے نبی پاک ﷺ کے ساتھ دشنام طرازی کی۔''

اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنات میں وہ عفریت ہے جس کا نام سمج ہے۔ اس نے مسعر کو قتل کیا۔ میں نے سمج کا نام عبداللہ رکھ لیا ہے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لے آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ مسعر کی تلاش میں کئی روز سے تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم ابتدائے اسلام کے وقت مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک ہم نے مکہ کے ایک پہاڑ پر سے نداء سنی ''اس میں لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا گیا تھا۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان ہے اور جس شیطان نے کسی نبی علیہ السلام کے خلاف علانیہ لوگوں کو ابھارا، اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا کچھ عرصہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو جنات کے اس عفریت کے ذریعہ قتل کرا دیا جس کا نام سمج ہے اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے۔'' پھر جب غروب آفتاب کا وقت ہوا تو میں نے ایک نداء کرنے والے کو اسی جگہ ندا کرتے سنا:

نحن قتلنا مسعرا لما طغی واستکبرا
و صغر الحق و سن المنکرا بشتمه نبینا المطھرا

﴿فاکہی، اخبار مکہ﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبوت محمدی ﷺ کا جب اعلان واظہار ہوا تو ایک جن نے جس کا نام مسعر تھا جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر کہا:

قبح الله رای کعب بن فھر

جب صبح ہوئی تو قریش کہنے لگے کہ تم نے اس قدر سستی دکھائی کہ جن تم کو ابھارنے پر مجبور ہو گئے۔

- پھر جب دوسری رات آئی تو اسی جگہ ایک جن جس کا نام سمج تھا، کھڑے ہو کر کہا:

نحن قتلنا مسعرا لما طغی واستکبرا
بشتمه نبینا المطھرا اور دته سیفا جروفا مبترا
انا نذود من اراد البطرا

ترجمہ: ''ہم نے مسعر کو قتل کر دیا جب اس نے سرکشی اور تکبر کیا۔ ہم نے اس لیے قتل کیا کہ اس نے ہمارے پاک نبی کے ساتھ گستاخی کی، میں اس پر ایسی تلوار لایا جو جڑ اور بنیاد کو کھود ڈالے۔ ہم اسے دور کرتے ہیں جو غیر مکروہ کو برا جانے۔''

﴿ابو نعیم، فاکہی، اخبار مکہ﴾

حضرت جندل بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: ایک جن میرا ساتھی تھا وہ اچانک میرے پاس آیا ہے اور اس نے ڈراتے ہوئے کہا:

هب فقد لاح سراج الدين لصادق مهذب امين
فارحل على ناجية امون تمشى على الصحصح والحزون

ترجمہ: ''اٹھ! دین کا چراغ روشن ہو گیا، اس نبی ﷺ کے ذریعہ جو صادق، مہذب اور امین ہے۔ اور تو ایسی اونٹنی پر سوار ہو جو مضبوط ہے اور وہ نرم و سخت ہر جگہ پر چلتی ہے۔''

میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔ میں نے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے کہا:

و ساطح الارض و فارض الفرض، لقد بعث محمد فى الطول و العرض، نشاء فى الحرمات العظام و هاجر الى طيبة الامينة

ترجمہ: ''قسم ہے مسطح زمین اور فرض کرنے والے کی! یقیناً محمد ﷺ طول و عرض میں مبعوث ہو گئے، انہوں نے مکہ مکرمہ میں نشو و نما پائی اور مدینہ طیبہ کی جانب ان کی ہجرت ہو گی۔''

یہ سن کر میں خوش ہو گیا اور جانے لگا تو اچانک میں نے ہاتف غیبی کو کہتے سنا:

يآ الراكب المزجى مطيته
نحو الرسول لقد و فقت للرشد

ترجمہ: ''اے ساربان! جو سوار ہو کر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں رواں دواں ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تو نے ہدایت کی توفیق پا لی۔''

﴿ابو سعید شرف المصطفٰی﴾

حابس بن دغنہ کا تصدیق نبوت کرنے کا عجیب طریقہ:

ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا قبیلہ بن کلب کا ایک مزدور تھا جس نام حابس بن دغنہ تھا۔ ایک دن وہ اپنے مکان کے صحن میں تھا کہ وہ بھاگ کر، خوف زدہ حالت میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ''آپ اپنے اونٹوں کو سنبھال لیجئے۔''

میں نے پوچھا: ''تو کس وجہ سے اس قدر خوف زدہ اور لرزاں و ترساں ہے۔'' تو اس نے جواب دیا کہ: ''میں فلاں وادی میں تھا کہ میں نے ایک بوڑھے کو پہاڑ کی گھاٹی سے نمودار ہوتے دیکھا۔ اس کا سر رخمہ (یعنی گدھ) کی مانند تھا پھر وہ آگے کی طرف بڑھتے ہوئے ایسی جگہ اتر جہاں پر عقاب تک پھسل جائے، مگر وہ قطعی بے خوف لٹکا ہوا تھا۔ میں دیکھتا رہا حتی کہ اس کے قدم زمین پر جم گئے۔ اس کے بعد

میں نے جو کچھ دیکھا بہت ہی عجیب ہے۔ اس نے کہا:

یا حابس بن دغنة یا حابس لاتعرضن الیک الوساوس
هذا سنا النور بکف القابس فاجنح الی الحق ولا توالس

ترجمہ: ''اے حابس بن دغنہ! تو اپنے دل میں کسی نوح کا خوف و ہراس اور کسی طرح کا خدشہ نہ لا، یہ روشنی دراصل تیرے نور بکف ہونے کی بناء پر ہے تو حق اور سچائی کی طرف مائل ہو اور فریب میں مبتلا نہ ہو۔''

حابس نے بتایا وہ بوڑھا یہ کہہ کر غائب ہوگیا اور میں نے اونٹوں کو وہاں سے ہانک کر دور ایک دوسری جگہ پر چرنے چھوڑ دیا اور میں لیٹ گیا اور پھر کسی کے ٹھوکر مارنے سے میری آنکھ کھلی، دیکھا تو وہی بوڑھا ہے۔ اس نے کہا:

یا حابس اسمع ما اقوال ترشد لیس ضلول حائر کا لمهتدی
لاتترکن نهج الطریق الاقصد قد نسخ الدین بدین احمد

ترجمہ: ''اے حابس! میرے قول پر دھیان دینے سے تو ہدایت یافتہ ہو جائے گی، گمراہ شخص ایک ہدایت یافتہ شخص کی طرح نہیں ہوسکتا۔ اے حابس! تو اعتدال اور میانہ رویہ کی راہ کو نہ چھوڑ۔ بے شک دین احمد ﷺ کے ذریعہ تمام ادیان منسوخ ہو گئے۔''

حابس نے بتایا میں اس کے بعد بے ہوش ہوگیا اور بہت دیر کے بعد مجھے ہوش آیا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے میرے دل کا امتحان لیا۔

نور کا ظہور اور ایک گستاخ کی موت:

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حج کے ارادہ سے نکلا۔ میں نے خواب میں دیکھا دراں حال یہ کہ میں مکہ میں تھا کہ کعبہ سے ایک نور چمکا اور پھر مدینہ کی پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں، اور میں نے نور سے آواز سنی کوئی کہتا تھا:

اِنْقَشَعَتِ الظُّلَمَاءُ وَ سَطَعَ الضِّيَاءُ وَ بُعِثَ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ

ترجمہ: ''تاریکی چھٹ گئی، نور روشن ہوگیا اور حضرت خاتم الانبیاء معبوث ہو گئے۔''

پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے دیکھا اور اس کی چمک میں، میں نے حیرہ کے محلات اور ابیض المدائن دیکھ لیے۔ پھر میں نے سنا کہ

''ظَهَرَ الْاِسْلَامُ وَ كَسِرَتِ الْاَصْنَامِ وَ وُصِلَتِ الْاَرْحَامُ''

ترجمہ: ''اسلام ظاہر ہوا اور بتوں کو توڑا اور صلہ رحمی کا دور، دورہ ہوگیا۔''

پھر میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہوگیا اور میں نے اپنے علاقے کے لوگوں سے کہا: میرا خیال ہے کہ قبیلہ قریش میں کوئی غیر معمولی بات رونما ہوگئی ہے اور پھر میں نے ان لوگوں سے اپنے خواب کو بیان کیا حتی کہ جب ہم اپنے علاقے میں واپس پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے۔ میں یہ اطلاع

پا کر مکہ آیا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں، حاضر ہو کر خواب کو بیان کیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہو کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے قبیلے میں جا کر دعوت اسلام دوں۔

آپ نے اجازت دے دی۔ لہٰذا میں نے تبلیغ اسلام کی جس کے نتیجے میں سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مگر ایک پختہ خو شخص مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے عصبیت کے پرزور جذبہ کے ساتھ کہا: ''اے عمرو بن عمرہ! تیری زندگی خراب ہو، کیا تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اور دین اسلام کے مخالف ہو جائیں۔ اس نے کہا:

ان ابن مرة اتی بمقالة ليست مقالة من يريد صلاحا
انی لا حسب قوله و فعاله يوما و ان طال الزمان رياحا
ايسفه الا شياخ ممن قد مضی من رام ذالک اصاب فلاحا

ترجمہ: ''بلاشبہ ابن مرہ ایسی بات لے کر آیا ہے جو (اپنے انجام وعواقب کے لحاظ سے) درستی وتعمیر کے حامل نہیں۔ میں ابن مرہ کے اقوال ونظریات کو ایک دن خلا میں سوچی ہوئی باتیں خیال کروں گا۔ اگرچہ اس میں زمانہ طویل گزر جائے۔ ہمارے بزرگ واسلاف کیا بے وقوف تھے جس کسی نے ایسا خیال کیا وہ فلاح کو نہ پا سکا۔''

اس کے جواب میں حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم دونوں میں جو بھی جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی خراب کر دے، اس کو زبان سے گونگا اور آنکھوں سے اندھا کر دے، تو پھر وہ شخص اس حال میں مرا کہ منہ ٹیڑھا، آنکھوں سے اندھا اور کانوں سے بہرا ہو گیا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

بتوں سے نبی کے مبعوث ہونے کی شہادت:

ابن خربوذ مکی اور خثعمی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ اس نے کہا اہل عرب حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر لیا کرتے تھے۔ وہ بتوں کو پوجتے اور ان سے فریادیں کرتے تھے۔ ایک رات ہم ایک بت کے پاس بیٹھے اس سے طلب دعا کر رہے تھے کہ دفعتہً ایک غیبی آواز نے کہا:

يا ايها الناس ذووا الاجسام و مسند والحكم الی الاصنام
ما انتم و طائش الاحلام هذا نبی سيد الانام
اعدل ذی حكم من الحكام يصدع بالنور و بالاسلام
و يردع الناس عن الا ثام مستعلن فی البلد الحرام

ترجمہ: ''اے لوگو! تم صاحب اجسام ہو کر، بتوں سے فریاد رسی چاہتے ہو اور ان کو درمیانہ میں سہارا یا سفارشی قرار دیتے ہو۔ حالانکہ تم کو عقل اور نادان نہیں ہو، سنو! یہ نبی ﷺ تمام مخلوق کے سردار ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ سارے حاکموں سے زیادہ عادل ہیں اور اسلام کے ہمہ گیر نور کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کو پرستش اصنام سے روکتے ہیں

اور یہ نبی بلد حرام میں ظاہر ہوا ہے۔"

راوی نے کہا ہم یہ اشعار سن کر خوف زدہ ہوگئے اور اس بات کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور مذکورہ اشعار ہماری زبان زد ہوگئے۔ یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں ظہور فرمایا اور اب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں تو میں مدینہ پہنچا اور اسلام لایا اور کچھ میرے ساتھ ساتھ اور دوسرے لوگ بھی۔

﴿ابونعیم، خرائطی، ابن عساکر﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بعثت سے ایک ماہ پہلے بوانہ میں بت کے قریب بیٹھے تھے، اس روز ایک اونٹ بت کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا چکے تھے کہ اچانک بت کے پیٹ سے یہ آواز بلند صدا ہوئی:

الا اسمعوا الی العجب، ذهب استراق السمع للوحی و یرمی بالشهب لنبی بمکة اسمه احمد مها جره الی یثرب

ترجمہ: "اے لوگو! سنو تعجب کی بات ہے خبروں کیلئے جنات کا آسمانوں سے باتوں کا چوری کرنا ختم ہوا، اب ان پر شعلے مارے جاتے ہیں، یہ ان نبی ﷺ کی وجہ سے ہے جن کا نام مکہ میں احمد ہے' ران کی ہجرت کا مقام مدینہ ہے۔"

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہم رکے رہے اور حیرت و استعجاب کرتے رہے۔ بالآخر نبی کریم ﷺ نے ظہور فرمایا۔

﴿ابن سعد، بزار، ابونعیم﴾

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت میں شام گیا ہوا تھا۔ میں اپنی کسی ضرورت سے باہر نکلا اور مجھے رات ہوگئی۔ میں نے دل میں کہا میں اس وقت کتنے بڑے بیابان کے آغوش میں ہوں۔ اس کے بعد میں لیٹ گیا، پھر میں نے ایک غیر معلوم آواز کو کہتے سنا:

"اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی پناہ تلاش کرو، کیونکہ جنات اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔" میں نے کہا: "میری ہدایت کے بارے میں وضاحت کرو۔" آواز آئی: "رسول امین ﷺ ظہور فرما چکے ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں، ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے، ہم نے اسلام قبول کر کے ان کا اتباع کرلیا ہے، اب جنوں کا فریب جاتا رہا ان پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔ اب تو محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور میں جا اور دعوت اسلام کو قبول کر۔"

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب صبح کا وقت ہوا تو ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے جواب دیا تم نے سچ کہا حرم سے ایک نبی کا ظہور ہوگا اور اس کی ہجرت گاہ بھی حرم ہوگی، تم کو تلقین صدا کے مطابق حرم مکہ جانا چاہیے۔

﴿ابونعیم﴾

خویلد ضمیری سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے اس کے پیٹ سے آواز سنی: "خبریں لانے کیلئے جنوں کی رسائی ختم ہوگئی، یہ اس نبی کی وجہ سے ہے جو مکہ میں

مبعوث ہوا، وہ مدینہ میں ہجرت کرے گا اور وہ نماز، روزہ اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ اس کا نام احمد ہے۔
﴿ابونعیم﴾

حضرت عباس بن مرداس ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے اندر قبول اسلام کی تحریک پیدا کرنے والے ابتدائی واقعہ کا تذکرہ اس طرح کیا کہ: میرے باپ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو اس نے مجھے ایک بت کی پرستش کی وصیت کی، اس صنم کو ضمار کہتے تھے۔ میں نے اس کو لا کر گھر میں مخصوص مقام پر رکھ لیا، میں ہر روز اس بت کے مراسم پرستش بجا لاتا، جس زمانے میں نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو میں نے ایک رات بت سے سنا وہ کہتا تھا:

قل للقبائل عن سلیم کلها　　هلک الانیس و عاش اهل المسجد
اودی ضمار و کان یعبد مرة　　قبل الکتاب الی النبی محمد
ان الذی ورث النبوة الهدی　　بعد ابن مریم من قریش مهتدی

ترجمہ: ''اے عباس! بنی سلیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو انیس ہلاک ہو گیا اور مسجد والے زندہ ہو گئے۔ ضمار بھی ہلاک ہو گیا وہ کبھی پوجا جاتا تھا، نبی کریم ﷺ پر نزول کتاب سے پہلے۔ قریش کے اس شخص نے ابن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت اور راہِ راست کی میراث پائی ہے، وہ ہدایت یافتہ اور ہدایت رساں ہے۔''

(عباس نے کہا) میں نے اس بات کو لوگوں سے چھپایا اور اس کا چرچا نہ کیا حتی کہ جب لوگ (علمبرداراں اسلام) غزوہ احزاب سے واپس آ رہے تھے اور ہم وادی عقیق میں ذاتِ عرق میں تھے تو میں نے زوردار آواز سنی جب دیکھا تو ایک شخص شترمرغ پر کھڑا نظر آیا وہ کہہ رہا تھا:

''النور الذی وقع یوم الاثنین ولیلة الثلثاء مع صاحب الناقة الغضباء فی دیار بنی اخی العنقاء

اس آواز کا جواب اپنے بائیں جانب سے کسی غیبی آواز نے دیا:

بشر الجن وابلاسها　　ان وضعت المطی احلاسها
و بینت السماء احراسها

حضرت عباس ﷺ کہتے ہیں کہ میں خائف ہو گیا اور یقین آ گیا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
﴿ابونعیم، ابن جریر، ابن الطراح کتاب الشعراء﴾

حضرت عباس بن مرداس ﷺ سے روایت ہے۔ میں دوپہر کے وقت اپنی اونٹنیوں میں گشت کر رہا تھا، اچانک مجھے ایک شترمرغ سفید روئی کی مانند نظر آیا اور اس پر سفید روئی کی مانند لباس پہنے ایک شخص سوار تھا اس نے کہا:

''اے عباس! تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں کو محافظوں نے گھیر لیا ہے اور جنگ اپنا سانس ختم کر چکی ہے اور گھوڑوں نے اپنے پالانوں کو رکھ لیا ہے۔ وہ شخص جو نیکی کو لائے

گا پیر کے بعد منگل کی شب میں بیدار ہو گیا اور وہ قصواء نامی اونٹنی کا مالک ہے۔''

یہ سن کر میں خوف زدہ ہو کر نکلا اور ضمار بت کے پاس آیا کہ اچانک وہ چیخا اور اس کے اندر سے آواز آئی: قُلْ لِلْقَبَائِلِ......جمیع ابیات سابقہ۔

﴿خرائطی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (تیسری سند) کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک آواز کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا ایک خوش رو، سفید پوش شخص سفید رنگ شترمرغ پر سوار کہہ رہا تھا: ''اے عباس رضی اللہ عنہ! کیا تو نے جنوں اور ان لوگوں کو نہ دیکھا جو بھلائی سے محروم ہیں۔ لڑائی نے بہادروں کو ہضم کر لیا ہے اور آسمانوں کو اس کے محافظوں نے گھیر لیا ہے۔'' یہ سن کر میں اس قول کے آثار اور تعبیر کی تلاش اور جستجو میں لگا رہا، بالآخر میرا چچازاد بھائی یہ اطلاع لے کر آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر دین الٰہی کی دعوت دے رہے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

سعید بن عمرو ہذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے بت پر جانور ذبح کیا تو اس بت سے یہ آواز سنی:

اَلْعَجَبُ كُلَّ الْعَجَبِ، خَرَجَ نَبِیٌّ مِّنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یَحْرُمُ الزِّنَا وَ یَحْرُمُ الذَّبْحَ لِلْاَصْنَامِ وَ حَرَسَتِ السَّمَاءُ وَرُمِیْنَا بِالشُّهُبِ

ترجمہ: ''کتنی عجیب اور حیرت ناک بات ہے کہ بنی عبدالمطلب میں ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں، انہوں نے زنا کو حرام قرار دیا اور بتوں کیلئے جانور ذبح کرنے کو حرام فرما دیا اور آسمان کو محافظوں نے گھیر لیا، اب ہمیں آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔''

یہ آواز سن کر ہم وہاں سے لوٹ آئے۔ پھر ہم مکہ مکرمہ آئے تو کسی نے بھی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر نہ دی۔ ایک روز ہماری ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ہم نے ان سے مدعی نبوت کے بارے میں پوچھا: انہوں نے جواب دیا: ''ہاں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔''

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

عبداللہ بن ساعدہ ہذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے کہا میں بت خانے میں ایک بت کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو مجھے اس بت سے آواز آئی:

قَدْ ذَهَبَ كَيْدُ الْجِنِّ وَرُمِیْنَا بِالشُّهُبِ، لِنَبِیٍّ اسْمُهُ اَحْمَدُ

ترجمہ: ''جنوں کی مکاریاں اور فریب کاریاں ختم ہوئیں، اب ہمیں شعلہ ہائے آتشیں سے مارا جاتا ہے، ان نبی کی وجہ سے جن کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔''

پھر کچھ دنوں کے بعد مجھے ایک شخص ملا اور اس نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سنائی۔

ابن مندہ رضی اللہ عنہ، بکر بن جبلہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارا ایک بت تھا جس پر ہم نے ایک روز ایک جانور کی قربانی دی تو اس بت سے میں نے سنا کہ اس نے کہا: ''اے بکر بن جبلہ! تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانو۔''

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بتایا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں زمانہ جاہلیت میں ایک روز اپنے بھاگے ہوئے اونٹ کی تلاش میں نکلا تو میں نے ہاتف غیبی کو کہتے ہوئے سنا:

یا ایھا الرا قد فی اللیل الا جم   قد بعت اللہ نبیا فی الحرم
من ھاشم اھل الوفاء والکرم   یجلود جنات الدیا جی و الظلم

ترجمہ: ''اے شب تاریک میں سونے والے! اللہ نے (بر سبیل کرم، گم کردہ راہ لوگوں کیلئے) حرم میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمادیا ہے۔ وہ نبی ﷺ قبیلہ بنی ہاشم سے صاحب وفا وکرم ہے۔ وہ نبی (ہدایت الٰہی سے) ظلمتوں اور تاریکیوں کو نور (سے تبدیل) کر دیتا ہے۔''

۞ میں نے منادی کو دیکھنے کیلئے ہر طرف نظریں دوڑائیں مگر کوئی بھی نظر نہ آیا۔ تب میں نے ایک بے تابانہ انداز سے عرض کیا:

یا ایھا الھاتف فی داجی الظلم   اھلا و سھلا بک من طیف الم
بین ھداک اللہ فی لحن الکلم   ماذا الذی تدعو الیہ یغتنم

ترجمہ: ''شب تاریک میں آنے والے ہاتف! اہلاً وسہلاً تو بتادے کہ (حقیقتاً) تو کس لیے آیا ہے؟ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے صاف صاف الفاظ میں (مقصد) بیان کر کہ وہ کون ہے جس کی طرف تو بلاتا ہے تاکہ ٹھیک طور پر جان سکوں۔''

اسکے بعد میں نے کسی کو گلا صاف کرتے سنا پھر اس نے کہا: ''نور ظاہر ہوگیا اور ظلمت چھٹ گئی اور محمد ﷺ تمام بھلائیوں کے ساتھ مبعوث ہوگئے۔ اس کے بعد نظروں سے اوجھل منادی نے یہ اشعار پڑھے:

الحمد للہ الذی   لم یحلق الخلق عبث
ارسل فینا احمدا   خیر نبی قد بعث
صلی اللہ علیہ ما   حج لہ رکب و حث

ترجمہ: ''وہی اللہ تعالیٰ لائق تعریف ہے جس نے کسی مخلوق کو بے کار نہ پیدا کیا۔ اس نے ہمارے درمیان احمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا، بلاشبہ وہ افضل نبی مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجے، جب تک کہ حج کرنے والے سوار ہوکر آئیں اور اس پر آمادہ ہوں۔''

۞ اس کے بعد صبح ہوگئی اور مجھے اونٹ مل گیا۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت جعد بن قیس مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ذکر کیا کہ ہم چار آدمی زمانہ جاہلیت میں ارادۂ حج سے سفر پر روانہ ہوئے۔ ہم یمن میں ایک وادی کو عبور کر رہے تھے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور ہم اس بڑی وادی میں ٹھہر گئے اور اپنے اونٹوں کے پاؤں باندھ دیئے، جب تاریکی مسلط ہوگئی اور میرے رفقائے سفر سو گئے تو میں نے دفعتہً ہاتف کو کہتے سنا:

الا ایھا الراکب المعرس بلغوا اذا ما و قفتم با الحطیم و زمزما

محمدا المبعوث منا تحیۃ تشیعہ من حیث سارو یمما

و قولو الہ انا لدینک شیعۃ بذلک اوصانا المسیح بن مریما

ترجمہ: ''اے اونٹوں پر سواری کرنے والو! جب تم حطیم اور زمزم کے قریب ٹھہرو تو پہنچاؤ۔ ہماری طرف سے محمد ﷺ کو سلام، جہاں وہ تشریف لے جائیں اور جس جگہ کا وہ قصد و ارادہ کریں، ہماری تحیت ساتھ ہو۔ ان سے عرض کر دو کہ ہم آپ ﷺ کے دین کے پیرو اور متبع ہیں اور اس بات کی ہمیں حضرت ابن مریم علیہ السلام نے بھی وصیت کی ہے۔''

﴿ابوسعید شرف المصطفیٰ﴾

بہ سند ضعیف روایت ہے کہ جندع بن ضمیل رضی اللہ عنہ کے پاس کسی آنے والے نے اس سے کہا: ''اے جندع! تو اسلام قبول کر، تاکہ اس آگ سے محفوظ رہے جو بھڑک رہی ہے۔'' جندع نے کہا: اسلام کیا ہے؟ ہاتف نے کہا: ''بتوں سے بیزاری اور خدائے علیم و خبیر کے ساتھ خلوص۔'' جندع رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: ''علیم و خبیر خدا سے تقرب پانے کی کیا صورت ہے؟ ہاتف نے جواب دیا: ''عرب میں ایک ستارۂ منور کے ظہور کا وقت قریب ہے، وہ نجیب النسب حرم مکرم سے طلوع ہوگا اور تمام عرب و عجم اسکے دین کے اتباع میں فلاح سمجھیں گے۔'' پھر جندع رضی اللہ عنہ کے برادر عمزادہ نے جس کا نام رافع بن خداش تھا، اطلاع دی کہ نبی مکرم ہجرت کر کے مدینہ آگئے ہیں، تو پھر وہ آیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوا۔

﴿ابوسعید شرف المصطفیٰ﴾

نبی کریم ﷺ کی بعثت پر قصر کسریٰ کے کنگرے گر گئے:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ایران میں قصرِ کسریٰ کے کنگرے گر گئے اور دریائے دجلہ کا بہاؤ اور روانی متاثر ہوگئی۔ کسریٰ اس صورتحال سے غمناک ہوگیا۔ اس نے کاہنوں، نجومیوں اور ساحروں کو طلب کیا اور کہا تم اس معاملہ پر غور کرو، مگر وہ ناکام رہے اور آسمانوں کے گوشے بند کر دیئے گئے اور وہ کچھ بتانے اور کسی نتیجے پر پہنچنے میں ناکام ہوگئے اور سائب نے اندھیری رات میں ایک ٹیلے پر بسر کی اور حجاز کی جانب سے ایک روشنی آتی دیکھی جو مشرق تک پھیل گئی، جب صبح ہوئی تو وہ ایک سرسبز باغ میں تھا۔

پھر اس نے کہا: میں نے جو غیر معمولی مظاہر دیکھے ہیں اور اگر وہ سچے ہیں تو یقیناً حجاز سے ایک بادشاہ ظہور کرے گا جو مشرق تک پہنچے گا اور اس کے عہد میں زمین سرسبز ہو جائے گی۔ جب کاہن اور نجومی تخلیہ میں گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا: ''تم نے محسوس کیا کہ تمہارے اور علم کے مابین کوئی چیز حائل نہ تھی بجز اس چیز کے جو آسمان کی جانب سے آئی۔ بلاشبہ وہ نبی ہے جو مبعوث ہوا ہے، وہ اس ملک پر قبضہ کر لے گا اور یہاں کے سلسلہ شہنشاہیت کو مستقلاً ختم کر دے گا۔''

﴿ابن اسحاق، ابونعیم﴾

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آٹھ ہجری میں کسریٰ کے مدائن میں گیا اور وہاں کے محلات کو دیکھ کر حیرت کر رہا تھا تو وہاں کے مقامی بوڑھے نے مجھے بتایا کہ کسریٰ نے سب سے پہلی بدشگونی اس رات میں محسوس کی جس رات میں نبی کریم ﷺ پر پہلی بار وحی کا نزول ہوا اور یہاں قصر کے کنگرے گر پڑے اور پھر مذکورۂ بالا پوری حدیث کے مطابق اس نے اپنا شنیدہ ومشاہدہ بیان کیا۔
﴿واقدی، ابونعیم﴾

تمام بت منہ کے بل گر پڑے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو صنم کدوں کے تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ پھر شیاطین ابلیس لعین کے پاس گئے تو اس نے کہا یہ نبی کی بعثت کی علامت ہے۔تم اسے تلاش کرو، شیاطین نے کہا ہم نے بہت ڈھونڈا لیکن نہ پاسکے پھر وہ خود تلاش میں نکلا اور اس نے نبی کریم ﷺ کو مکہ میں پایا پھر وہ اپنے شاگردوں اور ذریات میں واپس آیا اور کہا میں نے ان کو پالیا ہے مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے ساتھ ہیں۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابلیس ملعون نے چار مرتبہ دہائی مانگی اور فریاد کی۔
اول بار: جب وہ ملعون ومردود ہوا۔ دوسری بار اس وقت جب اس کو زمین پر پھینکا گیا۔ تیسری بار: اس وقت جبکہ نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔ چوتھی بار: اس وقت جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نازل ہوئی۔
﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد آسمان پر جنات کا داخلہ بند:

✪ اللہ تعالیٰ نے جنات کی خبر دیتے ہوئے سورۂ جن میں ارشاد فرمایا:

وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْ نٰھَا مُلِئَتْ حَرَساً شَدِیْداً وَّ شُھُباًo وَّاَنَّا کُنَّا نَقْعُدُ مِنْھَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ط فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِھَاباً رَّصَداًo

﴿سورہ الجن﴾

ترجمہ: ''اور یہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے اور یہ کہ آسمان میں سننے کیلئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے، پھر اب جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں اپنے لیے آگ کا لوکا پائے۔''

حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شیاطین آسمان پر چڑھا کرتے تھے اور وہاں سے پوشیدہ باتوں کو سنا کرتے اور ان میں اپنی طرف سے کچھ مزید اضافہ کرکے برخود غلط لوگوں اور کاہنوں کو مبتلائے فریب کرتے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو آسمانوں تک ان کی رسائی ختم کر دی گئی۔ شیاطین نے اس کی وجہ معلوم کرنے کیلئے ہر طرف بھاگ دوڑ شروع کر دی حتی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو تلاوت قرآن پاک کرتے پالیا اور انہوں نے

آپس میں کہا کہ بے شک آسمانوں پر ہماری بندش کی یہی وجہ ہے۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنات کے ہر کنبے اور قبیلے کیلئے آسمان میں خاص جگہ تھی جہاں سے وہ آسمانی باتوں کو سن لیا کرتے تھے اور اس کی خبریں کاہنوں کو دیا کرتے تھے پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہیں روک دیا گیا اور جب ان کو جنات نے خبریں لا کر نہ دیں تو عرب کے کج فہموں نے کہا کہ آسمان کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں تو اونٹوں والے ایک اونٹ کی اور گایوں والے ایک گائے کی، بکری کے ریوڑ والے ایک بکری کی اس سے متاثر ہو کر قربانی دینے لگے۔ ابلیس نے بھی کہا: زمین پر کوئی خاص نئی بات ہوئی ہے، اس نے اپنے شاگردوں اور ساتھیوں سے کہا: زمین کے ہر خطہ سے ایک مشت خاک لاؤ، وہ اس کے پاس مٹی لے کر آ موجود ہوئے، اس نے ہر جگہ کی خاک کو سونگھا، پھر اسنے خاکِ حرم کو سونگھ کر کہا اس جگہ وہ نئی بات ظاہر ہوئی ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو شیاطین کو روک دیا گیا اور آتشیں شعلوں سے ان کی خبر لی گئی۔ ابلیس نے کہا کسی خطہ زمین پر نبی مبعوث ہوا ہے جا کر جستجو کرو۔ پھر ساتھی شیاطین لوٹ کر آ گئے اور کہیں نشانِ نبوت نہ پا سکے۔ اس کے بعد ابلیس مکہ مکرمہ آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین مقام نزول وحی (غارِ حرا) سے نکلتے دیکھا پھر وہ اپنی ذریات میں لوٹ گیا اور ان کو مطلع کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

جنوں پر شہاب ثاقب:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ستاروں کا ٹوٹنا بند ہو گیا، اس کے بعد یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث ہوئے، آپ کی بعثت کے بعد چند ستارے ٹوٹے۔ قریش کا خیال یہ تھا کہ اب ستارے اسی وقت ٹوٹیں گے جب قیامت کا وقت قریب ہوگا، وہ اس خیال سے اپنی پریشانی دور کرنے کیلئے بتوں پر نذرانے اور قربانی کے جانور چڑھانے لگے اور غلاموں کو آزاد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ دنیا کی فنا کا وقت قریب ہے۔

طائف کا سردار عبد یالیل کو جب یہ معلوم ہوا کہ ستارہ ٹوٹا ہے تو اس نے کہا کہ پریشان مت ہو، گھبرانے اور پریشان ہونے سے پہلے یہ معلوم کرو کہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے؟ اگر وہ جانا پہچانا ستارہ ہے تو سمجھ لو کہ سب کی فنا کا وقت قریب آ گیا ہے اور اگر وہ جانا پہچانا ستارہ نہیں ہے تو فنا کا وقت تو نہیں آیا ہاں! کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے یا ہونے والی ہے اور یہ اس کا پیش خیمہ ہے۔ انہوں نے ستارہ نہیں پہچانا اور عبد یالیل کو اس بات سے آگاہ کیا تو اس نے کہا: یہ نبی کے ظہور کا وقت ہے، کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ طائف میں ابوسفیان بن حرب آیا اور اس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ عبد یالیل

نے جواب دیا انہی کی دعوت و مشن کی کامیابی کیلئے جنوں پر شہاب پھینکے گئے ہیں۔

﴿واقدی، ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ستاروں کو فضا میں نہ پھینکا جاتا تھا، جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو ستارے پھینکے گئے۔ اس کی وجہ سے اہل عرب نے چوپایوں کو بھینٹ چڑھانا اور غلاموں کو آزاد کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر سردار عبد یالیل نے کہا دیکھو! جلدی نہ کرو، یہ دیکھو وہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے اگر ایسا ہے جسے تم جانتے ہو تو سمجھ لو کہ لوگ فنا ہو گئے، ورنہ خطرے کی کوئی بات نہیں، بلکہ کوئی نئی بات رونما ہو گی۔

﴿سعید بن منصور فی السنن، بیہقی﴾

یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرب میں سب سے پہلے ستاروں کے ٹوٹنے کے سبب ثقیف خوف زدہ ہوئے اور وہ عمرو بن امیہ کے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا کیا تم نے وہ نئی بات دیکھی جو منصۂ شہود پر آ رہی ہے؟ اس نے ثقفیوں سے جواب میں کہا: "ہاں! دیکھی تو ہے۔" ثقفیوں نے پھر عمرو سے کہا: تم توجہ اور غور سے دیکھو کہ وہ بڑے بڑے ستارے آئے دن ٹوٹ رہے ہیں کہ جن کے ذریعہ ہم بہت سی رہنمائی لیتے تھے۔ یہ تو دنیا کے خاتمہ اور فنا کی علامت معلوم ہوتی ہے لیکن یہ ہمارے آسمان کے وہ مستقل ستارے نہیں ہیں کوئی دوسرے روشن شعلے ہیں تو پھر شاید عرب میں کوئی پیغام لانے والا آیا ہو گا۔"

﴿ابن سعد﴾

کاہنوں کی خبریں منقطع:

حضرت مرداس بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے کہانت اور آپ کے ظہور سے کاہنوں کے جو سلسلہ اخبار منقطع ہوا، اس کا ذکر کیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہماری قوم میں ایک خلصہ نامی عورت تھی ہم اسے برگزیدہ سمجھتے تھے، ایک روز وہ ہمارے پاس آئی اور اس نے کہا: "اے دوس کے لوگو! تم نے مجھ سے بھلائی کے سوا اور کوئی چیز نہیں معلوم کی۔" ہم نے جواب دیا: وہ کون سی بات ہے جس کی وجہ سے تم یہ کہتی ہو؟ اس نے کہا: "میں اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھی کہ دفعتہً مجھ پر تاریکی مسلط ہو گئی اور میں نے اس طرح محسوس کیا کہ جس طرح عورت مرد کے ساتھ (جماع کے موقعہ پر) حظ محسوس کرتی ہے اس کے بعد مجھے اندیشہ ہو گیا کہ میں حاملہ ہو گئی حتی کہ بچے کی پیدائش کا وقت آ گیا اور میرے بطن سے لٹکے ہوئے کانوں والا بچہ پیدا ہو گیا۔ اس کے دونوں کان کتے کے کانوں کے مشابہ تھے۔ وہ بچہ اس قابل ہو گیا کہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے لگا۔ پھر ایک دن وہ خوب اچھلا کودا اور اپنا تہبند کھول کر پھینک دیا اور اونچی آواز سے چیخا اور کہا:

"ہائے ویلا ہائے ویلا! اس پہاڑ کے پیچھے گھوڑے ہیں اور ان پر حسین و خوبصورت جوان ہیں۔" پھر لوگ سوار ہو کر پہاڑی کے عقب میں گئے اور اس میں سواروں کو موجود پایا اور ان کو مار بھگایا اور ان کا سامان چھین لیا۔ وہ بچہ جو کچھ کہتا ویسا ہی ہوتا اور اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ!

جب آپ ﷺ کی بعثت کا زمانہ آیا تو وہ جھوٹی خبریں دینے لگا، ہم نے اس سے کہا تیری خرابی ہو تو ہر خبر لغو اور جھوٹی دینے لگا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا مجھے وہی جھوٹا کر رہا ہے جو پہلے سچا کرتا تھا۔ مجھے تین دن کسی گھر میں قید کر کے رکھو، پھر میرے پاس آؤ تو ہم نے ایسا ہی کیا تین دن کے بعد ہم گئے اور اس کو کھولا دیکھا تو وہ آگ کا انگارہ تھا۔

اس نے کہا: ''اے دوس کے لوگو! آسمان کی حفاظت کی جاتی ہے اور خیر الانبیاء علیہم السلام نے ظہور فرمایا ہے۔'' ہم نے پوچھا: ''کس مقام پر؟'' اس نے جواب دیا: ''مکہ میں۔'' پھر اس نے کہا: میں مردہ تو ہو چکا ہوں، مجھے پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دو کیونکہ میں آگ بھڑکاؤں گا، جب تم مجھے آگ بھڑکاتا دیکھو تو مجھے تین پتھر مارنا اور ہر پتھر کے مارے وقت ''بِاسْمِکَ اَللّٰھُمَّ'' (یعنی اللہ کے نام سے آغاز ہے) کہنا۔ اس کے بعد میں بھڑکنے سے رک جاؤں گا اور میری آگ سرد ہو جائے گی۔ پھر ہم نے ایسا ہی کیا اور کچھ ماہ بعد حاجیوں نے مکہ سے واپس آ کر ہم کو آپ کی نبوت اور آپ ﷺ کی طرف سے دعوتِ اسلام کی خبر دی۔

﴿خرائطی الہواتف، ابن عساکر﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پہلے آسمانی خبریں سنی جاتی تھیں۔ اسلام کے آنے کے بعد مسدود ہو گئیں۔ بنی اسد کی ایک عورت سعیدہ نامی کے ایک جن تابع تھا جب اس کو آسمانی خبریں لانے پر قدرت نہ رہی تو ایک دن وہ اس عورت کے سینہ میں داخل ہو کر چیخنے لگا:

''رسم اتحاد ختم ہو گئی، گردنیں اڑ گئیں اور ایسا حکم آیا جس (کے مقابلہ) کی طاقت نہیں،
اور احمد ﷺ نے زنا کو حرام کر دیا۔''

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے شیاطین کو آسمانی خبریں سننے سے روک دیا۔ کہانت منقطع ہو گئی، اب کہانت کا وجود نہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیاطین جاہلیت کے دور میں آسمانی خبریں سن لیا کرتے تھے اور انہیں مارا نہ جاتا تھا، مگر جب سے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے، آگ کے گولوں سے ان کو مارا جاتا ہے۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

ابلیس کو جبرئیل علیہ السلام کی مار:

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شیاطین آسمانی خبریں اچک لیا کرتے تھے جب سے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے ان کو روک دیا گیا جس کی اطلاع انہوں نے

ابلیس کو دی۔ اس نے کہا کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے پھر وہ جبل ابوقبیس پر چڑھا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا۔

اس نے کہا میں جاتا ہوں اور ان کی گردنیں توڑے دیتا ہوں تو وہ آیا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے ٹھوکر ماری اور وہ فلاں مقام پر گرا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ابلیس نبی کریم ﷺ کے قریب آ کر اپنا فریب چلانا چاہتا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شانہ کے اشارے سے وادیِ اردن میں پھینک دیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بہ حالت نماز سجدہ میں تھے تو ابلیس آیا اور اس نے چاہا کہ آپ ﷺ کی گردن پر حملہ کرے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھونک ماری اور وہ اردن جا گرا۔

﴿ابوالشیخ، ابونعیم، طبرانی﴾

مشرکین شعراء فصحاء کا اعجازِ قرآن تسلیم کرنا:

مشرکین عرب میں نزول قرآن کے وقت بڑے بڑے خطیب اور ماہرین زبان اور زبردست بلیغ و فصیح کاہن موجود تھے۔ ان اہل کمال کو اعتراف تھا کہ قرآن کے اسلوب بیان کو اعجاز حاصل ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

﴿سورہ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''تم فرماؤ اگر شخص اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی آپس میں مدد کریں۔''

✿ اور مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ.

﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے۔''

✿ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ

﴿سورہ الطور﴾

ترجمہ: ''تو قرآن کی مانند ایک بات ہی لے آؤ اگر سچے ہو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی کو جو چیز (کتاب وشریعت) دی گئی، وہ اس دور کے انسانوں کیلئے اور ان کے حال کے مطابق تھی۔ بلاشک وشبہ مجھے جو چیز دی گئی وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے، میں امید رکھتا ہوں کہ میرا اتباع کرنے والے ان سے زیادہ ہوں گے۔

علماء نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جتنے معجزات دیئے گئے تھے، وہ ان کے زمانے کے ختم ہونے کے بعد خود بخود ختم ہو گئے۔ ہر نبی کو عطا کردہ معجزات کا مشاہدہ اسی نبی کی امت نے کیا (جو اس کے زمانہ میں موجود تھی) لیکن قرآن کا معجزہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ قرآن کریم اپنے اسلوب بیان، اپنی بلاغت اور اپنے غیبی اخبار میں ایک فرق عادۃ اور معجزہ ہے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرتا کہ جس کی بابت قرآن نے خبر دی ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا وہ خبر ویسی ہی واقع نہ ہوئی ہو، (قرآن خبر کے مطابق واقعہ ظہور میں آیا) چنانچہ اس خبر کی صداقت قرآن مجید کے دعویٰ صحت پر دلالت کرتی ہے۔

﴿بخاری﴾

بعض علماء نے سرور کائنات ﷺ کے ارشاد مبارک کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ انبیاء سابقہ کے معجزات حسی تھے وہ نگاہوں سے مشاہدہ کیے جا سکتے تھے جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے اور قرآن شریف کے معجزات بصیرت سے مشاہدہ ہوتے ہیں تو جو لوگ قرآن شریف کا اتباع بصیرت سے کرتے ہیں، بوجہ بصیرت دوسروں سے زیادہ ہوں گے۔ قرآن کریم ایسی ظاہری و باطنی جامعیت، ایجاز، معنوی خصوصیات کا حامل ہے اور بہ لحاظ اسلوب بیان، لطافت زبان محاورۂ عرب، فصاحت و بلاغت اور تاثیر میں اس درجہ پر ہے کہ بلا استثناء کوئی کتاب اس کے مقابل میں نہیں لائی جا سکتی۔

قرآن کریم کی تاثیر:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو قرآن پاک پڑھ کر سنایا۔ ولید بن مغیرہ پر رقت طاری ہو گئی۔ یہ بات ابو جہل کو معلوم ہوئی تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا: اے چچا! قوم کا ارادہ ہے کہ تمہارے لیے مال جمع کرے۔ ولید نے پوچھا کس لیے؟ اس نے جواب دیا: اس لیے کہ وہ تمہیں دیا جائے کیونکہ تم محمد ﷺ کے پاس اس لیے گئے کہ جو شے ان کے پاس ہے تم اس کی تمنا رکھتے ہو۔ ولید نے کہا: تم یہ تو جانتے ہو کہ قریش میں سرمایہ اور دولت کے لحاظ میں کافی سرمایہ دار ہوں۔

ابو جہل نے کہا: ''محمد (ﷺ) کے بارے میں تم کچھ بتاؤ تا کہ وہ قریش کو معلوم ہو اور وہ سب

جان لیں کہ تم ان کے منکر ہو اور نفرت کرتے ہو۔“

ولید نے جواب دیا: ”میں عرض کرو؟ یہ حقیقت ہے کہ زبان و ادب اور اس کی لطافتوں اور نزاکتوں کو سمجھنے والا کوئی مجھ سے بہتر نہیں ہے اور میں اس کا اعتراف نہ کرنا ناانصافی سمجھتا ہوں کہ محمد (ﷺ) جو کلام پڑھتے ہیں، اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا کلام نہیں کہا جا سکتا، بلاشبہ وہ ایک عجیب نادر اور تیکھا کلام ہے اور تاثیر کے اعتبار سے سحر آفریں ہے۔“

ابوجہل نے پھر کہا: ”قوم اس بارے میں آپ کے خیالات سے واقف ہونا چاہتی ہے۔“ ولید نے کہا: ”مجھے مہلت دو کہ میں سوچ سکوں۔“ چنانچہ ولید نے بعد میں کہا: ”محمد ﷺ کے پاس جو کلام ہے وہ ان کا ذاتی نہیں بلکہ القا و الہام کے ذریعہ سیکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔“ اس موقع پر اس آیت کا نزول ہوا۔ ﴿حاکم، بیہقی﴾

حج کے موقع پر مشرکین کی شرارت اور نبوت کا چرچا:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کے چند افراد جمع ہوئے، ولید ان میں عمر رسیدہ تھا اسی نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ”زمانہ حج نزدیک ہے میرا خیال ہے مختلف علاقوں کے وفود تمہارے پاس آ کر محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کریں گے کیونکہ انہوں نے اس بارے میں کچھ نہ کچھ سن رکھا ہوگا، لہٰذا تم سب کسی رائے پر اتفاق کر لو تاکہ ہماری باتوں میں تناقض اور تضاد نہ ہو۔“

لوگوں نے جواب میں کہا: ”اے عبدشمس! آپ ہی مشورہ دیجئے کہ کیا کہا جائے؟“ ولید سوچتا رہا اور پھر اس نے کہا: ”نہیں! میں تمہارے خیالات سننا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔“ قریش نے کہا: ”ہم کاہن بتائیں گے۔“ ولید نے کہا: ”وہ کاہن تو نہیں ہیں، تم نے کاہنوں کو دیکھا ہے اور کلام بھی سنا ہے مگر ان کا کلام تو کاہنوں کا سا بے معنی زمزمہ نہیں ہے۔“ اس کے بعد لوگ کہنے لگے: ”مجنون بتا دیں گے۔“ ولید نے پھر مخالفت کی اور کہا: ”وہ حواس باختہ، پریشان خیال اور جذباتی نہیں، حالانکہ ہر مجنون میں ایسا ہی کچھ ہوتا ہے۔“

لوگوں نے پھر کہا: ”شاعر بتایا جا سکتا ہے۔“ ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں کہ ہم اصناف شعر ”رَجزُ هَزَجُ قَرِيضَهٗ مَقْبُوْضَهٗ مَبْسُوْطه“ وغیرہ سب سے واقف ہیں مگر محمد (ﷺ) کا کلام بے نظیر اور بے مثال ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے کہا: ”ساحر کہہ دیں گے۔“ ولید نے کہا: وہ جادوگر بھی نہیں، ہم میں سے ہر ایک نے ساحروں کو دیکھا ہے ان کے اندازِ کلام میں تو جھاڑ پھونک اور گرہ بندی لازمی طور پر ہوتی ہے۔

لوگوں نے کہا: ”اے عبدشمس! تم ہی بتاؤ، لوگوں کو محمد (ﷺ) کے بارے میں کیا جواب دو گے؟“ اب ولید نے کہا شروع کیا: ”واللہ! ان کے کلام میں تو عجیب حلاوت ہے، تازگی اور لذت ہے، تو تم بیان کردہ باتوں میں سے جو بھی کہو گے، جھوٹ سمجھا جائے گا۔

بہرحال قرین عقل یہ ہے کہ ساحر کہو اور بتاؤ کہ یہ ساحر لوگوں کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔ لوگوں

کو باپوں سے، بیویوں سے بھائیوں سے اور خاندان سے کاٹ دیتا ہے۔'' پس لوگ اس کی رائے سے اتفاق کر کے اس اجتماع سے رخصت ہو گئے اور جب حج کا زمانہ آیا تو ہر طرف سے لوگ آ آ کر بیت اللہ کے طواف کیلئے جمع ہونے لگے اور مشرکین قریش ان کو نبی کریم ﷺ سے برگشتہ کرنے کیلئے ان کے اجتماعات اور دار الاقامتوں میں جانے آنے لگے۔ جو بھی ان کے پاس آتا وہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں اسے ڈراتے اور بچنے کی ترغیب دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں "ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا٥ (اِلٰی قَوْلِہٖ) سَاُصْلِیْہِ سَقَرَ٥ آیتیں نازل فرمائیں اور نیز ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اس جھوٹے پیروپیگنڈے میں ولید کو اپنا قائد اور پیشوا بنا لیا تھا۔ آیت کریمہ "اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ فَوَرَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ" نازل ہوئی، یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاس بٹھاتے اور نبی کریم ﷺ کی برائی اور بدگوئی ان سے کرتے۔

راوی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ حج سے فراغت کے بعد جب لوگ اپنے اپنے علاقوں اور قبائل میں واپس ہوئے تو چپہ چپہ پر رسول مکی ﷺ اور آپ کی نبوت کا چرچہ ہو گیا اور اس طرح تمام بلادِ عرب ذات نبی ﷺ سے واقف ہو گیا۔

﴿ابن عباس، بیہقی﴾

عوفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ قرآن حکیم کے بارے میں پوچھ رہا تھا: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو بتایا کہ وہ اٹھ کر قریش کے پاس آیا اور کہا: ''جو کلام ابن ابی کبشہ سناتا ہے وہ بہت ہی عجیب ہے۔ وہ شعر ہے نہ سحر، نہ بے معنی گفتگو ہے، یقیناً ان کا کلام خدا کا کلام ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ نضر بن حارث نے کھڑے ہو کر کہا: ''اے قریش بھائیو! تم ایک ایسی الجھن میں مبتلا ہوئے ہو کہ اس سے پہلے نہ ہوئے تھے جب حضرت محمد ﷺ نوجوان تھے تو وہ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسند کیے جاتے اور وہ سب سے زیادہ صادق القول اور امانتدار سمجھے جاتے تھے اور جب وہ جوان ہوئے اور ان کی نہاد میں مزید پختگی اور خوبو میں متانت کا نکھار آ کر ان کی خوبیوں میں اور جلاء ہو گئی اور وہ خدا کا کلام لے کر آئے تو پھر تم اسی جامع صفات کو ساحر کہنے لگے، حالانکہ سحر سے ان کو کیا نسبت۔ کاہن کہنے لگے دران حالیکہ کہانت سے ان کو کیا سروکار، مجنون کہنے لگے باوجود یہ کہ جنون سے ان کو کیا علاقہ۔ پس اے برادرانِ قریش! انصاف کر کے اپنے رویہ پر نظر ثانی کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ تمام عالم آباد کو چھوڑ کر تمہارے اندر سے ایک نبی کو اٹھایا ہے۔

﴿ابونعیم، بیہقی، ابن اسحاق﴾

قرآن کی صداقت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جماعت قریش نے ابوجہل بن حکم سے کہا محمد ﷺ کی دعوت دین عوامی تحریک کی صورتحال اختیار کرتی جا رہی ہے، تم ایسے کسی شخص کو منتخب کرو جو سحر، کہانت اور شعر سے بخوبی واقف ہو۔ وہ محمد (ﷺ) کے پاس جائے اور ان کے عزائم واغراض کے بارے میں ان سے گفتگو کر کے ہمیں اطلاع دے۔ عتبہ نے کہا: میں سحر کہانت اور شعر کی حقیقتوں سے بخوبی واقف ہوں لہٰذا وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: ''اے محمد (ﷺ)! آپ بہتر ہیں، یا ہاشم؟ آپ بہتر ہیں، یا عبدالمطلب؟ آپ بہتر ہیں یا عبداللہ؟ مگر نبی کریم ﷺ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

عتبہ نے پھر کہا: ''آپ کس لیے ہمارے معبودوں کو برا اور ہمارے اسلام کو گمراہ بتاتے ہیں؟ اگر آپ کو حکومت وریاست کی خواہش ہے تو ہم جھنڈا آپ کیلئے بلند کیے دیتے ہیں اور آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اگر جنسی میلان ہے تو دس ایسی عورتوں سے شادی کرا دیتے ہیں جو آپ کو محبوب ہیں۔ اگر دولت وسرمایہ کی ضرورت ہے تو ہم لا کر آپ کی خدمت میں ڈھیر کر دیں گے۔ یہ آپ کی ضرورت سے زیادہ اور آپ کی آئندہ نسلوں تک کو کافی ہوگا۔'' آپ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا اور جب آپ ﷺ نے سمجھ لیا کہ عتبہ اپنا سلسلہ کلام ختم کر چکا تو پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

حٰمٓ o تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ o بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ج فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ o وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ وَ فِيْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَيْنِنَا وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ o قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْۤا اِلَيْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ ط وَ وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ o اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ o قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ط ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ o وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ط سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ o ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ط قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ o فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ط وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ حِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ o فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ o

﴿سورہ حم السجدہ﴾

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے

ترجمہ: ''یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہرباں کا ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں عربی قرآن عقل والوں کیلئے خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ (روئی) ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے تو تم اپنا کام کرو اور ہم اپنا کام کرتے ہیں، تم فرما دو آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس کے حضور سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور خرابی ہے شرک والوں کو جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں، بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کیلئے بے انتہا ثواب ہے، تم فرماؤ کیا تم اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو وہ سارے جہاں کا رب ہے اور اس میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے (بھاری بوجھ رکھے) اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں۔ یہ سب ملا کر چار دن میں ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں اٹھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو، خوشی سے یا نہ خوشی سے۔ دونوں نے عرض کیا ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہیں پورے سات آسمان کر دیا وہ دن میں اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے کہ احکام بھیجے اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا اور نگہبانی کیلئے یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا ہے پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔''

جب نبی کریم ﷺ یہاں تک پہنچے تو عتبہ میں مجال سماعت نہ رہی، اس نے قسم دے کر آپ کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور رحم کی بھیک مانگ کر کہنے لگا کہ اس کو ایسے عذاب سے دور رکھیں۔ عتبہ یہاں سے نہ اپنے گھر گیا نہ ان لوگوں کے پاس پہنچا تو ابو جہل نے کہا:

''اے گروہ قریش! ہم کو کہیں پر عتبہ نظر نہیں آتا، شاید وہ محمد (ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسے کوئی حاجت درپیش ہے پھر وہ عتبہ کے پاس آئے۔ ابو جہل نے کہا: ''عتبہ! ہمارا خیال ہے کہ تو کسی طمع کا شکار ہو کر محمد (ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے اگر تجھے مالی اعانت کی ضرورت ہے تو ہم اس کو پورا کرنے کیلئے تیار ہیں، تاکہ پھر تو محمد (ﷺ) سے بے نیاز ہو جائے۔'' یہ سن کر عتبہ غضبناک ہو گیا اور قسم کھا کر بولا کہ ''میں محمد (ﷺ) سے کبھی بات نہ کروں گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اس وجہ سے میں کسی سے اعانت کا طالب نہیں۔''

سنو! جب میں محمد (ﷺ) کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے ایسے کلام کے ساتھ جواب دیا کہ خدا کی قسم! نہ تو وہ سحر ہے اور نہ وہ شعر و کہانت ہے انہوں نے میرے جواب میں پڑھا: **حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝** تا **صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۝** پھر میں نے ان سے التجا کی اور ان کو آگے پڑھنے سے روک دیا اور ان سے رحم کی بھیک مانگی تاکہ وہ اس عذاب میں مجھے مبتلا نہ کریں اور یہ تو تم

جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) جو کچھ فرماتے ہیں وہ جھوٹ نہیں ہوتا لہٰذا ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر عذاب نہ نازل نہ ہو جائے۔ میرا کہا مانو تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور تعرض نہ کرو، اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ان کا ملک اور ان کی عزت تمہارا ملک اور تمہاری عزت ہو گی۔

(بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت نقل کرتے ہیں جس میں تفصیل کے بجائے اجمال اور اختصار ہے۔)

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی، ابونعیم﴾

ابوجہل اور دیگر مشرکین کا راتوں کو چھپ کر قرآن سننا:

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوجہل، ابوسفیان اور اخنس بن شریق ایک شب میں نبی کریم ﷺ سے کلام اللہ سننے کی نیت سے روانہ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ اس وقت مصروف نماز تھے یہ تینوں اشخاص اندھیرے میں اپنے اپنے زاویوں پر بیٹھ کر نبی کریم ﷺ کی تلاوت سے کچھ اس طرح لذت اندوز اور متاثر ہوئے کہ خبر نہ ہوئی اور پوری رات گزر گئی۔ طلوع فجر پر جب جانے لگے تو تینوں نے ہم ایک دوسرے کو دیکھا اور سب پر انفعال طاری ہو گیا۔ تین راتیں اسی طرح عمل ہوتا رہا اس کے بعد اخنس، ابوسفیان کے گھر پر آیا اور کہا اس کلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جس کو محمد (ﷺ) سے سنا ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا: ”میں اس کلام کو اور اس کے تاثر کو محسوس کرتا ہوں۔“

اس کے بعد اخنس ابوجہل کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: اے ابوالحکم! اس کلام کے بارے میں جو ہم نے محمد (ﷺ) سے سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے۔ ابوجہل نے کہا کہ میں نے کیا سنا ہے اسے سنو!

ہم اور بنی عبد مناف شرف میں ہمیشہ جھگڑا کرتے تھے اگر انہوں نے کھانا کھلایا تو ہم نے بھی کھانا کھلایا۔ انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں تو ہم نے بھی لوگوں کیلئے سواریاں فراہم کیں، انہوں نے لوگوں کو مال دیا تو ہم نے بھی دیا۔ یہاں تک کہ ہمارے اور ان کے درمیان یہ مسابقت جاری رہی اور اس دوڑ میں ہم اور وہ برابر رہے تو بنی عبد مناف نے از روئے فخر و شرف کہا کہ ہم میں ایک نبی ہو گا جس پر آسمان سے وحی نازل ہو گی تو اگر ہم نے اس نبی کو پایا تو خدا کی قسم! ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے، اخنس ابوجہل کی یہ باتیں سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلا دن جب ہم نے نبی کریم ﷺ کی شان رسالت کو پہچانا وہ دن تھا کہ میں اور ابوجہل شہر مکہ کی ایک گلی میں جا رہے تھے، ہماری ملاقات نبی کریم ﷺ سے ہو گئی۔ آپ نے ابوجہل سے فرمایا: ”ابوالحکم! اللہ تعالیٰ و رسول اللہ کی طرف آؤ“ ابوجہل نے جواب دیا: ”محمد (ﷺ) کیا تم ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز نہ آؤ گے؟ جو کچھ تم کہتے ہو اگر میں اسے حق جانتا تو ضرور اتباع کر لیتا۔“

اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے اور ابوجہل نے مجھ سے کہا: ”میں جانتا ہوں کہ وہ سچے

ہیں لیکن قصی کی اولاد سے ہیں۔ قصی کے لوگوں نے کہا ہم غلاف کعبہ چڑھاتے ہیں، ہم مشارت کیلئے ندوہ کو منظم رکھتے ہیں، ہمارا الواء ہے ہم میں سقایہ ہے پھرانہوں نے کہا: ہم میں اس کا نبی ہے، میں نے کہا ہم چاروں باتوں کو تسلیم کرتے ہیں مگر خدا کی قسم پانچویں دعوے کو ہرگز نہ مانیں گے۔

﴿بیہقی﴾

زمزم کی برکت:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا بھائی انیس جو مکہ گیا تھا اس نے آکر بتایا کہ میں نے حرم میں ایک شخص سے ملاقات کی جو کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انیس نے جواب دیا: لوگ اسے شاعر، ساحر اور کاہن کہتے ہیں اور انیس شعر وادب میں پاکیزہ ذوق رکھتا تھا۔ دنیائے عرب اس کی اس حیثیت کو تسلیم کرتی تھی اور وہ بڑا سمجھدار اور فہم و ادراک والا شخص تھا لہٰذا میں نے خود اس کا تاثر لیا تو اس نے کہا میں نے کاہنوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے، وہ کاہن نہیں ہے۔ ادب وشعر کی اصناف میں سے کسی صنف سے ان پر جو کلام نازل ہوا ہے تعلق نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ سچے ہیں اور بدگو لوگ متعصب اور جھوٹے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں خود مکہ آیا اور پورے تیس دن مقیم رہا مجھے خورد ونوش کے سلسلے میں آبِ زمزم کے سوا کچھ دستیاب نہ تھا مگر مجھے گرسنگی تھی نہ نقاہت بلکہ میں اور بھی فربہ اور چشت ہوگیا۔

﴿مسلم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اسعد بن زراہ نے بیعت عقبہ کے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم نے قریب وبعید اور ذی رحم رشتہ کو چھوڑ دیا اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں وہ دورغ گو نہیں اور یہ کہ جو کلام آپ لائے ہیں، اس کے مشابہ کسی بشر کا کلام نہیں ہوسکتا۔

﴿ابونعیم﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب میرے قبیلے کے لوگ اسلام لائے تو عمرو بن الجموح نے اپنے بیٹے سے کہا: تو نے جو کلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سنا تو بیٹے نے عمرو کو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" تک پڑھ کر سنایا۔ اس پر عمرو نے کہا یہ کلام کس قدر حسین وجمیل ہے۔ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا کلام ایسا ہی ہے؟ بیٹے نے کہا: ابا جان! سب ایسا ہی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

قرآن سن کر ایک ہزار مسلمان ہوگئے:

شعبی وزہری رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قیس سلیمی رضی اللہ عنہ آیا۔ اس

نے نبی کریم ﷺ سے کلام اللہ کی تلاوت سن کر کچھ سوالات کیے اور نبی کریم ﷺ نے جوابات دیئے۔ اس کے بعد وہ اسلام لے آیا اور بنو سلیم میں واپس جا کر کہا:

''میں نے روم و ایران کا ادب لطیف، عرب شعراء کی تخلیقات، کاہنوں کی کہانت اور حمیر کے مقالات اور کلام سنا ہے لیکن ان سب کا کلام محمد ﷺ کے کلام کی حکمت و حسن سے قطعاً مناسبت نہیں رکھتا لہٰذا میرا مشورہ قبول کرو تو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں خود کو دے دو اور ان پر نازل شدہ کلام سے استفادہ کرو۔''

پھر بنی سلیم کے لوگ فتح مکہ کے سال حاضر ہو کر داخل ملت اسلام ہوئے۔ وہ سات سو اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار تھے۔

﴿ابن سعد﴾

وجوہِ اعجازِ قرآن:

تمام دنیا کے دانشمندوں اور مفکرین نے ہر ہر رخ سے غور کیا، درایت کی کسوٹی پر پرکھا تو ہر ایک کو جو عصبیت کے مرض کا مارا نہیں تھا یہی کہنا پڑا کہ قرآن حکیم انسانی کلام نہیں ہے بلکہ ایسا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور نبی کریم ﷺ کا یہ سب سے عظیم معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فصیحانِ عرب کو للکارا اور فرمایا: ''فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ'' لیکن وہ اس کلام الٰہی کے مقابل میں ایک سورۃ بھی پیش نہ کر سکے۔ پھر یہ قرآن شریف کو ڈھکا چھپا نہیں رکھا گیا، اس کی صداقت اس کے اعجاز کو عام کرنے کیلئے اس کے سنانے کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ

﴿سورہ التوبہ﴾

ترجمہ: ''اور اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔''

اور اگر کلام ربانی سننے کے باوجود ان کے قلوب غیر متاثر رہیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ کلام بے اثر ہے بلکہ ان کے دل مریض ہیں۔ کلام تو یقیناً معجزہ ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۝

﴿سورہ العنکبوت﴾

ترجمہ: ''اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم منجملہ اس کی نشانیوں کے ایک نشانی ہے۔ اہل عرب فصیح و بلیغ انشاء پرداز، خطیب اور شاعر تھے اور ان کو اس صنعت پر بڑا غرور، گھمنڈ اور پندار بھی تھا۔ لہٰذا ان کو

تحدی کی گئی اور سال ہا سال کی ان کو مہلت دی گئی مگر وہ ایک چھوٹی سورۂ بنانے پر بھی قادر نہ ہو سکے، ہر چند کہ وہ اللہ کے نور کو بجھانے اور چھپانے پر تلے بیٹھے تھے تو اگر اس سے معارضہ کرنا ان کی قدرت میں ہوتا تو یقیناً قطع حجت کیلئے کام میں لاتے مگر سارے زبان آور عاجز رہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں مبعوث فرمایا کہ عربوں کے اندر اس زمانے میں بڑے بلند پایہ خطیب اور شعراء موجود تھے اور زبان کی لطافت کو پورے طور پر سمجھتے تھے، ان کے ذہنوں میں الفاظ کا بڑا ذخیرہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے تمام اہل عرب کو معارضہ قرآن کی دعوت دی، مگر وہ سب عاجز رہے۔ جن وجوہ کے ساتھ قرآن کے اعجاز کا وقوع ہوا، ان میں لوگوں کا اختلاف ہے اور ان میں کئی قول ہیں جن کو میں نے کتاب تفسیر اتقان میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ان میں سے چند وجوہ کا خلاصہ یہ ہے:

✿...... پہلی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم اپنے نظم واسلوب کی صورت میں عجیب وغریب ہے جو اسالیب عرب کے مطابق نہیں۔ قرآن کریم کی وہ ترتیب ونظم جس کا وہ حامل ہے اور اس پر آیات کے مقاطع، کلمات کے فواصل اور عبارت میں اوقاف کا جو نظام ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

✿...... دوسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ایسی غیبی خبروں پر مشتمل ہے جو اس وقت واقع نہیں ہوئی تھیں اور جب وہ واقع ہوئیں تو ویسی ہی واقع ہوئیں جیسی کہ خبر دی گئی تھی۔

✿...... تیسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرونِ ماضیہ اور شرائع سابقہ کی خبریں اس قبیل سے تھیں جن کو اہل کتاب میں کوئی شخص اس وقت تک نہیں مان سکتا تھا جب تک کہ وہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس کی تحصیل میں صرف نہ کر دے، نبی کریم ﷺ ان وجوہ کے ساتھ جن پر منصوص تھیں قرآن کریم میں لے کر آئے حالانکہ آپ امی تھے پڑھنا لکھنا کسی سے نہیں سیکھا تھا۔

✿...... چوتھی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ضمیر کی کیفیات اور قلب کے احساسات کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن حکیم نے بیان کیا:

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ''جب تم میں سے دو گروہوں کا ارادہ ہو کہ نامردی کر جائیں۔''

✿...... اور فرمایا: وَ يَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ﴿سورہ المجادلہ﴾

ترجمہ: ''اپنے دلوں میں کہتے اور اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر۔''

✿...... پانچویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قوم کو عاجز اور ناچار بتانے کے سلسلے میں بعض قضایا اور اخبار وارد ہوئے مثلاً قرآن نے بتایا کہ فلاں لوگ ایسا نہ کر سکیں گے اور پھر واقعات کی دنیا میں وہ ایسا نہ کر سکے جیسا کہ یہود کے بارے میں بتایا گیا: ''وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا'' یعنی یہود کبھی بھی اس کی آرزو نہ کریں گے۔

✿...... چھٹی وجہ اعجاز یہ ہے کہ عرب فصحاء شعراء اور ماہرین زبان ایڑی چوٹی کا زور اور احتجاجی ومتفقہ کوششوں کے باوجود معارضت میں ناکام رہے۔

۞......ساتویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ سماعت قرآن کے موقع پر مخالفوں اور منکروں پر خوف و دہشت پیدا ہو جاتی اور تلاوت کی سماعت کے وقت عجیب ہیبت و رعب طاری ہوتا جاتا جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے دل پر رعب و دہشت طاری ہوا۔

نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز جہری میں سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے:

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْئٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَo اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَo اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَo

﴿سورہ الطور﴾

ترجمہ: ''کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کیے بلکہ انہیں یقین نہیں یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ کڑوڑے (حاکم اعلیٰ) ہیں۔''

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کلام الٰہی کو سن کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید میرا دل پارہ پارہ ہو جائے گا اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ اسلام کی صداقت میرے دل میں جاگزیں ہوئی۔

۞......آٹھویں وجہ اعجاز یہ کہ نہ تو اس کے پڑھنے والے کا دل بھرتا ہے اور نہ سننے والے کا بلکہ بار بار اس کی تلاوت کیلئے وہ بے قرار ہوتا ہے اور ہر بار اسکی لذت بڑھتی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن پاک کی ایک صفت یہ بھی بیان کی کہ بار بار پڑھنے سے قرآن پاک پرانا نہیں ہوتا۔

۞......نویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم رہتی دنیا تک باقی رہنے والی خدا کی کتاب ہے۔ اس میں کبھی کوئی تحریف نہیں کر سکے گا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔

۞......دسویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم میں تمام علوم و معارف کو جمع فرمایا ہے جو کسی کتاب میں یکجا نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہوں گے اور نہ کسی فرد کا علم اس کے چند کلمات اور گنتی کے حروف کا احاطہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کیلئے اصول عطا فرمائے ہیں۔

۞......گیارہوں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی مزاجی خصوصیت کو ثواب و عذاب، انعام و عتاب اور رحمت و عقاب کے بین بین رکھا ہے، اس لیے یہ مایوس ہونے دیتا ہے نہ امید کا دامن چھڑواتا ہے اگر ایک وقت خوف کے سائے پڑنے لگتے ہیں تو معاً دوسرے وقت رجاء اور امید سے دل کو سہارا ملنے لگتا ہے۔

۞......بارہویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو دوسری سابقہ کتابوں کیلئے ناسخ قرار دیا اور کتب سابقہ کے اساطیری بیانات کی صحت و عدم کا معیار قرار دیا، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَo

﴿سورہ النمل﴾

ترجمہ: ''بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔''

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی چار وجوہ اعجاز قرآن میں ایسی ہیں جن پر اعتماد کیا گیا ہے اور باقی وجوہ قرآن کی خصوصیات میں بیش بیش ہیں، بقیہ خصائص قرآن سے یہ ہے کہ اس کا نزول سات حروف (لغت) پر ہوا ہے اور یہ کہ اس کا نزول ٹکڑے ٹکڑے اور تھوڑا تھوڑا ہوا ہے اور یہ کہ قرآن حفظ کیلئے بہت آسان کیا گیا ہے۔ (بہت آسانی سے حفظ ہو جاتا ہے۔)

دیگر تمام کتابیں ان تین خصوصیتوں سے عاری ہیں، میں نے پہلی دو خصوصیتوں کو تفصیل کے ساتھ الاتقان میں بیان کیا ہے، ان میں سے کچھ حصہ ان خصائص کے بیان میں پیش کرتا ہوں جن کی وجہ سے نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے ممتاز ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز کی وجوہات ذکر کی گئیں ان میں تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی وجوہات مخصوص آیات سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ باقی وجوہات عام میں اور ان کا تعلق ہر آیت سے ہے اور تقریباً ان ستتر ہزار کو آٹھ وجوہ میں ضرب دی جائے یا ان آٹھ وجوہ میں اول کی دو وجوہ پر ضرب دو یا ساتویں آٹھویں اور نویں وجوہ اور معرفت سے اگر ضرب دیا جائے تو معجزات کی یہ تعداد لاکھوں پر پہنچے گی اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ پہلی دو وجوہ کے اعتبار سے قرآن پاک کے معجزات سے واقف ہو تو وہ ہماری کتاب الاتقان ملاحظہ کرے پھر ہماری کتاب اسرار التنزیل کا بغور مطالعہ کرے، ان دونوں کتابوں میں قاری اس سلسلہ میں سنتا جائے گا کہ اس کی تشنگی دور ہو جائے گی۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن پاک کے اس انداز کو جان لینے کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ بے شک ہزار یا دو ہزار پر ان کا حصر نہیں بلکہ وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے قرآن پاک کی ایک سورہ کے ساتھ تحدی فرمائی تو وہ ایک سورہ کے لانے میں عاجز رہ گئے۔ قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے۔

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے دس کلمات میں ہر کلمہ اپنی جگہ ایک مستقل معجزہ ہے اور پوری کتاب اللہ نو سو چونتیس (۹۳۴) میں ستتر (۷۷) کلمات ہیں تو صرف انشاء وعبارت کے لحاظ سے کلماتِ مذکور کے مطابق اتنے ہی تعداد میں معجز

مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ میں نے قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ سے ایک سو بیس انواع بلاغت نکالی ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر قرآن پاک چمڑے میں ہو تو اسے آگ نہیں کھائے گی۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ بعض علماء کا قول ہے کہ قرآن کریم کا یہ معجزہ صرف زمانہ رسالت میں تھا۔

نزول وحی کی کیفیت

ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مناجات جو نبی کریم ﷺ کے لئے ہوتی، سنا کرتے تھے اور وہ انکو نظر نہ آتے تھے۔

﴿ابن ابی داؤد کتاب المصاحف﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو ہم شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سنا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چہرے کے قریب سے یہ آواز سنی جاتی۔

﴿ابو نعیم، احمد، ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟

فرمایا: میرے پاس کبھی گھنٹی کی سی آواز آتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے۔ پھر وہ زائل ہو جاتی ہے اور فرشتہ جو کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں، کبھی فرشتہ انسانی صورت میں آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سخت سردی کے دن نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتے دیکھی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ میرے پاس وحی دو طرح پر آتی ہے۔ ایک فرشتے کے ذریعہ دوسرے آواز کے ذریعہ جو مثل گھنٹے کی آواز کے ہوتی ہے مگر یہ صورت مجھ پر گراں گزرتی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نزول وحی کے وقت بوجھ محسوس کرتے تھے۔ اسی لیے ارشاد خداوندی ہے:

"اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلاً ثَقِیْلاً" (سورۂ مزمل)

ترجمہ: "بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اس کا بوجھ محسوس فرماتے اور پیشانی پر پسینہ نمودار ہو جاتا خواہ سردی کا موسم ہو۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وحی لکھا کرتا تھا جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو شدید لرزہ لاحق ہو جاتا اور آبدار موتی کی مانند پسینہ

آجاتا، پھر جب یہ کیفیت رفع ہو جاتی تو نبی کریم ﷺ وحی لکھواتے اور میں اس کو تحریر کرتا۔ جب میں وحی کی کتابت سے فارغ ہو جاتا تو قرآن کریم کے بوجھ سے مجھے اپنے پاؤں ٹوٹتے معلوم ہوئے حتی کہ میں خیال کرتا کہ اب میں کبھی چلنے کے قابل نہ رہوں گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے رنگ سے لوگ پہچان لیتے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرۂ انور اور جسم مقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام گفتگو سے رک جاتے اور آپ ﷺ خود بھی کسی سے گفتگو نہ فرماتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نزول وحی کے وقت اگر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو بارِ وحی سے اونٹنی گردن ڈال دیتی تھی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی تھی، آپ ﷺ اس پر سوار تھے کہ سورۂ مائدہ نازل ہوئی تو قریب تھا کہ اونٹنی کے بازو بارِ وحی سے ٹوٹ جائیں۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب نزول وحی ہوتا تو ہم میں سے کسی میں مجال نہ ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ پر نظر ڈال سکیں۔

﴿مسلم﴾

نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اصل صورت میں دیکھا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصل صورت میں دیکھا۔ پہلی مرتبہ خود نبی کریم ﷺ کے کہنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود کو دکھایا اور وہ عظیم جسامت سے افق کو گھیرے ہوئے تھے اور دوسری مرتبہ شب معراج میں آپ ﷺ نے ان کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔

﴿احمد ابن ابی حاتم، ابوالشیخ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا۔ آپ نے ان کو دیکھا کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف اتر رہے ہیں، اور ان کی خلقت عظیم نے زمین و آسمان کو گھیر لیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے۔ اس میں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سندسی (ریشمی) لباس میں ملبوس تھے، جس پر موتی اور یاقوت جڑے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو بازو موتیوں کے تھے اور انہوں نے مور کی مانند اپنے بازوؤں کو پھیلایا ہوا تھا۔

﴿ابوالشیخ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سبز حلے میں دیکھا، اس وقت انہوں نے زمین و آسمان کو گھیر لیا تھا۔

﴿ابوالشیخ﴾

حضرت ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ ان کے دونوں پاؤں سدرہ پر معلق تھے۔

حضرت شرح بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب آسمان پر صعود فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی تخلیقی صورت میں دیکھا۔

﴿ابوالشیخ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اور طبرانی رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی اس مین من مزید یہ بھی ہے کہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ بہت حسین و جمیل شخص تھے۔

﴿ابن سعد، نسائی﴾

نبوت کے مکی دور سے متعلق معجزات

درخت کا چلنا:

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے بعثت کے بعد نبی کریم ﷺ پر بہت ظلم کیے۔

ایک بار آپ ﷺ ان کے گستاخانہ رویے اور نازیبا حرکات سے خون میں تر مکہ سے باہر تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پرسش احوال کے بعد کہا: یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسی وقت آپ کے ایک معجزے کا ظہور ہو تو آپ فلاں درخت کو حکم دیجئے کہ وہ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے اس کو اپنے پاس بلایا اور درخت حکم ملتے ہی آپ کے قریب آ گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اب حکم دیجئے کہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائے، آپ نے اس درخت کو حکم دیا وہ فوراً اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ، دارمی، بیہقی، ابو نعیم﴾

درخت کی ٹہنی کا ٹوٹ کر آنا:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کے معاندانہ رویہ اور تکذیب سے رنجیدہ ہوکر ایک روز پہاڑ کی گھاٹی کی جانب چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے سکونِ قلب کیلئے دعا کرنے لگے۔ اللہ رب العزت نے وحی کی کہ سامنے والے درخت کی کسی بھی ٹہنی کو آپ اپنی طرف بلائیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹہنی کو طلب کیا اور وہ درخت سے منقطع ہوکر سامنے آ گئی، اس کے بعد فرمایا: ویسے ہی اپنے مقام پر درست ہو جا، تو اس نے تعمیل کی اور لوٹ کر اپنے مقام پر پیوست ہوگئی۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت میں انبساط پیدا ہوگیا اور آپ نے فرمایا: اب مجھے ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہیں۔

﴿ بیہقی ﴾

کم عمر بکری سے دودھ کا نکلنا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا ابھی بچپن ہی تھا اور ابن ابی معیط کی گھاٹی میں بکریاں چرا رہا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں مشرکوں کی اذیت سے بچ کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس پلانے کیلئے کچھ دودھ ہے؟ میں نے کہا میں امانت دار ہوں۔ فرمایا: تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کی عمر کم اور زمانہ دودھ دینے کا نہ ہو؟ میں نے اقرار میں جواب دیا اور پھر ایک ماہ کا بچہ جو قدرے بڑا تھا لا کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے پیر باندھے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کاسہ لے کر آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے دودھ نکالا اور دونوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود بھی دودھ پیا مجھے بھی پلایا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے دودھ! اتر جا، تو وہ اتر گیا۔

حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا خواب:

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرتِ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ مقتدمین اسلام سے تھے۔ ان میں قبول اسلام کا جذبہ پیدا ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہیں پھر انہوں نے جہنم کی وسعت بیان کی جس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان والد انہیں جہنم میں دھکیل رہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دخول جہنم سے روک رہے ہیں۔ وہ خوف زدہ ہوکر بیدار ہوئے اور کہا کہ یہ خواب برحق ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا کہ میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری بھلائی کے خواستگار ہیں، تم ان سے رجوع کرو۔'' پس وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''آپ کس امر کی دعوت دیتے ہیں۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں کہ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں تم جن پتھروں کی پرستش میں مبتلا ہو، اس سے باز آجاؤ کیونکہ وہ پتھر نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع دے سکتے ہیں، وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ کون ان کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں۔

یہ سن کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے، جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے والد کو معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے نے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے تو اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی سختیاں کیں اور ان کو ڈرایا، دھمکایا اور کہا آج سے میں تم کو کھانے پینے کو کچھ نہیں دوں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تمہارے رزق کی کچھ پرواہ نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے اتنا رزق دے گا کہ میں اس سے زندگی گزار لوں گا اور تم سے سوال نہ کروں گا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

صالح بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ظہور نبوت و اسلام سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مکہ اور اس کے اطراف کو گہری تاریکی نے ڈھانپ لیا ہے۔ صرف اطراف ہی نہیں بلکہ اس کی تاریکی میں زمین و آسمان تک پوشیدہ ہو گئے ہیں، اچانک زمزم سے نور افشاں قندیل بلند ہونی شروع ہوئی، جتنا وہ نور قندیل بلند ہوتا جاتا اتنی ہی اس کی چمک بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ مجھے سب سے پہلے اس کی روشنی میں بیت اللہ نظر آیا پھر اس علاقے کی ساری اشیاء پ..ر عمارات اور نباتات، پھر وہ منظر اور وسیع ہوا اور مجھے مدینہ کے نخلستان ایسے روشن نظر آئے کہ میں ان پر نیم پختہ کھجوریں دیکھ رہا تھا، پھر کسی کہنے والے نے اس روشنی کے درمیان سے کہا:

سبحانه سبحانه تمت الكمة و هلك ابن مارد بهضية الحصاء بين ادرج والاكمه

ترجمہ: ”پاک ہے وہ ذات، پاک ہے وہ ذات، کلمہ پورا ہوا اور ابن مادر، ادرج واکمہ کے درمیان ہضبۃ الحصاء میں ہلاک ہوا۔“

یہ امت سعید ہوگئی امیوں کا نبی آیا اور کتاب اپنی معیاد کو پہنچ گئی اور اس بستی والوں نے اس نبی کی تکذیب کی۔ اس بستی کو دو مرتبہ عذاب دیا جائے گا اور تیسری مرتبہ میں یہ توبہ کرلیں گے۔ تین عذاب باقی رہ گئے، دو مشرق میں اور ایک مغرب میں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عمرو بن سعید سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ عجیب و غریب خواب دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ روشن قندیل حضرت عبدالمطلب کے گھرانے سے نمایاں ہوگی کیونکہ چاہِ زمزم انہی کی تحویل میں ہے اور تم نے اس نور کو چاہِ زمزم سے نکلتے دیکھا ہے۔ (اس روایت کو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے الامزاد میں بیان کیا ہے اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا: میں نے قبول اسلام سے تین روز قبل خواب دیکھا کہ ”میں ایک تاریک اور اندھیرے ماحول میں ہوں کہ دفعتہً مجھے چاند کی روشنی نظر آئی۔ میں اس روشنی کے پیچھے چلا میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس تک پہنچنے میں مجھ سے سبقت حاصل کر چکے ہیں۔

پھر میں ان لوگوں سے نزدیک ہوا تو میں نے پہچانا ان میں حضرت زید بن حارثہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ میں نے ان حضرات سے دریافت کیا تم اس جگہ کب آئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چاند کے روشن ہوتے ہی ہم اس تک پہنچ گئے۔ پھر کچھ ہی دن ہوئے تھے اطلاع پا کر ایک روز اجیاد کی وادی میں نبی کریم ﷺ سے ملا اور پوچھا کہ آپ کی دعوت کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت۔ میں نے اس کو قبول کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر داخل اسلام ہو گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

ایک صاع مقدارِ طعام سے چالیس افراد کا شکم سیر ہو کر کھانا:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ ”وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَ تَكَ الْاَ قْرَبِيْنَ“ ﴿سورۃ الشعراء﴾ (ترجمہ: ”اور محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔“) نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک بکری کے پائے اور ایک صاع غلہ کا طعام تیار کرو اور ایک قدح دودھ بھی رکھو، پھر اقرباء یعنی اولاد حضرت عبدالمطلب کو بلا لو۔“ تو میں نے تعمیل کی اور وہ سب آ گئے، جن کی تعداد انتیس، چالیس یا اکتالیس تھی۔ ان لوگوں میں نبی کریم ﷺ کے چچا یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابولہب بھی موجود تھے، میں نے ان کے سامنے گوشت کا بڑا پیالہ رکھا۔

نبی کریم ﷺ نے اس میں سے ایک بوٹی لی اور دانتوں سے توڑ کر پیالے میں بکھیر دی اور فرمایا: ”بسم اللہ“ کر کے شروع کیجئے تو سب مہمانوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا مگر کھانا تقریباً ویسا ہی موجود اور باقی تھا۔ اس کے بعد فرمایا: علی! سب کو دودھ پلاؤ، تو میں نے پیالہ لیا جس میں سے سب نے سیر ہو کر پیا حالانکہ وہ دودھ مقدار میں صرف ایک شخص کیلئے کافی تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے دعوت اسلام پیش کی۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

پانی کا زمین سے نکلنا:

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طالب نے کہا: میں ذی المجاز میں محمد (ﷺ) کے ساتھ تھا کہ مجھے پیاس لگی۔ میں نے کہا مجھے پیاس لگی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹنی کو بٹایا، اس پر سے اترے اور پیچھے کی طرف چند قدم چل کر جھکے، وہاں پانی تھا۔ مجھ سے کہا: چچا! پانی پیجئے اور میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا سے ابو طالب شفایاب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طالب کی بیماری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی اور ابو طالب کی خواہش پر دعا بھی کی: ”اے اللہ! میرے چچا کو صحت اور شفاء عطا فرما۔“ تو ابو طالب اٹھ کھڑے ہوئے اور بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ابو طالب نے کہا: اے بھتیجے! تمہارا خدا تم پر بہت مہربان ہے۔ آپ نے جواب دیا: اے چچا! اگر تم بھی اس خدا کی بندگی اختیار کرلو تو یقیناً تم بھی مہربانی فرمائے گا۔

(اس حدیث کی روایت میں ہیثم منفرد ہیں اور وہ ضعیف مانے جاتے ہیں۔)

﴿ابن عدی، بیہقی، ابو نعیم﴾

ابو طالب کا نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعائے استسقاء کرنا:

جلہمہ بن عرفطہ سے روایت ہے کہ میں مسجد حرام پہنچا تو وہاں قریش کو شور مچاتے سنا وہ بارش کی دعا مانگ رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا: لات وعزیٰ سے مدد مانگو اور کسی نے کہا: منات سے یہ سن کر ایک پیر سال، خوبرو اور تجربہ کار شخص نے کہا: ابو طالب نہیں ہے۔ اس کے پاس چلو چنانچہ وہ سب اور میں بھی ان کے ہمراہ ابو طالب کے گھر پہنچے آواز دی۔ تو ابو طالب زرد چادر گردن میں لپیٹے باہر نکلے لوگوں نے کہا: ”اے ابو طالب! وادیاں خشک ہوگئیں، جانور دبلے ہوگئے، چلو بارش کی دعا مانگیں۔“

ابو طالب نے کہا زوالِ آفتاب اور ہوا کے ٹھہرنے تک رکو، پھر ابو طالب ایک بچہ کو ہمراہ لے کر نکلے انگلی پکڑی اور بچہ کی پشت کو خانہ کعبہ سے ملا کر کھڑا کیا اور طلب بارش کی دعا کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں صاف مطلع اَبر آلود ہو گیا اور موسلا دھار بارش سے وادیاں، تالاب اور آبی ذخیرے بھر گئے۔“ باغات اور کھیت سرسبز ہوگئے۔ اس موقع پر ابو طالب نے کہا:

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامی عصمۃ للا رامل

تطیف بہ الھلاک من آل ھاشم فھم عندہ فی نعمۃ و فضائل

و میزان عدل الا یبحس شعیرۃ ووزان صدق وزنہ غیرھائل

ترجمہ: ”آپ کی ذات ایسی برکت والی ہے کہ آپ کے چہرے سے بادل پانی کا خواستگار ہوتا ہے، آپ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کی عصمت (کے محافظ) ہیں۔ ہاشم کی بھوکی پیاسی اولاد آپ کو گھیرے رہتی ہے، وہ لوگ آپ کے دامن میں نعمت و فضائل (دیکھتے) ہیں۔ اور آپ میزان عدل ہیں کہ ایک جو برابر کم و بیش نہیں تولتے اور آپ سچائی کا وزن کرنے والے ہیں، آپ کی تول کسی طرف جھکتی نہیں۔“

﴿تاریخ ابن عساکر﴾

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا:

حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل

صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: "چچا! آپ میں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں۔"

انہوں نے عرض کیا: "درست ہے لیکن مجھے ضرور دکھایئے۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیٹھ جایئے۔" لہٰذا وہ بیٹھ گئے، کچھ دیر گزری تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس لکڑی پر اترے جو کعبہ میں نصب تھی اور مشرکین طواف کے وقت اس پر کپڑے ڈالا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چچا جان! اپنی نگاہیں اوپر اٹھایئے تو انہوں نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ ان کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کی مانند ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

معجزہ شق القمر:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ○ ﴿سورہ القمر﴾

ترجمہ: "پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے چاند دو ٹکڑے ہوا، ہم اس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور دوسرا ٹکڑا آگے تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم گواہ رہو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مکہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو مشرکین مکہ نے کہا: یہ جادو ہے جو تم پر کیا گیا ہے پھر انہوں نے اطراف و جوانب کے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا قمر کو شق ہوتے تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں شق القمر ہوا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم بہ عہد رسالت مکہ میں تھے۔ کافروں نے کہا ہم پر محمد (ﷺ) نے جادو کر دیا ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عطا رضی اللہ عنہ اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مشرکین مکہ مجتمع ہو کر آئے اور کہا:

"اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں چاند کے اس طرح دو ٹکڑے کر کے دکھائیں کہ ایک ٹکڑا جبل ابوقبیس پر ہو، اور دوسرا ٹکڑا جبل قعیقعان پر ہو اور وہ رات چودھویں کی تھی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی کہ کفار جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اے میرے رب! اس کو پورا کر دے، حکم ایزدی پھر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آدھا جبل ابوقبیس پر اور آدھا جبل قعیقعان پر تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم گواہ ہو۔

﴿ابونعیم﴾

فائدہ:

علماء کرام نے شق القمر کو معجزۂ عظیم قرار دیا ہے اور اس کو برہان نبوت کی اعلیٰ ترین نشانی قرار دیا ہے اور کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام معجزات میں کوئی معجزہ اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس کا ظہور ملکوت سماء میں ہوا ہے۔ اس عالم مرکب میں جتنی طبیعتیں ہیں ان تمام طبائع سے عالم ملکوت خارج ہے کیونکہ وہاں تک کسی حیلہ وتدبیر سے رسائی کا ارادہ نہیں کیا جاسکتا، اس وجہ سے اظہر ترین حجت و دلیل کا اثبات ہوگیا۔

اللہ نے آپکو دشمنانِ اسلام کے شر سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی حفاظت کیلئے دربانوں کو مقرر فرمایا کرتے تھے اور آیہ کریمہ "وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ" ﴿سورۂ المائدہ﴾ (ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا، لوگوں سے۔") نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے قبہ سے سر مبارک نکال کر پاسبانوں سے فرمایا: اے صاحبو! اب تکلف نہ کرو کیونکہ میرے رب نے حفاظت کا وعدہ فرمالیا ہے۔

﴿ترمذی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

ابوجہل کے شر سے معجزانہ طور پر حفاظت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے لوگوں سے پوچھا کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے اپنے چہرے کو گرد آلود کرتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا: ہاں! اس نے کہا قسم ہے لات وعزیٰ کی اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تو ضرور ان کی گردن مروڑ دوں گا یا ان کے چہرے کو خاک آلود کردوں گا۔ تو ایک روز ابوجہل نبی کریم ﷺ کو مصروف نماز دیکھ کر آیا اور آپ ﷺ کی گردن مبارک کی طرف بڑھا۔

ابھی وہ نبی کریم ﷺ کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے خود کو بچاتا ہوا الٹے قدم لوٹا لوگوں نے پوچھا: کیوں کیا حال ہے؟ اس نے بتایا میں نے اپنے اور محمد (ﷺ) کے درمیان آگ سے پر خندق حائل دیکھی۔ اس بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا اگر ابوجہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ کرڈالتے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ مبارکہ نازل فرمائی:

کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی ﴿سورۂ العلق﴾

ترجمہ: "ہاں ہاں! بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے۔"

حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھی کہ ایک شخص کو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہرگز مت ڈر، خوف مت کر، اگر واقعی تمہارا ارادہ یہی ہے تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ تم کو مجھ پر غلبہ نہ دیتا۔

﴿احمد، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا: اے گروہِ قریش! محمد (ﷺ) جس دین کی دعوت دے رہے ہیں، اسے تم دیکھ ہی رہے ہو، وہ ہمارے دین کو باطل، آباؤ اجداد کو گمراہ اور ہم سب کو عقل سے کورا کہتے ہیں۔ میں اپنے معبودوں سے عہد کرتا ہوں کہ کل دوران نماز ایک بڑا پتھر ان کے سر پر ماروں گا تو وہ دوسرے روز پتھر لے کر بیٹھ گیا جب آپ سجدہ کیلئے جبین مبارک رکھ رہے تھے کہ ابوجہل بڑھا اور قریب تھا کہ وہ سر پر پتھر مار دے کہ دفعتہً وہ چیختا چلاتا ہوا، دہشت زدہ ہو کر بھاگا۔ قریش نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک نر اونٹ کے مشابہ جانور جو انتہائی خوفناک تھا مجھے نگلنے کیلئے میری جانب بڑھا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ سے بیان کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوجہل کو ڈرانے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اگر وہ کچھ اور میرے قریب ہو جاتا تو اس کو ختم کر دیا جاتا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں قدرے تفصیل اور جملہ مختلف ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ" کی قرأت کی اور جب حضور نبی کریم ﷺ ابوجہل کی مذمت والی آیت: "کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی" پر پہنچے تو کسی شخص نے ابوجہل سے کہا کہ یہی محمد ﷺ ہیں۔ ابوجہل نے کہا کہ اے شخص! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کو تم نہیں دیکھ رہے ہو، بخدا! آسمان کے کنارہ نے مجھے گھیر لیا ہے۔

﴿بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

عبدالملک بن ابوسفیان ثقفی سے روایت ہے کہ ایک نووارد بدوی پہلی بار شہر مکہ میں آیا۔ ابوجہل نے غریب کا اونٹ ہتھیا لیا اور کوئی قیمت بھی ادا نہ کی۔ وہ قریش کی مجلس مشاورت میں کسی طرح پہنچ گیا اور کہا: اے سردارو! مجھ غریب مسافر کو اونٹ کی قیمت دلا دو۔ قریشی ندوہ کے سامنے ہی حرم کے ایک گوشے میں نبی کریم ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے فتنہ پردازی کے جذبہ کی تسکین کی خاطر آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس مظلوم صحرائی سے جواب میں کہا: "مظلوموں کی مددگار، وہ بیٹھے ہیں، جا اور ان سے مدد مانگ۔"

بے چارہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ماجرا بیان کرنے لگا تو نبی کریم ﷺ مدد کیلئے کھڑے ہوئے اور بدوی کو ساتھ لے کر ابوجہل کے گھر پر پہنچے۔ آواز دی وہ باہر آیا۔ آپ نے اس کا حق ادا کرنے کو کہا اور ابوجہل نے غیر معمولی عجلت کے ساتھ اس کو قیمت ادا کر دی۔ قریشیوں نے جو اپنے خیال میں تماشا دیکھنے ندوہ سے یہاں آ گئے تھے، ابوجہل کے اس رویہ پر ملامت کی۔ اس نے کہا تمہارا برا ہو، بڑی حیرت ہوئی، میں بچ گیا کیونکہ ایک عظیم الجثہ، خوفناک اور بڑے زبردست جبڑوں والا جانور مجھ نگل جاتا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کا عورا بنت حرب کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جانا:

❁ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِا لْاٰخِرَۃِ حِجَاباً مَّسْتُوْراًo

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور اے محبوب! تم نے قرآن پڑھا اور ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے، ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔''

۞ دوسری مقام پر ارشاد خداوندی:

وَ جَعَلْنَا مِنْ م بَیْنِ اَیْدِ یْھِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَ غْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَo

ترجمہ: ''اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔''

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورۂ ''تَبَّتْ یَدَا اَبِی لَھَبٍ'' نازل ہوئی تو عوراء بنت حرب آئی، وہ شدید غضبناک تھی اس کے ہاتھ میں پتھر تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے نبی کریم ﷺ کو بتایا آپ نے جواب دیا وہ مجھ کو نہ دیکھ سکے گی چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کھڑی ہوئی اور کہا: اے عبدالکعبہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے آقا میری مذمت کرتے ہیں؟''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''میرے آقا نہ شعر کہتے ہیں اور نہ شعر پڑھتے ہیں۔'' یہ سن کر وہ لوٹ گئی اور نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکی باوجود یہ کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔

۞ (اسی روایت کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جواب کے سلسلے میں ہے۔ ''آپ نے جواب دیا: میرا آقا پیشوا شاعر ہے نہ شعر کہتا ہے۔'')

﴿ابویعلیٰ، ابن ابی حاتم، بیہقی، ابونعیم﴾

اللہ نے نبی کریم ﷺ کو بنی مخزوم کے شر سے محفوظ فرمایا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ: ''وَ جَعَلْنَا مِنْ م بَیْنِ اَیْدِ یْھِمْ سَدًّا'' کی تفسیر میں فرمایا کہ جن لوگوں کے آگے اللہ نے پردہ ڈالا وہ قریش مکہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا، اس وجہ سے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھ سکے۔

اس سے متعلق یہ ہے کہ بنی مخزوم کے کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے خلاف مشورہ کیا کہ آپ کو قتل کرنے کی ذمہ داری کون شخص قبول کرتا ہے۔ ان مشورہ کرنے والوں میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ اسی دوران نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے آپ کی قرأت سنی تو ولید کو بھیجا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو قتل کرے۔ وہ آیا مگر نبی کریم ﷺ کی آواز تو برابر سنتا رہا مگر دیکھ نہ سکا۔ لہٰذا وہ واپس ہو گیا اور

دوسرے ساتھیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد وہ سب مل کر آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں پر نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، وہ آواز اپنے صوتی مقامات بدلتی رہی اور کافر مرکز آواز پر آگے پیچھے، دائیں بائیں پھرتے رہے مگر نبی کریم ﷺ نظر نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب: "وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○" ﴿سورہ یٰسین﴾ یہی ہے۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ نضر بن حارث کے شر سے محفوظ رہے:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر بن حارث نبی کریم ﷺ کو اذیت دیتا اور آپ سے تعرض کرتا تھا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ شدید گرمی میں دوپہر کے وقت قضائے حاجت کے ارادہ سے تشریف لے گئے اور آپ حسب عادت بہت دور نکل گئے تو نضر بن حارث نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور تنہا سمجھ کر برے ارادے سے نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ پھر سراسیمہ ہو کر لوٹا راہ میں ابوجہل مل گیا۔ پوچھا: نضر کہاں سے آ رہے ہو؟ نضر نے جواب دیا: "میں نے محمد ﷺ کا تعاقب کیا تھا اور ارادہ تھا کہ قتل کر دوں گا کہ اچانک چند شیر منہ کھول کر میری طرف تیزی سے بڑھے اور میں خوف زدہ ہو کر پلٹ آیا۔"

ابوجہل سنتا رہا اور پھر بولا: یہ ان کا جادو ہے۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ حکم کے شر سے محفوظ رہے:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنت حکم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے والد نے بتایا: اے بیٹی! میں تم کو وہ بات بتاتا ہوں جس کو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ہم نے نبی کریم ﷺ کو پکڑ لینے کا ارادہ کیا تو ہم اس ارادہ سے آپ کی طرف گئے لیکن ہم نے ایک بڑی خوفناک آواز سنی جس سے ہم نے گمان کیا کہ تہامہ کا کوئی پہاڑ پھٹے بغیر نہ رہا ہوگا۔ ہم پر غشی طاری ہوگئی جب ہماری حالت درست ہوئی تو نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس تشریف لے جا چکے تھے۔

دوسری شب ہم نے پھر ارادہ کیا جب ہم نے نبی کریم ﷺ کو آتے دیکھا تو ہم بھی نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھے لیکن ہم نے دیکھا کہ صفا اور مروہ بھی اپنی جگہ سے چلنے لگے اور دونوں ایک دوسرے سے مل گئے اور ہمارے درمیان حائل ہوگئے اور خدا کی قسم! ہمارے اذیت رسانی کے ارادے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور اسلام میں داخل ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن مندہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کا رکانہ پہلوان سے کشتی کرنا:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رکانہ بن عبد یزید کو دعوت اسلام دی، تو اس نے کہا: اے محمد (ﷺ)! مجھے اسلام کی صداقت میں شبہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے رکانہ!

اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا اسلام کو حق سمجھ کر قبول کر لے گا؟ رکانہ نے جواب دیا: بے شک۔ رکانہ نے جواب سن کر نبی کریم ﷺ عرب کے اس نامور پہلوان سے جس کو آج تک کسی نے نہیں پچھاڑا تھا، کشتی لڑنے پر آمادہ ہوگئے اور بہت جلد رکانہ کو کشتی میں پچھاڑ دیا۔ رکانہ نے کہا: اے محمد ﷺ! یہ تو اتفاقیہ طور پر جیت گئے، لہٰذا دوبارہ مقابلہ ہونا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے دوبارہ کشتی کی اور پھر رکانہ کو پچھاڑ دیا۔ اس کے بعد وہ یہ کہتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا کہ ''یہ جادوگر ہیں اور ان کا جادو بڑا پرزور ہے۔''

﴿بیہقی﴾

رکانہ بن عبد یزید سے روایت ہے اور رکانہ کا اس زمانے کے بڑے پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا اس نے کہا: میں اور نبی کریم ﷺ ابوطالب کے ریوڑ کے ساتھ موجود تھے، سب سے پہلے جو بات میں نے دیکھی، یہ تھی کہ ''ایک دن نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم میرے ساتھ کشتی کرو گے؟'' میں نے جواب دیا: ''کیا آپ میرے ساتھ کشتی کرنے پر تیار ہیں؟''

آپ نے فرمایا: ''ہاں تیار ہوں۔'' میں نے کہا: ''کس شرط پر؟'' جواب میں فرمایا: ''ایک بکری پر۔'' پس میں نے کشی کی اور آپ نے مجھے پچھاڑ دیا اور ایک بکری مجھ سے وصول کی، اس کے بعد تبسم آمیز لہجے میں فرمایا: ''رکانہ! کیا دوبارہ کشتی کرنے کی ہمت ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' پھر کشتی ہوئی اور آپ نے پھر پچھاڑ دیا اور مجھ سے ایک اور بکری لے لی۔ میں نے پاس نظریں دوڑائیں تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: دیکھ رہا ہوں کہ کوئی چرواہا ہماری کشتی کو دیکھ کر حیرت تو نہیں کر رہا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''کیا تیسری بار پھر کشتی لڑو گے؟'' میں نے کہا تیار ہوں پھر ہم دونوں نے کشتی کی اور مجھے پھر ہار ہوگئی اور مجھ کو تیسری بکری اور دینی پڑی۔ اب میں اپنی کمتری کے احساس اور بکریوں کے مزید نقصان کی بنا پر فکرمند ہو کر بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''رکانہ! کیا بات ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''مجھے اس بات کی فکر ہے کہ عبد یزید اپنے باپ سے کیا کہوں گا کیونکہ تین بکریاں آپ کو دے چکا ہوں اور مزید فکر یہ ہے کہ میرا گمان تھا کہ میں قریش میں سب سے زیادہ قوی ہوں۔'' میرے جواب میں آپ نے فرمایا: ''کیا تم چوتھی بار مقابلہ ہمت کرو گے؟'' میں نے عرض کیا: ''نہیں! اب بے سود ہے۔'' اس پر آپ ﷺ نے کہا: ''میں تیری تینوں بکریاں لوٹا دیتا ہوں۔'' پھر آپ نے میری بکریاں واپس کر دیں۔ اس کے بعد آپ نے بحکم خداوندی نبوت کا اعلان فرمایا جس کو سن کر میں حاضر ہوا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوگیا اور میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس دن مسلسل میری ہار ایسی عظیم [illegible] یہ وہ ہستی کے مقابلے پر یقینی اور ناگزیر تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عورتوں کی طرف رغبت اور جنسی میلان رکھنے والا شخص تھا۔ اتفاقاً ایک رات میں قریش مکہ کے ساتھ صحن کعبہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آکر خبر

دی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی رقیہ کا عقد ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کر دیا ہے چونکہ حضرت رقیہ بہت حسین وجمیل تھیں۔ اس بناء پر میرے دل میں حسرت ہوئی کہ میں نے کیوں نہ ان کی طرف سبقت کی، کچھ دیر بعد میں گھر چلا گیا، وہاں میری خالہ بیٹھی ہوئی تھیں، وہ ایک کاہنہ خاتون تھیں، جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو انہوں نے کہا:

ابشر و احییت ثلا ثا تترا ثم ثلا ثا و ثلا ثا اخری

ترجمہ: ''اے عثمان! تمہیں بشارت ہو کہ تم نے پے در پے تین بار عزت وتوقیر سے نوازے جاؤ گے۔

✿......پھر تین بار اور دوسری مرتبہ تین بار:

ثم باخری کی تتم عشرا اتاک خیر و وقیت شرا

انکحت واللہ حصانا زھرا و انت بکر و لقیت بکرا

و افیتھا بنت عظیم قدرا

ترجمہ: ''اس کے بعد مزید ایک بار اور عزت سے نوازے جاؤ گے تاکہ دس باریاں پوری ہو جائیں، تمہارے پاس خیر اور بھلائی آئی اور تم شر سے مامون ومحفوظ رہے۔ اللہ جانتا ہے تمہارا نکاح ایک حسین وجمیل دوشیزہ ہوگا کیونکہ تم خود نا کتخدا ہو، تو تمہیں دوشیزہ ہی ملے گی۔ وہ عورت جو عظیم المرتبت کی بیٹی ہیں، انہیں تم نے پالیا ہے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان کی پیشین گوئی اور اظہار خیال پر تعجب کیا اور کہا اے خالہ! کیا کہہ رہی ہو؟ تو انہوں نے کہا: اے عثمان! تم بے شک صاحب جمال ہو اور اہل زبان بھی۔ وہ نبی جو صاحب برہان اور اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے اور تنزیل وفرقان کا حامل ہے، تم خود کو اس کے حوالے کر دو، اس کی سپردگی میں دے دو، ایسا نہ ہو کہ بت تمہیں دھوکے میں ڈال دیں۔ میں نے کہا کہ اے خالہ! تم ایسی بات کہہ رہی ہو، جس کا چرچا ہمارے اس شہر میں نہیں ہے، مجھے صاف صاف بتاؤ کیا بات ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ محمد بن عبداللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کتاب نازل فرمائی ہے۔ وہ اس کتاب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں، ان کی شمع ہدایت حقیقت میں شمع ہے۔ ان کا دین فلاح ہے۔ ان کا حکم ماننے میں نجات ہے۔ ان کا زمانہ جنگ وجدال کا زمانہ ہے۔ یہ تمام سرزمین ان کے زیر فرمان ہے اگر چہ جہاد میں کفار قتل ہوں، تلواریں کھینچی جائیں اور نیزے بلند کیے جائیں لیکن چیخنا چلانا کچھ نفع نہ دے گا، پس یہی بہتر ہوگا کہ تم خود کو ان کی سپردگی میں دے دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں پلٹ آیا اور خالہ کی باتیں میری لوحِ دل پر کندہ ہو گئیں۔ میں اپنے اچھے دوست حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور خالہ کی باتوں کا تذکرہ کیا تو انہوں نے نہایت مخلصانہ انداز میں فرمایا:

''اے عثمان! تم ایک سمجھدار اور سلیم الطبع شخص ہو، بے شک وہ تمہیں حق کی طرف

متوجہ کرنے والی ایک حق شناس خاتون ہیں، نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان کی اطلاع درست ہے اگر ان کی خدمت میں پہنچ کر ان کی دعوت و ہدایت کے بارے میں کچھ سننا چاہتے ہو تو چلو۔''

میں نے کہا: ''ضرور'' پھر میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں آیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: ''اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! جب میں نے نبی کریم ﷺ کا کلام سنا تو میں بے اختیار ہو گیا اور اسی وقت اسلام قبول کیا اور کچھ عرصہ بعد نورِ چشم نبی کریم ﷺ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح ہو گیا۔ اس وقت لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت رقیہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جوڑا کتنا اچھا ہے اور اس طرح میری خالہ کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا اور معجزانہ واقعات:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شمشیر بکف جا رہے تھے، بنی زہرہ کا ایک شخص ان کو راہ میں ملا تو اس نے پوچھا: ''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اس اندازِ جلال سے کہاں جا رہے ہو؟''

انہوں نے کہا: ''محمد (ﷺ) کو قتل کر کے آج فتنہ کو دفن کر دینے کا ارادہ ہے۔'' زہری شخص نے کہا: ''اس کے بعد تم خود کو، بنی ہاشم اور اولادِ زہرہ سے کس طرح بچا سکو گے؟'' اس کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برانگیختہ ہو کر کہا کہ ''تم شاید صابی یعنی بے دین ہو گئے ہو اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟''

زہری نے کہا: ''میں تم کو اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں، تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں صابی ہو چکے ہیں۔'' یہ اطلاع پا کر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) غضبناک ہو کر بہن کی طرف چلے، جب جب وہ ان کے مکان پر پہنچے تو وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ گھر میں موجود تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ محسوس کی تو وہ گھر کے ایک گوشے میں چھپ گئے، چونکہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنتے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ تو پردے کے پیچھے چھپ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر آئے اور بہن اور بہنوئی سے کہا: ''تم لوگ آہستہ اور پراسرار انداز میں کیا اور کس سے باتیں کر رہے تھے؟'' دونوں نے بالاتفاق اور یک زبان ہو کر کہا: ''کوئی خاص بات نہ تھی، بس ایسے ہی باتیں کر رہے تھے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''شاید تم دونوں صابی ہو گئے ہو؟'' اس پر ان کے بہنوئی نے کہا: ''اے عمر! اگر حق تمہارے اور ہمارے آبائی دین سے باہر ملے تو؟'' یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہنوئی کو مارنے لگے اور جب ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے آئیں تو ان کو بھی بے حد مارا۔ (جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم جس کلام کو پڑھ رہے تھے وہ میرے پاس لاؤ تاکہ میں بھی اسے دیکھوں کہ کیا خوبیاں تم کو مل گئی ہیں کہ اس بے دینی کی بدنامی اور رسوائی کی بھی تم کو پروا نہیں۔ باوجود تم

اس کی عظمت اور حقانیت کے پرستار ہو؟ بہن نے جواب دیا: تم نجس ہو، پہلے غسل کرو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور وضو کیا اور سورۂ طٰہٰ پڑھی۔ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ○

﴿سورۂ طٰہٰ﴾

ترجمہ: ''بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری ہی بندگی کرو اور میری یاد کیلئے نماز پڑھو۔''

تو بے قابو ہو گئے اور فرمانے لگے کہ مجھے محمد (ﷺ) کے پاس ابھی لے چلو، یہ حال دیکھ کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ گوشہ مکان سے سامنے آئے اور کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! تمہیں بشارت ہو، مجھے امید ہے کہ تم ہی رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے مقصود ہو جو نبی کریم ﷺ نے جمعرات کی شب میں اس طرح فرمائی تھی:

اَللّٰھُمَّ اَعَزِّ الْاِ سْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعُمَرِ و بْنِ ھِشَامٍ

ترجمہ: ''اے اللہ! اسلام کو عمر بن الخطاب، یا عمرو بن ہشام کے ذریعے عزت دے۔''

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ''دارِ ارقم'' میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

﴿ابن سعد، ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک روز قبول اسلام سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے لڑنے اور جھگڑنے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا اور حرم کی طرف چلا۔ حضور نبی کریم ﷺ مجھ سے پہلے ہی مسجد حرام میں پہنچ چکے تھے۔ میں چپکے سے آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ سورۂ الحاقہ کی تلاوت فرمارہے تھے۔ میں نے کچھ سنا تو دل میں سوچا۔ قریش ٹھیک ہی کہتے ہیں: یہ شاعر ہیں کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ اس آیت پر پہنچے:

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ○ وَّمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ○

﴿سورۂ الحاقہ﴾

ترجمہ: ''بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو۔''

✿ اس کے بعد میں نے خیال کیا، کاہن ہوں گے تو حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

وَلَا بِقَوْلِ کَاھِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ○

﴿سورۂ الحاقہ﴾

ترجمہ: ''اور نہ یہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو۔''

اس کے بعد آخر سورۃ تک آپ نے پڑھا اور میں نے پوری سورۃ کو سنا، جس سے میرا دل بے حد متاثر ہوا اور اس کے بعد اسلام نے میرے دل میں گھر کر لیا جیسا کہ اس کا حق تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش جمع تھے اور میں ابوجہل اور شیبہ کے ساتھ بیٹھا

ہوا تھا۔ ابوجہل نے کہا: اے گروہِ قریش! محمد (ﷺ) نے تمہارے معبودوں کو باطل اور ہیچ کہا، تمہارے اسلام کو بے وقوف بتایا اور ان کا خیال ہے کہ وہ سب داخل جہنم ہوں گے لہٰذا تم میں کوئی ہے جو محمد (ﷺ) کو قتل کرے اور اس کے عوض سو سرخ و سیاہ اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی حاصل کرے۔ تو میں نے تلوار اور تیر کمان سے مسلح ہو کر سرکار دو عالم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلا اور میں ایک بچھڑے کے پاس سے گزرا جس کو لوگ ذبح کرنے والے تھے کہ دفعتہً بچھڑے سے زوردار آواز نکلی:

یَا اٰلَ ذَرِیْحٍ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ یَصِیْحُ بِلِسَانٍ فَصِیْحٍ یَدْعُوْا اِلَی الشَّهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ

✿ میں نے ذبح کیے جانے والے بچھڑے کے پیٹ سے یہ کلمات سننے کے بعد خیال کیا کہ "یہ میرے سنانے کیلئے ہے۔" اس کے بعد میں کچھ سوچتا ہوا آگے بڑھا تو اچانک ایک ہاتف نے کہا:

یا یھا الناس ذووا الا جسام — مآ انتم و طائش الاحلام
و مسند وا الحکم الی الاصنام — فکلکم اوره کالانعام
اما ترون ما اری امامی — من ساطع یجلو دجی الظلام
قد لاح للناظر من تهام — اکرم .... من امام
قد جاء بعد الکفر بالاسلام — والبر والصلوة للارحام

ترجمہ: "اے صاحبانِ اجسام! تم میں اور بیوقوفوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تم لوگ بتوں سے فیصلہ لیتے اور پھر اس پر یقین کرتے ہو (اس بنا پر) تم سب لوگ چوپاؤں کی مانند (بیوقوف اور بے عقل) ہو۔ کیا تم لوگ وہ نہیں دیکھتے جس کو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں، وہ ایک نور تاباں ہے جو ظلمت کو چھانٹ دیتا ہے۔ صاحبانِ بصیرت کیلئے وہ نور تہامہ سے طلوع ہوا ہے، وہ کس قدر برگزیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی پیشوائی ہے۔ وہ کفر کے بعد اسلام، نیکی، صلوٰۃ اور صلہ رحمی کو (تحفۃً) لایا ہے۔"

✿ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خیال کیا کہ یہ میری ہی ہدایت کیلئے کہا گیا ہے پھر میرا گزر بت ضمار پر ہوا تو اس کے پیٹ سے میں نے یہ آواز سنی:

ترک الضمار و کان یعبد و حده — بعد الصلوة مع النبی محمد
ان الذی ورث النبوة والهدی — بعد ابن مریم من قریش مهتدی
سیقول من عبد الضمار و مثلة — لیت الضمار و مثله لم یعبد
فاصبرا با حفص فانک آمن — یا تیک عز غیر عزبنی عدی
لا تعجلن فانت ناصر دینه — حقا یقینا با للسان و بالید

ترجمہ: "نبی ﷺ پر درود ہو اور سنو ضمار کی پوجا اب بند ہو گی جبکہ اس سے پہلے وہ پوجا جاتا تھا۔ وہ شخص سیدنا ابن مریم کے بعد نبوت و ہدایت کا وارث ہوا ہے، وہ ہدایت کرنے والا اولاد قریش سے ہے۔ عنقریب ضمار کے پرستار کہیں گے، کاش ضمار جیسے بتوں کی پرستش نہ کی جاتی۔ اے ابوحفص! باز آ جاؤ، اس

لیے کہ تم ایمان لانے والے ہو، تم کو وہ عزت نصیب ہوگی جو بنی عدی کے اعزاز کے سوا ہے۔ تم عجلت نہ کرو، تم بلاشبہ ان کے دین کے مددگار رہو، تم یقیناً قول و عمل سے بھرپور تعاون کر کے ان کا حق ادا کرو گے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں بخوبی سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ میری فہمایش کیلئے ہو رہا ہے، اسکے بعد میں اپنی بہن کے پاس آیا تو ان کے پاس خباب بن الارت کو اور انکے شوہر کو بیٹھے دیکھا۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! خدا تمہارا بھلا کرے اسلام قبول کرلو پھر میں نے پانی منگایا اور وضو کیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر! میری دعا تمہارے حق میں قبول کر لی گئی، اسلام قبول کرلو، میں نے فوراً اسلام قبول کرلیا اور مسلمانوں کی تعداد پوری چالیس ہوگئی۔ میرے قبول اسلام کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَ مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

﴿سورۃ الانفعال﴾

ترجمہ: ''اے غیب کی خبریں بتانے والے! (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر اسلام کو قوت ملی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلامی جماعت میں شامل ہوئے تو ہم کو اللہ تعالیٰ نے ان کے وسیلے سے عزت اور غلبہ دیا رہم نے اپنے اندر قوت محسوس کی۔

﴿صحیح بخاری﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا خدا علیم ہے ہم مسلمان اتنی اُت اور قوت نہ رکھتے تھے کہ کعبۃ اللہ میں اعلانیہ طور پر نماز پڑھ سکیں پھر حضور نبی کریم ﷺ کی دعا قبول ئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمزور مسلمانوں میں شامل ہوگئے اور وہ کمزور پھر طاقتور ہوکر اعلانیہ اور بے دھڑک بہ میں نمازیں پڑھنے لگے۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام کی حالت اس کی مانند تھی جس کے خدوخال ہمارے سامنے ہوں اور وہ پیش رو آگے بڑھتا آرہا ہو اور وہ برابر ل سے قریب ہو رہا ہو اور نزدیکی بڑھنے کے باعث اس کی خوبیاں زیادہ واضح اور حجاب دوری ہو رہا ہو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو اسلام اس مرد کے مانند ہوگیا جو واپس جا وا اور اس سے دوری بڑھتی جارہی ہو۔

﴿حاکم﴾

حضرت عثمان بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ الٰہی! اسلام کو ان دو شخصوں میں سے کسی ایک سے جو تجھے پیارا ہو، عزت دے خواہ عمر بن خطاب ہو یا عمرو بن ہشام، اسی دن صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِ سْلَامَ بِعُمَرَ خَاصَّةً

ترجمہ: ''الٰہی خاص عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسلام کو عزت دے۔''

﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعرات کو رات میں دعا کی کہ ''اے بارِ الٰہا! عمر بن الخطاب یا عمرو بن الہشام کے ذریعہ تو اسلام کو توقیر بخش۔'' پھر جمعہ کے دن صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور حلقہ اسلام میں شامل ہوئے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جماعت اسلام میں شامل ہوئے تو اسلام نے نصرت پکڑی، اس کی اعلانیہ دعوت دی جانے لگی اور مسلمان خانہ کعبہ میں حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے اور ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر طواف اور نشستیں کرنے لگے جس نے بھی اشاعت دین میں مزاحمت کی، ہم نے اس سے بدلہ لے لیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چالیس مردوں اور دس عورتوں کے بعد حضرت ع[مر] رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اسلام کی ایک ''خفیہ تحریک، کی حیثیت اعلانیہ تحریک کی حیثیت سے بدل گئی۔''

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر فرشتوں کی مبارکباد:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضر[ت] جبرئیل علیہ السلام بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آسمان والے (فرشتے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور عالم بالا میں خوشی منا رہے ہیں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

ضماد کا بغرض علاج نبوی کیلئے آنا اور متاثر ہو کر اسلام قبول کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ضماد اپنی کسی ضرورت سے مکہ میں آئے ا[ور] جنتر و منتر میں مشہور تھے۔ ایک روز مشرکین مکہ سے انہوں نے سنا کہ محمد (ﷺ) (نعوذ باللہ) مجن[ون] ہو گئے ہیں لہٰذا انہوں نے خیال کیا کہ کیا بعید ہے کہ میں جھاڑ پھونک سے محمد (ﷺ) کو تندرست صحتمند کر دوں۔ پس وہ آکر حضور نبی کریم ﷺ سے ملے اور کہا: ''میں منتر پڑھتا ہوں، مالک:

قدر چاہے گا تم کو صحت اور شفا دے دے گا۔'' ضماد کا قول ہے: نبی کریم ﷺ میری باتیں سننے کے بعد مجھ سے نزدیک ہوئے اور پھر کہا:

''الحمد لله نحمده و نستعينه و نومن به و نتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئآت اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادى له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده و رسوله ○''

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''ان ہی کلمات کو براہ مہربانی دوبارہ پڑھیئے۔'' لہٰذا نبی کریم ﷺ نے یہ مقدس کلمات دوبارہ پڑھے پھر ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''واللہ! میں نے ایسا کلام کبھی نہ سنا نہ پڑھا۔ یہ سحر ہے نہ شاعری ہے اور نہ کہانت، واقعی یہ الہام و وحی ہے، بے شک یہ خدائی کلام ہے۔ اس میں تلوار سے زیادہ کاٹ، کائنات سے زیادہ حسن، آفتاب سے زیادہ نور اور اسحار سے زیادہ تاثیر ہے۔ اس کے بعد دوزانو ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمانوں کے زمرہ میں مصائب سہنے اور قربانیاں دینے کیلئے شامل ہوئے۔

﴿مسلم، احمد، بیہقی﴾

حضرت عمرو بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

مزید ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اشج عبدالقیس کا ایک دوست تھا جو راہب تھا۔ وہ ایک سال دارین آیا اور اشج سے ملا اور اس کو بتایا کہ عنقریب مکہ میں نبی کا ظہور ہونے والا ہے جس کی علامات یہ ہوں گی کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا، ہدیہ کھائے گا، دونوں شانوں کے درمیان نشانِ نبوت ہوگا اور اس کا دین حق تمام باطل ادیان پر غالب اور مستولی ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ بعد راہب مر گیا تو اشج نے اپنے بھانجے عمرو عبدالقیس کو مکہ بھیجا جو ہجرت کے سال مکہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے ملا اور شانوں کے درمیان علامت کو دیکھ کر دین اسلام کو قبول کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اقراء سکھائیں اور ارشاد فرمایا کہ اپنے ماموں کو دعوت اسلام دو۔ پھر عمرو رضی اللہ عنہ لوٹ کر آیا اور اشج کو حالات سنائے جس کے نتیجے میں اشج رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کیا مگر اس نے عرصہ تک اپنے اسلام کو چھپایا۔

پھر وہ سولہ آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچا۔ ان لوگوں کے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک روز صبح کو نبی کریم ﷺ اپنی آرام گاہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مشرق کی طرف سے چند سوار آ رہے ہیں، وہ ہماری دعوت اسلام سے بدگمان اور بیزار نہیں ہیں اور ان کے قائد کی ایک پہچان ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بموجب یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے۔

﴿ابن شاہین﴾

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر

ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! دوس کے لوگوں نے نافرمانی کی ہے اور انکار کیا ہے۔ آپ ان کے حق میں بددعا کیجئے۔ پس نبی کریم ﷺ نے روقبلہ ہوکر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور التجا کی: ''اے پروردگار! دوسیوں کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں پہنچا۔''

﴿بخاری﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ وہ مکہ گئے، اس زمانہ تک نبی کریم ﷺ نے ہجرت نہیں کی تھی۔ طفیل رضی اللہ عنہ ایک شریف، دانشور اور معروف شخص تھے۔ صاحب علم اور شاعر بھی تھے۔ مشرکین مکہ میں سے چند لوگ ان سے ملے اور بتایا کہ محمد (ﷺ) نے ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی اور جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے اور ان کے اقوال ساحروں کی مانند ہیں اور جو باپ کی بیٹے سے اور بھائی کی بھائی سے اور شوہر کی بیوی سے جدائی کرا دیتے ہیں لہٰذا تم ان سے بات کرنا نہ ان کی سننا۔

قریش بہ زعم خود برابر مجھے اس خیر خواہانہ مشورہ کیلئے یاددہانی اور تاکید کرتے رہے، اس لیے میں نے بھی اسی کے مطابق عمل کرنے میں خیریت سمجھی اور اپنے کانوں کو ان کے کلام سے بچانے کی خاطر میں نے اس درجہ اہتمام برتا کہ اپنے کانوں میں روئی رکھ کر سماعت سے محروم کرلیا۔ ایک دن صبح کے وقت میں اسی حالت میں مسجد حرام میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کے قریب کھڑا ہوگیا اور باوجود اس کوشش کے میں ان کا کلام نہ سنوں، اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین سنوا دیا۔ سوچا کہ قریش نے مجھے ایک ایسے نشاط انگیز کلام کو سننے سے کیوں منع کیا۔ قریش کی اطلاع تو غلط نکلی، کیوں نہ میں ان سے ملاقات کرکے دیکھوں اور ان کے خیالات سنوں۔ میں ایک سمجھدار اور نیک و بد اور صحیح اور غلط میں تمیز کرنے والا شخص ہوں۔ میں ٹھہرا رہا، پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ ﷺ کے قریب ہوکر کہا:

''آپ ﷺ کے بارے میں لوگوں نے اس طرح بیان کیا ہے، لہٰذا ذرا بتائیے کہ آپ کن باتوں کی دعوت دیتے ہیں؟''

پس سرکار دو عالم ﷺ نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن حکیم کے ایک جزو کی تلاوت فرمائی تو بس ایک عجیب اثر، اہتزاز اور خشیت سے ملے جلے جذبات نے مجھے بے قابو کر دیا اور اسلام کی فطری اور معقول دعوت پر روح و وجدان نے لبیک کہا، میں نے اس کے ساتھ ہی زبان سے بھی توحید و رسالت کا اقرار کیا۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے صاحب عزت رسول ﷺ! میں اپنی قوم کا قائد اور رہنما ہوں۔ اب میں واپس جا کر ان سب کو دعوت اسلام دوں گا، مگر زندگیوں کے ساتھ پرانے ہر چکنے والے خیالات میں بہت پختگی ہوتی ہے، اس لیے اس کام میں آسانی پیدا کرنے کیلئے دعا فرمائیے اور خداوند تعالیٰ اس مہم میں میرے لیے آسانیاں پیدا فرمادے اور مجھے کوئی نشانی عطا فرمادے۔

نبی کریم ﷺ نے ازراہِ نوازش دعا فرما دی اور میں وطن واپس ہونے کیلئے سفر پر روانہ ہو گیا۔ دورانِ راہ میں کداء کے مقام میں تھا کہ میری دونوں ابرو کے درمیان نور طلوع ہو گیا۔ میں اپنے خدا سے نور کی منتقلی کیلئے دعا کی تو وہ باذن اللہ میرے کوڑے کے تسمے میں آ گیا۔

اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے تامل کیا اور اسلام قبول نہ کیا۔ لہٰذا میں مکہ جا کر نبی کریم ﷺ سے ملا، صورتحال سے آگاہ فرمایا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی: ''اے بارالہا! دوسیوں کو ہدایت دے۔'' اور مجھ سے فرمایا: ''طفیل! اب تم اپنی قوم میں واپس جاؤ اور ان کو نرمی اور حکمت عملی کے ساتھ عوت اسلام دو۔'' لہٰذا میں واپس آ گیا اور دوسیوں میں نرمی اور حکمت وتحمل کے ساتھ تبلیغ کرتا رہا۔ اس دوران میں نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور میں ستر یا اسی مسلمان گھرانوں کو ہمراہ لے کر بمقام خیبر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مکان میں تھے کہ سامنے سے حضرت ابن مظعون رضی اللہ عنہ گزرے۔ نبی کریم ﷺ نے آواز دی اور بیٹھ جانے کو کہا: وہ بیٹھ گئے کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ پر نزول وحی ہونے لگا اور ابن مظعون رضی اللہ عنہ حیرت استعجاب سے بہ غور دیکھتے رہے جب نبی کریم ﷺ کی حالت درست ہوئی تو ابن مظعون نے پوچھا: آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر تھا اور نگاہ ایک خاص زاویہ پر جمی رہی، پھر اوپر کو اٹھی جیسے وہ کسی جانے والے کا تعاقب کر رہی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے۔ ابن مظعون رضی اللہ عنہ نے پوچھا: انہوں نے آپ ﷺ سے کیا کہا؟ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: انہوں نے یہ پیغام خداوندی پہنچایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ o

﴿سورہ النحل﴾

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے رہنے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔''

حضرت ابن مظعون رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسی وقت سے اسلام کی محبت اور قدر میرے میں پیدا ہوگئی۔

﴿احمد، ابن سعد﴾

جنات کا اسلام قبول کرنا اور اس سلسلہ میں معجزات:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **واذ صرفنا الیک** ترجمہ: ''جب ہم نے آپ ﷺ کی طرف کچھ جنوں کو بھیجا کہ وہ قرآن سنیں۔''

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاo يَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ط وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا.

﴿سورۃ الجن﴾

ترجمہ: ’’تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔‘‘

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان صحابہ کے ساتھ جو ’’سوقِ عکاظ‘‘ جانے کا ارادہ کررہے تھے، طائف تشریف لے گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب شیاطین کی پہنچ خبریں لانے کیلئے آسمانوں پر بند ہوچکی تھی اور ان کو آگ کے شعلوں سے مارا جانے لگا تھا۔ شیاطین نے مشاورت کرکے زمین پر مشرق سے مغرب تک جائزہ لیا کہ ان وجوہ کے دوران تہامہ پہنچے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ نخلہ میں نمازِ فجر پڑھتے دیکھا جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیام صلوٰۃ میں تلاوت کو غور سے سنا تو کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوتی ہے پھر وہ پلٹ کر اپنی قوم میں پہنچے اور کہا کہ اے قوم!

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاo يَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًاo

﴿سورہ الجن﴾

ترجمہ: ’’تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔‘‘

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ٹھہر گیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گھر سے روانہ ہوئے اور مجھے ساتھ رکھا، ہم مکہ کے بالائی حصے میں پہنچ گئے، وہاں پہنچ کر آپ نے فرش زمین پر خط کھینچ کر ایک دائرہ بنایا اور مجھ سے فرمایا: اس دائرے کے اندر بیٹھ جاؤ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دور گئے اور کھڑے ہوکر تلاوت قرآن شروع کردی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کو لوگوں نے آکر گھیر لیا حتی کہ وہ لوگ میرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حائل ہوگئے۔ اب نہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکتا تھا نہ تلاوت کی آواز سن سکتا تھا پھر وہ اڑتے بادلوں کی طرح جدا جدا صورت میں روانہ ہوگئے۔ صرف ایک جماعت رہ گئی اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز فجر پڑھی، پھر وہ بھی رخصت ہوگئی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا وہ لوگ کہاں گئے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ لوگ وہاں ہیں، اس کے بعد کچھ ہڈیاں اور گوبر ان لوگوں کو آپ نے دیا۔

اس واقعہ کے بعد ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے کی آپ نے ممانعت فرما دی۔

﴿ابن جریر، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابورجاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے چنانچہ ایک چشمہ پر اترے اور خیمے نصب کیے اور میں دوپہر میں قیلولہ کرنے لیٹ گیا کہ ایک سانپ برآمد ہوا اور خیمہ کے اندر تڑپنے لگا۔ میں نے یہ دیکھ کر چھاگل سے پانی لیا اور اس پر چھینٹا مارا تو وہ ساکن ہو گیا مگر پھر لوٹنے اور تڑپنے لگا۔ میں نے نماز عصر پڑھی تو اتنی دیر میں وہ سانپ مر گیا۔ میں ایک سفید کپڑے کا ٹکڑا لیا اور اس سانپ کو اس میں لپیٹ کر کفن دیا اور زمین میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا۔

اس کے بعد ہم پھر سفر پر روانہ ہو گئے اور دن کا بقیہ حصہ اور پوری رات سفر جاری رکھا جب صبح ہوئی تو ہم نے ایک چشمہ کے کنارے پر پڑاؤ کیا اور میں استراحت کیلئے لیٹ گیا کہ اچانک میں نے چند آوازیں سنیں۔ جس میں کہا جا رہا تھا: ''تم کو سلام ہے، ایک مرتبہ، دو مرتبہ بلکہ دس مرتبہ، دس مرتبہ نہیں بلکہ سو مرتبہ، نہیں ہزار مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔''

میں نے پوچھا: ''تم کون لوگ ہو؟'' انہوں نے کہا ہم جن ہیں، اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں نازل کرے، تم نے ہم پر وہ احسان کیا ہے جس کا بدل کرنے کی ہم استطاعت نہیں رکھتے۔ میں نے پوچھا کہ تم پر کون سا احسان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ سانپ جو تمہارے پاس مرا تھا وہ ان جنات میں آخری تھا جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

بعثت نبوی سے چار سو سال قبل ایمان لانے والا جن:

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی ایک جماعت حج کے ارادہ سے چلی۔ راہ میں انہیں ایک سفید سانپ زمین پر تڑپتا ہوا ملا اور اس کے پاس سے خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہا: آپ لوگ اپنا سفر جاری رکھیں اور میں تو اس سانپ کا انجام دیکھ کر یہاں سے آگے بڑھوں گا۔

زیادہ دیر نہ گزری کہ سانپ مر گیا، میں نے اسے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر گزرگاہ سے الگ ایک طرف کو دفن کر دیا اور پھر تیزی سے چل کر اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ انہیں دنوں ہم بیٹھے تھے کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں، ان میں سے ایک نے کہا تم میں کس شخص نے عمر کو دفن کیا ہے؟ ہم نے پوچھا عمر کون؟ اس نے کہا وہ سفید سانپ جو دفن کیا گیا ہے۔ میں نے کہا اس کو میں نے دفن کیا تھا۔ میرے جواب کو سن کر اس خاتون نے کہا: تم نے ایک ایسی جان کو دفن کیا ہے جو روزے دار اور نماز کی پابند، احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا اور ذات ختم رسل پر ایمان لائے ہوئے تھا اور حضرت رسول قرشی وعربی ﷺ کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں میں اس نے آپ ﷺ کی حمد وثناء اور توصیف سنی تھی۔

یہ واقعہ سننے کے بعد ہم سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر ہم حج کر کے واپس ہوئے تو مدینہ میں

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملے اور سانپ کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔
﴿ابونعیم﴾

مسلمانوں کی جن نے خدمت کی:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سفر حج پر روانہ ہوئے اور اثنائے سفر میں راستہ بھول گئے اور جب نامعلوم راہوں پر بھٹکتے رہے، غذا نہ ہونے کی وجہ سے بھوک اور خشک و گرم جنگل کی پیاس سے نڈھال ہو کر مرنے کے بالکل قریب تھے تو انہوں نے اپنے کفن پہن لیے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ اس حالت میں ایک جن ان کے پاس آیا اور بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور رسول اللہ ﷺ سے میں نے قرآن بھی سنا ہے اور نبی کریم کا قول مجھے پہنچا ہے کہ: ''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، وہ ایک دوسرے کے مددگار اور بہی خواہ ہوں اور مصائب میں اپنے بھائی کو تنہا نہ چھوڑیں گے۔'' یہ کہہ کر اس نے ہم سب کو پانی پلایا اور مناسب طریقے پر ہماری رہنمائی کی اور ہم کو سیدھے راستے پر ڈال دیا۔
﴿ابونعیم﴾

ہامہ شیطان کے پوتے کا اسلام قبول کرنا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم تہامہ کی ایک پہاڑی پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیف شخص ہاتھ میں عصا لیے ہوئے ظاہر ہوا اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور آپ نے جواب دیا: اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ تمہاری تعریف؟

بوڑھے نے مودبانہ انداز میں عرض کیا: میں ہامہ بن ہیم بن الاقیس بن ابلیس ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتوں کا فرق ہے۔ اے ہامہ! تم کتنے عرصہ سے اس عالم فانی میں بسر کر رہے ہو؟ ہامہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! پوری عمر بسر کر چکا ہوں، بس اب کوچ کا وقت نزدیک ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں بچہ تھا۔ میں اس زمانے میں فساد برپا کراتا اور قطع رحمی کی ترغیب دیتا تھا، ٹیلوں پر چڑھ جاتا تھا لوگوں کا کھانا خراب کرتا تھا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بوڑھا ایسی باتیں کر چکا ہے وہ کتنا برا ہے اور جو جوان ایسی باتوں پر عمل کرتا ہے وہ کتنا برا ہے۔ بوڑھے نے کہا: ''اے معصیت پوش و خطا بخش خدا کے رسول ﷺ! درگزر کا رویہ اختیار فرمائیے اور ملامت نہ کیجئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور ندامت کے ساتھ توبہ کر چکا ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے تھے میں ان کے ساتھ مسجد نوح میں حاضر ہوتا تھا اور میں نے نافرمان اور سرکش کافروں پر بددعا کرنے سے ان کو روکنا چاہا تھا۔ میں ہمیشہ اپنی قوم کے حق میں ان کو بددعا کرنے پر ملامت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی روتے اور مجھے بھی رلاتے اور فرماتے یقیناً میں اس پر ندامت کرنے والوں میں سے ہوں اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نادانوں میں سے کرے۔ میں نے عرض کیا:

''اے نوح علیہ السلام! میں نیک بخت ہابیل ابن آدم علیہ السلام شہید کے خون میں شریک تھا، تو کیا آپ علیہ السلام اپنے رب کے حضور میری مغفرت میں کوشش فرمائیں گے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''اے ہامہ! تم نیکی کا ارادہ رکھو اور نیکی کرتے رہو اور یہ حسرت و ندامت دل سے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو علم مجھے ودیعت فرمایا ہے میں اس کے ذریعہ یہ جانتا ہوں کہ جس بندے نے ارتکاب گناہ کے بعد صدق دل سے توبہ کر لی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے تو اب اٹھ اور وضو کر کے دوگانہ پڑھ۔'' میں نے اسی وقت اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔

پھر سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نے مجھے آواز دی: ''اے خوش قسمت ہامہ! سجدے سے سر اٹھا، آسمان سے تیری توبہ کی قبولیت آ گئی ہے۔'' پھر میں مسلسل ایک سال تک اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر میں پڑا رہا۔ میں سیدنا حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی امت کے ایمان داروں کے ساتھ رہا اور میں ان کو اکثر منکروں اور کافروں پر بددعا نہ کرنے کا مشورہ دیتا رہا اور پھر بھی ایسا ہوتا رہا کہ اس زمانہ کے سرکشوں کی زیادتیوں پر وہ بھی غم زدہ ہوتے اور مجھے بھی کرتے۔ میں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی زیارت کو بہ کثرت جایا کرتا اور میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکان امین میں تھا اور میں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے جنگلوں میں ملاقات کی اور اب بھی میں ان سے ملا کرتا ہوں۔

میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات کی اور آپ نے مجھے توریت مقدس سکھائی ہے اور فرمایا: اگر میرے بعد آنے والے رسول سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے ملو تو ان کو میرا سلام پہنچانا اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر سیدنا حضرت محمد ﷺ سے شرف نیاز حاصل ہو تو میری طرف سے سلام اخلاص پہنچانا۔

راوی کا بیان ہے کہ تہنیت و سلام کے پیغام کو سنتے وقت نبی کریم ﷺ کی آنکھیں بھیگنی شروع ہوئیں اور پیغام کے آخری الفاظ سنتے وقت آنکھیں اشک ریز ہو گئیں اور آواز گلو گیر ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا: جواب کے الفاظ یہ تھے: ''جب تک دنیا کا قیام و بقا ہے برادرم سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سلام ہو۔ اے ہامہ! پھر فرمایا: حق امانت ادا کرنے پر تم پر بھی سلام ہو۔ اس کے بعد ہامہ نے عرض کیا:

''اے اللہ کے آخری رسول ﷺ! میں اب تک شریعت موسوی پر عمل کرتا ہوں جس کی تعلیم بذریعہ توریت مجھ کو صاحب توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں ہامہ کو سورۂ واقعہ: ''وَالْمُرسَلَات، عمّ یتسالون' اور اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَت، مُعَوَّذَتَیْن'' اور سورۂ اخلاص کی تعلیم دی اور فرمایا تم کو جب کوئی حاجت پیش آئے بلا تکلیف میرے پاس آ جانا اور مجھ سے ملاقات اور رابطہ قائم رکھنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ہامہ کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی، اس لیے میں نہیں جانتا کہ وہ ہنوز زندہ ہیں یا وفات پا چکے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

امت میں سب سے بہترین شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں:

اسید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سفر مکہ کے دوران ایک بیابان سے گزر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک مردہ سانپ پر پڑی۔ انہوں نے ایک ساتھی سے فرمایا: زمین کھودنے کا اوزار لاؤ۔ تو انہوں نے زمین کھودی اور مردہ سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ اس کے بعد ایک آواز سنی گئی:

''اے سرق! تم پر اللہ مہربان ہوں، میں شہادت دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی آج پوری ہوئی جس میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے سرق! تم ایک غیر آباد جنگل میں مرو گے اور میری امت میں اس وقت جو سب سے بہتر شخص ہوگا وہ آ کر تم کو دفن کرے گا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتف سے سوال کیا: ''اے شاہد! تم کون ہو؟ اللہ تم پر رحمت کرے۔'' جواب آیا: ''اے ملت مسلمہ کے صالح سردار! میں ایک جن ہوں اور مرحوم و مدفون سرق ہے، اب صرف میں اور سرق دو ایسے جن زندہ تھے جنہوں نے براہِ راست دست نبوت ﷺ پر بیعت کی تھی۔'' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے نبی کریم ﷺ یہ فرماتے ہوئے سنا: اے سرق! تم ایک بیاباں میں مرو گے اور میری امت کا بہترین شخص تم کو دفن کرے گا۔

﴿بیہقی﴾

غلبہ روم کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی پیشینگوئی

✪ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الٓمّٓ ○ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ○ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ط لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ ط وَ یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ بِنَصْرِ اللّٰهِ ط یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ○ وَعْدَ اللّٰهِ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

﴿سورۃ الروم﴾

ترجمہ: ''رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں قلم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں۔ اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان چاہتے تھے کہ اہل روم، اہل فارس پر غالب رہیں، اس لیے کہ رومی اہل کتاب اور فارسی اصنام پرست یا آتش پرست تھے۔ لوگوں نے اس کا ذکر

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب رومی، ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے۔ یہ بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے کہہ دی۔ مشرکین نے کہا اس بارے میں کوئی مدت معین کرو، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پانچ سال کی معیاد مقرر کردی، جب اس بات کی خبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہوئی تو فرمایا کہ دس سال کی مدت کرنا بہتر ہوتا۔ اس کے بعد رومی، ایرانیوں پر بدر کے دن غالب ہوئے۔

﴿احمد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے اپنے رب کو سچا جانا اور یقین کرلیا کہ عنقریب رومی اہل فارس پر غلبہ پالیں گے چنانچہ مسلمانوں نے مشرکوں سے شرط لگائی اور پانچ اونٹ شرط کے مقرر کر کے پانچ سال کی مدت متعین کرلی۔ مسلمانوں کی شرط کے ضامن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مشرکوں کی شرط کا ضامن ابی بن خلف ہوا۔ یہ شرط بازی جوئے کے حرام ہونے سے پہلے ہوئے۔

جب معینہ وقت آیا اور رومی فارسیوں پر غالب نہ ہوئے تو مشرکوں نے شرط کے اونٹ مانگے۔ اس کا ذکر صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے کیا کہ یہ لوگ اس کا حق نہیں رکھتے تھے کہ دس سال سے کم کی مدت متعین کرتے کیونکہ لفظ بضع تین سے دس سال کے عدد کیلئے ہے لہٰذا اس شرط کو بڑھا دو اور مدت میں اضافہ کردو تو مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے نویں برس کے شروع میں رومیوں کو اہل فارس پر غلبہ عطا فرما دیا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ سے مشرکین کا سوالات کے ذریعہ امتحان لینا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش نے نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ کے یہودی احبار کے پاس بھیجا۔ انہوں نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ ان یہودی عالموں سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کرو اور جو خوبیاں مشہور ہیں ان کی تحقیق ان سے کرو اور ان کا نقطہ نظر دریافت کرو کیونکہ وہ آسمانی کتاب کے وارث اور علم وفہم میں برتری کے مدعی ہیں چنانچہ نضر اور عقبہ دونوں مدینہ پہنچ کر احبار سے ملے۔ اس نے پورے حالات سن کر مشورہ دیا کہ: "اے معزز نمائندگانِ قریش! میرا مشورہ یہ ہے کہ تم محمد (ﷺ) سے تین سوالات کرو اگر وہ ان کا جواب صحیح دیں تو سمجھ لو کہ وہ دعوے میں سچے ہیں اور اگر اس کے برعکس معاملہ ہو تو جان لو کہ ان کا دعویٰ فریب اور جھوٹ ہے۔

✿ وہ تین سوالات یہ ہیں:

(۱) ان سے پوچھو کہ "پچھلے زمانے میں جو جوان گزرے ہیں ان کا واقعہ کیا ہے؟"

(۲) ان سے دریافت کرو کہ "وہ شخص جو زمین کے مشارق ومغارب کی بہت زیادہ سیر کرتا تھا، اس کی خبر کیا ہے؟"

(۳) ان سے سوال کرو کہ "روح کیا ہے؟"

نضر اور عقبہ دونوں نے مکہ آ کر مشرکوں سے کہا کہ ''ہم چند ایسے سوالات محمد (ﷺ) سے کریں گے کہ جن کے صحیح جوابات دینا کسی بھی انسان کیلئے ناممکن ہے اگر خدا کی طرف سے کسی کو واقعہ الہام وہدایت ملتی ہے تو بس ایسے بندۂ برگزیدہ کیلئے ممکن ہے۔ پھر انہوں نے اپنی دوراندیشی اور مصلحت کی بناء پر عوامی اجتماع میں پوچھنے کی بجائے صرف دانشوروں کے اجتماع میں نبی کریم ﷺ سے یکے بعد دیگرے تینوں سوالات اسی ترتیب سے کیے اور بلا تاخیر جوابات مانگے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس مرحلہ پر سورۂ کہف لے کر حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے اس علم کی روشنی میں بڑے پر وثوق لہجے میں کافروں کو جواب دیئے:

(۱) فرمایا: عہد قدیم کے وہ جوان ''اصحاب کہف'' ہیں اور ان کا یہ واقعہ ہے۔

(۲) فرمایا: مشارق ومغارب کے سیر کرنے کیلئے ''ذوالقرنین'' ہیں۔

(۳) فرمایا: ''قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ'' روح کی حقیقت یہ ہے کہ ''وہ امر رب ہے۔''

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: قریش نے یہودیوں سے پوچھا ہمیں ایسے سوالات بتاؤ کہ جو محمد (ﷺ) سے دریافت کریں تو انہوں نے کہا کہ تم روح کے بارے میں ان سے پوچھا، چنانچہ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ میں نے احبار یہود سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد میں جا کر اپنے رب سے نیکوکاری پر قائم رہنے کیلئے عہد و میثاق کروں، وہ مکہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس منیٰ میں ملنے کیلئے گئے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بہت سے لوگ کھڑے ہوئے تھے، یہ بھی لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ''تم عبداللہ بن سلام ہو؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے قریب آ جاؤ۔'' تو وہ نزدیک ہوگئے پھر آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا تم توریت آسمانی میں اللہ کے رسول کا ذکر نہیں پاتے؟ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میرے جواب سے پہلے آپ اپنے رب کی صفت بیان کیجئے جس کی طرف آپ بلاتے ہیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ پر سورۂ اخلاص وحی کی گئی چنانچہ آپ نے کہا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. اَللّٰهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.

﴿سورۂ اخلاص﴾

ترجمہ: ''تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ

کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔"

یہ کلام سننے کے بعد حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" اس کے بعد نبی کریم سے رخصت لے کر وہ مدینہ آ گئے لیکن اپنے اسلام کو چھپایا۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سے مجھے وجد آ گیا اور میں درخت سے گر پڑا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

مشرکین کی ایذارسانی کے سلسلہ میں معجزات

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے جو تکالیف پہنچائیں ان میں تم نے سب سے اہم چیز کون سی دیکھی؟

انہوں نے کہا: کہ میں نے دیکھا قریش کے کچھ سردار حجر اسود کے قریب جمع تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسلام کی تبلیغ وتحریک شروع فرمائی تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے اس بارے میں جس صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا ہے، اس کی مثال نہیں ملے گی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے معزز سرداروں کو بے وقوف، ہمارے اسلاف کو گم کردہ راہ اور ہمارے مذہب کو باطل ٹھہرایا، ہماری جمعیت اور قومی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو باطل قرار دیا مگر ہم ایسی دیوانگی کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔

اتفاقاً اسی وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف سے گزرے اور حجر اسود کے پاس ٹھہر کر اسکو بوسہ دیا، پھر ان لوگوں کے پاس سے گزر کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ قریش کے سردار یہ ناگوار باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آزار اور تکلیف پہنچانے کیلئے جاری رکھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چشم پوشی فرما رہے تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی حدیث کا کہنا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے ناگواری کا اندازہ کر لیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے دوسرے چکر میں ان کے قریب سے گزرے تو پھر آپ نے کوئی ناگوار بات سنی مگر درگزر فرمایا اور طواف جاری رکھا۔ میں نے چہرۂ انور پر نظر ڈالی اور ناگواری کو محسوس کیا۔ تیسرے چکر پر کفار نے جب آوازے کسیں تو پھر آپ نے ٹھہر کر فرمایا: اے گروہ قریش! قسم اس ذات کی جو خالق کل ہے یقیناً میں تمہارے پاس خاتمہ کیلئے آیا ہوں اور ہر برائی کو ختم کروں گا۔ قریش یہ سن کر دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے: اے ابوالقاسم! آپ تمسخر کو سنجیدگی میں نہ لیں اور اس بے وقوف کو معاف کریں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو قریش بہت زیادہ ایذا پہنچاتے تھے پھر روایت مذکورہ بالا کے مانند قریش کے حجر اسود کے قریب بیٹھنے اور نبی کریم ﷺ کے تیسرے طواف پر ٹھہرنے کے بعد یہ فرمانا روایت کیا ہے کہ ''اے سرکشانِ قریش! تم باز نہ آؤ گے جب تک تم لوگوں کو عذاب الٰہی اپنی گرفت میں نہ لے لے۔'' یہ سن کر مشرکین لرز گئے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں آپ ﷺ کے ساتھ رہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عثمان! اللہ اپنے دین کو تمام باطل دینوں پر جلد غالب کرنے والا ہے اور وہ وقت آنے والا ہے کہ خدائے واحد کا کلمہ ان سب لوگوں کے قلب وجگر میں خون زندگی بن کر دوڑے گا۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ اس خانہ کعبہ کے سائے میں چادر اوڑھے کھڑے تھے۔ میں نے اس وقت دشمنانِ اسلام کی اذیت کے پیش نظر عرض کیا: ''اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں فرماتے؟'' میری یہ بات سن کر نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور آپ کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا اور فرمایا: تم سے پہلے لوگ ایسے بھی تھے جن کے جسموں سے لوہے کی کنگھیوں کے ذریعہ ہڈیوں پر سے گوشت سوتنا یا چھیلا جاتا تھا مگر یہ تکلیف بھی ان کو اپنے دین اور عقیدوں سے برگشتہ نہ کرسکی اور بعض کے سروں پر آرا چلایا جاتا اور اس کو دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا مگر یہ اذیت بھی ان کو ان کے مذہب اور مسلک سے نہ پھیر سکی، مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ اس دین کو اس طرح نافذ اور کلی طور پر نافذ فرما دے گا کہ ایک شخص صنعا سے حضر موت تک سوار ہوکر چلے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ابوجہل اور ابوسفیان کے سامنے سے گزرے۔ ابوجہل نے کہا: اے بنی عبد شمس یہ تمہارا نبی ہے اس پر ابوسفیان نے کہا: تعجب ہوتا اگر ہم میں سے کوئی نبی ہوتا۔ ابوجہل نے کہا تعجب تو اس پر ہے کہ بوڑھے داناؤں کے درمیان ایک بچہ نے نبوت کا اعلان کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کی باتیں سن لیں اور فرمایا: اے ابوسفیان! سن لو تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر غصہ اور غضب کا اظہار نہیں کیا لیکن تم نے اپنے اصل کی حمایت کی ہے اور اے ابوالحکم سن لے، خدا کی قسم! تو ہنسے گا، بہت کم لیکن روئے گا بہت زیادہ۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا اور مکہ میں نبوت کا اعلان کیا، اسی زمانہ میں میرا شام جانا ہوا جب میں بصریٰ پہنچا تو میرے پاس نصاریٰ کی ایک جماعت آئی اور مجھ سے پوچھا کیا تم حرم سے آئے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! پھر انہوں

نے پوچھا تم اس مدعی نبوت کو جانتے ہو جو تمہارے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں اچھی طرح، اس کے بعد وہ مجھ کو اپنے معبد میں لے گئے، اس میں شبیہیں اور تصویریں تھیں، تھوڑا توقف کرنے کے بعد انہوں نے پوچھا:

آپ نے ان تصاویر کو بہت دلچسپی سے دیکھا کیا ان میں اس مدعی نبوت کی تصویر ہے؟ میں نے کہا: نہیں، پھر وہ مجھے ایک دوسرے بڑے دیر میں لے گئے، یہاں کثیر تعداد میں تصویریں تھیں۔ میں نے ان تصویروں سے بھی تفریح اور دلچسپی لی، میری نگاہ ایک طرف سے سامنے کی تصویروں پر پڑتی ہوئی آگے کی تصویروں کیلئے بڑھ رہی تھی کہ میری نظر یکبارگی ایک چبوترہ کی شبیہہ پر پڑی، اس پر رسول اللہ ﷺ کی شبیہہ تھی، اس سے نظر ہٹی ہی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شبیہہ پر پھر ٹھہری۔ معبد کے عابدوں نے پوچھا کیا صاحب شبیہہ کو پہچانتے ہو؟

میں نے کہا ہاں انہوں نے پوچھا: کیا وہ نبی یہ ہیں؟ (انہوں نے نبی کریم ﷺ کی تشبیہہ کی طرف اشارہ کیا۔) میں نے جواب دیا: ''جی ہاں یہی ہیں۔'' انہوں نے کہا: ''کیا تم ان کو پہچانتے ہو؟'' (دوسرے چبوترے والی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا) میں نے جواب دیا: ''پہچانتا ہوں۔'' انہوں نے کہا: ''تم میں سے ہیں اور ان کے صحابی ہیں اور یہی نبی ﷺ کے خلیفہ اول ہوں گے۔''

﴿بخاری، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قریش کی سنگ دلی اور ایذارسانی کو نہایت ہی برا سمجھتا تھا، جب ان مشرکین کے بارے میں یہ یقین کر لیا گیا کہ وہ کسی صورت بھی آپ کے مقصد (اقامت دین) اور آپ کی ذات کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بار بار بنا رہے ہیں تو میں اس دیر کے راہب کے پاس گیا جس کو میں نیک، خدا رسیدہ اور ایک واقف علم و اسرار ذات سمجھتا تھا۔

وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا، اس کے بعد تصویروں کا سارا واقعہ بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کی تشبیہہ دیکھی تو میں نے کہا کہ اس تشبیہہ سے زیادہ مشابہہ کی اور تصویر کو میں نے نہیں دیکھا۔ اس راہب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ کفارِ قریش انہیں قتل کر دیں گے؟ میں نے کہا: ہاں! میرا خیال یہی ہے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے قتل بھی کر دیا ہو۔ راہب نے کہا: خدا کی قسم! وہ لوگ ان کو قتل نہیں کر سکیں گے البتہ وہی لوگ قتل ہوں گے جن کے قتل کا ارادہ وہ نبی فرمائیں گے۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

قریش کی سب و شتم اور مذمت خود ان پر پلٹی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم تعجب کرو گے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کی گالیوں اور انکی لعنت کو میری مدافعت اور ان کی تادیب کیلئے خود ان کی ذات کی طرف لوٹا دیا ہے۔ وہ ناسمجھ لوگ ''مذمم'' کہہ کر گالیاں دیتے ہیں۔

دراں حالیکہ میں تو اللہ کی رحمت سے "محمد (ﷺ)" ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:

" اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ "

﴿سورۃ النمل﴾

ترجمہ: "بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔"

کی تفسیر میں بیان کیا کہ ولید بن مغیر، اسود ابن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش استہزاء کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کافروں کے استہزاء کا تذکرہ ان سے کہا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ولید کو سامنے کر کے اس کی شہ رگ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے کہا: آپ نے یہ کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں نے تدارک کر دیا۔ پھر اسود ابن مطلب کی آنکھ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ اس کے بعد اسود بن یغوث کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں نے اس کا تدارک کر دیا۔

بعد ازاں حارث کو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ کے پوچھنے پر جواب دیا: میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ پھر عاص کو گزارا اور اس کے پیر کے تلوے کی اشارہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا آپ نے کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں نے تدارک کر دیا۔

کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ولید اتفاقاً ایک خزاعی شخص کا تیر گردن پر لگنے سے مر گیا اور اسود سمرہ کے درخت سے اترا اور "ببول کا درخت کا کانٹا گھسا" کہتے کہتے اپنی آنکھ اور اس کی بینائی کھو بیٹا۔ اسود بن یغوث دماغ کے اندر پھوڑا نکلنے سے مر گیا۔ حارث پیٹ میں پانی اتر آنے سے مرا اور عاص کا انجام یہ ہوا کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔ اثنائے راہ میں اترا شبرقہ کا کانٹا پیر کے تلوے میں گھسا جس کی وجہ سے بیمار ہو کر مر گیا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بہ کثرت اسناد بیان ہوئی ہیں اور جن کو میں نے "تفسیر مسند" میں ذکر کیا ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابولہب کا لہب بیٹا واصل جہنم:

ابوعقرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لہب بن ابولہب نبی کریم ﷺ کے ساتھ بدگوئی کرتا تھا۔ ایک روز آپ کے سامنے استہزاء کرتا ہوا آیا تو نبی کریم ﷺ نے بددعا کی کہ "اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبَكَ" اے اللہ! اس پر اپنے کسی کتے کو مسلط کر دے۔

راوی نے کہا: ابولہب ملک شام سے کپڑوں کی تجارت کرتا تھا اور اپنے بیٹے لہب کو معاونوں اور وکیلوں کے ساتھ بھیجا کرتا۔ وہ کہتا: میں اپنے بیٹے کے بارے میں محمد (ﷺ) کی بددعا سے ڈرتا ہوں۔ وہ انہیں خوب تاکید کرتا کہ جب تم کسی منزل پر پڑاؤ کرو تو منزل کی دیواروں سے چھپا کر کپڑے کے تھانوں اور اپنے سامان سے اسے چھپا دیا کرنا، مگر ایک روز کوئی درندہ آیا اور اس نے اسے بچھاڑ کر پھاڑ ڈالا۔ ابولہب کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے کہا: میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ میں اس کے بارے میں محمد (ﷺ) کی بددعا سے ڈرا کرتا ہوں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابولہب نے نبی کریم ﷺ پر زیادتی کی، اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر کوئی کتا مسلط کر دے تو وہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ گیا۔ یہاں تک کہ شام کے ایک مکان میں رات کو ٹھہرے جس کا نام زرقاء تھا تو ایک شیر نے چکر لگایا اور عتبہ کو پکڑ لیا وہ چیختا رہا کہ ہائے ستیاناس جائے یہ شیر ہے خدا کی قسم! یہ مجھے کھا جائے گا؟ جیسا کہ محمد (ﷺ) نے میرے لیے بددعا کی تھی اور محمد (ﷺ) نے مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے مجھے قتل کر دیا پھر وہ شیر لوگوں کے سامنے اس پر جھپٹا اور اس کا سر دبوچ لیا اور چبا ڈالا۔

﴿بیہقی﴾

۞ محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

سائل بنی الاشقر ان جئتهم	ما كان ابناء ابی واسع
لا وسع الله له قبره	بل ضيق الله على القاطع
رحم بنی جده ثابت	يدعو الى نور له ساطع
اسبل بالحجر لتكذيبه	دون قريش نهزة القادع
فاستوجب الدعوة منه بما	بين الناظر والسامع
ان سلط الله بها كلبه	يمشى الهوينا مشية الخادع
حتى اتاه و سط اصحابه	و قد علتهم سنة الهاجع
فا لتقم الراس بيا فوخه	و النحر منه فغرة الجائع

ترجمہ: ”اگر بنی اشقر کے پاس تمہارا جانا ہو تو ان سے پوچھو کہ ابی واسع کے بیٹوں کا کیا قصہ ہے؟ اللہ تعالیٰ ابوواسع کی قبر کو کشادہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے کاٹنے والے پر تنگ کر دے۔ جس نے ایسے نبی کے ساتھ قطع رحمی کی جس کی کوشش ثابت ہے اور وہ ایسے نور کی دعوت دیتا ہے جو چمکنے والا ہے۔ حجر اسود کے پاس ابوواسع نے قریش کی موجودگی میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ان کو جھٹلانے کیلئے زبان درازی کی۔ تو نبی کریم ﷺ کیلئے اس پر ایسی بددعا لازم ہوئی جو کہ دیکھنے والے اور سننے والے کیلئے

خواب واضح ہے۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ ابو واسع پر اپنا ایک کتا مسلط کر دے جو آہستہ آہستہ دھوکہ کی چال چلتا ہو۔ یہاں تک کہ وہ درندہ اس کے ساتھیوں کے بیچ میں آیا اور ان پر گہری نیند مسلط تھی۔ تو اس درندہ نے اس کے سر، تالو اور گردن کو بھوکے شیر کی مانند منہ کھول کر چبا ڈالا۔"

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے سورۃ "وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی" تلاوت کی تو عتبہ بن ابولہب نے کہا: میں نجوم کے رب سے کفر کرتا ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھ پر کتا مسلط کرے۔ کچھ عرصہ بعد وہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوا۔ شام کو شیر کے دہاڑنے کی آوازیں آئیں، سب مسافروں نے حصار میں سامان لگا کر بستر کیے اور سو گئے، شیر آ گیا اور چند افراد کو سونگھ کر بڑھ گیا حتیٰ کہ عتبہ کو سونگھا اور پھر چبا ڈالا اور وہ آخر دم تک یہی کہتا رہا کہ میں نہ کہتا کہ محمد ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ صادق ہیں اور یہی کہتے کہتے مر گیا۔

﴿ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کی قحط کے زمانہ میں باران رحمت کیلئے دعائیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کو اسلام سے انکار کرتے دیکھا تو دعا کی کہ الٰہی! حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سال کی مانند میری سات سے مدد فرما، تو ان کو قحط نے گھیر لیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار، کھالوں اور ہڈیوں تک کو کھایا، اس وقت ابوسفیان اور کچھ اہل مکہ آئے انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! آپ کہتے ہیں کہ آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے حالانکہ آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ان کی کیلئے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے بارش کیلئے دعا مانگی اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ اس مسلسل بارش سے تنگ آ کر انہوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت نبی کریم ﷺ سے کی تو نبی کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی کہ "اَللّٰهُمَّ حَوَا لَيْنَا وَ مَا عَلَيْنَا" (ترجمہ: الٰہی! ہمارے چاروں طرف بارش ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو۔") چنانچہ اسی دم بادل نبی کریم ﷺ کے سر اقدس سے چھٹ گیا اور اطراف میں بارش ہوتی رہی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ رحم فرمائیے۔ نادار قریش کی زبوں حالی کا تو عالم یہ ہے کہ انہوں نے چمڑا اور چھال شدت بھوک میں کھانا شروع کر دیا ہے۔ اس حالت کو قرآن اس طرح بیان فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ اَخَذْ نٰهُمْ بِا لْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَا نُوْا لِرَبِّهِمْ وَ مَا يَتَضَرَّعُوْنَ

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ گڑگڑاتے ہیں۔"

بہرحال نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے درخواست کی تو ان سے یہ عذاب دور ہوا۔

﴿نسائی، حاکم، بیہقی﴾

نابینا عورت کی بینائی لوٹ آنے کا عجیب واقعہ:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کہ جن کے مالک ان کے توحید پرست اور مرید رسالت ہونے کی بناء پر سخت ترین عذاب اور وحشت ناک تکلیفیں پہنچاتے رہتے تھے۔ ان میں سے ایک عورت زنیرہ تھی۔

حتی کہ ان بے چاری کی بینائی شدت عذاب سے زائل ہو چکی تھی اور طرفہ ستم یہ تھا کہ مشرکین کہتے کہ اس بدبخت کی بصارت لات وعزیٰ نے چھین لی ہے۔ وہ خاتون اپنے خدائے واحد و کارساز حقیقی سے دعا کرتیں، تو ان کے مہربان خدا نے ان کی دعا سن لی اور ان کی بینائی لوٹ آئی۔

﴿بیہقی﴾

نجاشی کے دربار میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر ابی طالب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اپنے دین کی خاطر پناہ لینے حبشہ کی طرف گئے اور قریش نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو بھیجا اور وفد کے ساتھ نجاشی کیلئے تحفہ میں ایک عربی گھوڑا اور دیبا کا بنا ہوا شاہی طرز کا جبہ اور دوسرے مقربین شاہ کیلئے بھی تحائف بھیجے تو نجاشی نے تحائف قبول کیے اور عمرو کو شرفِ باریابی بخشا۔

عمرو نے کہا: اے محترم بادشاہ! ہمارے علاقے سے کچھ لوگ جو نہ آپ کے دین پر ہیں اور نہ ہمارے دین پر، آپ کی سرزمین میں آ گئے ہیں، ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے فرما دیا جائے۔ یہ لوگ اس شخص کے فرمانبردار ہیں جس نے ہمارے ہی درمیان سے اٹھ کر دعویٰ نبوت کیا ہے۔ یہ نبی جن بنیادی عقائد کو پھیلا رہا ہے ان میں سے چند یہ ہیں: ''وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''ابن اللہ'' نہیں مانتے۔ وہ کسی بادشاہ کا احترام اور عظمت نہیں کرتے نہ حکم مانتے ہیں نہ سجدہ کرتے ہیں۔''

نجاشی نے مہاجرین عرب مسلمانوں کو بلوایا۔ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان دربارِ شاہی میں پہنچے تو وہاں کے روایتی آداب کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے۔ اس طرز عمل پر توجہ دلاتے ہوئے عمرو اور عمارہ نے یک زبان ہو کر کہا:

''اے محترم اور صاحب عظمت بادشاہ! یہ وہی صورتحال ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔'' نجاشی نے مسلمان وفد سے کہا: ''اے عرب مہمانو! کیا تم لوگ بتاؤ گے کہ ہماری تعظیم کس وجہ سے نہیں کی گئی اور مجھے بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں؟ اور تم لوگوں کا دین اور عقیدہ کیا ہے؟ کیا تم نصرانیت سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ''ہم نصاریٰ یا عیسائیوں سے تعلق نہیں رکھتے۔'' نجاشی نے دریافت کیا: ''تو کیا تم یہودیت سے متعلق ہو؟''

مسلمانوں نے جواب دیا: ''ہم تو یہودی نہیں ہیں۔'' نجاشی نے پھر سوال کیا: ''تم عرب قوم کی

طرح بت پرست ہو؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''ہم بت پرستی کی تو مخالفت کرتے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا: ''تو پھر تمہارا دین و مذہب کیا ہے؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''ہمارا دین اسلام ہے۔'' نجاشی نے سوال کیا: ''اسلام کیا ہے؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اللہ کی توحید کا اقرار اور دل سے اعتراف اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت و بعثت کو قبول کر کے ان کی فرمانبرداری میں خود کو دے دینا۔'' نجاشی نے پھر پوچھا: ''یہ اسلام تمہیں کیسے ملا؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''اس کو ایک نجیب اور شریف خاندان کا ایک عرب لے کر آیا۔ وہ مثل انبیاء سابقین کے مبعوث ہوئے، ان پر احکام والہام اور وحی اللہ تعالیٰ کا امین فرشتہ لے کر آیا ہے۔ وہ ہم کو والدین کے ساتھ حسن سلوک راست گوئی، وفائے عہد اور ادائے امانت کو حکم دیتے ہیں اور بتوں کی پرستش سے ہمیں منع کرتے ہیں اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں، ان کی یہ تعلیم ہم نے اس وجہ سے پسند کی کہ ہمارے قلب نے اس کی تصدیق کی۔ قرآن مجید کو ہم نے اس کے اعجاز اور امتیاز کی وجہ سے کلام الٰہی جانا اور اس پر عمل کیا تو ہماری قوم دشمن ہوگئی اور نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے ایذا پہنچائی۔ ان کے دشمن ہوگئے اور قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے، ہم وطن میں رہ کر مدافعت نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے جانیں بچا کر دین کی خاطر آپ کے پاس پناہ لینے آئے ہیں۔''

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی یہ مختصر تقریر سننے کے بعد نجاشی نے کہا: ''اگر واقعی یہ حالات ہیں تو ان کا ظہور اس مرکز نور سے ہوا ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور ہوا تھا۔''

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا: ''رہا تعظیم کرنے کا سوال تو اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اہل جنت کی تحیت یعنی تعظیم ''السلام'' ہے۔ اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جناب نے ہمارے خیالات دریافت فرمائے ہیں تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی طرف القاء کیا گیا اور اس کی روح ہیں، وہ پاک ستھری بتول کے فرزند ہیں۔''

اس قدر سننے کے بعد نجاشی نے اپنے ہاتھ کو اوپر اٹھایا، اس میں ایک تنکا تھا اور کہا تمہارے بیان میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ مشرکین عرب کے نمائندہ وفد کو ان کے تحفے واپس کر دو اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہا: آپ حضرات یہاں اطمینان سے رہیں اور ارا کین مملکت کو ان کے آرام و آسائش کی ہدایت کی اور دربار سے رخصت ہونے کی اجازت دی۔

﴿بیہقی﴾

مسلمانوں کا مقاطعہ اور بنی ہاشم کا شعب ابوطالب میں پناہ لینا:

موسیٰ بن عقبہ زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مشرکین مکہ مسلمانوں کی ایذا رسانی میں پوری شدت برت رہے تھے اور یہ شدت اس وقت اور بھی زیادہ ہوگئی جب قریش کا وفد حبشہ سے ناکام

لوٹا اور نجاشی نے مسلمانوں کو حبشہ میں امن وامان اور پورے احترام کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مشرکین مکہ نے جلسہ عام میں طے کیا کہ بنو ہاشم جب تک محمد ﷺ کو ہمارے سپرد نہ کر دیں، اس وقت تک ان سے کوئی تعلق نہ رکھے، نہ کوئی ان سے رشتہ کرے اور نہ میل جول رکھے نہ خرید وفروخت جائز رکھے، اس قرارداد کو عہد نامہ کی شکل دے دی گئی اور کتابت کر کے کبارِ قریش کے دستخط ہونے کے بعد خانہ کعبہ کی دہلیز پر آویزاں کر دیا گیا۔ ابولہب کے سوا جو اس مرحلہ پر بنو ہاشم سے کٹ کر مخالفین سے مل گیا تھا۔ باقی تمام بنو ہاشم اور مسلمان ناچار و مجبور ہو کر پہاڑ کے ایک درہ میں جس کا نام ''شعب ابوطالب'' ہے، چلے گئے اور دو برس چار ماہ اس قدر اذیتوں کو جھیلا اور جان سوز تکلیفوں کو برداشت کیا جن کو سن کر پتا پانی ہو جاتا ہے، کھانے کو جب کچھ نہیں ملتا تو درختوں کی پتیاں، چھال اور جانوروں کا خشک چمڑہ ابال کر کھا لیتے۔ ان لوگوں میں عورتیں، مرد، بچے اور بوڑھے بیمار سب ہی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ شدید، صبر آزما اور حوصلہ شکن حالات میں بھی شب و روز دعوت و تبلیغ اسلام میں مصروف رہتے۔

آخر ہشام بن عمرو اور زہیر بن ابوامیہ وغیرہ سردارانِ قریش کو بنو ہاشم کی حالت زار پر ترس آیا۔ وہ خانہ کعبہ پہنچے اور ابوجہل کی مخالفت کے باوجود اس عہد نامہ کو چاک کر ڈالا، بنو ہاشم تین سال تک شعب ابوطالب میں رہنے کے بعد پھر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایتوں میں تفصیل دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ عہد نامہ کی عبارت کرم خوردہ (دیمک والی) ہوگئی تھی اور عہد نامہ کے محرر منصور بن عکرمہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر ن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس مقاطعہ کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ عبوری تھا، اس کا ہاتھ جب شل ہو گیا تو قریش اس کے ہاتھ کو دیکھ کر آپس میں کہا کرتے تھے کہ ہم نے یقیناً بنی ہاشم کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ دیکھو منصور بن عکرمہ کو کیا دکھ پہنچا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابوطالب نے ترکِ موالات کے سلسلے میں جو اشعار کہے ان میں سے ایک یہ ہے:

الم یا تکم ان الصحیفة مزقت
و ان کل ما لم یرضه اللہ یفسد

ترجمہ: ''کیا تم کو خبر نہیں کہ وہ عہد نامہ ضائع ہو گیا، بے شک جس چیز سے اللہ ناراض ہو وہ نیست و نابود ہو جاتی ہے۔''

﴿ابن عساکر﴾

معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ○

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا براق لایا گیا جو سفید گدھے سے اونچا اور خچر سے تھوڑا چھوٹا ایک چوپایہ تھا۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس آیا، دو رکعت نماز پڑھی۔ میں مسجد اقصیٰ سے باہر آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دو پیالے پیش کیے، ایک شربت کا اور دوسرا دودھ کا۔ میں نے دودھ کو پسند کیا۔ اس کے بعد ہم آسمانِ دنیا کی طرف پہنچے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دستک دی، کہا کون ہے؟ کہا جبرئیل علیہ السلام، پوچھا ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا: کیا ان کی طرف کوئی بھیجا گیا ہے؟ کہا: ہاں ان کی طرف بھیجا گیا ہے تو ہمارے لیے دروازہ کھل گیا، وہاں میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی آسمان اول کی طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب ہوئے پھر دروازہ کھل گیا، وہاں میں نے دو خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہم چوتھے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھول گیا، میں نے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اسکے بعد ہم پانچویں آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور مجھ کو دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم چھٹے آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مرحبا کہا اور پھر مجھ کو دعائے خیر دی۔ اس کے ہم ساتویں آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ وہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور سے اپنی پشت لگائے بیٹھا دیکھا۔

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ لے گئے اور مجھ پر اور میری امت پر ایک رات اور دن میں پچاس نمازیں

فرض کی گئیں، پھر میں چھٹے آسمان پر اترا اور دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے نمازوں کی فرضیت کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کے حضور واپس جائیے اور نماز میں کمی کیلئے عرض کیجئے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو میں حضور خداوندی میں واپس گیا اور تخفیف نماز کیلئے عرض کی اور بارگاہ کریمی سے پانچ نمازیں کم ہوگئیں۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جا کر بتایا۔ انہوں نے کہا: لوگوں کی برداشت کم ہے، رب تعالیٰ کے حضور جائیے اور مزید کمی کیلئے درخواست کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اسی طرح اپنے رب تعالیٰ کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ رب العالمین نے فرمایا: ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہر دن کیلئے پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز دس نمازوں کے قائم مقام ہے۔'' پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ آپ پھر واپس جائیے اور کمی کیلئے درخواست کیجئے۔ میں نے کہا: اب تو کمی کیلئے درخواست کرتے ہوئے مجھے حیاء آتی ہے۔

﴿مسلم﴾

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ روایت معراج کو بیان کیا ہے جس میں تقریباً متذکرہ بالا روایت کے مطابق بیان کرنے کے بعد آخر میں اس قدر مزید ہے: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیچے تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: ''آسمانوں پر میری ملاقات جس سے ہوئی اس نے تبسم اور شگفتگی کے ساتھ مرحبا اور خوش آمدید کہا: بجز ایک فرشتہ کے کہ تبسم اور شگفتگی کے آثار اسکے چہرے پر نہ تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ داروغہ جہنم ہے، وہ کبھی شگفتہ نہیں ہوتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو معراج کے واقعات کا ذکر کیا۔ ان واقعات کو سن کر مشرکین مکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ازراہِ استہزاء کہنے لگے: ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں اپنے آقا اور سردار کے بارے میں کچھ خبر ہے؟ وہ کہنے لگے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں وہ ایک ماہ کی مسافت تک گئے اور پھر اپنے مقام پر لوٹ آئے۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اگر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بعید نہیں۔'' پھر مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس کی نشانی کیا ہے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں قریش کے ایک قافلے پر گزرا جو فلاں مقام پر تھا، ان کے اونٹ ہم سے بدکے اور چکر لگانے لگے، ان میں ایک اونٹ ایسا تھا جس پر دو چادریں تھیں، ایک چادر سیاہ اور ایک چادر سفید وہ گر گیا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔'' جب وہ قافلہ آیا تو لوگوں نے اہل قافلہ سے وہی باتیں کیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں اور اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تصدیق ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق رکھا۔ لوگوں نے پوچھا جن لوگوں سے آپ نے ملاقاتیں کی ہیں، کیا ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، پوچھا کہ ان کی صفت بیان فرمائیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گندمی

رنگ تھا جیسے از دعمان کے یمنی باشندوں کا رنگ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد، لمبے بالوں والے اور رنگ سرخی مائل تھے گویا کہ ان کی داڑھی سے موتی جھڑتے تھے۔

بے عمل خطیب کا برا انجام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کے مشاہدات میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا اور کٹے ہوئے ہونٹوں کی جگہ دوسرے ہونٹ پیدا ہو جاتے۔ میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے خطیب ہیں جو دوسروں کو تو تبلیغ کرتے تھے مگر خود عمل نہ کرتے جن کی پرائیویٹ اندرونی زندگی اور اس کے معاملات، ان کی پبلک زندگی عوامی رویہ سے متضاد ہوتی ہے جو بداخلاقیوں کو چھپاتے اور تقویٰ اور خوش اخلاقی کا مصنوعی رنگ چڑھا کر دکھاتے ہیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ رات آئی جس میں مجھے معراج ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس کے صخرہ کے پاس آئے اور انہوں نے اپنی رسی صخرہ میں داخل کی جس سے اس میں سوراخ ہو گیا اور اس سوراخ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے براق کو باندھ دیا۔

﴿ترمذی، حاکم، ابونعیم، ابن مردویہ، بزاز﴾

قرض دینا صدقہ سے افضل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج کے مشاہدات میں دروازۂ جنت پر لکھا دیکھا کہ "صدقہ کی جزا اصل سے دس گنا ہے اور قرض دینے والے کو رقم قرضہ سے اٹھارہ گنا زیادہ ثواب ملے گا۔" میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے؟ قرض، صدقہ سے افضل ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس لیے کہ سائل سوال کرتا ہے اور اس کے پاس موجود ہوتا ہے اور قرض کا طالب اسی وقت قرض مانگتا ہے جب اسے سخت ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

﴿ابن ماجہ، حکیم ترمذی نوادر الاصول، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایات معراج:

عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے معراج ہوئی تو میں نے جنت کو درۂ بیضا سے دیکھا۔ میں نے کہا: "اے جبرئیل علیہ السلام! لوگ مجھ سے جنت کے بارے میں پوچھیں گے؟" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: "آپ سوال کرنے والوں کو بتا دیں کہ جنت کی سطح ہموار اور وسیع ہے اور اس کی مٹی مشک ہے۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا: میں نے شب معراج میں پاکیزہ ترین خوشبو پا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا، مکہ میں ایسی خوشبو ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ ایک کنگھی کرنے والی کی اور اس کے شوہر اور بیٹی کی خوشبو ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ عورت ایک روز فرعون کی بیٹی کے کنگھی کرنے بیٹھی تو اس کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی، اس نے اس کو اٹھاتے ہوئے کہہ دیا کہ فرعون ہلاک ہو جائے۔ بیٹی نے اس کی شکایت اپنے باپ فرعون سے کر دی، جس پر اس نے مشاطہ کو قتل کرا دیا تھا۔

﴿ابن مردویہ﴾

بیت المقدس آنکھوں کے سامنے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور مشرکین کو معلوم ہوا تو وہ اعتراض کرنے اور مضحکہ اڑانے کے خیال سے آئے اور مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں دریافت کرنے لگے۔ میں اس وقت حجر اسود کے پاس کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا اور میں اس کو دیکھ دیکھ کر مشرکین مکہ کے سوالات کے جوابات جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ دیتا رہا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج جب میں ملاءِ اعلیٰ پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خشیت الٰہی سے ایسی حالت ہو گئی کہ گویا ان میں کوئی حس و حرکت ہی نہیں ہے۔

﴿ابن مردویہ، طبرانی اوسط﴾

جنت و دوزخ کی سیر:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ براق پر ہی سوار رہے کہ آپ ﷺ کیلئے آسمانوں کے دروازے کھلے پھر آپ نے دوزخ اور عالم بالا کے مذکور قرآن تمام حقائق کو دیکھا پھر واپس تشریف لائے۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں:

"آپ کو آسمانوں کی (مابعد الطبعی) تمام اشیاء اور مقامات اور زمین کی تمام (طبیعی مادی) اشیاء اور مقامات کی سیر کرائی گئی۔"

﴿بیہقی، احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ﴾

سود خواروں کا برا انجام:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: شب معراج آسمانی مشاہدات کے سلسلے میں ایک شخص کو آتش سیال کی نہر میں غوطے لگاتے اور پتھر نگلتے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے جو اس دردناک عذاب میں مبتلا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ سودی کاروباری کرنے والا ہے۔

﴿ابن مردویہ﴾

نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی عرش پر تحریر تھا:

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں نے سموات علیٰ میں تسبیح کی آواز سنی تو میرا دل دھڑ کنے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اس وقت مجھ سے کہا: کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! خوف نہ کھائیے۔ بلاشبہ آپ کا نام عرش پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ" لکھا ہوا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حلیہ براق:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے براق کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا شے تھی اور کس نوع کی سواری تھی؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ وہ مثل چو پائے کے تھا، طویل القامت اور سفید رنگ اور اس کے قدموں کے درمیان حد نظر تک فاصلہ تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

شب معراج صخرہ کا شق ہونا:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس رات جب مجھے معراج ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس صخرہ کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے اور اپنی انگلی اس صخرہ پر رکھی اور اس کو شق کر دیا اور پھر اس سے براق کو باندھا۔

﴿ترمذی، حاکم، ابونعیم، ابن مردویہ، بزاز﴾

شب معراج نبی کریم ﷺ نے دودھ پسند فرمایا:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات میں نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ کے سامنے پانی، شراب اور دودھ کے پیالے پیش کیے گئے تو آپ نے ان میں سے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: آپ ﷺ نے راہِ راست اختیار فرمائی اور طریقہ فطرت کو پسند فرمایا۔ دودھ ہر جاندار کی اعلیٰ اور بہترین غذا ہے، اس میں پانی اور غذا دونوں کا امتزاج ہے، یہ گرسنگی اور تشنگی دونوں کا مداوا ہے اگر آپ ﷺ شراب قبول کر لیتے تو آپ کی امت کے بھٹک جانے کا احتمال تھا، وہ ان میں سے ہوتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس صحرا کی طرف اشارہ کیا جس میں جہنم تھا جب آپ نے اس طرف نظر کی تو وہ بھڑکتی ہوئی آگ تھی۔

﴿طبرانی، ابن مردویہ﴾

شب معراج اذانِ بلال رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات میں نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی اور آپ ﷺ جنت میں داخل ہوئے تو ایک گوشے سے آپ نے دھیمی سی آواز سنی دریافت کیا:

''اے محترم جبرئیل علیہ السلام! یہ کیسی آواز ہے؟'' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: ''یہ آپ

کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔''

نبی کریم ﷺ جب واپس تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک بلال (رضی اللہ عنہ) نے فلاح پائی، میں نے ان کی مقام اعلیٰ میں اذان سنی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور انہوں نے آپ کو مرحبا کہا۔ یعنی ''**مرحبا یا نبی الامیی**'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ، طویل القامت اور کانوں تک یا اس سے کچھ اونچے لٹکے ہوئے بالوں والے شخص تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر اور آگے بڑھے اور نبی کریم ﷺ سے ایک جلیل القدر صاحب عظمت وسطوت شخص نے ملاقات کی اور مرحبا کہا: نبی کریم ﷺ نے ان سے سلام وکلام فرمایا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ ''حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ آپ ﷺ کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر میں نے جہنم کا معائنہ کیا اور وہاں لوگوں کو مردار کھاتے دیکھا۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا شخص ہے اور جب نبی کریم مسجد اقصیٰ پہنچے اور نماز کا ارادہ فرمایا تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اجتماع ہوا اور ان سب حضرات نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو آپ کے داہنے اور بائیں جانب سے دو پیالے پیش ہوئے، ایک دودھ کا دوسرا شہد کا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور اسے پی لیا تو پیالہ لے کر آنے والے شخص نے کہا: ''اے اللہ کے آخری رسول ﷺ! آپ نے فطرت کو پالیا۔

﴿احمد، ابونعیم، ابن مردویہ﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جس رات میں نبی کریم ﷺ کو بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر بہ فضل ورحمت باری اسی وقت رات میں واپس آئے اور لوگوں سے نبی کریم ﷺ نے اپنے سفر اور بیت المقدس کی نشانیاں اور زیر سفر قافلوں کے حالات بیان کیے جس کے بارے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ جو کچھ نبی کریم ﷺ بیان فرمارہے ہیں، ہم اس پر کسی طرح یقین نہیں کر سکتے، وہ لوگ اسی بناء پر مرتد وکافر ہوگئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایسے تمام لوگوں کی جو اپنے زعم میں مسلمانوں کا قلع قمع کرنے آئے تھے اور بڑا اہتمام کر کے اور بہت انتظام لے کر چلے تھے۔

بے سروسامان، مختصر اور غریب الدیار دین الٰہی کے فوج داروں اور علمبرداروں نے ان سب حقائق معراج کے منکروں کی گردنیں اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمن ابوجہل کے ساتھ کاٹ دیں۔ ابوجہل نے کہا تھا کہ ''محمد (ﷺ) ہمیں درخت زقوم کی خوراک کا ڈراوا دیتے ہیں۔ لوگو! تم کھجور اور مکھن خون کھاؤ۔'' اور دجال کو اس کی اصل صورت میں نبی کریم ﷺ کو دکھایا گیا اور آپ نے رویت عینی سے دیکھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقاتیں کیں۔

شب معراج انبیاء سے ملاقات:

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دجال کے بارے میں پوچھا: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اسے عظیم الجثہ اور واضح وظاہری خباثت کے ساتھ دیکھا۔ اس کی ایک آنکھ صحیح حالت میں تھی گویا وہ چمکتا ستارہ ہے اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گورا، گھنگریالے بال والا اور تیز نظر دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گندمی رنگ، سیاہ بال اور قویٰ خلقت دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام شکل وشمائل میں مجھ سے زیادہ قریب تھے۔ اتنے مماثل کہ گویا میں خود اپنا عکس دیکھ رہا ہوں، جب وہ اور میں نزدیک ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ''اپنے جد اعلیٰ کو سلام کیجئے۔'' تو میں نے ان کی خدمت میں سلام پیش کیا۔

﴿احمد، ابویعلی، ابونعیم، ابن مردویہ﴾

امور غیبی کا مشاہدہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

ترجمہ: ''اور ہم نے کہا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا گیا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو''

کی تفسیر میں روایت ہے کہ معراج کی رات میں امور غیبی کا مشاہدہ نبی کریم ﷺ نے چشم ظاہری سے کیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے حضرت موسیٰ بن عمران رضی اللہ عنہ کو طویل القامت اور گھنگریالے بالوں والا شخص دیکھا گویا کہ وہ قبیلہ از دشنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو میانہ قد، سرخی مائل سفید رنگ اور سر کے بال لٹکے ہوئے دیکھا اور میں نے داروغہ جہنم اور دجال کو دیکھا اور ان سب کا دیکھنا ان نشانیوں میں سے ہے جن کو رحمت پروردگار نے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **''فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ''** ترجمہ: ''تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرنا۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقیناً دیکھا ہے اور ملاقات کی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

لطیف خوشبو:

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں سماوی سفر میں ایک لطیف خوشبو پر سے گزرا۔

میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دختر فرعون کی مشاطہ کی خوشبو ہے

اور واقعہ اس خاتون نیک کا یہ ہے کہ ایک روز دختر فرعون کے بالوں میں کنگھی کرنے کے دوران اس کے ہاتھ سے وہ کنگھی گر گئی اور مشاطہ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کو اٹھایا۔ دختر نے پوچھا: کیا میرے باپ کا نام اللہ ہے؟ مشاطہ نے جواب دیا: میرا اللہ سارے جہان کا میرا اور تیرا، اور وہ تیرے باپ کا بھی رب ہے۔ لڑکی نے حیرت سے پوچھا: ''کیا تمہارا رب، میرے باپ کے سوا کوئی اور ہے؟'' مشاطہ نے جواب دیا:

''ہاں! میرے رب کے سوا کوئی رب نہیں۔''

یہ خبر دختر فرعون نے اپنے باپ کو کر دی۔ پس فرعون نے اس کو طلب کیا اور پوچھا: ''اے معمر اور وفادار مشاطہ! کیا تم میرے علاوہ کسی اور کو رب سمجھ بیٹھی ہو؟'' پرستارِ توحید مشاطہ نے جواب دیا:

''میرا رب اور تیرا بھی اور ساری کائنات کا تو وہی ایک رب ہے جو **رب المسوات والارض** ہے۔ مشاطہ کے اس جواب کے بعد فرعون نے ایک کھوکھلے مجسمے کو جو تانبے سے بنایا گیا تھا۔ آگ پر تپانے اور سرخ کر دینے کا حکم دیا جب وہ تپ کر مثل شعلہ کے ہو گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس مجسمہ کے اندر مشاطہ کو اسکی اولاد کو ڈال دیا جائے تو انہوں نے ایک ایک کر کے اس کی اولاد کو ڈالا حتیٰ کہ شیر خوار بچے کو بھی اس میں ڈالا تو اس نے کہا:

''اے اماں! تم اس میں آجاؤ، پیچھے نہ ہٹنا کیونکہ تم حق پر ہو۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار بچوں نے شیر خوارگی میں کلام کیا، ایک تو یہی بچہ، دوسرا بچہ وہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ تیسرا بچہ جریج کا تھا اور چوتھے شیر خوار حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔

﴿احمد، نسائی، بزار، طبرانی، بیہقی، ابن مردویہ﴾

قوم کے سامنے بیان معراج:

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات میں مجھے لے جایا گیا اور مکہ مکرمہ میں صبح کو میں ایک گوشے میں بیٹھ کر فکر مند ہو رہا تھا کہ رات کے واقعہ معراج کو سن کر لوگ مجھے جھٹلائیں گے کہ اسی دوران دشمن خدا ابوجہل آیا اور میرے قریب بیٹھ کر اس نے استہزاء کے طور پر کہا کیا کوئی نئی خبر یا تازہ بات ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے پوچھا: ''ہم سے بھی ارشاد ہو۔ میں نے کہا: ''رات مجھ کو لے جایا گیا۔'' اس نے پوچھا: ''کہاں تک؟'' میں نے بتایا: ''بیت المقدس تک۔'' اس نے کہا: ''کیا سفر کے بعد، صبح کو ہمارے شہر میں آپ موجود ہیں؟'' میں نے کہا: ''ہاں''۔

''محمد (ﷺ) آپ کی کیا رائے ہے، اگر میں قبیلے کے لوگوں کو بلاؤں تو کیا آپ ان کے سامنے وہی باتیں فرمائیں گے جو مجھ سے بیان کی ہیں؟'' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں، حقائق تو ہر ماحول اور ہر صورت جوں کے توں رہتے ہیں اور حق و سچائی کو مصلحتوں کی بناء پر چھپانا درست نہیں۔'' یہ سن کر دشمن رسول ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا کیونکہ اس نے سوچا کہ نعوذ باللہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ان کی سخن سازی اور دروغ گوئی کا بھانڈا پھوٹ جائے گا تو اس نے پکارا: اے بنی کعب! آؤ! آؤ۔

ابوجہل کی یہ آواز سن کر لوگ ادھر ادھر سے دوڑ دوڑ کر جمع ہونے لگے اور پھر سب اکٹھے ہو کر

ابوجہل اور میرے پاس آکر بیٹھ گئے، اس وقت ابوجہل نے مجھ سے کہا: ''اے ابن عبداللہ! آپ رات کی وہی باتیں جو مجھ سے بیان کر چکے ہیں، اس وقت اپنی قوم کو سنایئے۔'' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'مجھے رات بیت المقدس تک لے جایا گیا۔'' لوگوں نے پوچھا: ''دراں حالیکہ صبح کو آپ یہیں تھے؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! مجھے جلد ہی لوٹا دیا گیا تھا۔''

راوی کا بیان ہے کہ اس پر کچھ لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارے اور کچھ لوگ اپنے سر پر ہاتھ رکھے، تعجب کرنے لگے۔ اجتماع میں سے کوئی بولا: ''کیا آپ مسجد اقصیٰ کی پہچان بتا سکتے ہیں۔'' ان لوگوں میں چند افراد ایسے بھی تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس کے بارے میں سوالات کے جوابات دیتا رہا، یہاں تک کہ بعض جوابات کے سلسلے میں مجھے شبہ ہوا تو فوراً مسجد اقصیٰ کو میرے روبرو کر دیا گیا اور میں دیکھ دیکھ کر سوالات کے جوابات پورے اعتماد کے ساتھ دیتا رہا۔ آخر میں نے لوگوں سے کہا جہاں تک نشانیوں کا معاملہ ہے خدا کی قسم! آپ ﷺ نے بالکل صحیح صحیح بیان فرمایا۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابونعیم، بزار﴾

جنت کے پھول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: اے محمد ﷺ! آپ اپنی امت کو بتا دیجئے کہ جنت ہموار اور وسیع جگہ ہے اور پھول بوٹے "سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ" ہیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

شب معراج امتوں کا مشاہدہ کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شب اسراء میں تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس سے گزرے، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ گروہ اور جماعتیں تھیں، مگر چند انبیاء علیہم السلام ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا، پھر نبی کریم ﷺ ایک بہت بڑی جماعت کے پاس سے گزرے، پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ اے نبی ﷺ! آپ سر اٹھایئے۔ میں نے سر اٹھایا تو بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے افق کے ایک سرے سے دوسرے سرے کو گھیر رکھا تھا، مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور ان کے سوا آپ ﷺ کی امت میں ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔

﴿ابن مردویہ﴾

شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زرے تو وہ اپنی قبر میں مصروف نماز تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امت محمدیہ ﷺ پر پچاس نمازیں

فرض کی تھیں، پھر آپ ﷺ کی تخفیف کی درخواست پر ان کو صرف پانچ کر دیا گیا۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب مجھے معراج ہوئی تو مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کا پھل یعنی بیر بہت ہی بڑا پہاڑ کی چوٹی کے برابر تھا۔

﴿طبرانی﴾

دیدار خداوندی کی روایات:

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

﴿احمد﴾

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ چشم ظاہری سے ایک مرتبہ چشم قلب سے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو اپنی چشم ظاہر سے دیکھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر اپنے رب کی طرف ڈالی؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر سے اپنے رب کو دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے ''کلام'' کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ''خلت'' (اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کہتے ہیں) کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دید کو حضرت محمد ﷺ کیلئے مخصوص فرمایا۔

﴿طبرانی﴾

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے ساتھ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ اور حضرت محمد ﷺ کو رؤیت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا۔

﴿بیہقی کتاب الرؤیہ﴾

روایت ہے کہ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے خلت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے کلام اور حضرت محمد ﷺ کیلئے رؤیت ہے۔

﴿بیہقی﴾

۞ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیہ کریمہ

''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى''

﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: ''دل نے نہ جھٹلایا جو آنکھ نے دیکھا۔ انہوں نے اسے دوبارہ دیکھا۔''

کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے اپنے رب کو دل کی آنکھ (قلب

بصیرت) سے دو مرتبہ دیکھا۔

﴿مسلم﴾

یاجوج ماجوج کو اسلام کی دعوت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرمایا: شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجوج ماجوج کی طرف بھیجا۔ میں نے ان کو دین اسلام اور اللہ کی بندگی کی دعوت دی، مگر انہوں نے انکار کیا تو وہ سب اور انکے ساتھ نافرمان بنی آدم اور ابلیس اور اس کی ذریات سب جہنم میں جائیں گے۔

﴿ابن مردویہ﴾

تخفیف نماز اور دیگر مسائل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں پچاس نمازیں اور سات مرتبہ رفع جنابت کیلئے پانی بہانا اور کپڑوں سے نجاست وغیرہ کو سات مرتبہ دھونا فرض کیا گیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برابر کمی کیلئے استدعا کرتے رہے حتی کہ نمازیں پانچ اور غسل جنابت ایک بار اور کپڑے پر سے نجاست کو ایک بار دھونا فرض کر دیا گیا۔

﴿ابوداؤد، بیہقی﴾

احادیث تاریخ معراج:

عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات معراج ہوئی وہ ایک سال قبل ہجرت ربیع الاول کی سترھویں شب تھی۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہجرت مدینہ سے ایک سال قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔

(اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اسی روایت کی مانند روایت کی ہے۔)

﴿بیہقی﴾

سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت سے سولہ مہینہ پہلے معراج ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ کو سلام:

عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچایئے اور ان کو بتایئے کہ جنت کی مٹی خوشبودار ہے اور آب شیریں، وہ وسیع و ہموار ہے اور اسکے بیل بوٹے ''سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ،

وَلا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" ہیں۔"

﴿ترمذی، ابن مردویہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے "وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى" کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔ ان کے چھ سو بازو تھے اور ان کے پروں سے مختلف رنگ کے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔

﴿مسلم﴾

سبز رفرف:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ "لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى" ﴿سورۃ النجم﴾ ترجمہ: "بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔" کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز رفرف کو دیکھا کہ جس سے سارا افق پر ہو گیا۔

﴿بخاری﴾

شب معراج القابات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب اسراء میں مجھے اس قصرِ اعلیٰ تک پہنچایا گیا جس کی دیواریں گوہر آب دار کی، فرش زر خالص ہے اور وہ نور سے منور ہے اور مجھ کو تین القاب عطا فرمائے گئے۔ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ، اِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ، قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ.

بغوی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے اس کو ان الفاظ میں روایت کیا کہ مجھ کو موتیوں کے ایک قفس کی سیر کرائی گئی اور اس کا فرش سونے کا تھا۔

﴿بزار، ابن قانع، ابن عدی﴾

شب معراج تعلیم اذان:

گزشتہ اوراق میں اذان کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی حدیث معراج بیان کی جا چکی ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب اسراء میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر پہنچے تو آپ نے توقف فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا اور آسمان پر وہ اس جگہ کھڑا ہوا جہاں اس سے پہلے کوئی نہ کھڑا ہوا تھا۔ اس کو حکم ملا اذان دو۔ تو فرشتے نے کہا: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ اکبر ہوں۔"

پھر فرشتے نے کہا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔" پھر فرشتے نے کہا: "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا میں نے ہی محمد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنایا اور ان کو پسند کیا اور میں ہی ان کی حفاظت کروں گا۔" پھر فرشتے نے کہا: "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے

بندے نے سچ کہا وہ میرے فریضے اور حق کی طرف بلاتا ہے تو جو کوئی اس کی طرف یکسو ہو کر آئے گا، وہ اس کے ہر گناہ کا کفارہ ہوگا۔"

پھر فرشتے نے کہا: "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا، میں نے ہی اس فریضہ کو قائم کیا اور اس پر وعدہ دیا اور اس کیلئے اوقات مقرر کیے۔"

اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے کہا گیا، آپ آگے بڑھئے تو نبی کریم ﷺ آگے بڑھے اور تمام اہل آسمان کھڑے ہوئے، اس طرح آپ کی بزرگی کو ساری مخلوقات پر قائم فرمایا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کی رات اذان سکھائی گئی اور آپ ﷺ اور آپ کی امت پر نماز کو فرض کیا گیا۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج عالم سموات میں فرشتوں کے جس گروہ پر میں گزرا، اس نے مجھ سے یہی کہا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو پچھنے لگوائے کا حکم فرمائیں۔

۞ (امام احمد اور امام حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن مردویہ﴾

اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑھی:

عبید بن آدم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ میں تھے۔ وہاں بیت المقدس کی فتح کا ذکر ہوا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ وہاں کس جگہ پر نماز پڑھنا پسند کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صخرہ کے پیچھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس جگہ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مگر میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ پھر (جب وہ وہاں سے بیت المقدس پہنچے تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ روبہ قبلہ ہوئے اور نماز پڑھی۔

﴿احمد﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب اسراء میں نبی کریم ﷺ نے مالک (دوزخ کا داروغہ) کو دیکھا تو وہ ترش رو تھا اور اس کے چہرے سے غیظ وغضب پہچانا جاتا تھا۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج، میں نے مقدم مسجد میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں صخرہ کے پاس آیا وہاں پر ایک فرشتہ کو کھڑا دیکھا اور اس کے پاس تین پیالے تھے جو اس نے مجھے پیش کیے۔ میں نے ان میں سے شہد کا پیالہ کیا اور اس میں سے کچھ نوش کیا پھر میں نے دوسرے پیالے کو لیا اور میں نے اس میں سے پیا جتنا میں پی سکتا تھا اور یہ دودھ تھا۔

پھر فرشتے نے کہا: اس تیسرے میں سے لیجئے۔ میں نے جواب دیا کہ میں شکم سیر ہوگیا ہوں اور یہ شراب کا پیالہ تھا۔ اس کے بعد فرشتہ نے کہا: ''اگر آپ اس جامِ شراب میں سے پی لیتے تو پھر آپ کی امت دین فطرت پر کبھی مجتمع نہ ہوئی۔'' پھر مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا اور وہاں مجھ پر نمازیں فرض کی گئیں۔ بعدازاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹا دیا گیا اور انہوں نے کروٹ بھی نہ بدلی تھی۔

(ابن مردویہ)

بیت المعمور کی زیارت:

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں نے بیت المعمور کو دیکھا کہ وہاں روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے آتے ہیں کہ پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی، پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف رجوع کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر تین پیالے شراب، دودھ اور شہد کے سامنے آئے تو میں نے دودھ لیا، یہی وجہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ اس کے بعد ہر روز کیلئے پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اترے، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ آپ کے رب تعالیٰ نے آپ پر کیا فرض کیا ہے؟ فرمایا: روزانہ کی پچاس نمازیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد حدیث شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے ان میں تخفیف ہوکر پانچ نمازوں کی تعداد کا تعین مذکور ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معراج کے موقع پر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو ترغیب دیں کہ وہ جنت کے وسیع اور زرخیز ہموار میدانوں میں، جہاں کی روئیدگی دوامی اور جہاں کی شادابی پر بہار ہے اور جہاں کی مٹی طیب، لطیف اور پاکیزہ ہے نخلستان، باغستان اور پرکیف بہاریں لگائیں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ''لوگ جنت میں اس طرح کے گلستان کیسے لگائیں؟'' تو انہوں نے جواب دیا کہ ''وہ کثرت کے ساتھ (اور معانی و مطالب کو ذہن میں رکھتے ہوئے) پڑھیں:

''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ''

(ابن ابی حاتم، ابن مردویہ)

حضرت آدم علیہ السلام کا دائیں دیکھ کر تبسم فرمانا اور بائیں دیکھ کر رونا:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھلی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اترے پھر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور آب زمزم سے

دھویا اور سونے کا ایک طشت جس میں ایمان وحکمت تھا، لائے اور اس سے میرے سینے کو لبریز کر دیا۔ بعدازاں کچھ سینے کو ملا مسلا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی جانب لے چلے۔

جب میں آسمان پر پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے محافظ سے کہا: دروازہ کھولو، اس نے کہا: کون ہے؟ جواب دیا: جبرئیل! پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ کہاں ہاں میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا: ان کی طرف بھیجا گیا ہے؟ کہا: ہاں، پھر جب دروازہ کھلا تو ہم آسمانِ دنیا پر پہنچے۔

میں نے دیکھا کہ وہاں ایک شخص بیٹھا ہے، اس کی داہنی جانب کثیر جماعتیں ہیں اور بائیں طرف بھی کثیر لوگ ہیں، جب وہ داہنی جانب دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے، پھر اس نے کہا: ''ابن الصالح اور نبی صالح کو مرحبا۔''

میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کی دونوں جانب ان کی اولادوں کی روحیں ہیں۔ داہنی جانب نئے جماعتیں اہل جماعت کی ہیں اور بائیں جانب کی اہل دوزخ کی، جب وہ داہنی جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو تبسم فرماتے ہیں اور جب بائیں جانب کے لوگوں کو دکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے اور اس کے محافظ سے کہا: دروازہ کھولو اور یہاں بھی حسب سابق سوال وجواب ہوئے اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آسمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا اور ان کے مقامات اور درجات کی کیفیت بیان نہیں کی۔ (بخاری، مسلم)

شب معراج میں نے قلموں کی سرسراہٹ سنی:

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ایوب ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہ دونوں فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اتنا اونچا لے جایا گیا کہ مجھ پر مستوی ظاہر ہوا اور اس جگہ میں نے قلموں کے سرسراہٹ کی آواز سنی۔

سدرۃ المنتہیٰ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں ان کو لے کر واپس ہوا، یہاں تک کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟

میں نے بتایا: پچاس نمازیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور واپس جایئے اور کمی کیلئے درخواست کیجئے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی، چنانچہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں جو پچاس نمازوں کے قائم مقام ہیں اور سمجھ

لوکہ میرے حضور بات میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پہنچا تو انہوں نے کہا: ''آپ پھر اپنے رب کے حضور جائیے'' میں نے کہا: ''اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔''

اس کے بعد مجھے ایک طویل ترین مسافت پر لے چلے یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہیٰ پہنچا، میں نے اسے مختلف رنگوں میں ڈھانپا ہوا دیکھا، میں نہیں جانتا وہ کیا ہیں۔ بعدازاں میں نے جنت کی سیر کی، وہاں موتیوں کے قبے دیکھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا: ''کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے نور دیکھا ہے جس جگہ بھی اسے دیکھا ہے۔''

﴿مسلم﴾

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ ابونضرہ سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت ابراہیم مجھ سے بہت مشابہ تھے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ تمہارے ہادی وقائد سے بہت زیادہ مشابہ تھے، یعنی مجھ سے (ﷺ)

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور سفارتِ روم اور واقعہ معراج کی تصدیق:

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصرِ روم کی طرف بھیجا اور ایک مکتوب گرامی انہیں دیا اور وہ حمص میں قیصر سے ملے اور نامہ گرامی اس کو دیا قیصر کے بھائی نے مکتوب گرامی میں لکھا پایا: ''محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام'' تو وہ مشتعل ہو گیا اور قیصر سے کہنے لگا تم خط میں نہیں دیکھتے کہ اس نے تحریر کا آغاز اپنے نام سے کیا ہے اور تمہارا نام ''قیصر صاحب روم'' لکھا ہے اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا۔

قیصر نے معترض خط یعنی اپنے بھائی سے کہا: ''اے بھائی! میں تجھے کم عقل، بے وقوف نہیں سمجھتا تھا، تیرا خیال ہے کہ خط کے مضمون سے آگاہی کے بغیر ہی سے اسے پھاڑ دوں، اپنی زندگی کی قسم! اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تو حقیقتاً وہ زیادہ حقدار ہیں کہ اس مکتوب میں وہ اپنا نام مقدم رکھیں، اگر انہوں نے مجھ کو ''صاحب روم'' کہہ کر خطاب کیا ہے تو یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے کیونکہ میں اہل روم کا ''صاحب'' ہی تو ہوں اوان میں ان کا مالک تو نہیں ہوں، صورت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے اور اگر وہ چاہے تو کسی دوسرے کو بھی رومیوں پر مسلط کر دے۔''

اس کے بعد قیصر نے خط کو سنا اور کہا:

''اے رومیو! میرا خیال ہے کہ یہ وہی شخص ہیں کہ جن کی بشارت (حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے دی ہے، اگر مجھے یقین ہو جائے تو ایسا ہی ہے تو میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خود ان کی خدمت بجالاؤں) اور ان کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دوں۔''

روم کے سرداروں نے جواب میں کہا: ''اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ عرب میں نبوت اور رسالت کا منصب رکھے جو ان پڑھ ہیں اور وہ ہمیں چھوڑ دے حالانکہ ہم اہل کتاب ہیں۔ قیصر روم نے کہا؛ میرے نزدیک میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہدایت انجیل ہے، ہم اسے منگاتے ہیں اور اسے کھولتے ہیں اب اگر یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر انجیل میں موجود ہے تو ہم ان کی اتباع کریں گے۔ ورنہ اس پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے، جیسی کہ پہلے اس پر لگی تھیں، اس میں ایک مہر کی جگہ دوسری مہر لگنے کے سوا اور کچھ فرق نہ ہوگا۔

راوی کا بیان ہے: اس وقت انجیل پر بارہ مہریں سونے کی اپنے اپنے دور میں شاہان روم نے لگائی تھیں، ہر پہلا قیصر اپنے بعد کے قیصر کو یہ وصیت کرتا رہا تھا کہ تمہارے دین میں کسی کو یہ حلال نہیں ہوگا کہ وہ انجیل محترم کو کھولے اور جس دن اسے کھولا جائے گا ان (رومیوں) کے دین میں تغیر آ جائے گا۔

قیصر روم (ہرقل) نے کہا: ''اے روم کے دانشورو! میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی اور راہِ ہدایت دینے والی انجیل ہے لہٰذا ہم اسے منگاتے ہیں اور رہنمائی لیتے ہیں۔ اگر انجیل کی تائید عرب مدعی نبوت کے حق میں ہوتی ہے تو ہم سب اس کا اتباع کریں گے، ورنہ ہم ان پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے۔''

پس قیصر روم نے انجیل کو منگایا ور یکے بعد دیگرے گیارہ مہریں جدا کر دیں اور ایک مہر باقی رہ گئی اور تو اس کے اعیانِ مملکت اور تمام اسقف و بطریق کھڑے ہو گئے، گریبان چاک کر دیئے، ضبط و آداب ایوان سے رخصت ہو گیا، ہر فرد اپنے اپنے وفور جذبات سے مغلوب ہو کر نہ معلوم کیا کچھ ادا کرنے لگا۔ سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ قیصر بھی کچھ کہتا تھا اس کی آواز شور و غل میں گم ہو کر رہ جاتی تھی۔ وہ اس ہنگامہ خیز ماحول سے پریشان ہو گیا اور پھر اس نے کھڑے ہو کر پُر وقار انداز میں کہا:

''اے میرے مشیرو اور دانشورو! آج یہ کیا اضطراب ہے؟'' انہوں نے اپنی اپنی بولیاں بند کر لی تھیں، صرف چند نمایاں رہنماؤں نے نمائندگی کرتے ہوئے قیصر سے کچھ اور نزدیک ہو کر جواب دیا: ''تم مہریں توڑ کر ایک بہت بڑا اقدام کر چکے، پس اب موجودہ خانوادۂ قیصریت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور تمہاری قوم کا دین بدل جائے گا۔

قیصر نے پھر کہا: ''تم لوگ اس وقت بہت زیادہ جذباتی ہو رہے ہو، میرے خیال میں میرا یہ عمل کتاب مقدس سے رہنمائی کیلئے ہے، جس سے ہمارے عرب مکتوب نگار اور مدعی رسالت کو صحیح جواب دیا جا سکے گا۔''

لوگوں نے کہا: ''مناسب رویہ اور صحیح جواب کی تشخیص کیلئے کچھ لوگوں سے محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں اور مراسلات کے ذریعہ تحقیق کی جا سکتی ہے، مگر انجیل کی مہریں توڑنا

بہت بڑا گناہ اور معصیت ہے۔"

قیصر نے کہا: "تمہارے خیال میں کن لوگوں سے ہم اس خاص معاملے میں رجوع کر سکتے یا پوچھ گچھ کر سکتے ہیں؟" انہوں نے قیصر کو جواب دیا کہ "بہت سے لوگ شام میں موجود ہیں، ان کو تلاش کر کے یہ کام ان کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔" چنانچہ قیصر نے آخری مہر انجیل کی نہیں توڑی اور رومی سرداروں کے کہنے کے بموجب چند امرأ کو اطراف مملکت میں ایسے لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا جو عرب نزاد ہوں اور مکہ سے جن کا تعلق ہو، چنانچہ لوگ گئے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو بلا لائے، ابوسفیان اس وقت حسن اتفاق سے بغرض تجارت شام کی مملکت میں موجود تھے۔

قیصر نے ابوسفیان سے چند دوسرے عربوں کی موجودگی میں پوچھا: "اے ابوسفیان! مجھے اس شخص کے حالات بتاؤ جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔" ابوسفیان نے حضور نبی کریم ﷺ کے حالات بیان کرنے میں جہاں تک ممکن تھا محاسن کو چھپایا، ابوسفیان نے کہنا شروع کیا:

"اے شاہِ روم! محمد (ﷺ) کو مقدس اور محترم نہ سمجھو، ہم ان کو ساحر اور شاعر کہتے ہیں اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کاہن ہیں۔"

قیصر نے کہا: "یہ تو ان کے رد میں کوئی دلیل نہیں بلکہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے حالات کی روشنی میں تو یہ باتیں ظہورِ حق کے ابتدائی مراحل میں ضروری اور ناگزیر ہوتی ہیں، پہلے نبیوں کو بھی ایسا ہی کہا گیا تھا، مجھے پہلے تم ان کی حیثیت کے بارے میں بتاؤ۔" ابوسفیان نے جواب دیا: "وہ ہم لوگوں کے درمیان ایک اوسط درجہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

قیصر نے کہا: "اللہ تعالیٰ سابقہ دور میں ہر نبی کو اوسط درجے کے خاندان ہی میں پیدا کرتا رہا ہے، ان کے ماننے والے ہم نواؤں کے متعلق بتاؤ۔" ابوسفیان نے جواب دیا: "ان کے پیرو وہ لوگ ہیں جو ہمارے اندر کمسن، جوشیلے اور کم فہم لوگ ہیں۔ مگر قوم کے سردار اور روساء میں سے کوئی بھی ان کے کاموں میں شریک ہے نہ حلقہ اثر میں ہے۔"

یہ جواب سن کر قیصر نے علمی واقفیت کی بنا پر زور دے کر کہا: "خدا شاہد ہے، انبیاء کے متبعین اور معاونین ہمیشہ ایسے ہی لوگ ہوئے ہیں کیونکہ قوم کے سرداروں اور بااثر لوگوں کو اپنی جھوٹی سرداری اور اقتدار کی موت نظر آنے لگتی ہے کیونکہ ان کی سرداری، ظلم اور اثر سازشوں کی وجہ سے قائم ہوتے ہیں۔"

قیصر نے ابوسفیان سے اس کے بعد پوچھا: "اے محمد (ﷺ) کے حالات سے واقفیت کا دعویٰ کرنے والے شخص! یہ بتاؤ کہ ان کے رفیقوں میں سے کوئی رفیق یا ان کا کوئی پیرو ان کے دین سے پھرا ہے یا نہیں یا کسی نے یہ کہا ہے کہ محمد ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں، اس میں یہ یہ خرابیاں ہیں اور ان برائیوں اور خرابیوں کے باعث اس نے محمد (ﷺ) کے دین کو ترک کر دیا ہے۔ قیصر کا یہ سوال تھا کہ ابوسفیان سٹپٹا گئے اور جھوٹ بولتے بن نہ پڑی۔ (صداقت اسی کا نام ہے کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے۔)

چنانچہ ابوسفیان نے کہا: ''ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی واپس نہیں ہوتا۔'' قیصر نے دریافت کیا کہ کیا ان کے دین میں لوگ برابر داخل ہوتے جا رہے ہیں اور کیا اس کو قبول کرنے والے افراد کی تعداد روز افزوں ہو رہی ہے؟''

ابوسفیان نے جواب دیا: ''ہاں! اضافہ ہو رہا ہے۔'' قیصر روم نے کہا: اے عرب کے معزز سردار! تم نے ان کے یہ حالات بیان کر کے میری بصیرت میں اور اضافہ کیا۔ قسم ہے اس ذات کی! جس کے قبضے میں میری جان ہے، عنقریب وہ شخص اس مملکت پر قبضہ کر لے گا جو اس وقت میرے قبضے میں ہے پھر قیصر نے اپنے درباریوں اور سرداروں کو مخاطب کیا اور کہا:

اے روم کے لوگو! اور سردارو! حقیقت پسندی سے کام لو، ہم کو اس شخص کی دعوت کو قبول کر لینا چاہیے، جس کی طرف وہ ہمیں بلاتا ہے اور ہم اس سے اپنی اس مملکت کے بارے میں استدعا کریں کہ ہماری یہ سرزمین کبھی پامال نہ کی جائے۔ اس لیے کہ جب کسی نبی نے کسی بادشاہ کو خط لکھا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے تو اس سے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے اور جیسا اس نبی نے چاہا ہے ویسا ہی ہوا ہے، لہٰذا تم میرا کہا مانو اس کی اطاعت کو قبول کر لو، اس میں میری، تمہاری اور تمام اہلیان ملک کی فلاں و بہبود مضمر ہے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس کے غلط ہونے پر میں ان کی نظروں میں گر جاؤں اور ان کے سامنے میرا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو وہ اس پر مجھ سے مواخذہ کریں۔ میں اس کو برا سمجھتا تھا یہاں تک کہ میں نے واقعہ معراج بھی اس طرح بیان کر دیا کہ میں نے قیصر روم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے معزز قیصر! کیا میں تمہیں ایسی بات بتاؤں جس کو سن کر تم پر محمد ﷺ کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ قیصر نے کہا: ضرور سناؤ کہ وہ کیا بات ہے؟

ابوسفیان دل میں بہت خوش تھے کہ اب محمد (ﷺ) کے جھوٹ پر ہرقل قیصر روم ضرور برانگیختہ ہوگا اور کسی طرح واقعہ معراج کو قابل یقین نہیں سمجھے گا اور بازی میرے ہاتھ رہے گی۔

قیصر نے کہا: ''وہ کیا بات ہے؟'' ابوسفیان نے کہنا شروع کیا: ''محمد (ﷺ) اظہار واقعہ کے طور پر بتاتے ہیں کہ تہامہ کی اس سرزمین سے جس کو ''حرم'' کہتے ہیں رات کے کسی حصہ میں وہ روانہ ہوئے اور پھر آپ کی اس مقدس مسجد میں جس کو آپ حضرات ''ایلیا'' کہتے ہیں، پہنچے اور اسی رات کو واپس اپنے شہر مکہ میں آ گئے۔ قیصر کی اس مجلس میں ایلیا کا ایک بطریق موجود تھا۔ اس نے کہا: اے قیصر! میں اس رات سے واقف ہوں جس کا ذکر ابھی عرب مہمان نے کیا ہے۔''

ابوسفیان بطریق کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: ''تم اس رات کے بارے میں کیا جانتے ہو؟'' بطریق نے جواب دیا: ''میں رات کو مسجد کے دروازے بند کر کے سوتا تھا، مگر مذکورہ رات تمام دروازے تو بند کر دیئے گئے مگر ایک دروازہ بند نہ ہوا اور اس کا بند کرنا ہمارے لیے ناممکن ہو گیا۔ مجبور ہو کر میں نے مدد کیلئے تمام کارکنوں کو بلایا، جو اس وقت وہاں موجود تھے، انہوں نے آ کر امکان بھر کوشش کی مگر وہ جنبش بھی نہ دے سکے، بڑھیوں کو بلایا، انہوں نے دیکھ بھال کر کہا یا تو اس پر دروازے کی چوکھٹ گر پڑی ہے یا

عمارت میں کوئی نقصان پیدا ہوگیا ہے۔ بہرحال اب رات میں اس کی درستگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، دن میں ٹھیک کر دیا جائے۔ پھر میں لوٹ گیا اور دروازے کو کھلا چھوڑ دیا، صبح کو ہم نے جا کر دیکھا تو وہ پتھر جو دروازہ کے ایک گوشے میں نصب تھا، اس میں سوراخ ہوگیا ہے اور اس میں جانور کے بندھنے کا نشان ہے، یہ سب کچھ ہوتا رہا جس کو میں نے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا:

''اس مقدس عمارت اور اس کے دروازے میں قطعاً کوئی نقص نہیں، یہ کسی نبی کی آمد کیلئے کھلا رکھا گیا تھا اور یقیناً آج رات میں کسی نبی نے ہماری مسجد میں نماز پڑھی ہے اور ان کی سواری کا جانور سوراخ کر کے اس پتھر میں باندھا گیا ہے۔''

بطریق نے جب اپنا بیان ختم کر لیا تو قیصر ہرقل نے چند لمحے توقف کے بعد دونوں جانب نظر ڈالنے کے بعد کہا: ''اے روم کے ذی علم باشندو! کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک نبی کو مبعوث ہونا ہے اور جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور بلاخوف تردید میں کہتا ہوں کہ یہ وہی نبی مبشر ہیں، ہم سب کو چاہیے کہ ان کی دعوت کو قبول کر لیں۔''

رومی سرداروں نے ہرقل کی مبلغانہ تقریر سن کر نہ صرف یہ کہ اسے رد کر دیا بلکہ انتہائی برانگیختہ ہوئے اور ایسے کلمات کہہ بیٹھے جن کے سننے کا رومی شہنشاہ کے دربار میں کوئی اندازہ کر سکتا تھا نہ تصور۔ چنانچہ قیصر ہرقل نے جب رومیوں کی نفرت، بیزاری اور برہمی کو دیکھا تو نہایت دانائی اور حکمت سے روئے سخن بدلا اور کہنے لگا:

''اے سلطنت رومیہ کے قابل فخر فرزندو! واقعی میں نے تمہارے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے مگر یہ اس لیے تھا کہ میں یہ دریافت کر سکوں کہ تم اپنے عقیدے اور نظریات میں کتنے مخلص ہو اور مذہبی روایات کی بنیادیں تمہارے اندر کس قدر گہری ہیں، میں خوش ہوں کہ روم کے لوگ امتحان میں کامیاب ہوئے۔''

یہ بیان سنتے ہی سب حاضرین تہنیت و تعظیم کے مقررہ درباری طریقے کے بموجب اس کے سامنے جھک گئے۔

(ابونعیم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی احادیث بہ سلسلہ معراج:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے صبح کو لوگوں سے ذکر فرمایا تو بہت سے ایسے لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان کی تعلیم اور عقیدہ کی پختگی نہ ہوسکی تھی، مرتد ہوگئے اور باقی سب مسلمانوں نے تصدیق کی کچھ کافر اور مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھی پہنچے اور کہا: آپ کے ہادی اور پیشوا محمد (ﷺ) اعلان کر رہے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں انہیں بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر پہنچا دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضور نبی کریم ﷺ

ایسا فرماتے ہیں تو درست فرماتے ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی بناء پر آپ کا لقب ''صدیق'' ہوا۔ یعنی بہت سچا کہ مقامِ ذی طویٰ پر جب حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کریں گے کہ وہ ''صدیق'' ہیں۔

﴿ابن مردویہ، حاکم بیہقی﴾

شب معراج فرشتوں کی امامت:

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب شب اسراء میں سماوات میں پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اذان دی، میں نے خیال کیا کہ اب حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو نماز پڑھائیں گے، مگر انہوں نے مجھے آگے کیا اور پھر میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم سے جنتی خوشبو:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمانوں پر لے گئے تو میں جنت میں گیا اور درختوں میں سے ایک کے پاس کھڑا ہوا، میں نے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت، سفید، نرم اور خوشبودار پھل کوئی نہ دیکھا۔ پس میں نے اس درخت کا ایک پھل توڑ کر کھایا تو وہ میرے صلب میں نطفہ بن گیا۔ اس کے بعد میں زمین پر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قربت کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے استقرار حمل ہوا، اب بھی جب مجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کی خواہش ہوتی ہے، تو میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

فائدہ:

حاکم نے اس حدیث کو غریب کہا ہے کہ اس کی مسند میں شہاب بن حرب ہے جو مجہول ہے۔
امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اعتراض کیا اور وہ یہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا معراج ہی سے پہلے نہیں بلکہ آپ کی بعثت سے قبل پیدا ہو چکی تھیں۔ واقعہ اسریٰ کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ۱۳ (تیرہ) سال سے کچھ زیادہ تھی۔ (از مترجم)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث معراج:

کلبی، ابو صالح رحمہما اللہ اور حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی، اس رات آپ میرے گھر میں اور مجھ سے قریب ہی آرام فرما تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عشاء کی نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ اور ہم سب سو گئے۔ طلوع فجر کے

قریب نبی کریم ﷺ نے ہم سب کو جگایا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

نماز کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''اے ام ہانی (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہارے سامنے وادی میں نمازِ عشاء پڑھی، اس کے بعد میں نے بیت المقدس پہنچ کر وہاں نماز پڑھی اور صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی ہے۔''

﴿ابن اسحاق﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے رایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ واقعہ اسراء کے موقع پر میرے گھر میں آرام فرماتھے، پھر میں نے آپ کو موجود نہ پایا، اور میری آنکھوں سے نیند اس خوف کی بنا پر اڑ گئی کہ کہیں آپ کسی قریشی نے ایذا نہ پہنچائی ہو۔ تشریف لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے باہر لے گئے۔ وہاں ایک جانور گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے کچھ چھوٹا موجود پایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اس پر سوار کیا اور میں بیت المقدس پہنچا جہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو میرے ساتھ مشابہت رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو طویل القامت گھنگریالے بال از دشنوہ کے مردوں کے مشابے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو میانہ قامت اور سفید رنگ مائل بہ سرخی تھے، ان کی مشابہت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ میں ہے اور میں نے دجال کو دیکھا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا اور اس کی مشابہت قطن ابن عبدالعزیز میں ہے۔

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ ''اسراء'' کے سارے حالات کا قریش سے ذکر کریں تو میں نے دامن تھام لیا اور کہا: آپ ایسے لوگوں کے پاس جارہے ہیں جو آپ کو جھٹلاتے اور آپ کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔

وہ فرماتی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دامن میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور تشریف لے گئے۔ وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ان سے واقعہ اسراء کا حال بیان کیا، جس کو سن کر مطعم بن عدی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''محمد (ﷺ) آپ سفر بیت المقدس کے دوران قریش کے قافلے پر سے گزرے جو فلاں مقام پر ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! میں نے اہل قافلہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔'' پھر اس نے کہا: ''کیا آپ ﷺ فلاں قبیلے پر سے گزرے؟'' فرمایا: ''ہاں! میں نے ان کو فلاں مقام پر پایا اور ان کے ایک اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔'' قریشی نے کہا: آپ ﷺ اونٹوں اور ان کے چرواہوں کی تعداد بتائیے۔ میں اس سوال جواب دینے سے قاصر رہا اور لوٹ آیا۔ میں گھر آکر سو گیا تو بحالت خواب میں نے اس قبیلے کے اونٹوں کو دیکھا اور شمار کر لیا اور ان کے چرواہوں کو بھی، پھر میں بیدار ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر دوبارہ جا کر کہا: ''تم نے اس وقت اونٹوں اور چرواہوں کے بارے میں پوچھا تھا، لہٰذا سن لیجئے اتنے اونٹ اور اتنے چرواہے ہیں اور چرواہوں میں ابن ابی قحافہ اور دوسرے فلاں لوگ بھی ہیں، یہ قافلہ کل صبح کو فلاں ٹیلے پر تمہیں ملے گا۔'' دوسرے روز بہت صبح سے لوگ ٹیلے پر جا کر بیٹھ

گئے تاکہ آپ ﷺ کے قول کو جانچیں۔ جب اونٹوں کو آتے دیکھا تو خود آگے بڑھ کر ان سے ملے اور پوچھا کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہوگیا تھا؟ انہوں نے بتایا: ہاں! پھر یہ لوگ دوسرے قبیلے کے مسافروں کے پاس پہنچے اور دریافت کیا: ''کیا تمہارے کسی اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں۔'' انہوں نے کہا: ہاں۔

﴿طبرانی، ابن مردویہ﴾

یحیٰ بن ابی عمرو شیبانی، ابوصالح رحمہما اللہ سے انہوں نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ علی الصبح اندھیرے میں میرے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت تک اپنے بستر پر تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں خبر ہے کہ میں آج مسجد حرام میں سویا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے مسجد کے دروازے تک لائے وہاں پر ایک چوپایہ جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اور کان پھڑ پھڑا رہا تھا، مجھ کو اس پر سوار کر کے لے چلے، جب وہ نشیب میں اترتا تو اس کے ہاتھ دراز ہو جاتے اور پیر چھوٹے اور جب وہ چڑھائی پر چڑھتا تو اس کے پاؤں دراز ہو جاتے اور ہاتھ چھوٹے، کسی لمحے حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ سے جدا نہ ہوئے، حتی کہ ہم بیت المقدس پہنچے تو انہوں نے اس حلقہ سے اسے باندھا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے، پھر انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میرے سامنے آئی، ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان سے باتیں کیں، اس کے بعد سرخ و سفید پیالے میرے سامنے لائے گئے، میں نے سفید کو لے کر پی لیا، یہ دیکھ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: ''اے رسول خدا ﷺ! آپ نے دودھ کو نوش کیا اور شراب کو چھوڑا ہے، اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ ﷺ کی امت راہِ ہدایت سے بھٹک جاتی۔'' پھر مجھے سوار کر کے مسجد حرام لے آئے اور میں نے صلوٰۃِ فجر پڑھی۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ سن کر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ردائے مبارک کو پکڑ لیا اور کہا: اے ابن عم! میں آپ کو قسم دیتی ہوں اگر آپ نے اسراء اور انبیاء کی باتیں قریش کو بتائیں تو جو آپ کی تصدیق کرتا ہے وہ بھی آپ کو جھٹلائے گا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ ردا پر مارا اور چادر کا حصہ میرے گرفت سے نکل گیا، چادر آپ کے شکم مبارک سے اوپر ہوگئی اور میں نے آپ کے شکم مبارک کی شکنوں کو دیکھا، گویا وہ ایک شکن آلود کاغذ کی شکنوں کی طرح تھیں اور اس وقت میں آپ ﷺ کے قلب اطہر کے پاس سے ایسا نور چمکتا ہوا دیکھا جس سے میری آنکھیں خیرہ ہوگئیں، تو میں سجدہ میں گر پڑی جب میں نے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے اور میں نے لونڈی سے کہا: خدا تیرا بھلا کرے تو حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے جا اور سن کہ حضور نبی کریم ﷺ کیا فرماتے ہیں اور قریش کیا جواب دیتے ہیں؟ جب لونڈی واپس ہوئی تو اس نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ جماعت قریش کے پاس تشریف لے گئے، جن میں مطعم بن عدی، عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آج رات میں نے عشاء کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور فجر کی بھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیانی وقفہ

میں بیت المقدس ہو کر آیا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت مجھے ملی، جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے، میں ان سب کو نماز پڑھائی اور ان سے باتیں کی ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے جب اپنی باتیں ختم کیں تو عمرو بن ہشام نے کہا: ''جن انبیاء کے نام آپ نے گنائے ذرا ان کا حلیہ تو بیان کیجئے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو میانہ قد سے متجاوز اور طویل القامت سے کم، فراخ سینہ، سرخی مائل سفید رنگ اور گھنگریالے بالوں کے سرخی مائل شخص تھے، یہ سمجھو کہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قوی الجثہ، گندمی رنگ اور لمبے قد والے تھے، یہ سمجھ کہ وہ ازدشنوہ کے افراد کے مشابہ ہیں، کثیر بالوں والے، آنکھیں بیٹھی ہوئی، دانتوں پر دانت چڑھے ہوئے، لب کسی قدر اٹھے ہوئے اور کسی قدر مسوڑھے ابھرے ہوئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ سمجھو کہ وہ تو میرے مشابہ ہیں۔''

قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کے بیان کو سن کر تمسخر اڑایا، مطعم نے کہا: تمہارا آج کا بیان اور گزشتہ کلام میں بڑا تضاد اور فرق ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہیں۔ ہم تیز رفتار سرخ اونٹوں پر ایک ماہ تک سفر کر کے اس علاقے تک آتے اور جاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ رات کے ایک تھوڑے حصے میں جا کر واپس بھی آ گئے۔ مطعم کا انکار سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے ابن عدی! تو نے نبی کریم ﷺ کو محض اپنا بھتیجا یا ایک عام عرب قریشی سمجھ کر جھٹلا دیا ہے خدا تجھ کو طبع سلیم دے، میں پختہ یقین کے ساتھ اعلان کرتا اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ سچے اور صادق ہیں۔''

قریش نے پوچھا: ''اے محمد (ﷺ)! بیت المقدس کی شناخت اور کچھ مخصوص علامات تو بیان کرو؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'میں رات کے کچھ تھوڑے ہی حصے میں گیا اور واپس آیا ہوں۔'' معاً بہ حکم خداوندی حضرت جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس کا نقشہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے لے آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس کو دیکھ کر مشرکین قریش کو بتاتے رہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ تائید و تصدیق کرتے رہے، پس حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آج سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام ''الصدیق'' رکھ دیا۔'' پھر قریش نے کہا: ''محمد (ﷺ) ہمارے قافلوں کے بارے میں بتاؤ۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے فلاں قبیلہ کو روحا میں پایا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے، میں ان کے کجاووں تک گیا، مگر پڑاؤ پر کوئی موجود نہ تھا، میں نے وہاں پر پانی کا پیالہ دیکھا اور اس کا پانی پی لیا۔ اس کے بعد میں فلاں قبیلہ والوں کے قافلہ کے پاس پہنچا اور ان کے اونٹ مجھ سے ڈر کر بھاگے اور ان میں ایک سرخ رنگ کا اونٹ بیٹھ گیا، اس پر سفید دھاریوں کی چادریں تھیں، اب میں نہیں جانتا کہ اس اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں، یا نہیں۔ اس کے بعد میں فلاں لوگوں کے قافلہ کے پاس پہنچا، جو تنعیم میں ہے ان کے آگے دھاری دار اونٹ ہیں، یہ لوگ قریب ہی پہنچ گئے ہوں گے اور وہ ثنیہ سے نظر

آئیں گے۔'' آپ ﷺ سے ایسی صحیح اطلاعات سن کر ولید بن مغیرہ نے کہا: ''یہ ساحر ہے۔''

اس کے بعد کچھ لوگ دیکھے گئے اور انہوں نے بغیر کسی ادنیٰ فرق کے سب کچھ ویسا ہی پایا جیسا آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا، مگر کج فہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے قول کی صداقت کو جادو ہی کا کرشمہ قرار دیا اور اکثر لوگوں نے کہا: ''ولید بن مغیرہ نے ٹھیک کہا یہ سب جادو کا معاملہ ہے۔''

اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے کہ:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔''

﴿ابویعلیٰ، ابن عساکر﴾

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اس رات کسی کو نظر نہ آئے، تو عبدالمطلب کی اولاد آپ ﷺ کی تلاش میں ادھر ادھر پھیل گئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کی تلاش میں مقام ذی لوی تک پہنچے، وہ بلند آواز سے آپ ﷺ کو پکارتے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے جواب میں لبیک فرمایا: انہوں نے فرمایا: اے ابن عم! تم کہاں تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس سے آ رہا ہوں، انہوں نے کہا: ''رات ہی رات میں'' آپ نے فرمایا: ہاں!

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ کو معراج میرے ہی گھر سے ہوئی ہے۔ اس رات آپ ﷺ ہمارے یہاں عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے اور جب صبح کا ابتدائی وقت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز صبح کیلئے جگایا، پھر نبی کریم ﷺ نماز کو کھڑے ہوئے جب نمازِ فجر ہوئی تو فرمایا: اے ام ہانی رضی اللہ عنہا! میں نے عشاء کی نماز تمہارے یہاں پڑھی، پھر بیت المقدس گیا اور وہاں میں نے نماز پڑھی پھر واپس آ کر صبح کی نماز تمہارے یہاں پڑھی، اس کے بعد آپ تشریف لے جانے کیلئے کھڑے ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اس بات کو آپ ﷺ لوگوں سے بیان نہ کریں، اس لیے کہ وہ یقین کرنے والے نہیں تکذیب کرنے والے ہیں اور اذیت پہنچانے والے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

نہیں، میں ان کو ضرور بتاؤں گا اور آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ نے جا کر مشرکین مکہ کو ''واقعہ اسراء'' کے بارے میں بتایا، جس کو انہوں نے خود ساختہ اور فرضی اور جھوٹی کہانی تصور کیا۔ شب اسریٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا: اے جبرئیل علیہ السلام! معراج کے واقعات سن کر میری قوم کے لوگ تصدیق نہیں کریں گے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں اور بہت سے ان لوگوں کی آزمائش ہوگی جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں حجر اسود کے پاس کھڑا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیت المقدس کو میرے روبرو کر دیا پس میں اپنے مشاہدے کی مدد سے مشرکین مکہ کو نشانیاں بتلاتا رہا۔''

پھران میں سے کسی نے دریافت کیا: ”مسجد اقصیٰ کے کتنے دروازے ہیں؟“ چونکہ میں نے اس کے دروازوں کو شمار نہیں کیا تھا اس وجہ سے میں نے دروازوں کو گنا اور ان کو تعداد بتائی۔ راہ میں قافلوں کی بابت ان کے سوالات کے واضح جوابات دیئے اور انہوں نے ان کو درست پایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ”اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔“

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ کا دیکھنا دراصل عینی مشاہدہ تھا، جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چشم سر سے دیکھا۔

(اس پوری روایت کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔)

معراج کے سلسلہ میں مرسل روایات

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش مکہ نے واقعہ اسراء کے بیان کے موقع پر نبی کریم سے ایک سوال یہ بھی کیا کہ ہماری کیا شے گم ہوگئی ہے اور واضح طور پر علامت بھی اس کی بیان کریں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے اہل قافلہ کی خاکی اونٹنی کھوگئی ہے، اس پر تمہارا تجارتی مال واسباب تھا، جب وہ قافلہ اور اس کے ساتھ مذکورہ خاکی اونٹنی مکہ پہنچی اور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی جملہ باتوں کی تصدیق ہوگئی تو سرکش مشرکین نے ایک مزید سوال کیا کہ آپ یہ بتائیں کہ اس اونٹنی پر سربستہ سامان میں کیا اور کون سا سامان ہے؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اونٹنی کے اوپر جو سامان تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ کے سامنے لاکر مشاہدہ میں رکھ دیا اور آپ نے وہ تمام سامان دیکھ کر سامان کی قسم اور اس کی مقدار وغیرہ بتادی مگر سوالات کرنے والے کفار جادوگری کا کرشمہ قرار دے کر رخصت ہوئے۔

﴿ابونعیم﴾

اسباط بن نضر رحمۃ اللہ علیہ، اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن رحمہما اللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو جس رات معراج ہوئی اور معراج سے واپس تشریف لاکر آپ نے قریش کو قافلوں کے بارے میں اور اہل قافلہ کے بارے میں خبر دی تو وہ کہنے لگے کہ یہ بتلائیے کہ فلاں قافلہ کس روز یہاں پہنچے گا؟

﴿بیہقی﴾

سورج ٹھہر گیا قافلہ مکہ آگیا:

اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب معراج ہوئی اور قافلے کے بارے میں کفار کو آپ نے بتایا۔ اس وقت کفار نے کہا: ”آپ یہ تو بتائیے کہ قافلہ یہاں پر کب پہنچے گا؟“

آپ نے ارشاد فرمایا: ''بدھ کے روز۔''

چنانچہ بدھ کے روز قریش، قافلے کی راہ پہنچے اور آمد کا انتظار کرنے لگے، حتیٰ کہ غروب آفتاب کا وقت قریب ہوگیا اور اس وقت تک قافلہ نہیں پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی:

''اے مہربان خالق کائنات! اپنے بندے کی بات کو سچائی اور صداقت عطا فرما اور کینہ خُو اور حیلہ جُو قریش کو موقع نہ دے۔''

پس دعا مستجاب ہوئی اور ایک گھڑی دن بڑھ گیا۔

روایت ہے کہ آفتاب کی گردش کو صرف دو موقعوں پر روکا گیا ہے۔ ایک تو یہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا کے بعد اور دوسرے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کیلئے، جب وہ اپنی قوم کے کفار جبارین کے ساتھ مصروف جہاد تھے۔

﴿بیہقی﴾

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شب اسراء میں حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کیلئے ایک جانور استعمال ہوا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور حدِ نظر اس کے ایک ایک قدم کی وسعت تھی، اس کا نام براق تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ مشرکین کے ایک قافلے پر گزرے تو ان کے اونٹ بدک گئے۔ لوگوں نے کہا: کچھ نظر تو آتا نہیں، بجز ہوا کے کیا ہوسکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ بیت المقدس پہنچے اور آپ کے سامنے دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں شراب اور دوسرے پیالے میں دودھ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے دودھ کو لے لیا جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ نے راہِ ہدایت کو اختیار کیا، آپ کی امت ہدایت پر رہے گی۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنت اور دوزخ کو دیکھنے کے خواہشمند تھے اور اس کیلئے اپنے رب سے دعا کی تھی، لہٰذا آپ ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ رمضان المبارک ہفتہ کی شب میں اپنے مکان پر محوِ خواب تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ سے جس بات کے دیکھنے کی خواہش کی تھی اس کی سیر کیلئے چلئے، پھر یہ دونوں مکرم فرشتے نبی کریم ﷺ کو مقامِ ابراہیم اور چاہِ زمزم کے درمیان لائے، اس کے بعد سیڑھی لائی گئی اور اس کے ذریعہ آپ ﷺ کو آسمانوں کی طرف لے چلے اور ہر آسمان کی سیر اور دوزخ کا معائنہ کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو بجز صریرِ قلم کے کوئی آواز میں نے نہیں سنی، آپ پر اور آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ ﷺ کو پانچوں نمازیں، ان کے مخصوص اوقات میں پڑھائیں۔

(اس کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔)

﴿ابن سعد﴾

رب سے کلام:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ''رؤیت'' اور اپنے ''کلام'' کو نبی کریم ﷺ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے دو مرتبہ اپنے رب تعالیٰ سے کلام کیا۔
﴿حاکم کتاب الرؤیہ﴾

شب معراج کے سلسلہ میں مزید بحث:

مصنف کتاب، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کثیر علماء کا مذہب یہ ہے کہ معراج دو مرتبہ واقعہ ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف مروی احادیث کے درمیان تطبیق کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ ہم یہاں بیان کرتے ہیں، جن کا علماء کا یہ مذہب ہے ان میں ابونصر قشیری، ابن عربی اور سہیلی رحمہم اللہ شامل ہیں۔

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعہ اسراء خوب اور بیداری میں ہوا ہے اور مکہ المکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہوا ہے۔ خواب میں اس کے واقع ہونے کا نکتہ دراصل آپ ﷺ کو آمادہ کرنا اور اس سلسلہ میں مشاہدات کرا کے مطمئن کرنا تھا کہ جب بہ حالت بیداری یہ واقع ہو تو آپ ﷺ آسانی محسوس کریں۔ اسی طرح جیسے بعثت سے قبل رؤیائے صادقہ تھے تاکہ آپ پر منصب نبوت آسان ہو جائے۔

ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ معراج مبارک کا واقعہ متعدد مرتبہ ہوا ہے۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استناد لیتے ہیں، جسے بزار رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ متعدد بار معراج کے واقع ہونے میں کوئی استحالہ نہیں ہے کیونکہ اگر خواب میں واقع ہو تو اطمینان و تسلی کیلئے ہے اور اگر بیداری میں ہو تو اس کی موافقت و مطابقت کیلئے ہے، بہر حال یہ کوئی بعید نہیں اور فرمایا: مدینہ طیبہ میں کئی بار اسراء ہوا ہے۔

ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نفیس کتاب اسراء کے اسرار میں تالیف ہے، اسراء کی بہت سی حکمتوں کو انہوں نے اس میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو پہلے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آسمانوں کی سیر اور معراج کرائی گئی تاکہ آپ کو دونوں ہجرتوں کا حصول ہو جائے کیونکہ اکثر انبیائے سابقین نے بیت المقدس ہجرت کی ہے۔ لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کو بھی فی الجملہ یہ سفر حاصل ہو گیا، تاکہ آپ ﷺ میں مختلف و منتشر فضائل جمع ہو جائیں، اور یہ کہ آپ کو اپنے بیان کی صداقت کی طرف راہ مل جائے جو آپ ﷺ نے بیت المقدس کے بارے میں ان علامتوں کو بتایا جو آپ سے منکرین حق نے امتحان اور آزمائش کے طور پر دریافت کی تھیں اور آپ کے مخالفین نے بھی ان کی سچائی کو بادل ناخواستہ تسلیم کیا تھا لہٰذا جب یہ باتیں صحیح اور درست ہیں تو جو اور باتیں آپ نے معراج کے سلسلے میں بتائی ہیں وہ بھی صحیح اور صادق ہیں، ان کی تصدیق بھی اس سے لازم آتی ہے، اس کے برعکس پہلے ہی آپ کو آسمانوں کی طرف لے جایا جاتا تو یہ صورت ظہور میں نہ آتی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یکبارگی یہ اعزاز و

اکرام بر سبیل مفاجات تھا جبکہ آپ نے ''بینا انا'' فرما کر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (مطلب یہ کہ روایت الٰہی اور اس سے بے واسطہ ہم کلامی کا شرف اچانک آپ کو حاصل ہوا، اس کیلئے پہلے سے کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اچانک عالم خواب سے آپ کو بیدار کر کے لے گئے تھے) لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق شرف ہم کلامی ایک معیاد اور استعداد پر موقوف تھا، مگر رسول اللہ ﷺ سے انتظار کی تکلیف اٹھالی گئی تھی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ آسمان وزمین کے درمیان ایک دریا ہے جس کا نام ''مکفوف'' ہے۔ زمین دریا کی نسبت اس کے ساتھ ایسی ہے جیسے بحر محیط کے ساتھ ایک قطرہ کی، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس موقع پر یہ ہوا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے اس دریا کو پھاڑ کر راستہ بنایا گیا ہوگا تا کہ آپ پار جا سکیں اور اس دریا کا پھاڑنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کیلئے دریا کے پھاڑنے سے زیادہ عظیم ہے۔

اس کتاب میں ایک نکتہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مروی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کے دروازے بند رہتے ہوں گے، جبھی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دستک دے کر ان کو کھلوایا اور اس کا اہتمام فرمایا گیا کہ آپ کے آنے سے پہلے انہیں نہ کھولا جائے، اگر وہ پہلے سے کھلے ہوتے تو یقیناً یہ گمان ہوتا کہ آسمانوں کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہوں گے۔ اس لیے ان کو بند ہی رکھا گیا تا کہ آپ جان لیں کہ ان کا کھلنا آپ کے اعزاز میں ہے اور آپ ہی کی وجہ سے اور اس لیے کہ اللہ آپ ﷺ کو آگاہ فرماتا ہے کہ آپ کا وجود گرامی آسمان والوں کے نزدیک جانا پہچانا ہے۔ سب ہی آپ ﷺ کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

اس لیے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان والوں نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس پر انہوں نے صرف یہ پوچھا: ''کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا اور یہ نہیں پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟

نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمانا:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو دوبار خواب میں دیکھا۔ ایک مرتبہ مجھے دکھایا گیا کہ تم کو ایک شخص حریر کے کپڑے میں اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ وہ کپڑے کو ہٹا کر تمہارا بشرہ دکھا رہا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کا قول سن کر کہا: ''اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو پھر وہ ایسا کرے گا۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو نبی کریم ﷺ اپنی شریک حیات، مشیر کار، دینی کوششوں میں مددگار بیوی سے جدائی ہو جانے پر کافی رنجیدہ تھے۔ اسی زمانے میں نبی کریم ﷺ نے بہ حالت خواب دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک گہوارے میں لائے اور کہا:

''یہ زوجہ آپ کے غم کو رفع کریں گی اور ان کے اندر آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں اور محاسن پائیں گے، یہ ان کے قائم مقام ہوں گی۔''

﴿واقدی، حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے نکاح نہیں کیا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو خواب میں دکھایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ میرا نکاح کیا۔ میں اس زمانے میں کم سن ہی تھی اور جب میرا نکاح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اندر شرم و حیا کو بڑی عورتوں کی طرح پیدا فرما دیا، باوجود یہ کہ میں صغیر سن تھی۔

﴿ابو یعلیٰ، بزار، حاکم﴾

نبی کریم ﷺ کا حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمانا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا، سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، سکران رضی اللہ عنہ، سہیل بن عمرو کے بھائی تھے۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ''رسول اللہ ﷺ سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور پھر اس قدر قریب ہوئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی گردن پر قدم مبارک کو رکھا۔''

''حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خواب سکران رضی اللہ عنہ اپنے شوہر سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو میں وفات پاؤں گا اور پھر تمہارا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہوگا۔''

اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے دوسرے دن خواب دیکھا:

''آسمان سے چاند ٹوٹ کر ان پر گرا ہے اور وہ لیٹی ہوئی ہیں۔'' انہوں نے پھر اپنے شوہر کو بتایا، انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ تمہارا خواب سچا ہے اور میں اب جلد وفات پاؤں گا اور میرے بعد تمہارا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوگا۔

پس سکران رضی اللہ عنہ اسی دن بیمار ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں بیمار رہ کر فوت ہو گئے، اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کا مکہ آنا اور اسلام قبول کرنا:

حضرت رفاعہ بن رافع رزقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء کے ہمراہ ایک سفر پر روانہ ہوئے اور اسی سفر کے سلسلے میں مکہ مکرمہ پہنچے اور کچھ دنوں حرم مکہ میں قیام کیا۔ یہ واقعہ چھ انصار کے آنے سے پہلے کا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو رفاعہ نے دیکھا اور آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت ان کو دی اور فرمایا: ''اے مدنی مہمانو! تمہارے خیال میں آسمانوں، زمین اور ان بلند پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم کو کس نے پیدا کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے'' آپ نے پھر پوچھا: ''ان بتوں کو، جن کی پوجا عام طور پر کی جا رہی ہے، کس نے تراشا ہے، اور ان کے مجسمے بنائے ہیں؟ ان دونوں مدنی مسافروں نے جواب دیا: ''ہم ہی میں سے کچھ لوگوں نے پتھروں اور معدنی اشیاء سے ان کو بنالیا ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد سوال کیا: ''تو ذرا انصاف کرو اور سوچو کہ خالق پرستش کے لائق ہے یا ادنیٰ، بے حس اور معدنی مخلوق؟ ان سے کہیں زیادہ محترم اور برتر تو خود انسان ہے کہ جس نے ان پر تیشہ چلا کر ان کا یہ پیکر تراشا ہے۔

پس اے بندگانِ خدا! میں تم کو اس اللہ بزرگ و برتر کی بندگی اور فرمانبرداری کی دعوت دیتا ہوں کہ جس کی فرمانبرداری میں ہم دنیا کی ہر چیز اور ساری کائنات لگی ہوئی ہے۔ ہوائیں، بادل، چاند اور سورج وغیرہ سب اس کے ہی تابع فرمان ہیں۔ اس کی ذات وصفات میں کوئی شریک ہے، نہ اس کے حقوق اور اختیارات میں، میں اسی خالق، مالک اور اصل حاکم و بادشاہ کا رسول ہوں، میں صلہ رحمی کرنے اور موروثی عداوتوں کو ترک کر دینے کی تلقین کرتا ہوں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پر اثر باتیں سن کر چلا آیا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد سات تیر نکالے اور ان میں سے ایک تیر کو حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے فال لینے کا ارادہ کیا اور دعا کی: اے اللہ! جس دین کی طرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دعوت دیتے ہیں اگر وہ حق ہے تو اس تیر کو سات مرتبہ نکال دے۔ اس کے بعد میں نے تیروں کو چھوڑا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کا تیر ساتوں مرتبہ نکالا، پس مجھے اطمینان ہو گیا اور میں نے پورے اخلاص اور سچی عقیدت سے پڑھا:

''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مَحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ''

﴿حاکم﴾

حج کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی تبلیغ اور اس کے نتائج:

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال حج کے موقع پر قبائل عرب کے پاس بہ نفس نفیس تشریف لے جاتے یا جہاں پر لوگوں کا جمگھٹا دیکھتے وہاں جا کر نہایت پر اثر طریق پر دعوتِ اسلام دیتے اور لوگوں کو فرداً فرداً بھی حکیمانہ انداز پر تبلیغ فرماتے۔

ایک مرتبہ حسب دستور حج کے موقع پر قبائل ثقیف کو دعوت اسلام پیش فرمائی مگر ان کو توفیق قبولیت نہ ہوئی، آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور ایک احاطہ کے سائے میں غمگین حالت میں کھڑے ہو گئے۔ وہ احاطہ عتبہ اور شیبہ برادران کا تھا جو ربیعہ کے بیٹے اور قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو کھڑا دیکھا تو اپنے غلام کو آپ کے بلانے کیلئے بھیجا، اس کا نام عداس تھا اور نصرانیت سے تعلق رکھتا تھا۔

جب وہ آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''تم کس علاقے کے رہنے والے ہو؟'' عداس نے جواب دیا: ''میں نینوا کا باشندہ ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''تم اس مردِ صالح حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے شہر سے تعلق رکھتے ہو؟'' عداس نے پوچھا: ''کیا آپ یونس بن متی علیہ السلام سے واقف ہیں؟'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے واقف کرایا ہے۔''

یہ جواب سن کر عداس نے حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کو پکڑا اور پیشانی کو بوسے دینے لگا، جب عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام کو ایسا کرتے دیکھا تو وہ سکتہ میں رہ گئے، پھر جب وہ واپس ہوا تو ان دونوں نے کہا: تجھے کیا ہوا ہے کہ تو ان کے پیروں کو چھو رہا تھا؟ عداس نے جواب دیا: بلاشبہ وہ مردِ خاص اور ہادیِ دین ہے۔ انہوں نے مجھے ایسے شے کی خبر دی ہے جسے پورے طور پر صرف رسول ہی سمجھتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے وطن میں ہماری قوم کے اندر مبعوث فرمایا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کا نبی، حضرت یونس بن متی علیہ السلام تھا اس کی باتیں سن کر برادرانِ عتبہ و شیبہ ہنسے اور کہنے لگے یہ قریشی کاہن تجھ کو تیرے دین نصرانیت سے پھیر دے گا۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

﴿بیہقی﴾

طائف کا سخت ترین دن:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''آپ ﷺ پر اُحد کے دن سے زیادہ شدید اور ناگوار دن کوئی اور بھی آیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: تمہاری قوم کی جانب سے سب سے زیادہ طائف میں ''یوم العقبہ'' مجھ پر گزرا ہے جبکہ میں ثقیف کے سردار عبد یا لیل کے پاس بہ نفس نفیس خود پہنچا اور اس نے میری طرف سے دعوت اسلام کو سن کر منہ بگاڑا اور بیزاری اور تردید کے طور پر رخ موڑ لیا، سرکشی اور جہالت سے اعتراض کیے، لہٰذا میں واپس لوٹا۔ میرے چہرے سے انتہائی غم اور حزن و ملال ظاہر تھا جو دور نہ ہوا، یہاں تک کہ میں چل کر ''قرن الثعالب'' آ گیا، افراطِ غم سے میرا سر برابر جھکا رہا، یہاں آ کر میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ اَبر مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سایہ فگن تھے۔

پھر انہوں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ ہر بات پر نظر رکھتا ہے وہ سردارانِ ثقیف کے کفر اور اس رویہ سے آگاہ اور واقف ہے، جو انہوں نے آپ کے ساتھ برتا اور آپ ﷺ کو رنج اور تکلیف پہنچائی، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس پہاڑوں پر مامور فرشتہ کو بھیجا تاکہ وہ آپ کے منشاء کی تعمیل کرے۔'' پھر فرشتہ جبال نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا اگر آپ ﷺ فرمائیں تو اخشبین پہاڑوں کو ملا دوں تاکہ بنو ثقیف کچلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں ہرگز ایسا نہیں چاہتا بلکہ میری تمنا تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اصلاب سے ایسی اولاد پیدا کرے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

قبائل عرب کو تبلیغ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے براہِ راست قبائل عرب کو خطاب کرنے اور دعوت اسلام دینے کا آغاز فرمایا۔ اور تحریک اسلامی عوامی مرحلے میں داخل ہوئی تو ایک روز میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عربوں کی ایک مجلس میں پہنچے وہاں پر مغروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بھی تھا۔ مغروق نے سوال کیا کہ ''آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم میرے وفادار ہو، محبت کرو اور اخلاصِ عمل کے ساتھ کاموں میں میری مدد کرو کیونکہ اہل قریش حکم الٰہی پر غالب آنے اور اس کے اجراء کو روکنے کی اجتماعی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں حق، سچائی اور خیر کو پھیلنے، عام ہونے اور غالب آنے کو یکسر روک کر اس کی جگہ، شر، فساد اور باطل کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا، ابھارنا اور پروان چڑھانا چاہتے ہیں۔'' یہ سن کر مغروق نے کہا:

''واللہ! میں نے اس سے زیادہ اچھی بات کبھی نہیں سنی۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَاحَرَّمَ رَبُّكُمْ

﴿سورۃ الانعام﴾

ترجمہ: ''آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا۔''

جس کو سن کر مغروق نے کہا: اللہ کی قسم! یہ اہل زمین کا کلام نہیں ہے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

﴿سورۃ النحل)

ترجمہ: ''بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔''

''میں اس کچھ شبہ محسوس نہیں کرتا کہ آپ نے مکارمِ اخلاق اور محاسن اعمال کی نہایت ہی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم جلد ہی دیکھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کسریٰ کی سرزمین ان کے حسین شہروں اور محفوظ قلعوں کا وارث بنا دے گا۔ ان کی بیگمات تمہارے تصرف میں ہوں گی اور تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کے اعتراف میں اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس کرتے ہو گے۔

﴿بیہقی﴾

بکر بن وائل کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے فتح:

روایت ہے کہ بکر بن وائل کے لوگ حج کرنے آئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ

ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور ان کو قبول اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا: ہمارے سردار حارثہ کو آنے دیجئے، حارثہ نے آنے کے بعد جواب دیا، ہم ان دنوں اہل فارس سے مصروف پیکار ہیں، جب اس سے فارغ ہو جائیں گے تو جو کچھ آپ کہتے ہیں، اس پر غور کر سکیں گے۔

جب وہ مقام ذی قار میں فارس کی مسلح اور تربیت یافتہ افواج کے بالمقابل صف آراء ہوئے تو ان کو اپنی تعداد کی کمی سامان کی قلت اور جدید اصولِ جنگ سے ناواقفیت کا احساس تھا۔ کچھ دیر غور کرنے کے بعد بنی بکر کے سردار نے سر اٹھایا اور اپنے جنگجو جوانوں سے وہ اس طرح سوال کرنے لگا:

''اس شریف صورت، اثر انداز شخصیت اور خوش کلام خطیب کا کیا نام تھا جس نے حرم مکہ میں ہم کو دعوتِ اسلام دی تھی؟''

جوانوں نے کہا: ''محمد (ﷺ)'' سردارِ لشکر نے کہا کہ اسی دم تمام فوج میں منادی کرا دو کہ ہمارے لشکر کا نشان محمد ﷺ اور ہمارا نعرہ ''یا محمد ﷺ'' ہے پس جنگ کے نتائج بنی بکر کے حق میں رہے اور فارسی لشکر ہزیمت کھا گیا، جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر ان کو غلبہ دیا اور فتح مند کیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آمدی کی شرح دیوان اعشیٰ میں اس سلسلے میں ایسی ہی تصریح کی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ذی قار کی جنگ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد واقع ہوئی تھی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس جنگ کو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کر کے دکھایا، اس وقت بنی بکر اہل فارس پر حملہ کر رہے تھے۔ اس وقت حضور نبی ﷺ نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ بَکْرَ بْنَ وَائِل (''الٰہی بکر بن وائل کی نصرت فرما'')

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دعائیہ کلمات دو مرتبہ ادا کیے۔ آپ تیسری مرتبہ کہنے کا ارادہ فرما ہی رہے تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ مستجیب الدعوات ہیں، جب آپ ﷺ ان کیلئے یہ دعا فرمائیں گے کہ ''ان کیلئے ہمیشہ نصرت رہے۔'' تو یہ دعا ہمیشہ کیلئے ان کے ساتھ قائم رہے گی اور پھر کوئی ان پر غالب نہ آ سکے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابتداء میں جو دو بار دعا فرمائی تھی اسی دم فارسیوں کو ہزیمت ہوگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسرور ہو کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ پہلا دن ہے کہ عرب نے عجم سے بدلہ لے لیا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

نقیبوں کا انتخاب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے نقیبوں کو منتخب فرمایا تو اس موقع پر لوگوں کو احساس کمتری سے بچانے کیلئے کہا:

''تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں وسوسہ پیدا نہ کرے کیونکہ میں اس شخص کو منتخب کرتا ہوں جس کی جانب حضرت جبرئیل علیہ السلام اشارہ فرما دیتے ہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

ہجرت کے موقعہ پر معجزات کا ظہور

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں آپ قیام کریں گے، وہی آپ کا دار ہجرت ہوگا، مدینہ، بحرین یا قنسرین۔
﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا: مجھ کو تمہارا مقام ہجرت دکھایا گیا ہے، میں نے اس کو ایک سنگلاخ اور نخلستانی علاقہ پایا اور لابتین کے درمیان ہے، جب رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں نے یہ خبر سنی تو مدینہ کو ہجرت شروع کردی۔
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تیاری کرنے لگے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ابھی انتظار کرو، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہجرت کا حکم دیدے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اورانہوں نے سراقہ بن حشم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکان سے باہر تشریف لائے اور مشت خاک ان کے سروں پر ڈال کر سورۂ یٰسین کی آیتیں تلاوت فرماتے ہوئے گزر گئے۔ اس وقت کسی شخص نے کہا کہ تم کس کے انتظار میں بیٹھے ہو، محمد (ﷺ) تو تمہارے سے گزر بھی گئے۔

کافروں نے کہا: خدا کی قسم! ہم نے تو ان کو نہیں دیکھا، اور وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑ کر کھڑے ہوگئے، ادھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے جب یہ دونوں حضرات غار میں داخل ہوگئے تو مکڑی نے بحکم الٰہی غار کے دہانے پر جالا بن دیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر اس کی اطلاع حضور نبی کریم ﷺ کو دی اور خدا کا حکم پہنچایا کہ آپ ﷺ اس جگہ شب باشی نہ کریں جہاں روزانہ شب باشی فرماتے ہیں اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کی اجازت بھی عطا ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہجرت کے وقت قریش دروازے پر تھے، آپ ﷺ بلا تامل گھر سے باہر جانے کیلئے اٹھے، ہاتھ میں مٹی لے کر ان کفار کے چہروں کی طرف پھینکی اور آپ ﷺ نے "یٰسین وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ" تک آیتیں "فَاَغْشَیْنٰـھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ" کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ ترجمہ: "اور نہیں اوپر سے ڈھانک دیا کہ انہیں کچھ نہیں سوجتا۔"

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم غارِ ثور میں تھے تو مشرکین دہانے پر پہنچ گئے، تب میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: ''اگر یہ لوگ پاؤں کی طرف دیکھ لیں تو ہم پر نظر پڑ جائے۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللہِ ثَالِثُھُمَا

ترجمہ: ''تم کیا گمان کرتے ہو، دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔''

تمہیں ان دونوں سے بے خوف رہنا چاہیے، جن دو کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین نے ہمیں بہت تلاش کیا مگر کوئی ہم کو نہ پا سکا بجز سراقہ بن مالک کے جو گھوڑے پر سوار تھا، اس پر میری نگاہ پڑی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس تلاش کرنے والے نے ہمیں پالیا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

''اندیشہ نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

جب ہمارے اور سراقہ کے درمیان صرف چند تیروں کا فاصلہ باقی رہ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا کی: ''اے اللہ! تو جس طرح مناسب سمجھے، ہمیں اس سے بچا۔'' تو گھوڑے کے پیر اس کے پیٹ تک زمین کے اندر دھنس گئے۔

سراقہ نے کہا: ''اے محمد (ﷺ)! میں نے جان لیا ہے کہ یہ بھی آپ (ﷺ) کا معجزہ ہے، میں جانتا ہوں کہ درگزر اور رواداری آپ کی فطرت ہے، پس مہربانی کیجئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ میں جان کے ضرر اور اس عذاب سے چھوٹوں، میرا وعدہ ہے کہ میں آپ دونوں حضرات کی خبر اور اس مقام کی اطلاع ہرگز کسی کو نہ دوں گا۔'' رحمت عالم ﷺ نے دعا کی تو اس کا گھوڑا نکل آیا اور وہ اپنی جان کی خیر مناتا ہوا واپس چلا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ سے بچ کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے، گھوڑے کی ٹاپوں جیسی آواز سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو ایک سوار ان کے نزدیک ہی پہنچ چکا تھا، آپ نے کسی قدر پریشان ہو کر کہا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ گھڑسوار ہمارے قریب آ گیا ہے۔'' پس حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس کو روک دے، اس کے بعد دیکھا تو وہ گھوڑے سے گر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ کے سچے رسول ﷺ! میں اب آپ کا فرمانبردار ہوں اور اطاعت کیلئے حکم کا منتظر۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو اپنی جگہ ٹھہر اور کسی کو بھی ہماری طرف آنے نہ دے، یہ سوار سراقہ بن مالک تھا اور اس بارے میں حسب ذیل اشعار اس نے ابوجہل کو مخاطب کر کے کہے:

ابا حکم واللہ لو کنت شاھدا لا مرجوادی اذ تسیخ قوائمہ
علمت ولم تشککک بان محمدا رسول ببرھان فمن ذایقاومہ

ترجمہ: ''اے ابوالحکم! خدا کی قسم! اگر تو اس وقت موجود ہوتا جب ان کے حکم سے میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس رہے تھے۔ اس وقت تو جان لیتا اور شک نہ کرتا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ برہان کے ساتھ رسول ہیں تو پھر ان کے مقابلے میں کون ٹھہر سکتا ہے۔''

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

غارِ ثور میں جنت کی نہر جاری:

(بسند ضعیف) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو انہیں پیاس لگی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غار کے دھانے پر چلے جاؤ، وہاں جا کر پانی پی لو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر پانی پیا، وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا، پھر واپس آ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی نہروں کی حفاظت جس فرشتے کے سپرد کی گئی اسے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تمہاری خاطر وہ جنت الفردوس کی نہر کا پانی غار کے دھانے تک لے آئے۔

﴿ابن عساکر﴾

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ابومحمد کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے عزم مہاجرت فرمایا تو لوگوں نے مکہ میں ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا کہ

ان یسلم السعد ان یصبح محمد
من الامن یخشی خلاف المخالف

ترجمہ: ''اگر وہ نیک بخت مسلمان ہو جائیں تو محمد (ﷺ) امن و آرام کے ساتھ رہیں اور انہیں کسی مخالف کی مخالفت کا اندیشہ نہ رہے۔''

قریش نے کہا: اگر ہم ان دو نیک بختوں کو جانتے ہوتے جن کے بارے میں ہم نے سنا تو ایسا ویسا اور یہ اور وہ کرتے، پھر دوسری رات کہتے سنا گیا:

فیا سعد سعد الاوس ان کنت ما نعا ویا سعد سعد الخزر جین الغطارف
اجیبا الی داعی الھدی و تمنیا علی اللہ فی الفردوس زلفۃ عارف

ترجمہ: ''تو اے گوش و ہوش والو! سن لو، ایک نیک بخت تو قبیلہ اوس کا سعد ہے، اگر تم اس کو روک سکو اور دوسرا نیک بخت قبیلہ خزرج کا سعد ہے جو ایک شریف سردار ہے۔ اے سعدین! تم ہدایت کے داعی کی طرف سے جواب دو اور اللہ تعالیٰ سے فر جنت دوس میں مرتبہ عارفاں یا درجہ معرفت کی تمنا کرو۔''

ام معبد کی بکریاں دودھ سے لبریز:

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے یہ بات معلوم ہوئی، انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ہم تین دن اور تین رات ٹھہرے رہے، ہمیں معلوم نہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کس طرف تشریف لے گئے ہیں، چنانچہ ایک جن مکہ کے زیریں علاقے سے آیا اور اس نے کچھ اشعار گنگنائے اور لوگ اس کے تعاقب میں چلے، وہ اس کی آواز تو سنتے تھے مگر نظر نہ آتا تھا، حتی کہ مکہ کے بالائی مقام تک پہنچ گئے، وہ کہہ رہا تھا:

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ

رفیقین قالا خیمتی ام معبد

ترجمہ: ''اللہ جو لوگوں کا رب ہے، جزا دے اپنی بہترین جزا ان دونوں رفقاء کو، ان دونوں نے کہا: ام معبد کے دو خیمے ہیں۔''

بہت سے علماء نے جن میں بغوی، ابن مندہ اور طبرانی رحمہم اللہ وغیرہ نے ابوخالد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کی سمت روانہ ہوئے۔ ان حضراتِ مکرم ومحترم کے راہبر عبداللہ بن اریقط تھے۔ خیر البشر دونوں ساتھیوں کے ساتھ ام معبد خزاعیہ کے دونوں خیموں کے پاس پہنچے تو وہ عمر رسیدہ و نیکوکار خاتون اپنے خیمہ سے باہر چادر میں لپٹی بیٹھیں تھیں۔ انہوں نے اس مختصر اور برگزیدہ تر قافلے کی کھانے پانی سے تواضع کی۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے گوشت اور کھجوروں کے بارے میں دریافت کیا تا کہ ان سے کچھ خرید لیں، مگر بے چاری کے پاس موجود نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: اے خاتون! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: بیمار ہے اسی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں گئی ہے اور دودھ بھی خشک ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر اجازت دو تو اس میں سے دودھ لوں؟

انہوں نے جواب دیا: ''اگر آپ ایسی بکری سے دودھ کیلئے پرامید ہیں تو میرا کیا ہرج ہے میری طرف سے اجازت ہے۔'' تو اس بکری کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور ''بسم اللہ'' پڑھی اور ام معبد کی بکریوں کے حق میں دعا کی۔ بیمار بکری کے تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک بڑے برتن میں ددھ دوہا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گیا اور جھاگ کناروں سے اوپر آ گئے۔ آپ ﷺ نے ام معبد کو خوب سیر ہو کر دودھ پلایا، پھر ابوبکر اور عامر رضی اللہ عنہما کے بعد میں خود پیا اور ان سب افراد نے اس وقت تک شیر نوشی جاری رکھی جب تک برتن میں دودھ باقی رہا، جب ختم ہو گیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ اس بکری سے دودھ نکالا اور وہ برتن بھی لبریز ہو گیا، جو ام معبد کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد ام معبد سے بیعت لے کر آپ ﷺ آگے جانے کیلئے سفر پر روانہ

ہو گئے۔ ام معبد کا شوہر چراگاہ سے گھر لوٹا تو کھانے میں اس کو دودھ بھی دیا گیا۔ اس نے پوچھا: بیوی یہ کہاں سے آیا ہے؟ ام معبد نے بیتے حالات، بیان کیے۔ ابو معبد نے کہا: اے اچھی بیوی! اس اچھے اور عجیب مہمان کی کچھ علامتیں اور شناخت مجھ سے بیان کرو۔

اس کے جواب میں ام معبد نے کہنا شروع کیا: بہ حیثیت مجموعی وہ شخص نورانی صورت اور دل پذیر تھا۔ چہرہ وجیہہ، اخلاق پاکیزہ، جسم تنومند، آنکھیں روشن، قد سڈول، پلکیں دراز، آواز لطیف، ریش گنجان، ابرو باریک و باہمی پیوستہ، اگر خاموشی کی حالت میں دیکھو تو پُر تمکین و پُر وقار نظر آئیں، اگر گفتگو فرمائیں تو رخ انور اور ہاتھ بلند فرمائیں، لوگوں میں بیٹھیں تو سب سے خوبصورت دور سے نظر ڈالیں تو بارعب نظر آئیں، کلام شیریں، جملے جامع اور مختصر، باتوں میں بلا کا اثر، قد ناک میں عجیب تعدیل نہ کوتاہ نہ طویل، ان کے ساتھی احکام کی توجہ سے سماعت کرتے اور تعمیل کرتے ہیں۔ مزاج میں اعتدال، تندی اور نہ سختی، ان کے مختصراً یہ اوصاف ہیں۔ ابو معبد نے کہا: ''ہوں نہ ہوں وہ تو قریشی بزرگ ہین، جن کے بارے میں مکہ کے لوگوں نے ہمیں بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام دینے والے ہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

بغوی نے بیان کیا ہے کہ ام معبد بیان کرتی تھیں کہ وہ بکری جس کا دودھ حضور نبی کریم ﷺ نے نکالا تھا، عہد فاروقی تک ان کے پاس رہی اور وہ ہر حالت میں ہمیشہ صبح و شام کثیر تعداد میں دودھ دیتی رہی۔

﴿ابونعیم﴾

مدینہ آمد پر مسلمانوں میں خوشی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر ہجرت کے موقع پر قبا سے چل کر مدینہ طیبہ پہنچے تو تمام مسلمانانِ مدینہ میں سے ہر ایک کی آواز تھی کہ آپ ﷺ اس کے مہمان رہیں وہ آگے بڑھتے اور ناقہ کی مہار پکڑ لیتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اونٹنی کو چھوڑ دو، یہ اونٹنی مامور من اللہ ہے۔ یہ جہاں بیٹھے گی اسی جگہ ہمارا قیام ہوگا۔ اس وقت بنی نجار کی لڑکیاں مسرت و شادمانی کے گیت خوش الحانی اور ترنم کے ساتھ گاتی اور ہاتھوں سے دَف بجاتی ہوئی نکل آئی تھیں۔

نحن جوار منْ بنی النجار

یا حبذا محمد من جار

ترجمہ: ''ہم نسل نجار سے شریف لڑکیاں ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کس قدر اچھے نگہبان پڑوسی ہیں۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو یک زاویہ پر لڑکیوں اور لڑکوں نے مل کر گایا:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
و جب الشکر علینا مادعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا بالامر المطاع

ترجمہ: ''چودھویں رات کا چاند ثنیات اورالوداع سے ہم پر تو افگن ہوا ہے، پس ہم پر شکر خداوندی لازم ہے جب تک دعا گو خدا سے طلب دعا کریں، اے ہمارے لیے انتخاب شدہ اور تشریف فرما، آپ قابل عمل (اور باعث فلاح) امور (کا تحفہ) لے کر تشریف فرما ہوئے ہیں۔''

﴿بیہقی﴾

اے صہیب بیع کے تین نفعے ہیں: (فرمان رسول اللہ ﷺ)

حضرت صُہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری (یعنی مسلمانانِ مکہ کی) ہجرت کا مقام دکھایا گیا جو سنگلاخ اور شور زار علاقے کے درمیان ہے۔ میرے خیال میں وہ مقامِ ہجر ہوسکتا ہے یا مقام مدینہ۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے مکہ سے نکلنے کا ارادہ کیا مگر غیر مسلم قریشیوں نے مجھ نہیں جانے دیا، میں نے خواہش ہجرت کے اضطراب میں اس روز پوری رات ٹہلتے گزاری، یہ دیکھ کر قریش نے کہا: شاید تم پیٹ کے شدید درد میں مبتلا ہو گئے ہو، پھر وہ شب کی نیند سو گئے۔

اس کے بعد میں پھر ایک دفعہ ہجرت کے ارادے سے نکل پڑا، اب کی مرتبہ بھی ان لوگوں نے مجھے دیکھ لیا اور پکڑ کر واپس لے جانا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: ''اگر میں چند اوقیہ سونا تم کو دے دوں تو کیا پھر تم میرا راستہ چھوڑ دو گے؟'' وہ اس پیشکش پر راضی ہو گئے۔ پس میں انہیں لے کر پھر مکہ آیا اور ان سے کہا: اس دروازے کی چوکھٹ کے نیچے کھود کر نکال لو، پھر میں سفر پر روانہ ہو گیا اور قبا پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے جا کر مل گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو ارشاد فرمایا:

اے ابویحییٰ رضی اللہ عنہ بیع کے تین نفعے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے پاس مجھ سے پہلے کوئی نہیں آیا جس نے آپ ﷺ کو اس کی خبر دی ہو، سوائے اس کے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر آپ کو مطلع فرمایا ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی مدینہ طیبہ میں جلوہ گری

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو اکثر لوگ پہلی فرصت میں آپ کے پاس حاضر ہو رہے تھے، میں بھی گیا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو یقین ہو گیا کہ ایسا چہرہ کسی جھوٹے مدعی کا نہیں ہوسکتا۔ آپ اس وقت کہہ رہے تھے:

"یا ایھا الناس اطعموا الطعام وافشوا السلام و صلوا الارحام و صلوا باللیل و للناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام."

ترجمہ: "اے لوگو! کھانا کھلاؤ، کھل کر سلام کرو، صلہ رحمی کرو، راتوں کو نماز پڑھو، جبکہ لوگ سو رہے ہوں تاکہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو۔"

﴿ابن سعد، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی﴾

صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو دوسرے دن صبح کو میرے باپ اور چچا ابویاسر بن اخطب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے جب وہ دونوں آئے تو میں نے اپنے چچا کو کہتے سنا وہ میرے باپ سے کہہ رہے تھے: "کیا وہ نبی یہی ہیں؟" انہوں نے کہا: "ہاں۔" خدا گواہ ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا: "کیا تم ان کی شناخت کے بارے میں کچھ علامات جانتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا: "ہاں! یقین کے ساتھ۔" پھر انہوں نے پوچھا: "تمہارے دل میں ان کی عداوت ہے یا محبت؟" تو انہوں نے جواب دیا: "عداوت اور مرتے دم تک عداوت رہے گی۔"

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ یہود کے ایک معبد میں تشریف لے گئے، میں آپ کے ساتھ تھا، وہاں معبد کے آبادکار یہودی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: مجھے ایسے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دیں کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ" تاکہ اللہ تعالیٰ ہر اس یہودی سے جو آسمان کے نیچے زمین پر موجود ہے اور غضب الٰہی سے لاحق ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنے غضب کو دور فرما دے۔

حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام یہودی خاموش رہے، اور ان میں سے کسی ایک نے بھی کوئی جواب نہ دیا، پھر آپ نے دوبارہ فرمایا اور کوئی جواب نہ ملا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم انکار کرتے ہو، سمجھ لو کہ میں حاشر ہوں، عاقب ہوں، نبی مصطفیٰ (ﷺ) ہوں۔ اس سچائی پر تم ایمان لاؤ یا جھٹلاؤ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر آپ ﷺ لوٹ چلے، ہم معبد سے باہر آنے والے تھے کہ ایک شخص کو پیچھے سے کہتے ہوا سنا:

"اے محمد (ﷺ)! ٹھہر جائیے، حضور ٹھہر جائیے کے کلمات سن کر حضور نبی کریم ﷺ آواز کی جانب متوجہ ہوئے، ایک شخص نظر آیا، پھر اس نے معبد کے یہود کو مخاطب کر کے کہا: "اے گروہ یہود! حق گوئی اور راست بازی کو اپناؤ اور بتاؤ کہ میرے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟"

یہود نے جواب دیا: "انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ہم کسی ایک شخص سے بھی واقف نہیں ہیں جو علم کتاب اور اس کے ذریعہ مسائل کا استنباط کرنے میں تم سے اور تمہارے آباؤ اجداد سے زیادہ مہارت اور صلاحیت رکھتا ہو اور حق پسندی اور ایمان داری کے بارے میں تمہارے لیے ہمارا ایسا ہی خیال ہے۔"

اس کے بعد اس شخص نے کہا: میں محمد ﷺ کے بارے میں ان تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر،

جن کے بارے میں آپ لوگوں نے ابھی اعتراف کیا ہے، شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وہی نبی ہیں جن کی بشارت تم توریت میں پاتے ہو اور جن کے بارے میں تم کو یہ انتظار تھا کہ وہ مبعوث ہوں اور ہم کو محکومیت کی ذلت سے نجات دلائیں۔ یہ شہادتیں سن کر یہود نے جواب دیا:

''تو جھوٹا ہے اور شاید دین سے برگشتہ ہو چکا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ نہ بولو اور متضاد باتیں کرنے سے حجاب کرو، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی:

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَ کَفَرْتُمْ بِہٖ

﴿سورۃ الاحقاف﴾

ترجمہ: ''تم فرماؤ بھلا دیکھو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا۔''

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

یہود کے سوالات اور نبی کریم ﷺ کے جوابات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی، انہوں نے کہا: ہم آپ سے چند باتیں پوچھتے ہیں: کیونکہ ان کے بارے میں غیر نبی کچھ نہیں جانتا۔

(۱) بتایئے وہ کون سا کھانا ہے، جس کو بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟

(۲) بتایئے کہ نسل انسانی میں لڑکے اور لڑکی کی تخلیق میں یہ فرق کس وجہ سے ہوتا ہے؟

(۳) بتایئے کہ عام افراد سے نبی میں امتیازی فرق کیا ہوتا ہے؟

ان کے سوالات کو سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم لوگوں کے اندر کچھ بھی صداقت پسندی کی رمق باقی ہے تو تم سمجھ لو کہ بنی اسرائیل جب بیماریوں میں مبتلا ہوئے اور ان کے مرض نے شدت اور طوالت اختیار کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اللہ ہم کو اس موذی مرض سے شفایاب فرما دے تو ہم رضا کارانہ طور پر اپنے اوپر ہر وہ کھانا حرام کر لیں گے جو ہمیں ہر کھانے سے زیادہ مرغوب ہے اور اس طرح انہوں نے از خود ''اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ اپنے اوپر حرام کر لیا۔'' اس پہلے سوال کا جواب پا کر یہود کے معبدی پجاریوں نے کہا: ''یہ حقیقت ہے، آپ نے ٹھیک فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ مرد کا مادہ غلیظ اور سفید اور عورت کا رقیق اور زرد ہے، ان میں سے جو مادہ دوسرے پر غالب آ جائے گا تو سنت اللہ کے مطابق عمل تخلیق سے گزرنے والا بچہ، غالب مادہ والے کی جنس اختیار کرے گا۔ معبد کے پادریوں نے برملا کہا: ''آپ نے صحیح فرمایا۔''

بعد ازاں تیسرے اور آخری سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا: ''تمام انسانوں پر اور کل اعضاء و جوارح پر نیند کا اثر اور غفلت طاری ہو جاتی ہے، سوائے انبیائے کرام علیہم السلام کے کہ ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ یہود نے جواب کی صحت کی تصدیق کی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں گئے اور حضور نبی کریم ﷺ ایک درخت کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد چند یہودی ہمارے پاس سے گزرے اور ایک نے دوسرے سے کہا:

''محمد (ﷺ) سے روح کے بارے میں پوچھو۔'' دوسرے نے جواب دیا: ''مت پوچھو' ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات فرما دیں جو تمہیں ناگوار ہو۔''

ایک ادنیٰ توقف کے بعد انہوں نے پوچھ ہی لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ دیر سکوت اختیار فرمایا، جس کے بعد اندازِ خاموشی سے ہم نے سمجھ لیا کہ وحی کا نزول ہو رہا ہے، جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول ختم ہوا تو فرمایا:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صوریا سے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے؟ ابن صوریا نے جواب دیا: ہاں! خدا گواہ ہے یہی حکم ہے پھر کہا: اے ابوالقاسم! یہود خوب جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر وہ قومی عصبیت کی بنا پر آپ سے حسد کرتے ہیں۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے دوسرے سے کہا: آؤ محمد (ﷺ) کے پاس چلیں اور ان سے آیہ کریمہ

''وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنَاتٍ''

(سورۂ اسرائیل)

ترجمہ: بے شک ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو روشن نشانیاں دیں۔''

کے بارے میں پوچھیں، پس وہ دونوں آئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے ان نو نشانیوں کے بارے میں سوال کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، سرقہ نہ کرو، زنا نہ کرو، غیر واجب قتل نہ کرو، جادو وغیرہ نہ کرو، سود نہ لو، کسی بے گناہ کو قتل نہ کرو، نہ سزا دو، عفت مآب عورتوں پر تہمت نہ دو اور ہفتہ کے روز خاص طور پر ظلم وطغیان سے اور ہر ممنوعہ کام سے پرہیز کرو۔

ان جوابات کو سن کر ان دونوں یہودیوں نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہا: ہم دونوں گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں میری رسالت پر یقین ہے تو مجھ پر ایمان لا کر اسلام قبول کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں نبوت رہے گی، یہود کا اس روایت پر پختہ

یقین ہے، اس لیے ہمیں خوف ہے کہ یہود ہم کو قتل کر دیں گے۔

﴾ترمذی، نسائی، ابن ماجہ﴿

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور اس نے پوچھا: جس روز اس زمین کو ایک دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا، اس وقت بنی آدم کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پل کے قریب ظلمت میں۔''

اس نے پوچھا: سب سے پہلے جو پل پر سے گزریں گے، وہ کون لوگ ہوں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فقراء و مہاجرین۔'' اس نے پوچھا: جنت میں داخلہ کے بعد، ان کیلئے سب سے پہلا تحفہ کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ تر مچھلی کا جگر ہوگا۔'' اس نے پوچھا: جنتیوں کا صبح کا کھانا کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان کیلئے جنت کا وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے چراگاہوں میں آزادانہ چرتا پھرتا ہے۔'' اس نے پوچھا: اس کے ناشتہ کے بعد وہ کیا شئے نوش کریں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مِنْ عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا۔''

یہ جوابات پا کر یہودی عالم نے کہا: آپ ﷺ نے تمام جوابات درست فرمائے۔ اس کے بعد اس نے لڑکے اور لڑکی کے اسباب پیدائش کے بارے میں بھی سوال کیا اور آپ نے جواب برحق عطا فرمایا۔

﴾مسلم﴿

حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنے والے ستاروں کا نام:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی آیا اور اسنے کہا:

''اے محمد (ﷺ)! ان ستاروں کے بارے میں بتائیے جن کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا؟ نیز ان ستاروں کے نام بھی بتائیے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا جواب نہ دیا اور وہ یہودی چلا گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ کو یہودی کے سوال کے بارے میں تعلیم کیا، پس آپ نے یہودی کو بلایا، جب وہ حاضر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اگر میں تیرے سوال کا جواب درست طور پر دے دوں تو کیا تو دعوت اسلام کو قبول کر لے گا؟'' اس نے اقرار کیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ان ستاروں کے نام بتائیے۔ ''حرثان، طارق، ذیال، کتفان، دالفرع، وثاب، عمودان، قابس، ضروح، مصبح، نیلق، ضیاء اور لور۔'' حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان کے افق پر ان ستاروں کو اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا۔ یہودی ماہر دینیات نے کہا: بے شک ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔

﴾سعید بن منصور، ابن جریر، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴿

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز یہودی عالم بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا،

اس وقت آپ ﷺ سورۂ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب آپ پڑھ چکے تو اس نے کہا: قصہ یوسف علیہ السلام آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس کے بعد اس نے بنی اسرائیل میں جا کر کہا: محمد (ﷺ) قرآن کو توریت کے مطابق ہی پڑھتے ہیں۔ اس اطلاع پر یہودیوں کو حیرت ہوئی اور وہ اپنے اس عالم کے ساتھ بڑے اشتیاق کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہودیوں نے آپ کے چہرے بشرے سے پہچان لیا، وہ چادر کے ڈھلک جانے سے مہر نبوت کو دیکھ سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ سورۂ یوسف کا بقیہ ختم کر رہے تھے، وہ سلیم الطبع لوگ تھے، بڑے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر کے امت مسلمہ میں شامل ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے کچھ یہودیوں سے فرمایا: اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے اور مخلص ہو تو پھر جنت میں تمہاری آبادکاری ضروری ہے، تو تم کہو: ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں ابھی موت دیدے۔'' مگر میں کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا کہنے کیلئے آمادہ نہ ہوگا اور اگر کوئی یہ دعا کر لے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اس کا لعاب گلے میں حائل ہو جائے گا، نفس کی آمد و شد رک جائے گی، اس موقع پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی: ''وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا'' (سورۂ البقرہ) تم اگر سچے ہو تو موت کی آرزو تو کرو، لیکن ان اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں۔ یہ کبھی اس کی آرزو نہیں کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جرمقانی حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے پاس آیا اور پوچھا: تمہارے سردار کہاں ہیں جو دعویٰ نبوت کرتے ہیں؟ میں ان سے ملوں گا اور گفتگو کے بعد سمجھ سکوں گا کہ وہ اپنے دعوے میں صادق ہیں، یا کاذب۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو وہ آپ ﷺ کے قریب بیٹھا اور کہا: اپنی منزلہ کتاب الہامی سے کچھ مجھے سنائیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چند آیات تلاوت کیں۔ وہ سن کر کہنے لگا: واللہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سماوی تورات اور آپ کا الہامی قرآن ایک ہی آفتاب کا نور ہیں۔ آپ ﷺ کا دعویٰ صادق اور اس کو نہ ماننے والے کاذب ہیں۔

﴿عبداللہ بن احمد، زوائد المسند﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا سے مدینہ وباؤں سے محفوظ ہو گیا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ سرزمین، سب زمینوں سے زیادہ وباء رسیدہ اور امراض آلود تھی، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کیلئے دعا کی:

> ''اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لیے ایسا ہی محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ ہے بلکہ اے اللہ! اس سے بھی کچھ زیادہ۔ ہمارے صاع اور مد میں برکت دیدے اور اس کی سرزمین کو ہمارے لیے صحت افزا بنا دے اور یہاں کی وباؤں کو جحفہ منتقل کر دے۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مدینہ کے وبا مشہور تھی۔ ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ نے جحفہ کی طرف منتقل کرنے کی دعا کی پھر جحفہ کی حالت یہ ہوگئی کہ بچہ پیدا ہوتا اس کو صحت مند حالت میں جوان ہونا شاذ و نادر ہو گیا، اس کو وبائی بخار آتے اور پچھاڑتے رہتے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک سیاہ فام، بدشکل اور پریشان بالوں والی عورت کو مدینہ سے نکلتے دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ کوچ کر کے مہیعہ پہنچ گئی اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اب مدینہ کی وباء مہیعہ جو کہ مقام جحفہ کے مضافات میں ہے، پہنچ گئی ہے۔

﴿صحیح، بخاری﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ طیبہ کے دہانوں پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے مامور ہیں، اس شہر میں طاعون داخل ہوگا نہ دجال۔

﴿بخاری، مسلم﴾

روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو اکثر مکی باشندے جو ہجرت کر کے آ چکے تھے، بے چارے مدینہ کے بخار میں مبتلا ہوگئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کیلئے دست مبارک اٹھائے اور التجا کی: ''الہ العالمین! ہم سے وبا کو منتقل فرما دے۔'' ان دعا یہ کلمات کو حضور نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا۔ دوسرے دن صبح کو آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات بہ حالت خواب بخار کی وبا کو مجھے دکھایا گیا، وہ کالی، بکھرے بال والی بڑھیا تھی جس کے گلے میں کپڑا بندھا ہوا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ یہ بخار ہے، پھر دکھانے والے نے مجھ سے پوچھا کہ اس کا کیا کیا جائے تو میں نے کہا کہ اس کو خم میں بند کر دیا جائے۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

ابو ہشام عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو مدینہ کے مضافات سے کوئی شخص حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا: ''راہ میں کسی سے تمہاری ملاقات ہوئی؟'' اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو کوئی ملا نہیں، البتہ سیاہ چہرے، برہنہ تن ایک عورت ملی تھی، جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔

آپ نے فرمایا: مدینہ کا بخار تھا۔ آج کے دن کے بعد اب وہ کبھی اس شہر میں نہ آئے۔

مدینہ کیلئے برکت کی دعا:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے جد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو نیز میں مدینہ کے مد اور صاع میں برکت کیلئے دعا کرتا ہوں، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ کیلئے دعائے برکت کر چکے ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عبداللہ بن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے رب کائنات! میں تجھ سے مدینہ والوں کیلئے مکہ والوں کی طرح دعا کرتا ہوں۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم مطمئن ہو گئے کہ مدینہ کی زندگی اور اس کے کاروبار میں بھی مکہ کی طرح برکت ہمارے شامل حال رہے گی۔

﴿تاریخ بخاری﴾

مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت معجزات کا ظہور:

ابن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنی اس مسجد کا قبلہ اس وقت رکھا جب میرے سامنے خانہ کعبہ کو رکھا گیا۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

حضرت داؤد بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی بنیاد اس وقت رکھی جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ کی سمت دیکھ رہے تھے اور اس مسجد و کعبہ کے درمیان تمام حجابات کو اٹھا دیا گیا تھا۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

خلیل بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مسجد کے گوشوں پر کھڑا کیا تاکہ آپ ان لوگوں سے کام لے کر سمت قبلہ کو درست فرمالیں، اسی دوران حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے تاکہ آپ کو تائید خداوندی مل سکے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ سمت کعبہ رخ کر لیجئے، آپ نے اسی طرح کیا، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اشارہ کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بیت اللہ کے درمیان پہاڑ یا اور جو کچھ حائل تھا، اس کو رفع کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کعبہ شریف پر جمی تھی۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

شموس بنت نعمان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے موقع پر تشریف لائے تو میں پذیرائی کے لئے حاضر ہوا تھا اور میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ آپ نے قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی، وہاں اقامت ہوئی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ تعمیر مسجد کے موقع پر میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر اٹھاتے بھی دیکھا، وہ پتھر آپ کا اپنے وزن سے جھکا دیتے تھے۔

﴿طبرانی لکبیر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ مسجد صنعاء میں قائم کی جاتی تو وہ میری ہی مسجد ہوتی۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

تحویل قبلہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو ۱۶ سال بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ رہی کہ قبلہ نماز کعبۃ اللہ کو کر دیا جائے، چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے جبرئیل علیہ السلام! میں چاہتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ میرے رخ کو یہود کے قبلے سے پھیر دے۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: میں تو بہر حال بندہ ہوں، آپ اپنے رب سے درخواست کیجئے۔ بہر حال نماز کیلئے جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ کرتے تو اپنا سر مبارک آسمان کی جانب اٹھاتے، یعنی عرض مدعا کے طور پر اس پر ارشاد خداوندی ہوا:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔"

﴿بن سعد﴾

فائدہ:

یہ ہے وہ اصل حکم جو تحویل قبلہ کے بارے میں دیا گیا تھا، یہ حکم رجب یا شعبان ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بشر بن براء معزور رضی اللہ عنہ کے ہاں دعوت پر گئے ہوئے تھے۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکایک بذریعہ وحی مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی، پس اسی وقت آپ ﷺ اور آپ کی اقتداء میں جماعت کے تمام لوگ بیت المقدس سے کعبے کے رخ پھر گئے۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ اور اطراف مدینہ میں اس کیلئے عام منادی کی گئی۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایک مقام پر منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ ایک جماعت رکوع میں تھی حکم سنتے ہی سب کے سب اسی وقت اور اسی حالت میں کعبے کی سمت پر مڑ گئے۔ (از مترجم)

نماز کیلئے اذان کا طریقہ:

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا ارادہ ہوا کہ اوقات نماز پر گھروں سے لوگوں کو بلانے کیلئے کچھ افراد کو مقرر کر دوں اور ایک طریقہ یہ بھی خیال میں آیا کہ کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کر دوں کہ وہ چھتوں پر چڑھ کر مسلمانوں کو نماز کیلئے آوازیں دیں، پھر اصحابِ انصار میں سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا:

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سبز پوش شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا، پھر اس نے اذان دی پھر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر کھڑا ہوا اور اذان کے کلمات کو دہرایا مگر اس مرتبہ نے اس "قد قامت الصلوۃ" کا اضافہ کر دیا اور اس مشاہدہ کے وقت میری حالت یہ تھی کہ اگر مجھے لوگوں کا ڈر نہ ہوتا تو بتا دیتا کہ دیکھنا بہ حالت خواب نہ تھا، بیداری میں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو خیر کو دکھا دیا لہٰذا اب تم بلال سے کہہ دو کہ وہ اذان دیں۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جو کچھ میرے اس انصاری بھائی نے دیکھا اور بیان کیا ہے وہی میں بھی دیکھ چکا ہوں، مگر چونکہ یہ اس کے اظہار و بیان میں پہل کر چکے تھے، اس لیے مجھے حیا آئی کہ میں بھی فوراً بیان کرنے لگوں۔

﴿ابوداؤد، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بغرض اعلان صلوٰہ بوق اور قرنا کے استعمال کا ارادہ فرمایا۔ میں نے اس موقع پر ایک سبز پوش شخص کو خواب میں دیکھا جس کے پاس ناقوس تھا، میں نے اس سے کہا: اے بندۂ خدا! کیا ناقوس کو بیچے گا؟ اس نے پوچھا: ''تم اس کا کیا کرو گے؟''

میں نے جواب دیا: ''اس سے اقامت صلوٰۃ کیلئے اعلان کروں گا۔'' اس نے کہا: کیا میں تم کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں، اور وہ یہ کہ تم آوازوں سے کہو:

اللہ اکبر، اللہ اکبر اور پوری اذان کہی۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے بھی وہی دیکھا ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔

﴿ابن ماجہ﴾

مختلف غزوات میں نصرت الٰہی اور معجزات کا ظہور:

غزوۂ بدر میں معجزات کا ظہور:

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: ''اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی۔''

- اور فرمایا:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ

﴿سورۂ الانفال﴾

ترجمہ: ''جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے۔''

- ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا

﴿سورۂ الانفال﴾

ترجمہ: ''جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے لگے تو وہ

امیہ بن خلف بن صفوان کے پاس ٹھہرے، کیونکہ سفرِ شام کے سلسلہ میں جب وہ مدینہ سے گزرتا تو وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرا کرتا تھا۔

ایک روز امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: ''آپ تھوڑی دیر توقف فرمائیں، تاکہ دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں، اس موقع پر جا کر آپ طواف کر لینا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دوپہر میں مصروف طواف تھے کہ اتفاقاً ابوجہل پہنچ گیا اور اس نے کہا نہ معلوم کون شخص طواف کر رہا ہے؟ اس کا یہ قول حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سن لیا اور فرمایا: میں سعد بن معاذ ہوں۔ ابوجہل نے کہا: ''کس قدر بے خوفی کے ساتھ تم طواف کر رہے ہو؟ باوجود یہ کہ تم نے محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو اپنے شہر میں ٹھہرایا اور منظم کرنے کا موقع دیا ہے۔'' اس کے بعد دونوں میں نہایت برہمی کے ساتھ تیز کلامی ہوئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر اُمیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا:

''اے سعد! اس قدر جذباتی نہ بنو اور ابوالحکم کے مقابلے میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو، کیونکہ یہ اس وادی کا سردار ہے۔''

اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر تم لوگ مجھ کو طواف کرنے سے روکتے ہو، تو میں بھی تمہارے لیے ملک شام کی گزرگاہ کو بند کر دوں گا۔'' اُمیہ (میزبان حضرت سعد رضی اللہ عنہ) برابر توجہ دلاتا رہا اور آواز کو بلند نہ کرنے اور خاموش ہو جانے کی تلقین کرتا رہا۔ اس کے اس طرزِ عمل پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور آپ نے امیہ سے فرمایا: تو ان باتوں سے باز رہ اور خبردار ہو جا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے بتا دیا ہے کہ یہ ابوالحکم تیرا قاتل ہے۔

امیہ نے کہا: ''کیا یہ مجھے قتل کرے گا؟'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں! یقیناً۔''

اُمیہ کے ذہن کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اطلاع نے خاصا متاثر کر دیا کیونکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اقوال کے بارے میں زندگی بھر کا تجربہ رکھتا تھا۔

وہ مکان پر اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا: تمہارے مدنی ابن معاذ (رضی اللہ عنہ) نے ایک خاص خبر مجھے سنائی ہے۔ اس نے پوچھا: کیا بتایا ہے؟ امیہ نے کہا: محمد (ﷺ) کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے: ''امیہ کا قاتل ابوالحکم ہے۔'' بیوی نے جواب دیا: محمد (ﷺ) کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔

چنانچہ مشرکین مکہ نے جب مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے تیاریاں شروع کیں اور لوگ امیہ کے پاس آئے تو اس کی بیوی نے کہا: تمہیں وہ بات یاد نہیں جو تم سے مدنی بھائی نے کہی تھی؟ امیہ نے جواب دیا: یاد ہے اب نہ جاؤں گا۔ امیہ کے انکار کرنے پر ابوجہل نے کہا: تم قریش کے سرداروں میں ہو، تمہارے نہ چلنے سے عوام بددل اور بے حوصلہ ہو جائیں گے، خواہ چند روز میں لوٹ آنا مگر ساتھ میں چلنا ضروری ہے، لہٰذا وہ لشکر کفار کے ساتھ آ گیا اور بدر میں مارا گیا۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش جب بدر کی طرف مجتمع ہو کر آئے اور رات میں جحفہ میں قیام کیا تو ان میں بنی عبدالمطلب بن عبد مناف کا ایک شخص تھا، جس کا نام جہیم بن الصّلت تھا۔ جہیم نے اپنے سر کو ٹیک دیا اور وہ سو گیا۔ پھر وہ چونک پڑا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: کیا تم نے اس سوار کو دیکھا ہے جو ابھی ابھی میرے پاس سے کھڑا تھا۔

لوگوں نے کہا: نہیں! کیا پاگل پن کی باتیں کر رہے ہو، اس نے کہا: میرے پاس ابھی ابھی ایک سوار کھڑا تھا، اس نے کہا: ابوجہل، عتبہ، شیبہ، زمعہ ابوالبختری، امیہ بن خلف اور مشرکین مکہ کے بہت سے سردار قتل ہوں گے، اس کے ساتھیوں نے کہا: شیطان نے تیرے ساتھ کھیل کیا ہے اور یہ بات ابوجہل سے بیان کی۔ اس نے کہا: بنی مطلب کے جھوٹے کے ساتھ بنی ہاشم کے جھوٹ کو تم نے ملا دیا ہے۔ کل تم دیکھ لو گے کہ کون قتل ہوتا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ اہل بدر کے مسلمانوں کی تعداد تین سو تھی۔ اتنی ہی تعداد جتنی کہ اصحاب طالوت کی تعداد تھی، جنھوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: بدر کے دن ہمارے ساتھ صرف دو ہی گھوڑے تھے، ایک گھوڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اور دوسرا حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے بدر کے موقع پر دو کافروں کو پکڑا جن میں سے ایک تو بھاگ گیا، ہم نے گرفتار کردہ مشرک سے پوچھا: تمہاری کل تعداد کتنی ہے؟ اس نے کہا: قریش کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ جنگجو اور بہادر ہیں۔ ہم نے اسے زدوکوب بھی کیا مگر وہ برداشت کر گیا۔ اس کے بعد ہم اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے، مگر اس نے اپنے لشکر کی تعداد بتانے سے صاف انکار کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''روزانہ دس اونٹ ذبح کرتے ہیں۔'' اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ لوگ ایک ہزار ہیں، اس لیے کہ ایک اونٹ سو افراد کو کافی ہوتا ہے۔''

﴿بیہقی﴾

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدی سے دریافت کیا، کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ایک دن نو اور ایک دن دس۔ آپ نے فرمایا: یہ لوگ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں۔

﴿ابن اسحاق﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے روز مشرکین مکہ کی تعداد ہمیں بہت کم نظر

آ رہی تھی حتی کہ میں نے اپنے برابر والے مسلمان سے پوچھا تمہیں کافروں کی تعداد کس قدر معلوم ہوتی ہے؟ اس نے کہا: سو سے زیادہ نہیں، جب ہم نے ان کے ایک شخص کو قید کیا تو اس کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ وہ تو ایک ہزار ہیں۔

﴿بیہقی، ابن سعد، راہویہ، ابن منیع﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن لیٹ گئے اور ارشاد فرمایا: "جنگ شروع نہ کرنا، جب تک میں اجازت نہ دوں۔" پھر آپ ﷺ گہری نیند سو گئے، اور پھر بیدار ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں ان کی تعداد بہت کم دکھائی اور مشرکین کی آنکھوں میں مسلمان بہت کم نظر آئے، یہاں تک کہ ایک دوسرے پر لڑنے میں حریص ہوا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر جب ہم صف بندی کر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ کی نظر مشرکین میں اس شخص پر پڑی جو سرخ اونٹ پر اپنے لشکر میں ادھر سے ادھر پھر رہا تھا، چونکہ وہ زیادہ قریب نہ تھا، اس لیے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کون ہے؟ تھوڑی دیر بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بتایا کہ وہ شتر سوار عتبہ ہے، لوگوں کو جنگ سے باز رہنے کی تلقین کر رہا ہے، اور واپس ہونے کا مشورہ دے رہا ہے۔

وہ کہہ رہا ہے: "اے قریشی سردارو! تم آج کے دن میرے سر پر پٹی باندھ دو اور کہہ دو عتبہ بن ربیعہ بزدل ہو گیا ہے۔" مگر ابوجہل اسکے مشورہ کو قبول کرنے کیلئے راضی نہیں ہے۔

۞ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ وہ لوگ اگر اپنے بوڑھے کا کہا مان لیں گے تو بچ سکیں گے۔)

﴿بیہقی﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بدر کی طرف روانہ ہونے کیلئے سرفروشانِ اسلام کو حکم دیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قدم بڑھاؤ، میں مشرک مقتولین میں سے ہر ایک کے گرنے اور مرنے کی جگہ دیکھ چکا ہوں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے موقع پر مشرکین پر نظر کی اور پھر ارشاد فرمایا: "اے دشمنانِ دینِ حق! تم نے راہِ نجات اختیار نہ کی اور ایسے لوگوں کو مارنے اور مٹانے آ گئے جو ہر انسان کی بھلائی کیلئے حریص ہیں، خیر! اب تم اس سرخ پہاڑ کے پہلو میں مارے جاؤ گے۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی دعا گو کو حق تعالیٰ سے اتنا پرزور الفاظ میں دعا کرتے نہ دیکھا جیسا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو بدر کے معرکہ کے وقت دیکھا۔

﴿بیہقی﴾

غزوہ بدر میں فرشتوں کا نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا، جب بدر کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کے لشکر کی طرف دیکھا، ان کی تعداد ایک ہزار تین سو ستر ہ تھی۔ پھر آپ ﷺ نے رو بہ قبلہ ہوکر دعا کیلئے دست سوال دراز کیے، اس قدر دراز کہ ردائے مبارک شانوں سے نیچے ڈھلک گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور چادر کو درست کیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اس غیر معمولی حالت میں نہایت ادب و احترام اور عزم و یقین کے جذبات کے ساتھ عرض کیا: ''اے رحمت عالم ﷺ! اظہار مدعا میں آپ نے رب سے بہت اصرار کر لیا، یقیناً اللہ تعالیٰ نصرت فرمائے گا۔'' اس موقع خاص پر اللہ تعالیٰ نے جو نصرت فرمائی اس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ''جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو میں نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں، ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔''

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے میدان بدر میں حضور نبی کریم ﷺ کے داہنے اور آگے پیچھے چار اشخاص کو دیکھا اور یہ سب جارحانہ شان سے کفار پر حملے کر رہے تھے۔

﴿واقدی، ابن عساکرؒ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی غفار کے ایک شخص نے بتایا کہ میں اور میرا چچا معرکہ بدر کے موقعہ پر موجود تھے، ہم نے اس وقت تک اسلام کو سمجھا تھا نہ قبول کیا تھا۔ ہم دونوں پہاڑ پر چڑھے انتظار کر رہے تھے کہ دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک ہزیمت کھا کر بھاگے اور ہم جا کر چابک دستی سے مال کو لوٹیں۔ اسی دوران فضا میں ایک طرف سے ابر بلند ہوا جب وہ آگے تک پہنچ کر پہاڑ کے نزدیک ہوا تو ہم نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سنیں۔ پھر کسی کی آواز سنی ''اقدم حیزوم''یعنی حیزوم آگے بڑھ۔

﴿ابن اسحاق، ابن جریر، بیہقی﴾

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں بدر کے دن مقابلے سے ایک مفرور مشرک کا تعاقب کر رہا تھا، حتیٰ کہ وہ میری زد پر آیا اور میں اس پر وار کر ہی رہا تھا کہ کسی نادیدہ طاقت نے اسے قتل کر دیا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن جس طرح مشرکین کی گردن زدنی ہوئی۔ میں حیران تھا کہ کون اس طرح ان کو قتل کر دیتا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دراصل فرشتے لوگوں کی جانی پہچانی صورت انسانی میں، مجاہدین اسلام کو ثابت قدم رکھنے اور ہمتیں بندھانے آئے تھے۔ وہ کسی جانے پہچانے شخص کی صورت اختیار کر کے آتے اور بتاتے کہ کافر مرعوب ہیں ان میں جرات جنگ اور تاب مقابلہ نہیں ہے یا ان کے رہنماؤں اور سرداروں میں اتحاد اور متحد الخیالی نہیں ہے۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی بھی ہے:

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ''جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو۔''

﴿واقدی، بیہقی﴾

سائب بن ابوجیش سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے کسی انسان نے قید نہیں کیا۔ لوگ پوچھتے کہ پھر کس نے قید کیا؟ تو وہ بتاتے، جب قریش نے ہزیمت اٹھائی وہ قتل ہوئے اور بھاگے تو میں بھی بھاگ کھڑا ہوا دفعتہً ایک گورے رنگ، دراز قامت شخص سفید گھوڑے پر سوار میرے سامنے آیا اور باندھ کر ڈال دیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھے بندھا پا کر اسلامی لشکر میں اعلان کیا کہ اس کو کس نے باندھا ہے مگر سب نے لاعلمی کا اظہار کیا پھر وہ مجھے اسی مجھے اسی حالت میں اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے پوچھا تم کو کس نے باندھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو کسی فرشتے نے قید کیا ہے۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے بدر کے دن دیکھا ہے کہ آسمان سے وادی خلیص میں ایک چادر گری ہے۔ جس نے سارے افق کو گھیر لیا ہے اور میں نے دیکھا کہ وادی میں ہر طرف چونٹیاں ہی چونٹیاں ہیں۔ فوراً میرے دل میں یہ خیال آیا ضرور آسمان سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں کوئی چیز آئی ہے۔ پھر سوائے ہزیمت کے کچھ نہ تھا۔ وہ چار فرشتے تھے، جو مدد کے لیے آئے تھے۔

﴿واقدی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک پستہ قد انصاری، بنی ہاشم کے طویل قد شخص کو پکڑ کر لائے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس قیدی کا نام بھی بتایا ہے۔ اس ہاشمی قیدی نے کہا مجھے اس لے کر آنے والے شخص نے گرفتار نہیں کیا بلکہ ایک ایسے شخص نے گرفتار کیا تھا۔ جس کے سر پر بال نہ تھے اور وہ ایک خوبصورت اور وجیہہ آدمی تھا اور ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ملک کریم تھے۔

(ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے والے ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک ٹھوس اور گٹھے ہوئے جسم کے آدمی تھے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

کہ ایک اجنبی نے اس کام میں میری مدد کی ہے۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر میں جب گھمسان کا رن پڑا تو ہم میں سے اکثر جی دار اورشجاع لوگ جن میں میں خود بھی شامل ہوں، صرف مدافعانہ لڑائی لڑ رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ سارے اسلامی لشکر میں سب سے زیادہ قوت اور شجاعت سے مشرکوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے برابر آگے بڑھ رہے تھے۔

﴿احمد، طبرانی اوسط﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میدان بدر میں صفوں کی ترتیب اور درستی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کو لے لشکر مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکا جس سے ان کی بصارت اور مدافعت کی قوتیں زائل ہوگئیں۔ اسی بات کو قرآن حکیم نے "وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" (سورۃ الانفال) ترجمہ: "اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔" کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یوم بدر میں ابوجہل نے جہالت سے مملو دعا کی، اس نے کہا:

"اے اللہ! محمد (ﷺ) نے ہماری قرابت کو توڑ دیا، قبیلوں میں تفرقہ ڈالوا دیا، اور ہمارے سامنے اس دین کو لائے جس سے سب ہی ناواقف ہیں، پس سچائی ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں ہی غالب آنا ہے۔" پس وہ کچھ ہی دیر بعد مارا گیا اور اس کے بارے میں کلامِ الٰہی بتا رہا ہے کہ "اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَ كُمُ الْفَتْحُ" (سورۃ الانفال)

ترجمہ: "اے کافرو! اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو وہ فیصلہ تم پر آچکا۔"

﴿ابن اسحاق، حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ان کنکریوں کی آوازیں سنی تھیں، جو بدر کے دن آسمان سے ماری گئی تھیں، گویا کہ وہ طشت میں گر رہی ہیں، پھر جب لوگوں نے صفیں درست کیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کنکریوں کو لے کر مشرکوں کے چہرے پر پھینکا اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى"

ترجمہ: "اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی وہ تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کا قافلہ حسب معمول تجارت کیلئے ملک شام گیا ہوا تھا۔ امیر قافلہ ابوسفیان تھے اور تیس اور چالیس افراد ان کے ساتھ تھے، تجارتی کاروبار سے فارغ ہو کر جب اپنے وطن مکہ کو لوٹ رہے تھے تو مدینہ منورہ کے قریب ان کے مقرر کردہ جاسوسوں نے خبردار کیا

کہ محمد (ﷺ) مع اپنے اصحاب کے تمہارے قافلے پر حملہ کرنے آ رہے ہیں۔ اس خبر کے ملتے ہی ابوسفیان نے فوراً ایک تیز رفتار سوار کو روانہ کیا کہ مکہ پہنچ کر پوری صورتحال قریش کے سامنے رکھے اور کہے کہ وہ جلد از جلد پوری تیاری کے ساتھ مدد کو پہنچیں، ورنہ نقصان مال کے ساتھ ہی جانوروں کا بھی خطرہ ہے۔

یہ اطلاع پا کر قریش مکہ نہایت جوش وخروش کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ادھر ابوسفیان ساحل کجرو سے اپنے قافلے کو احتیاط اور تیزی سے نکال کر لے گئے اور قریش کو اپنی خیریت کے ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا کہ ''ظاہر ہے کہ خطرہ ٹل گیا'' اب تم لوگ واپس ہو جاؤ، مگر ابوجہل نے از راہِ نخوت (تکبر) انکار کیا اور کہا کہ ''میدان بدر میں جہاں عرب کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے جا کر ٹھہریں گے، تین روز تک پر تکلف کھانے اور پکوان پکائیں گے اور جشن منائیں گے یہ اس لیے کہ ان غریب الدیار اور لاچار مسلمانوں کے دل دہل جائیں اور آئندہ ان کو قافلے لوٹنے کا خیال تک نہ آئے۔ ثانیاً تمام قبائل عرب میں ہمارے آنے کی شہرت اور ہماری طاقت کا چرچا ہو جائے۔''

نبی کریم ﷺ نو رمضان المبارک دو ہجری مطابق پانچ مارچ ۶۲۴ء کو صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ ''وادی زقران'' میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ تو نکل گیا مگر اہل مکہ کا عظیم الشان لشکر بدر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ چونکہ جنگ کے ارادے سے نہ نکلے تھے اس وجہ سے بعض لوگوں نے اس بے سروسامانی کے ساتھ قریش کے مقابلے میں جانا پسند نہ کیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دونوں گروہوں میں سے ایک پر فتح ضرور دے گا۔ چونکہ قافلہ تو نکل گیا اس لیے لشکر قریش پر ہماری کامیابی یقینی ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے جواب میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم کو جو حکم ہو تعمیل کیلئے حاضر ہیں، لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا روئے سخن دراصل انصار کی طرف تھا کیونکہ ان ہی کی طاقت اور تعداد زیادہ تھی اور ان سے سابق میں جس معاہدہ پر بیعت لی گئی تھی۔ وہ یہ تھی ''اگر کوئی دشمن اسلام مدینہ پر چڑھائی کرے گا تو وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ حملہ آور سے جنگ کریں گے۔'' یہ بات نہیں کہی گئی تھی کہ باہر دوسرے مقامات پر جا کر دشمنوں پر حملہ آور ہوں گے۔

✿ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رئیس انصار سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا:

> ''اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! شاید آپ کا خطاب ہماری طرف ہے، اللہ جانتا ہے اگر آپ حکم دیں تو ہم بلا تامل اور بلا خوف سمندر میں کود پڑیں۔''

ان کا یہ بہترین جواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ کو خوشی ہوئی، حاضرین نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور سب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

اکثر علماء حدیث نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ معرکہ بدر کے موقع پر چونکہ کامیابی کا یقین تھا۔ اس وجہ سے اسی مختصر جماعت اصحاب کے ساتھ بدر کی جانب روانہ ہو گئے

اور مدینہ سے لوگوں کو مزید بلانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ بدر کے مقام پر پہنچ کر پہلے چشمہ آب پر حضور نبی کریم ﷺ نے اترنے کا حکم فرمایا: حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: ''یہاں پر اترنے کا حکم الہامی ہے کہ جس میں اظہار رائے، مشورے اور چون وچرا کی گنجائش نہیں۔ یا حضور نبی کریم ﷺ نے خود اپنی رائے سے جنگی تدبیر کا لحاظ اور ضرورت کا تقاضا سمجھ کر اختیار فرمایا ہے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ خود میری رائے ہے۔'' حضرت حباب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میرے خیال میں یہ مقام موزوں نہیں بلکہ مناسب تو یہ تھا کہ اور آگے بڑھ کر ہم قریش کی فرودگاہ کے قریب ترین چشمہ پر قبضہ کر لیں اور اپنے لیے حوض بھر کر اردگرد کے کنوؤں اور چشموں کو پاٹ دیں تاکہ اسلام اور اس کے خادموں کے دشمن جو کہ اپنی ساری قوت اور شوکت کو سمیٹ کر اور پھر اس کو اپنے سروں پر رکھے ہوئے نمائش کر رہے ہیں، ایک قطرۂ آب نہ پا سکیں۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی تجویز کو سراہا اور اسی کے مطابق عمل کیا۔ میدان کے اس حصہ میں جس میں نسل انسانی کا سب سے محترم اور باعظمت قافلہ فروکش ہوا، اسی میں ایک جانب صاحب خلق عظیم کیلئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ایک سائبان بنایا گیا تاکہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جانثاروں کے درمیان اس میں استراحت فرمائیں۔

غزوہ بدر میں باران رحمت کا نزول:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس دن تمام مسلمان اونگھ سے رہے تھے اور میدان بدر کے ریگ زار میں اترے ہوئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے بارش کر دی تو وہ ریگ زار ایک ہموار سطح اور منجمد میدان بن گیا۔ ہم محفوظ ہو کر بہت مزے سے اس پر چلنے لگے اور قریش کے پڑاؤ اور اس کے قریب کا حصہ زمین جو انہوں نے ریت سے محفوظ رہنے کیلئے پختہ پیلی مٹی کا اپنے لیے منتخب کر لیا تھا۔ بارش سے لیس دار دلدل بن گیا، وہ چلتے ہوئے اس پر ضرور پھسلتے اور بغیر گرے نہ بچتے، معرکہ بدر میں ان کی یکسر تباہی اور بربادی کی یہ بھی ایک بڑی وجہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مسلمانوں پر اپنے اس انعام کا تذکرہ فرمایا ہے:

اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ و ینزل علیکم من السمآء مآء لیطھر کم بہ و یذھب عنکم رجز الشیطن و لیربط علی قلوبکم و یثبت بہ الاقدام.

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ''جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے چین (تسکین) تھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جما دے۔''

﴿ابن سعد﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی آنکھ درست:

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ غزوۂ بدر میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو

ایسا صدمہ پہنچا کہ آنکھ کا پورا ڈھیلا نکل کر رخسار پر آپڑا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو آنکھ کے حلقے میں رکھ دیا اور ان کی آنکھ بالکل درست ہوگئی۔

﴿ابن سعد﴾

مقتول مشرکین سے رسول اللہ ﷺ کا خطاب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین مکہ کے اس گڑھے پر کھڑے ہوئے جن میں ان کے مقتول بھر دیئے گئے تھے اور کہا: "اے فلاں بن فلاں جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے فرمایا تھا، وہ تو ہم پا چکے اور جو وعید تم کو ملی تھی ضرور اس سے تمہارا سابقہ ہوگا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تو ایسے اجسام سے خطاب فرما رہے ہیں کہ جن میں روح اور زندگی نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: "میرے قول کو جتنا وہ سن رہے ہیں، تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔" حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی سرزنش کو سنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز دعا مانگی: خدایا! مجھے نوفل بن خویلد سے محفوظ رکھ، اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کو نوفل کی خبر ہے؟ یہ سن کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اسی کیلئے حمد ہے جس نے میری دعا کو قبول فرمایا۔"

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًاo وَ ذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِیْلًاo

﴿سورۂ مزمل﴾

ترجمہ: "اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو اور مجھ پر چھوڑ دو، ان جھٹلانے والے مالداروں کو اور انہیں تھوڑی مہلت دو۔"

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ سورۂ نازل ہونے کے بعد زیادہ وقت گزرنے نہ پایا تھا کہ مشرکین مکہ اور ان کے سارے سردار میدانِ بدر میں جمع کر دیئے گئے اور پھر سہ شنبہ کو ذرا سی دیر میں ان کی پوری قوت کو جس پر وہ مسلمانوں کے مقابلے میں فخر کرتے تھے، ہمیشہ کیلئے توڑ دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، قریش کی ایک جماعت آپ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھ رہی تھی، ان بدقماشوں کو شرارت سوجھی، کہنے لگے:

ہم میں سے کوئی ایک شخص جائے اور فلاں مقام پر جو اوجھڑی پڑی ہے اسے لا کر محمد ﷺ کے شانوں پر رکھ دے۔ پھر ان میں سے ایک بد بخت اٹھا اور اس کو لا کر بحالت سجدہ حضور نبی کریم ﷺ کے شانوں پر رکھ دیا۔ جس کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ سجدے سے نہ اٹھے اور کافر قلب و ذہن اور مسخ فطرت لوگوں کو اپنے عمل اور حرکت کے بعد اس قدر مزہ آیا، اس قدر ہنسے کہ کثرت ہنسی سے بے قابو ہو کر ایک دوسرے پر گر پڑتے تھے۔ کسی بندہ خدا نے جا کر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بتایا وہ لڑکی ہی تھیں، آئیں اور بڑی مشقت کے بعد آپ نے اسے علیحدہ کیا اور مشرکین کی اس قدر نازیبا حرکت پر ملامت کرنے لگیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی تو اپنے رب سے کہا: ''اے میرے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے لے'' تین مرتبہ اس کلمہ کو عرض کیا اور اس کے بعد نام بنام بددعا کی:

''اے اللہ! عمرو بن ہشام (ابوجہل)، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن معیط اور عمار بن ولید کو اپنی گرفت میں لے لے۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

ابوجہل عذاب میں گرفتار:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کہ میں میدان بدر سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلتا ہے اور اسے ایک شخص اپنے ہتھوڑے سے مارتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہو جاتا ہے، اس کے بعد وہ پھر نکلتا ہے اور اس کے ساتھ وہی عمل کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے ابوجہل کو دیکھا ہے اس پر قیامت تک یونہی عذاب ہوتا رہے گا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی﴾

یوم فرقان:

موسیٰ بن عقبہ، اور ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فتح بدر کے سبب مشرکوں اور منافقوں کی گردنوں کو پست و خوار کر دیا۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ میں کوئی یہودی اور منافق ایسا نہ رہا جس کی گردن بدر کی شکست کی بنا پر نہ جھک گئی ہو، گویا یہ دن ''یوم فرقان'' تھا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے کفر و ایمان کے درمیان فرق و امتیاز پیدا کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

لکڑی تلوار بن گئی:

حضرت عمر بن عثمان جحشی رضی اللہ عنہ نے والد سے اور انہوں نے اپنی پھوپھی سے حدیث بیان کی کہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بدر کی جنگ میں جب میری تلوار ٹوٹ گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی، میں نے دیکھا تو وہ چمکدار تلوار تھی۔ میں اس تلوار سے لڑتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی اور وہ تلوار ان کے انتقال تک ان کے پاس رہی۔

(اسے بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔)

﴿واقدی﴾

اسامہ بن زید نے داؤد بن حفص سے انہوں نے عبدالاشہل کے بہت سے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہ کی تلوار بدر کے دن ٹوٹ گئی اور وہ بغیر ہتھیار کے رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ شاخ انہیں عطا فرما دی جو اس وقت آپ کے دست مبارک میں تھی وہ کھجور کی ٹہنی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے لڑو تو لڑتے وقت وہ تلوار بن گئی، وہ تلوار بدستوران کے پاس رہی حتی کہ وہ شہید ہو گئے۔

﴿واقدی﴾

حضرت عطیہ عوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے "الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ" (سورۂ الروم) "رومی مغلوب ہوئے۔" کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: اول فارسیوں نے رومیوں پر غلبہ پالیا تھا پھر اس کے چند سال بعد رومی فارسیوں پر غالب آ گئے۔۔ کچھ عرصہ کے بعد مسلمان بدر میں مشرکوں کے ساتھ اور پھر ایمان کے مجوسیوں اور روم کے نصاریٰ سے بھی ہمیں لڑنا پڑ گیا، تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی، چونکہ مسلمانوں کے مشرکوں کے غلبے پر اور اہل کتاب کے مجوسیوں کے غلبے پر ہم کو خوشی ہوئی۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ"

﴿سورۂ الروم﴾

ترجمہ: "اس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے۔"

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں اپنے قبے کے اندر تشریف فرما تھے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس جنت کی طرف چلو جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے اور جو متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: "واہ! واہ" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے یہ اظہارِ مسرت کس وجہ سے کیا ہے؟ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اس آرزو میں کاش میں اہل جنت میں شامل ہو جاؤں اور پھر وہاں کی وسعتوں میں گھوموں اور پھروں۔" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انشاء اللہ تم وہیں پر بسو گے، پھر آپ نے تھیلے سے کچھ کھجوریں نکالیں اور حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے ان کو منہ میں رکھتے ہوئے کہا:

خدا کی قسم! اگر زندہ رہا تو ان کو کھاتا رہوں گا۔ ورنہ جنت کی حیات تو دائمی ہے، پھر کچھ خیال آیا اور ہاتھ کی کھجوروں کو پھینک دیا۔ سینہ تان کر جھومتے غرور و تمکنت کی چال چلتے رن کی طرف بڑھے، بائیں ہاتھ کی ڈھال کو زمین پر چھوڑ دیا اور دشمنانِ اسلام پر آفت ناگہاں بن کر ٹوٹ پڑے اور پھر حیات عارضی سے ابدی زندگی کی طرف منتقل ہو گئے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔''

﴿ابن سعد﴾

گستاخ عقبہ بن ابی معیط واصل جہنم:

بہ سندِ صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عقبہ ابن ابی معیط نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں کھانے پر بلایا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا: اے عقبہ! میں تو کھانا نہ کھاؤں گا جب تک تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی نہ دے گا۔ عقبہ نے گواہی دی اور آپ ﷺ نے کھانا تناول فرمالیا۔ کچھ دن بعد عقبہ کا ایک دوست آیا اور اس کو قبول اسلام پر ملامت کی اور کہا جو کچھ وہ کہہ سکا۔ عقبہ کی عصبیت بیدار ہوگئی، اپنے دوست سے کہنے لگا:

''مجھ کو شرمندہ کرنے والے میرے دوست اب یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں کہ اس عمل کی وجہ سے قریش کے دلوں میں میری طرف سے جو کدورت پیدا ہوگئی ہے۔ وہ صاف ہو جائے اور میری گئی ہوئی عزت لوٹ آئے؟''

اس نے بتایا: ''اس صورت یہ ہے کہ تو محمد (ﷺ) کی مجلس میں جا اور ان کے چہرے پر تھوک دے۔'' عقبہ بدنصیب نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک کو صاف کرلیا اور فرمایا اگر میں تجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر پاؤں گا تو تیری گردن صبر کے ہتھیار سے اڑادوں گا، تو جب بدر کا دن آیا اور اس کے ساتھی نکلے مگر عقبہ نے انکار کیا اور لوگوں کو وجہ انکار بتاتے ہوئے کہا: مجھ سے محمد (رسول اللہ ﷺ) نے کہا کہ اگر مکہ کے پہاڑوں کے پرے وہ مجھے پائیں گے تو صبر کے ہتھیار سے میری گردن اڑادیں گے۔

لوگوں کے اس کے اطمینان کیلئے کہا: ''ہم تمہاری سواری میں سرخ ناقہ دیتے ہیں۔ پھر وہ کس طرح پا سکیں گے؟'' پس وہ ان کے اصرار اور انتظام کی وجہ سے ساتھ ہوگیا اور جب اس کے ساتھیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنی مخصوص ناقہ پر راہ فرار اختیار کرنے لگا تو اسی اونٹنی نے اس کو ایک چٹیل زمین پر لاکر ڈال دیا اور وہ گرفتار کرلیا گیا اور مسلمانوں نے اس کی گردن اڑادی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صبر نے اس کی گردن ماردی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا جانے لگا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بے سرمایہ اور تہی دست ہوں، فدیہ کہاں سے دوں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مال کہاں ہے جسے تم نے اور ام الفضل رضی اللہ عنہا نے دفن کیا ہے اور تم نے ام الفضل رضی اللہ عنہا کے بارے میں وصیت کی ہے اور اگر مارا جاؤں تو یہ مال میرے تینوں بچوں فضل، عبداللہ اور قثم کا ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یقین کے ساتھ سمجھ چکا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ ہیں اور مال دفن کرنے والی بات میرے اور میری بیوی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

ابولہب کے عذاب میں تخفیف:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ابولہب نے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا اور ثوبیہ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے بہ حالت خواب بری حالت میں دیکھا تو ابولہب سے پوچھا کس حال میں ہو؟ جواب دیا کہ تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کوئی راحت بھی نہ پائی، بجز اس کے کہ ثوبیہ کو آزاد کرنے کے سبب میں نے اتنا پانی پیا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ اور انگلیوں کے درمیان کڑھے کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی صرف چند قطرے پانی مل سکا ہے۔

✡ (ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھی جسکو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔)

﴿بخاری، مسلم﴾

قباث بن اشیم لیثی کا ایمان لانا:

حضرت ابان بن سلمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سلمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ قباث بن اشیم لیثی کے قبول اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ عرب کے کچھ لوگ اس کے پاس گئے اور اظہار واقعہ کے طور پر بیان کیا کہ مکہ میں محمد (ﷺ) نے دعویٰ نبوت کیا ہے اور وہ ایک نئے دین کی دعوت دیتے ہیں۔ قباث یہ باتیں سن کر کھڑا ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے فرمایا: ''قباث بیٹھو! تو وہ غم زدہ اور خاموش بیٹھ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تم یہی سمجھتے ہو نا کہ اگر خواتین قریش ہی اپنی پردہ پوش چادروں میں لپٹ کر نکل آتیں تو وہ بھی محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو میدان سے بھگا دیتیں۔'' حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر قباث نے عرض کیا: اس ذات جل وعلیٰ کی قسم! گزارش کرتا ہوں کہ جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ ہماری ہدایت کیلئے بھیجا کہ ان باتوں کیلئے میری زبان نے حرکت کی نہ لب ہلے، میری آواز نکلی نہ کسی نے اسے سنا۔

اے واقف اسرار! یہ تو ایک وجدانی تاثر، ضمیر کی کیفیت اور دل کے زانو میں بند شدہ بات کا آپ ﷺ ذکر فرما رہے ہیں۔ بے شک وشبہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ**

﴿بیہقی﴾

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا دشمنی کے ارادہ سے مدینہ آنا اور اسلام قبول کرنا:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، دونوں بزرگوں نے

بیان کیا کہ جب مشرکین کا سفیر مکہ واپس پہنچا تو اطلاع پا کر عمیر بن وہب جمحی آیا اور امیہ مقتول کے بیٹے صفوان کے قریب حجر اسود کے نزدیک بیٹھ گیا۔ صفوان نے کہا: ''بدر میں مرنے والوں کی وجہ سے زندگی بدمزہ اور بے کیف ہے۔'' عمیر نے اس کی بات سن کر آہِ سرد بھری اور بولا:

''سچ کہتے ہو، زندگی میں کوئی لطف باقی نہیں رہا، ہر شئے اجنبی اور منظر سنسان اور زمین وآسمان اداس معلوم ہوتے ہیں۔''

تھوڑی دیر توقف کے بعد عمیر نے پھر سکوت اور خاموشی کو توڑتے ہوئے کہنا شروع کیا: ''اے اخی صفوان! اگر میری گردن پر بارِ قرض نہ ہوتا اور اہل وعیال کی کفالت اور ضروریات کیلئے اندوختا ہوتا، تو پھر میں یقیناً مدینہ پہنچتا اور محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو موت کے گھاٹ اتارتا (نعوذ باللہ) اور اگر نامعلوم وجہ کوئی مانع آجاتی تو ایسی صورت میں میرے خیال میں ایک بات ہے، میں اس کا سہارا لے کر حیلہ سازی کر لیتا۔ وہ بات یہ ہے کہ ان سے میں کہہ دیتا کہ اپنے قیدی بیٹے سے ملنے آیا ہوں۔''

عمیر کی یہ سنجیدہ باتیں سن کر صفوان خوش ہو گیا اور کہنے لگا:

''اے شریک رنج اور راز دار عمیر! تیرا کل قرض میرے ذمہ اور تیرے اہل وعیال کا نفقہ وہی ہوگا جو میرے اہل وعیال کا ہے اور اس کے علاوہ جس قدر گنجائش میں ہرگز اس سے دریغ نہ کروں گا۔''

اس کے بعد صفوان نے عمیر کیلئے ایک گھوڑے کا انتظام کیا، رخت سفر دیا اور ایک عمدہ تلوار صیقل کرنے اور دھار بنانے کیلئے آہنگر کے حوالے کی۔ عمیر نے صفوان سے کہا: ''اس منصوبے کو میرے لوٹ آنے تک راز رکھنا اور ہرگز کسی کو کوئی بات نہ بتا دینا۔'' اس کے بعد عمیر روانہ ہوا، یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گیا اور مسجد نبوی کے دروازے پر اتر کر اپنی سواری کو باندھا اور تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچنے کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور وہ دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آؤ عمر بیٹھو، پھر عمیر سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا: عمیر تمہارا آنا کیونکر ہوا؟ عمیر نے جواب دیا: ''اپنے قیدی سے ملنے جو آپ کے پاس قید ہے۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ بولنا بری بات ہے اور عمیر مردانگی کے خلاف۔'' عمیر نے پھر کہا: ''میرا مقصد اپنے قیدی بیٹے کو دیکھنے کے سوا کچھ نہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم نے صفوان بن امیہ سے حجر اسود کے پاس کچھ قول وقرار کیا ہے؟'' عمیر نے حیرانی اور سرگردانی کے عالم میں کہا: ''کیا کہہ رہے ہیں، آپ؟ میں نے تو اس سے کچھ بھی طے نہیں کیا۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں صفوان نے ایک خاص مقصد کیلئے اس شرط یا قیمت پر آمادہ نہیں کیا ہے کہ وہ تمہارے اہل وعیال کا کفیل اور تمہارے اوپر جو قرض ہے اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے؟

عمیر نے حیرت زدہ ہو کر عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ میں تو رام ہو گیا اور شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ صفوان اور میرے مابین یہ قرارداد راز دارنہ معاملہ کی ایک اعلیٰ ترین مثال

ہے، میرے اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس درجہ پر سربستہ راز سے آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا۔ پس میں اللہ تعالیٰ پر اور آپ کی نبوت و رسالت پر سچے دل سے ایمان لاتا ہوں۔" اس کے بعد حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ واپس ہو گئے اور جا کر دعوت دین میں مصروف ہو گئے جس کے نتیجے میں جن کو توفیق الٰہی ہوئی مسلمان ہو گئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم، طبرانی﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مطعم زندہ ہوتے اور وہ مجھ سے گرفتارانِ بدر کے بارے میں کہتے تو میں قیدیوں کو رہا کر دیتا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کرنے آیا، آپ ﷺ اس وقت صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے۔ میں نے جب آپ ﷺ کی زبان سے سنا: اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌo مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍo (سورۃ الطور) ترجمہ: "بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونے والا ہے، اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔"

﴿ابونعیم﴾

غزوۂ غطفان کے موقع پر معجزات کا ظہور

محمد بن زیاد، ضحاک بن عثمان اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رحمہم اللہ وغیرہ بہت سے راویوں نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی کہ غطفان کے لوگ ذی امر میں جمع ہوئے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور یہ اجتماع دعثور بن حارث کی قیادت میں ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ چار سو پچاس صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے تو وہ بدوی لوگ پہاڑیوں میں روپوش ہو گئے اور آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ذی امر میں ٹھہر گئے۔ اس موقع پر کثرت سے بارش ہوئی اور رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور بارش کا پانی آپ ﷺ کے کپڑوں سے ٹپکنے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وادی کے ایک درخت کے پاس جا کر کپڑے اتارے اور نچوڑ کر خشک ہونے کیلئے پھیلا دیئے اور خود زیر درخت لیٹ گئے، بدوی پہاڑ کی چٹانوں میں سے دیکھ رہے تھے، انہوں نے اپنے قائد ابن حارث سے کہا:

> "اے دعثور! تو ہمارا سردار اور ایک قوی و بہادر شخص ہے، اس وقت تو محمد (ﷺ) پر قابو پا سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے ہمراہیوں سے دور ہیں۔"

دعثور نے اپنی تلوار لی اور اپنی سرداری کا بھرم رکھنے کیلئے چلا آیا، یہاں تک کہ تلوار کھینچ کر حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو آیا اور کہا: اے محمد (ﷺ) تم کو اس وقت مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے بڑے پروقار لہجے میں فرمایا: "اللہ"

اسکے اعصاب میں لرزش ہوئی اور دل میں دہشت، ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر پڑی، آپ ﷺ نے تلوار اٹھالی اور اس کے سرکوزد میں لے کرفرمایا: ''تجھے بھی ہے کوئی بچانے والا؟'' دعثور نے عاجزانہ نیازمندی کے لہجے میں جواب دیا: اے اعلیٰ ترین انسان کوئی بھی نہیں۔'' پھراس نے توحیداور رسالت کا اقرار واعتراف کیا اور کلمہ شہادت ''اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ'' صدق دل سے پڑھا حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی تلوار کو واپس کر دیا اور وہ بھی اجازت لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا۔

خانہ بدوش بدوؤں نے کہا: ''افسوس ہے کہ تو جا کر کھڑا ہوا، کچھ باتیں بنائی ہوں گی اور پھر لوٹ آیا، حالانکہ تو مسلح تھا اور وہ بحالت آرام بے خبر تھے۔ دعثور نے کہا: ''اے ملامت کرنے والو! مجھے جو کچھ میں نے دیکھا اور جس حالت سے مجھ کو سابقہ پڑا، کاش تم لوگ اس کا کچھ اندازہ کر سکتے۔'' لوگوں نے پوچھا: ''ہمیں بتاؤ'' دعثور نے بتایا: ''جب میں تلوار کھینچے محمد (ﷺ) کے قریب پہنچا تو دفعتہً ایک گورے رنگ کا لمبے قد والا شخص جس کا چہرہ بھی پر جلال تھا نمودار ہوا اور اس نے میرے سینے پر مکا مارا اور میں نیچے گر پڑا۔

✡ بھائیو! خدائے واحد نے ان کو بچایا ہے بے شبہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔''

﴿واقدی﴾

یہود کی عہد شکنی اور جلاوطنی:

یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے تین واسطوں سے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی کہ غزوۂ بدر کے چھ ماہ بعد رسول اللہ ﷺ نے یہود کا محاصرہ کیا۔ حتی کہ وہ جلاوطنی پر راضی ہو گئے، انہیں اجازت دیدی کہ منقولہ جائیداد میں سے اونٹوں پر جتنا اور جس قدر لے جا سکو لے جاؤ، البتہ اسلحہ کے لے جانے کی ممانعت کر دی تھی، پھر وہ شام چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہود کے اس غلط پندار کے بارے میں کہ ہم عالم اور کتاب آسمانی یعنی توریت موسوی کے وارث ہیں اور اس وجہ سے ہم مسلمانوں سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دلیل کا جواب قرآن کریم میں عنایت فرمایا ہے:

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰتہَ، اِلٰی قَوْلِہٖ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَo

﴿سورۃ الجمعۃ﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نضیر کے اموال ''فی'' کی قبیل سے تھے اور اموال فی خاص رسول اللہ ﷺ کے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے اہل وعیال کا سالانہ خرچ اس سے

چلاتے اور جو کچھ بچتا اس کو فی سبیل اللہ استعمال فرماتے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

موسیٰ بن عقبہ زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کلابیوں کی دیت میں ان سے مدد حاصل کرنے کیلئے بنونضیر کی طرف گئے، بنونضیر کے یہودیوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا:

''ابوالقاسم ﷺ! آپ تشریف رکھیں، ہمارے ساتھ کھانا کھائیں اور ہماری جانب سے امداد وتعاون کی رقم لے کر تشریف لے جائیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر کیلئے ٹھہر گئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ ایک عمارت کے سائے میں بیٹھ گئے ادھر بنونضیر نے موقع کو غنیمت سمجھ کر مشورہ کرکے طے کیا کہ فلاں یہودی عمارت کی چھت پر چڑھ کر حضور نبی کریم ﷺ کے سر پر پتھر گرادے، اس طرح آپ ہلاک ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی ان کے منصوبے سے آگاہ کر دیا اور آپ اٹھ کر چلے آئے۔ بعدازاں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو، جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔''

ان کی بار بار کی اور مسلسل ریشہ دوانیوں سے تنگ آ کر حضور نبی کریم ﷺ نے یہود کو مدینہ سے نکلنے کا حکم دیا۔ منافقین مدینہ نے یہود کو اپنے تعاون و امداد کی پیشکش کی اور کہا جنگ و صلح میں ہم ایک ہیں اور متحد ہیں، یہود نے اس امداد کو خوش آمدید کہا اور حضور نبی کریم ﷺ سے کہہ دیا کہ ہم اپنے وطن اور دیار کو گھر بار کو نہیں چھوڑ سکتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے محاصرہ کرلیا، مکانات گرا دیئے اور باغات کو کاٹ کر آگ لگا دی۔ منافقین نے یہود کے ساتھ بھی نفاق کا رویہ اختیار کیا اور کوئی امداد نہیں کی چنانچہ یہود نے اب خود مدینہ چھوڑ دینے کی درخواست کی اور حضور نبی کریم ﷺ نے علاوہ ہتھیاروں کے قابل منتقلی سامان کو اونٹوں پر ہمراہ لے جانے کی اجازت دیدی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ سے اٹھ کر بنونضیر کی طرف گیا تھا کہ اسی موقع پر عمرو بن سعدی آیا اور کھنڈرات دیکھ کر بنی قریظہ کی طرف گیا اور کہا: میں عبرت کے مناظر دیکھ کر آ رہا ہوں۔ میں نے بزرگی اور شرافت، علم وعزت اور برتری وعظمت کے بعد اپنے بھائیوں کے محلات کی جگہ کو ویران، سنسان اور وحشت ناک صورت میں دیکھا، وہ اپنے اموال و جائیداد کو چھوڑ کر ذلت وخواری کے ساتھ نکل گئے اور اللہ تعالیٰ کسی قوم پر یہ ذلت وخواری بغیر کسی وجہ کے مسلط نہیں کرتا۔ میرا مشورہ مانو تو چلو ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعوتِ اسلام قبول کرلیں، خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہیں۔

﴿واقدی﴾

ابن الہیبان ابو عمرو اور ابن جواس دونوں نے جو کہ یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی نبوت اور آنے کی بشارت دی اور یہ دونوں یہودی بزرگ اپنے وطن بیت المقدس کو چھوڑ کر اس بے آب و گیاہ علاقہ میں آ گئے تھے اور ان ہی نبی مبشر کے انتظار میں یہ سب کچھ وہ کر رہے تھے، ان دونوں بزرگوں کا سلام ان نبی کو پہنچائیں، پھر وہ دونوں فوت ہو گئے، اور ہم نے ان کے جسموں کو اسی سنگلاخ زمین میں دفن کر دیا۔ عمرو کی یہ ترغیب سن کر زبیر بن باطا نے کہا: میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف باطا کی اس کتاب توریت میں پڑھے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور ان نسخوں میں موجود نہیں ہے، جو ہمارے پاس اب ہیں اور ہم جنہیں پڑھتے ہیں۔ یہ سن کر اس سے کعب بن اسد نے کہا: ''پھر کون سے اسباب اور وجوہ ہیں جو تم کو ان نبی کی اطاعت سے روکے ہوئے ہیں؟'' اس نے کہا: ''بس تم مانع ہو!''

کعب نے پرزور لہجے میں کہا: ''یہ تم کس طرح کہتے ہو، میں تو تمہارے اور ان کے درمیان کبھی حائل نہیں ہوا۔'' زبیر نے کہا: ''تم ہی ہمارے پیش رو ہو، اگر تم ان کی پیروی کر لو تو پھر ہمارے لیے آسان ہو جائے اور کوئی رکاوٹ نہ رہے۔'' اس کے بعد عمر بن سعدی کعب کے روبرو کھڑا ہوا، اور اس سلسلے میں دونوں کے درمیان سخت کلامی ہونے لگی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو نضیر کے محاصرہ کے زمانہ میں جبکہ وہ طویل ہو گیا تھا، ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، حضور نبی کریم ﷺ اس وقت سر دھو رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ''عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ'' اے اللہ کے نبی! مسلمان اتنی جلدی ملول ہو گئے اور ہم نے تو اب تک اپنے جسموں سے ہتھیار نہیں اتارے ہیں، جب سے آپ نے ان کا محاصرہ کیا ہے۔ اٹھئے اور اپنے ہتھیاروں کو لگائیے، خدا کی قسم! میں ان کو کچل دوں گا جیسا صاف پتھر پر انڈا کچلا جاتا ہے، تو ہم نے ان پر چڑھائی کی اور فتح عطا ہوئی۔

﴿ابو نعیم﴾

کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی اور اسلام کی ہجو کرنا بالآخر واصل جہنم ہونا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان صحابہ کرام کے ساتھ ''بقیع الغرقد'' تک تشریف لے گئے، جن کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے روانہ فرمایا تھا، اور حضور نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی: بسم اللہ کہہ کر جاؤ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی کہ اے خدا ان کی مدد فرما۔

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، احمد، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن معقب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ارس رضی اللہ عنہ کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے سلسلے میں ایک زخم آ گیا، جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا، اس کے بعد زخم میں تکلیف نہ رہی، (اسی حدیث کو واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

غزوۂ احد میں معجزات کا ظہور

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا میں نے مکہ سرزمین نخلستان کی طرف ہجرت کی ہے، تو میں نے خیال کیا کہ شاید یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی، مگر وہ سرزمین نخلستان، مدینہ کی سرزمین تھی۔ اس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا: ''میں نے تلوار کو گھمایا تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی۔'' اس کی تعبیر یوم احد کی مصیبت ہے، اسی سلسلہ میں خواب میں پھر ''میں نے اسی شکستہ تلوار کو گھمایا تو وہ تلوار بہت اچھی درست حالت میں ہوگئی۔'' تو یہ بات وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں ہم کو فتح یاب فرمایا اور مسلمان پھر مجتمع ہوگئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے اس خواب میں ایک گائے بھی دیکھی اور دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے خیر بھیجی ہے، گائے سے مراد تو وہ عجلت ہے جو یوم احد مسلمانوں میں پیدا ہوگئی تھی اور وہ خیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی، اس سے مراد وہ حقیقی خیر و ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ نے یوم احد کے بعد ہمیں مرحمت فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے موقع پر جب مشرکوں کے آنے کی اطلاع ملی تو رسول اللہ ﷺ کا خیال تھا کہ مدینہ ہی میں رہا جائے اور یہیں مشرکین سے جنگ کی جائے، مگر جو لوگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے وہ چاہتے تھے کہ مدینہ سے باہر آگے جا کر دشمنوں کو روکا جائے، اور وہیں جنگ کی جائے اور وہ لوگ برابر اپنی بات پر اصرار کرتے رہے، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جسم پر ہتھیار لگائے اور لشکر اسلام کو کوچ کا حکم دینے لگے تو پھر وہ لوگ شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے:

''اے اللہ کے برگزیدہ رسول ﷺ! آپ کا خیال درست اور آپ کی رائے وقیع ہے، آپ مدینہ سے باہر نہ جائیے اور یہیں جنگ کیجئے۔''

فرمایا: ''مسلمانو! کسی نبی کیلئے سزاوار نہیں کہ اپنے جسم پر ہتھیار لگانے کے بعد اس سے پہلے ہی اتار دے کہ ابھی جنگ اور اس کا انجام سامنے نہ آیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دن جسم اقدس ہتھیار باندھنے سے پہلے گفتگو کے دوران فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک محفوظ قلعہ میں ہوں تو اس کی تعبیر مجھے یہی ملی ہے کہ وہ محفوظ قلعہ مدینہ منورہ ہے اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں ایک دنبہ کا تعاقب کر رہا ہوں تو میں نے دنبہ (کبش) سے مراد سردار لشکر لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار ذوالفقار میں رخنہ آگیا ہے تو میں نے اس سے مراد یہ لی کہ تم میں رخنہ پڑ گیا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں ایک گائے ذبح کر رہا ہوں تو گائے خدا کی قسم خیر ہے۔

﴿احمد، بزار، طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں

ایک کیش کے پیچھے ہوں اور میری تلوار کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ میں قوم کے کیش (سردار) کو قتل کروں گا اور اپنی تلوار کے کنارے ٹوٹ جانے کی یہ تعبیر لی کہ میری عترت میں سے کوئی شہید ہوگا، چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے طلحہ مجمی کو قتل کیا کہ وہ لشکر کفار کا علم بردار تھا۔

﴿احمد، بیہقی، بزاز، حاکمی﴾

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ اکثر علمائے حدیث کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تلوار کے سلسلے میں جو بات خواب میں مشاہدہ فرمائی تھی وہ، وہ صدمہ تھا جو جنگ احد میں آپ کے چہرۂ انور کو پہنچا۔

﴿بیہقی﴾

گستاخ ابی بن خلف واصل جہنم:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابی ابن خلف نے جب اپنا فدیہ ادا کیا تو اس نے کہا: میں اپنے گھوڑے کو سولہ رطل دانہ کھلاؤں گا اور (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کے قتل کے موقع پر اس کو استعمال کروں گا، آپ کے سامنے جب اس کا ذکر ہوا تو فرمایا: انشاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔

پھر احد کے موقع پر ابی بن خلف زرہ اور خود اور دوسرے اسلحہ وسامان حفاظت سے لدا ہوا گھوڑے پر سوار ہوا اور کہنے لگا کہ ''محمد (ﷺ) اگلی مرتبہ تو بچ گئے مگر اب کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔''

احد کا میدانِ کارزار گرم تھا کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب گھوڑا دوڑایا، اس کے تیور دیکھ کر جان نثاران رسول اللہ ﷺ نے اس کو ذائقہ موت چکھانا چاہا مگر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا راستہ چھوڑ دو اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے جسم پر خود اور زرہ کے درمیان ترقوہ پر نیزے کی اَنی کا چرکا لگایا، ابی زخمی ہوکر گھوڑے سے نیچے گرا اور مکہ مکرمہ تک زندہ نہ پہنچ سکا۔ راستے میں ہی دم توڑ دیا۔ ابی بن خلف جب زخمی ہوکر گرا تو اس کے کچھ ساتھی اسے پوچھنے آئے مگر وہ بیل کی طرح ڈکرا رہا تھا، انہوں نے کہا کہ کیوں اتنا شور مچا رہا ہے، تجھے تو ایک معمولی سی خراش آئی ہے، تو اس نے ان سے رسول خدا ﷺ کے اس ارشاد کا ذکر کیا کہ ''میں ابی کو قتل کروں گا۔'' اس کے بعد اس نے کہا: قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو تکلیف مجھ پر گزر رہی ہے اگر وہ اہل ذی المجاز پر ہوتی تو وہ سب کے سب مر جاتے اور اسی طرح مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں مرگیا۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اسی روایت کو عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بروایت ابی شہاب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ماتحت تیراندازوں نے دیکھا کہ تمام مشرکین میدان چھوڑ گئے تو انہوں نے کہا: غنیمت اے لوگو غنیمت! مسلمان بھائی غالب آگئے، تم کس انتظار میں کھڑے ہو؟ بس اب چلو غنیمت لوٹیں۔'' حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم رسول اللہ ﷺ کی تاکید کو بھول گئے

کہ آئندہ حکم ملنے تک اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔

انہوں نے کہا: ''جنگ ختم ہو چکی ہے اب ضرورت نہیں ہے، ہم کو مال غنیمت ضرور لوٹنا چاہیے۔''
جب وہ وہاں سے ہٹے تو مشرکوں کے منہ پھر گئے اور وہ بھاگنے والے مقابلے پر آ گئے اور پھر صورتحال بدل گئی، یہی وہ صورتحال ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ

﴿سورۂ آل عمران﴾

یہ رسول تم کو آخرت کی طرف بلاتے ہیں، اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس بارہ افراد کے سوا کوئی اور نہیں تھا اور ہم میں سے ستر افراد شہید ہو گئے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکوں کو مبتلا کیا تھا اور ستر مشرکین قید ہوئے اور ستر مشرکین مارے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی نصرت جیسی جنگ احد میں ہوئی تھی ایسی کسی جگہ نہیں ہوئی۔ لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا انکار کرنے والوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ یوم احد کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ

ترجمہ: ''اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جس کا مطلب قتل ہے۔ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ (سورۂ آل عمران) ''کہ جب تم نے بزدلی کی۔'' (اس سے مراد وہی تیرانداز ہیں۔)

اس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تیراندازوں کو ایک جگہ قائم کر کے فرمایا: ''تم ہماری پشت کی حفاظت کرنا اگر تم یہ بھی دیکھو کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم غنیمت جمع کر رہے ہیں، تب بھی تم ہمارے شریک آ کر نہ بننا، جب رسول اللہ ﷺ غانم ہوئے اور مشرکوں کے لشکر کو تہہ و بالا کر دیا تو تمام تیرانداز لشکر میں آ کر مال غنیمت حاصل کرنے لگے اور وہ تیرانداز رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صفوں میں شامل ہو کر ان سے گھل مل گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر بتایا اور ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے۔ جب تیراندازوں نے اس جگہ کو خالی کر دیا، جہاں ان کو متعین کر دیا گیا تھا، تو اس جگہ یعنی نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی پشت سے مشرکوں کے تھوڑے سے سوار داخل ہو گئے، ایسی حالت میں بعض نے بعض کو قتل کیا اور مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کیلئے ان کا ابتدائی پہر (کامیابی کا پہر) تھا، یہاں تک کہ مشرکوں کے ساتھ یا نو علمبردار مارے گئے، اس وقت شیطان نے آواز لگائی: ''قُتِلَ مُحَمَّدٌ'' (نعوذ باللہ) اس آواز کے صحیح ہونے میں کسی نے شبہ نہیں کیا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ، سعدین کے درمیان

ظاہر ہوئے اور ہم نے آپ کے جھک کر چلنے کے سبب سے پہچانا، اس وقت ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اب تک جو مصیبت ہمیں پہنچی تھی گویا ایسا معلوم ہوا کہ کوئی مصیبت ہی نہیں پہنچی۔ حضور نبی کریم ﷺ ہماری طرف بلندی پر صعود فرما رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب شدید ہوگیا ہے۔ جس قوم نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے روئے تاباں کو لہولہان کیا ہے اور دوسری مرتبہ آپ نے فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ لَیْسَ لَھُمْ ان یَّعْلُوْنَا'' ترجمہ: ''الٰہی ان کیلئے سزاوار نہیں کہ یہ ہم پر غلبہ پائیں۔''

﴿احمد، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ جبرئیل و مکائیل علیہم السلام کی محافظت میں:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یوم اُحد میں میں نے رسول اللہ ﷺ کی داہنی اور بائیں جانب سفید لباس میں دو شخصوں کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے شدید لڑائی لڑ رہے تھے، میں نے ان دونوں شخصوں کو نہ اس سے پہلے دیکھا، نہ اس کے بعد دیکھا، یعنی یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے کہ بدر کے سوار فرشتوں نے کسی اور جگہ (جنگ میں) قتال نہیں کیا اور کہا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ فرشتوں نے یوم اُحد مسلمانوں کی طرف سے قتل نہیں کیا، جبکہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر قائم نہ رہے، اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے آیت کریمہ: ''بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْ'' (سورۂ آل عمران) ترجمہ: ''ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو۔'' کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ انہوں نے صبر نہیں کیا اور پھیل گئے تو ان کی مدد نہیں کی گئی۔ (اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر و تقویٰ پر مسلمانوں سے پانچ ہزار نشان فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کا وعدہ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا بھی! مگر جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی اور اپنی صفوں کی جگہ کو چھوڑ دیا اور دنیا کا ارادہ کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد کو اٹھالیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب مشرکین میں بھگدڑ مچ گئی اور تیر اندازوں نے جگہ چھوڑ کر مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کر دیا تو مشرکین پلٹ پڑے اور ان کو شہید کرنا شروع کر دیا، مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہوگئیں اور ان کی چکی چلنے لگی۔ ہوا حائل ہوگئی اور وہ پلٹ کر چلنے لگی حالانکہ اس سے قبل صبا چل رہی تھی۔ ابلیس نے منادی کر دی کہ (معاذ اللہ) محمد (ﷺ) قتل کر دیئے گئے اور اس طرح مسلمان آپس میں مل گئے اور غیر شعوری طور پر اپنوں ہی کو قتل کرنے لگے۔

جلدی اور دہشت میں بغیر امتیاز کے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو لشکر اسلام کے علمبردار تھے اس گیرودار میں شہید ہو گئے تو ایک فرشتے نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی صورت میں علم کو پکڑ لیا، اس دن فرشتے تو موجود تھے مگر انہوں نے قتال نہیں کیا۔

﴿ابن سعد﴾

فرشتوں کا مدد کرنا:

محمود لبید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا اس وقت حضور ﷺ ایک گھاٹی میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا: ''میں نے ان کو پہاڑ کے پہلو میں دیکھا ہے۔'' یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ فرشتے کافروں سے قتال کر رہے ہیں۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو میں نے ان کے پاس (مشرکوں) سات لاشوں کو پڑا پایا۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ کو فتح مندی عطا کرے گا۔ ان سب کو تم نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو اور اس کو تو میں نے قتل کیا ہے۔ (لاشوں کی طرف اشارہ کر کے کہا) اور بقایا کو اس نے قتل کیا ہے۔ جس کو میں نے نہیں دیکھا! یہ سن کر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔

﴿طبرانی، ابن سعد، ابن عساکر﴾

محمد بن شرجیل بمندری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یوم احد میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ علم کو اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا تو بائیں ہاتھ میں علم لے لیا۔ اس وقت ''**وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل**'' ان کی زبان پر تھا، ان کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا۔ لیکن انہوں نے علم کو گرنے نہیں دیا اور اپنے دونوں بازوؤں سے جن سے خون کے سوتے جاری تھے، پرچم اسلام کو سینہ سے لگا لیا۔ اس کے بعد وہ شہید ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جب کٹ کر گرا تو اس وقت شدت تکلیف سے کلمہ ''آہ'' ان کی زبان سے نکلا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے طلحہ! اگر تم اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو تم کو فرشتے اٹھا لیتے اور لوگ اس منظر کو دیکھتے ہوتے اور تم فضائے آسمانی میں گم ہو جاتے۔

﴿نسائی، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن عون رضی اللہ عنہ حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہٹ کر لوگ پھیل گئے اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑے ہوئے تیر اندازی کرتے رہے تھے اور ایک جوان ان کو تیر دے رہا تھا، جب کوئی تیر ان کی

طرف آتا تو وہ اس تیر کو پکڑ کر انہیں دے دیتا اور کہتا اے ابو اسحاق تیر پھینکو! جب جنگ سے فراغت ہوئی تو لوگوں نے اس جوان کو تلاش کیا مگر وہ کسی کو نہیں ملا اور کوئی اس کے بارے میں نہ جان سکا۔

﴿ابن سمان، بیہقی، ابن عساکر﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ قریش ایک اونچی پہاڑی پر چڑھ گئے یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا خدایا! انہیں سزاوار نہیں کہ یہ ہم سے اونچے ہوں، اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور مہاجرین کی ایک جماعت نے ان کے ساتھ مقاتلہ کیا اور یہاں تک کہ ان کو پہاڑی سے اتار دیا اور مسلمانوں میں جو انتشار اور پراگندگی پیدا ہوگئی تھی وہ دور ہوگئی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اوس اور خزرج ایک دوسرے پر اظہار فخر کر رہے تھے۔ خزرجیوں نے کہا:

''ہم میں چار افراد ایسے ہیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جمع قرآن کا کام انجام دیا۔ یعنی حضرت معاذ، زید، ابی اور ابوزید (رضی اللہ عنہ)۔''

☆ اوس کے لوگوں نے مقابلے میں کہا:

''ہم میں ایک شخص ایسا ہے جس کے لیے عرش جنبش میں آ گیا اور وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک شخص وہ ہے کہ جس کی شہادت کو دو شہادتوں کے برابر قرار دیا اور وہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم میں ایک صاحب ایسے ہیں جو غسیل الملائک ہیں اور وہ حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿ابویعلیٰ، بزار، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بہ حالت جنب احد میں شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن جب میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کی بہن یعنی میری پھوپھی رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے لیے نہ روؤ، یا پھر فرمایا ان کے لیے کیوں روتی ہو، فرشتے ان کو اپنے بازوؤں میں چھپائے رہے، جب تک تم نے ان کو نہ اٹھایا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

عاصم بن عمر بن قتادہ، محمود بن لبید رحمہما اللہ سے انہوں نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی کہ ان کی آنکھ کو یوم احد صدمہ پہنچا اور وہ نکل کر رخساروں پر آ گئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح (روشن) ہوگئی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا یوم احد رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کی حفاظت کرتے ہوئے میرے چہرے پر تیر لگا اور یہ آخری تیر تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کی طرف پھینکا گیا، جسے میں نے ہاتھ پر لے لیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے آنکھ کو میرے ہاتھ پر دیکھا تو چشمان اقدس نم

ہو گئیں اور فرمایا الٰہی! قتادہ کو محفوظ رکھ جس طرح کہ اس نے اپنے چہرے سے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا ہے اور اس کی آنکھ کو دوسری آنکھ سے زیادہ حسین اور تیز نظر بنا دے۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن مجھے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا اور ہدایت فرمائی اگر وہ مل جائیں تو ان کو میرا اسلام کہنا اور پوچھنا کہ تم نے معاملات خداوندی کو کیسا پایا۔ میں ان کو شہدائے احد میں تلاش کرتا ہوا، ایسے عالم میں پہنچا کہ ان کی جان لبوں پر تھی، ان کے جسم پر تیر، تلوار اور نیزوں کے ستر زخم تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بے انتہا کرب اور تشنگی کی حالت میں کہا تم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنا۔

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟ میں اس حال میں ہوں کہ جنت کی ہوائیں میرے لیے آ رہی ہیں۔'' اور میرے مدنی انصاری بھائیوں سے کہنا کہ ''اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جان فدا کرنے میں سستی بھی ہوگئی، تو اس کے لیے بارگاہ الٰہی میں کوئی عذر نہ چلے گا'' یہ پیغامات دینے کے بعد ان کے مجروح جسم سے روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں بیان کیا کہ انہوں نے احد کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: افسوس کہ میں بدر کے موقع پر پیچھے رہ گیا تھا، باوجود کہ میں شرکت بدر کے لیے بہت حریص تھا۔ آپ نے میرے لڑکے کی بدر میں شرکت کے لیے قرعہ اندازی فرمائی، اس کا نام نکل آیا، وہ شریک ہوا اور مرتبہ شہادت پایا۔ آج رات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ

> ''وہ نہایت اچھی صورت میں ہے اور انہار جنت اور سبزہ زار جنت میں مصروف گل گشت ہے، اس نے مجھے دیکھ کر کہا: والد محترم! میرے پاس آ جایئے! ہم دونوں ان آرائش گاہوں میں رہیں گے۔ میں نے ان سب وعدوں کو پالیا جن کی خبر مجھ کو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملی تھی۔''

تو اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم! میں خواب کے بعد سے اپنے بیٹے کی رفاقت کا امیدوار ہوں۔ براہ کرم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے میری شہادت کے لیے دعا فرما دیجئے اور جنت میں اس کی رفاقت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور وہ احد کے روز شہید ہوئے۔

﴿بیہقی﴾

شوق شہادت

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی کو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے احد سے ایک روز پہلے یہ دعا مانگتے سنا:

''اے اللہ تعالیٰ! کل وادی احد میں جب معرکہ کارزار گرم ہو تو ایک بہت صاحب قوت کافر سے مجھے لڑوا دینا وہ سینے پر چڑھ کر مجھے قتل کرے، پیٹ چاک کر دے، میرے ناک کان کاٹ لے۔ پھر اے میرے پروردگار! میں تیرے حضور اس حالت میں پہنچوں تو پھر تو مجھ سے پوچھے کہ یہ کس وجہ سے ہوا ہے؟ تو میں عرض کروں کہ یہ تیری راہ میں ہوا ہے۔ دوسرے دن جب جہاد کیا گیا تو دشمنوں نے ان کے ساتھ ان کی دعا کے مطابق عمل کیا اور ان کے اعضاء کا مثلہ کیا گیا۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد کی شہادت:

حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن جب رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے زخموں کو چاٹ کر صاف کیا اور جب ان سے کہا گیا خون کو تھوک دو، تو انہوں نے کہا: میں حضور نبی کریم ﷺ کے خون کو کبھی نہ تھوکوں گا، اس کے بعد وہ لڑنے میں مصروف ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی جنتی شخص کو دیکھنا چاہے تو وہ مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ پھر وہ شہید ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

عہد شکنی کی سزا:

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے قیدیوں میں جن لوگوں کو بغیر فدیہ کے چھوڑا گیا، ان میں سے ایک ابوعزہ جمحی تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو اس کے بیٹے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا اور اس سے عہد لیا گیا تھا کہ آئندہ کبھی جنگ میں شریک نہ ہو گا۔ مگر اس نے عہد شکنی کی اور لشکر کفار کے ساتھ احد میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ قتل اور واپسی کے بجائے اس کی حراست عمل میں آئے۔ چنانچہ احد میں صرف ایک قیدی بنایا گیا اور وہ ابوعزہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرا دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے احد کے دن ارشاد فرمایا کہ ''آج کے بعد مشرکین اس طرح کی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔''

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن یعنی یوم اُحد کے بعد مشرکین ہم سے بازی یعنی غلبہ نہ لے سکیں گے، یہاں تک کہ ہم رکن کو بوسہ دیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معرکہ احد میں جب سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا انہیں ڈھونڈنے نکلیں، ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھ کیا

معاملہ ہوا ہے۔ تلاش کے دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ملے، ان حضرات سے دریافت کیا: ''حمزہ کہاں ہیں؟'' ان دونوں حضرات نے ایسا جواب دیا کہ جیسے وہ خود بے خبر ہیں، پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ تھا کہ میری پھوپھی جب اپنے بھائی کو اس حالت دیکھیں گی تو بے تاب اور بے قابو ہو جائیں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور دعا کی تو انہوں نے ''اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا اور بغیر آواز نکالے رونے لگیں۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عوف بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ احد میں یہ نذر مان کر آئی تھی کہ اگر میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر قابو پایا تو ان کے جگر کو نکال کر چباؤں گی، تو اس نے سید الشہداء اشجع دوراں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر کا پارچہ لے کر چبایا اور حلق سے اتارنا چاہا مگر نہ اتار سکی، تو اس نے اُگل دیا، جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آتش دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے کسی حصے کو بھی جلائے۔

﴿حاکم، ابن سعد، بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ قبل اسلام سوید بن صامت نے زیاد ابو مجذر کو ایک جنگ میں جبکہ وہ دونوں مقابلے پر آئے قتل کر دیا تھا، کچھ دنوں کے بعد مجذر نے اپنے باپ کے انتقام میں سوید کو قتل کر دیا۔ قتل اول سے دوم تک، یہ واقعات اسلام سے پہلے کے ہیں، پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو حارث بن سوید اور مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ دونوں اسلام لے آئے اور دونوں بدر میں شریک ہوئے تو حارث اپنے باپ سوید کے انتقال کیلئے مجذر کی گھات میں رہا مگر حارث، مجذر پر قابو نہ پا سکا۔ ایک سال بعد احد کا معرکہ آیا اور حارث اور مجذر مسلمانوں کے لشکر میں صف آراء ہوئے اور گھمسان کے رن کے موقع پر حارث مجذر کے پیچھے آیا اور اس کی گردن اڑا دی، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر خبر دی کہ حارث بن سوید نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے اور حکم پہنچایا کہ حارث کو قتل کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت سخت گرمی میں دوپہر کے وقت مدینہ منورہ کے مضافاتی علاقے قبا تشریف لے گئے، مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھی۔ باشندگانِ قبا نے جب یہ سنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو وہ سلام و نیاز کیلئے حاضر ہونے لگے۔ حارث بن سوید درس سے رنگی ہوئی چادر اوڑھے آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو عدیم بن ساعدہ کو بلا کر کہا کہ حارث بن سوید کو مسجد کے دروازے پر لے جا کر مجذر بن زیاد کے قصاص میں گردن مار دو، کیونکہ مجذر کو اس نے دھوکے سے قتل کیا ہے۔

حارث نے عرض کیا: مجھے اقرار ہے کہ میں نے مجذر کو قتل کیا ہے اور میرا یہ فعل ہرگز اسلام سے انحراف کی بناء پر نہ تھا اور نہ ہی اسلام کے حق ہونے میں مجھے کوئی شک وشبہ تھا، لیکن یہ قتل شیطان کے فریب اور نفس کی ادعاء کی بناء پر ہوا ہے اور میں اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس معصیت کے ارتکاب کی بنا پر استغفار کرتا

اور دیت ادا کرتا ہوں، یا پے در پے دو مہینے کے روزے رکھتا ہوں اور ایک غلام آزاد کرتا ہوں، جب اس نے اپنی پوری بات کر لی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عدیم! اسے لے جاؤ، اور گردن اڑا دو'' تو وہ لے گئے اور اس کی گردن مار دی، اس بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے:

یا حارب فی سنة من نوم اولکم ام کنت و یحک مغترا بجبریل

ام کیف بابن زیاد حین تقتله تغرة فی فضاء الارض مجهول

ترجمہ: ''اے حارث! تم زمانہ جاہلیت کی نیند میں غرق رہے اور اپنی عداوت میں تم نے ابن زیاد کو قتل کر دیا، تم پر افسوس ہے، تم حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وحی سے دھوکے میں رہے، اس وقت تمہاری کیا حالت تھی جب تم نے ابن زیاد کو دھوکے سے ایسی زمین میں قتل کیا جس میں کوئی مفر کی راہ نہ تھی۔''

﴿ابن سعد﴾

شہداءِ اُحد کے جسم چالیس سال بعد صحیح سلامت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا: میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بہ زمانہ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ ان کی قبر سے نکالا گیا تو ان کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں انہیں دفن کیا گیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے شہداء پر ایک مرتبہ اور نالہ وشیون کی آوازیں بلند ہوئیں، جس زمانے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کھدائی تو بہت سے لوگ قبر کھودنے پر مامور ہوئے اور انہوں نے بعض شہیدوں کو ان کی قبروں سے نکالا تو چالیس برس کے بعد بھی ان کی وہی حالت تھی، جیسی کہ احد کے روز دفن کے وقت تھی، نرمی سے ان کے جوڑ ذی روح اجسام کی طرح مڑ رہے تھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم پر کھدائی کے دوران کدال پڑ گیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اسی میں بہ طریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے مشائخ سے مروی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا ہاتھ زخم پر تھا، ہاتھ ہٹایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا، ہاتھ کو پھر وہیں رکھ دیا گیا تو خون رک گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں اس طرح دیکھا کہ گویا وہ خواب استراحت میں ہیں اور وہ یمنی چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا، اس کا ایک تار یا ایک ڈورہ تک نہ بدلا تھا اور جو چیز ان کے پاؤں پر ڈالی گئی تھی، اسی حالت اور صورت میں تھی۔ یہ پانی کی نکاسی کی غرض سے کھدائی ۴۰ ہجری میں ہوئی تھی۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے شہدائے احد کی قبور کی کھدائی کے بارے میں فرمایا کہ جب زیارت

شہداء کا عام مشاہدہ ہو چکا ہے تو ان کے ''احیاء'' کے بارے میں اب کسی منکر کو مجال انکار نہیں ہو سکتی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب قبروں کو کھودا گیا تو مٹی سے ایک لطیف خوشبو مثل مشک ہر طرف پھیل گئی۔

شہداء احد کے مزارات سے سلام کا جواب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب بارگاہ الٰہی میں ہیں، تو تم جاؤ اور ان کی زیارت کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت تک جو بھی ان پر سلام بھیجے گا، وہ ان کو سلام کا جواب دیں گے۔

﴿بیہقی﴾

❂ ابی فردہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن قبورِ شہداء کی زیارت کی اور فرمایا:

اللھم ان عبدک و نبیک یشھد ان ھولآء شھداء و انه من زارھم اوسلم علیھم الی یوم القیمة ردوا علیه

﴿حاکم، بیہقی﴾

عطاف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے میری خالہ نے بیان کیا کہ انہوں نے شہدائے احد کے مقابر کی زیارت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے ہمراہ صرف دو غلام تھے جو سواری کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں نے صاحبان قبورِ شہداء کو سلام کیا۔ میں نے اپنے سلام کا جواب سنا اور پھر آواز آئی: ہم تم کو اسی طرح پہچانتے ہیں، جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔

وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں لوٹ آئی۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فاطمہ خزاعیہ رحمۃ اللہ علیہا نے بیان کیا کہ میں نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی اور کہا: **"السلام علیک یا عم رسول اللہ"** (اے اللہ کے رسول کے عم محترم! آپ پر سلام ہو۔) تو میں نے اس کے جواب میں سنا: **"وعلیکم السلام و رحمة اللہ و برکاته"**

﴿بیہقی﴾

قبر سے تلاوت قرآن کی آواز:

ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے اس مال کے پاس پہنچنے کا ارادہ کیا جو بن میں تھا تو مجھے رات نے آ لیا اور میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن حزام رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس پناہ لے لی اور میں نے قبر سے قرأت کی آواز سنی۔ پھر جب میں لوٹا تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قرأت کرنے والے عبد اللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ شاید تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو قبض کر کے زبرجد و یاقوت کی قندیلوں میں رکھتا ہے، پھر ان کو جنت کے وسط میں لٹکا دیتا ہے، رات بھر کیلئے روحیں اپنے جسموں کے پاس آتی ہیں اور فجر تک رہتی ہیں، پھر اپنے مقامات پر واپس ہو جاتی ہیں۔

حَمْرَاءُ الْاَسَد کا معجزہ:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ابوسفیان نے عبدالقیس کے ان سواروں سے جو مدینہ جا رہا تھا کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بتا دینا کہ ہم ان پر پلٹ آنے والے ہیں تا کہ ہم ان کا قلع قمع کر دیں، جب وہ سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ابوسفیان کا پیغام دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اصحاب کرام نے کہا: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو انہوں نے کہا تھا: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ" اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہی کلمات کو پڑھا۔

فائدہ:

غزوہ احد سے فارغ ہو کر جب مشرکین کئی منزل دور چلے گئے تو انہوں نے سوچا اور آپس میں تبادلہ خیال کرنے لگے کہ "ہم نے حقیقتاً نا قابل تلافی حماقت کی ہے اور وہ یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طاقت کو توڑ دینے کا جو ہمیں سنہری موقع تھا اس سے فائدہ اٹھائے بغیر چلے آئے اور وادی احد میں شکست جب دے چکے تھے تو اس کے فوراً بعد بڑھ کر مدینہ کے گھروں اور عورتوں اور رہے سہے مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہیے تھا۔ کچھ کافروں نے کہا: اب لوٹ کر مدینہ پر حملہ کیے دیتے ہیں مگر ہمت نہ ہوئی۔ راستہ میں قریش مکہ کو عبدالقیس کا قافلہ ملا جو مدینہ کی طرف آ رہا تھا اس کے ذریعہ یہ ہوائی پیغام دینے پر اکتفا کیا جس کا ذکر اوپر متن میں ہے۔

ادھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اندیشہ تھا کہ یہ دشمن اسلام کہیں مدینہ پر نہ ٹوٹ پڑیں، اس لیے ابھی تھکے ماندے مسلمانوں نے ہتھیار بھی نہ کھولے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کے تعاقب میں چلو پس وہ اطاعت کیلئے کمربستہ ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حمراء الاسد تک گئے جو مدینہ سے آٹھ میل پر ہے۔ قرآن پاک میں اجمالاً اس طرح فرمایا گیا:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ط لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌo اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًاo وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُo

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: "وہ جو اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے انہیں زخم پہنچ چکا تھا ان کے نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کیلئے بڑا ثواب ہے، وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز۔" ﴿از مترجم﴾

مسلمانوں کی ایک جماعت پر بنی ہذیل کا حملہ اور معجزات کا ظہور:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹی سی جماعت کو دیکھ بھال کیلئے بھیجا اور اس جماعت پر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ جماعت مفوضہ خدمت انجام دینے کے سلسلہ میں عسفان اور مکہ کے درمیان تھی اور بنی ہذیل کو معلوم ہوا اور ایک سو سے زیادہ افراد مسلح ہو کر مسلمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نشاناتِ قدم پر چلتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے جماعت مسلمین کو پالیا اور محاصرہ میں لے کر کہا:

''ہم وعدہ کرتے ہیں اگر تم خود کو ہمارے حوالے کر دو گے تو پھر ہم تم سے نہ کسی کو قتل کریں گے نہ کوئی ایذا دیں گے۔''

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہم کافروں کے عہد اور ضمان میں آنا گوارا نہیں کر سکتے۔'' پھر دعا کی: ''اے ہمارے پروردگار! اس صورتحال کی خبر اپنے نبی ﷺ کو دیدے۔''

اسکے بعد کافروں نے تیراندازی شروع کر دی۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لڑتے رہے، بالآخر شہید ہو گئے اور تین مسلمان جن میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی باقی رہ گئے۔ ان حضرات کرام سے کافروں نے قول وقرار کے بعد لڑائی بند کر دی۔ جب کافروں نے ان پر قابو پالیا تو کمانوں سے چلوں کو اتار کر باندھ دیا۔ ان مسلمانوں میں سے ایک نے کہا: یہ ان کافروں کی پہلی خلاف ورزی اور دھوکہ ہے انہوں نے چند مسلمانوں کو قتل کر دیا اور حضرت خبیب وزید رضی اللہ عنہما کو مکہ میں لے جا کر فروخت کر دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا چونکہ بدر میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کو قتل کیا تھا، چند روز ابن حارث کی قید میں گزرے تھے، ایک روز گھر کے کسی فرد سے، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ایک استرہ کو دیکھ رہے تھے کہ اتفاقاً ایک چھوٹی بچی ان کے پاس چلی گئی، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے از راہِ شفقت بچی کو ران پر بٹھا لیا۔ بچی کی ماں نے دیکھا تو وہ لرز گئی۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اس عورت کے اضطراب کو سمجھ گئے اور انہوں نے کہا: اے خاتون! تم کو اندیشہ ہے اور خوف ہے کہ میرے پاس استرہ ہے اور بچی اتفاقاً میرے پاس پہنچ گئی ہے اب میں اس بچی کو قتل کر دوں گا، یہی بات ہے نا؟

بچی کی ماں کچھ نہ بولی، البتہ اس کی نگاہیں رحم طلب اور لطف کی ملتجی تھیں، چنانچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے یہ تاثر لینے کے بعد فرمایا: ''اے اس معصوم کی ماں! تو اطمینان رکھ، میں انشاء اللہ ہرگز ایسا نہیں کروں گا، مسلمان ایسا نہیں کرتے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بچی بھی تمام عرب اور قبائل عرب کی طرح آئندہ چند برسوں میں مسلمان ہو گئی تھی اور کہا کرتی تھی: ''میں نے ایسا عجیب اور اچھا قیدی کبھی نہ دیکھا اور میں نے ایسے زمانے میں کہ مکہ میں کسی کا بھی کوئی پھل نہ تھا اور ہمارا قیدی آہنی زنجیروں سے بندھا ہوا،

مگر بایں ہمہ ان کے پاس تازہ ترین انگوروں کے خوشے ہوتے، وہ انہیں کھاتے اور کبھی میں سامنے آجاتی تو کچھ مجھے بھی دے دیتے۔“

راوی حدیث نے فرمایا: وہ جنت کے انگور تھے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کی بھوک اور پیاس کو رفع کرنے کیلئے عطا فرماتا تھا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب ابن حارث اور اس کے اہل خاندان حرم سے لے کر چلے تو انہوں نے فرمایا: مجھے اتنا موقع دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور پھر انہوں نے نماز پڑھ کر اپنے رب سے دعا کی: ”اے اللہ! ان نافرمانوں، حد سے متجاوز ہونے والوں اور اسلام کے دشمن ظالموں کو گھیر لے اور پھر انہیں جدا جدا کر کے قتل کر دے اور اس درجہ سنگدل خاندان میں سے کسی ایک کو باقی نہ رکھ۔“

اسی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے قبل دعا کی تھی کہ اپنے پروردگار صورتحال کی خبر اپنے نبی کریم ﷺ کو دیدے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس واقعہ کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دی۔

بنی ہذیل کے کچھ لوگ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی نعش کو شناخت کرنے کیلئے ان کے قریب آنا چاہتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ بدر کے دن آپ ﷺ نے بہت سے سردارانِ قریش کو قتل کیا تھا، اور ہذیل والے اس کارنامہ سے قریش کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں سے مدافعت فرمائی اور وہ شناخت کیلئے آپ کی نعش کے نزدیک نہ پہنچ سکے۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

شہد کی مکھیوں کا لاش کی حفاظت کرنا:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہذیل کے لوگوں نے جب حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو ان کا ارادہ ہوا کہ آپ کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد قرشی مکی کے ہاتھ فروخت کر دیں، کیونکہ سلافہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میں نے عاصم پر قابو پا کر اس کو قتل کر دیا تو میں اس کے کاسہ سر میں شراب نوش کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مقتول فی سبیل اللہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی نعش کی حفاظت کیلئے شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت بریدہ بن سفیان اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب خاندان حارث کے لوگ قتل کرنے کیلئے جا رہے تھے، تو انہوں نے اپنے خدا سے عرض کیا:

”اے رب کائنات! میں نہیں سمجھتا کہ کسے قاصد بناؤں اور وہ میرا آخری سلام تیرے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جائے۔“

”پس اے واحد و بے ہمتا، الرحم الراحمین معبود! تو ہی اس کام کو کر دے۔“ خدا کی پیام رسانی دیکھیے، سرکار دو عالم ﷺ صحابہ کرام کے جھرمٹ میں تھے کہ معاً فرماتے ہیں: وعلیکم السلام

صحابہ کرام نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! کس کے سلام کا جواب عطا فرمارہے ہیں؟'' صحابہ کرام کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

''تمہارے بھائی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو کافر قتل کرنے کیلئے لے جارہے ہیں اور وہ ایک آخری سلام خلوص و محبت سے مجھے کررہے ہیں۔''

پھر وہ دار کے تختے پر دعا کیلئے قبلہ رو ہوئے، ایک شاہد نے بعد میں بیان کیا کہ جب میں نے ان کو طلب کرتے دیکھا تو میں زمین پر لیٹ گیا، اس واقعہ کو ایک سال نہیں گزرا تھا کہ بجز ان لوگوں کے جو زمین پر لیٹ گئے تھے، وہ سب مشرکین ہلاک ہوگئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بے موسم انگور:

ماویہ باندی سے روایت ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ مکہ میں میرے گھر میں قید کیے گئے۔ میں ایک روز ان کے پاس گئی تو میں نے ان کو ایک بڑے تروتازہ اور عمدہ انگوروں کے خوشے کو کھاتے دیکھا حالانکہ اس زمانے میں انگور کا موسم تھا نہ بازار میں اس کا کوئی دانہ۔

﴿ابن اسحاق﴾

میرے رب نے مجھے آگاہ کیا ہے:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد راویوں سے جن میں جعفر ابوابراہیم اور عبدالواحد بن ابی عون رحمہما اللہ وغیرہ شامل ہیں سے روایت ہے کہ ایک روز ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں قریش کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اے قریشیو! ایک عجیب مشکل مجھے درپیش ہے کہ جس کا کوئی حل میرے خیال میں نہیں آتا اور وہ مشکل یہ ہے کہ میں پوری قوم میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں پاتا جو مدینہ منورہ پہنچ کر محمد (ﷺ) کو قتل کردے اور بدر کے بعد میرے اندر اور میرے اندر کیا بلکہ پوری قوم کے اندر جو جذبہ انتقام جوجزن ہے وہ اس کارروائی کے بعد کچھ سرد پڑ جائے، حالانکہ وہ بغیر کسی اندیشہ اور خوف کے تنہائیوں میں اور بازاروں میں پھرتے ہیں۔''

اس کی یہ جذبات انگیز تقریر سن کر ایک اجڈ دیہاتی سفیان کے پاس آیا اور اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے بعد اس نے کہا:

''اے سردار! یہ کیا بڑی بات ہے، اگر تم تعاون کرو تو مدینہ پہنچتا ہوں اور محمد (ﷺ) کے قتل کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ میں تمہارے بھرپور اطمینان اور اطلاع کے طور پر یہ بتا دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ میں اس نوعیت کے کاموں کی انجام دہی کیلئے تمام گھاتوں اور پینتروں سے بالکل واقف ہوں اور میرے پاس ایک کرگس کے خافیہ کے انداز کا ایک مہلک خنجر بھی ہے۔''

ابوسفیان گفتگو کے دوران اس کے چہرے اور لہجے کا بہ غور جائزہ لیتا رہا تھا۔ اس نے جواب دیا:

''تو میرا دوست ہے، نہیں پوری قوم کا دردمند ہے لو۔'' پھر اس کو ایک تیز رفتار اونٹ اور سفر خرچ دیا اور مدبرانہ انداز میں نصیحت کے طور پر کہا: ''تو اپنے ارادہ کو بہر صورت پوشیدہ رکھنا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی مطلع ہو جائے اور محمد ﷺ کو جا کر بتا دے۔'' بدو نے اخفا اور راز داری کے خیال سے رات کو سفر کا آغاز کیا اور پانچ راتیں سفر کر کے چھٹے دن صبح کو ظہر الحرۃ میں آیا اور پھر وہاں سے مدینہ پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو بتایا یہ شخص نیت بد کے تحت یہاں آیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے ارادہ کے درمیان حائل ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:

اے شخص! کیا تو صحیح صحیح نہ بتائے گا کہ تو کون ہے اور کس ارادہ سے آیا ہے اگر تو نے صداقت بیانی اور راست گوئی سے کام لیا تو سچائی تجھے نفع دے گی اور اگر تو نے جھوٹ بولا تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میرے رب نے مجھے اس بات سے آگاہ کر دیا ہے جس کا تو نے ارادہ کیا ہے۔

بدو نے کہا: ''اے نادر انسان! مجھے موقع دیجئے اور میرے قول کو نادرست نہ سمجھئے۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سب کچھ بتا دیا گیا ہے اگر اس کیخلاف کہے گا، نادرست ہوگا۔ پس ہماری طرف سے اطمینان رکھ اور صحیح صحیح صورتحال بیان کر دے۔''

بدو نے پوری صورتحال بلاکم وکاست بیان کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تجھے امان دے چکا ہوں تو جا سکتا ہے مگر اس سے زیادہ بہتر تیرے لیے ایک شئے اور ہے؟ اس نے دریافت کیا وہ کیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ یہ کہ تو دل سے یقین اور زبان سے اقرار کر لے کہ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں اللہ کا رسول ہوں۔''

تو اس نے ایسا ہی کیا اور مسلمانوں کے زمرے میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا: ''میں لوگوں سے نہیں ڈرتا، میرا دل ہمیشہ قوی اور ارادہ مضبوط ہے، مگر یہاں آ کر جب آپ ﷺ پر نظر پڑی تو میرا فہم فاتر اور رہنمائی سے عاجز ہو گیا اور اپنے قلب میں مجھ کو ضعف معلوم ہونے لگا۔ حیرت ہے آپ ﷺ میرے ارادہ سے باخبر ہو گئے، حالانکہ میں تیز رفتار سانڈنی پر ہر ساربان کو پیچھے چھوڑتا ہوا آیا ہوں، اور میرے ارادے سے نہ کوئی باخبر ہے نہ میرا کوئی راز دار۔

ظاہر ہے کہ اس پر اسرار نوعیت کے معاملہ سے آپ ﷺ کا واقف ہونا اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوا ہے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا نگراں اور رکھوالا ہے اور یہی ایک بات اتنی بڑی بات ہے جو آپ ﷺ کی سچائی اور نبی برحق ہونے کی بین دلیل ہے۔''

ستر (۷۰) قراء کی شہادت کا واقعہ:

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا میرے والد بیان کرتے تھے کہ جب مسلمان بیر ومعونہ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے، تو ان سے عامر بن

طفیل نے پوچھا یہ کون ہے اور اس نے ایک شہید مقتول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ عمرو بن امیہ نے جواب دیا۔ یہ عامر بن فہیرہ ہیں۔ ان کا جواب سن کر عامر بن طفیل نے کہا: ان کو شہید ہونے کے بعد میں نے آسمان کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں ان کے اور زمین کے درمیان آسمان تک دیکھتا رہا، اس کے بعد ان کو روک دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب ان شہداء کی خبر پہنچی تو آپ نے صحابہ کرام کو ان کی شہادت کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

''اے ہمارے مہربان آقا! ہمارے بھائی کو ہماری شہادت کی اور نیز اس بات کی کہ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے، خبر پہنچا دے'' اور میں ان کی دعا کی مقبولیت کے سلسلے میں تم کو اطلاع دے رہا ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیجیں تا کہ وہ ہمیں قرآن سکھائیں۔ تو آپ ﷺ نے ان کے قبیلے کو تعلیم دینے کیلئے ستر انصاری قراء کو روانہ فرمایا، مگر ان لوگوں نے راستے ہی میں گھیر کر ان سب کو شہید کر دیا، ان قراء نے بہ وقت شہادت دعا کی:

''اے پروردگار! رسول اللہ ﷺ کو ہماری حالت کی خبر کر دیجئے۔'' عین اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''اے مسلمانو! تمہارے بھائیوں کو شہید کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان دستوں نے یہ دعا مانگی ہے:

''اللھم بلغ عنا نبینا ان قد لقیناک فرضینا عنک و رضیت عنا''

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ فرمایا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ''اے لوگو! تمہارے بھائیوں پر مشرکین حملہ آور ہو گئے ہیں اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے۔ ان کی دعا تھی:

اے رب! ہمارے حالات کی اطلاع ہمارے مسلمان بھائیوں کو کر دے اور بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے سایہ عاطفت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے تو میں تمہارے ان بھائیوں کی طرف رسول ہوں اور تمہیں خبر پہنچاتا ہوں کہ وہ خدا سے راضی ہو گئے اور خدا ان سے راضی ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھ سے مصعب بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بروایت ابوالاسواد رضی اللہ عنہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ حضرت منذر بن عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا اور کہا کہ عامر بن طفیل نے حضرت عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو؟

انہوں نے کہا: ہاں! تو اس نے انہیں ہمراہ لے کر شہیدوں میں چکر لگایا اور ان سے ہر ایک کے بارے میں معلومات لیتا رہا،

آخر میں دریافت کیا، کیا تم ان شہداء میں کسی کو غیر موجود پاتے ہو؟ جواب دیا کہ ہاں! میں ایک صاحب کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، ان میں نہیں پاتا اور ان کا نام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہے۔

اس نے پوچھا: وہ تم لوگوں میں کیسے تھے؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ ہم میں سب سے زیادہ صاحب فضیلت تھے۔ عامر نے کہا: کیا میں تمہیں ان کا حال بتاؤں؟ انہیں بھالا مارا گیا، پھر اسے نکال لیا تو ایک شخص ان کو اٹھا کر آسمان میں لے گیا اور وہ پھر مجھے نظر نہ آئے اور جبار بن سلمیٰ کلابی نے ان کو بھالا مارا تھا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ جب نیزے کی انی ان کے جسم کو توڑ کر اندر داخل ہوئی تو انہوں نے نعرہ مارا: ''فزت و اللہ''، یعنی قسم خدا کی! میں کامیاب ہو گیا۔

اس شخص نے کہا: اس کے بعد میں حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ مجھے اس مشاہدہ نے دعوت اسلام دی اور مجھ پر اسلام اور مسلمانوں کی صداقت اور ثبات و پامردی کا بہت گہرا اثر ہوا اور یہ ایک فطری اور قدرتی تاثر تھا، لہٰذا میں پورے اذعان و یقین کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔

اس کو نقل کرنے کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ممکن ہے کہ انہیں اٹھا لیا گیا ہو اور پھر رکھ دیا گیا ہو، اس کے بعد وہ مفقود ہو گئے ہوں اور اگر اس طرح روایت کو مان لیا جائے تو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عروہ رضی اللہ عنہ والی روایت سے تطبیق ہو جائے گی۔

ہم نے موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مغازی'' میں اس روایت کے ضمن میں دیکھا ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا جسم نہ پایا گیا اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ فرشتوں نے ان کو دفن کر دیا ہے۔

ایک اور روایت بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سند حضرت عروہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متصلاً ان لفظوں میں روایت کی کہ میں نے قتل کے بعد دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور میں نے ان کو آسمان و زمین کے درمیان دیکھا۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ پھر انہیں رکھ دیا اور متعدد سندیں تو یہی بتائی ہیں کہ آسمان پر لے جا کر ان کو پوشیدہ کر دیا گیا۔

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بروایت حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور کسی نے ان کے جسد کو نہیں پایا۔ فرشتوں نے ان کو روپوش کیا۔

غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر معجزات کا ظہور

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں گئے۔ واپسی کے دوران عضاۃ کے کثیر درختوں کی وادی کے درمیان حضور نبی کریم ﷺ کے قیلولہ کا وقت ہو گیا اور آپ سمرہ کے سایہ دار درخت کے سایے میں لیٹ گئے اور تلوار درخت میں لٹکا دی اور دوسرے لوگ جتھوں کی شکل میں اپنی اپنی پسند کے مطابق مختلف درختوں کے نیچے دراز ہو گئے اور ہم میں سے اکثر سو گئے کہ اچانک حضور نبی کریم ﷺ نے ہم کو بلایا، جب پہنچے تو آپ ﷺ کے پاس ایک صحرائی اجڈ (بدو) بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص نے میری تلوار اٹھائی اور پھر مجھے بیدار کر کے برہنہ تلوار دکھا کر کہنے لگا: اب کوئی ہے جو تم کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا: ''ہاں! اللہ تعالیٰ، تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی، اس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی اور وہیں بیٹھ گیا، اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو کچھ سرزنش نہیں فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خصفہ کے نخلستان میں غزوہ کیا۔ ایک وقت مسلمانوں کو غافل دیکھ کر اس جنگل کا ایک شخص جس کا نام غورث بن حارث تھا آیا اور تلوار سونت کر حضور نبی کریم ﷺ سے کہنے لگا: ''بولئے اب مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پھر اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس تلوار کو ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا: ''اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟'' اس نے کہا: آپ تلوار کا صحیح استعمال کرنے والے اور اس کے اہل ہیں۔

مطلب اس کا یہ تھا کہ مجھ کو کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ آپ ﷺ کے قابو میں ہوں مگر امید ہے کہ آپ ﷺ عفو و کرم سے کام لیں گے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ دیہاتی اپنے گاؤں میں چلا گیا اور جا کر لوگوں سے کہا: میں تمہارے پاس خیر الناس (بہت شفیق) کے پاس سے ہو کر آیا ہوں، اس کے بعد راوی نے نماز خوف کا ذکر کیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ ماہِ صفر میں تشریف لے گئے اور ایک درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا اور اپنی تلوار کو آپ ﷺ نے درخت سے لٹکا دیا۔ ایک بدوی آیا اور تلوار تان کر سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:

''اے محمد (ﷺ)! آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ'' یہ سن کر وہ کانپنے لگا اور تلوار رکھ کر چلا گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے ساتھ نخلستان میں ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکوں نے نماز کے دوران حملہ کا ارادہ کیا پھر ان میں سے کسی نے کہا کہ ابھی ٹھہر جاؤ، اس نماز کے بعد مسلمانوں کی ایک نماز اور ہے اور جوان کو اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے (نماز عصر) اس وقت ہم ان پر بھرپور حملہ کر دیں گے۔

اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور خبر دی تو پھر آپ ﷺ نے نمازِ خوف پڑھائی۔

﴿بیہقی﴾

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان لفظوں سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہینہ کے لوگوں پر غزوہ کر رہے تھے اور انہوں نے بہت بہادری سے ہمارا مقابلہ کیا۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی۔ مشرک کہنے لگے اگر ہم ان پر بہ حالت نماز دفعتہً ٹوٹ پڑیں، تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور پھر وہ کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ ان کی اگلی نماز ایسی آ رہی ہے، جوان کو اپنی اولادوں سے زیادہ محبوب ہے، پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہم کو بتا کر نمازِ خوف پڑھائی۔

ابو عیاش زرقی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان کے علاقے میں تھے اور مشرکوں پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نماز ظہر ادا کی۔ اس کے بعد مشرکین نے کہا: مسلمان ایسی حالت میں تھے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو اچانک نماز کی حالت میں ان پر حملہ کر دیتے، چنانچہ آیت خوف ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

انگلیوں سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ان کے قبول اسلام کے واقعہ میں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کیلئے تشریف لے گئے تو میں مشرکین کے رسالہ سواروں میں تھا اور رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب میں مقام اصفان میں تشریف فرما تھے تو میں حملہ کیلئے مسلمان لشکر کے سامنے آیا، مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے مقابلے کیلئے نہ کوئی کارروائی کی نہ اندیشہ اور خوف بلکہ آپ نے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی، ہم تمام مسلمانوں کو نماز میں مصروف پا کر حملہ کا ارادہ کرنے لگے تھے مگر پھر کچھ سوچ کر ہم ایسا کرنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس ارادے سے حضور نبی کریم ﷺ کو مطلع کر دیا اور اس کے بعد عصر کی نماز آپ ﷺ نے ''صلوٰۃِ خوف'' کے طریق پر پڑھائی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں گئے اور ایک وسیع میدان میں ٹھہرے۔ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور میں پانی کا آفتابہ لے کر آپ ﷺ کے پیچھے روانہ ہوا۔ ہم نے ہر طرف نگاہ دوڑائی کہ کوئی آڑ کی پوشیدہ جگہ مل

جائے تو ہمیں وادی کے کنارے دو درخت نظر آئے اور رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے قریب تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرا حکم مان۔'' تو وہ درخت نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل دیا، جس طرح کوئی اونٹ کو نکیل پکڑ کر لے جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ اسی طرح ایک دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی ٹہنیوں کو پکڑ کر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری فرمانبرداری کر۔'' تو وہ دونوں درخت مل گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بیٹھ گیا اور اپنے دل سے باتیں کرنے لگا۔ اچانک میری نظر اٹھی تو درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ توقف فرمایا اور اپنے سر مبارک سے داہنے اور بائیں اشارہ فرمایا، پھر روانہ ہوئے اور میرے پاس آئے اور فرمایا: اے جابر! کیا تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ کو دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: ''جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ'' پھر آپ نے فرمایا: ''تم ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور دونوں میں سے ایک ایک ٹہنی کاٹ لو اور ان دونوں ٹہنیوں کو جہاں میں کھڑا ہوا تھا ایک داہنی جانب اور دوسری بائیں جانب نصب کر دو۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ سن کر میں اٹھا اور ایک پتھر کو لے کر توڑا اور اس کی دھار بنائی اور دونوں رختوں سے ایک ایک ٹہنی کاٹی اور گھسیٹا ہوا لایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے کھڑے ہونے کے مقام پر ایک ٹہنی داہنی جانب دوسری بائیں جانب گاڑ دی۔ میں نے واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے حسب ارشاد ٹہنیاں گاڑ دیں، مگر اے ہادی عالم ﷺ! کیا مجھ سے فرمائیں گے کہ اس عمل سے کیا ہوگا؟

چنانچہ میرے سوال پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے جابر رضی اللہ عنہ میں آ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، تو میں نے یہ پسند کیا کہ میری شفاعت سے ان عذاب قبر اس وقت تک دور رہے، جب تک یہ ٹہنیاں تر ہیں۔''

پھر ہم لشکر میں آ گئے، مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جابر (رضی اللہ عنہ) اعلان کر دو کہ لوگ وضو کریں، پس میں نے منادی دی: ''اے بھائیو! وضو کرو، مسلمانو! وضو کر لو۔'' میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! لشکر میں تو پانی نہیں ہے۔'' (حضور نبی کریم ﷺ کے واسطے ایک مدنی صحابی کچھ پانی لگا رکھتے تھے تا کہ ٹھنڈا بھی رہے اور اگر کسی وقت پانی موجود نہ ہو تو فوراً بلا تاخیر مہیا کر دیا جائے۔)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جابر! فلاں انصاری کی قیام گاہ پر جاؤ وہ ہمارے لیے پانی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں، ان سے دریافت کرو مشکیزہ میں کچھ پانی ہے؟'' میں گیا اور دریافت کیا دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اتفاقاً اس میں بھی پانی ختم ہو گیا ہے اور اس کے دہانے پر چند قطرۂ آب اس کی سلوٹ میں ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اگر مشکیزہ کے دہانے کو سیدھا کیا جائے تو وہ اس کے جوف میں ڈھلکتے ہوئے جذب

ہو جائیں، پھر میں لوٹ کر آیا اور صورتحال حضور نبی کریم ﷺ کو بتائی۔

میری باتیں سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اس مشکیزہ کو لے آؤ، میں گیا اور لے آیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ پڑھا اور دبایا پھر میرے حوالے کر دیا اور فرمایا: لگن لانے کا اعلان کر دو، لوگ فوراً لگن لے آئے، جس کو آپ ﷺ کے آگے رکھ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے دست مبارک کو اس کے اندر مستقیم شکل میں اس کے پیندے تک اس طرح پہنچا دیا کہ انگلیوں کے سرے اس سے جا ملے۔ پھر فرمایا: ''اب بسم اللہ پڑھ کر پانی ڈالو۔'' میں نے تعمیل کی، پس آپ کے انگلیوں کے پوروں سے پانی کے سوتے جاری ہو گئے اور تھوڑی دیر میں لگن لباب بھر گیا، اب حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا: ''اے جابر رضی اللہ عنہ! اعلان کر دو، جن لوگوں کو ضرورت ہو وہ آئیں اور اپنی پانی کی تمام ضروریات پوری کر لیں۔''

لوگ آگے پیچھے آتے رہے، پینے اور وضو کرنے کی ضرورتوں میں استعمال کرتے رہے، مگر لگن جوں کا توں بھرا ہوا تھا۔ پھر کچھ لوگ آئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے گرسنگی کی شکایت کی، جواب دیا گیا: بہت جلد اللہ تعالیٰ کھانے کا انتظام فرما دے گا۔ ہم میں سے کچھ لوگ جنگل میں نکل گئے اور تھوڑا ہی چلے ہوں گے کہ ایک بڑا جانور ہم کو مل گیا، جس کو گھیر کر مارا اور ذبح کر کے پکا لیا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں پانچ آدمی اس کی آنکھ کے حدقہ میں داخل ہوئے تو ہم پانچوں میں سے کوئی کسی کو نظر نہیں آیا، ہم پھر باہر نکل آئے اور ہم نے اس کی ایک پسلی نکالی اور اس کی کمان کی مانند کھڑا کیا، ہم نے لشکر کے سب سے بلند قامت شخص کو بلایا اور سب سے اونچے اونٹ پر بٹھا کر اس کے نیچے سے گزرا تو سوار کو اپنا سر جھکانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

کمزور اونٹ کی تیز رفتاری:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تو میرا اونٹ سست رفتار ہو گیا اور اس نے مجھے تھکا دیا تو رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے اور پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: اونٹ نہیں چلتا، اس نے مجھے تھکا دیا اور میں پیچھے رہ گیا ہوں، میری شکایت سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے چھڑی سے اونٹ کو کچوکا دیا اور مجھ سے فرمایا: اب چلو تو پھر میں نے راہِ سفر اختیار کی اور وہ اونٹ اس قدر سبک رفتار ہو گیا کہ پورے لشکر سے آگے جا رہا تھا اور میں اس کو احتراماً حضور نبی کریم ﷺ کی سواری سے پیچھے رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک تاریک رات میں میرا اونٹ کھو گیا، میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ''جابر! کہو کیسا حال ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میرا اونٹ کھو گیا ہے۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہے تمہارا

اونٹ جا کر اسے پکڑ لو۔"

وہ کہتے ہیں کہ میں اس طرف گیا جس طرف آپ نے ارشاد فرمایا تھا: مگر میرا اونٹ مجھے نہ ملا، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھر یہی فرمایا: میں گیا وہ نہ ملا، پھر حضور نبی کریم ﷺ میرے ساتھ آئے اور ہم اونٹ کے پاس پہنچ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹ کو پکڑ کر مجھے دے دیا۔

ہم اسی سفر میں تھے، میرا اونٹ چھوٹے چھوٹے قدم رکھ رہا تھا، میں نے کہا: "لَهَفَ اِمُهَالُ". "افسوس ہے اس کے آہستہ چلنے پر" قدم نہیں بڑھتا۔ حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا تم نے کیا کہا: میں نے اپنے اونٹ کی سست رفتاری کی شکایت کی۔ آپ نے اونٹ پر چھڑی سے کچوکا دیا اور وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ وہ اس سے پہلے کبھی ایسا تیز رفتار نہ تھا اور وہ مجھ سے اپنی مہار کھینچے لیے جاتا تھا۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوۂ ذات الرقاع کا ارادہ فرمایا تو حضرت علبہ بن زید حارثی رضی اللہ عنہ شتر مرغ کے تین انڈے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور کہا: میں نے یہ انڈے اس کے آشیانے سے لیے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جابر ان انڈوں کو پکالو، پھر میں انہیں پکا کر ایک کاسہ میں رکھ کر لایا۔ میں نے روٹی بھی تلاش کی مگر نہ ملی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے ان انڈوں کو بغیر روٹی کے خوب سیر ہو کر کھایا اور کاسہ میں بریاں انڈے اسی مقدار میں موجود تھے۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی انمار میں گیا، ایک موقع پر آپ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا: اسے کیا ہوا ہے، اس کی گردن کٹے۔ یہ بات متعلقہ شخص نے سن لی اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! میری گردن راہِ خدا میں کٹے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! راہِ خدا میں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ شخص جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔

﴿بیہقی﴾

(غزوہ بنی انمار اور غزوہ ذات الرقاع ایک ہی جنگ ہے۔)

غزوہ خندق میں معجزات کا ظہور

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یومِ احزاب میں فرمایا: اس جارحیت کے بعد قریش کبھی منظم اور بھرپور جنگ اور جارحانہ کارروائی نہ کر سکیں گے، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بشارت درست ثابت ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الاحزاب کے موقع پر فرمایا کہ قریش نے جب اپنے حلیف قبائل کو ناخوش کر دیا تو وہ انشاء اللہ اب ہم سے جنگ نہ کریں گے۔

(ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی روایت بیان کی۔)

﴿بخاری﴾

کھانے میں برکت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوۂ خندق کے موقع پر گڑھے کھود رہے تھے کہ ایک چٹان اس میں آ گئی۔ تو لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی چلتا ہوں، آپ کے شکم اقدس پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین وقت سے کھانا نہیں کھایا تھا، پس سردارِ کونین ﷺ کدال لے کر تشریف لائے، چنانچہ چٹان پر ضرب لگائی اور وہ شکستہ ہوگئی، پھر مزید چوٹیں ماریں حتیٰ کہ وہ پاش پاش ہوگئی۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں ایک ضرورت سے گھر جانا چاہتا ہوں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اجازت عطا فرما دیں۔ فرمایا: جاؤ! میں گھر آیا اور بیوی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اتنے دنوں سے کچھ نہ کھانے کا ذکر کیا۔ انہوں نے جواب دیا: کچھ جَو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے بچہ کو ذبح کیا اور جَو کا آٹا پسوایا، گوشت پکنے کو رکھ دیا، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا:

> یارسول اللہ ﷺ اہلیہ نے کچھ کھانا تیار کیا ہے، براہِ کرم آپ ﷺ ایک یا دو اشخاص کے ہمراہ گھر پر چلنے کی زحمت فرمائیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ''جابر رضی اللہ عنہ! کھانا کتنا ہے؟'' میں نے مقدار بتا دی، آپ نے ارشاد فرمایا: بہت خوب! جب تیار ہو جائے تو میری قیام گاہ پر لے آنا، میں لے آیا، آپ نے اس پر چادر ڈال دی اور اعلان کرا دیا کہ تمام مجاہدینِ اسلام باری باری آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے کھانا حاصل کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ چادر کے نیچے ہاتھ ڈالتے اور روٹیاں اور بوریاں گوشت تقسیم فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ سارا لشکر بہرہ یاب ہوگیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ کو دے کر خود بعد میں لیا اور پھر فرمایا: باقی ماندہ گھر پر لے جاؤ اور آس پاس کی عورتوں میں ہدیہ کے طور پر تقسیم کر دو کیونکہ سب لوگ بھوکے ہیں۔

﴿بخاری﴾

عبیداللہ بن علی، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک روز غزوہ خندق کے زمانے میں ایک طباق کے اندر بکری کا بریاں گوشت لایا گیا، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابورافع! مجھے بازو دے دو۔

میں نے دے دیا، اس کے بعد پھر فرمایا: بازو دے دو اور میں نے دے دیا۔ تیسری بار پھر فرمایا: بکری کا بازو دے دو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! بکری کے بازو دو ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے

فرمایا اگر یہ بات نہ کہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا، تم برابر دیتے رہتے۔

﴿ابویعلیٰ، ابن عساکر﴾

نمودار پتھر پر تین ضربیں اور تین بشارتیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی کیلئے تشریف لے گئے، کدال سے ضرب ماری اور فرمایا ہے یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ روم کے خزانوں کو مسلمانوں کیلئے مفتوح کرے گا۔ اس کے بعد دوسری ضرب ماری اور فرمایا: یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فارس کے خزانوں کو اپنے مسلمان بندوں کیلئے مفتوح کرائے گا، پھر تیسری ضرب ماری اور فرمایا: یہ ضرب وہ ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اہل یمن کو معین و مددگار بنائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ غزوۂ احزاب میں خندق کی کھدائی کے وقت ایک بڑا سفید پتھر نکل آیا، اس نے ہمارے لوہے کے آلات اور کدال توڑ ڈالے اور اس کا توڑنا ہم پر دشوار ہوگیا، تو ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کدال لے کر اس پر ضرب لگائی اور وہ یکا یک پاش پاش ہوگیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تکبیر بلند کی اور دوسری ضرب لگائی اور پھر اسی طرح تیسری ضرب لگائی، اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! پہلی ضرب کے بعد میں نے حیرہ اور مدائن کے محلات دیکھے جو چمک رہے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: آپ کی امت ان کو فتح کرے گی اور دوسری مرتبہ میں نے روم کے محلات دیکھے اور مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ان کو بھی مسلمان فتح کریں گے اور میں نے تیسری مرتبہ کی ضرب میں صنعاء کے محلات دیکھے اور پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ ﷺ کے اتباع کرنے والے ان کو بھی فتح کرلیں گے۔

تو اے پرستارانِ حق! تم کو نصرتِ خداوندی اور تائید ایزادی کی یہ بشارت ہے۔ منافقین نے کہا: مسلمانوں کو محمد ﷺ خوشخبری دیتے ہیں کہ وہ مدینہ سے حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات دیکھ رہے ہیں اور یہ کہ تم ان کو فتح کرو گے، حالانکہ تم لوگ خندقیں کھود رہے ہو، اور اتنی قوت بھی تمہارے اندر موجود نہیں کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کرسکو تو اس موقع پر آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّاوَ عَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًاo

ترجمہ: ''اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا، ہمیں اللہ ورسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔''

﴿ابن جریر، ابن سعد، ابن ابی حاتم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب میں خندق کھودی گئی تو ایک پتھر نکلا اسے

دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ کسی نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! تبسم کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: مجھے ان لوگوں پر ہنسی آئی جن کو مشرق سے قید کر کے جنت کی راہ پر لے جائیں گے، مگر وہ اس کو برا سمجھیں گے۔

﴿ابونعیم﴾

یہ خبیث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آلِ مغیرہ کے ایک شخص نے کہا: میں محمد ﷺ کو ضرور قتل کروں گا اور پھر اس نے اپنے گھوڑے کو خندق پار کرانے کیلئے ایڑ لگائی، وہ اتنی جست نہ لگا سکا اور خندق میں گر پڑا۔ لوگوں نے کہا: اس کو ہمیں ہی دے دیجئے ہم اس کی دیت ادا کیے دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ خبیث ہے اور اس کی دیت بھی مکروہ ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝

اور جب مسلمانوں نے احزاب کو یعنی قبائل اور جماعتوں کو بڑی تعداد میں اپنے خلاف اُمڈتے دیکھا اور ہر طرف سے زحمت کے سائے ان کی جانب بڑھنے لگے تو انہوں نے اس آیت کو پڑھ کر کہا کہ یہ ہے وہ وعدہ اور اس کا سامان اور یہ ہے وہ ''زلزلوں'' کی کیفیت جس سے ہم دوچار ہیں اور ''نصر اللہ'' کے ہم منتظر ہیں۔

﴿بیہقی﴾

ہوا سے مدد کی گئی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فر''صبا'' سے میری مدد فرمائی گئی اور قوم عاد کو ''دَبُوْر'' سے ہلاک کیا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: جس وقت ''احزاب'' کی رات ہوئی تو شمالی ہوا نے کہا جنوب کی طرف جا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کی مدد کر تو جنوبی ہوا نے کہا: رات کو گرم ہوائیں نہیں چلتی ہے تو کافروں پر صبا کو بھیجا گیا اور اس نے ان کی آگ بجھا دی۔

﴿ابونعیم، ابن ابی حاتم﴾

بیہقی نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ''فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا'' (سورۂ حم السجدہ) ''تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی۔'' کی تفسیر میں روایت کی کہ اس ریح یعنی ہوا کی نوعیت ''صبا'' تھی، جو غزوۂ خندق کے موقع پر مختلف احزاب کفر پر بھیجی گئی۔ ان کے سالن کے دیگ چولہوں پر سے اڑ گئے۔ خیموں کی رسیاں ٹوٹ

گئیں، اور وہ پتنگوں کی طرح ہوا میں لہرانے لگے: "وَجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا" کے بارے میں فرمایا وہ نظر نہ آنے والا لشکر فرشتوں کا تھا اور فرشتوں کا قتال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔

مشرکین کی جاسوسی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب کی آخری شب بہت زیادہ سرد تھی اور طوفانی ہوا چل رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کون ہے جو ابھی جائے اور مشرکین احزاب کے ارادوں اور حالات کی خبریں لا کر ہمیں دے اور قیامت کے روز وہ میری معیت قبول کرے۔"

اس بات کا ہم میں سے کسی نے جواب نہ دیا: حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری مرتبہ پھر وہی بات ارشاد فرمائی اور پھر تیسری بار بھی اس کے بعد فرمایا:

"اے حذیفہ (رضی اللہ عنہ)! تم اٹھو اور یہ کام انجام دو۔"

میں جب لشکر کفار میں پہنچا تو یوں محسوس ہوا جیسے میں حمام میں پہنچ گیا ہوں اور جب واپس آیا تو ایسا تھا جیسے نخلستان طائف میں شب ماہ کا موسم۔

﴿بیہقی﴾

حضرت حذیفہؓ کی حفاظت کیلئے رسول اللہ ﷺ کی دعا:

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے "احزاب الکفر میں اضطراب پیدا ہوا ہے، تم پہنچو اور خبریں لا کر دو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں لوگوں میں کم ہمت بھی تھا اور میرے اعصاب میں سردی وغیرہ کا احساس بھی زیادہ تھا، میں اطاعت و تعمیل کے جذبہ سے روانہ ہوا اور رحمت عالم ﷺ نے پروردگار عالم سے دعا کیلئے لبوں کو جنبش دی کہ "اے رب العالمین! حذیفہ (رضی اللہ عنہ) کو اس کے آگے، اس کے پیچھے، اس کے داہنے، اس کے بائیں، اس کے اوپر اس کے نیچے سے محفوظ رکھ۔"

انہوں نے بیان کیا: اس روز میں "مخبر" خبر دینے والا جاسوس، خون کے پیاسے دشمنوں کی مسلح عسکری تنظیم کے خفیہ اجلاس میں گھس کر ان کے اسرار و رموز کا پتہ لگانے کیلئے جانے والا تھا۔ بایں ہمہ میرے اندر قطعی ہراس پیدا نہ ہوا بلکہ میرے اندر کچھ اس نوع کی طمانیت تھی جیسے مجرمین کے جرائم منصوبے کا سراغ لگانے کیلئے ایک خبری جاسوس روانہ ہو رہا ہو، سردی کا تو ذکر ہی کیا۔

میں کفار کے لشکر میں پہنچا اور میں نے سنا لوگ کہہ رہے تھے: "کوچ کرو، کوچ کرو" کوئی کہہ رہا تھا: "ہم یہاں کیسے ٹھہر سکتے ہیں اور وہاں ہواؤں کا شدید ترین طوفان لشکر اور اس کے متعلقات کو زیر و زبر اور تلپٹ کر چکا تھا۔ یہ سب کچھ سننے اور دیکھنے کے بعد واپس ہو رہا تھا کہ مجھے کچھ سوار ملے، ان کے سروں پر عمامے تھے اور جن کی تعداد شاید بیس ہوگی، مجھے دیکھ کر رک گئے اور کہنے لگے:

''اپنے امام اور سردار سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اشرار کے شر سے آپ کو محفوظ رکھا۔'' اس کے بعد مجاہدین اسلام کے پرسکون ماحول سے گزر کر رسالت مآب ﷺ کے مستقر پر آیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَ تْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحاً وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا

﴿سورۃ احزاب﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات غزوۂ احزاب کے موقع پر ارشاد فرمایا: ''کون ہے جو میرے پاس مشرکوں کی خبریں لائے اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں میرا رفیق بنائے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی، مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا چنانچہ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے حذیفہ رضی اللہ عنہ!''

''لبیک یا رسول اللہ ﷺ!'' حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا۔

''کیا تم نے میری بات سنی ہے؟'' حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ! حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

''پھر کیا تمہیں اس کی تعمیل میں ہچکچاہٹ ہے؟' حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کیا۔

''نہیں تو! صرف سردی بہت محسوس کر رہا تھا۔'' حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا۔

''تمہیں سردی محسوس نہ ہوگی، انشاء اللہ۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور خبریں لے کر لوٹے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے مجھ کو بالکل سردی محسوس نہیں ہوئی، مگر واپسی کے بعد پھر میں ٹھنڈ محسوس کرنے لگا۔

﴿ابونعیم﴾

غزوہ احزاب میں رسول اللہ ﷺ کی دعا اور مشرکین کو عبرتناک شکست:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کیلئے بددعا کی کہ: ''اَللّٰھُمَّ مُنَزِّلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اَھْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اَھْزِمْھُمْ وَ زَلْزِلْھُمْ''

''اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے اور حساب میں تعجیل فرمانے والے! تو احزاب کو ہزیمت دے، ان کے منصوبے کو خاک میں ملا دے اور ان کو ہلا مار۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے رایت ہے، خندق کی محصوری ہی سخت طوفانی ہوائیں دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَبْشِرُوا الْمُؤْمِنِیْنَ'' مسلمانوں خوش ہو جاؤ۔ تین بار فرمایا۔

پھر ہواؤں نے ان کے خیموں اور ڈیروں کو اکھاڑ پھینکا، دیگوں کو الٹ دیا، طنابوں کو توڑ دیا، ان

کے خوابوں کو پریشان اور ان کے حوصلوں کو خاک میں ملا دیا۔ وہ وادی کے پڑاؤ سے اس طرح سدھارے کہ ایک نے دوسرے کو پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں غزوۂ احزاب کے موقع پر پیر، منگل اور بدھ کے روز دعائیں کیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی دعا تیسرے روز ظہر اور عصر کے درمیان قبول فرمائی گئی اور ہم نے آپ ﷺ کے چہرے پر چمک اور مسرت کے آثار دیکھ کر پہچان لیا۔

﴿ابن سعد﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن عبدود نے خندق کے زمانے میں ایک روز گھوڑے کو مہمیز لگا کر پار کرلیا اور کہا: ''کوئی تم میں کوئی مرنے کا خواہش مند ہو تو وہ میرے سامنے آجائے، بے شک اس کو ایسا قاتل کہیں نہ ملے گا۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے مقابلہ کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت کے ساتھ اپنی تلوار اور عمامہ مرحمت فرمایا اور دعا کی: اے اللہ! اس مغرور پر علی رضی اللہ عنہ کی مدد فرما۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تیزی اور بے تابی کے ساتھ اس کی طرف بڑھتے گئے، حتیٰ کہ وہ بالکل قریب ہوئے، حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ایسی پرزور آواز سے تکبیر کہی کہ راوی کا خیال ہے عمرو کا دل کانپ گیا ہوگا۔ وہ کچھ پیچھے ہوا اور پھر دونوں کا غبار پھیلا اور عمرو دو پارہ ہوکر اس طرح گرا کہ اس کا سر گھوڑے کے ایک طرف اچھل رہا تھا اور دھڑ دوسری طرف تڑپ رہا تھا۔

﴿ابن سعد﴾

غزوۂ بنی قریظہ کے موقع پر معجزات کا ظہور

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل فرمایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: آپ ﷺ نے تو ہتھیار اتار دیئے اور ہم یعنی فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے ہیں، لہٰذا آپ تشریف لے چلئے، آپ نے پوچھا: کس طرف؟ کہا: وہاں اور بنی قریظہ کی سمت اشارہ کیا اور آپ پھر اسی طرف روانہ ہوگئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نے باہر ہی سے سلام کیا اور رسول اللہ ﷺ تیزی سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی دروازے تک گئی، میں نے دیکھا تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ وقفہ کے بعد اندر آگئے اور فرمایا: اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور ہمیں بنی قریظہ کی طرف پہنچنے کا حکم دے گئے ہیں۔ میں نے کہا: آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے، مگر ہم نے اتارے اور مشرکوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ ان کو حمراء الاسد پہنچا دیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

فرشتوں کی مدد:

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا بنی قریظہ اور بنی نضیر کا محاصرہ ہم سے کرایا اور بغیر فتح ہم لوٹ کر آتے رہے۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور سر دھویا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا: آپ نے ہتھیار رکھ دیئے، فرشتوں نے ہتھیار نہیں رکھے ہیں۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے سر مبارک کو دھوئے بغیر ایک کپڑا طلب فرما کر سر سے لپیٹ لیا، ہم کو طلب فرمایا اور جب لوگ آ گئے تو بنوقریظہ اور بنونضیر کے قلعوں اور آبادیوں کی طرف کوچ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ہماری مدد فرمائی اور بہت آسانی کے ساتھ مسلمانوں کو فتح یاب کیا اور ہم بار تعالیٰ کے فضل کے ساتھ واپس آئے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن خرم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ کی عورتوں میں سے اپنے لیے ریحانہ بنت عمرو کو منتخب فرمایا، مگر اس خاتون نے مسلمان ہونے سے صاف انکار کر دیا، اس لیے آپ ﷺ نے اس سے علیحدگی اختیار فرمالی، اس وجہ سے آپ ﷺ کی طبیعت پر کچھ اثر بھی ہوا۔ اسی عرصہ میں ایک روز آپ ﷺ مجلس صحابہ میں رونق افروز تھے۔ آپ ﷺ نے پیچھے سے کسی کے آنے کی آواز سنی فرمایا: آواز کسی نیک بخت کے فرزند کی ہے جو مجھے ریحانہ کے اسلام کی بشارت دے گا۔

﴿بیہقی﴾

بنی قریظہ کے ایک شیخ سے روایت ہے۔ اس نے ہمارے پاس ملک شام سے ایک یہودی آیا۔ اس کا نام ابن الھیبان تھا اور ہم نے اپنی زندگی میں اس سے بہتر شخص نہ دیکھا، وہ بزرگ ہمارے یہاں آ کر ٹھہرا۔

جب بارش نہ ہوئی تو ہم اس سے کہتے کہ دعا کرو اور وہ ہمیشہ یہ کہتا کہ دعا کیلئے نکلنے سے پہلے صدقہ دیدو اور ہم ایسا ہی کرتے، پھر وہ ہمیں لے کر حرہ کے مقام پر آتا اور واللہ ہم مجلس دعا سے اٹھتے بھی نہ تھے کہ بارش ہونے لگتی اور ہماری گھاٹیاں اور نالے پانی سے بھر جاتے اور یہ بات کوئی ایک دو مرتبہ نہیں کئی بار ہوئی۔ اس نے مرنے سے کچھ پہلے کہا:

> ”اے بنی اسرائیل! تم خیال کرتے ہو گے میں شام کی خوش منظر اور شاداب زمین اور وادیوں کو چھوڑ کر اس خشک، بے آب و گیاہ، بنجر اور بھوک وافلاس کے علاقہ میں کس وجہ سے آ گیا۔“

ہم نے جواب دیا کہ اس بات کو آپ ہی بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا: ”سنو! اے صاحبو! یہ سب ترک وطن وغیرہ اس امید پر میں نے کیا کہ نبی آخر ظہور فرمانے والے ہیں اور یہ مقام اور علاقہ ان کی ہجرت کر کے آنے کا مقام ہے۔ میرا خیال تھا کہ شاید میری زندگی میں ایسا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں اور بشارتوں کے مطابق وہ آنے والے نبی مبعوث ہو جائیں۔

اس نبی کے متبعین کا خون بہایا جائے گا ان کی عورتوں کی بیوہ اور بچوں کو یتیم کیا جائے گا۔ ان کو ہر طرح سے خوف زدہ کیا جائے گا۔ ان کے باغ اور پھل رہ جائیں گے اور ان پر خدا پھرے ہوئے لوگ

متصرف ہو جائیں گے۔ اب یہودانِ قریظہ! میں تو محروم رہا، البتہ تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر تم کو وہ عہد سعادت ملے تو تم اس سے استفارہ کرنا، اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

یزید بن رومان اور عاصم بن عمر رحمہما اللہ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن اسد رضی اللہ عنہ نے بنی قریظہ سے کہا کہ اے گروہِ یہود! محمد (ﷺ) کا اتباع اور دعوت قبول کرلو، یہ نبی ہیں اور وہی نبی جن کا ذکر تم کتب آسمانی میں پڑھتے رہے ہو اور جن کے بارے میں ابن مریم علیہ السلام نے بشارت دی۔ یہودی نے اپنے پیشوا کعب سے کہا: آپ نے ساری باتیں درست فرمائیں اور وہ دوسری علامات بھی جو آپ ﷺ کی ذات سے متعلق ہیں، ہم نے ان کے مطابق آپ (محمد ﷺ) کو پایا ہے مگر اتباع وتقلید اور ان کی دعوت اسلام کی قبولیت پر ہمارے دل مطمئن نہیں ہیں۔

یہودی پیشوا کی یہی باتیں سعید کے دونوں بیٹوں ثعلبہ و اسید اور اسد بن عبید رضی اللہ عنہم کے اسلام لانے کا سبب بنیں، جس رات قریظہ پر فتح پائی گئی اسی رات ان لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اس روایات کے ماخذ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے بروایت واقدی رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ داؤد بن حصین از ابوسفیان مدنی بن ابی احمد رحمہم اللہ روایت کی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعید کے دونوں بیٹے ثعلبہ واسید اور ان کے علاوہ اسد بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بنی قریظہ کے لوگو! خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کے اوصاف ہمارے علماء اور بنی نضیر کے علماء نے بیان کیے ہیں اور یہ حیی بن اخطب ان کا اول درجہ کا پیشوا ہے اور ابن الہیبان دونوں عالم ہمارے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ سچے ہیں۔ ابن الہیبان نے تو اپنی موت کے وقت ان (رسول کی) یہی صفت ہم سے بیان کی ہے۔

یہودیوں نے کہا: ہم توریت کو نہیں چھوڑ سکتے، جب ان لوگوں کو انہوں نے انکار کرتے دیکھا تو وہ اسی رات اتر کے آ گئے، جس کی صبح بنو قریظہ باہر اتر کے آئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن معاذ کی شہادت کی دعا قبول:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خندق کی جنگ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا جسے حبان بن عرقہ نے ان کی اکحل میں مارا تھا تو نبی کریم ﷺ نے مسجد خندق میں ہی ان کا خیمہ نصب کرا دیا تھا تاکہ مزاج پرسی قریب سے ہوتی رہے، پھر جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس آئے اور ہتھیار جسم اقدس سے الگ کر کے غسل فرمایا تو اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے، اس وقت آپ سر اقدس غبار سے پاک وصاف فرما رہے تھے، انہوں نے عرض کیا: ''آپ ﷺ نے تو ہتھیار اتار دیئے حالانکہ خدا کی قسم! ہم نے ابھی نہیں اتارے ہیں، ان کی طرف

چلیے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کدھر!

حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہود آپ کے حکم پر اتر کے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے حکم کو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف پھیر دیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حکم دیتا ہوں کہ ان کے جنگجو لوگوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کی اموال تقسیم کردی جائیں، یہ حکم دے کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی: الہ العالمین! تو خوب واقف ہے کہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا اور وطن سے نکالا۔

اے اللہ! میں یقین سے کہتا ہوں کہ تو نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ جاری کردی ہے اور اے میرے اللہ! اگر قریش سے یا کچھ دوسرے مخالفین اسلام سے سلسلہ جنگ اگر جاری ہے تو مجھ کو اس میں حصہ لینے کیلئے زندہ رہنے دے اور اگر عرب اور قبائل کو تو نے اسلام کیلئے مغلوب کردیا ہے تو پھر میرے اکحل سے خون کو رواں رکھ، تاکہ وہ سارا خون تیرے دین کی جدوجہد میں بہہ جانے والا ہو جائے۔''

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رگ اکحل سے خون اسی طرح بہتا رہا یہاں تک کہ تمام خون بہہ گیا اور وہ قول خداوندی کے مطابق ''زندۂ جاوداں'' ہو گئے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خندق کے دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے تیر لگا اور ان کی رگِ اکحل کٹ گئی اور خون جاری ہو گیا تو اس وقت انہوں نے دعا کی:

''اے میرے پروردگار! میری روح کو قبض نہ کر جب تک میری آنکھیں بنو قریظہ سے ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔''

اس دعا کے بعد رگ کا خون بند ہو گیا، حتی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے معاملہ میں ''حَکَمْ'' ہوئے، ان کے فیصلہ پر عملدرآمد ہوا، پھر اس کے بعد رگِ اکحل سے دوبارہ خون جاری ہو گیا اور ان کی شہادت واقع ہو گئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے آسمان کے دروازے کھل گئے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ ان کی وفات پر عرش الٰہی کو جنبش ہوئی اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے کے ساتھ گئے اور حضرت

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جبرئیل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں آئے اور عرض کیا:

وہ کون بندۂ صالح ہے جس نے وفات پائی ہے کہ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش الٰہی جنبش میں ہے؟ تھوڑی ہی دیر میں معلوم ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں فرشتوں کی شرکت:

حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں داخل ہوئے کہ گھر میں سوائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا اور وہ چادر اوڑھ کر لیٹے تھے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک بڑھا کر دیکھا اور مجھ سے اشارہ فرمایا کہ ٹھہر جاؤ، تو میں ٹھہر گیا اور کچھ پیچھے بھی ہٹ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر ٹھہرے اس کے بعد باہر تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر میں کسی کو موجود نہ پایا، مگر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی احتیاط سے قدم بڑھاتے دیکھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی کیا وجہ ہے؟'' ارشاد فرمایا: میرے لیے بیٹھنے کی جگہ نہ تھی، تمام جگہ فرشتوں سے پر تھی۔ یہاں تک کہ ایک فرشتے نے اپنے بازوؤں کو سمیٹ کر میرے لیے جگہ نکالی۔

﴿ابن سعد﴾

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے کسی کی میت کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی میت سے زیادہ ہلکا کبھی نہ اٹھایا۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہلکے اور سبک ہونے میں کون سی چیز مانع ہوتی۔ ان کے جنازے میں تو اس قدر فرشتے اترے کہ اس سے پہلے کبھی نہ آئے، وہ میت کو تمہارے ساتھ اٹھائے ہوئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو وہ ایک تنومند، قوی جثہ اور جسیم شخص تھے۔ منافقین کہنے لگے ہم نے اس سے زیادہ ہلکی میت کسی کی نہ دیکھی۔ مسلمانوں نے کہا تم کو ہلکے ہونے کی وجہ معلوم؟

اس کی وجہ غالباً ان کا وہ فیصلہ ہے جو بنو قریظہ کے بارے میں انہوں نے دیا۔

ان باتوں کا ذکر کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ ان کے جنازے کو اٹھائے ہوئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت محمد بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے کسی نے ایک مٹھی خاک اٹھالی اور اپنے ساتھ لے گیا پھر جب کسی دوسرے وقت اس نے دیکھا تو مثل مشک کے تھی۔ اس واقعہ کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ، سبحان اللہ اور مسرت وانبساط کی کیفیت کو آپ

ﷺ کے چہرہ پر دیکھا گیا اور فرمایا:

الحمد للہ، اگر کوئی قبر کے ضغطہ سے نجات پانے والا ہوتا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ ضرور اس سے نجات پاتے۔ قبر نے ان کو ضم کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کشادہ فرمادیا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کھودنے والوں میں ایک میں بھی تھا اور ہم کھدائی کے دوران مٹی سے خوشبو پاتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ابورافع یہودی کے قتل پر معجزے کا ظہور:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ جب ابورافع یہودی کو قتل کر کے نیچے اترے تو اس کے گھر کی سیڑھی سے گر کر زمین پر آرہے اور پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے کہا۔

جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ! تو میں نے پھیلا دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر دست مبارک پھیرا تو میری پنڈلی ایسی ہوگئی، جیسے اس پر کوئی ضرب ہی نہ لگی ہو۔

﴿بخاری﴾

سفیان بن نبیح ہذلی کے قتل کے سلسلہ میں معجزے کا ظہور:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بلا کر فرمایا۔ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ ابن نبیح ہذلی مجھ سے جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ وہ نخلہ یا عرنہ میں ہے تو تم جا کر اسے قتل کردو۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اس کی پہچان بتا دیجئے تاکہ شناخت کرسکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی شناخت یہ ہے کہ جب وہ تم کو دیکھے گا تو لرزنے اور کانپنے لگے گا۔ میں روانہ ہوکر اس کے پاس پہنچ گیا اور جب میں نے اسے اور اس نے مجھے دیکھا تو وہ کانپنے لگا۔ پھر میں کچھ دور اس کے ساتھ چلا اور جب میں نے اندازہ کرلیا کہ میں پر قابو پاسکتا ہوں، تو میں نے تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ خدا تمہیں سرخرو کرے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اسے قتل کر دیا۔ فرمایا تم نے ٹھیک کیا اور مجھے ایک عصا دیا اور ہدایت فرمائی کہ اسے پاس رکھو۔

میں نے کہا بہت اچھا۔ مگر یارسول اللہ ﷺ یہ کیا کوئی خاص کاموں میں مدد دے گا؟ فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ ملا کر رکھا اور جب انتقال ہوا تو وصیت کی کہ عصا کو کفن میں رکھ دیا جائے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

غزوہ بنی مصطلق میں معجزات کا ظہور

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ سے حضرت سعید بن عبداللہ بن ابی الابیض رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کی دادی سے جو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں یہ حدیث بیان کی کہ میں نے جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے قبیلے میں تھے۔ اس موقع پر میں نے اپنے باپ کو جو قبیلہ کے ہر دل عزیز سردار اور بڑے شجاع تھے یہ کہتے سنا ''ہمارے مقابلہ میں وہ لوگ آئے ہیں، جن سے نمٹنے کی ہم میں تو طاقت نہیں۔''

باوجود یہ کہ اہل قبیلہ بڑے جیالے اور حوصلے والے تھے۔ میں نے اسی وجہ سے مخالفین پر پوری توجہ سے نظر ڈالی اور یہ غور جائزہ لیا تو میری نگاہیں خیرہ ہوگئیں وہ تو بہت ہی زیادہ تھے پھر جب میرے باپ کو شکست ہوگئی اور میں اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئی اور مسلمانوں کا لشکر واپس ہوا تو میں نے لشکر کا پھر جائزہ لیا تو وہ زیادہ نہ تھا۔ میں چونکہ مسلمانوں میں ان، کی ہر ادا میں، ان کی طرز معاشرت میں بڑی خوبیاں مشاہدہ کر رہی تھی جو اسلام کی عظمت میرے دل میں پیدا کر رہی تھیں۔ لہٰذا مسلمانوں کی تعداد کم و بیش نظر آنے کے بارے میں مجھے یہ خیال ہوا کہ ضرور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا رعب اور خوف پیدا کرنے کے لیے ایسا کیا ہے۔

مدینہ کا چاند میری گود میں آ گیا:

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے سے تین دن پہلے خواب دیکھا کہ ایک چاند مدینہ منورہ سے روانہ ہوا ہے اور میری گود میں آ کر ٹھہر گیا ہے۔ میں نے اس خواب کو بہتر نہ سمجھا کہ لوگوں کو بتاؤں۔ تیسرے روز مسلمانوں کی آمد، جنگ، خواتین قبیلہ کی گرفتاری اور میرا حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح ہونا یہ تمام واقعات رونما ہوئے اور اس طرح مجھے خواب کی تعبیر مل گئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم، واقدی﴾

منافقین کی موت پر تیز ہوا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لا رہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ہوا ایسی تیز ہوئی کہ احتمال تھا کہ سواروں کو گرد و غبار ڈھانپ لے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ آندھی کسی منافق کی موت کی علامت ہے پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا منافقین کا پیشوا فوت ہوگیا ہے۔

﴿مسلم﴾

منافقوں کی غیبت پر فرمایا وہاں اونٹ ہے لے آؤ:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی میں جو آندھی چلی تھی کہ وہ بعد

میں دن کے آخری حصے پرسکون ہوگئی۔ لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کی خیر خبر لی جس کے بعد معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کا اونٹ غائب ہے پھر اس کی تلاش میں لوگ ہر طرف نکل گئے۔ ایک منافق چند انصاری صحابہ کے ساتھ مصروف کلام تھا۔ جب اونٹ کی تلاش کے بارے میں اسے معلوم ہوا تو کہنے لگا:

''اے مدینے والو! کیا اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کو یہ نہ بتلائے گا کہ تمہارا اونٹ کہاں ہے؟ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کی تو عادت ہے کہ وہ بہت بڑی بڑی باتوں کو بتا دیا کرتے ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس باتیں سننے کیلئے آ گیا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے اقوال بے ہودہ سے آگاہ فرما دیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک جھوٹے مسلمان نے اس طرح بدگوئی کی ہے'' اور اس کا قول انہیں الفاظ میں لوگوں کو بتا کر فرمایا: ''سن لو اور تم میں اگر وہ بھی پہنچ گیا ہے تو وہ بھی سن لے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے جہاں وہ اونٹ ہے، اے لوگو! جاؤ اور جا کر دیکھو۔'' وہ سامنے کی گھاٹی میں ہے، اس کی نکیل ایک جھاڑی میں الجھ گئی ہے۔

لوگ گئے اور اونٹ کو لے آئے، منافق اس ''دید و شنید'' کے بعد بہت زیادہ اور امکانی تیزی کے ساتھ ان لوگوں کے پاس گیا جہاں بیٹھ کر اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر طنز کیا تھا۔ ان انصاری لوگوں کو اس نے وہیں پر موجود پایا، منافق نے سوال کیا: ''میں تم کو قسم دیتا ہوں۔'' کیا آپ حضرات میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھ کر گیا تھا اور میں نے جو کچھ کہا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کو جا کر بتایا ہے؟'' لوگوں نے کہا: بھئی! ہم تو جب سے اسی طرح اور اسی جگہ بیٹھے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ کی بعض اوقات میں بتائی ہوئی در پردہ غیبی نوعیت کی باتوں پر شبہ تھا، بحمد اللہ وہ رفع ہو گیا اور میرا یقین آپ کی نبوت و رسالت پر راسخ ہو گیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو نہایت تیز اور بدبودار ہوا چلی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کچھ منافق لوگوں نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے، اس وجہ سے یہ بدبودار ہوا چلی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ بنی مصطلق میں ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کو قیدی عورتوں میں ملیں۔ ان کا باپ فدیہ لے کر آ رہا تھا جب وہ وادی مصطلق میں پہنچا تو اس نے فدیہ کے اونٹوں پر نظر ڈالی، ان میں دو اونٹ اچھے لگے جو ہر لحاظ سب سے عمدہ تھے۔ پھر اس نے ان دونوں اونٹوں کو وادی عقیق میں کسی طرف باندھ دیا اور باقی اونٹوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

''میری بیٹی کو میرے حوالے کر دیجئے اور اس کے فدیہ میں یہ اونٹ حاضر ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اونٹ کب لاؤ گے جو تم کو زیادہ پسند تھے اور تم

انہیں وادی عقیق میں باندھ آئے ہو؟''

حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور یہ راز میرے سوا کوئی نہ جانتا تھا۔ وہ بہت اچھے مخلص اور باصلاحیت مسلمانوں میں سے ایک تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

حدیث اِفک

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس زوجہ کا نام ان میں سے نکل آتا آپ ﷺ اس کو سفر میں ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ نے جہاد کیلئے غزوہ کا ارادہ فرما کر ہم سب ازواج کے درمیان قرعہ ڈالا اور اس میں میرا نام نکل آیا۔ اس سے پہلے آیت حجاب نازل ہوچکی تھی۔ پس میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ گئی۔ میری سواری کا بندوبست ہودج میں ایک اونٹ پر تھا اور مجھے بہ حالت پردہ ہودج میں بٹھا کر اس کو رسیوں سے باندھ دیا جاتا اور پڑاؤ یا منزل پر رسیاں کھول کر مجھ کو ہودج میں بیٹھے ہوئے نیچے اتار لیا جاتا۔

حضور نبی کریم ﷺ غزوہ سے فارغ ہونے کے بعد واپسی کیلئے روانہ ہوگئے اور مدینہ پہنچنے سے پہلے پڑاؤ فرمایا۔ پھر شب میں لشکر کو روانگی کا حکم فرما دیا، میں اٹھی اور قضائے حاجت کیلئے ذرا فاصلے پر لشکریوں کے پڑاؤ اور ٹھہراؤ سے باہر چلی گئی اور فراغت پا کر اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئی، اتفاق سے میرا ہاتھ سینے پر گیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ میرا ہار گلے میں نہیں ہے جو جزع غفار کا بنا تھا۔ تو میں اسی راستہ میں اسی جگہ پر پہنچ کر ہار کو تلاش کرنے لگی جس میں دیر لگی، ادھر وہ لوگ آئے جو ہودج کو اونٹ پر رکھتے اور باندھتے تھے۔ میں ایک ہلکی اور سبک جسم کی عورت تھی وہ سمجھے کہ میں ہودج میں بیٹھ چکی ہوں۔ پس انہوں نے محمل کو باندھ دیا اور لشکر روانہ ہوگیا۔ میں ہار تلاش کر کے اقامت گاہ لوٹی تو وہاں کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ میں اپنی قیام گاہ پر یعنی جہاں میرا ڈیرہ تھا بیٹھ گئی۔ میرا خیال تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب مجھ کو نہ پائیں گے تو کسی کو بھیج کر مجھے بلوا لیں گے، بیٹھے ہوئے آنکھیں بوجھل ہوئیں، نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے معقب کارواں پر مامور تھے۔ صبح کے وقت اس مقام پر پہنچے اور مجھ کو سوتا پایا۔ چونکہ احکامات حجاب سے قبل جب عورتوں کے شرعی پردے نہ تھے انہوں نے مجھ کو دیکھا تھا، اس لیے انہوں نے مجھ کو پہچان لیا۔ اس کے استرجاع (یعنی **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھا) سے میں بیدار ہوئی اور چہرے اور جسم میں نے چادر میں اور زیادہ چھپا لیا۔ استرجاع کے علاوہ انہوں نے کچھ کہا نہ میں نے سنا۔ وہ اونٹنی سے اترے، اس کو بٹھایا اور میں جا کر سوار ہوگئی اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اونٹنی کو کھینچ کر چل دیئے، ہم نے چل کر لشکر کو سخت گرمی اور دھوپ کے وقت ٹھہراؤ میں پایا، پھر ہلاک ہوا جس کو میرے معاملے میں ہلاک ہونا تھا اور جس شخص نے سب سے بڑھ کر اس کی

تشہیر اور اتہام طرازی کی وہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق تھا۔

ہم مدینہ منورہ آ گئے اور میں بہ مشیت ایزدی ان ہی دنوں میں بیمار ہو گئی اور علالت کا سلسلہ ڈیڑھ ماہ سے کچھ کم چلتا رہا۔ مجھے فتنہ پردازوں کے الزام کا کچھ پتہ نہ تھا البتہ حضور نبی کریم ﷺ کا میں وہ التفات نہیں پاتی تھی جو ہمیشہ میرے لیے مخصوص تھا اور یہ بات مجھے کسی وقت زیادہ محسوس ہوئی اور میں غیر ارادی طور پر رنجیدہ سی بھی ہو جاتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ رویہ بس اس حد تک تھا کہ آپ ﷺ تشریف لاتے اور اسلام علیکم فرما کر دریافت فرماتے: ''تمہارے بیمار کا کیا حال ہے؟ اور پھر واپس تشریف لے جاتے۔''

بہ فضل خداوندی بیماری ختم ہوئی اور ضعف و نقاہت باقی تھی کہ میں مسطح کی بوڑھی ماں کے ساتھ قضائے حاجت کیلئے اسی جگہ گئی، جو اس ضرورت کیلئے خواتین مدینہ کیلئے مخصوص تھی اور ہم عورتیں عموماً رات ہی کو اس ضرورت کیلئے نکلا کرتی تھیں۔

اتفاقاً ام مسطح رضی اللہ عنہا اپنے چادر کے پلو سے الجھ کر گئیں، اور ان کے منہ سے نکلا ''مسطح ہلاک ہو'' یہ سن کر میں نے کہا: تم نے ایک بہت بڑی بات کہہ دی، کیا تم ایسے شخص کو برا کہتے ہو کہ جو بدر میں شریک ہو چکا ہے؟ ام مسطح رضی اللہ عنہا نے کہا: ''حیرت ہے تم ایسا کہتی ہو؟ کیا تم نے وہ باتیں نہیں سنیں جو مسطح بناتا ہے؟'' میں نے ام مسطح سے پوچھا: ''مجھے یہ بتاؤ وہ کیسی باتیں بناتا ہے۔'' پھر انہوں نے الزام تراشیوں اور اتہام سازیوں کے بارے میں ساری باتیں مجھ سے بیان کیں جنہیں سن کر میں پہلے سے زیادہ بیمار ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور حسب سابق میرے پاس تشریف لائے اور اسلام علیکم کر کے فرمایا: ''تم کیسی ہو؟'' اس وقت میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ''اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے والدین کے گھر چلی جاؤں؟'' میرا ارادہ تھا کہ میں اپنے والدین سے ان بے ہودہ خبروں کے بارے میں دریافت کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت دیدی اور پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئی۔

میں نے اپنی والدہ سے دریافت کیا: ''اے اماں! لوگ کیسی باتیں بنا رہے ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا: ''اے بیٹی! تم خود پر نرمی کرو، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شوہر اپنی ایک خوبصورت بیوی سے محبت کرتا ہو اور اس کے بارے میں باتیں نہ بنائی گئی ہوں۔''

میں نے کہا: سوکنوں نے تو باتیں نہیں بنائیں، مجھے تو مسطح وغیرہ کے بارے میں دریافت ہوا ہے۔ میں تمام رات روتی رہی اور صبح ہو جانے پر میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے، تمام شب جاگتی رہی پلک تک نہ جھپکا سکی۔

رسول اللہ ﷺ کو وحی کا انتظار تھا اور جب اس کے آنے میں تاخیر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشورہ کرنے کیلئے حضرت علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نیک

گمان اور اچھی رائے کا اظہار کیا اور اشارۃً بتایا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اپنی اس رائے کی وجہ سے افواہوں کو ہرگز باور نہیں کرتا۔ الفاظ یہ تھے:

''یارسول اللہ ﷺ آپ کے اہل میں، ہم تو بجز خیر و خوبی کے اور کچھ نہیں جانتے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں فرمائی ہے۔ ان کے سوا اور عورتیں بہت ہیں اور آپ لونڈی سے پوچھئے وہ صحیح باتیں آپ کو بتا دے گی۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ارشاد فرمایا:

''اے بریرہ! تم نے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو شبہ میں ڈالتی ہو؟'' بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''میں سچ کہتی ہوں، کوئی بات میں نے دیکھی ہے نہ ان میں ہے کہ جس کی وجہ سے میری آنکھیں بند ہوں، بجز اس کے کہ وہ کم سن بچی ہیں، نیند زیادہ آتی ہے، آٹا گوندکر رکھ دیتی ہیں اور اس سے غافل ہو کر سو جاتی ہیں، بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔''

اس مشورے اور تحقیق کے بعد رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کے پاس پوچھ گچھ کیلئے تشریف لے گئے اور میں دن بھر مسلسل روتی رہی، میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور نیند نام کو نہ تھی، مجھ کو خیال ہوا کہ شدت گریہ سے شاید میرا جگر پھٹ جائے گا۔

یہی حال تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ آپ نے جب سے یہ افواہیں سنی تھیں، میرے پاس نہ بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر چکا تھا اور آپ ﷺ کو وحی کا انتظار تھا۔ بہرحال آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ کلمہ توحید و رسالت پڑھا اور بعد فرمایا:

''اے عائشہ! تمہارے بارے میں مجھے یہ اور یہ باتیں بتائی گئی ہیں، اب اگر تم پاک اور بری ہو تو انشاء اللہ بہت جلد تمہاری برأت ہو جائے گی اور اگر تم کسی گناہ سے آلودہ ہو گئی ہو تو پھر تم کو چاہیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، توبہ کرو کیونکہ جب بندہ اعتراف معصیت کر کے نادم اور شرمسار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے۔''

جب حضور نبی کریم ﷺ نے گفتگو ختم فرمائی تو میرے آنسو بھی ختم ہو گئے، اب میری آنکھوں میں ایک قطرہ بھی آنسو کا نہ تھا، میں نے اپنے والد سے کہا: ''میری طرف سے آپ وکالت کریں اور رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔'' انہوں نے کچھ تامل اور تھوڑے سے سکوت کے بعد فرمایا: ''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا عرض کروں؟'' پھر میں نے اپنی والدہ سے درخواست کی، آپ یہ جواب دیجئے۔ تو انہوں نے بھی یہی کہا: ''سمجھ قاصر ہے اس لیے میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔''

بلاآخر مجھے کہنا پڑا میں اٹھی، باوجود کہ میں کم سن لڑکی تھی اور میں نے زیادہ قرآن بھی نہ پڑھا تھا، میں نے کہا: ''میں جان گئی ہوں کہ جن افواہوں کو آپ نے سنا ہے وہ دل میں جگہ کر گئی ہیں اور ان کو سچ سمجھ لیا ہے۔ اب اگر میں یہ کہوں بھی کہ میں بری ہوں، تو آپ ﷺ باور نہ فرمائیں گے اور اگر میں ان باتوں کا اعتراف کرلوں اگرچہ اللہ تعالیٰ واقف اسرار و حالات ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں ان اتہامات

سے بری ہوں، تو آپ تائید وتصدیق فرمائیں گے۔ میں اپنے اور آپ کے درمیان کوئی مثال موجود نہیں پاتی بجز اس کے کہ جس طرح والد حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: ''فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ط وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَاتَصِفُوْنَ o (سورۂ یوسف) ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔'' اس کے بعد میں نے اپنا رخ اور پہلو بدلا اور بستر پر دراز ہوگئی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں امید رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری برأت فرمادے گا لیکن مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس معاملہ میں نزول وحی فرمادے گا کیونکہ میں اپنے آپ کو اپنے معاملے کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی، البتہ مجھ کو صرف اس بات کی توقع تھی کہ رسول اللہ ﷺ شاید خواب دیکھیں گے اور اس ذریعہ سے مجھ بے چاری کی غفلت وعصمت پر گواہی مل جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے ہنوز اٹھے بھی نہ تھے اور افرادِ خانہ سے نہ کوئی باہر نکلنے پایا تھا کہ آپ ﷺ پر نزول وحی ہونے لگا اور جو شدت ایسے موقعہ پر ہوئی تھی وہ شروع ہوتی، حتی کہ پیشانی مبارک پر موتیوں کی مانند پسینہ چمکنے لگا۔ آپ ﷺ پر موسم سرما میں بھی شدت وحی سے پسینہ وغیرہ کی یہ کیفیت طاری ہوجاتی تھی، آپ نے نزول وحی سے فارغ ہوکر تبسم فرمایا،

۞ اور پھر کلام کی ابتدا ان الفاظ سے کی:

يَا عَائِشَةُ اَمَّا اللهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ

ترجمہ: ''اے عائشہ! سنو اللہ تعالیٰ نے تم کو بری فرمادیا۔''

اب میری ماں نے مجھ سے کہا: ''عائشہ! اٹھو، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ۔'' میں نے ماں کو جواب دیا: ''اے میری ماں! اللہ کی قسم! میں تو اٹھ کر ان کے پاس نہ جاؤں گی اور میں اپنے اللہ کے سوا کسی کی ثناء نہ کروں گی۔'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس موقع پر ''اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ'' سے دس آیتوں تک وحی ہوئی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ افک کے سلسلہ میں قرآن کریم کا انداز بیان بڑا جامع اور پرزور ہے اس میں اعجاز وایجاز اور احکامات وتنبیہات اس اسلوب سے بیان کی گئی ہیں کہ معصیت کے کسی دوسرے وقوع اور موقع پر اس انداز سے بیان نہیں کی گئیں۔

تہمت طرازی اور سخن سازی کو منافقین کی طرف سے جو مظاہرہ ہوا، جس سے اہل بیت رسول اللہ ﷺ اور خود رسالت مآب ﷺ کو جو انتہائی صدمہ اور دکھ پہنچ تھا، اس کی وجہ سے اندازِ بیان میں شدت ہوئی ہے۔ ان کا یعنی زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ بت پرستی اور شرک کے بارے میں جو تنبیہات ہیں وہ بھی مقابلتہً اس سے کچھ کم ہی ہیں کیونکہ یہ ایک پاک باز زوجہ رسول ﷺ کی طہارت وبرأت کی حامل ہیں۔

قاضی ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر فرمایا کہ جس کو مشرکین حق تعالیٰ کی جانب منسوب کرتے ہیں، اس کے بعد اپنی پاکی خود بیان فرمائی جیسے:

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَہٗ

﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: ''وہ بولے رحمٰن نے بیٹا اختیار کیا پاک ہے وہ۔''

اس کے علاوہ بہ کثرت آیات تحمید وتذکیر میں وارد ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب اس کا ذکر فرمایا کہ منافقین جس بات کو پاک عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کرتے تھے تو کہا: ''سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ'' (سورۃ النور) ترجمہ: ''الٰہی پاک ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔'' تاکہ عصمت مآب خاتون نفس کی شہادت ہو جائے۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ

محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مابین اتفاق سے اظہار تفاخر پر باتیں ہونے لگیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں وہ ہوں کہ میرے عقد کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا۔ اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور میں وہ ہوں کہ میرے عذر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مذکور فرمایا جبکہ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے مجھے سواری پر سوار کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: ''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ تو بتاؤ جب تم حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر سوار ہو رہی تھیں تو کیا تم نے کچھ پڑھ لیا تھا؟''

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ''حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ'' پڑھا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: تم نے بڑے اعتماد کا کلمہ پڑھا۔

﴿ابن جریر﴾

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَا فِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ''بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو۔''

کے بارے میں نازل فرمایا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ایک دوسری روایت کے ذریعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے اس آیت ''اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ'' (سورۃ النور) کو پڑھ کر کہا کہ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات کے بارے میں ہے اور جن لوگوں نے افک میں حصہ لیا ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے قول کی دلیل میں آیت مندرجہ ذیل تلاوت کی:

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَاءَ فَاجْلِدُ اَوْ ھُمْ ثَمٰنِیْنَ

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَo

❁سورۃ النور❁

ترجمہ: ''اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہے۔''

❁ اس کے بعد انہوں نے اس کے آگے کی آیت تلاوت کی:

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌo

❁سورۃ النور❁

ترجمہ: ''مگر جو اس کے بعد توبہ کریں اور سنور جائیں تو بےشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔''

اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ان لوگوں کی توبہ کے بارے میں ہے جنہوں نے کسی اور عام عورت پر قذف (''قذف'' تہمت لگانا، گالی دینا) کیا ہے اور وہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کی طرف قذف کو منسوب کیا ہو، کیونکہ حقیقت حال کے ظاہر اور عام ہونے سے پہلے جس کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ظاہر اور عام کیا، ان لوگوں نے نہ توبہ کی اور نہ قذف کے ثبوت میں شہادتیں مہیا کیں۔

خصیف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''زنا'' اور ''قذف'' میں کون سا عمل زیادہ سخت اور کبیرہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ان دونوں میں بدترین فعل زنا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

❁سورۃ النور❁

انہوں نے جواب دیا کہ یہ آیت کریمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں خاص ہے۔

❁طبرانی❁

ضحاک بن مزاحم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: یہ آیت خاص سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کسی نبی کی زوجہ مطہرہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

❁طبرانی❁

قبائل عرنیہ اور عسکل کا اسلام قبول کرنا اور مردود ہونا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبائل عسکل عرنیہ کے کچھ افراد مدینہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کلمہ اسلام پڑھا اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اونٹ، بکریوں والے چرواہے ہیں اور کھیتی باڑی کرنے والے کسان نہیں ہیں، یہ لوگ مدینے میں رہ گئے لیکن مدینہ کی آب و ہوا ان کو راس نہ آئی اور بیمار ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ کے باہر بھیج دیا، وہاں مسلمانوں کے جانوروں کو ایک چراگاہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے چرواہے چراتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو نومسلموں سے فرمایا کہ تم لوگ بھی دیکھ بھال کرو اور اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیتے رہے۔ وہ لوگ چلے گئے اور مقامِ حرہ پہنچ کر اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے اور مسلمان چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کچھ مسلمانوں کو ان کے تعاقب میں بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ ان کی آنکھیں نکال کر ہاتھ پاؤں کاٹ کر حرہ کے گوشہ میں چھوڑ دینا یہ سب لوگ اسی امر میں مر گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

سریۂ دومتہ الجندل کیلئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بنوکلب کی طرف، دومتہ الجندل روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ اگر وہ دعوتِ اسلام قبول کرلیں، تو تم ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔ وہ روانہ ہو گئے، تین روز قیام کیا اور ان کو دعوتِ اسلام دی، جس کے نتیجے میں ان کا سردار اصبغ بن عمرو کلبی نے جو نصرانی تھا، اسلام قبول کرلیا اور اس کے ساتھ ہی بنوکلب کے بہت سے لوگ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے بجائے جزیہ ادا کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا، چنانچہ ان پر جزیہ قائم کر دیا گیا اور جزیہ کی وصولی کا بھی انتظام کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تماضر بنت اصبغ سے نکاح کر کے اپنے ہمراہ مدینہ لے آئے۔

﴿ابن سعد﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے مطابق ایک اور حدیث بیان کی ہے جس کے آخر میں اتنا اور مزید ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر اس کو فتح کرا دے، اگر تمہارے ہاتھ پر فتح ہو جائے تو ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔''

﴿ابن عساکر﴾

واقعہ حدیبیہ میں معجزات کا ظہور

حضرت مسور بن مخزمہ رضی اللہ عنہما اور مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں حضرات نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے موقع پر ایک ہزار سے کچھ اوپر صحابہ کرام کے ساتھ روانہ ہوئے، جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ پہنچے تو ہدی کے جانوروں کے گلوں میں قلادے ڈالے اور ان کا اشعار کر کے عمرہ کا احرام باندھا اور دیدبانی کیلئے خزاعہ کے ایک شخص کو روانہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ چاہِ اشطاط پر پہنچے تھے تو وہ خزاعی دیدبان حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس پہنچا اور بتایا:

''قریش نے آپ کے اور مسلمانوں کے مقابلے کیلئے بہت بڑی جمعیت کو فراہم کر لیا

ہے اور آس پاس کے مختلف قبائل کے لوگ بھی ان کے حلیف اور شریک بن گئے ہیں وہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے، راستہ روکیں گے اور مزاحمت کریں گے۔''

یہ اطلاع پا کر آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانو! مجھے رائے دو کہ میں ان لوگوں کے اہل وعیال اور ان کے بچوں کی طرف متوجہ ہوں، جو ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ہم بیت اللہ کا ہی قصد کریں اور جو ہمیں اس سے روکے اس کا مقابلہ کریں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم زیارت بیت اللہ کا ارادہ کر کے نکلے ہیں، جنگ وقتال کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں، تو آپ بیت اللہ ہی تشریف لے چلیں، ہم کو اگر کوئی زیارت سے روکے گا تو ہم اس کی رکاوٹ کو سیل ارم بن کر راہ سے ہٹا دیں گے، اگر کوئی مقابل آئے گا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بسم اللہ پڑھ کر چل دو۔''

اثنائے راہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے مطلع کیا کہ ''حضرت خالد بن ولید قریش کے رسالہ کا قائد اس وقت طلیعہ پر ہے، اس لیے داہنی جانب کا راستہ اختیار کرلو۔''

پس خالد کو پتہ نہ چلا کہ مسلمانوں کی جمعیت دفعتہً کافر سواروں کے سر پر پہنچ گئی، جب رسالہ نے گرد وغبار دیکھا تو قریش کو ہوشیار اور خبردار کرنے کیلئے الٹے قدم مکہ کی طرف بھاگا۔ رسول اللہ ﷺ مسلسل مکہ کی جانب بڑھتے رہے اور پھر ایک سطح مرتفع پر حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی، لوگوں نے اٹھایا، چلانے کیلئے تکتکایا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی، کچھ لوگ کہنے لگے: قصویٰ سرکشی کر رہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قصویٰ نے سرکشی نہیں کی ہے، وہ طبعاً ایسی نہیں ہے، بلکہ اس کو اسی قوت نے روکا ہے، جس نے ہاتھی کو روکا تھا، پھر فرمایا: ''قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قریش مجھ سے ایسی بات کو نہیں منوا سکتے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کی جاتی ہے، اس کے سوا وہ جس بات کو کہیں گے، میں ان کی بات مان لوں گا۔''

اس کے بعد آپ نے اپنی اونٹنی کو تنبیہ فرمائی اور وہ کچھ اچھلی اور سیدھی ہوگئی۔ آپ سوار ہو کر حدیبیہ میں اس مقام پر آئے جہاں ایک گڑھے میں تھوڑا سا پانی تھا، لوگوں نے کفایت کے ساتھ پانی لے کر استعمال کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ پانی استعمال کرلیا گیا اور گڑھے میں پانی نہ رہا، اصحاب نے پانی کی صورتحال سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آگاہ فرمایا۔

پس آپ نے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیا اور فرمایا: ''اس تیر کو اس گڑھے میں گاڑھ دو جس کا پانی ختم ہو چکا ہے چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی، اس کے بعد خدا کی قسم! اس میں اتنا پانی جوش مارتا رہا کہ تمام مسلمان اس پانی سے سیراب ہوتے رہے، گویا گڑھے میں پانی کے سوتے پھوٹ گئے تھے۔'' قریش کی جانب سے بدیل بن ورقاء خزاعی جو بنوخزاعہ کا سردار تھا چند افراد کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

''میں نے بنی کعب اور عامر بن لوی کو حدیبیہ کے چشموں پر پڑاؤ ڈالے دیکھا ہے، ان
کے ساتھ دودھ دینے والی اونٹنیاں ہیں، وہ تم کو بیت اللہ سے روکنے اور باز رکھنے کیلئے
وہاں موجود رہیں اگر تم ضد اور اصرار کرو گے تو وہ جنگ کریں گے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ''ہم لڑنا چاہتے ہیں نہ لڑنے کے ارادے سے آئے ہیں، ہمارا مقصد زیارتِ کعبہ اور طواف عمرہ ہے۔ باوجود یہ کہ کفار قریش بار بار کی لڑائیوں، ہزیمتوں اور مسلسل جارحانہ فوجی کارروائیوں سے کشتہ اور مضروب ہو چکے ہیں، پھر بھی وہ ایسے لوگوں سے جو امن وسلامتی کے پیغامی ہیں، بلاوجہ لڑنا اور جنگ کی دھمکیاں دینا پسند کرتے ہیں۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے نمائندہ قریش! بدیل! اگر وہ لوگ یعنی قریش پسند کریں تو میں ایک مدت مقرر کر دوں اور اس مدت میں وہ ہمارے کاموں اور سرگرمیوں میں مزاحم نہ ہوں، اگر اس مدت میں ہم کامیاب اور غالب ہو جائیں، تو وہ اگر پسند کریں، ہمارے اندر نیک نیتی سے مدغم ہو جائیں یعنی ملت اسلامیہ میں شامل ہو جائیں، ورنہ وہ جنگ کی صعوبتوں سے تو بہر حال محفوظ رہیں گے اور اگر قریش نے میری اس پیشکش سے فائدہ نہیں اٹھایا اور ہم پر جنگ مسلط ہی کر دی تو قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ میں دین حق کی خاطر اس وقت تک جنگ جاری رکھوں گا جب تک میں زندہ ہوں اور دین خداوندی غالب ہو جائے اور امورِ الٰہی نافذ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے پرستاروں کیلئے موانعات باقی نہ رہیں۔

بدیل نے واپس جا کر قریش سے کہا: میں نے محمد (ﷺ) سے یہ اور یہ کہا مگر وہ کچھ بھی مرعوب اور متاثر نہ ہوئے البتہ انہوں نے ایک اور تجویز تمہارے سامنے رکھی ہے۔ بدیل کا قطع کلام کرتے ہوئے بعض جذباتی اور پست ذہنیت لوگ بول اٹھے: ''ہمیں ضرورت نہیں ہے۔'' کچھ سنجیدہ، معتدل مزاج اور اہل الرائے اصحاب نے پوچھا وہ کون سی تجویز ہے، بتاؤ تو سہی؟ بدیل نے آپ ﷺ کی ساری گفتگو اور مدت معین کرنے کی تجویز کو ان سے بیان کیا۔

عروہ بن مسعود نے ساری باتوں کو بہ غور سنا اور پھر مجمع کو خطاب کرنے کیلئے کھڑا ہوا، اس کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ: ''اے لائق احترام قریشیو! کیا آپ میرے بڑے اور بزرگ نہیں؟'' جواب آیا: بے شک! کیوں نہیں پھر عروہ نے پوچھا: ''اور کیا میں سن طفولیت کی ابتداء ہی سے آپ کے اندر نہیں رہا۔'' (یعنی بچپن سے میرا پورا ماضی اور زندگی کے سارے مراحل تمہاری نظروں کے سامنے سے نہیں گزرتے رہے ہیں؟'')

جواب ملا: بے شک ہم تمہاری پوری زندگی سے باخبر ہیں، اس کے بعد عروہ نے سوال کیا: ''کیا میں نے کبھی اور کسی وجہ سے کوئی ایسا کام کر لیا ہے کہ آپ بزرگوں اور بھائیوں کے نزدیک میں ساقط الاعتبار ہو گیا ہوں؟'' لوگوں نے کہا: نہیں! تم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اعتماد کو مجروح کرنے کا سبب بنتا، یہ سن کر عروہ بن مسعود نے ان کو اپنا ایک واقعہ ہمدردی کو یاد دلاتے ہوئے کہا:

''کیا آپ حضرات کو یاد ہے کہ میں نے آپ کی مدد کیلئے عکاظ والوں کو آواز دی اور

جب وہ میرے بلانے سے نہیں آئے تو پھر میں اپنی بیوی اور بچوں کو اور ان لوگوں کو بھی جنہوں نے میری بات مانی، آپ کے سامنے لے آیا تھا۔''

لوگوں نے مانا اور اعتراف کیا۔ اتنے سوالات کر کے جب عروہ بن مسعود نے قریش کی رائے کو اپنے حق میں موافق اور ہموار کر لیا تو وہ مقصد اصلی کی طرف آیا اور کہا:

''اے میری قوم کے بزرگو اور دانشورو! میرے خیال میں محمد (ﷺ) نے جو تجویز ہمارے سامنے رکھی ہے وہ ہرگز نامناسب اور نادرست نہیں ہے۔ اس وجہ سے اسے مان لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس بارے میں مزید دریافت طلب امور پر گفتگو کروں۔''

عروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور باتیں کیں، آپ نے ان سے وہیں باتیں فرما دیں جو اس سے پہلے خزاعہ کے سردار بدیل سے کہی تھیں۔ عروہ نے کہا: ''محمد (ﷺ)! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کی قوم آپس ہی میں لڑ کر اپنا انفرادی وجود کھو بیٹھے اور فنا ہو جائے، کیا اس سے پہلے عرب کی قومی تاریخ میں کبھی اس نوع کا المیہ ملتا ہے، یا جزیرہ نمائے عرب کے خاکدان سے کوئی ایسی شخصیت ابھری ہو جس نے اس طرح کی خانہ جنگی کو ہوا یا تحریک دی ہو۔ اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر قریش مکہ زور آزمائی میں غالب آ جائیں تو میں آپ کے حلقہ اور جماعت میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں جو یقیناً بھاگ جائیں گے اور آپ کو کسمپرسی کے عالم میں بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ وہ اپنی فطری رواداری، تحمل اور غیر معمولی قوتِ برداشت کے باوجود بپھر گئے، غصہ سے بے تاب ہو گئے، مداخلت کرتے ہوئے عروہ کو مخاطب کیا اور نہایت ہی تحقیر آمیز لہجے میں فرمایا:

امصص بظر اللات اور کہنے والے! تو اپنے بت لات کی شرمگاہ کو چاٹ۔

کیا اول فول بکنے آ گیا ہے؟ واقعی کیا تو عقل سے اس درجہ عاری ہے کہ یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ ہم بھاگ جانے والے اور حضور نبی کریم ﷺ کو چھوڑ جانے والے ہیں۔

عروہ ہکا بکا رہ گیا، دریافت کیا: ''یہ کون صاحب ہیں؟'' بتایا گیا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رفیق سفر ہجرت ہیں۔ عروہ نے حضرت ابوبکر صدیق کو جواب دیا: ''اے عبدالکعبہ! واللہ! اگر آپ کا وہ احسان مجھ پر نہ ہوتا اور جس کے جواب میں ہنوز کوئی احسان میں آپ کے ساتھ نہیں کر سکا ہوں، اگر یہ معاملہ نہ ہوتا تو شاید آپ کی بات کا جواب اس سے زیادہ سخت ہوتا۔''

راوی کا بیان ہے۔ عروہ گفتگو کے دوران اپنا ہاتھ حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک سے چھو دیتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نزدیک ہی کھڑے تھے، ان کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھا، جب بھی عروہ اپنے ہاتھ کو حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک کی طرف بڑھاتا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی یہ طرزِ ادا نہایت ناگوار گزرتی تھی، لہٰذا وہ عروہ کے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارتے ہوئے کہتے: ''اپنے ہاتھ کو سرکار کی ریش مبارک سے علیحدہ رکھو۔''

عروہ نے نظر اٹھائی، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حاضرین میں سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ بتایا گیا یہ حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا: ''اے احسان فراموش مغیرہ! کیا تیری بے وفائی اور ظلم رسانی کے سلسلے میں، میں نے بھاگ دوڑ نہیں کی تھی؟''

عروہ اپنی کنکھیوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور رفقاء کے انداز و اطوار دیکھتے جاتے تھے، ان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھنکارتے تو لعاب دہن پاک زمین پر نہیں گرتا تھا بلکہ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پہنچ جاتا تھا اور وہ جس کے ہاتھ میں پہنچتا تو وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا جب آپ کسی کو حکم فرماتے تو وہ اس کی تعمیل میں عجلت وسبقت دکھاتا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو باتیں کرتے تو اپنی آوازوں کو بہت ہی پست کر لیتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے باعث کوئی نظر بھر کر آپ کو نہیں دیکھتا، ان کے لہجوں میں عجز اور الفاظ میں نرمی ہوتی تھی، یہ تمام انداز واطوار دیکھ کر عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا: لوگو!

خدا کی قسم! میں قیصر و کسریٰ کے درباروں میں جو دنیا کے عظیم الشان افراد ہیں، روم اور ایران بھی گیا ہوں اور اس کے علاوہ بارگاہوں میں بھی، انہوں نے اپنے خادموں کو آدابِ خدمت سکھائے ہیں، انہوں نے اپنے دانشوروں سے منصوبے تیار کرا کر خاص قسم کے لوگوں کو آداب سکھائے ہیں مگر وہاں یہ بات کہاں؟ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب تو پروانہ ہیں وہ ہمہ وقت اطاعت و حکم کی بجا آوری میں لذت محسوس کرتے ہیں۔

اللہ کی قسم! میں نے نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کی تعظیم اس کے اصحاب ایسی بجا لاتے ہوں جیسی اصحاب محمد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بجا لاتے ہیں۔

اسکے بعد اصل موضوع گفتگو اور سفارتی امور کے بارے میں اس نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی تجویز پر قائم ہیں اور میرا مشورہ ہے کہ آپ لوگ اسے بلا تامل قبول کر لیں کیونکہ اس میں امن وسکون کی ضمانت ہے۔

بنی کنانہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جانا چاہتا ہوں، قریش نے اجازت دی تو وہ مسلمانوں کے پڑاؤ پر آیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا: یہ فلاں شخص اس قبیلہ کا ہے، یہ لوگ قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں، اس کے سامنے سے قربانی کے جانوروں کو گزارو اور لبیک پڑھتے ہوئے گزرو، جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا: ان حضرات کو زیارت بیت اللہ سے روکنا ہرگز مناسب نہیں، واپس چلا گیا اور جا کر بتایا میں نے ان جانوروں کو دیکھا جو مسلمان قربانی کیلئے لائے ہیں، تمام جانور قلادے ڈالے اور اشعار کیے ہوئے تھے میں تو خیال کرتا ہوں انہیں زیارت بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔ یہ باتیں سن کر ایک شخص جس کا نام مکرز بن حفص تھا، اس نے آنے کیلئے اجازت طلب کی جب وہ آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک برا شخص ہے اور اس کا نام مکرز ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا اسے دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تو تمہارا معاملہ آسان ہو گیا۔

﴿بخاری﴾

معمر راوی نے بیان کیا کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کو نقل کیا کہ سہیل بن عمرو آیا اور اس نے کہا: ہمارے و رتمہارے درمیان صلح نامہ تحریری ہونا چاہیے تو رسول اللہ ﷺ نے کاتب کو بلوایا اور کہا لکھو:

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ"

سہیل نے کہا: ''میں رحمٰن کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟ لہٰذا آپ "بِاسْمِکَ اَللّٰھُمَّ" لکھئے، جیسا کہ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا: ہم تو تسمیہ ہی لکھیں گے، مگر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بِاسْمِکَ اَللّٰھُمَّ" ہی لکھ دو۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو املاء کیلئے بتایا:

"ھٰذَا مَا صَالَحَ عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ"

اس پر بھی سہیل کو اعتراض ہوا اور اس نے کہا: ''اگر آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا۔ آپ کو محمد بن عبداللہ لکھوانا چاہیے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں بلاشبہ اللہ کا رسول ہوں، مگر تم تسلیم نہیں کرتے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بعد آپ ﷺ نے ''محمد بن عبداللہ'' لکھوا دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس تحریر کی پہلی شرط یہ ہے کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان قریش مکہ حائل نہ ہوں گے اور ہمیں بیت اللہ کا طواف اور زیارت کرنے سے نہ روکیں گے۔''

سہیل نے کہا: ''ہم یہ ننگ گوارا کرنے کیلئے تیار نہیں کہ سارے عرب میں چرچا ہو کہ ہمارے دشمن زبردستی مکہ آکر عمرہ کر گئے۔ اگر آپ ﷺ اور دوسرے مسلمان آئندہ سال آکر طواف و زیارت کرنا چاہیں تو قریش مزاحمت یا ممانعت نہیں کریں گے۔'' اس پر اتفاق کر لیا گیا اور پہلی شرط قرار دے کر صلح نامہ تحریر کر دی گئی۔ اس کے بعد سہیل نے کہا: ''دوسری شرط یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس نہ جائے گا اگرچہ وہ آپ کا دین قبول کر چکا ہو، اگر کوئی شخص آجائے گا تو اسے ہمارے پاس واپس کرنا ہوگا۔'' صحابہ نے کہا: ''واہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو شخص اسلام قبول کر کے ہمارے پاس آجائے، ہم اس کو امن تعاون اور سہارا دینے کے بجائے مشرکوں میں دھکیل دیں۔''

ابھی اس دوسری شق پر بحث و گفتگو جاری تھی کہ اچانک سہیل بن عمرو نمائندہ قریش کے فرزند ابو جندل رضی اللہ عنہ بیڑیوں سے پاؤں فطار گرتے پڑتے یہاں آپہنچے، یہ اسفل مکہ سے قید سے فرار ہو کر آئے تھے۔ مسلمانوں کے درمیان پہنچ کر وہ ناتوانی سے گر پڑے، سہیل نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہا: اے محمد (ﷺ)! یہ پہلا شخص ہے جس پر میں آپ سے اس شق کے تحت فیصلہ طلب کرتا ہوں، اب اس کو میری طرف پھیر دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی تو صلح نامہ کی تحریر مکمل نہیں ہوئی ہے اور نہ اس کا نفاذ کیا گیا ہے۔ سہیل نے کہا: اللہ کی قسم! اب میں آپ سے کبھی کسی چیز پر صلح نہیں کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سہیل اس کو اجازت دے دو، سہیل نے کہا کہ میں اس کو مسلمانوں میں رہنے کی اجازت نہیں دوں گا، بالآخر ابو جندل رضی اللہ عنہ کو ان کے نالہ و شیون دادطلبی اور انصاف خواہی کے

باوجود ان کے باپ سہیل بن عمرو کے حوالہ کر دیا۔

ابوجندل رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمانو! کیا تم مشرکوں کے حوالے مجھے کرتے ہو حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، تم نہیں دیکھ رہے کہ مجھ پر کیا کچھ گزری ہے اور کیسا شدید عذاب میں اللہ کی راہ میں اٹھا رہا ہوں۔ مسلمان یہ منظر دیکھ کر تڑپ اٹھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو تابِ ضبط نہ رہی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نبی برحق نہیں ہیں؟'' آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''بے شک میں نبی برحق ہوں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''بے شک تم مسلمان ہو۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا وہ لوگ مشرک اور دشمن دین حق نہیں ہیں؟'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ وہ شرک کرنے والے اور دین الٰہی کے دشمن اور کفر و سرتابی کی روش پر قائم ہیں۔''

ان سوالات کا جواب پانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ادب و تعظیم کے لہجے میں گزارش کیا: ''اے اللہ کے سچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! براہِ کرم مجھے بتائیے کہ جب حقیقت یہ ہے تو پھر ہم دین کے معاملے میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمر! میں اللہ کا رسول ہوں، اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا، وہ انشاء اللہ مجھے ہرگز خوار نہیں کرے گا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے کہ میں اس بے تابانہ جوش کے فرد ہونے پر اپنی جرأت پر بہت پشیمان ہوا، اور مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا، آپ اس کے کفارے کیلئے توبہ و استغفار کے علاوہ صدقات و خیرات اور بردے آزاد کرتے رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور وہی سوالات ان سے بھی کیے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو جوابات دینے کے بعد فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! سنو......

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور ان کا مددگار ہے لہٰذا تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو، اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے، انہوں نے کہا: یقیناً فرمایا تھا لیکن کیا یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم اسی سال جائیں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو نہیں فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو تم ضرور جاؤ گے لیکن اس وقت نہیں آئندہ سال۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہدنامے کی کتابت سے فارغ ہوئے تو مسلمانوں سے فرمایا: اب قربانی کے جانوروں کو ذبح کر کے حلق کر لو۔

راوی حدیث نے بیان کیا کہ اس حکم کی تعمیل میں ایک مسلمان بھی نہ اٹھا اور پھر اس بات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دہرایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو آپ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے

پاس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی حالت جمود وسکتہ کو ان سے بیان فرمایا: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اپنے جانوروں کی قربانی شروع کریں، سر مونڈ نے والے کو بلا کر حلق کرالیں اور اب کسی سے کچھ نہ کہیں۔

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور کسی سے کچھ نہ کہا: پھر اپنے اونٹ کو ذبح کیا حلق کرایا، جب مسلمانوں نے یہ دیکھا تو وہ بھی اٹھے، سبھوں نے اپنے اپنے جانور ذبح کیے اور باہم ایک دوسرے کا سر منڈنے لگے، ان کاموں میں اب بے حد گہما گہمی اور حرکت پیدا ہوگئی تھی۔ مردوں کے بعد عورتیں آئیں اور اپنی قربانیوں سے فارغ ہوئیں۔

اس مرحلہ پر ان عورتوں کے بارے میں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور ان کے دلوں میں ایمان راسخ نہ ہوا ہو تو ان کی آمد اور ان کا وجود مسلمانوں کیلئے مضرت رساں بھی ہوسکتا تھا۔

✿ اس لیے ان کے متعلق ارشاد خداوندی ہوا:

يَا يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَ كُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۝

﴿سورۃ الممتحنہ﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں، تو ان کا امتحان کرو اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے، پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو، نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال۔''

سورۂ ممتحنہ کے اس حکم کے نزول کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ان دونوں بیویوں کو طلاق دیدی جو ہنوز مشرکہ تھیں، ان میں سے ایک کے ساتھ معاذ بن ابی سفیان نے اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔

جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ایک دن ابو بصیر رضی اللہ عنہ نامی مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں مسلمانوں کے پاس آ گئے، ان کو واپس بلانے کیلئے قریش نے دو افراد کو مدینہ بھیجا چنانچہ معاہدے کے بموجب حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا گیا، اور وہ دونوں آدمی ان کو اپنے ساتھ لے کر مکہ کے سفر پر روانہ ہوگئے، دورانِ سفر میں ذوالحلیفہ پر رکے اور کھجوریں کھانے لگے۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ایک ساتھی سے کہا:

''اے فلاں! واللہ! تیری تلوار نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔'' یہ سن کر اس کے دوسرے ساتھی نے تلوار کو نیام سے کھینچتے ہوئے کہا: ''واقعی یہ ایک عمدہ تلوار ہے اور مجھے خوشی ہوئی کہ ابو بصیر تمہاری شناخت اچھی ہے اور میں نے تو اس کو بار بار دیکھا اور تجربہ بھی کیا ہے۔''

ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ذرا مجھے دینا۔'' اور تلوار لے کر اسے قتل کر دیا اور دوسرا شخص بھاگ کر

مدینہ آیا اور مسجد نبوی میں بے چین اور پریشان ٹہلنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے اس کی حالت دیکھ کر کہا: شاید اس نے کوئی دہشت ناک منظر دیکھا ہے، پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب آیا اور کہنے لگا: ''میرا ساتھی قتل کر دیا گیا اور میری جان بھی محفوظ نہیں ہے۔''

اتفاقاً اسی وقت حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے بارے میں ایفائے عہد کر چکے ہیں کیونکہ میں ان کے حوالے کر دیا گیا تھا، اب میرے خدا نے مجھے ان کے پنجے سے نجات دیدی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر) یہ جھگڑالو ہے۔ (پھر فریادی شخص کی طرف دیکھ کر کہا) کاش اس کا کوئی مددگار رہوتا۔

ابوبصیر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کاروائے سخن کس طرف ہے، انہوں نے سوچا اگر میں تھوڑی دیر ٹھہر گیا تو پھر آپ کوئی بندوبست کر کے مجھے واپس اسی شخص کے ساتھ کر دیں گے، لہٰذا وہ آنکھ بچا کر نکل کھڑے ہوئے اور سمندر کے ساحل پر مقیم ہو گئے۔

کچھ دنوں بعد ابوجندل بن سہیل رضی اللہ عنہ جن کو حدیبیہ سے واپس کر دیا تھا، قریش کے پنجہ سے دوبارہ چھٹکارا پا کر ابوبصیرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جاری ہو گیا اور مکہ کے مسلمانوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارے بھائی ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابوجندل رضی اللہ عنہ نے اپنی جرأت اور قوتِ بازو سے اپنی پناہ گاہ بنالی ہے تو مکہ کے ظلم رسیدہ اور ستم کش مسلمان خلاصی پا کر ایک ایک دو دو کی شکل میں ابوبصیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ملتے گئے اور جب ان کی کچھ جمعیت ہو گئی تو قریش کے کاروانِ تجارت پر حملے کرنے لگے۔ مجبور ہو کر قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کو لکھا کہ ہم معاہدہ کی اس شرط سے باز آئے، اب جو مسلمان مدینہ چلا جائے گا ہم اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کریں گے اور مہربانی فرما کر آپ ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابوجندل رضی اللہ عنہ کو مدینہ بلا لیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان مسلمانوں کو ساحلی مقام سے مدینہ منورہ بلا لیا اور خود قریش کی درخواست پر یہ شرط عہد نامہ سے خارج ہو گئی۔

صلح حدیبیہ کے واقعہ کو بہ تغیر الفاظ اس طریق پر بھی بیان کیا گیا ہے:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس درخت کے سائے میں تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اس درخت کی شاخیں حضور نبی کریم ﷺ پر سایہ کیے ہوئے تھیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہیل بن عمرو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لکھو ''بسم اللہ الرحمن الرحیم''، سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: ''ہم رحمٰن کو جانتے ہیں نہ رحیم کو۔ ہمارے قضیہ میں الفاظ لکھو جنہیں ہم جانتے ہیں: ''بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ''، لکھو۔ پھر انہوں نے وہی لکھ دیا اور لکھا کہ: ''ھٰذَا مَا صَالَحَ عَلَیْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' تو اس پر بھی نمائندہ قریش سہیل کو اعتراض ہوا اور کہنے لگا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر تو ہم نے آپ ﷺ پر ظلم کیا۔

آپ عرب کے عام دستور کے مطابق تحریر لکھیں اور اسی سے ہم واقف ہیں۔ بالآخر آپ نے فرمایا: لکھ دو: "هذا ما صالح عليه محمد بن عبدالله" اسی دوران تیس جوان آئے یہ مسلح تھے، یہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے آکر شور وغوغا کرنے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے بددعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سماعت سلب کر لی اور وہ بہرے ہوگئے، پھر ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم لوگ امان یافتہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، پھر آپ نے ان کو چھوڑ دیا۔

﴿احمد، نسائی، حاکم﴾

تمام لشکر کی مغفرت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ کے سال گئے۔ اثنائے راہ میں ہم عقبہ ذات حنظل میں آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج رات اس ٹیلہ سے گزرنا ایسا ہے، جیسا کہ بنی اسرائیل کیلئے اس دروازے سے گزرنا تھا،

جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں تم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔"

تو جو کوئی آج کی رات اس ٹیلے سے گزرے گا بخشا جائے گا، جب ہم اس ٹیلے سے گزرے تو کچھ دیر ٹھہر گئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قریش ہماری آگ کی روشنی کو دیکھ لیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوسعید! ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

صبح کو حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور اس کے بعد حمد وثنا کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آج کی رات تمام سواروں کو بخش دیا مگر ایک شتر سوار جو سواروں کے ساتھ ہی ٹیلے سے گزرے ہیں وہ نہیں بخشا گیا۔ ہم لوگ یہ ارشاد سن کر اس شتر سوار کی تلاش میں نکلے حتی کہ ہم نے اس کو پایا، وہ ایک بدوی غیر مسلم ساربان تھا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایک قوم ایسی آئے گی جن کے اعمال کو دیکھ کر تم اپنے کارناموں کو حقیر سمجھو گے، ہم نے پوچھا: "یارسول اللہ ﷺ! جس قوم کے بارے میں آپ نے مطلع فرمایا کیا وہ بنوقریش ہوں گے؟"

جواب میں فرمایا: "نہیں! وہ یمنی لوگ ہوں گے، وہ رقیق القلب اور انسان دوست ہوں گے، ایمان میں مخلص اور اعمال میں سرگرم۔"

لوگوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ لوگ ہم سے بہتر ہوں گے؟" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی ایک پہاڑ برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کرے تو وہ تم سے ایک مُد یا اس کے نصف

کے برابر حیثیت نہ رکھے گا۔ سن لو! یہی وہ فرق ہے جو تمہارے اور بعد کے مسلمانوں کے درمیان ہے۔
﴿ابونعیم﴾

کنواں پانی سے بھر گیا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ لوگ فتح مکہ کو عربوں پر فتح تصور کرتے ہیں، اگر چہ یہ غلط نہیں ہے، مگر ہم حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کو فتح مکہ قرار دیتے ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو مسلمان تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر ایک کنواں تھا، ہم نے اس کا پانی نکال لیا اور ایک قطرہ اس میں نہ رہا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور کنوئیں کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ ایک برتن میں پانی طلب فرمایا، وضو کے دوران اس میں کلی کی اور دعا فرمائی، کچھ دیر توقف کے بعد ہم اپنی اور جانوروں کی تمام ضروریات اس کے پانی سے پوری کرتے رہے مگر اس میں پانی ختم ہونا تو کیا کم بھی نہ ہوا۔

﴿بخاری﴾

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ پر آئے، ہم چودہ سو مسلمان تھے اور ان کے پاس پچاس بکریاں تھیں، جن کو سیراب نہیں کر سکتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ کنویں کے منڈیر پر بیٹھے اور دعا فرمائی یا لعاب دہن اقدس اس میں ڈالا، اسی دم کنواں جوش مارنے لگا اور پانی بھر گیا۔ ہم نے اس سے اپنی اور جانوروں کی تمام ضروریات پوری کیں۔

﴿مسلم﴾

واقدی سے روایت ہے کہ حضرت ناجیہ بن اعجم رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے حدیبیہ کے موقع پر جب پانی کے ختم ہو جانے کی شکایت کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے بلایا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر مجھے دیا اور ایک ڈول پانی منگایا اور وضو کر کے ایک کلی کنویں میں ڈال دی۔ اس کے بعد فرمایا: ڈول کے پانی کو ڈال کر تیر سے اسے کھودنا، پانی نکل آئے گا۔

حضرت ناجیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایسا ہی کیا اور فوراً بہت تیزی سے پانی ابلنے لگا اور وہ اس طرح جوش مارنے لگا جیسے ہانڈی جوش مارتی ہے حتیٰ کہ پانی کنویں کے کنارے پر آ گیا اور لوگ کناروں سے پانی لے کر پینے لگے اور تمام ضروریات پوری کیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حدیبیہ کے روز ان لوگوں کو پیاس لگی جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ ایک برتن کے پانی سے وضو فرما رہے تھے پھر آپ ﷺ لوگوں میں تشریف لائے اور پوچھا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس پانی نہیں ہے وضو کر سکتے ہیں نہ پی سکتے ہیں۔ صرف یہ ایک پیالے میں پانی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دست اقدس پیالے میں ڈالا تو انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار کر

نکلنے لگا، جس طرح کہ چشمے سے نکلتا ہے، پھر ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔

راوی حدیث سالم بن ابی جعدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم وہاں کتنے مسلمان تھے؟ انہوں نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کو کفایت کرتا، ہم صرف پندرہ سو آدمی تھے۔

﴿بخاری﴾

کھانے میں برکت:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے روانہ ہوئے۔ گرسنگی نے اس قدر ستایا کہ ہمارا ارادہ ہوا کہ اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں۔ عین اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ تمام کھانا ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ پھر ہم نے دستر خوان بچھایا اور لوگوں نے جو کچھ بھی ان کے پاس تھا لا کر رکھ دیا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے جھانک کر دیکھا کہ کھانے کی کتنی مقدار ہو گئی ہے تو وہ مجھ کو ایک بکری کے بچے کے برابر اونچا ڈھیر نظر آیا۔ پھر ہم کو کھانے کا حکم دیا گیا اور ہم سب چودہ سو مسلمان تھے۔ ہم سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر باقی ماندہ کھانے کو لوگوں نے توشہ دانوں میں بھر لیا۔ پھر فرمایا کیا ہاتھ دھونے کو پانی ہے؟ تو ایک شخص مشکیزہ لایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اسے پیالے میں لوٹا اور ہم سب نے وضو کیا اور چودہ سو افراد نے اس کو باری باری سے مشکیزوں میں بھر لیا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو خنیس غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تہامہ میں گیا۔ جب ہم عسفان پہنچے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے شدت بھوک کی شکایت کی اور عرض کیا کہ ہمیں اجازت دیجئے تا کہ ہم اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم نے سواری کے اونٹوں کو کھا لیا تو پھر سواری کرنے سے مجبور اور پریشان ہو جائیں گے۔ لیکن آپ ان کو حکم دیں کہ وہ اپنے بقیہ توشے ایک کپڑے میں جمع کریں اور آپ ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں چنانچہ آپ نے ان کو حکم دیا۔ انہوں نے اپنے توشے جمع کیے اور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ تمام لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور دوسرے اوقات کے لیے توشہ دان بھر لیے۔

﴿بزار، طبرانی، بیہقی﴾

بیعت رضوان:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام کے دوران حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف بھیجا اور فرمایا: تم انہیں خبر دے دو کہ ہم ارادہ جنگ سے نہیں آئے ہیں، نہ لڑائی مقصود ہے۔ ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں اگر دوستانہ ماحول

میں باتیں ہوں تو دعوت اسلام دینا اور جو مسلمان مرد اور عورتیں مکہ میں ہیں انہیں جا کر فتح قریب کی بشارت دینا اور بتا دینا کہ بہت جلد مکہ مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والا ہے اور پھر کسی مکی مسلمان کو اپنے اسلام اور عقیدہ کو چھپانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے۔ انہیں مسلمانوں کی آمد کا مقصد بتایا اور دعوت اسلام دی۔ مگر قریش نے انکار کیا اور جنگ کی دھمکیاں دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ باتیں سن کر اصحاب کو بیعت کے لیے بلایا۔ منادی کو حکم ہوا کہ وہ ان الفاظ سے اعلان کرے:

''آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے پاس روح القدس نازل ہوئے ہیں اور بیعت کے لیے بلا رہے ہیں۔''

تمام مسلمانوں نے بیعت کی کہ پشت نہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر رب ڈالا اور انہوں نے جن مسلمانوں کو بالجبر روک رکھا تھا، انہیں چھوڑ دیا اور مصالحت کی باتیں شروع کر دیں۔

ادھر مسلمانوں نے حدیبیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واپس تشریف لانے سے پہلے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو طواف کعبہ کریں گے۔ یہ باتیں سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ اس صورت میں کہ ہم سب کو تو طواف و زیارت سے روک دیا گیا ہو، وہ بیت اللہ کا طواف نہ کریں گے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد لوگوں نے ان سے پوچھا: ''آپ نے خانہ کعبہ کا طواف کر لیا؟''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

''اے برادران ملت! میرے بارے میں شاید آپ لوگوں نے حسن ظن سے کام نہیں لیا، واللہ اگر میں مکہ میں کسی وجہ سے ایک سال بھی مقیم رہتا تو میں بغیر رسالت مآب ﷺ کے ہرگز طواف نہ کرتا بلاشبہ مجھے قریش نے دعوت طواف دی تھی۔ مگر میں نے اسی وجہ سے انکار کر دیا۔''

اس بارے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان سن کر صحابہ نے کہا آپ ﷺ نے درست فرمایا اور بے شک حضور نبی کریم ﷺ سب کے بارے میں زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ستر اونٹ ذبح کیے گئے۔ بکریوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

﴿امام احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شب ہم حدیبیہ پہنچے اور پھر ہمیں روک دیا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون پہرہ دے گا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں دوں گا۔ آپ نے فرمایا: تم سو جاؤ گے اس کے بعد دوبارہ فرمایا: ''ہمارا پہرہ کون دے گا؟''

میں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں دوں گا۔ ارشاد فرمایا اچھا تم ہی دو۔ پھر میں پہرہ

دینے لگا حتی کہ شب کے اختتام اور طلوع فجر کا وقت ہوا تو حسب ارشاد رسول اللہ ﷺ کہ ''تم تو سو جاؤ گے۔'' نیند نے غلبہ کیا اور میں سو گیا۔ اس وقت بیدار ہوا کہ جب سورج طلوع ہو چکا تھا، جب ہم بیدار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو تم ہرگز نہ سوتے۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور کہا جو شخص مسلمانوں میں سو جائے اس کے لیے میرا یہی عمل سنت ہے۔

اس کے بعد مسلمان اپنی سواریوں کی تلاش میں نکلے اور ہر ایک اپنی سواری کے جانور کو ہانک لایا مگر حضور نبی کریم ﷺ کی ناقہ نہ ملی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو مجھ سے فرمایا: وہ فلاں مقام پر ہے اسے ہانک لاؤ۔ پس آپ نے جس طرح فرمایا تھا، میں پہنچا تو دیکھا کہ اونٹنی کی رسی ایک جھاڑی میں الجھ گئی ہے۔ میں نکال کر لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کی نکیل کو الجھا ہوا پایا اور وہ بغیر چھڑائے نہیں آ سکتی تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی یعلےٰ رضی اللہ عنہ سے آیۂ کریمہ ''**وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا**'' (سورۃ الفتح) ترجمہ: ''اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔'' کی تفسیر میں روایت کی کہ اس سے فتح خیبر مراد ہے۔

﴿بیہقی﴾

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قیام حدیبیہ ہی کے دنوں میں خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام مکہ مکرمہ میں سر منڈائے ہوئے امن کے ساتھ داخل ہوئے ہیں تو صحابہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے جس وقت آپ حدیبیہ میں اونٹوں کو ذبح کر رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ اس وقت نزول وحی ہوا کہ:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۝

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کو سچا خواب بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گئے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف۔''

جب حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے خیبر کو فتح کیا اور آئندہ سال احرام عمرہ باندھا اور مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کا خواب پورا ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کے واقعات کے سلسلے میں بنو مضر کے لیے بد دعا کی کہ اے اللہ! مضر پر ایسا قحط مسلط کر دے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد میں اہل مصر پر مسلط کیا تھا۔ چنانچہ مضر کے لوگ قحط کے شکار ہو گئے اور غذاؤں کی کم یابی ا

حد کو پہنچی کہ انہوں نے علہز یعنی اونٹ کے خون کو اس کے بالوں سمیت پکا کر کھایا اور ابوسفیان حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں بھوک اور فاقوں کی شکایت کرنے پہنچا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا بدر میں جب ابوالعاص مارا گیا تو میں اپنے چچا ابان بن سعید کی کفالت اور تربیت میں تھا۔ ابان بن سعید ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے شام گیا اور وہاں اس کو ایک سال لگ گیا، پھر وہ واپس آ گیا، وہ جہالت اور عصبیت کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ اس نے سفر سے واپس آ کر پوچھا ''محمد (ﷺ) کا کیا حال ہے؟''

میرے چچا عبداللہ نے جواب دیا: ''وہ تو پہلے سے زیادہ معزز، بااثر اور جماعت عظیم کے پیشوا ہیں۔''

ابان نے توجہ سے اس بات کو سنا اور خاموش ہو گیا حضور نبی کریم ﷺ کو برا نہ کہا۔ اس کے بعد اس نے کھانا تیار کرایا اور کھانے پر بنوامیہ کے سرداروں کو بلوایا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو ابان نے ان سے خطاب کیا کہ:

''اے سرداران آل امیہ! میں جو کچھ کہوں اسے غور سے سنیے اور صحیح نتائج اخذ کیجئے میں ایک ایسی بستی میں تھا وہاں میں نے بکا راہب کو دیکھا۔ وہ ایک مردِ مرتاض اور بڑا اعبادت گزار تھا۔ چالیس برس سے زمین پر نہ اترا تھا۔ ایک روز نیچے آیا تو اس کی زیارت کے لیے لوگ جمع ہو گئے۔ دیکھنے والوں میں، میں بھی تھا۔ میں نے اس سے کہا: ''مجھے آپ سے ایک بات دریافت کرنی ہے۔'' اس نے میرے لیے تخلیہ کر دیا۔ پھر میں نے اس سے کہا:

اے مردِ بزرگ! میں ایک عربی قریشی ہوں، میری قوم کا ایک شخص ''نبی'' ہونے کا مدعی ہے۔'' راہب نے پوچھا: ''اس کا نام کیا ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''ان کا نام محمد (ﷺ) ہے۔'' اس نے پوچھا: ''کب سے اس کا ظہور ہوا ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''بیس سال سے؟'' اس نے کہا: ''میں اس کا حلیہ اور سراپا اگر تم کہو تو بیان کروں؟'' میں نے کسی قدر حیرت سے کہا: ''ضرور۔''

پھر اس زاہد، واقف حال نے محمد (ﷺ) کا سراپا بیان کر دیا اور تعجب ہے کہ وہ بالکل درست ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا یقین کرو یا نہ کرو بہرحال ان کا دعویٰ نبوت صحیح اور درست ہے۔ کسی کا یقین کرنا اور کسی دوسرے کا بے یقینی میں مبتلا ہونا، اس کی ذات اور اس کے مقاصد میں فرق اور حرج پیدا نہیں کرتا۔ دنیا بھر کی مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود تم دیکھ لو گے کہ وہ غالب ہو کر رہیں گے۔

ہماری باتیں ختم ہوئیں، راہب صومعہ کے بالا خانے پر چڑھ گیا۔ پھر اس کا خیال آیا اور اس نے بالائی منزل سے جھانک کر کہا:

''اے تاجر عرب! خدا تم کو راہ راست کی توفیق دے، اگر تمہارا جانا محمد (ﷺ) کے شہر میں ہو، تو مجھ غریب فقیر کا سلام کہنا۔'' (یہ واقعہ حدیبیہ کے زمانہ کا ہے۔)

﴿ہثیم بن عدی الاخبار﴾

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے میرے لیے خیر کا ارادہ فرمایا تو اس نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور توفیق ہدایت بخشی۔ اللہ تعالیٰ نے صحیح رخ پر سوچنے کا انداز عطا فرمایا تو میرے دل نے کہا:

اے خالد تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہر معرکہ میں شریک رہا اور ہر مرتبہ غیر متوقع، نادر، انوکھے اور حیرت فزا ڈھنگ پر ان کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ ہر معرکے کے حالات کا تجزیہ کر کے میری فکر نے بتایا۔ ان کی تعداد بہت کم، اسلحہ بہت کم، رسد اور دوسرا ضروری سامان بہت کم، افراد کی تربیت اور ان میں صلاحیت جنگ بہت کم، ان تمام کوتاہیوں اور بہ ظاہر محرومیوں کے باوجود، ہر رزم پر، ہر موقعہ پر، ہر میمنہ پر، ہر میسرہ پر، ہر مبارزت اور ہر حملہ عام پر ان کی خلافت اسباب، خلاف امید اور خلاف حالات، نمایاں اور غیر معمولی کامیابیاں تو خدا کی نصرت و امداد کا یقین دلاتی ہیں۔ ان شعوری اور باطنی افکار کی روشنی میں پھر میں سوچتا رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حدیبیہ میں پڑاؤ کیا اور میں مقابلہ و مقاتلہ کے لیے ماتحت سواروں کو لے کر نکلا، پس مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ عسفان میں ملے۔ میں قریب پہنچ گیا اور متصادم ہونے کا راد کر لیا۔

ادھر حالات کی نزاکت اور خطرۂ جنگ ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ہمارے سامنے نماز دوپہر پڑھائی۔ جنگ میں مفید مطلب حیلوں کا رواج ہے، پس میں نے سوچا اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دوں اور حملہ کروں، مگر شاید خدا ساز بات (یعنی اللہ نے مدد فرمائی یا اللہ نے بات بنا دی) تھی، میں یہ سوچتا ہی رہ گیا اور حملہ کرنے سے باز رہا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلی ارادے اور ایسے خیال کو کہ جو صرف ذہن میں تھا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باخبر کر دیا اور اس کے بعد نماز عصر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف کے طریقہ پر پڑھائی اور نماز خوف کے طریقے کو اختیار کرنے کی وجہ سے پھر ہمارے لیے موقع نہ رہا اور میرے دل نے کہا یہ شخص اور اس کے ہمراہی مصون و مامون ہیں۔

اس کے بعد ہم جدا ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری ناکہ بندی کیے ہوئے راستوں کو چھوڑ کر ایک علیحدہ دوسرا راستہ اختیار فرمالیا اور ذات الیمین کی راہ پر چل پڑے۔ پھر جب قریش سے صلح نامہ ہو گیا اور حالات پر امن و پرسکون ہوئے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب کون سی شے باقی رہ گئی ہے اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ عزت و کامرانی سے میں اور میری قوم بہت دور ہیں۔ حبشہ کے نجاشی نے دین اسلام اختیار کر لیا ہے اور اس کے ملک میں بھی مسلمان موجود ہیں۔ مجھے ہرقل کے پاس روم جانا چاہیے اور اس مشرکانہ دھرم کو چھوڑ کر مجھے نصرانی یا پھر یہودی ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ اب تو اپنی بے بضاعتی بھی مجھ پر واضح ہو گئی ہے لہٰذا ان کمزوریوں کی بناء پر مجھے عجمیوں کا ہی زیر دست اور تابع ہو جانا چاہیے۔

یا پھر جولوگ باقی رہ گئے ہیں ان کے ساتھ اپنے گھر میں پڑا رہوں۔ بہرصورت میں شش و پنج میں تھا اور اپنی زندگی اور اس کے مقصد کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کرسکا تھا۔ یکبارگی مجھے رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں داخل ہو جانے کی اطلاع ملی کہ آپ عمرہ اور طواف کرنے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ میں اس خبر کو سن کر فوراً روپوش ہو گیا۔ میرا بھائی ولید بن ولید رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ آیا اس نے مجھے تلاش کیا کہ میں قریش کے ہمراہ کس طرف نکلا ہوں، مگر وہ کسی سے پتہ نہ چلا سکا۔ پھر بے چارے نے میرے پاس خط روانہ کیا، اس میں لکھا تھا:

"بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ"

اما بعد!

میں تم سے نہ مل سکا اور اسلام کے بارے میں ہنوز تمہاری بے خبری اور غفلت شعاری پر مجھے خیرت بھی ہے! اور افسوس بھی کیونکہ اسلام تو اب عملاً نافذ ہے اور اس کی خیر و برکت اور دوسرے فلاحی نتائج مشاہدہ میں ہیں۔ جن کو دیکھا جا رہا اور محسوس کیا جا رہا ہے۔ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ انہیں لائے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا۔ اس مانند ذی فہم اور سلیم الطبع شخص کوئی نہیں جواب تک اسلام سے غافل اور باہر ہو۔ اگر وہ اسلام کی صفوں میں آ کر مشرکوں اور سر پھرے لوگوں کی ذلت و خواری کا موجب ہوتا، تو یہ اس کے لائق تھا۔ تو اے بھائی! جو کچھ اس تاخیر سے فوت ہو گیا، اس کی تلافی کرو میرے خط کو بہ غور پڑھ کر تم کو اقدام کرنا چاہیے۔'' میں خط کو پڑھ کر متاثر ہوا اور جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ قحط زدہ، تنگ شہروں میں سرسبز و شاداب اور بارونق شہروں کی جانب رواں دواں ہوں۔ میں نے سوچا، یہ خواب ایک بشارت ہے۔ مدینہ پہنچ کر اس خواب کو میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: تمہارا نکلنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو توفیق اسلام دی اور قحط زدہ تنگ حالت، کفر کی زندگی تھی۔ بہر حال حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے میں صفوان بن امیہ سے ملا اور اس سے کہا: اے ابو وہب! کیا تو اس حالت کو محسوس کرتا ہے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ ہم سب آپس میں دانتوں کی مانند ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کر محمد (ﷺ) نے عرب و عجم پر غلبہ پالیا ہے۔ اگر ہم ان کے پاس جا کر ان کی اطاعت کر لیں تو ان کی عظمت ملے گی۔ صفوان نے منہ بنا لیا اور انکار کر دیا، کہا اگر سارا عرب مسلمان ہو جائے تب بھی میں محمد (ﷺ) کے طریقوں کو اختیار نہ کروں گا۔

میں نے سوچا یہ وہ شخص ہے کہ جس کا باپ اور بھائی بدر میں مارے گئے ہیں۔ اس وجہ سے یہ سوختہ دل ہے۔ اس کے بعد میں عکرمہ بن ابی جہل سے ملا اور اس سے وہی باتیں کہیں جو صفوان بن امیہ سے کہی تھیں اور اس نے بھی وہی کفر و انکار کا رویہ اختیار کیا۔ پھر میں نے عکرمہ سے کہا مہربانی کر کے تم ان باتوں کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

اس نے اقرار کیا اور کہا میں کسی کو نہ بتاؤں گا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا اب میں گھر آیا اور خادم

سے سواری نکالنے کو کہا اور تاکید کر دی کہ اتنی دیر میں تیار ہو جائے کہ میں عثمان بن طلحہ کے پاس سے آ جاؤں۔ اب کچھ خیالات میرے دماغ میں حرکت کرنے لگے: عثمان میرا گہرا دوست ہے میں اس سے اپنے ارادے کا اظہار کر دوں تو کیا برائی ہے؟

میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے اس کے باپ طلحہ اور دادا کا مارا جانا یاد آ گیا۔ اس کے بعد میں نے پسند نہ کیا کہ اس سے اپنا ارادہ ظاہر کر کے راز دار بناؤں۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دماغ کے ایک دوسرے زاویے میں ایک دوسرا خیال ابھرا جو یہ تھا کہ جب میں اسی لمحے کوچ کا ارادہ اور تیاری کر چکا ہوں تو پھر ذکر کر دینے سے کیا فرق پڑتا ہے اور اس میں کیا حرج ہے۔ میں نے عثمان کے پاس جا کر اپنا ارادہ بیان کیا نیز وہی باتیں کیں جو اس سے پہلے صفوان اور عکرمہ سے کی تھیں۔ مزید یہ بھی کہا کہ ''ہم اپنی حالت کے اعتبار سے لومڑی کے سوراخ کے مانند ہیں کہ اس میں ڈول پانی ڈالا جائے مگر سارا نکل جائے۔'' میری باتیں توجہ سے سن کر وہ تو بلا تردد میرے خیالات سے پورا اتفاق کرتے ہوئے اسی وقت چلنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے کہا: ''تم میری اس اونٹنی کو راستہ میں بیٹھا پاؤ گے۔''

خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے ایک دوسرے سے طے کر لیا اور مقام یاجج میں ملنے کا پروگرام بنا لیا۔ ہم علی الصبح روانہ ہو کر مقام ہدہ پہنچ گئے۔ وہاں ہم کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مل گئے۔ انہوں نے ہم کو اور ہم نے ان کو مرحبا کہا۔ اس کے بعد ہم نے آپس میں ارادۂ سفر کے بارے میں سوال و جواب کیے اور دونوں نے دعوت اسلام کو قبول کرنے کا ارادہ اور خود کو اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دینے کا مقصد بیان کیا ہم تینوں کو بڑی خوشی ہوئی اور ساتھ میں سفر کر کے مدینہ میں داخل ہوئے، اپنے اونٹوں کو ظہر حرہ میں باندھا تھا کہ کسی نے ہماری آمد کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دی۔ جس کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسرت ہوئی۔

دربار سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے کے لیے میں نے غسل کر کے عمدہ کپڑے پہنے ہی تھے کہ میرا بھائی ولید ملنے آ گیا۔ مزاج پرسی اور نیک تمناؤں کے اظہار کے بعد انہوں نے کہا۔ آپ کی آمد اطلاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکی ہے جلدی چلو وہ انتظار فرما رہے ہیں۔ میں تیز قدموں سے روانہ ہوا۔ حتی کہ میں نزدیک ہی پہنچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور مجھے نظر آنے لگا آپ کی نظریں مجھ پر تھیں اور تبسم فرما رہے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر سلام عرض کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ روئی اور شگفتہ انداز میں جواب سلام عطا فرمایا:

اس کے بعد میں نے کہا: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَاکَ'' اس کے بعد ارشاد فرمایا:

خالد (رضی اللہ عنہ)! میں تمہارے اندر جوہر ذاتی اور دانائی پاتا تھا اور میرا خیال تھا کہ جب کبھی تم نے اپنی ان خداداد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے دعوت اسلامی پر فکر و تدبر کیا، تم اس کو قبول کر لو گے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جانتے ہیں کہ میں بہت مرتبہ، اسلام کے لیے رکاوٹ بنا ہوں اور دین حق کے علم برداروں اور خادموں کے مقابلے میں آیا ہوں اور گھڑ سواروں کو لایا

ہوں۔ آپ ﷺ میرے اس عمل کی معافی کے لیے اللہ رب العزت سے دعا فرما دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام ماقبل کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

(حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل آٹھ (۸) ہجری کو مشرف بہ اسلام ہوئے۔)

غزوۂ خیبر میں معجزات کا ظہور

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، ہم رات میں سفر کر رہے تھے۔ ایک شخص نے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم ہمیں اپنا نغمہ نہیں سناؤ گے؟ تو وہ اترے اور مسلمانوں کو حدی سنانے لگے۔ انہوں نے کہا:

اللھم لو لا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا و لا صلینا
فاغفر فداء لک ما بقینا و ثبت الاقدام ان لاقینا

ترجمہ: "اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، تو ہمیں بخش دے، ہم تجھ پر قربان ہوں، جب تک ہم زندہ رہیں ہم کو ثابت قدم رکھ اگر ہم دشمنوں سے جنگ کریں۔"

اس نغمہ کو سن کر سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے دریافت فرمایا: حدی گا کر اونٹوں کو کون ہانک رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا: عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: "یَرْحَمُهُ اللّٰهُ" اس شخص نے کہا: رسول اللہ ﷺ آپ نے عامر رضی اللہ عنہ کیلئے شہادت واجب کر دی، کاش ہم اس سے مزید فائدہ اٹھاتے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب مسلمان صف بستہ ہوئے تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار لی کہ یہودی پر وار کریں، تو ان کی تلوار کی نوک ان کے پیر کے گھٹنے پر لگ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: کل اس جھنڈے کو میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ دوسرے دن صبح کو آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا فرمائی، تو ان کا آشوبِ چشم رفع ہو گیا، کوئی تکلیف نہ رہی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آشوبِ چشم کی وجہ سے خیبر کے غزوہ میں لشکر سے ردیف میں رہ گئے اور خیبر میں پہنچ کر مل گئے۔ فتح خیبر کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل میں پرچم اسلامی ایسے شخص کے سپرد کروں گا، جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو محبوب

رکھتا ہے۔ صحابہ کرام شب میں باہم یہ تذکرہ کرتے رہے کہ دیکھیں وہ کون خوش نصیب ہے جس کو حضور نبی کریم ﷺ کل صبح پرچم اسلام عطا کرتے ہیں، چونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے لہٰذا ان کی طرف کسی کا خیال بھی نہیں گیا، جب صبح ہوئی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور علم ان کے سپرد کر دیا اور پھر اسی روز اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کروا دیا۔

﴾بخاری، مسلم﴿

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں فرمایا: کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کو محبوب رکھتا ہے اور وہ محصور یہود کے قلعہ کو فتح کرے گا، اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے اور اس اعلان کے بعد لوگوں میں حصول علم کیلئے حسرت واشتیاق پیدا ہوگیا۔

دوسرے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کی پر آشوب آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور وہ ٹھیک ہوگئیں، اس کے بعد علم جنگ عطا فرمایا۔

﴾بیہقی، ابونعیم﴿

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سے حضور نبی کریم ﷺ نے لعاب دہن لگایا ہے میری آنکھیں ہر بیماری سے محفوظ ہیں۔

﴾احمد، بیہقی، ابویعلیٰ، ابونعیم﴿

خواہش کے مطابق شہادت:

حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی شخص ایمان لایا اور ہجرت کی اور جب غزوۂ خیبر واقع ہوا اور غنیمت ملی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تقسیم فرمایا اور اس مہاجر اعرابی کو حصہ دیا۔ اس نے عرض کیا: میں نے حلقہ اسلام میں شمولیت اس مال کیلئے نہیں کی ہے بلکہ میں نے تو آپ ﷺ کا اتباع اس لیے کیا ہے کہ میرے اس جگہ تیر لگے یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا، پھر سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا اور پھر اس تیر کے لگنے سے میں مر جاؤں اور جنت میں پہنچایا جاؤں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہو، تو وہ تمہاری خواہش ضروری پوری کرے گا۔ اس کے بعد لشکر مجاہدین کفار سے لڑنے گیا تو اس اعرابی کے وہیں حلق میں تیر آ کر لگا، جہاں اس نے اشارہ کیا تھا، رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی، اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا۔

﴾حاکم، بیہقی﴿

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں سبزی دیکھی تو اس کے بارے میں پوچھا: یہ کیسے ہوا؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بتایا میں ابن ابی الحقیق کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی کہ سوگئی، اسی حالت میں، میں نے بحالت نیم بیداری ایک خواب دیکھا۔

''چاند میری گود میں آ گیا ہے۔'' میں نے یہ واقعہ خواب اسے بتایا، جسے سن کر اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا: ''تو مدینہ کے بادشاہ کی تمنا رکھتی ہے۔''

﴿بیہقی﴾

حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آئی کہ آپ ﷺ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری قوم نے ایسا اور ویسا کیا ہے، اس کے بعد میں ابھی اپنی جگہ سے کھڑی بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دفعتہً اندازِ پسند بدل گیا اور آپ ﷺ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب معلوم ہونے لگے۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

ابوعثمان ہندی یا ابی قلابہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر میں تشریف لائے تو اس زمانے میں کھجوریں تیار نہ تھیں بلکہ کچی اور خام کھجوریں درختوں میں لگی تھیں۔ مسلمانوں نے کچی کھجوروں کو یا نیم پختہ کھجوروں کو کھایا اور انہیں بخار ہو گیا، جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے بہ طور طریقہ علاج فرمایا کہ خاصی مقدار میں پانی کو مشکیزوں کے ذریعہ ٹھنڈا کیا جائے اور صبح کی دونوں اذانوں کے درمیان وہ ٹھنڈا کیا ہوا پانی ان پر ڈالا جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہیں اور اس کی جانب سے شفاء کی امید رکھیں۔ پس اصحاب نے ایسا ہی کیا چنانچہ وہ سب بیمار حضرات بطفیل رسالت پناہی ﷺ صحت یاب ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے سفر میں میرے ساتھ میری زوجہ زمانہ حمل میں تھیں۔ اتفاقاً راہ میں نفاس سے ہو گئیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو آپ نے بتایا: کھجوروں کو پانی میں بھگو دو، پھر وہ پانی پلاؤ تو میں نے اس پر عمل کیا اور میری بیوی کو کوئی ناگوار بات پیش نہ آئی۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوۂ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے رفع حاجت کیلئے ارادہ فرمایا اور کہا: اے عبداللہ! دیکھو کوئی پردے کی چیز نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھا تو ایک درخت نظر آیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے جا کر عرض کر دیا، فرمایا اور غور سے دیکھو، میں نے بہ غور دیکھا تو ایک دوسرا درخت نظر آیا جو پہلے درخت سے بہت فاصلہ پر تھا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے فرمایا: ان دونوں درختوں سے جا کر کہو کہ اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ حکم دیتا ہے کہ دونوں یکجا ہو جاؤ، میں نے جا کر کہا اور وہ دونوں مل گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان درختوں کے پاس تشریف لائے ان دونوں درختوں نے آپ ﷺ کو پردے میں لے لیا، اس کے بعد جب حضور نبی کریم ﷺ ان سے الگ ہوئے تو پھر دونوں درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

﴿ابونعیم﴾

چھپے ہوئے ظروف کی نشان دہی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل خیبر جب شکست خوردہ اور مغلوب ہو گئے تو ان کے سامنے یہ شرطیں رکھیں گئیں کہ وہ اپنی جانوں اور اہل وعیال کو لے کر نکل جائیں، ان کے ساتھ سونا جا سکے گا نہ چاندی، پھر کنانہ اور ربیع حاضر ہوئے ان دونوں سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے وہ ظروف کہاں ہیں جن کو اہل مکہ کو عاریتہً دیا کرتے تھے؟'' ان دونوں نے کہا: ''ہم لوگ اس حال میں بھاگے کہ ایک زمین ہمیں کمزور بناتی اور دوسری زمین ہمیں عزت دیتی تھی، تو ایسی زبوں حالی میں ہم نے ان تمام ظروف کو خرچ کر ڈالا، حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا:

''اگر تم لوگ مجھ سے ذرہ برابر چھپاؤ گے اور مجھ کو اپنی فریب کاری سے اور چرب زبانی سے دھوکا اور چکمہ دینے کی کوشش کرو گے تو اسکی سزا تم کو ملے گی۔''

دونوں نے یک زبان ہو کر کہا: ''آپ ہمارے بارے میں ایسا خیال نہ فرمائیں جو کچھ ہم نے کہا ہے اگر اس کے خلاف ہو تو سزا کے بارے میں آپ کا فیصلہ ہم کو منظور ہو گا۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری صحابی کو بلایا اور فرمایا: فلاں میدان میں ایک درخت ہے اور اس درخت کی داہنی جانب یا بائیں جانب ایک اور اس سے بلند درخت نظر آئے گا، اس کے نیچے جو کچھ ہے وہ نکال کر لے آؤ تو وہ گئے اور ظروف وغیرہ لے کر آ گئے، پھر ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

حکم رسول ﷺ کی خلاف ورزی کا وبال:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انشاء اللہ ہم آج رات سفر کریں گے، ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص سفر نہ کرے کہ جس کا اونٹ کمزور یا سرکش ہو۔ اس کے باوجود ایک شخص اپنے سرکش اونٹ پر ہی روانہ ہو گیا، چنانچہ اونٹ نے اس کو گرا دیا، ران ٹوٹ گئی، بالآخر وہ مر گیا۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اعلان کرا دیا کہ مرنے والے نے حکم عدولی کی، جنت اس کیلئے حلال نہ ہو گی۔

﴿بیہقی﴾

ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے لکھا کہ کثیبہ (ایک مقام کا نام ہے جو خیبر کے نواح میں تھا) کے بارے میں تحقیق و تفتیش کر کے مجھے اطلاع دو کہ وہ خیبر کے اموال میں سے رسول اللہ کا خمس تھا، یا آپ ﷺ کیلئے خاص تھا۔ میں نے اس بارے میں عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ابن ابی الحقیق سے صلح فرمائی تو نطاۃ اور شق کے پانچ حصے کیے اور کثیبہ کو اس کا ایک جزو قرار دیا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پانچ گولیاں بنائیں، ایک گولی پر لفظ ''لِلّٰہ'' یعنی اللہ کیلئے لکھا اور بارگاہِ خداوندی میں دعا اور التجا کی: ''اے اللہ! اپنے حصہ میں کثیبہ کو قبول فرمالے۔ قرعہ اندازی میں سب سے پہلے جو

گولی نکلی، وہ کثیبہ برائے اللہ تھی، اس وجہ سے کثیبہ جناب رسول اللہ ﷺ کا خمس قرار پایا اور دو حصے خالی تھے، جن میں کوئی نشان نہ تھا، اور وہ مسلمانوں میں اٹھارہ مساوی حصوں میں مشترک تھے۔

راوی حدیث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے نتائج تحقیق سے مطلع کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

وہ دوزخی ہے: (فرمان رسول ﷺ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں مسلمان اور مشرکین کے درمیان نہایت گھمسان کا رن پڑا، مجاہدین اسلام میں ایک مردِ شجاع ایسا تھا جس نے ہر مقابل کو پچھاڑا اور جس کسی پر حملہ آور ہوا، اس کو زندہ نہ چھوڑا، اگر وہ بھاگا تو اس نے تعاقب کیا اور قتل کیے بغیر نہ لوٹا۔ خاتمہ جنگ کے بعد غازیانِ اسلام کی کارگزاریوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کہا:

''آج جس قدر ثواب فلاں شخص نے حاصل کیا ہے اتنا تو کسی کو ملنے کی امید نہیں۔'' یہ بات سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص تو دوزخی ہے۔'' مجلس صحابہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے اس انکشاف پر تمام لوگ ششدر رہ اور حیران رہ گئے اور اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں پر غور کرتے ہوئے ان کی زبان سے نکل گیا، جب وہ شخص دوزخی ہے تو پھر ہم کیسے جنتی ہو سکتے ہیں۔

ایک صحابی نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا: ''میرا تو خیال ہے وہ شخص اس حالت پر ہرگز نہیں مرے گا۔'' حضرت سہل رضی اللہ عنہ راوی حدیث نے بتایا کہ میں اس کے بعد اس شخص کے تجسس حال میں لگ گیا، ایک مرتبہ وہ مجروح ہو گیا اور زخم پھیل کر بڑے شدید اور تکلیف دہ ہو گئے اور درد و کرب کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے تلوار کے قبضہ کو زمین پر ٹیک کر کھڑا کر لیا اور نوک کو اپنی چھاتیوں کے مابین رکھ کر زور لگا دیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں تھے تو آپ نے ایک مدعی اسلام کے بارے میں فرمایا: ''یہ ایک دوزخی ہے۔'' جب میدانِ کارزار گرم ہوا تو اس شخص نے بڑی جرأت اور جاں فروشی کا مظاہرہ کیا۔ حتیٰ کہ اس کے جسم پر بہت شدید زخم آ گئے، وہ مضطرب تھا، اس کا جسم جنبش اور حرکت کی برداشت بھی نہ کر سکتا تھا، اور جس کے باعث وہ سخت کرب میں گرفتار تھا۔ اصحاب میں سے کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فلاں شخص کو دیکھا جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل نار سے ہے۔ اس نے جان کی پروا کیے بغیر فی سبیل اللہ جہاد کیا اور میدانِ جنگ میں اس کی جرأت مندانہ کوششیں نتیجہ خیز رہیں، بڑی کثرت سے زخم آئے ہیں اور شدید ٹیسیں اور تکلیف ہے۔

فرمایا: سنو! وہ اہل نار سے ہے، پھر اس مجروح نے دودو زخم کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی، لوگوں

نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کا ارشاد کس قدر سچ ہوتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے موقع پر ایک صحابی فوت ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا: تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو، یہ سن کر لوگوں کے چہروں کے رنگ اتر گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے، تو پھر ہم نے متوفی کے سامان کو دیکھا تو اس میں یہود کے منکوں میں سے ایک منکا موجود پایا، جس کی حیثیت دو درہم بھی نہ ہوگی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر گئے ہمیں غنیمت میں سونا اور چاندی نہ ملا۔ البتہ کپڑے، سامان اور دیگر اموال ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وادی قریٰ کی جانب متوجہ ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں ایک حبشی غلام جس کا نام مدعم تھا بطور پیش کش بھیجا گیا تھا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا کام کاج کرتا رہتا۔ ایک موقع پر وہ حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کس رہا تھا کہ اچانک اس کے ایک تیر آلگا اور وہ مر گیا۔ مسلمانوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ اس نے خیبر کے اموال میں سے قبل تقسیم ایک چادر پوشیدہ کر لی تھی، وہ مدعم پر جہنم کی آگ بھڑکا رہی ہے۔

﴿بیہقی﴾

یہود کا بکری کے گوشت میں زہر ملانا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح خیبر کے بعد ایک زہریلی بکری یہود کی طرف سے ہدیہ میں پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام یہودیوں کو بیک وقت طلب فرمایا: چنانچہ سب یہودی حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: ''میں تم لوگوں سے کچھ سوالات کروں گا، تم ان کے جوابات نفی یا اثبات (انکار یا اقرار) میں دینا۔''

یہود نے کہا: ''بہت اچھا'' حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟'' یہود نے کہا: ''ہمارا باپ فلاں ہے۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے جھوٹ کہا تمہارا باپ وہ نہیں بلکہ فلاں ہے۔'' یہود نے کہا: ''بلاشبہ! آپ نے صحیح فرمایا۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''تم نے مجھ کو سوغات اور تحفہ میں ایک بکری بھیجی ہے، اس کو تم نے زہر آلود کیا تھا؟'' یہود نے اثبات میں جواب دیا، کہا: ''ہاں! کیا تھا۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کیا: ''تمہیں اس کام پر ابھارنے کا کیا سبب ہوا؟'' یہود نے کہا: ''ہمیں خیال ہوا کہ اگر آپ (ﷺ) جھوٹے مدعی نبوت ہیں، تو آپ ﷺ کو ہمارے اس زہر ملانے کا علم نہ ہوگا، آپ اس بکری کا دودھ یا گوشت جو کچھ استعمال کریں گے، وہ موت کا سبب بن جائے گا اور ہم آپ ﷺ سے نجات پالیں گے اور اگر آپ واقعی سچے رسول ہیں، تو پھر ظاہر آپ کو نقصان نہ ہوگا۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکری کا سالن لے کر حاضر ہوئی، تو آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا ہی لیا تھا کہ اللہ نے آپ ﷺ کو آگاہ فرما دیا۔ وہ یہودی عورت بلائی گئی اور اس سے پوچھا گیا تو اس نے جو بیان دیا وہ یہ تھا:

''میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ آپ (ﷺ) کو ہلاک کر دوں اور اس ارادے کی تکمیل کیلئے میں نے یہ زہر خورانی کا طریقہ اختیار کیا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے غلط ارادے کی زد میں اپنے نبی (ﷺ) کو بچالیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مقام حرت میں رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: نماز عشاء کے بعد لوگوں کے پاس نہ جاؤ۔ قبیلہ کا ایک شخص کے باوجود رات کو اپنی بیوی کے پاس گیا مگر اس نے بیوی کو قابل اعتراض اور لائق ملامت میں دیکھا۔ وہ ہٹ گیا اور تعرض کیا نہ مشتعل ہوا، البتہ وہ بے حد دل شکستہ ہوا اور بیوی کی طرف سے مایوس ہو گیا اور اس کو اپنی زوجیت سے نکالنے کے مسئلے پر غور کرتا رہا۔ اس اقدام میں اس کیلئے دو بڑے موانعات اور رکاوٹیں تھیں اول بچوں کی پرورش اور ان سے غیر معمولی محبت دوسرے کچھ عقد نکاح کے شرائط۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس مصلحت سے رات میں اہل کے پاس جانے کی ممانعت فرما دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو غیب کی تمام باتوں سے آگاہ فرما دیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے لوٹتے وقت رات میں سفر کیا اور جب لشکر مجاہدین پر نیند نے غلبہ کیا تو پڑاؤ کیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رات کے پہرے پر مقرر فرمایا: سحر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کثرت بیداری کے اثر سے بوجھل ہو گئیں اور وہ فطری طور پر اپنے کجاوے سے ٹیک لگائے ہوئے سو گئے۔ وہ جاگے نہ کوئی اور صحابی حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو آخر تک بیان کیا۔)

﴿مسلم﴾

نبی کریم ﷺ کا یسیر بن رزام یہودی کی طرف عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنا:

موسیٰ بن عقبہ اور حضرت شہاب رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں پر امیر بنا کر جن مین حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یسیر بن رزام یہودی کی طرف بھیجا۔ یسیر نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ایسا زخم لگایا جس کا اثر دماغ تک پہنچا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کے اس گہرے اور بڑے زخم پر لعاب دہن لگایا جس سے وہ مندمل ہو گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

عمرۂ قضاء میں معجزات کا ظہور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۂ قضاء کے سلسلے میں بطن یا جج تک پہنچے تھے کہ کچھ قریشی آئے اور انہوں نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ کا ہر چھوٹا اور بڑا سوچنے کا ایک ہی انداز نہیں رکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلحہ لگا کر اپنی قوم کی طرف بڑھ رہے ہیں، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے شرط کر چکے ہیں کہ مسافرت میں عام طور پر جواز اور جس قدر اسلحہ عرب رکھتے ہیں، اتنا ہی آپ اپنے ہمراہ لائیں گے اور تلواریں میانوں میں ہوں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سب ٹھیک ہے، ہم معاہدہ یا قول وقرار کے خلاف نہیں کرتے، لہٰذا تم لوگ بدگمانی نہ کرو، ہم حرم مکہ میں اسلحہ لگا کر داخل نہ ہوں گے۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عمرۂ شریفہ کیلئے جبکہ مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکوں نے کہا: چھوڑ کر مدینہ میں آباد ہو جانے والے صابیوں کو مدینہ کی آب و ہوا اور بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوگئی، چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں، یعنی سینہ تان کر دوڑتے ہوئے چلیں تاکہ مشرکین تمہاری توانائی کو دیکھیں۔

﴿احمد﴾

وادی پانی سے بھر گئی:

حضرت جندب بن مکیث جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو ایک مجاہدین کی جماعت پر سربراہ بنا کر بنوملوح پر تاخت کیلئے کدیہ بھیجا۔

✿ راوی حدیث حضرت جندب رضی اللہ عنہ کا جماعت مجاہدین میں شمول تھا۔

ہم نے علی الصبح پہنچ کر چھاپہ مارا اور ان کے تمام جانوروں کو ہانک لائے۔ انہوں نے بڑی تیزی سے خطرہ اور نقصان کا ڈھنڈورہ پیٹا اور بہت جلد پورے قبیلے کو تعاقب اور مقابلے کیلئے ہمارے پیچھے لگا دیا۔ ہماری تعداد بہت مختصر اور محدود تھی اور ان سے اس حالت میں ہمارے لیے لڑنے کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔

وہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے نزدیک پہنچ گئے اور صرف ایک چھوٹی وادی ہمارے اور ان کے درمیان حائل رہ گئی۔ ہم سوچ رہے تھے کہ بہر حال اب ہمیں تلواریں سونت لینی چاہیے۔ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے اور ہم نے پھر نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وادی بہت تیزی کے ساتھ پانی سے بھر رہی ہے، ہم نے باہم ایک دوسرے کو بتایا اور پھر ہم اس کرشمہ خداوندی کو آیات قدرت الٰہی سے ایک آیت سمجھ کر دیکھتے رہے اور دیکھتے دیکھتے وادی ایک سیل رواں بن گئی۔ آل ملوح کے لوگ ہم سے زیادہ اس کو حیرت و استعجاب سے منہ کھولے دیکھ رہے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ام قرفہ کا حضور نبی کریم ﷺ کے قتل پر اقدام و اہتمام:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی فرارہ کی ایک عورت تھی جس کا نام ام قرفہ تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کا تیس افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا، تا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے قتل پر مامور کرے، آپ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! اس کو اس کی اولاد پر رلا دے۔'' پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو چند جانے والے یعنی صحابی کے ساتھ ان سے نمٹنے کیلئے بھیجا۔ پس انہوں نے جا کر ام قرفہ اور اس کے بیٹوں اور پوتوں کو قتل کر دیا۔

﴿ابو نعیم﴾

بارہ مجاہدین کی شہادت اور ان کا جنت الفردوس میں داخل ہونا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک عورت آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا کہ جنت میں داخل ہوئی ہوں، پھر میں نے وہاں کچھ آوازوں کی جانب دیکھا تو مجھ کو فلاں اور فلاں اشخاص نظر آئے جن کو شاید اسی وقت لایا گیا تھا۔ میں نے شمار کیا وہ بارہ اصحاب تھے۔ چند روز قبل ہی حضور نبی کریم ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت کو ایک مہم پر روانہ فرمایا تھا، یہ آمد ان ہی شہداء فی سبیل اللہ کی تھی۔ اس عورت نے بیان کیا:

ان کے جسموں پر شکستہ اور بوسیدہ اور پھٹے پرانے کپڑے تھے، جس سے اندازہ کر لیجئے کہ وہ تہی دست اور غریب تھے، ان کے جسم تازہ تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا، پھر حکم ہوا ان فدا کارانِ اسلام کو نہر بیدرخ لے جاؤ تو انہیں وہاں لے جا کر غسل دیا گیا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند نور افشاں ہو گئے۔ اس کے بعد تخت طلائی پر انہیں بٹھایا گیا، جنت کی طلائی کرسیاں اور طلائی طشتوں میں پھل رکھے گئے میں نے ان کے ساتھ میوے کھائے۔

ان ہی دنوں پیامی آیا اور اس نے بارہ مسلمانوں کی شہادت اور سریہ کی کامیابی اور فتح کی اطلاع دی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

سریۂ موتہ کے موقع پر ظاہر ہونے والے معجزات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سریۂ موتہ کیلئے پہلا امیر حضرت زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) کو بنایا اور فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو دوسرے لشکر حضرت جعفر بن ابی طالب ہوں اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو تیسرے امیر حضرت ابن رواحہ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔

﴿بخاری﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت ربیعہ بن عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الحکم رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے حدیث بیان کی کہ نعمان بن رہطی یہودی آیا اور وہ لوگوں کے ساتھ حضور نبی

کریم ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے زید بن حارثہ لشکر کے امیر ہیں، اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس شخص کو پسند کریں امیر لشکر بنا لیں۔

نعمان یہودی نے یہ سن کر کہا: ''اے ابوالقاسم (ﷺ)! اگر واقعی آپ نبی ہیں تو جن جن اشخاص کا نام آپ نے لیا ہے وہ ضرور شہید ہوں گے کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے جن کو ایسے معرکے پیش آئے اور اس میں انہوں نے یکے بعد دیگرے امیر مقرر کیے تو وہ تقرر شدہ امیر شہید ہو گئے۔''

اس کے بعد وہ یہودی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوا اور کہا: ''اگر محمد (ﷺ) اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہیں تو تم ہرگز زندہ نہ آ سکو گے۔''

حضرت زید نے جواب دیا: کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔

(مندرجہ بالا حدیث کو بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سریۂ موتہ میں موجود تھا۔ میں نے وہاں مخالفین اسلام کے کیمپ میں وہ ساز و سامان، اسلحہ، گھوڑوں کے حد نگاہ تک طویلے، سونا اور دیباج و حریر کے کپڑے اور لباس کو دیکھا کہ میری آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ میری حالت دیکھ کر حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تمہیں یہ کیا ہوا کہ مخالفین اسلام کی اس کثرت و شان اور ساز و سامان کو دیکھ کر حیرت زدہ اور مبہوت ہو رہے ہو؟''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''ہاں بھائی ثابت رضی اللہ عنہ واقعہ تو یہی ہے کہ ان کی اس اعلیٰ افراط سامان سے میں کچھ ضرور متاثر ہوا ہوں۔''

حضرت ثابت بن احزم انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم غزوہ بدر میں موجود نہ تھے اگر موجود ہوتے تو دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے قلت تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود کس طرح مدد فرمائی اور اسلامی لشکر کو نصرت عطا فرمائی۔ انشاء اللہ اب بھی نصرت و تائید خداوندی ہمارے شریک حال ہو گی اور ہم کامیاب رہیں گے۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

جنگ موتہ کے حالات بتا دیئے:

موسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب، سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بیان کیا کہ ہم سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرشتوں کی معیت میں، فرشتوں کی مخصوص پرواز کے مطابق اڑتے ہوئے گزرے اور ان کے دو بازو بھی میں نے دیکھے۔

صحابہ نے بیان کیا کہ حضرت یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مجاہدین موتہ کی

خبریں لے کر حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم اپنی خدمت یا فرض منصبی کی بجا آوری کے طور پر وہاں کے حالات بتانا چاہو تو بتا سکتے ہو، ورنہ میں باخبر ہوں اور یعلیٰ میں تم کو تمام حالات مفصل طور پر صراحت کے ساتھ بتا سکتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: پھر تو یا رسول اللہ علیہ السلام! میں آپ ہی کی زبان مبارک سے سننا پسند کروں گا۔ پس حضور نبی کریم علیہ السلام نے اپنے بیان سے حالات وکوائف کی تصویری پیش کر دی۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''اے رسول عربی علیہ السلام! فداک امی وابی! میدانِ جنگ کے یہ مربوط، مکمل اور تفصیلی حالات جس صحت کے ساتھ آپ نے بیان فرمائے، میں یقین کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ بلقاء کی جنگ کا کوئی مبصر اس طرح نقل واقعات پر قدرت نہ رکھ سکے گا۔''

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے سے زمین کے تمام حجابات اٹھا دیئے تھے اور میں بہ حیثیت مجموعی پورے لشکر مجاہدین کو اور انفرادی طور پر ان میں سے ہر فرد کو دیکھ رہا ہوں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور علم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تو وہ تینوں بزرگ شہید ہو گئے اور حضور نبی کریم علیہ السلام نے ان کی خبریں آنے سے پہلے مسلمانوں کے تمام حالات بیان فرما دیئے۔

چنانچہ معرکہ کارزار میں جس وقت حق و باطل نبرد آزما ہوئے تو سینکڑوں میل دور دراز موتہ کے میدان مقابلہ کا حال بیان کرتے ہوئے، مجلس نبوی میں حاضر صحابہ کرام سے رسول اللہ علیہ السلام نے اس طرح فرمایا: ''حضرت زید رضی اللہ عنہ علم اسلام لے کر بڑھے اور اب وہ شہید ہوئے۔'' اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''حضرت جعفر رضی اللہ عنہ علم لے کر بڑھے اور اب وہ شہید ہو گئے۔'' اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا، اب وہ بڑھ رہے ہیں اب وہ بھی شہید ہو گئے۔''

پھر فرمایا: ''اب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بغیر امیر بنائے علم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔'' اور پھر اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نگاہِ غیب بین والے نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح دے گا۔''

﴿بخاری﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے موتہ کیلئے سریہ کو روانہ فرماتے وقت سربراہی کا تعین کرتے وقت حکم دیا: اے شرکائے لشکر حق! تم پر زید بن حارثہ امیر ہیں، وہ شہید ہو جائیں، تو جعفر بن ابی طالب امیر ہیں، اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہیں۔

لشکر الٰہی مدینۃ الاسلام سے روانہ ہو گیا اور نوعِ انسانی کے سب سے بڑے محسن اور مصلح اعظم سرورِ کائنات علیہ السلام نتائج وحالات معلوم کرنے کیلئے منتظر رہے، پھر ایک روز وہ نور مجسم علیہ السلام منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:

''اَلصَّلٰوۃُ جَا مِعَۃٌ'' کی آبادی میں گشت لگا کر منادی کر دو۔

چنانچہ فی الفور جاں نثار اٹھ کھڑے ہوئے اور شاہِ دو عالم ﷺ کی دعوت پر مسجدِ نبوی میں دیکھتے ہی دیکھتے اصحاب کا کثیر اجتماع ہو گیا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد بموجب طریق سنت امابعد کہا اور پھر ارشاد فرمایا:

''میں تم کو روانہ شدہ لشکر کی خبر دیتا ہوں، دشمن کی ٹڈی دل فوجوں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواں مردی سے مقابلہ کیا حتیٰ کہ جان دے دی۔ اس کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور لشکر غنیم پر پے در پے شدید حملے کیے، ہمت واستقلال اور ثبات وعزیمت کی انتہائی حدوں کو چھو لیا اور جان دے دی۔ اس کے بعد ہمارے تیسرے سالار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کا علم بہ طور امانت اپنے مضبوط ارادہ سے، مضبوط ہاتھوں میں، مضبوط گرفت سے پکڑا، چاروں جانب سے زور ڈالنے والوں کا زور، چاروں طرف پر زور حملے کر کے توڑ دیا، غنیم کی سپاہ کو آج پہلی بار معلوم ہوا کہ انسان اس ارادہ، اس دل گردہ اور اس زور کے بھی ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لڑتے رہے، لڑاتے رہے، کاٹتے رہے اور بالا آخر انہوں نے بھی جان دے دی۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم لے لیا اور وہ جوش وعزیمت کے غلبہ کی وجہ سے بلا انتظار از خود امیر ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد کر۔''

یہ ساعت تھی کہ جب سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کا دیا ہوا وصفی نام بہ طور لقب کے ملت اسلامیہ استعمال کرنے لگی اور وہ قیام وبقائے عالم تک ''حضرت خالد رضی اللہ عنہ سیف اللہ'' ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور کہا: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں بچوں کو آپ کے پاس لائی۔ آپ نے چہرۂ مبارک کو ان کے جسموں کے قریب کر دیا، جیسے ان کے پاس سے خوشبو لے رہے ہوں، پھر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپ نصیب دشمناں کس وجہ سے گریہ کناں ہیں؟ کیا آپ کے پاس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی کوئی خبر آئی ہے؟ ارشاد فرمایا: ''میرے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آج شہید ہو گئے۔''

﴿ابن اسحاق، ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور میرے والد کی شہادت کی خبر انہیں دی اور فرمایا:

''اے اسماء (رضی اللہ عنہا)! کیا تمہیں خوشخبری سناؤں؟ اللہ تعالیٰ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دو بازو عطا فرما دیئے اور اب وہ جنتوں میں پرواز فرما رہے ہیں۔''

تجارت میں برکت:

حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ والدہ صاحبہ کے پاس جب تشریف لائے تو میں اپنے بھائی سے بکری خرید رہا تھا، یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! عبداللہ کی تجارت میں برکت عطا فرما۔'' تو میں جو کچھ خرید تا یا بیچتا اللہ تعالیٰ اس میں میرے لیے خزانہ غیب سے برکت عطا فرماتا۔

﴿واقدی، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے تو کہتے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْن''

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ جعفر رضی اللہ عنہ جنت میں فرشتوں کو جلو میں لیے اڑ رہے ہیں، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا، وہ جنت الفردوس کے ایک اعلیٰ مقام میں تکیہ لگائے تخت نشین تھے۔

﴿حاکم﴾

فتح مکہ اور معجزات کا ظہور

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ تین واسطوں سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ میں شرط تھی کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے اور جو کوئی قریش کے عہد و پیمان میں آنا چاہے، تو اس کو بھی اختیار ہے کہ وہ ایسا کر لے۔ چنانچہ بنوخزاعہ رسول اللہ ﷺ کے اور بنوبکر قریش کے حلیف اور معاہد ہو گئے۔ اس معاہدہ کے سولہ یا سترہ ماہ بعد بنوبکر، بنوخزاعہ پر پانی کے قضیہ کی وجہ سے ایک رات حملہ کر بیٹھے۔ قریش نے یہ سوچ کر کہ بنوبکر رات کی تاریکی میں حملہ آور ہوں گے، اس لیے مسلمانوں کو کچھ پتہ ہی نہ چلے گا۔ ان کی ساز و سامان اور اسلحہ سے مدد کر دی نیز کچھ منچلے قریش بنوبکر کے ساتھ مل کر بنوخزاعہ کے خلاف جنگ میں بھی شریک ہو گئے۔

ان دونوں قبیلوں میں جنگ ہو رہی تھی تو عمرو بن سالم تیز رفتار سواری کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دینے روانہ ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمرو تمہاری مدد کی جائے گی، آپ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور اس تیاری کی وجہ اور روانگی کو کہ وہ کس طرف ہو گی، راز میں رکھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عمرو بن سالم خزاعی کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف روانگی کیلئے لشکر کی تیاری کا حکم دیا تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کو خفیہ طور پر ایک مکتوب لکھا:

''رسول اللہ ﷺ نے تم پر حملہ کرنے کے لیے لشکر اسلامی کو تیاری کرنے کا حکم دے دیا ہے۔''

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط لکھ کر مذنیہ کی ایک عورت سے اجرت طے کی اور خط اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے سر کے بالوں میں رکھ کر ان کی گرہ جیسے کہ عورتیں بناتی ہیں، بنالی اور روانہ ہوگئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے مطلع فرما دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو اس کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ ان حضرات نے جا کر اسے پکڑا اور اس کے پاس سے وہ خط برآمد ہوا جو اس نے حاطب رضی اللہ عنہ سے لیا تھا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ تم تینوں اشخاص نخلستانِ خاخ میں پہنچو گے تو وہاں کجاوے میں اونٹ پر ایک عورت تم کو ملے گی، اس کے پاس ایک خط پوشیدہ ہے، تم اس خط پر قبضہ کرلو، چنانچہ ہم روانہ ہوگئے، اپنے گھوڑوں کو تیز کیا اور خاخ کے شاداب باغ کے قریب اس عورت کو پالیا اور خط طلب کیا۔ مگر اس نے خط کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا: ایک مسافر خاتون کو تنگ نہ کرو، میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا:

''تیرے جسم کو ہاتھ لگانا ہمیں پسند نہیں ہے، تیرے لیے بہتر ہوگا کہ از خود وہ خط تو ہم کو دیدے، ورنہ مجبوراً ہم تیری تلاشی لیں گے، اگر تجھ کو برہنہ کرنے کی ضرورت محسوس کی تو ہم کو اس سے بھی دریغ نہ ہوگا۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بہت ردوکد کے بعد خط کو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے نکال کر ہمارے حوالے کیا، جس کو ہم لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ خط حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مشرکین قریش کے نام تھا، جس میں انہوں نے قریش کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی جنگی تیاریوں کی خبر دی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ''حاطب! ایسا کیوں کیا؟'' انہوں نے جواب میں عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! میرے اس معاملے کے سلسلے میں جلدی فیصلہ نہ فرمایئے۔''

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ ایک مکرم و بزرگ صحابی اور شرکائے ''بدر'' میں سے تھے، ان کی یہ حرکت یقیناً سب کیلئے باعث حیرت بن گئی۔ بعض کو سخت غصہ بھی آیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوش غضب میں آ کر فرمایا:

''یارسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑادوں۔''

۞ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر رضی اللہ عنہ! اہل بدر کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے، اس نے فرمایا ہے:

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۚ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

ترجمہ: ''تم سے جیسا بھی عمل سرزد ہو جائے، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ط اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ق تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَ مَآ اَعْلَنْتُمْ ط وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ٥

﴿سورۃ الممتحنہ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیغام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو تم ظاہر کرو اور تم میں جو ایسے کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور ”مرالظہر ان“ میں قیام فرمایا۔ قریش باوجود تجسس کے کوئی ایک خبر بھی نہ پا سکے اور وہ یہ اندازہ بھی نہ کر سکے کہ ہماری جانب سے جو بدعہدی اور ظلم وجور کیا گیا ہے، اس کا ردعمل مسلمانوں کی طرف سے کیا ہوگا؟

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، حاکم، بیہقی﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت حرم مکہ تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور آپ ﷺ دونوں مکہ کے قریب پہنچ گئے، اس وقت ایک کتیا برآمد ہوئی اور بھونکنے لگی اور جب ہم اس کے قریب پہنچے تو وہ زمین پر دراز ہوگئی، میری نظر اس کے تھنوں پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ ان سے دودھ جاری تھا۔“

میری خواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مادۂ سگ سے مراد مشرکین مکہ ہیں، جنہوں نے اول اول ہم پر رعب ڈالنے اور ہمارے کاموں میں مزاحمت کی اور جب ہم بلا کسی تردد اور مرعوبیت کے اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے تو وہ خود ہم سے متاثر ہو گئے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مخبر صادق کے طور پر فرمایا:

”ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم ان کے بعض افراد سے ملو گے، پس اگر تمہیں ابوسفیان ملے تو تم اسے قتل نہ کرنا۔“ چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مرالظہر ان میں ابوسفیان اور حکیم دونوں ملے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن بعض انصاری نوجوانوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے شہر کی رغبت اور اپنے اہل خاندان کی رافت نے آلیا ہے، اسی وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، پھر جب آپ ﷺ اخذ وحی سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

اے گروہِ انصار! تم نے کہا ہے کہ مجھے اپنے شہر سے رغبت اور اپنے خاندان کی رافت نے آلیا ہے، اے میرے انصار! جیسا تم خیال کر رہے ہو، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اے میرے ہمدرد ساتھیو! میں تو اللہ تعالیٰ کا فرمان پذیر اور اس کا رسول ہوں۔ میرا مرنا اور جینا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تم کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں، حضور نبی کریم ﷺ کا یہ خطاب سن کر انصار رو پڑے اور مودبانہ طور پر عرض کیا: ''خدا شاہد ہے ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے جذبہ کے تحت ہماری زبان سے یہ نکل گیا تھا، نہ کہ کسی برے خیال سے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے جذبات سے واقف ہیں اور میں تمہارے قول کو باور کرتا ہوں۔

﴿مسلم، طیالسی، بیہقی﴾

ابی اسحاق سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس ذوالجوشن کلابی آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: کس وجہ سے تو نے اسلام قبول نہیں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ''اے محمد (ﷺ)! میں نے تمہاری قوم کا ردعمل دیکھا، اس نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو نکل جانے پر مجبور کر دیا اور آپ کے قتل کرنے کے درپے رہی، لہٰذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کمزور، جلاوطن اور مظلوم لوگوں کو کیوں کر قابل توجہ سمجھوں اور ان دوسرے لوگوں کو غالب اور برتر حالت میں دیکھنے کے باوجود غریب اور خارج البلد لوگوں کی جمعیت میں کیسے شامل ہوں؟ میرا یہ ارادہ موجودہ صورتحال کے تقاضہ کے مطابق ہے اور سیاسی فضا اور عینی مشاہدہ کی روشنی میں، میں اس ارادہ پر نظر ثانی کرنے کی کوئی حاجت محسوس نہیں کرتا۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: 'اے ذوالجوشن! اگر تو کچھ دن زندہ رہا تو انشاء اللہ تو جلد ہی حق کو باطل پر غلبہ پاتے دیکھ لے گا۔''

ذی الجوشن بیان کرتا ہے کہ میں ضربیہ کے مقام پر تھا کہ میرے سامنے مکہ سے آتا ہوا ایک سوار گزرا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا خبریں ہیں؟ اس نے بتایا کہ محمد (ﷺ) نے اہل مکہ کو مغلوب کر لیا ہے۔

ذی الجوشن کا بیان ہے کہ مجھے اس وقت احساس ہوا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت اسلام کو رد کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز ایک شخص سرکار دو عالم ﷺ سے گفتگو کے دوران ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے کو قابو میں رکھو، میں اس بیچاری قریشی عورت کا فرزند ہوں، جو قدید (سکھائے ہوئے گوشت کو قدید کہتے ہیں) کھاتی تھی۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں، یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ''میں بادشاہ تو نہیں ہوں۔'')

﴿حاکم، بیہقی﴾

عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے وہاں تین سو ساٹھ بتوں کو موجود پایا۔ ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۝

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ان کو آپ اپنے عصا سے گراتے اور وہ گر پڑتے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جبکہ آپ ﷺ مکہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ فرمایا: قریش میں چار اشخاص ہیں جو شرک سے متنفر ہیں اور اسلام سے رغبت رکھتے ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ساتھ میں لیا اور خانہ کعبہ میں تشریف لا کر مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ! تو میں ایک طرف کو بیٹھ گیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ میرے شانوں پر چڑھ گئے اور فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، تو میں کھڑا ہو گیا، اب حضور نبی کریم ﷺ نے میری کمزوری کو محسوس کر لیا اور فرمایا: بیٹھ جاؤ، تو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! تم میرے شانوں پر سوار ہو جاؤ، تو میں نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے۔ مجھے بلندی کا احساس ہوا اور میری ہمت بلند ہو گئی، میں خیال کرنے لگا اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھو لوں تو میں خانہ کعبہ کے اوپر چڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ دور ہٹ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: قریش کے اس بڑے بت کو گرا دو، یہ بت تانبے کا اور بڑا جسیم تھا، لوہے کی کیلوں سے جڑا ہوا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: علی بت شکنی کے دوران پڑھتے رہو: "جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۝" ترجمہ: "حق آیا اور باطل نابود ہو گیا اور بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔" میں حسب ارشادِ رسول اللہ ﷺ! اس آیت کریمہ کو پڑھتے رہا اور میں نے اس عظیم نصب شدہ بت کو اوندھے منہ گرا دیا۔

﴿حاکم﴾

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز مجھ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ اور معتب جو ابولہب کے بیٹے ہیں، تمہیں معلوم ہیں، کہا: کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: "مجھے صحیح طور پر تو معلوم نہیں، خیال کرتا ہوں کہ وہ بھی ان ہی اطراف میں چلے گئے ہوں گے جہاں کچھ قریش چلے گئے ہوں۔" فرمایا: "اچھا! ان دونوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔" میں سوار ہو کر مقامِ عرنہ میں ان کے پاس پہنچا اور ان دونوں کو حضور نبی کریم ﷺ

کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو اسلام کی دعوت پیش کی جس کو انہوں نے خوشدلی اور بہ رضا قبول کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اس کے بعد ان دونوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے، آپ ﷺ ملتزم تک آئے دونوں کیلئے دعا کی پھر واپس تشریف لے آئے۔ میں نے دیکھا: اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بھی خوشی ہوئی اور میں نے عرض کیا:

''اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں آپ کو خوش دیکھ رہا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے ان دونوں چچازادوں کو مانگا تھا، پس پروردگار نے مجھے ان دونوں کو دے دیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس کا وعدہ میرے رب نے ان الفاظ میں فرمایا:

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۝ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۝ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

﴿سورۃ النصر﴾

ترجمہ: ''جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش طلب کرو، بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج سے قیامت تک سرزمین مکہ میں جہاد نہ ہوگا۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مراد یہ لی ہے کہ اہل مکہ قیام قیامت تک روش کفر وشرک اختیار نہ کریں گے۔)

﴿ابن سعد، ترمذی، حاکم، ابن حبان، دارقطنی، بیہقی﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے فوراً بعد حضرت مجاہد اعظم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو صنم خانہ عزیٰ کو توڑنے اور ڈھانے کے لیے قبائل بنو ثقیف کے درمیان مقام نخلہ روانہ فرمایا:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ پہنچے اور آپ نے عزیٰ کو تین آہنی میخوں سے جڑا ہوا پایا۔ انہوں نے بت اور عمارت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ تعمیل کر آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کام مکمل نہیں کیا لہٰذا پھر جاؤ اور کام کو مکمل کر کے واپس آؤ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ پھر گئے پجاریوں اور پروہتوں نے دیکھا تو پہاڑیوں اور چٹانوں میں جا کر

چھپ گئے اور دعائیں کرنے لگے ”اے الوہیت اور عظمت کے حامل عزیٰ تو اس قریشی صابی کو ”فاتر العقل“ کر دے، کسی طرح اس کوتا کارہ اور ناکام بنا دے ورنہ تیری رسوائی اور ذلت آ پہنچی۔“

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک برہنہ عورت کو دیکھا جس کے بال پریشان اور سر پر خاک پڑی تھی۔ میں نے جا کر اس کے سر پر تلوار سے وار کیا وہ قتل ہوگئی۔ واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ کو بتایا آپ نے فرمایا: وہی عزیٰ تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کو منات کے بت خانے کی طرف روانہ فرمایا جو مکہ مدینہ کے درمیان قدید میں سمندر کے ساحل پر واقع تھا۔ بیس سواران کے ساتھ کر دیئے اور حکم دیا ”بت کو توڑ دو اور عمارت کو منہدم کر دو۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب منات کے قریب پہنچے تو مجاور پروہتوں نے پوچھا: تم لوگوں نے کیسے زحمت کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا ہم منات کو توڑنے آئے ہیں۔ پروہتوں نے کہا: ”تمہارا تو معاملہ منات سے براہ راست رہے گا۔“

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بت کی طرف چند قدم چلے تھے کہ معاً ایک کریہہ صورت، کالی رنگت، تند خصلت اور برہنہ حالت میں ایک عورت نکلی آہ و بکا اور شور و شیون کرتی ہوتی۔

سب سے بڑے پروہت نے کہا: ”اے صاحب اختیار دیوتا منات! تو صاحب قوت اور صاحب شوکت ہے، تو اپنے غیظ و غضب سے اپنے مٹانے والے کو مٹا دے۔

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو تلوار کا ہاتھ مارا، وہ ٹکڑے ہو کر تڑپی پھر جہنم رسید ہوئی بعد ازاں منات کو ضربوں سے چور چور کر دیا گیا اور اس کی عمارت کو منہدم کر دیا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابوالشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: مکہ اللہ تعالیٰ کا حرم ہے جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتا ہے یعنی مسلمان ہے، آئندہ کبھی بھی اس کے لیے لائق نہیں ہے کہ حرم کی حدود میں جنگ و قتال کرے خون ریزی کرے حدود حرم کے درخت کاٹے یا جانوروں کا شکار کرے۔ یہ میرے لیے بھی ہے کیونکہ فتح کے دن میرے لیے اجازت بھی دن کی ایک گھڑی میں تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل سے مکہ کی حفاظت کی مگر اپنے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اہل مکہ پر غالب کر دیا۔ لوگو! آگاہ رہو حرم مکہ میں خون ریزی حرام ہے اور میرے لیے بھی صرف ایک بار، دن کے ایک خاص حصے میں اکی گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت مدینہ سے قبل رسول اللہ ﷺ نے مجھے

دعوت اسلام دی۔ میں نے کہا حیرت ہے آپ ﷺ مجھ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی اتباع کرلوں گا۔ آبائی اور موروثی دین کو چھوڑ کر آپ ﷺ کا نیا دین قبول کرلوں گا۔

زمانہ جاہلیت میں دوشنبہ اور پنج شنبہ کو کعبہ طواف کے لیے کھولا جاتا تھا۔ ان دونوں کے علاوہ ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے اور کعبۃ اللہ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر میں نے سختی سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے تحمل و برداشت سے کام لیا اور فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ یاد رکھو وہ وقت کچھ دور نہیں ہے کہ خانہ کعبہ کی چابی ایک صاحب اختیار کی حیثیت سے میرے پاس ہوگی اور میں جسے چاہوں گا تولیت کے ساتھ چابی عطا کروں گا۔

میں نے کہا تھا کہ اے محمد (ﷺ) اس وقت قریش مر چکے ہوں گے یا پھر وہ ذلت و رسوائی کو برداشت کرلیں گے؟''

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا تھا ''عثمان! ایسا نہیں ہے، اس دن قریش کو عزت اور معافی ملے گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں آپ ﷺ کو کعبہ کے اندر داخلہ سے نہ روک سکا۔ لیکن آپ ﷺ کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئی تھیں۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے، وہ ہو کر رہے گا پھر میں نے مسلمان ہو جانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے جھڑکا اور سختی کے ساتھ خائف کر دیا۔

فتح مکہ کے روز حضور نبی کریم ﷺ نے کعبۃ اللہ کی چابی مجھ سے طلب فرمائی، میں نے چابی دی اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں لے کر پھر مجھ ہی کو عطا فرما دی اور کہا یہ چابی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی۔ تم سے کسی کا چابی لینا دراصل ظلم سے چھین لینے کے مترادف ہوگا۔

میں حضور نبی کریم ﷺ سے جدا ہو کر چند قدم چلا تھا تو مجھے آواز دی، میں پلٹ کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے پوچھا:

عثمان (رضی اللہ عنہ)! کیا وہ بات پوری نہ ہوئی جو میں نے تم سے کہی۔ فوراً مجھے آپ ﷺ کا وہ فرمان یاد آ گیا جو آپ نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مجھ سے فرمایا تھا، یہ سن کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے جو فرمایا وہ بالکل صحیح ثابت ہوا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

غزوۂ حنین میں معجزات کا ظہور

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ تم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں ہم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے مگر سرور کونین ﷺ نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ فرمائی ہوازن بڑی ماہر تیر انداز قوم تھی جب ہمارا ان سے مقابلہ ہوا اور ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور لوگ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو

انہوں نے ہم پر سامنے سے تیراندازی شروع کردی جس کے بعد مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ہم نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ پکڑے ہوئے کھڑے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی زبان پر تھا:

انا النبی لا کذب

انا ابن عبد المطلب

ترجمہ:''میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے، میں ابن عبدالمطلب ہوں۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عیاض بن حارث نضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین میں مٹھی بھر کنکریاں لیں اور مخالف لشکر کی طرف پھینکیں تو پھر وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

﴿تاریخ بخاری، ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

عبدالرحمٰن ام بُرثن رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان سے مشرکین حنین میں سے ایک شخص نے کہا:

جب ہم مسلمانوں کے مقابل ہوئے اور حملۂ عام کا آغاز ہوا تو مسلمان اتنی دیر بھی میدان میں نہ رکے کہ جتنی دیر میں چرواہا ایک بکری کا دودھ نکالتا ہے، ہم نے ان کے پاؤں اکھیڑ دیئے ہم نے ان کے تعاقب میں آگے بڑھ رہے تھے کہ اسی اثناء میں ہماری نظر ایک سوار پر پڑی جو سفید خچر پر تھا ہم نے بہ غور دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے اور آپ کے چاروں طرف آس پاس سفید وحسین چہروں والے افراد تھے۔انہوں نے ہم تعاقب کرنے والوں پر ایک خاص انداز سے نگاہ ڈالی اور پھر کہا:''شَاھَتِ الْوُجُوْہُ اِرْجِعُوْا'' تو ہم بھاگ پڑے اور وہ لوگ ہمیں تو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہمارے حلقوم کو چھید رہے ہیں اور شانوں پر چڑھے بیٹھے ہیں۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

کدورت محبت میں تبدیل اور صحابہ کی عقیدت:

حضرت ابن المبارک رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر ہذلی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی کہ شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین میں جہاد کیا تو مجھ کو اپنے باپ عثمان اور چچا کی یاد آگئی۔ان دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔میرے اندر بے پناہ جوش انتقام بھڑک اٹھا پس میں نے ارادہ کرلیا کہ محمد ﷺ سے انتقام لوں گا۔

میں حنین سے میدان جنگ میں پہنچا۔میری نظروں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تلاش کرلیا مگر آپ کے قریب داہنی جانب عباس رضی اللہ عنہ تھے۔میں نے سوچا یہ آپ کے چچا ہیں آپ کی بھرپور مدافعت کریں گے۔جب میں نے دوبارہ ماحول کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے بائیں جانب ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں، سوچا یہ چچازاد برادر ہیں، ان کو بھی سچی اور پوری ہمدردی ہوگی۔پھر میں اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے پیچھے کی طرف اس قدر قریب آگیا کہ وہاں سے تلوار کا وار بآسانی کرسکتا

تھا کہ معاً ایک آگ کا شعلہ بالکل میرے قریب سامنے کی طرف فروزاں ہوا۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔ عین اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا:

شیبہ! قریب آؤ میں آگے بڑھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا جس سے تمام کدورت اور خصومت کا بخار میرے دل سے نکل گیا اور آپ ﷺ کی شخصیت میرے لیے دنیا کی ہر شئے سے زیادہ محبوب ہوگئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شیبہ! مشرکین سے جہاد کرو۔ ان کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مہاجرین کو بلاؤ اور انصار کو بھی آواز دو۔ شیبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اصحاب کے اس جذبہ اخلاص، محبت اور ایثار کو بیان کرنے کے لیے میں کون سا اسلوب بیان اختیار کروں اور کس شئے سے اس کو تشبیہ دوں؟ پھر شیبہ رضی اللہ عنہ نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا: ایک ناقہ کی اپنی اولاد سے محبت ضرب المثل ہے حضور سرورِ عالم ﷺ کے صحابہ کو اس سے بھی کہیں زیادہ محبت اپنے سردار ﷺ سے تھی۔

میں دیکھ رہا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بس اعلان ہی کیا تھا اور مہاجرین و انصار اس مرکز برکات، ذات والا صفات کی جانب کھنچے آرہے تھے، گویا مہتاب کی خلاء میں کواکب وکہکشاں کا ایک لڑی میں پرویا ہوا قافلہ۔ ان آنے والوں نے ہر طرف سے آکر ہجوم کر یا پھر آپ ﷺ نے زمین پر سے کنکریاں لیں اور مشرکین بنو ثقیف اور ہوازن کی طرف پھینکا اور فرمایا ''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ اِرْجِعُوْا حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ۔'' پس تمام مشرکین ہزیمت کھا کر بھاگ پڑے۔

﴿ابوالقاسم بغوی، بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول:

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عطیہ ان لوگوں میں سے تھا جس نے نبی کریم ﷺ سے ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں باتیں کی تھیں اور پھر تمام صحابہ نے اپنے اپنے حصے میں آئے قیدیوں کو واپس کر دیا تھا۔ مگر ایک شخص نے قیدی کو نہیں لوٹایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی کہ اے خدا تو اس کا حصہ ضائع کر دے۔ پس وہ نوعمر دوشیزہ لڑکیوں اور نوجوان مضبوط غلاموں کے پاس سے گزرتا اور ان کو چھوڑتا گیا۔ اس کی نگاہ ایک سن رسیدہ بوڑھی عورت پر پڑی، اس نے کہا یہ عورت مجھے مطلوب ہے اس لیے کہ یہ قبیلہ کی ماں ہے، لوگ آئیں گے اور مناسب فدیہ دے کر لے جائیں گے۔

اس انتخاب پر عطیہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا عجیب رہا اس کا انتخاب۔ اس نے ایک ایسی ضعیفہ کو پسند کیا ہے جو نہ آنکھوں سے ٹھیک دیکھتی ہے نہ کانوں سے ہر آواز سنتی ہے، اس کے منہ میں نہ دانت ہیں نہ ٹھوس جسم۔ بے چاری کا کوئی ولی وارث بھی نہ تھا۔ معزز گھرانہ بھی نہ تھا کہ قبیلہ کی عزت ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جس شخص کو بددعا دی تھی مجبوراً چند دن انتظار کے بعد اس بڑھیا کو آزاد کر دیا۔

﴿ابونعیم﴾

غزوۂ تبوک میں معجزات کا ظہور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ افراد پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی بعد میں آ کر لشکر میں شامل ہوئے تھے کچھ مسلمانوں نے دیکھ کر عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! کوئی شخص راہ میں ہے اور ہماری طرف آ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوذر (رضی اللہ عنہ) ہوں گے۔ جب وہ مزید آگے بڑھے، کچھ لوگوں نے مزید غور کیا تو وہ پہچان گئے اور کہنے لگے ہاں اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ وہ تو ابوذر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کہا: اللہ تعالیٰ ابوذر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ تنہا ہی چلتے ہیں، تنہا ہی مریں گے اور تنہا ہی اٹھائے جائیں گے۔

تو زمانے کے لوگوں کو جو ایذا پہنچی وہ انہیں بھی پہنچ کر رہی۔ وہ ربذہ میں جا کر رہے اور وہیں یکہ و تنہا رہ کر زندگی گزار دی اور وہیں وفات پائی۔ ان کے پاس صرف ان کی زوجہ اور غلام تھا۔ ان کا جنازہ شاہراہ عام پر لا کر رکھ دیا گیا۔ اسی وقت ایک قافلہ وارد ہوا۔ قافلہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے تو اشکبار ہوئے، حضور نبی کریم ﷺ کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی تنہائی کے بارے میں جو قول اوپر بیان ہوا اس کو بیان کیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔

﴿ابن اسحاق، حاکم، بیہقی﴾

چشمہ میں برکت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم غزوۂ تبوک پر روانہ ہوئے تو ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انشاء اللہ تم کل صبح چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے مگر چاشت سے پہلے پہنچنا ہوگا۔ تو جو لوگ یا فرد وہاں پہنچے وہ چشمہ کے پانی کو نہ چھوئے نہ استعمال کرے۔

حضور نبی کریم ﷺ چشمہ پر پہنچے وہ تسمہ کی مانند تھا اور کسی قدر اس سے پانی نکل رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ برتن میں پانی لیا اور اس سے چہرۂ انور اور دست مبارک دھوئے اس کے بعد وہ پانی چشمہ میں ڈال دی تو پھر اس سے بہ کثرت پانی جاری ہو گیا، تمام لوگوں نے اسے استعمال کیا۔ اس کے بعد فرمایا: اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ اس چشمہ کے پانی سے باغات بھر جائیں گے۔ چنانچہ چشمہ آج بھی جاری ہے۔

﴿مسلم﴾

کھانے میں بے پناہ برکت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز تبوک کے موقع پر جب لشکر اسلام کو بھوک نے بے تاب کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سواری اور بار برداری کے اونٹوں کو ذبح

کرنے کے لیے اجازت طلب کی گئی۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ایسا کیا گیا تو سواری کے جانور کم ہو جائیں گے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ! بچا ہوا سامان خور ونوش اور آذوقہ لوگوں سے جمع کرا کر اس میں ان کے لیے دعائے برکت فرما دیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرما دے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دستر خوان طلب فرما کر پس خوردہ سامان خوردونوش کو اس پر جمع کرنے کا حکم دیا۔ وہ تھوڑا تھوڑا اور دانہ ہو کر ڈھیر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور لشکر مجاہدین سے فرمایا کہ توشہ دانوں میں اچھی طرح بھر لو! چنانچہ پورے لشکر نے ایسا ہی کیا اور سب کے برتن پر ہو گئے۔ دستر خوان پر پھر بھی باقی رہا۔ اللہ تعالیٰ کی برکت اور قدرت کے اس عام مشاہدہ اور معجزے کے ظہور کے بعد آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے۔ **اشھدان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ**. پھر مطلع فرمایا اس کلمہ کے اقرار وشہادت کے بعد جو بھی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اسے اس میں شک نہ ہو تو اسے جنت سے روکا نہ جائے گا۔

﴿مسلم﴾

مشکیزہ گھی سے لبریز:

حضرت ابو خالد خزاعی یزید بن یحییٰ، محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی (رحمہم اللہ) سے انہوں نے اپنے والد اور دادا سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ جب تبوک کے غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے تو میں ایک گھی کے مشکیزہ پر مامور تھا۔

ایک روز میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد پر کھانے کی تیاری کا ارادہ کیا دیکھا تو مشکیزہ میں گھی بہت ہی تھوڑا رہ گیا تھا، پس میں نے مشکیزہ کو دھوپ میں رکھ دیا تاکہ ہر طرف سے پگھل کر یکجا ہو جائے۔ میں آرام کیلئے ذرا دراز ہوا اور نیند آ گئی، تھوڑے ہی وقفہ میں آنکھ کھل گئی۔ مشکیزہ اٹھانے پہنچا تو اللہ تعالیٰ کی شان اور حضور نبی کریم ﷺ کے معجزے سے مشکیزہ گھی سے لبریز ہی نہ تھا بلکہ اس کے دہانے سے گھی باہر نکل کر بہہ رہا تھا، میں نے گھبرا کر اس کا دہانہ دبا لیا اور اٹھا لایا۔ سرور کونین ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر عمرو اس کے دہانے کو نہ دباتے تو گھی سے تمام وادی بھر جاتی۔

﴿ابو نعیم﴾

کھجوروں میں عظیم برکت:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا بنی سعد کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تبوک میں حاضر ہوا، آپ ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ ساتویں شخص تھے، یعنی کل نفوس سات تھے۔ میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: ہمیں کھانا کھلاؤ، پس انہوں نے دستر خوان بچھایا اور تھیلی سے چند کھجوریں نکالیں جو گھی اور پنیر سے تر تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ تو ہم سب حاضرین نے کھجوریں کھائیں اور

سب شکم سیر ہوگئے، اس وقت میں نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! اگر میں تنہا کھانے والا ہوتا تو یہ ساری کھجوریں کھا جاتا۔ (یعنی قدر قلیل کھجوریں اتنے افراد کو کافی ہوگئیں۔)

دربارِ نبوت ﷺ میں دوسرے دن میں پھر حاضر ہوا۔ اس موقع پر دس اشخاص اور بھی موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہم کھانا کھائیں گے۔ وہ تھیلی کے اندر ڈال کر خرمے تلاش کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! بہت نکلے گا، تھیلی کو دسترخوان پر الٹ دو، اور ذی العرش (یعنی اللہ تعالیٰ) سے کمی کا اندیشہ نہ کرو۔ انہوں نے تھیلی کا منہ نیچا کر کے جھٹکا دیا، کھجوریں کپڑے پر آگئیں۔ ان کی مقدار میرے اندازے میں دو مد ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک کھجوروں پر رکھا اور پھر ہاتھ کو ہٹاتے ہوئے کہا: بسم اللہ کر کے شروع کرو، میں نے اور تمام لوگوں نے جس قدر کھا سکتے تھے کھائیں، پھر بھی دسترخوان پر اتنی ہی کھجوریں باقی رہ گئیں۔ میں تیسرے روز پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس روز چند اشخاص اور زیادہ ہوگئے، میرے خیال میں بارہ یا تیرہ افراد ہوں گے۔ اس روز بھی کھانے کا وقت تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! ہم کھانا کھائیں گے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہی تھیلی لائے۔ اندر کے خرمے کھانے کے کپڑے پر الٹ دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر دست مبارک رکھا اور ارشاد فرمایا: بسم اللہ کرو، چنانچہ ہم سب نے سیر ہو کر کھائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جتنے خرمے نکالے تھے کم سے کم اتنے ہی بچے ہوئے پھر تھیلی کے اندر بھر لیے، اس طرح تین دن مسلسل مجھے یہ معجزہ دیکھنے کا موقع ملا۔
﴿ابو نعیم﴾

انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل پڑے:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلامی لشکر رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں غزوہ کیلئے رواں دواں تھا۔ اثنائے راہ میں پیاس لگی، پھر وہ اس درجہ شدید ہوگئی کہ پیاس کے غلبہ سے زبانیں تالوؤں پر چمٹ گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پیالے میں تھوڑا پانی طلب فرمایا اور قطرے قطرے جگہ جگہ سے لے کر دو تین گھونٹ پانی جمع کر کے پیش خدمت کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیالے کے پانی میں انگلیاں ڈبو دیں، پس آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی ابل پڑا جس کو ذخیرہ کر لیا گیا اور تمام لشکر جس میں تیس ہزار مجاہد، بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے، سب کے سب خوب سیراب ہوگئے۔ راوی حدیث ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

تبوک میں چار معجزے ظہور میں آئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ واپس آرہے تھے، سخت گرمی، تپش اور حرارت کی وجہ سے دو مرتبہ کے بعد پھر تیسری بار تشنگی لوگوں پر غالب آگئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو تلاش آب کیلئے روانہ فرمایا۔ وہ تلاش کرتے ہوئے مقامِ تبوک اور حجر کے درمیان پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک عورت کے پاس مشکیزہ میں قلیل سا پانی دیکھا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے باتیں کیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس عورت کو لے کر آگئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ پانی سامنے رکھا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: ''اے لوگو! پانی پیو، اور

اپنے اپنے برتن بعد کیلئے بھی بھرلو، اور تمام اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی سیراب کردو۔"

﴿واقدی، ابونعیم﴾

باران رحمت کا نزول:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ جیش عسرت کی کیا کیفیت تھی، تو آپ نے فرمایا: ہم سخت گرمی کے موسم میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے، ایک منزل پر جب ہم نے قیام کیا تو ہمیں ایسی شدید پیاس نے گھیرا گویا یہ گرمی ہماری جان نکال لے گی۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیلئے دست ہائے مبارک بلند فرمائے، ابھی دست مبارک نیچے نہ آنے پائے تھے کہ آسمان پر گڑگڑاہٹ ہوئی، بادل چھا گئے اور خوب بارش ہوئی، اہل لشکر نے اپنے تمام برتن پانی سے بھر لیے۔

﴿ابونعیم﴾

ابی حمید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نصرانیوں کے حملہ کی خبر سن کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر وادی قریٰ میں ایک خاتون کے باغ کے پاس سے گزرے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس باغ کی کھجوروں کا تخمینہ لگاؤ۔ ہم نے تخمینہ لگایا، سرور ذیشان صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ دس وسق تھا۔ اس عورت سے کہا: تم اپنی کھجوروں کا ناپ تول کر لینا اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس واپس آئیں گے۔ ہم میدان تبوک میں تھے کہ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج رات شدید ہوا اور سخت جھکڑ چلیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص باہر نکل کر ہوا کے تھپیڑوں میں کھڑا نہ ہو اور جس مجاہد کی تحویل میں کوئی جانور، اونٹ یا گھوڑا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے پیروں کو باندھ دے، چنانچہ آندھی آئی، اتفاق کہیے یا لاپرواہی کہ ایک شخص کھڑا تھا، ہوا کے زور اور تھپیڑوں نے اسے لے جا کر جبل طے کے پاس ڈال دیا۔ جب ہم واپسی کے وقت وادی قریٰ سے گزر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالکہ باغ سے دریافت کیا تمہاری کھجوریں کتنی ہوئیں؟ اس نے بتادیا: دس وسق۔

﴿مسلم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تبوک سے واپسی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ اکیدر کی طرف دومۃ الجندل بھیجا اور فرمایا اکیدر تم کو جنگل میں شکار کرتا ملے گا تم اس کو گرفتار کرلو گے اور دومہ فتح ہو جائے گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب پہنچے، اکیدر شکار کرنے کیلئے گائے کا تعاقب کر رہا تھا، پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس کو اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا اور اس طرح غزوہ میں یہ چار اہم معجزات ظہور میں آئے۔

﴿بیہقی﴾

☆☆☆☆☆☆

حصہ اول ختم شد

محمد عبدالاحد قادری

گوگڑاں، تحصیل و ضلع لودھراں

الخصائص الکبریٰ

جلد دوم

مصنّف
علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین
مولانا عبد الاحد قادری

ممتاز اکیڈمی لاہور

الخصائص الکبریٰ

مصنّف

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین مولانا عبد الاحد قادری

جلد دوم



ممتاز اکیڈمی

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

حسن ترتیب

عنوانات	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بادشاہان وقت کے نام مکتوبات نبوی اور معجزات کا ظہور

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (شام فارس) قیصر (شاہ روم) نجاشی (شاہ حبشہ) اور تمام دنیاوی سربراہوں کے نام مکتوبات شریف روانہ کیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دی۔ یہ نجاشی شاہ حبشہ وہ ہے جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (غائبانہ) نماز جنازہ پڑھی تھی۔

﴿بخاری مسلم﴾

حاتم بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے جعفر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار افراد کو چار بادشاہوں کی طرف روانہ کیا۔ ایک شخص کو کسریٰ کی طرف، ایک شخص کو قیصر کی طرف، ایک شخص کو متوقش کی طرف اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف بھیجا تو ان میں سے ہر شخص نے اسی زبان میں گفتگو کی جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

اسی زبان میں گفتگو:

زہری، اور شعبی رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند افراد کو چند بادشاہوں کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی انہیں دعوت دیں تو ان قاصدوں میں ہر شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اسی زبان میں گفتگو کرتا تھا جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا جب اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگان خدا کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کا حق ان کے ذمہ واجب تھا۔ یہ امر اس سے اعظم ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور قیصر روم کا مکالمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ جس زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صلح حدیبیہ کے بعد) قریش کو مہلت دی تھی اور قریش کا ایک قافلہ بغرض تجارت شام گیا تھا۔ اسی زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی ہرقل کے نام پہنچا جس پر ہرقل نے قریش کے قافلے والوں کو بلوایا۔ ان میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے جب قریش کے قافلے کے لوگ ہرقل کے پاس ایلیا میں پہنچے اور ان کو ہرقل نے اپنی مجلس میں بٹھایا۔ قیصر کے چاروں طرف روم کے بڑے بڑے سردار بیٹھے تھے۔ اس کے بعد ترجمان کے ذریعہ ان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص نسب کے اعتبار سے اس شخص کے زیادہ قریب ہے جس نے نبوت کا اظہار کیا ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے

جواب دیا کہ میں از روئے نسب ان سے زیادہ قریب ہوں۔

اس پر ہرقل نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو میرے قریب کر دو اور اس کے پیچھے اس کے ساتھیوں کو کر دو اور اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے کہو کہ ہم نبی کریم ﷺ کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں، اگر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کوئی جھوٹ بات کہے تو تم فوراً جھٹلا دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اگر مجھے اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے جھوٹا سمجھیں گے تو میں یقیناً نبی کریم ﷺ کے بارے میں جھوٹ کہتا مجھے برملا جھوٹا کہنے سے شرم وحیا آئی۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہرقل نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو بات سب سے پہلے مجھ سے پوچھی تھی، یہ تھی کہ ان کا نسب تمہارے درمیان کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: وہ ہم میں صاحب حسب ونسب ہیں، پھر پوچھا کہ کیا کبھی تم میں کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ پوچھا کیا ان کے آباؤ اجداد میں بادشاہت رہی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔

کیا بڑے بڑے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور ضعیف لوگ؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ کمزور ضعیف لوگ اتباع کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا ان کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے؟ میں نے کہا نہیں بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

اس نے پوچھا کہ ان میں سے کوئی شخص ان کے دین سے ناراض ہو کر ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد برگشتہ اور مرتد ہوا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔

اس نے پوچھا کیا ان کے اظہار نبوت سے پہلے تم لوگ ان کو جھوٹا جانتے تھے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس نے کبھی عہد شکنی اور بے وفائی کی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔

البتہ اب ہم ایک عرصے سے نہیں جانتے کہ وہ اس زمانہ میں کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سارے مکالمے میں اس قدر اضافہ کے کہیں کچھ بڑھانے کا موقع نہ مل سکا۔

پھر ہرقل نے پوچھا کیا تم نے ان سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے پوچھا: ان سے تمہاری جنگ میں کیا حالت رہی؟ میں نے کہا: ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کی صورت پانی کے ڈول کی مانند رہی، کبھی ہم ڈول سے پانی بھر لیتے اور کبھی وہ۔

✿ (مطلب یہ کہ کبھی ہم غالب ہو جاتے اور کبھی وہ غالب آ جاتے تھے۔)

اس نے پوچھا وہ تمہیں کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہ، کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور جو کچھ تمہارے ماں باپ کہتے رہے ہیں اسے چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، سچ بولنے، پاکباز رہنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

یہ سن کر اس نے ترجمان سے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں نے جو ان کے نسب کے بارے میں تم سے پوچھا اور تم نے کہا کہ وہ صاحب حسب ونسب ہیں تو انبیاء ومرسلین علیہم السلام اپنی قوم میں صاحب نسب ہی ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو تم نے

2

جواب دیا کہ نہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے سے پہلے کی پیروی کرتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا ان کے آباؤ واجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے، تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ اگر ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے باپ کا ملک چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم اسے اس سے پہلے جھوٹا جانتے تھے؟ تم نے کہا کہ نہیں۔ تو میں نے جان لیا کہ جو شخص لوگوں سے جھوٹی بات کہنے سے ڈرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کی نسبت کیسے کرسکتا ہے؟ اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے بڑے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور ضعیف لوگ؟ تو تم نے جواب دیا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں تو انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے متبعین کمزور لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ متبعین کی تعداد بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے۔ تم نے جواب دیا کہ بڑھتی جاتی ہے تو ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی ان کے دین سے ناراض ہو کر منحرف اور مرتد ہوا ہے جبکہ اس نے ان کے دین کو قبول کرلیا ہو، تو تم نے جواب دیا کہ نہیں تو ایمان کا یہی حال ہے جس وقت ایمان دل کی گہرائیوں میں سما جاتا ہے تو پھر ایمان کو وہ نہیں چھوڑتا اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے اور بے وفائی کرتے ہیں اور تم نے جواب دیا کہ نہیں، تو انبیاء ومرسلین علیہم السلام کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ عہد شکنی اور بے وفائی نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو تم نے جواب دیا کہ وہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور بتوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکباز رہنے کا حکم دیتے ہیں۔

اب اگر تمہارا کہنا یہ صحیح ہے تو بہت جلد وہ میرے تخت پر قبضہ کر کے ملک کے مالک بن جائیں گے اور میں جانتا تھا کہ اس نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ وہ نبی تم لوگوں میں سے ہوگا۔ کاش کہ میرے راستے میں یہ لوگ حائل نہ ہوتے تو ان کے قدموں کو دھوتا۔ اس کے بعد ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے اس مکتوب گرامی کو پڑھوا کر سنا جسے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ عظیم بصری کی خدمت میں جو کہ مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیان ایک شہر کا نام ہے، لائے تھے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے وہ مکتوب گرامی ہرقل کو دیا اور اس نے اسے پڑھا اس میں لکھا تھا کہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے ہرقل شاہ روم کے نام،
سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

اما بعد

میں تمہیں دین اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کرلو گے تو سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دونا اجر دے گا اور اگر تم نے منہ پھیرا تو تمام منہ پھیرنے والوں کا وبال تم پر ہے اور اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان

مشترک ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہم کسی کو نہ پوجیں اور نہ اس کا کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو فریادرس بنائیں، اب اگر تم اعراض کرو تو سن لو کہ ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس تمام گفتگو اور حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی کے پڑھنے کے بعد اس کی مجلس میں شور برپا ہو گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں اور ہم لوگوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ اس وقت میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: 'ابن ابی کبشہ'' کا معاملہ یقیناً بہت بڑھ گیا ہے اور بنی اصفر (یعنی روم) کا بادشاہ بھی ان سے ڈرتا ہے۔ اس کے بعد ہم یقینی طور سے جاننے لگے کہ وہ (نبی کریم ﷺ) ضرور غالب ہو کر رہیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام میں داخل کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابن ناطور حاکم ایلیا:

ابن ناطور، ایلیا کا حاکم تھا اور ہرقل شام کے نصاریٰ کا اسقف تھا۔ ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل جب ایلیا میں آیا تو اس نے بڑی ناگواری کی حالت میں صبح کی یہ دیکھ کر چند بطریقوں (پادریوں) نے پوچھا کہ کس بات نے تمہارا دل ناخوش کر دیا ہے؟ ابن ناطور نے کہا کہ چونکہ ہرقل ستاروں کی رفتار دیکھا کرتا تھا، جب لوگوں نے اس سے ناخوشی کی بابت پوچھا۔

تو اس نے کہا کہ آج رات میں نے ستاروں کے درمیان ''ملک الختان'' کو دیکھا ہے کہ اس کا طلوع ہو گیا ہے تو اس زمانے میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا ہے اور یہودیوں سے تمہیں ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ اپنے علاقہ کے تمام شہروں کے حاکموں کو لکھ دینا چاہیے کہ ان کے شہروں سے جتنے یہودی ہوں سب کو قتل کر دیں۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ غسان بادشاہ کا بھیجا ہوا ایک شخص ہرقل کے پاس لایا گیا جسے ملک غسان نے نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچانے کیلئے ہرقل کے پاس بھیجا تھا، جب اس نے ہرقل کو نبی کریم ﷺ کی بابت خبر پہنچا دی، تو ہرقل نے کہا: اس شخص کو لے جا کر دیکھو کہ یہ ختنہ کیا ہوا ہے یا نہیں؟ جب لوگوں نے اس شخص کو لے جا کر دیکھا تو آ کر کہا کہ یہ ختنہ کئے ہوئے ہے اور اس سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس شخص نے بتایا کہ تمام اہل عرب ختنہ کراتے ہیں۔ اس پر ہرقل نے کہا کہ عرب میں ظاہر ہونے والا نبی اس امت کا بادشاہ ہے۔ اس کے بعد ہرقل نے رومیہ کے حاکم کے نام خط لکھا (جو کہ علم میں ہرقل کے ہم پلہ تھا) اور حمص کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی وہ حمص پہنچا نہ تھا کہ رومیہ کے حاکم کا جواب اسے مل گیا، جس میں اس نے نبی کریم ﷺ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کی رائے سے موافقت کی تھی۔

اس نے جواب میں لکھا کہ وہ یقیناً نبی ہیں، اس کے بعد ہرقل نے حمص کے محل میں روم کے بڑے بڑے لوگوں کو طلب کیا جب وہ جمع ہو گئے تو دربانوں کو حکم دیا کہ وہ محل کے دروازوں کو بند کر دیں (تاکہ کوئی جا آ نہ سکے) اس کے بعد وہ فوراً ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ

اے سرداران روم! کیا میں تمہیں رشد و فلاح کی بات نہ بتاؤں اور وہ بات جس سے تمہارا ملک محفوظ رہے نہ بتاؤں؟ وہ بات یہ ہے کہ تم سب اس نبی مکرم ﷺ کا اتباع کر لو۔ یہ سن کر وہ تمام لوگ جنگلی گدھوں کی طرح دولتیاں مارتے ہوئے چلے جانے کیلئے دروازوں کی طرف بھاگے مگر انہوں نے دروازوں کو بند پایا۔ ہرقل نے جب ان کی نفرت و بے زاری کا عالم دیکھا تو وہ ان کے قبول ایمان سے مایوس ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم سب میرے پاس آؤ اور اس نے ان سے کہا کہ میں نے یہ بات تم سے اس لیے کہی تھی کہ یہ معلوم کر سکوں کہ تمہارا دین پر اعتقاد کتنا پختہ ہے۔ مجھ کو معلوم ہو گیا اور یہ بات میں نے دیکھ لی۔ یہ سن کر وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے راضی ہو گئے۔ ہرقل کی یہ حالت اس کے آخر وقت تک رہی۔

انبیاء کو قتل کرنا یہود کا طریقہ ہے:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام گئے تو ان کے پاس قیصر کا قاصد آیا اور بلا کر لے گیا۔ قیصر نے کہا: تم مجھے اس شخص کا حال بتاؤ جس نے تمہاری قوم میں ظہور فرمایا ہے۔ کیا وہ تم پر ہمیشہ غالب آتے ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ ہم پر اس وقت غالب آ جاتے تھے جب میں ان میں موجود نہ ہوتا تھا۔ قیصر نے پوچھا تم انہیں کاذب جانتے ہو یا صادق۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم انہیں کاذب جانتے ہیں۔ قیصر نے کہا کہ ایسا نہ کہو اس لیے کہ کذب کے ساتھ کوئی شخص غالب نہیں آ سکتا، اگر وہ تم میں نبی ہیں تو تم انہیں قتل نہ کرنا کیونکہ نبیوں کا قتل کرنا یہود کا شیوہ ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا جس دن سب سے پہلے مجھ پر رعب طاری ہوا وہ ایک عظیم دن تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ قیصر نے اپنی مملکت و سلطنت کے باوجود مجھ سے اپنی مجلس میں اس انداز سے گفتگو کی کہ نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی جو اس کے پاس آیا تھا۔ اس کی ہیبت سے قیصر کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے جب اسے اس حال میں دیکھا تو میں نبی کریم ﷺ کی وجاہت سے مرعوب ہو گیا یہاں تک کہ میں اسلام لے آیا۔

﴿ابونعیم﴾

ہرقل کے نام مکتوب نبوی:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے اس نصرانی پادری نے بیان کیا کہ جو کہ اس وقت وہاں موجود تھا جبکہ حضرت دحیہ کلبی رحمۃ اللہ علیہ ہرقل کے پاس نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر آئے تھے، اس مکتوب میں تحریر تھا کہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”یہ خط محمد الرسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام، سلام ہو اس پر جس

نے مکتوب کی پیروی کی۔''

اما بعد

تم اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دونا اجر عطا فرمائے گا اور تم نے انکار کیا تو انکار کرنے والوں کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔''

جب ہرقل نے مکتوب گرامی پڑھ لیا تو اس نے خط کو اپنے سامنے زانوں میں رکھ لیا۔ اس کے بعد رومیوں کے ایک شخص کے نام لکھا (جو عبرانی کے سوا کچھ پڑھا لکھا نہ تھا) اور حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی کے بارے میں مشورہ کیا اور اس نے جواب میں لکھا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔ ان کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے لہٰذا تم ان کی پیروی کرو، پھر اس نے روم کے سرداروں کو جمع کرنے کا حکم دیا جب وہ اس کے محل میں جمع ہو گئے تو اس نے دربانوں کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور وہ ان کے پاس بالا خانے پر ڈرتے ڈرتے آیا اور اس نے کہا کہ

اے سرداران روم! میرے پاس احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا مکتوب گرامی آیا ہے۔ خدا کی قسم! یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کرتے تھے اور اپنی کتابوں میں ان کا ذکر پاتے ہیں اور ہم ان کو علامتوں سے جانتے ہیں کہ یہی زمانہ ان کے ظہور کا ہے۔ اب اگر تم اسلام قبول کر کے ان کی پیروی اختیار کر لو گے تو تمہاری آخری اور تمہاری دنیا دونوں سلامت رہیں گی۔ یہ تقریر سن کر ان لوگوں نے غضب و نفرت کا اظہار کیا اور محل سرا کے درازوں کی طرف چلے مگر انہیں بند پایا۔ یہ صورتحال دیکھ کر ہرقل ڈرا اور کہا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ، جب وہ آئے تو اس نے ان سے کہا کہ

اے رومیو! میں نے تم سے جو بات کہی ہے وہ تمہیں آزمانے کیلئے تھی کہ دیکھوں تم میں اپنے دین کی پختگی کیسی ہے۔ میں نے تمہاری یہ کیفیت دیکھ کر خوشی محسوس کی ہے۔ یہ سن کر سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ اس کے بعد دروازہ کھولا گیا اور وہ محل سراء سے نکل کر چلے گئے۔

﴿بیہقی﴾

قیصر کے نام مکتوب نبوی:

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے روم کے بادشاہ قیصر کی طرف مکتوب گرامی کے ساتھ بھیجا۔ میں نے وہاں پہنچ کر مکتوب گرامی پیش کرنے کیلئے دربار میں جانے کی اجازت مانگی تو حاجب نے قیصر سے جا کر کہا کہ دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد ہوں۔ یہ سن کر درباری گھبرا اٹھے، قیصر نے کہا کہ اس قاصد کو لے کر آؤ تو میں اس کے پاس پہنچا۔ اس کے پاس بکثرت بطریق (پادری) بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے قیصر کو حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی دیا اور وہ اس کے سامنے پڑھا گیا اس میں لکھا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''محمد الرسول اللہ ﷺ کی جانب سے قیصر روم کے نام''

یہ سن کر قیصر کا بھتیجا جو سرخ رنگ، نیلی وچشم اور دراز بالوں والا شخص تھا۔ بولا: فی الحال اس خط کو نہ پڑھا جائے چونکہ اس خط کے ابتدا اپنے آپ سے کی گئی اور صاحب روم لکھا ہے۔ (مطلب یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے نام سے خط شروع کیا ہے۔ دوسرا قیصر کو صاحب روم لکھا ہے۔ قیصر بادشاہ روم وغیرہ نہیں لکھا ہے۔) حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکتوب گرامی پڑھا گیا یہاں تک کہ پورا خط اس نے سنا۔ اس کے بعد قیصر نے دربار برخاست کرنے کا حکم دیا اور سب لوگ اس کے پاس سے چلے گئے۔ اس کے بعد اس نے میرے پاس کسی کو بھیجا اور میں اس کے پاس پہنچا اور اس نے مجھ سے پوچھا اور میں نے نبی کریم ﷺ کا سارا حال بیان کیا پھر اس نے کسی کو اسقف (پادری) کو بلانے بھیجا اور وہ اس کے پاس آیا۔ یہ اسقف ملک شام کا تھا۔ اس کی بات اور اس کی رائے سے لوگ منہ نہ پھیرا کرتے تھے، جب اس نے مکتوب گرامی کو پڑھا تو بے ساختہ کہا:

اللہ کی قسم! یہ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی۔ واللہ! یہ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ علیہم السلام نے دی اور ہم تو اس کا انتظار کر رہے تھے۔ قیصر نے پوچھا اب میرے لیے تمہارا کیا حکم ہے؟

اسقف نے کہا جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کی پیروی اختیار کرتا ہوں۔ یہ سن کر قیصر نے کہا کہ بلاشبہ میں ابھی ایسا ہی جانتا ہوں لیکن میں ایسا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر میں نے اتباع قبول کی تو میری حکومت جاتی رہے گی اور اہل روم مجھے قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد قیصر نے کسی کو بھیجا کہ اہل عرب موجود ہوں تو تلاش کر کے لائیں۔ اس زمانہ میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔ وہ ایلچی انہیں لایا اور قیصر کے روبرو پیش کیا اور قیصر نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان سے سوالات کیے۔

چنانچہ اس نے پوچھا مجھے اس شخص کے بارے میں حالات بتاؤ جو تمہاری سرزمین میں ظاہر ہوا ہے، وہ کون ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ جوان ہیں؟ قیصر نے پوچھا ان کا حسب ونسب کیا ہے؟ کہا: کہ وہ ہم میں صاحب حسب ونسب ہیں۔ اس بارے میں ان پر کسی کو فوقیت نہیں دی جاسکتی۔

قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی نشانی ہے۔ پوچھا کون لوگ ان کا اتباع کرتے ہیں؟ کہا جوان اور کم عقل لوگ۔ قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی شان ہے۔ کیا تم نے دیکھا ہے کہ کوئی تم سے جدا ہو کر ان کے دین میں داخل ہوا اور وہ پھر تمہاری طرف لوٹ کر آیا ہو؟ کہا نہیں۔

قیصر نے کہا کہ نبوت کی پھر یہی پہچان ہے۔ پوچھا تم نے دیکھا ہے کہ ان کے اصحاب میں سے کوئی تمہاری طرف آتا ہے پھر وہ انہی کی طرف واپس چلا جاتا ہے؟ کہا: ہاں۔ قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی علامت ہے۔ پوچھا وہ اور ان کے اصحاب جنگ کرتے ہیں تو کیا کبھی انہیں پشت پھیرنے کا بھی اتفاق ہوا ہے؟ کہا کہ ہاں! قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی شان ہے۔

اس کے بعد حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو قیصر نے مجھے بلایا اور کہا کہ مجھے تمہارے آقا

کے بارے میں معلوم ہوا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ نبی ہیں لیکن میں اپنی حکومت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کے بعد اس نے مکتوب گرامی کو لیا اور اپنے سر پر رکھا اور اسے بوسہ دیا اور دیبا و حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر صندوقچہ میں محفوظ کر دیا۔

لیکن اس اسقف (پادری) کا حال یہ ہوا کہ ہر اتوار کے دن نصاریٰ اس کے پاس جمع ہوتے تھے وہ آتا اور انہیں وعظ و نصیحت کرتا پھر وہ عبادت خانے میں چلا جاتا اور دوسرے اتوار تک وہیں رہتا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس پہنچتا اور وہ مجھ سے دین سلام اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔ اس کے بعد جب بھی اتوار کا دن آتا لوگ جمع ہو کر اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرتے مگر وہ نہ نکلتا اور عذر کر دیتا کہ میں بیمار ہوں۔ ایسا اس نے کئی مرتبہ کیا۔ بالآخر ایک مرتبہ جب وہ لوگ آئے اور انہوں نے کسی کے ذریعہ کہلوایا کہ تمہیں ضرور ہمارے سامنے آنا چاہیے، ورنہ ہم سب تمہارے پاس پہنچ جائیں گے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جب سے عربی شخص (حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ) آیا ہے تم نے نکلنے سے انکار کر دیا ہے۔

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسقف نے مجھے بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا کے دربار میں جاؤ اور ان سے میرا اسلام عرض کر کے بتانا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس کے بعد وہ نصرانیوں کے سامنے ہو گیا اور نصرانیوں نے اسے شہید کر دیا۔

﴿بزار، ابو نعیم﴾

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہرقل نے اپنے بطریقوں (پادریوں) اور سرداروں کو جمع کیا اور ایسی بلند جگہ پر بیٹھا جہاں ان میں سے کوئی اس کے پاس نہ پہنچ سکتا تھا۔ پھر محل کے دربانوں کو حکم دیا کہ تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد ان کو مخاطب کیا اور کہا کہ یہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تم کو دی تھی تو تم ان کا اتباع کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ یہ سن کر وہ سب کے سب یک زبان ہو کر انکار کرنے لگے اور دروازے کی طرف بھاگے مگر ان کو بند پایا اور ان کے ہاتھ قیصر تک نہ پہنچ سکتے تھے، جب ہرقل نے یہ کیفیت دیکھی تو کہنے لگا:

بیٹھ جاؤ میں تمہارا امتحان لیتا تھا چونکہ میں ڈرتا تھا کہ کہیں تم اپنے دین میں فریب نہ دو، اب جو کچھ میں نے تمہارا حال دیکھا ہے۔ میں اس سے بہت خوش ہوں۔ یہ سن کر ہرقل کے ایک قاضی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس پر ان نصرانیوں نے اسے پکڑ لیا اور خوب زدوکوب کرتے رہے، یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا۔

﴿ابو نعیم﴾

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب روم (ہرقل) کے نام اس طرح خط لکھا:

"من محمد الرسول اللہ الی ھرقل صاحب الروم"

جب ہرقل نے اس مکتوب گرامی کو پڑھا تو اس کا بھائی کھڑا ہوگیا اور اس نے کہا کہ اس خط کو نہ پڑھو کیونکہ خط بھیجنے والے نے تم سے پہلے اپنے نام سے خط کو شروع کیا اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا ہے بلکہ صاحب روم لکھا ہے۔ یہ سن کر ہرقل نے کہا کہ اگر انہوں نے اپنے نام سے خط شروع کیا تو کیا مضائقہ ہے۔ لکھنے والا تو وہی ہے جس نے میری طرف خط بھیجا ہے اور اگر مجھے صاحب روم لکھا ہے تو بھی کیا حرج ہے۔ یقیناً میں ہی صاحب روم ہوں اور رومیوں کیلئے میرے سوا کوئی صاحب نہیں ہے، پھر اس نے پورے خط کو پڑھا اور وہ پسینہ پسینہ ہوگیا۔ لرزنے لگا اور کانپنے لگا، اس نے پوچھا: اس علاقہ میں کوئی اس شخص کو جاننے والا ہے؟ پھر اس نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور ان سے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ قیصر نے پوچھا تم میں اس کا نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ ہم میں ان کا نسب عالی اور بلند ہے۔ اس نے پوچھا تمہاری بستی میں ان کا گھر کس جگہ ہے؟ میں نے کہا: ہماری بستی کے درمیان میں ہے۔ ہرقل نے کہا: یہی ان کی نشانی ہے۔ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی، جو پہلے گزر چکی ہے جس میں اسقف شہید ہونے کا ذکر ہے۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب قیصر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا تو کہنے لگا کہ یہ خط ایسا ہے کہ میں نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے بعد کوئی خط ایسا نہیں پڑھا پھر اس نے ابوسفیان اور مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کے سلسلے میں کچھ سوالات کیے اور ان دونوں نے اسے بتایا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا: وہ ضروری میری مملکت پر قبضہ کرلیں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو میرے خط کو "طاغیۂ روم" کے پاس لے جائے اور اس کیلئے جنت ہو۔ یہ سن کر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا، اس کا نام عبیداللہ بن عبدالخالق رضی اللہ عنہ تھا۔ اس نے عرض کیا: میں حاضر ہوں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی لے کر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ طاغی میں پہنچا اور کہا کہ میں رب العالمین کے رسول کا قاصد ہوں تو انہیں طاغی روم کے پاس پہنچنے کی اجازت ملی اور وہ اس کے روبرو گئے اور طاغیہ روم نے جان لیا کہ وہ امرحق کو نبی مرسل کے دربار میں لایا ہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی اسے دیا۔ پھر اس نے اپنے پاس اہل روم کو جمع کیا اور ان کو یہ خط پیش کیا تو ان سب نے اس لائے ہوئے خط کو برا جانا لیکن ان میں سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، اسے ان لوگوں نے ایمان لاتے ہی قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ قاصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پلٹ آیا اور قاصد نے طاغی کا حال اور اس ایمان لانے والے شخص کے قتل کیے جانے کا حال سب بیان کیا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو اللہ تعالیٰ اس قتل کیے جانے کی بنا پر امت واحدہ کر کے اٹھائے گا۔

﴿ابونعیم، المعرفہ﴾

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شاہ روم کی طرف

اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا اور وہ اس وقت دمشق میں تھا تو میں نے پہنچ کر اسے نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی دیا اور اس نے کی مہر کو توڑا اور اسے مسند پر رکھا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا، پھر اس نے منادی کرائی اور تمام بطریق (پادری) اور اشرف قوم جمع ہوئے اور اس کیلئے تکیہ پر تکیہ رکھا گیا، کیونکہ فارس و روم میں یہ طریقہ رائج تھا، اس وقت تک منبر نہیں بنائے گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا:

''یہ خط اس نبی ﷺ کا ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی تھی کہ وہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا تو ان سب نے سرکشی اور انکار کا اظہار کیا۔ قیصر نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سکون و قرار پکڑنے کا حکم دیا اور کہا کہ میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا کہ تم نصرانیت کے کیسے مددگار رہو۔''

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہرقل نے دوسرے دن پوشیدہ طور پر مجھے بلایا اور وہ مجھے بڑے کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے میں تین سو تیرہ تصویریں تھیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ انبیاء و مرسلین کی تشبیہیں تھیں۔ ہرقل نے کہا کہ دیکھو ان میں تمہارا آقا کون ہے؟ تو میں نے ایک تشبیہ دیکھی گویا کہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ یہ ہیں۔ ہرقل نے کہا: تم نے ٹھیک کہا پھر اس نے کہا کہ ان کی داہنی جانب کس کی تشبیہ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ شخص آپ ہی کی قوم کا ہے اور ان کا نام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ اس نے پوچھا آپ کی بائیں جانب کس کی تشبیہ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ بھی آپ ہی کی قوم کا ایک شخص ہے اور ان کا نام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہے۔

ہرقل نے کہا کہ ہم اپنی کتابوں میں ان دونوں کے بارے میں لکھا پاتے ہیں کہ ان دونوں صحابیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو قوت دے گا۔ جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آیا تو میں نے نبی کریم ﷺ سے سارا حال عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سچ کہا کہ اللہ میرے بعد اس دین کو ان دونوں کے ذریعہ قوت دے گا اور فتح دے گا۔

﴿ابن عساکر﴾

جبلہ بن ایہم غسانی کو دعوتِ اسلام اور تشبیہات انبیاء

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اور ایک قریشی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہرقل شاہ روم کی طرف گئے تاکہ ہم اسے اسلام کی دعوت دیں تو ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم دمشق جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس گئے، جب ہم اس کے سامنے ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے ہماری طرف ایک قاصد بھیجا کہ وہ ہم سے گفتگو کرے، ہم نے کہا کہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں گے۔ ہمیں بادشاہ کی بھیجا گیا ہے۔ اگر وہ اجازت دے تو ہم اسی سے بات کریں گے ورنہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں

گے۔تو وہ قاصد اس کی طرف گیا اور اسے جا کے خبر دی پھر اس نے ہمیں اجازت دی اور ہشام رضی اللہ عنہ نے اس سے گفتگو کی اور اسے اسلام کی طرف بلایا۔اس وقت اس کے جسم پر کالے کپڑے تھے۔

یہ دیکھ کر ہشام رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تیرے جسم پر یہ سیاہ کپڑے کیسے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کپڑوں کو پہنتے وقت قسم کھائی ہے کہ ان کو نہ اتاروں گا جب تک کہ میں تم کو شام کے علاقے سے باہر نہ نکال دوں۔ ہم نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم تیرے اس بیٹھنے کی جگہ کو انشاء اللہ تجھ سے ضرور لے لیں گے اور انشاء اللہ ہم اس عظیم مملکت پر بھی ضرور قبضہ کرلیں گے کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ جبلہ نے کہا کہ تم لوگ وہ نہیں وہ جو اس مملکت عظیم کو لے سکیں گے بلکہ وہ لوگ ایسے ہوں گے جو دن میں روزہ رکھیں گے اور رات میں افطار کریں گے۔تم روزہ کہاں رکھتے ہو۔ جب ہم نے اس کو بتایا کہ وہ روزہ دار ہم ہی ہیں تو یہ سن کر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور س نے کہا کہ جاؤ اور ہمارے ساتھ ایک قاصد کو شاہ ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم سواریوں پر سوار گردنوں میں تلوار آویزاں کیے بادشاہ کے محل تک پہنچ گئے، جب ہم نے محل کے نیچے اپنی سواریوں کو باندھا تو ہرقل ہمیں دیکھ رہا تھا۔ پھر ہم نے "لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا تو وہ غرفہ شق ہوگیا اور وہ ایسا ہوگیا کہ گویا انگور یا کھجور کی خالی شاخیں ہیں جسے ہوا ہلا رہی ہے۔اس کے بعد ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔تو ہرقل نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ جس طرح تم آپس میں تحیت کرتے ہو، مجھے تحیت کیوں نہ کی؟

اس پر ہم نے "السلام علیک" اس نے کہا کہ تم اپنے بادشاہ کی کس طرح تحیت کرتے ہو؟ ہم نے کہا کہ اسی کلمہ سے تحیت کرتے ہیں۔اس نے پوچھا وہ تمہیں کس طرح جواب دیتے ہیں ہم نے کہا کہ اسی کلمہ سے یعنی "وعلیکم السلام"

اس نے کہا:"لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر" جب ہم نے اس کلمہ کو پڑھا تو وہ غرفہ شق ہوگیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ نے سر اٹھا کر اس طرف دیکھا اور اس نے کہا کہ اس کلمہ کو جب تم نے کہا تو یہ غرفہ شق ہوگیا، جب تم اس کلمہ کو اپنے گھروں میں کہتے ہو تو کیا تمہارے گھر بھی اسی طرح شق ہوجاتے ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں، ہم نے اس کا اثر ایسا کبھی نہیں دیکھا جیسا کہ تمہارے روبرو دیکھا ہے۔اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب تم اس کلمہ کو پڑھو تو ہر شئے تم پر پھٹ کر گر پڑے اور میری آدھی مملکت میرے قبضے سے نکل جائے۔

ہم نے پوچھا یہ کس لیے تم چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ اس لیے کہ یہ اس کلمہ کی شان سے زیادہ آسان ہے اور یہ کہ یہ کلمہ امر نبوت میں نہ ہو اور یہ بات انسانی حیلہ سے ہو۔اس کے بعد اس نے ہم سے جو چاہا دریافت کیا اور ہم نے اسے جواب دیئے۔

پھر کہا کہ تمہاری نماز اور روزہ کس طرح کی عبادت ہے؟ ہم نے اس کا جواب دیا۔ پھر کہا جاؤ، تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور اس نے عمدہ جگہ رہنے اور خوب مہمان نوازی کرنے کا حکم دیا اور ہم تین روز وہاں رہے پھر اس نے رات کے وقت ہمیں بلایا اور ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے ہماری باتوں کو دوبارہ سننا چاہتا تو ہم نے ان کا اعادہ کیا۔اس کے بعد اس نے ایک بڑا صندوقچہ منگایا جس پر طلائی کام

کیا گیا تھا اور جس میں چھوٹے چھوٹے بہت سے خانے اور دروازے تھے تو اس نے انہیں ہمارے سامنے کھولا اور اس کے قفل کو کھولا، پھر اس نے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔ جب ہم نے اسے دیکھا تو اس پر سرخ رنگ کی تشبیہ تھی جس کی آنکھیں بڑی بڑی اور کان بڑے بڑے تھے اور اس کی گردن اتنی لمبی تھی کہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور ابھی اس کی داڑھی نمودار ہوئی تھی اور ہم نے دو خوبصورت لٹیں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ خوبصورت شاید کسی کو نہ پیدا نہ کیا ہو۔ اس نے پوچھا: کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔

اس نے کہا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ ہم نے دیکھا کہ دیگر انسانوں کی بہ نسبت ان کے بال زیادہ تھے۔

اس کے بعد اس نے دوسرا خانہ کھولا اور اس سے سیاہ رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا ہم نے دیکھا کہ اس پر سفید رنگ کی تشبیہ ہے اور دیکھا کہ اس کے بال گھنگریالے ہیں اور آنکھیں سرخ ہیں، سر بڑا ہے اور داڑھی بہت خوبصورت ہے۔ اس نے پوچھا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں، بتایا کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس سے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک نہایت گورے رنگ کے آدمی کی تشبیہ ہے۔ آنکھیں بڑی حسین ہیں، دونوں بھنویں ملی ہوئی ہیں۔ رخسار طویل اور داڑھی سفید ہے۔ گویا کہ وہ تبسم کر رہے تھے۔ اس نے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس نے سیاہ ریشمی کپڑا کھول کے پھیلایا ہم نے دیکھا کہ اس پر خوبرو تشبیہ ہے اور وہ تشبیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اس نے پوچھا کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! یہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشبیہ ہے۔ پھر وہ تعظیماً کھڑا ہوا اور بیٹھ گیا اور کہنے لگا: خدا کی قسم! کیا یہ یقیناً وہی ہیں؟ ہم نے کہا کہ ہاں یقیناً یہ وہی ہیں۔ پھر وہ کچھ دیر خاموش رہا، پھر بولا یہ خانہ آخر تھا، چونکہ میں نے عجلت کی کہ میں دیکھوں کہ تم جس کے قاصد بن کر آئے ہو اور جس کے دین کا پیغام لائے ہو، کیا یہ دین اسی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اب مزید خانے دکھاتا ہوں پھر اس نے ایک خانہ کھولا اور اس کے سیاہ ریشمی کپڑا کو نکال کے پھیلایا دیکھا کہ اس میں گندمی رنگ کے سیاہی مائل تشبیہ ہے اور بال پیچیدہ گھنگریالے ہیں۔ آنکھیں بیٹھی ہوئی تیز نظر ہیں۔ منہ بنائے ہوئے دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہونٹ سکڑے ہوئے ہیں۔ گویا کہ وہ غضب ناک ہیں۔

اس نے پوچھا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تشبیہ ہے اور اس تشبیہ کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی جو اس کے مشابہ تھی مگر فرق یہ تھا کہ اس کے سر پر چکنہ پن تھا اور پیشانی چوڑی تھی اور آنکھوں میں میلان تھا۔ اس نے کہا کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں! کہا یہ حضرت لوط علیہ السلام کی تشبیہ ہے، پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکال کے پھیلایا تو اس میں گندمی رنگ کی ایک تشبیہ تھی جس کے بال لٹکے ہوئے تھے اور میانہ قد تھا، گویا وہ غضب ناک تھا، اس نے کہا کہ تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس سے سفید ریشمی جامہ نکالا تو اس میں سرخی مائل گورے رنگے، اونچی ناک کی تشبیہ دیکھی جس کے دونوں رخساروں پر گوشت کم تھا اور وہ خوبصورت تھی۔ اس نے پوچھا: جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ کہا: یہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا دیکھا کہ میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے مشابہ ایک تشبیہ تھی لیکن فرق یہ تھا کہ اس کے ہونٹ پر ایک تل تھا۔ اس نے کہا کہ اسے پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سیاہ رنگ کا ریشمی جامہ نکالا تو اس میں ایک حسین وجمیل گورے رنگ، اونچی ناک، حسین قامت شخص کی تشبیہ تھی۔ اس کے چہرے سے نور چمک رہا تھا اور اس کے چہرے میں خشوع وخضوع کے آثار نمایاں تھے۔ وہ سرخی کی جھلک لیے ہوئے تھا، اس نے پوچھا اس کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ تمہارے نبی مکرم ﷺ کے جد اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تشبیہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ ہے۔ گویا کہ ان کا چہرہ آفتاب ہے۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کون ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا تو اس میں سرخی مائل پتلی پتلی پنڈلیوں والی، چھوٹی چھوٹی آنکھیں، برا پیٹ، میانہ قد اور تلوار لٹکائے تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ کہا: یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

اس کے بعد اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا اس میں بڑے بڑے سرین لمبے لمبے پاؤں، گھوڑے پر سوار شخص کی تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا: اسے جانتے ہو کون ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ کہا: یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا او سیاہ ریشمی جامہ نکالا۔ اس میں گورے رنگ، جوان، خوب سیاہ داڑھی، بکثرت بال اور خوبصورت شخص کی تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا: جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ کہا: یہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

ہم نے پوچھا: یہ تمام تشبیہیں تمہیں کہاں سے ملیں؟ اس لیے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ صورتیں اسی حالت پر ہیں جس حالت پر انبیاء علیہم السلام کی صورتیں تھیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کی تشبیہ ویسی ہی دیکھی ہے جیسی کہ آپ کی صورت مبارکہ تھی۔ اس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ انہیں اپنی اولاد کی ان صورتوں کو دکھا دے جو نبی ہو کر دنیا میں پیدا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی تشبیہوں کو اتارا اور وہ مغرب شمس (سورج کے ڈوبنے کی جگہ) کے پاس حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ میں تھیں۔ جسے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے مغرب شمس سے نکالا اور حضرت دانیال علیہ السلام کو دیں۔

پھر کہا: سنو! میری خواہش یہ ہے کہ خدا کی قسم! میں اپنے ملک سے نکل جاؤں اور میں تمہارے طاقتور بادشاہ کی خدمت گزاری میں ہمیشہ رہوں یہاں تک کہ میں مرجاؤں۔ اس کے بعد اس نے ہمیں

تحائف دیئے جونہایت عمدہ اور قیمتی تھے اور ہمیں رخصت کیا اور ہم واپس آ گئے۔ جب ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ سے سارا حال بیان کیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا آپ سے عرض کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: لاچار ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس کے خیر کا ارادہ فرمائے گا تو وہ ایسا کرے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ نصاریٰ اور یہود نبی کریم ﷺ کی صفتیں اپنے پاس موجود پاتے ہیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ پھرانہوں نے "لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر" کے پڑھنے سے غرقہ کے شق ہونے کے قصہ میں کہا کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کی وفات کے بعد بھی پائے جاتے ہیں جس طرح کہ اس قسم کے معجزات ان کی بعثت سے پہلے پائے جاتے ہیں جو کہ ان کی بعثت کے قریب ہونے پر خبردار کرنے اور ڈرانے کیلئے ہوتے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

ہرقل کا قاصد تنوخی بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں:

حضرت سعید بن ابوراشد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ہرقل کے قاصد تنوخی سے جسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا، ملاقات کی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم مجھے ہرقل کی سفارت کے بارے میں کچھ نہ بتاؤ گے۔

تنوخی نے کہا کہ ضرور بتاؤں گا۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تبوک میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ہرقل کی طرف بھیجا، جب رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی اس کے پاس پہنچا تو اس نے روم کے پادریوں اور بطریقوں کو بلایا اس نے اپنے اوپر اور ان کے اوپر دروازوں کو بند کرلیا۔ اس کے بعد ہرقل نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس مقدس ہستی نے میرے پاس قاصد بھیجا ہے اور مجھے اسلام کی دعوت دی ہے۔ خدا کی قسم! تم جو کتابیں پڑھتے ہو تم نے اس میں پڑھا ہے کہ وہ ملک جو میرے قبضہ میں ہے اسے وہ ضرور حاصل کرلیں گے۔ لہٰذا آؤ ہم سب ان کا اتباع کریں۔ یہ سن کر ان لوگوتمام لوگوں نے نفرت وغصہ کا اظہار کیا۔

پھر جب اس نے جان لیا کہ اگر یہ لوگ اس کے پاس سے چلے گئے تو اس کے خلاف رومیوں کو فساد پر ابھاریں گے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ بات تمہارے دین پر پختگی کو آزمانے کیلئے کہی تھی۔ اس کے بعد اس نے کہا مجھے بلایا اور کہا کہ تم میرا خط لے کر نبی عربی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو، اور ان کی کسی بات کو ضائع نہ کرنا اور میری تین باتوں کو یاد رکھنا۔ ایک یہ کہ دیکھنا کہ وہ اس خط کا کیا ذکر کرتے ہیں جو باتیں انہوں نے مجھ لکھ کر بھیجی ہیں۔ دوسری یہ کہ دیکھنا جب وہ میرے خط کو پڑھیں تو وہ رات کے بارے میں کیا ذکر فرماتے ہیں اور تیسری بات یہ کہ ان کی پشت مبارک کو دیکھنا کہ کوئی چیز تم کو نظر آتی ہے۔

پھر میں اس کا خط لے کر روانہ ہوا اور مقام تبوک پر پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں اپنا خط پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: اے بھائی تنوخ! میں نے اپنا خط کسریٰ کے نام بھیجا مگر اس نے اسے پھاڑ ڈالا۔ اب یقیناً اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور میں نے نجاشی کے نام خط لکھا، اس نے اسے چاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کی مملکت کو ضرور ٹکڑے کر دے گا اور میں نے اپنا ایک دعوتی خط تمہارے صاحب (بادشاہ) کے نام لکھا اور اس نے اسے محفوظ کر لیا۔ ہمیشہ لوگ اس سے ڈرتے رہیں گے، جب تک وہ زندہ ہیں میں نے دل میں کہی یہ بات ان تین میں سے ایک ہے جن کی اس نے مجھے تاکید کی تھی۔

اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے وہ خط اس شخص کو دیا جو آپ کی بائیں جانب تھا اور اس نے اس خط کو پڑھا، اس میں لکھا تھا کہ آپ نے مجھے ایسی جنت کی دعوت دی ہے جس کی وسعت آسمان وزمین کے برابر ہے تو جہنم کہاں ہے؟ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟

پھر فرمایا: اے برادر تنوخ! آؤ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی پشت مبارک سے چادر شریف اٹھائی اور فرمایا: دیکھ جس کے دیکھنے کی تمہیں تاکید کی گئی ہے تو میں آپ کے پشت مبارک کی طرف آیا تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ وہ کچھ ایسی تھی جیسے کہ پچھنوں کی دل دار جگہ۔

﴿ابو یعلیٰ، ابن احمد زوائد المسند، ابونعیم، ابن عساکر﴾

کسریٰ کے نام مکتوب نبوی اور اس کی گستاخی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کے نام اپنا مکتوب گرامی بھیجا، جب اس نے پڑھا تو اسے چاک کر دیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے اس کے اوپر بددعا فرمائی کہ مجوسیوں پر اس کا ملک پورے طور پر ٹکرے ہو جائے۔

﴿بخاری﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی جب کسریٰ کے نام بھیجا تو کسریٰ نے اسے چاک کر دیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسریٰ نے اپنے ملک کو پارہ پارہ کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسریٰ کے نام جب نبی کریم ﷺ نے خط بھیجا تو کسریٰ نے اپنے گورنر کے نام صنعاء خط بھیجا اور اس پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے لکھا کہ تو ایسے شخص سے مجھے نہیں بچا سکتا جو تیرے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے اور وہ مجھے اپنے دین کی دعوت دیتا ہے۔ تجھے لازم ہے کہ تو اس پر قابو پالے، ورنہ میں تیرے ساتھ بری طرح پیش آؤں گا۔ اس پر صنعاء کے گورنر نے نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ آدمی روانہ کیے جب نبی کریم ﷺ نے ان کے حاکم کا خط پڑھا تو ان لوگوں سے پندرہ دن تک کچھ تعرض نہ فرمایا۔

اس کے بعد ان کو بلا کر فرمایا تم اپنے حاکم کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میرے رب نے آج رات تیرے رب کو قتل کر دیا ہے۔ پھر وہ چلے گئے اور اسے جا کر اس کی خبر دی۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد خبر آئی کہ اسی رات کو کسریٰ قتل کیا گیا تھا۔

﴿بزار، بیہقی، ابونعیم﴾

کسریٰ کو ایک فرشتہ نے اسلام کی دعوت دی تھی:

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں معلوم ہوا کہ کسریٰ اپنی مملکت میں اپنے محل کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس پر اس نے امرِ حق پیش کیا اور کسریٰ کے پاس وہ آنے والا شخص ایک آدمی تھا۔ جو چل کر اس کے پاس پہنچا، اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اور اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا ہے یا اس سے قبل منظور ہے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں؟ کسریٰ نے کہا کہ منظور ہے مگر اس لاٹھی کو نہ توڑو، اس لاٹھی کو نہ توڑو۔ اس کے بعد وہ شخص پلٹ کر چلا گیا، جب وہ چلا گیا تو کسریٰ نے اپنے درباریوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ جو شخص میرے پاس آیا تھا، اس کو آنے کی کس نے اجازت دی تھی؟ درباریوں نے کہا کہ تمہارے پاس تو کوئی آدمی بھی نہیں آیا۔ کسریٰ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور ان پر غصہ کیا اور ان پر سختی کی پھر انہیں چھوڑ دیا۔

جب سال کا ابتدائی زمانہ آیا تو وہی شخص پھر اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے، قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں۔ کسریٰ نے کہا کہ مجھے منظور ہے لاٹھی کو نہ توڑو، لاٹھی کو نہ توڑو، پھر جب وہ پلٹ کر چلا گیا تو اس نے اپنے دربانوں کو بلایا اور پوچھا: کس نے اسے آنے کی اجازت دی ہے؟

ان سب نے انکار کیا اور کہا کہ تمہارے پاس کوئی بھی اندر نہیں آیا ہے تو اس نے پہلے کی مانند ان کے ساتھ سختی و شدت کی یہاں تک کہ جب دوسرا سال آیا تو وہی شخص اسکے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں۔ کسریٰ نے کہا کہ لاٹھی نہ توڑو، لاٹھی نہ توڑو، مگر اس شخص نے لاٹھی توڑ دی اور اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی وقت ہلاک کر دیا۔ یہ روایت مرسل ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابوسلمہ سے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اور عمر بن عبدالقوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ سے عقیل رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن ابی بکر اور صالح بن کیسان (رحمہم اللہ) وغیرہ ہم نے روایت کی اور اسے واقدی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے متصلاً بروایت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثال حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اسی بنا پر کسریٰ کے بیٹے نے باذان کو خط لکھا اور اسے منع کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حرکت میں نہ لائے اور جو کچھ اس نے دیکھا اس سے وہ خوفزدہ ہو گیا۔

﴿ابن اسحاق، ابونعیم، بیہقی، خرائطی﴾

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کسریٰ پر اللہ تعالیٰ کی حجت آپ کے بارے میں کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس طرف ایک فرشتہ بھیجا اور اس نے اپنا ہاتھ اس مکان کی دیوار سے جس میں وہ رہتا تھا نکالا اور اس ہاتھ سے نور چمک رہا تھا جب اس نے یہ ہاتھ دیکھا تو وہ خوفزدہ ہوگیا۔ اس فرشتہ نے کہا: اے کسریٰ! خوف نہ کھا، اللہ تعالیٰ نے ایک رسول کو مبعوث کیا ہے اس پر اپنی کتاب نازل کی ہے اب تو اس کا اتباع کر، تاکہ تو اپنی دنیا اور اپنی آخرت میں سلامت رہے۔ اس نے کہا: میں اس پر غور کروں گا۔

﴿ابونعیم، ابن نجار﴾

حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسریٰ اور قیصر کے نام خط لکھا لیکن قیصر نے تو خط کو محفوظ رکھا اور کسریٰ نے چاک کر دیا، جب اس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہوئی تو فرمایا مجوسیوں کی سلطنت پارہ پارہ ہو جائے گی اور نصرانیوں کی سلطنت ان میں باقی رہے گی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسریٰ کے سامنے دو سبز چادروں میں ملبوس آدمی کی صورت میں فرشتہ آیا، اس کے پاس سبز لکڑی تھی اور وہ شخص بہت بوڑھی شکل میں تھا۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! اسلام قبول کر لے، ورنہ تیرے ملک کو ٹکڑے کر دوں گا، جیسے اس لکڑی کو ٹکڑے کرتا ہوں۔ کسریٰ نے کہا کہ لکڑی کو نہ توڑ پھر وہ پلٹ چلا گیا۔

﴿ابونعیم﴾

کسریٰ کا عجیب و غریب خواب:

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدائن کا ایک بوڑھا بیان کرتا ہے کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی زمین سے آسمان تک کھڑی کی گئی اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں، اتنے میں ایک شخص نمودار ہوتا ہے جس کے سر پر عمامہ ہے اور جسم پر تہبند اور چادر ہے اور وہ سیڑھی پر چڑھا ہے جب وہ سیڑھی پر چڑھا تو ندا کی گئی کہ فارس کہاں ہے اور اس کے مرد عورت اور باندیاں اور اس کے خزانے کہاں ہیں تو لوگوں نے بڑھ کر ان سب کی گٹھڑیاں باندھیں پھر ان کو اس شخص کے حوالے کر دیں جو سیڑھی پر چڑھا ہے۔

یہ خواب دیکھ کر بڑی پریشانی کے عالم میں کسریٰ نے صبح کی اور اس خواب کا ذکر اس نے اپنے ندیموں (ساتھیوں) سے کیا وہ لوگ اس پر اسے آسان بتانے لگے مگر وہ برابر غمزدہ اور فکر بند رہا، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی اس کے پاس آیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی رکھی گئی ہے اور مذکورہ روایت کے موافق بیان کیا ہے۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان

کے نام خط لکھا کہ وہ کسی کو اس نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجے اور ان سے کہے کہ اپنی قوم کے دین کی طرف پلٹ جائے ورنہ ایک دن تمہیں ڈرایا جائے گا اور تم کو مقابلہ کرنا پڑے گا اور اس میں قتل کیے جاؤ گے، باذان نے نبی کریم ﷺ کے پاس دو شخصوں کو بھیجا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور وہ دونوں کچھ دن ٹھہرے رہے۔

پھر ایک دن صبح کو ان دونوں کو بلایا اور فرمایا: تم باذان کے پاس جاؤ اور اسے بتا دو کہ میرے رب نے آج رات کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے پھر وہ دونوں چلے گئے اور اسے جا کر بتایا۔

اس کے بعد خبر آئی کہ ایسا ہی واقع ہوا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت مسعود بن رقاعہ رضی اللہ عنہما اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان راویوں کی حدیثیں ایک دوسرے میں مختلط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب کسریٰ کے نام خط لکھا تو کسریٰ نے یمن کے عامل باذان کو لکھا کہ اپنے پاس سے دو بہادر شخصوں کو اس مقدس ہستی کے پاس بھیجو جو سرزمین حجاز میں جلوہ افروز ہوئی ہے تا کہ وہ انہیں میرے پاس لائے۔ اس پر باذان نے دو شخصوں کو اپنے خط کے ساتھ بھیجا، جب ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خط پیش کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان دونوں کا حال یہ تھا کہ وہ کانپ رہے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں آج ٹھہرو اور کل میرے پاس آنا، تب میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کیا ارادہ رکھتا ہوں تو وہ دوسرے دن آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اپنے حاکم کو خبر پہنچا دو کہ میرے رب نے کسریٰ کو آج کی رات اب سے سات گھنٹے پہلے قتل کرا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کے بیٹے شیرویہ کو غالب کر دیا ہے اور اس نے اسے قتل کر دیا ہے پھر وہ دونوں باذان کے پاس پہنچے اور اسے بتایا۔ اس پر باذان اور وہ لوگ یمن میں تھے ایمان لے آئے۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں کسریٰ کا قاصد:

ابن اسحاق اور زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی کسریٰ کو ملا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو لکھا کہ اس شخص کے پاس جو حجاز میں ظاہر ہوا ہے، اپنے پاس سے دو بہادر آدمیوں کو روانہ کرو تا کہ وہ دونوں ان کو میرے پاس لے کے آئیں تو باذان نے قہرمانہ اور ایک اور شخص کو بھیجا اور ان کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کے نام ایک خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ ان دونوں کے ساتھ آپ کسریٰ کے پاس تشریف لے جائیں اور باذان نے قہرمانہ مجھے لا کر دینا چنانچہ وہ دونوں نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے اور نبی کریم ﷺ کو انہوں نے پیغام پہنچایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ کل صبح آنا، پھر جب وہ دوسرے دن آئے تو نبی کریم ﷺ نے خبر

دی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر غالب کر دیا ہے اور فلاں مہینے کی فلاں رات کو اس نے اسے قتل کر دیا ہے، ان دونوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا فرمار ہے ہیں؟ ہم یہ بات بادشاہ سے جا کر کہہ دیں گے۔ فرمایا: ضرور تم جا کر میری طرف سے کہہ دینا اور تم دونوں یہ بھی کہنا کہ میرا دین اور میری سلطنت بہت جلد وہاں تک پہنچ جائے گی۔ جہاں تک کسریٰ کی حکومت ہے۔ یہی نہیں بلکہ جہاں گھوڑا سوار اور پیدل پہنچ سکتے ہیں، وہاں تک میرا دین اور میری سلطنت پہنچے گی اور تم دونوں اس سے کہنا کہ اگر تو اسلام لے آیا تو تیری مملکت تیرے ہاتھ میں رہے گی۔

پھر وہ دونوں باذان کے پاس پہنچے اور اس سے سارا حال بیان کیا۔ یہ سن کر باذان نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ بات کسی بادشاہ کا کلام نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے فرمایا: ہم ضرور اسے دیکھیں گے اور وہ ہو کے رہے گا۔ اس کے بعد زیادہ وقت نہ گزرا کہ شیرویہ کا خط اس کے پاس آیا اس نے لکھا تھا کہ میں نے فارس کے غضب کی خاطر کسریٰ کو قتل کر دیا ہے جبکہ اس نے فارس کے سرداروں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ اب میرے لیے ان لوگوں سے جو تمہارے پاس ہیں فرماں برداری کا عہد لو اور اس شخص کو برانگیختہ نہ کرو جس کیلئے کسریٰ نے تمہیں خط لکھا تھا، جب باذان نے یہ خط پڑھا تو وہ کہنے لگا: بے شک یہ شخص نبی مرسل ہے اور وہ اسلام لے آیا اور آل فارس کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے، پھر باذان نے قہرمانہ سے پوچھا تم نے ان کو کس شان میں دیکھا ہے، اس نے کہا کہ مجھ سے کسی نے ایسی ہیبت کے ساتھ گفتگو نہیں کی، جتنی ہیبت مجھ پر ان سے گفتگو کرنے میں طاری تھی۔ باذان نے پوچھا کی ان کے پاس نگہبان (باڈی گارڈ) ہیں اس نے کہا کہ نہیں۔

۞ (ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

﴿ابو نعیم، ابن سعد شرف المصطفیٰ﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی کسریٰ کو پہنچا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری سرزمین میں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو یقین رکھتا ہے کہ وہ نبی ہے لہٰذا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری سرزمین میں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو یقین رکھتا ہے کہ وہ نبی ہے لہٰذا تو ان سے کہہ دے کہ وہ اپنے اس دعویٰ سے باز آ جائیں ورنہ میں ان کی طرف ایک لشکر کو بھیجوں گا جو انہیں اور ان کی قوم قتل کر ڈالے گا۔ اس حکم کی تعمیل میں باذان نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں قاصد کو روانہ کیا اور اس قاصد نے نبی کریم ﷺ سے ایسا ہی کہہ دیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر دعویٰ نبوت کا اظہار میری اپنی طرف سے ہوتا تو ضرور میں اس سے باز آ جاتا لیکن مجھے تو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے یمنی قاصد کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اس سے ارشاد فرمایا، میرے رب نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا تو اب کسریٰ آج کے بعد نہیں ہے اور میرے رب نے قیصر کو قتل کرا دیا تو اب آج کے بعد قیصر بھی نہیں ہے۔ قاصد نے آپ کی بات اور وہ وقت، وہ مہینہ اور دن لکھ لیا، جس وقت آپ نے یہ بات فرمائی، اس کے بعد وہ باذان کے پاس واپس چلا گیا اور

اس نے بالکل ایسا ہی پایا کہ کسریٰ بھی مر گیا تھا اور قیصر بھی مر گیا تھا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم فارس کے ان دونوں قاصدوں سے جس کو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا تھا۔ فرمایا: میرے رب نے آج کی رات تمہارے رب کو ہلاک کر دیا ہے اور اسے اس کے بیٹے نے قتل کیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے اس پر غلبہ دیا ہے، اب تم دونوں جا کر اپنے صاحب سے کہنا کہ اگر تم اسلام قبول کر لو تو جتنا ملک تمہارے قبضہ میں ہے میں تمہیں دے دوں گا اور اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے خلاف اعانت فرمائے گا۔

﴿دیلمی﴾

بادشاہ منذر بن حارث غسانی کے نام مکتوب نبوی

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاع بن وهب اسدی رضی اللہ عنہ کو حارث بن ابوشمر غسانی کے پاس اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا۔ حضرت شجاع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس ملک میں پہنچا۔ بادشاہ دمشق کے مقام غوطہ میں تھا اور میں اس کے دربان کے پاس پہنچا، اس سے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ اس نے کہا کہ تم اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے۔ وہ فلاں اور فلاں دن برآمد ہوتا ہے۔ اس وقت مل سکتے ہو۔

میں نے اس کے حاجب سے راہ رسم رکھی، وہ رومی تھا اور اس کا نام مری تھا۔ وہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت پوچھتا رہا اور میں اس کو آپ کے اوصاف بتاتا رہا اور میں اسے اسلام کی دعوت بھی دیتا رہا اور اس کا دل اس قدر نرم اور متاثر ہوا کہ وہ رونے لگا۔ اس نے کہا کہ میں نے انجیل مقدس پڑھی ہے اور میں نے بعینہٖ یہی صفت آپ کی اس میں پڑھی ہے۔ اب میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں مگر مجھے ابن حارث غسانی کا ڈر ہے کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے۔ پھر ابن حارث برآمد ہوا اور وہ بیٹھا اور اپنے سر تاج پہنا جب میں نے اسے مکتوب گرامی دیا تو اس نے اسے پڑھ کر پھینک دیا اور کہنے لگا مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟ میں اس کے پاس پہنچتا ہوں، اگر وہ یمن میں ہوتا تو لوگ اسے میرے پاس لے آتے، وہ یہی بکواس کرتا رہا یہاں تک کہ کھڑا ہو گیا اور گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا، پھر کہا: تم اپنے آقا سے جا کر وہی کہہ دو جو تم دیکھ رہے ہو۔

اس نے ایک خط قیصر کے نام لکھا اور اس میں آپ کی خبر لکھی۔ قیصر نے جواب میں اسے لکھا کہ تو ان کی طرف نہ جا اور اپنے ارادہ سے باز آ جا، جب منذر بن حارث کے پاس قیصر کا جواب آیا تو اس نے مجھے بلایا اور پوچھا تم کب واپس جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں کل جاؤں گا تو اس نے مجھے سو مثقال سونا دینے کا حکم دیا اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا اسلام عرض کرنا۔ میں نے جب آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات

بتائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کی حکومت ختم ہوگئی اور ابن حارث (غسانی) فتح مکہ کے سال مر گیا۔
﴿ابن سعد﴾

شاہِ مصر مقوقس کے نام مکتوب نبوی

حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا، حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر اس کے پاس پہنچا، اس نے مجھے اپنے محل میں ٹھہرایا اور میں اس کے پاس رہا، پھر اس نے مجھے بلایا چونکہ اس نے اپنے سرداروں کو جمع کیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بات تم مجھ سے سمجھ لو۔

میں نے کہا: کہئے کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے تم اپنے آقا کے بارے میں بتاؤ۔ کیا وہ واقعی نبی ہیں؟ میں نے کہا کہ یقیناً وہ نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جبکہ ان کو ان کی قوم نے ان کے شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا اور انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کیلئے بددعا نہ کی۔

میں نے جواب دیا: کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کیا وہ نہیں ہیں جس کی تم شہادت دیتے ہوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جبکہ ان کی قوم نے ان کو پکڑ کر انہیں سولی دینا چاہا، انہوں نے ان پر بددعا کیوں نہ کی کہ اے اللہ! انہیں ہلاک کر دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانوں کی دنیا میں اپنے پاس بلایا، یہ سن کر اس نے کہا کہ تم عقلمند کے پاس سے آئے ہو۔
﴿بیہقی﴾

مقوقس کی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ بنی مالک کے ساتھ مقوقس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ تم میرے پاس اپنے رفقاء سے جدا ہو کر کیسے پہنچے، کیونکہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے اصحاب میرے اور تمہارے درمیان حائل تھے۔

انہوں نے کہا کہ ہم دریا سے ملحق ہو گئے اور ہم نے محمد ﷺ سے خوف کیا، ہم میں سے کسی ایک شخص نے بھی ان کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ اس نے پوچھا کیوں تم نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا؟

انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے پاس ایسا دین لے کر آئے جس کو نہ ہمارے ماں باپ جانتے تھے اور نہ بادشاہ ہی اس پر چلتے تھے لہٰذا ہم اسی دین پر قائم رہے جس پر ہمارے باپ دادا تھے۔ اس نے پوچھا ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا کہ نوعمروں نے تو ان کی اتباع قبول کر لی اور دیگر لوگوں نے جن میں ان کی قوم کے بھی افراد تھے اور عرب کے دیگر باشندے بھی تھے، بکثرت مقامات پر ان

کی مخالفت کی اور ان کے ساتھ جنگ کی کبھی ان کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور کبھی مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔

مقوقس نے پوچھا: مجھے بتاؤ وہ کیا دعوت دیتے ہیں؟

ہم نے کہا کہ وہ اس کی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے ہیں ہم ان کو چھوڑ دیں اور وہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی دعوت دیتے ہیں۔ مقوقس نے پوچھا کیا کوئی نماز کا وقت ہے جس وقت پڑھی جائے اور مال کی کوئی مقدار ہے جس کی زکوٰۃ دی جاتی ہے؟ کہا کہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر ایک کے اوقات مقرر ہیں اور جو مال بیس مثقال کو پہنچ جائے اس کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری زکوٰۃ کی ہے، پھر انہوں نے تمام اموال کی زکوٰۃ کی ادائیگی کی تفصیل بتائی۔

اس نے پوچھا کیا تم نے دیکھا ہے کہ جب وہ صدقات وصول کرتے ہیں تو ان کو کہاں استعمال کرتے ہیں؟ کہا کہ وہ اپنے فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں اور صلہ رحمی اور ایفائے عہد کا حکم دیتے ہیں۔ زنا، سود اور شراب کو حرام قرار دیتے ہیں اور غیر خدا کے کسی ذبیحہ کو وہ نہیں کھاتے ہیں۔

مقوقس نے کہا کہ یقیناً وہ تمام انسانوں کی طرف نبی و رسول ہیں، اگر وہ قبط و روم میں ہوتے تو سب ان کی اتباع کرے، بلاشبہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے بھی یہی احکامات دیئے ہیں اور جیسے کچھ تم ان کے اوصاف بیان کرتے ہو، انہیں صفات پر پہلے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا انجام بخیر ہوگا، یہاں تک کہ کوئی ان سے جھگڑنے والا نہ ہوگا۔ اور جہاں تک پیدل و سوار جا سکتا ہے اور جہاں تک سمندروں اور دریاؤں کی انتہا ہے ان کا دین غالب ہوگا۔

ہم نے کہا کہ اگر تمام لوگ ان کے دین میں داخل ہو جائیں ہم جب بھی ان کا دین قبول نہ کریں گے۔ اس پر مقوقس نے اپنا سر ہلایا اور کہا کہ تم کھیل کود میں پڑے ہوئے ہو، اس کے بعد اس نے پوچھا: اپنی قوم میں ان کا نسب کیسا ہے؟ کہا وہ قوم میں ذی نسب ہیں۔ اس نے کہا کہ انبیاء ایسے ہی ہوتے ہیں، وہ اپنی قوم میں شریف النسب ہی ہوتے ہیں۔ اس نے پوچھا ان کی باتیں کہاں تک سچی ہوتی ہیں؟ کہا: ہم انہیں ان کی سچائی کی بنا پر صادق کہا کرتے ہیں۔

مقوقس نے کہا کہ تم اپنے معاملات میں غور کرو۔ کیا تمہارا خیال ہے جبکہ وہ اپنے اور تمہارے درمیان سچائی کو ملحوظ رکھتے ہیں تو کیا وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولیں گے پھر پوچھا کون لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں؟ کہا کہ نوعمر لوگ۔ اس نے کہا کہ پہلے انبیاء کے متبعین کا یہی حال رہا ہے۔

اس نے پوچھا مدینہ کے یہود نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ کیونکہ وہ توریت والے ہیں۔ کہا کہ انہوں نے ان کی مخالفت کی اور ان کے ساتھ جنگ ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے ان کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور وہ چاروں طرف متفرق ہو کر چلے گئے۔

مقوقس نے کہا کہ یہود حاسد قوم ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حسد کیا مگر وہ ان کی نبوت کو خوب جانتے اور پہچانتے ہیں، جس طرح کہ ہم جانتے ہیں۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم نے اس سے ایسی باتیں سنیں جس سے ہمارے دل محمد ﷺ کی طرف مائل ہو گئے اور ہم نے نگوں ساری محسوس کی اور ہم نے کہا کہ جبکہ عجم کے بادشاہ ان کی تصدیق کرتے ہیں اور قرابت داری میں ان سے دوری ہونے کے باوجود ان سے خوف کرتے ہیں تو ہم ان کے اقربا اور ہمسایہ ہیں، ہم ان کے دین میں داخل کیوں نہیں ہوتے۔ باوجودیکہ وہ داعی ہمارے گھروں میں دعوت دینے تشریف لایا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جب تک اسکندریہ میں رہا، برابر ہر کینسہ میں جاتا رہا اور ان کے قبطی و رومی اسقفوں سے پوچھتا رہا، وہ سب کے سب محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفت سے واقف تھے۔ میں نے اس سے پوچھا: مجھے بتاؤ کہ کیا نبیوں میں سے کسی کا آنا باقی ہے؟

اس نے کہا: ہاں! وہ آخری نبی ہے۔ اس کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی درمیان میں نہیں ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی درمیان نہیں ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان نبی کے اتباع کا حکم دیا ہے اور وہ نبی عربی ہے، ان کا نام احمد ہوگا وہ دراز اقامت ہوں گے نہ پست قد۔ ان کی آنکھوں میں سرخی ہے، نہ وہ گورے ہیں نہ سیاہ۔ اپنے سر کے بالوں کو چھوڑیں گے اور موٹا لباس پہنیں گے اور جیسا کھانا پائیں گے وہ اس پر قناعت کریں گے۔ ان کی تلوار ان کی گردن میں حمائل ہوگی اور جو ان سے جنگ کرے گا، وہ ان کی پروا نہ کریں گے، اور ان کے اصحاب اپنی جان کو ان پر قربان کریں گے اور ان کے اپنے باپ دادا اور اپنے بیوی بچوں سے زیادہ ان سے محبت کریں گے۔ وہ نبی ایک حرم میں ظہور فرمائیں گے پھر دوسرے حرم کی طرف ایسی سرزمین میں ہجرت کریں گے، جو سنگلاخ اور نخلستان ہوگی۔ دین ابراہیم پر ان کا دین ہوگا۔

✡ میں نے کہا کہ ان کی مزید صفتیں بیان کیجئے؟

اس نے کہا کہ وہ نصف کمر پر تہبند باندھیں گے اور وہ ہاتھ پاؤں اور منہ کو دھوئیں گے اور وہ ان خصوصیات کے ساتھ مختص ہوں گے جن پر پچھلے انبیاء مخصوص نہ ہوئے۔ ہر نبی اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا رہا ہے مگر وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوں گے اور ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی ان کیلئے ہوگی اور جس جگہ بھی نماز کا وقت ہوگا، نماز پڑھائیں گے۔ تیمم کر کے نماز پڑھ لیں گے حالانکہ اس نبی سے پہلے لوگوں پر یہ سختی تھی کہ وہ کینسہ اور صومعہ کے سوا نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ تمام باتیں ذہن میں محفوظ کر لیں جو اس نے کہا کہ اسے بھی اور اس کے سوا اور دوسرے پادریوں نے بتایا، انہیں بھی اور میں واپس آکر مسلمان ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

بارگاہ سرورِ کونین ﷺ میں شاہ مقوقس کے تحائف ارسال کرنا:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب مقوقس عظیم قبط کے پاس مکتوب گرامی بھیجا تو مقوقس نے آپ کو خط لکھا کہ میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا تشریف لانا باقی ہے مگر

میرا گمان یہ تھا کہ وہ نبی شام میں ظہور فرمائے گا۔اب میں نے آپ کے قاصد کا اکرام کیا ہے اور آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

قبیلہ حمیر کے سردار کے نام مکتوب نبوی

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قبیلہ حمیر کے حارث، مسروح اور نعیم بن عبدکلال کے نام مکتوب گرامی لکھا اور عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکتوب گرامی بھیجا اور روانگی کے وقت ہدایت فرمائی کہ جب تم ان کی سرزمین پر پہنچو تو رات کے وقت داخل نہ ہونا جب تک کہ صبح نہ ہو جائے۔پھر تم طہارت کرکے خوب اچھی طرح پاک و صاف ہونا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی اور قبول کی دعا مانگنا اور اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہنا اور اپنے داہنے ہاتھ میں مکتوب گرامی لے کر ان سرداروں کے بھی داہنے ہاتھ میں دینا کیونکہ داہنا ہاتھ قبولیت کا ہے اور ان کے اوپر

"لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ"

﴿سورۃ البیّنۃ﴾

پڑھنا اور جب تم اسے پڑھ چکو تو

"اٰمَنْتُ بِمُحَمَّدٍ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ"

کہنا تمہارے سامنے جو بھی حجت آئے گی، وہ باطل ہو جائے گی اور نہ ایسی کتاب آئے گی جو بظاہر مزین وخوبصورت ہو مگر یہ کہ اس کا نور جاتا رہیگا اور وہ لوگ تم پر کچھ پڑھیں گے، جب وہ تم پر کچھ پڑھیں تو کہنا کہ اس کا ترجمہ کرو اور پڑھنا:

حَسْبِيَ اللّٰهُ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ وَّ اُمِرْتُ لِاَ عْدِلَ بَيْنَكُمُ اللّٰهُ رَبُّنَا وَّ رَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

ترجمہ: ''میرے لیے اللہ ہی کافی ہے میں ایمان لایا اس پر جو نازل کیا گیا اور مجھے تمہارے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیا گیا، اور اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا رب ہے، ہمارے لیے ہمارے اور تمہارے لیے تمہارے عمل ہیں، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اور اللہ ہمیں جمع فرمانے والا ہے اور اس کی طرف ہمیں پلٹنا ہے۔''

اور جب وہ اسلام لے آئیں تو ان سے ان کی تین شاخوں کی بابت دریافت کرنا کہ جب انہیں لایا جاتا ہے تو وہ اسے سجدہ کرتے ہیں اور وہ شاخیں درخت اٹل کی ہیں۔ایک شاخ

سفیدی اور زردی سے رنگی ہوئی ہے اور ایک ایسی شاخ ہے جس میں گرہیں ہیں، وہ خیزران ہے اور تیسری شاخ بہت سیاہ ہے گویا وہ آبنوس کی شاخ ہے، پھر ان شاخوں کو برآمد کرا کے انہیں ان کے بازار میں جلا ڈالنا۔

حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گیا اور جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا ویسا ہی عمل کیا جب میں ان کے پاس پہنچا اور میں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں اور جو مجھے حکم دیا گیا تھا میں نے ویسا ہی کیا اور انہوں نے ویسا ہی قبول کیا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔

﴿ابن سعد﴾

عمان کے بادشاہ جلندی کے نام مکتوب نبوی

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو عمان کے بادشاہ جلندی کے پاس بھیجا اور انہوں نے اسلام کی دعوت دی۔ یہ سن کر جلندی نے مجھے اس نبی امی کی بابت رہنمائی کرو کیونکہ وہ خیر ہی کا حکم دیتے ہیں اور اس خیر پر پہلے خود عمل کرتے ہیں اور جس باب کو وہ منع کرتے ہیں، سب سے پہلے وہ خود اس سے باز رہتے ہیں، وہ غالب ہو کر انہیں اتراتے، لوگ ان پر غالب ہوتے ہیں تو ان کے صحابہ ان کو نہیں چھوڑتے، وہ ایفائے عہد کی تاکید کرتے ہیں اور وعدہ کو پورا کرتے ہیں لہٰذا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ یقیناً نبی ہیں۔

﴿وثیمہ الردۃ﴾

بنی حارثہ کا مکتوب نبوی دھوڈالنے کی گستاخی:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنی حارثہ بن عمرو بن قرط کی جانب مکتوب گرامی بھیجا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ان لوگوں نے مکتوب گرامی کو لے کر اسے دھو ڈالا اور اس سے اپنے ڈول میں پیوند لگایا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کا عجیب حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلوں کو چھین لیا ہے۔ فرمایا: وہ لوگ خوفزدہ، عجلت پسند، مختلط الکلام اور بے وقوف ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ان کے چند لوگوں کو دیکھا ہے جو کلام کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے اور اپنا مافی الضمیر خوبی کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے تھے۔

﴿ابونعیم﴾

ایک مشرک سردار آسمانی بجلی سے ہلاک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو مشرک سرداروں میں سے ایک کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اسلام کی دعوت دیں۔ اس مشرک سردار نے کہا کہ وہ معبود جس کی تم دعوت دیتے ہو وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا۔

یہ سن کر وہ قاصد صحابی واپس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک بجلی اس مشرک پر بھیجی جس نے اسے جلا ڈالا، ابھی وہ قاصد راستہ ہی میں تھے، ان کو اس واقعہ کا کوئی علم نہ تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سردار کو ہلاک کر دیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ (سورۂ الرعد) ترجمہ: ''اور کڑک بھیجتا ہے۔''

عروہ بن مسعود کا مسلمان ہونا اور شہید ہونا:

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور بطریق حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ عمرو بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں آئے اور اسلام قبول کیا پھر انہوں نے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ تمہیں قتل کر دیں گے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ وہ لوگ تم سے قتال نہ کریں۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ اگر وہ لوگ مجھے سوتا ہوا پائیں تو میری ہیبت سے وہ مجھے بیدار نہ کریں گے، چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی، مگر انہوں نے ان کی نافرمانی کی اور انہیں تکلیف دہ باتیں سنائیں، جب سحر کا وقت ہوا اور فجر طلوع ہوئی تو وہ اپنے دریچہ میں کھڑے ہوئے اور نماز کیلئے اذان دی اور کلمہ شہادت پڑھا تو بنی ثقیف کے ایک آدمی نے ان پر تیر مارا، اور وہ اس سے شہید ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جب اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی مثال، صاحب یٰسین کی مانند ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور لوگوں نے انہیں قتل کر دیا پھر ان کے قتل کے بعد بنی ثقیف کا وفد انیس افراد پر مشتمل بارگاہ نبوت میں آیا۔ اس وفد میں کنانہ بن عبد یالیل اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے اور وہ مسلمان ہو گئے۔

اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عروہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل بطریق واقدی عبداللہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے بکثرت اہل علم سے روایت کی۔ اس میں ہے کہ وہ لوگ تم سے اس وقت قتال کریں گے اور اس روایت میں ہے۔ ان کے جب تیر لگا تو انہوں نے ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللہِ'' پڑھا اور کہا بلاشبہ مجھے اس کی خبر دیدی گئی تھی کہ تم لوگ مجھے قتل کر دو گے۔ ﴿بیہقی، ابونعیم﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ طائف سے واپس ہوئے تو حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے غیلان بن مسلمہ سے کہا کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ اس شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے کتنا قریب کر دیا ہے۔ بکثرت ان کے تابع بن چکے ہیں، بقیہ تمام لوگ یا تو رغبت رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں اور ہم لوگوں کے نزدیک عرب کے سمجھدار لوگ ہیں، جس شئے کی طرف محمد ﷺ بلاتے ہیں۔ ہماری مانند لوگ اس سے جاہل نہیں ہیں، بلاشبہ وہ نبی ہیں۔

میں اب تجھ سے ایک بات بیان کرتا ہوں جس کا میں نے اب تک کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ بات

یہ ہے کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے مکہ مکرمہ میں ظہور سے قبل تجارت کی غرض سے نجران گیا تھا، وہاں میرا ایک دوست اسقف (پادری) تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ابایعفور! تمہارے حرم میں عنقریب ایک نبی کا ظہور ہوگا اور وہ آخری نبی ہے اور وہ اپنی قوت کو قتل عاد کی مانند قتل کرے گا۔ لہٰذا جب وہ ظاہر ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے تو تم اس کی اتباع کرنا۔ میں نے اس بات میں سے ایک حرف کا کسی سے اب تک ذکر نہیں کیا، اب میں ان کا اتباع کرتا ہوں پھر وہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے اور اسلام لائے۔

﴿ابونعیم﴾

وفد بنی ثقیف کی بیعت:

وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وفد ثقیف کی بابت پوچھا جبکہ ان لوگوں نے بیعت کی تو اس کی نوعیت کیا تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شرط کی کہ نہ تو صدقہ دیں گے اور نہ جہاد کریں گے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

شیطانی خیال آنے پر تعوذ پڑھو:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری نماز اور میری قرأت کے درمیان شیطان حائل ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے جب تمہیں شیطان کا احساس ہو تو اعوذ باللہ پڑھو اور اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دو۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔

﴿مسلم﴾

عارضہ نسیان ختم:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب مجھے طائف کی طرف بھیجا تو مجھے اپنی نماز میں ایسا عارضہ پیش آنے لگا کہ میں جانتا ہی نہ تھا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ نسیان شیطان کی وجہ سے ہے، میرے قریب ہو۔ میں نبی کریم ﷺ کے قریب ہوا، فرمایا: اپنا منہ کھولو، پھر نبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میرے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن! دور ہو جا، ایسا ہی تین مرتبہ کیا۔ اس کے بعد فرمایا: تم عمل خیر کیے جاؤ، پھر اس کے بعد مجھے کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوا۔

﴿ز ابونعیم﴾

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ

سے اپنے حفظ قرآن میں کمی کی شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان ہے۔ اس کا نام خنزب ہے۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! میرے قریب ہو، اس کے بعد اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے شانوں کے درمیان پائی اور فرمایا: اے شیطان! عثمان رضی اللہ عنہ کے سینے سے نکل جا، اس کے بعد میں نے جو سنا وہ مجھے حفظ ہو گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قرآن کریم مجھے یاد نہیں رہتا، پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا: اے شیطان! عثمان رضی اللہ عنہ کے سینہ سے نکل جا، پھر میں اس کے بعد کبھی نہ بھولا جسے میں نے یاد کرنا چاہا۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

درد ختم ہونے کا علاج:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں اس حال میں آیا کہ مجھے اتنا شدید درد تھا کہ جس کی وجہ سے میں مرا جا رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنا داہنا ہاتھ سات مرتبہ پھیرو اور "بِسْمِ اللهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ" کو سات مرتبہ پڑھو۔ تو میں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس درد کو دور کیا جیسا کہ تھا ہی نہیں۔ اس کے بعد میں اپنے بال بچوں کو برابر اس دعا کی تلقین کرتا رہا۔

﴿بیہقی، ابونعیم المعرفۃ﴾

بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں مسیلمہ کذاب کی حاضری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مسیلمہ کذاب اپنی قوم کے بہت سے افراد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اور وہ کہتا تھا کہ محمد ﷺ اگر اپنے بعد نبوت کو میرے لیے مقرر کر دیں تو میں آپ کا اتباع کر لوں گا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ تھے اور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک میں کھجور کی ہری شاخ تھی، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے مسیلمہ کے روبرو کھڑے ہو کر فرمایا: اگر تو مجھ سے اس شخص شاخ کو بھی مانگنا چاہے گا تو میں ہرگز نہ دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے امر کو تجھ تک ہرگز تجاوز نہ کرے گا اور اگر تو نے پشت پھیری تو اللہ تعالیٰ تیری کونچیں ضرور قطع کر دے گا اور میں تجھے ویسا ہی دیکھ رہا ہوں، جس حال میں تو ہے اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔'' اور یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ تجھے میرے طرف سے جواب دیں گے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے گئے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بارے میں تجھے ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جس حال میں کہ تو ہے اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔

اسکے بارے میں پوچھا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک رات میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن ہیں۔ مجھے ان کنگنوں کی موجوگی نے غمگین کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں وحی فرمائی کہ ان پر پھونک مارو تو میں نے ان پر پھونک ماری اور وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے ان سے تعبیر کی کہ میرے بعد دو کذاب خروج ادعا کریں گے۔

(چنانچہ ان میں سے ایک تو صنعاء کا سردار عنسی ہوا اور وہ دوسرا ایمامہ کا سردار مسیلمہ کذاب ہوا۔)

﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کے غسالہ سے بیماروں کو شفا:

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق محمد بن جابر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ میرے دادا اسنان بن طارق یمامی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اس وفد کے پہلے شخص ہیں جو وفد بنی حنیفہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سر مبارک دھوتا ہوا پایا۔ آپ نے فرمایا: اے یمامی بھائی! بیٹھ جاؤ اور اپنا سر دھولو، تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا۔ اس کے بعد اسلام قبول کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ایک نامہ مبارکہ لکھا، اس وقت میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی قمیص مبارک کا ٹکڑا مرحمت فرمائیے تا کہ میں اس سے منفعت حاصل کروں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عنایت فرمایا۔ حضرت محمد بن جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ قمیص مبارکہ کا ٹکڑا ان کے پاس رہا اور وہ مریض کو اسے دھو کر پلاتے تو وہ شفایاب ہو جاتا۔

بارگاہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم میں وفد عبد القیس

حضرت مزیدہ عصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور اپنے اصحاب سے گفتگو فرما رہے تھے کہ دفعتہً آپ نے صحابہ سے فرمایا ”عنقریب اس طرف سے کچھ سوار تمہارے پاس آئیں گے جو مشرق والوں میں بہتر ہیں۔ یہ ارشاد سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس جانب روانہ ہو گئے۔ انہیں تیرہ سوار آتے ہوئے ملے۔

﴿ابو یعلیٰ، بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس رات کی صبح کے وقت افق کی طرف نظر فرمائی جس کی صبح بنی عبد القیس کا وفد آیا تھا۔ آپ نے فرمایا مشرق سے ایسے لوگ آ رہے ہیں جو اسلام کو ناپسند نہیں کریں گے۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ راہ کی مشقت نے جانوروں کو دبلا کر دیا ہے اور خود ان کے پاس توشہ نابود تھا اور ان کے سردار کی یہ ایک نشانی ہے اور دعا فرمائی کہ اے خدا بنی القیس کو بخش دے وہ میرے پاس آ رہے ہیں اور وہ مجھ سے مال نہیں مانگیں گے۔

وہ مشرق والوں میں بہتر لوگ ہیں چنانچہ بیس سوار آئے اور ان کے سردار حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسجد ہی میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سلام عرض کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان سے دریافت کیا تم میں عبداللہ بن عوف اشج کون ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں۔ وہ بظاہر ایک مرد بدصورت تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا لوگ انسانوں کی کھال میں پانی نہیں بھرتے ہیں بلکہ انسان کی ضرورت دو چھوٹی چیزوں کی وجہ سے پڑتی ہے۔ ایک اس کی زبان دوسرا اس کا دل۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں دو خوبیاں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ دو خوبیاں کیا ہیں؟ فرمایا حلم اور وقار۔ عرض کیا: کیا کوئی چیز ایسی ہے جو سیکھ کر نئی پیدا ہوئی ہے یا میرے اندر پیدائشی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ تمہارے اندر پیدائشی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

تمام علاقہ آنکھوں کے سامنے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل ہجرے سے عبدالقیس کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ وہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہارے یہاں کھجور کی کئی قسمیں ہیں اور تم فلاں رنگ کی کھجور کو اس نام سے پکارتے ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قسموں کے رنگ اور نام بیان فرما دیئے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شخص کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اگر آپ مقام ہجر میں تولد فرماتے تو اس سے زیادہ آپ علم نہ رکھتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میرے پاس بیٹھے تو تمہاری سرزمین اٹھا کر میرے سامنے کر دی گئی اور میں نے اسے اعلیٰ سے ادنیٰ تک دیکھا اور تمہاری کھجوروں میں سب سے بہتر کھجور ''البرنی'' ہے جو بیماری کو زائل کرتی ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔

﴿حاکم﴾

آسیب ختم ہو گیا:

حضرت وازع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اشج رضی اللہ عنہ ہمارے قافلے میں تھے اور ہمارے ساتھ آسیب زدہ ایک شخص تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ساتھ میرا ماموں آسیب زدہ ہے۔ اس کے لیے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس لاؤ تو میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کا گوشہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ میں نے آپ بغل شریف کی سفیدی دیکھ لی پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چادر کے گوشے کو اس کی کمر پر مار کر فرمایا۔ ''او اللہ تعالیٰ کے دشمن نکل جا۔''

اور وہ صحیح نظر سے دیکھتا ہوا آ گے آیا۔ اب اس کی نظر پہلی جیسی نہیں تھی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے لیے دعا فرمائی اور اس کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ نبی کریم ﷺ کی دعا کے بعد اس وفد میں کوئی دوسرا شخص نہ تھا جسے اس پر فضیلت دی جاتی۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت شہاب بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبدالقیس کے وفد کے ایک شخص سے سنا کہ اشج رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہماری سرزمین کی آب و ہوا ثقیل ہے اور ہم شراب پیتے ہیں۔ اگر ہم ایک گھونٹ شراب کا نہ پئیں تو ہمارے رنگ بدل جاتے ہیں اور ہمارے پیٹ پڑھ جاتے ہیں لہٰذا ہمیں اتنی مقدار پینے کی رخصت عطا فرمایئے اور اپنی ہتھیلی کا اشارہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے اشج رضی اللہ عنہ اگر میں تمہارے لیے ہتھیلی بھر کی اجازت دے دوں گا تو تم اتنا پی لو گے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھول دیا اور پھیلا دیا۔ مطلب یہ کہ ہتھیلی بھر سے کہیں زیادہ پیو گے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کوئی شراب کے نشے میں اٹھے گا تو اپنے چچا کے بیٹے کی طرف اس کی پنڈلی پر تلوار کا زخم لگائے گا، اس وفد میں ایک شخص تھا جس کا نام حارث تھا۔ شراب نوشی میں اس کی پنڈلی پر زخم لگا تھا کیونکہ اس نے ایک شعر میں کسی کو کسی عورت پر تشبیہ دی تھی۔ راوی کا بیان ہے جب حارث رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ بات سنی تو وہ اپنی چادر سے اپنی پنڈلی چھپانے لگا اور اپنی پنڈلی کے زخم کو ڈھانپنے لگا اور اس کی یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر ظاہر فرما دی تھی۔

﴿احمد﴾

وفد بنی عامر کے گستاخوں کا بُرا انجام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں بنی عامر کا ایک وفد آیا۔ اس میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور خالد بن جعفر تھے۔ یہ لوگ قوم کے سردار اور ان کے شیاطین تھے۔ عامر بن طفیل نبی کریم ﷺ کے روبرو آیا اور وہ نبی کریم ﷺ سے غداری کرنا چاہتا تھا اور اس نے اربد سے کہہ رکھا تھا کہ جب ہم ان سے ملیں گے تو میں ان کے چہرے کو تمہاری طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول رکھوں گا۔ جب میں ایسا کر لوں تو ان پر تلوار کا وار کر دینا چنانچہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے کہا کہ اے محمد ﷺ مجھ پر دین کی تبلیغ ترک کر دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں ہرگز ترک نہ کروں گا جب تک کہ اللہ وحدہ، پر ایمان نہ لائے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس کی بات کا انکار کر دیا تو اس نے کہا کہ سنئے! خدا کی قسم! میں سرخ گھوڑوں اور آدمیوں سے آپ کے خلاف زمین کو بھر دوں گا۔

جب وہ واپس ہوا تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی اے خدا عامر بن طفیل کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔

پھر جب وہ باہر نکلے تو عامر نے اربد سے کہا کہ اے اربد تیرا برا ہو تجھے کیا ہوا۔ میں نے جو تجھ سے کہا تھا اس پر تو نے عمل نہیں کیا۔ اربد نے کہا کہ خدا کی قسم! جب بھی میں نے تیرے مشورے پر عمل کرنا چاہا تو میرے اور ان کے درمیان تو حائل ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ پلٹ کر اپنے علاقے کی طرف چل دیئے ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر کو طاعون میں مبتلا کر دیا اور اس کی گردن میں طاعون کی گلٹی نکل آئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بنی سلول کی عورت کے گھر میں ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد اس کے ساتھی بنی عامر کی سرزمین میں پہنچے تو قبائل کے لوگوں نے پوچھا۔ اے اربد کیا بات ہوئی؟

اس نے کہا کہ ہمیں ایسی ذات کی پرستش کی طرف بلایا گیا اگر میرے اختیار میں ہوتا تو جس قدر میرے پاس یہ تیر ہیں، اس پر اتنے تیر مارتا کہ میں اسے قتل کر دیتا۔ اس کے دوسرے یا تیسرے دن کے بعد وہ اپنے اونٹ کو فروخت کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی بھیجی جس نے اسے اور اس کے اونٹ دونوں کو جلا ڈالا۔

(ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی عامر بن طفیل کیلئے بددعا:

اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تیس دن صبح کے وقت عامر بن طفیل پر بددعا کرتے رہے:

”اللهم اكفني عامر بن الطفيل بما شئت و ابعث عليه داء يقتله“

تو اللہ تعالیٰ نے طاعون کو بھیجا اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

موئل بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عامر بن طفیل، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا اسلام قبول کر لے۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر اسلام قبول کرتا ہوں کہ تمام صحرا میرے لیے ہو اور شہر آپ کے لیے۔ نبی کریم ﷺ نے انکار فرما دیا۔ پھر وہ چلا گیا اور یہ کہتا ہوا گیا کہ خدا کی قسم! میں اس سرزمین کو اصیل گھوڑوں اور جری مردوں سے بھر دوں گا اور ہر کھجور کے درخت سے ایک ایک گھوڑا باندھ دوں گا۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی۔

”اے اللہ! عامر کے شر سے مجھے محفوظ رکھ اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔“ تو وہ نکلا یہاں تک کہ ابھی وہ سلولیہ کے گھر میں مدینہ کے وسط میں ہی تھا کہ اس کے حلق میں گلٹی نکلی اور وہ اپنے گھوڑے پر کودا اور نیزہ لے کر گھوڑا دوڑاتا ہوا بھاگا اور وہ کہتا جاتا تھا۔ یہ گلٹی، اونٹ کی گلٹی کے مشابہ ہے اور میری موت سلولیہ کے گھر ہی میں ہے اور وہ اس حال میں رہا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے کہا کہ اگر میں اسلام لے آؤں تو کیا امر نبوت کو اپنے بعد میرے لیے قرار دے دیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ منصب نبوت نہ تیرے لیے ہے اور نہ تیری قوم کے لیے۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میں آپ کے خلاف اس سرزمین کو گھوڑوں اور آدمیوں سے بھر دوں گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو تجھ سے محفوظ رکھے گا۔ جب یہ دونوں نکلے تو عامر نے اربد سے کہا کہ میں محمد ﷺ کو باتوں میں مشغول رکھ کے تجھے موقع دوں گا۔ اس وقت تو ان پر تلوار سے وار کر دینا۔ اربد نے کہا کہ میں یہ کروں گا۔ پھر دونوں واپس آئے۔ عامر نے کہا:

کہ اے محمد ﷺ میرے ساتھ چلئے میں آپ سے کچھ بات کروں گا تو نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور اربد نے تلوار کھینچنے کا ارادہ کیا، جب اس نے اپنا ہاتھ اپنی تلوار پر رکھا تو اس کا ہاتھ تلوار کے قبضے پر چپکا رہ گیا اور وہ عامر کے پاس نہیں آیا اور تلوار مارنے میں دیر کی۔ اس کے بعد وہ دونوں چلے گئے۔ جب یہ دونوں رقم نامی مدینہ کے چشمہ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرائی اور بجلی نے اسے ہلاک کر دیا اور عامر گلٹی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی تا شَدِیْدُ الْمِحَالِ" (سورۃ الرعد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "معقبات" اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بچایا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام سے کنارہ کش تھا اور اس سے مجھے عداوت تھی۔ میں بدر میں مشرکوں کے ساتھ حاضر ہوا پھر میں آزاد ہو کر جنگ احد میں شریک ہوا۔ وہاں سے فارغ ہو کر غزوۂ خندق میں لڑا مگر میں وہاں بھی زندہ رہا۔ اس وقت میں نے دل میں کہا کہ میں کہاں کہاں رسوا ہوتا رہوں گا۔ خدا کی قسم محمد ﷺ ضرور قریش پر غالب رہیں گے۔ پھر جب میں حدیبیہ میں شریک ہوا اور نبی کریم ﷺ صلح کی حالت میں واپس ہوئے اور قریش مکہ کی طرف لوٹ گئے تو میں دل میں کہنے لگا۔ آئندہ سال محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جائیں گے۔ اب نہ مکہ مکرمہ رہنے کی جگہ رہی ہے اور نہ طائف۔ اور نکل بھاگنے سے بہتر کوئی چیز ہے ہی نہیں اور میں اسلام سے اس وقت تک دور ہی تھا۔

میں خیال کرتا تھا کہ اگر تمام قریش اسلام لے آئے تو میں تب بھی اسلام نہ لاؤں گا۔ غرض کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں نے اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کو جمع کیا چونکہ وہ لوگ میری رائے کو وقعت کی نظر

سے دیکھتے اور میری بات مانا کرتے تھے۔ اور دشوار معاملات میں میری رائے مقدم رکھا کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تم لوگوں میں کیسا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ تم ہم میں صائب الرائے ہو۔ میں نے کہا کہ تم مجھے جانتے ہی ہو۔ خدا کی قسم! محمد ﷺ کا معاملہ ایسا عظیم ہے کہ باوجود ناگوار ہونے کے ان کا معاملہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اب میں ایک رائے رکھتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟

کہا کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور ہم اس کے ساتھ رہیں۔ پھر اگر محمد ﷺ کا غلبہ ہوا تو ہم نجاشی کے پاش رہیں گے اور نجاشی کے ہاتھ کے نیچے رہنا ہمارے نزدیک محمد ﷺ کے ہاتھ کے نیچے رہنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور اگر قریش غالب آ گئے تو ہمیں تو وہ سب خوب جانتے ہی ہیں۔ یہ سن کر ان سب نے کہا کہ یہ رائے ٹھیک اور مناسب ہے۔ اس وقت میں نے کہا کہ تم جو نجاشی کو ہدیہ دینا چاہو، اسے جمع کر لو۔ چونکہ ہم لوگ اپنی سرزمین سے اس کی طرف جو تحائف زیادہ تر بھیجا کرتے تھے وہ چمڑا ہوتا تھا تو ہم نے بہت کثرت سے چمڑا جمع کیا۔ اس کے بعد ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم نجاشی کے پاس پہنچ گئے۔ خدا کی قسم ابھی ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اچانک حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نجاشی کے پاس آئے چونکہ نبی کریم ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی دے کر نجاشی کے پاس انہیں بھیجا تھا اور اس خط میں نبی کریم ﷺ نے لکھا تھا کہ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ عقد کر دیا جائے۔ اس کے بعد میں نجاشی کے پاس سے آیا اور میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اگر میں نجاشی کے پاس گیا تو میں اس سے ان کو مانگ لوں گا اور اگر اس نے مجھے ان کو دے دیا تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو اس سے قریش خوش ہوں گے۔ جب میں محمد (مصطفیٰ ﷺ) کے قاصد کو قتل کر دوں گا تو یہ میرے لیے قریش کی طرف سے بدلہ ہوگا۔

تو میں نجاشی کے پاس گیا اور میں نے اسے سجدہ کیا جیسا کہ میں کیا کرتا تھا۔

اس نے کہا اے میرے دوست مرحبا! کیا تم میرے لیے اپنے علاقہ سے کوئی ہدیہ لائے ہو؟

میں نے کہا کہ ہاں اے بادشاہ! میں تمہارے لیے بہت سا چمڑہ لایا ہوں۔ پھر میں نے ان کو اس کے سامنے کیا اس نے دیکھ کر تعجب کیا اور اس نے اس میں سے کچھ اپنے بطریقوں کے درمیان تقسیم کیا اور بقیہ چمڑوں کے بارے میں حکم دیا کہ اسے خزانے میں داخل کر دیا جائے۔ جب میں نے اسے بہت خوش دیکھا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! میں نے تمہارے پاس سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ہے اور وہ ہمارے ایسے دشمن کا قاصد ہے جس نے ہمیں اکیلا کر دیا ہے۔ اس نے ہمارے بڑوں کو اور ہمارے اچھے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ لہٰذا تم مجھے اسے عنایت کر دو تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔

نجاشی میری بات سن کر غضبناک ہو گیا اور اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اس زور سے میری ناک پر مارا کہ میں نے گمان کیا کہ شاید میری ناک ٹوٹ گئی ہے اور میرے نتھنوں سے خون بہنے لگا اور میں اس خون کو اپنے کپڑے میں لینے لگا اور مجھے اتنی ذلت پہنچی کہ اگر میرے لیے زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں سما جاتا۔ جب خون رک گیا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! اگر میں جانتا کہ میں نے جو بات کہی ہے تمہیں اتنی

بری لگے گی تو میں ہرگز نہ کہتا اور تم سے اسے نہ مانگتا۔

نجاشی نے کہا کہ اے عمرو! تم مجھ سے اس ہستی مقدس کے قاصد کو مانگتے ہو جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ تا کہ تم اسے قتل کر دو پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی اس حالت کو جس پر میں اب تک تھا بدل ڈالا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس حق کو عرب اور عجم نے پہچان لیا لیکن تو ابھی تک اس کی مخالف میں کمربستہ ہے۔ میں نے کہا کہ اے بادشاہ! کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو۔

نجاشی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ہیں۔ اے عمرو رضی اللہ عنہ! اب میرا کہا مان اور تو ان کی اطاعت قبول کر لے۔ خدا کی قسم وہ یقیناً حق پر ہیں اور جس نے بھی ان کی مخالف کی ہے ضرور وہ ان سب پر غالب ہوں گے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے۔

میں نے پوچھا کیا تم اسلام پر ان کی جانب سے میری بیعت قبول کرتے ہو؟ نجاشی نے کہا کہ میں ضرور قبول کروں گا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور اسلام پر میری بیعت لے لی۔ (اسے ابن اسحاق اور بیہقی رحمہما اللہ ایک اور سند کے ساتھ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔)

﴿ابن سعد، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حبشہ میں گوشہ نشینی:

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سر زمین حبشہ پر داخل ہوئے تو وہ گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے اور اپنے دوستوں کی طرف نکلنا بند کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا ان کا کیا حال ہے، وہ باہر کیوں نہیں نکلتے۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حبشیوں کا یہ خیال ہے کہ تمہارے صاحب نبی ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ آج رات تمہارے پاس ایک شخص ہجرت کر کے آئے گا جو حکیم و دانا ہے چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

وفد دوس کی حاضری کے وقت معجزات کا ظہور

ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ منیر بن عبید اللہ دوسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ام شریک دوسی رضی اللہ عنہا کے شوہر جن کا نام ابو العکر تھا، مسلمان ہوئے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر دوسی لوگوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب جس وقت ہجرت کر گئے تو ام شریک رضی اللہ عنہا نے

بیان کیا کہ میرے پاس ابولعکر کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا کہ تم ان کے دین پر ہو؟

میں نے کہا ہاں! خدا کی قسم میں ان کے دین پر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر تو ہم تجھے ضرور شدید عذاب دیں گے۔ پھر وہ مجھے ایسے اونٹ پر سوار کر کے لے چلے جو بہت ست رفتار اور ان کی سواریوں میں سے سب سے زیادہ شریر اور خراب تھا۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی کھانے کو دیتے اور پینے کے لیے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے۔ یہاں تک کہ جب دوپہر اور سخت دھوپ کا وقت ہوتا اور ہم پڑاؤ کرتے تو وہ اتر کر اپنے خیمے نصب کرتے اور مجھے دھوپ میں چھوڑ دیتے۔ یہاں تک کہ میری عقل اور سماعت و بصارت جاتی رہی۔ یہ سلوک انہوں نے میرے ساتھ تین دن کیا۔ پھر تیسرے دن انہوں نے مجھ سے کہا کیا تو اپنے اس وین کو جس پر تو ہے چھوڑتی ہے کیا نہیں۔

ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں قطعاً کچھ نہ سمجھی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں بجز اس کے کہ ایک کلمہ کے بعد دوسرا کلمہ سنائی دیتا تھا۔ گویا میری سمجھ بالکل جاتی رہی تھی۔ اس وقت میں نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف توحید کا اشارہ کیا۔ وہ کہتی ہیں واللہ میں اسی حالت میں تھی اور مجھے انتہائی شدت و تکلیف پہنچ رہی تھی کہ اچانک ٹھنڈا ڈول اپنے سینے پر پایا میں نے اسے تھام کر ایک گھونٹ پیا پھر وہ ڈول مجھ سے جدا ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان وزمین کے درمیان معلق ہے اور وہ میری گرفت سے دور تھا۔ اس کے بعد دوبارہ ڈول میرے پاس آیا اور میں نے اس سے ایک گھونٹ پیا۔ پھر وہ مجھ سے دور ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان وزمین کے درمیان معلق ہے۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ وہ ڈول میرے قریب آیا اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور اس پانی کو اپنے سر، اپنے چہرے اور کپڑوں پر بہالیا۔

ام شریک رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسی وقت وہ لوگ اپنے خیموں سے نکل کے آئے اور انہوں نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ پانی تیرے پاس کہاں سے آیا؟

میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہے اور اسی نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ پھر وہ تیزی کے ساتھ اپنے خیموں میں گئے۔ اور اپنی چھاگلوں اور مشکیزوں کو دیکھا، وہ بدستور سر بند تھے۔ انہیں کھولا ہی نہ گیا تھا۔ اس پر وہ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تیرا رب ہی ہمارا رب ہے اور اس جگہ تجھے جو نصیب ہوا ہے۔ بیشک اسی نے تجھے عنایت فرمایا ہے۔ اب تک جو کچھ تیرے ساتھ ہم نے سلوک کیا، وہ کیا اب ہم اقرار کرتے ہیں کہ اسی نے اسلام کو مشروع کیا ہے پھر وہ سب مسلمان ہو گئے اور وہ سب کے سب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہجرت کر کے آ گئے اور وہ لوگ اپنے اوپر میری فضیلت کا اعتراف کرتے تھے چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ جو عنایت فرمائی تھی۔

اور یہ ام شریک رضی اللہ عنہا وہی ہیں جس نے اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کے لیے ہبہ کیا تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ جب کوئی عورت اپنے نفس کو کسی مرد پر ہبہ کر دیتی ہے تو اس میں خیر نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اور ایمان والی عورت اگر اپنی جان کی نذر کرے"

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اے ام شریک رضی اللہ عنہا بیشک اللہ تعالیٰ تمہای خواہش میں تمہارے لیے ضرور عجلت فرماتا ہے۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کی ہجرت:

عارم بن طفیل اور حماد بن زید یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ام شریک دوسی رضی اللہ عنہا نے جب آخری رات میں ہجرت کی تو انہوں نے اپنے سینے پر ایک ڈول پانی کا اور ایک توشہ دان رکھا ہوا پایا انہوں نے اس سے پیا اور کھایا۔ اس کے بعد لوگوں نے اندھیرے میں سفر کے لیے انہیں اٹھایا۔ اس وقت ایک یہودی نے کہا کہ یقیناً میں نے کوئی آواز سنی ہے کیونکہ وہ ایک یہودی کے ساتھ سفر کر رہی تھیں۔ پھر انہوں نے روزہ رکھ لیا۔ اس وقت اس یہودی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر ام شریک رضی اللہ عنہا کو پانی پلایا تو میں تیرے ساتھ برابر تاؤ کروں گا اور وہ بے آب و طعام رہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ عورت انہیں پانی پلانا چاہتی تو وہ کہتیں خدا کی قسم میں ہرگز نہ پیوں گی۔

راوی کا بیان ہے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس گھی کی ایک کپی تھی۔ اسے جو مانگتا وہ مستعار دیتیں۔ ایک شخص نے اسے خریدنا چاہا۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ گھی ایسا ہے کہ اس میں تلچھٹ بھی نہیں ہے۔ پھر انہوں نے اس میں پھونک بھری اور دھوپ میں لٹکا دیا اور وہ گھی سے بھر گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کی یہ کپی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھی اور اس حدیث کی متصل سندیں بھی ہیں جو زیادتی طعام وغیرہ کے باب میں آئیں گی۔

﴿ابن سعد﴾

وفد بنی سلیم کی حاضری کے وقت معجزہ نبوی

ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو بنی سلیم کے ایک شخص نے بتایا کہ ہمارے وفد میں ایک شخص جس کا نام قدر بن عمار تھا، وہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور وہ اسلام لایا اور اس نے نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا کہ میں اپنی قوم کے ایک ہزار گھڑ سواروں کو آپ کی خدمت میں لاؤں گا۔ پھر وہ اپنی قوم میں آیا اور نو سو آدمی اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور ایک سو آدمیوں کو قبیلہ میں چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک ہزار میں سے بقیہ لوگ کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا چونکہ ہمارے

اور بنی کنانہ کے درمیان تنازعات ہیں۔اس خوف سے ہم سو آمیوں کو قبیلہ میں چھوڑ آئے ہیں۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ان کو بھی بلانے کے لیے کسی کو بھیجو کیونکہ اس سال تمہارے لیے کوئی ایسا اندیشہ نہیں ہے۔ جسے تم ناگوار سمجھتے ہو تو انہوں نے انہیں بلانے کسی کو بھیجا اور وہ مقام ہداہ (کو کہ مکہ و طائف کے درمیان ایک جگہ ہے) میں آ کے مل گئے۔ جب نے انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سی تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! وہ ہم پر چڑھ آئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں وہ تمہارے مخالفین نہیں ہیں بلکہ تمہارے خیر خواہ ہیں، وہ سلیم بن منصور رضی اللہ عنہ ہیں جو آ رہے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا اور دست اقدس کی برکت:

ہشام بن محمد اور جعفر بن کلاب جعفری کو بنی عامر کے شیوخ نے خبر دی ہے۔انہوں نے کہا کہ حضرت زیاد بن عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے سر پر دست اقدس پھیرا۔اور دست اقدس کو پھیرتے ہوئے ان کی ناک تک لے آئے۔ بنی ہلال ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہم زیاد کے چہرے میں برکت کو پہچانا کرتے تھے۔ ایک شاعر نے علی بن زیاد کی مدح میں یہ اشعار کہے ہیں۔

یا ابن الذی مسح الرسول براسه ودعاله بالخیر عند المسجد
اعنی زیادا لاارید سواه من غائر اومتهم او منجد
مازال ذاک النور فی عرنینه حتی تبوا بیته فی ملحد

ترجمہ: ''اے اس شخص کے بیٹے جس کے سر پر نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا اور جس کے لیے مسجد شریف میں دعائے خیر کی۔ میری مراد زیاد ہے اور کوئی نہیں ہے۔ خواہ وہ غور کا ہے یا تہامہ یا نجد کا رہنے والا ہو۔ نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کا نور اس کے چہرے میں ہمیشہ رہا یہاں تک کہ وہ زیاد اپنے حقیقی گھر قبر میں جا بسے۔''

﴿ابن سعد﴾

رسولی ختم:

ہشام بن محمد، ولید بن عبد اللہ جعفی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے والد نے ان سے ان کے مشائخ نے حدیث بیان کی۔ ان شیوخ نے کہا کہ جب حضرت ابو سبرۃ یزید بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سفیر بن کے آئے تو ان کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے سبرہ اور عزیز تھے۔ابو سبرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میری پشت پر ہتھیلی کی برابر رسولی ہے جو مجھے اپنی سواری کی لگام کھینچنے میں مانع آتی ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے بغیر پیکان کے تیر طلب فرمایا اور اس تیر کو آپ کی رسولی پر مارتے اور پھیرتے رہے یہاں تک کہ وہ رسولی جاتی رہی۔

﴿ابن سعد﴾

یمن والوں میں بہتر شخص:

حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پوشاک پہنی اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا نبی کریم ﷺ اس وقت خطبہ فرما رہے تھے تو تمام لوگوں نے نظریں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ میں نے اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے میرے بارے میں کچھ ذکر فرمایا تھا؟

اس نے کہا کہ ہاں تمہارا ذکر احسن طریقہ سے کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ عنقریب اس دروازے سے یا اس راستے سے ایک شخص داخل ہوگا جو یمن والوں میں ایک بہتر شخص ہے اور اس کے چہرے پر جیسے فرشتے نے ہاتھ پھیرا ہو۔ (یعنی بہت حسین وخوبصورت ہوگا) اور چند دعائیہ کلمات فرمائے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصہ سے راحت نہ دو گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ میری بات سن کر نبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر دست مبارک رکھا اور دعا کی۔ ''اے خدا اسے جما دے اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔'' اس کے بعد ذی الخلصہ کی طرف ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ احمس گیا اور ہم نے وہاں پہنچ کر اسے جلا ڈالا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے ایک روز نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور میں نے سینے کے اندر اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّ مَهْدِيًّا'' اس کے بعد میں کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا۔

(اس حدیث اور اوپر کی حدیث کی دعا میں کچھ فرق نہیں ہے)

﴿بخاری، مسلم﴾

وفد قبیلہ بنی طے کی حاضری کے وقت معجزات کا ظہور

زید الخیر کی موت کی پیشین گوئی:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہ قبیلہ طے کا وفد آیا، ان میں زید الخیل رضی اللہ عنہ بھی تھے اور وہ سب مسلمان ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت زید الخیل رضی اللہ عنہ کا نام زید الخیر رضی اللہ عنہ رکھا۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم نے فرمایا۔ زید رضی اللہ عنہ ہرگز مدینہ کے بخار سے خلاصی نہ پائیں گے۔ چنانچہ جب وہ نجد کی سر زمین کے ایک چشمے پر پہنچے تو انہیں بخار چڑھا اور وہیں فوت ہو گئے۔

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عمیر طائی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی اور ابن درید رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاخبار المشہورہ'' میں ابو مخنف رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

خوشحال زمانے کی خبر:

عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فاقہ کی شکایت کی۔ اتنے میں ایک اور شخص آیا۔ اس نے رہزنی کی شکایت کی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ)! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لو گے کہ ایک عورت ہودج نشین حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ طواف کے لیے آئے گی اور اسے سوائے اللہ رب العزت کے کسی کا خوف و ڈر نہ ہو گا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں سوچا کہ قبیلہ طے کے وہ راہزن کہاں جائیں گے جو شہروں کو لوٹتے ہیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لو گے کہ کسریٰ کے خزانے کھل جائیں گے اور تم انہیں فتح کرو گے۔

میں نے عرض کیا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟

فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے اور فرمایا اگر تم زندہ رہے تو تم ضرور دیکھ لو گے کہ آدمی دونوں ہاتھوں میں سونا چاندی لیے ہو گا اور وہ تلاش کرے گا کہ کوئی اسے قبول کر لے مگر وہ ایسا شخص نہ پائے گا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی دیکھا کہ ہودج نشین عورت کوفہ سے روانہ ہوتی ہے اور خانہ کعبہ پہنچ کر اس کا طواف کرتی ہے مگر اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر اور خوف نہیں ہوتا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا۔ اب اگر تم لوگ زندہ رہے تو تم تیسری بات کو بھی پورا ہوتا ضرور دیکھ لو گے۔

﴿بخاری﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ تیسری بات حضرت عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں واقع ہوئی پھر انہوں نے عمر بن اسید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اڑھائی سال خلافت کی۔ اور وہ اس وقت تک فوت نہ ہوئے جب تک کہ ہم نے یہ نہ دیکھ لیا کہ ایک شخص بہت زیادہ وافر مال لاتا ہے اور کہتا ہے کہ جہاں فقراء نظر آئیں۔ یہ مال ان میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک آدمی مال لے کر ہر جگہ تلاش کرتا پھرتا ہے مگر اسے کوئی ضرورت مند نہیں ملتا۔ بالآخر وہ مال لے کر واپس آ جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جو اس مال کو قبول کرے وہ مالک اپنا مال لے کر واپس لوٹ جاتا ہے۔ بلاشبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ

بہت تونگر ہو گئے تھے۔ انہوں نے سب کو مال دار کر دیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کا اونٹ خریدنا:

حضرت طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے اور جب ہم مدینہ منورہ کی چاردیواری کے قریب پہنچے تو ہم نے اتر کر لباس بدلے۔ اچانک ایک شخص دو چادروں میں ملبوس تشریف لایا اور اس نے سلام کیا۔ پوچھا کہاں کا قصد ہے؟

ہم نے کہا کہ ہم مدینہ جانا چاہتے ہیں؟

اس نے پوچھا تمہیں مدینہ میں کیا کام ہے؟

ہم نے کہا کہ ہم مدینہ میں کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں تاکہ ہم کھائیں۔ ہمارے ساتھ ایک پردہ نشین عورت تھی اور ایک سرخ دھاری کا اونٹ تھا۔

پھر اس شخص نے پوچھا کیا تم اپنے اس اونٹ کو فروخت کرتے ہو۔

ہم نے کہا کہ اتنی قیمت اور اتنے صاع کھجور کے بدلے فروخت کرتا ہوں جو قیمت ہم نے بتائی تھی اس نے اس میں کوئی کمی نہیں کی اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر وہ شخص روانہ ہو گیا۔ جب وہ شخص ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو ہم نے کہا کہ یہ ہم نے کیا کیا کہ اپنا اونٹ ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جسے ہم جانتے تک نہیں ہیں اور نہ ہم نے اس سے قیمت لی ہے۔

اس پر اس عورت نے جو ہمارے ساتھ تھی کہا تم کوئی رنج وغم نہ کرو۔ خدا کی قسم! میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے وہ ہرگز تمہارے ساتھ بدمعاملگی نہ کرے گا۔ میں نے کسی کی صورت چودھویں رات کے چاند کی مانند اس سے زیادہ مشابہ نہیں دیکھی ہے۔ میں اس کی طرف سے تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں۔ اسی لمحہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں اور یہ تمہاری کھجوریں ہیں۔ انہیں کھاؤ اور وزن کرو اور قیمت پوری کرلو۔

﴿بیہقی﴾

وفد حضر الموت کی آمد کی اطلاع اور معجزات کا ظہور

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ہمیں نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اس وقت مجھے آپ کے صحابہ نے بتایا کہ تمہارے آنے سے تین دن پہلے نبی کریم ﷺ نے تمہارے آنے کی ہمیں خبر دے دی تھی۔

﴿تاریخ بخاری﴾

زہری، عکرمہ اور عاصم بن عمرو بن قتادہ رحمہم اللہ وغیرہم سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم

ﷺ کی خدمت میں حضر موت کا وفد آیا اور وہ مسلمان ہوئے۔ حضرت مخرس ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری زبان کی لکنت دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے دعا کی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو عبیدہ ؓ نے جو حضرت عمار بن یاسر ؓ کے فرزندوں میں سے ہیں۔ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مخرس بن معد بکرب ؓ کا وفد آیا اور ان کے ساتھ اور بھی لوگ تھے جو نبی کریم ﷺ کے پاس سفارت میں آئے تھے۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے روانہ ہو گئے تو مخرس ؓ کو لقوہ ہو گیا تو ان میں سے چند اشخاص واپس آئے اور انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! عرب کے سردار کو لقوے نے مارا ہے تو ہمیں اس کے لیے کوئی دوا بتایئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سوئی کو لے کر اسے آگ میں سرخ کرو اور اسے آنکھ کے پپوٹے پر پھیرو۔ اس میں اس کی شفا ہے اور اسی کی طرف اس کا لوٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم نے میرے پاس سے جانے کے بعد کیا کہا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور وہ ٹھیک ہو گئے۔

﴿ابن ہشام﴾

کلیب بن اسد کے بارگاہ نبوی میں نعتیہ اشعار:

ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ ان سے عمرو بن مہاجر کندی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضر الموت سے کلیب بن اسد آئے حاضر ہوتے وقت یہ اشعار کہے۔

من وفر برھوت تھوی بی غذا فرۃ — الیک یا خیر من یحفی وینتحل

شھرین اعملھا نصا علی وجل — ارجوبذاک ثواب اللہ یا رجل

انت النبی الذی کنا نخبرہ — وبشرتنا بک التوراۃ والرسل

ترجمہ: ''اے وہ نبی ﷺ جو برہنہ رہنے اور جوتے پہنے والوں میں بہتر ہے۔ آپ کی طرف برہوت سے جو حضر موت کا جنگل ہے، مجھے لا رہی ہے۔ میں دو مہینوں میں خوفناک راستوں سے گزر کر تیز رفتاری سے اے نبی حاضر ہو رہا ہوں۔ اور میں اس کے ثواب کی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں۔ آپ وہ نبی ہیں جن کی خبر ہمیں لوگ دیا کرتے تھے۔ اور آپ کی بشارت توریت اور رسولوں نے ہمیں دی ہے۔''

﴿ابن سعد﴾

بنو اشعر کی آمد کی اطلاع اور معجزات کا ظہور:

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایسے لوگ آ رہے ہیں جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں پھر اشعری آئے اور ان میں حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ تھے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے معمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ

اپنے صحابہ میں ایک دن تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا اے خدا کشتی والوں کو نجات دے۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا اب کشتی گرداب سے نکل گئی ہے پھر جب وہ کشتی والے مدینہ کے قریب پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ آرہے ہیں اور ان کو ایک مرد صالح لا رہا ہے۔

راوی نے کہا کہ وہ لوگ جو کشتی میں تھے وہ اشعری تھے اور جو ان کو لا رہا تھا وہ عمرو بن الحمق خزاعی رضی اللہ عنہ تھے۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ زبید سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ زبید میں برکت دے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ رمع میں بھی برکت ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ زبید میں برکت دے۔ انہوں نے کہا کہ رمع میں برکت ہو۔ نبی کریم ﷺ نے تیسری مرتبہ میں فرمایا رمع میں بھی برکت دے۔

- (اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا۔)
- عیاض اشعری سے آیت کریمہ

"فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ"

ترجمہ: "عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لائے گا جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتے ہیں۔"

کی تفسیر میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ لوگ یہی ہیں یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ حضرت سلیمان علیہ السلام سے افضل ہیں

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف ایک وفد میں شامل ہو کر روانہ ہوا۔ جب ہم پہنچے تو ہم نے دروازے کو دستک دی۔ اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ جس کے پاس ہم آئے تھے۔ ہمارے نزدیک اس سے زیادہ بغض وغصہ کسی شخص پر نہ تھا اور جب ہم وہاں سے نکلے تو ہماری یہ حالت ہو گئی تھی کہ ہمارے نزدیک اس شخص سے زیادہ محبوب لوگوں میں کوئی دوسرا نہ تھا۔

راوی نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنے رب تعالیٰ سے اس فرشتے کو کیوں نہیں مانگتے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرشتہ تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا۔ پھر فرمایا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا یہ آقا حضرت سلیمان علیہ السلام سے افضل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک خاص دعا سے سرفراز فرمایا۔ ان انبیاء میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں دعا مانگ لی اور انہیں وہ دعا دنیا ہی میں دے دی گئی اور کچھ نبی ایسے ہیں جب ان کی قوم نے ان کی نافرمانی

کی تو انہوں نے اس دعا کو ان کی ہلاکت پر صرف کر دیا اور وہ ان کی دعا پر ہلاک کر دیئے گئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایک دعا کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اور میں نے اپنی اس دعا کو روز قیامت اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے اٹھا رکھا ہے۔

﴿بیہقی﴾

بارگاہ نبوت میں ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی حاضری:

حضرت جعد بن عبدالرحمٰن بن ماعز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک تحریر لکھی کہ "ماعز (رضی اللہ عنہ) اپنی قوم میں سب سے آخر میں اسلام لائے اور ان پر کوئی گناہ نہ کرے گا مگر ماعز کا اپنا ہاتھ اور اس پر انہوں نے بیعت کی۔

﴿بیہقی﴾

مزینہ کے وفد کی آمد اور کھجوروں میں برکت:

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں چار سو مزینہ جہینہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ہم کو اپنے دین کی دعوت دی۔ پھر فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! ان کو زادراہ دو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت تھوڑی کھجوریں ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ انہیں زادراہ دو تو انہوں نے بالا خانے کا کمرہ کھولا۔ میں نے دیکھا کھجوروں کا اتنا ڈھیر تھا جتنا بیٹھا ہوا اونٹ ہوتا ہے پھر انہوں نے ہم چار سو سواروں کو اس میں سے زادراہ دیا۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے آخر میں لینے والا میں تھا۔ اس وقت جب میں نے اس ڈھیر کی طرف نظر ڈالی تو وہ ڈھیر اتنا ہی تھا۔ گویا اس میں کی ایک کھجور بھی ہم نے کم ہوئی نہ دیکھی۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت دکین بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم چار سو سوار بارگاہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور ہم نے راستے میں کھانے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اے عمر (رضی اللہ عنہ) جاؤ انہیں راستہ کا توشہ دو اور انہیں کھلاؤ۔ اس پر انہوں نے عرض کیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس اس سے زیادہ کھجوریں نہیں ہیں کہ میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکوں اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنو اور اسکی اطاعت کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سمع و طاعت کرتا ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور گھر کے بالا خانے پر آئے اور لوگوں سے فرمایا۔ آ کے لے لو۔ تو ان میں سے ہر ایک نے جتنا چاہا اس میں سے لے لیا۔ اس کے بعد میں اس طرف چلا اور میں ان لوگوں میں سے لینے والا آخری شخص تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس ڈھیر میں سے گویا ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

﴿احمد، طبرانی، ابونعیم﴾

وفد بنی تحیم اور اعجاز نبوی:

الرشاطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اقعس بن سلمہ بنی تحیم کے وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس ہونے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو دعوت اسلام دیں اور اپنی قوم کی طرف واپس ہونے لگے تو نبی کریم ﷺ نے لعاب دہن اقدس یا کلی کا پانی ڈالا تھا۔

اور فرمایا اسے بنی تحیم کے پاس لے جاؤ اور مشکیزہ کے پانی کو اپنی مسجد میں چھڑک دو۔ اس وقت اپنے سروں کو اونچا رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اونچا کیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں سے نہ تو کسی نے مسیلمہ کذاب کی پیروی کی اور نہ ان میں سے کوئی کبھی خارجی بنا۔

بارگاہ نبوت ﷺ میں وفد شیبان کی حاضری:

قبیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں شیبان کے وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ اپنے دست مبارک سے احتبا (یعنی سرین پہ بیٹھ کر گھٹنے کھڑے رکھے ہوئے) کیے تشریف فرما تھے۔ جب میں نے نبی کریم ﷺ کو نشست میں خشوع کی حالت میں دیکھا تو میرا جوڑ جوڑ لرزنے اور کانپنے لگا۔ اس وقت کسی صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! یہ مسکینہ عورت کانپ رہی ہے۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور آپ نے مجھے دیکھا نہ تھا چونکہ میں آپ کے پس پشت تھی۔ یَامِسْکِیْنَۃُ عَلَیْکَ السَّکِیْنَۃُ اے مسکینہ! اپنے آپ کو قابو میں رکھ۔ جب نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا تو میری وہ کیفیت فوراً جاتی رہی اور میرے دل سے رعب وخوف نکل گیا۔

﴿ابن سعد﴾

زمل عذری رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا:

مدلج بن مقداد بن زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ کا وفد حاضر ہوا اور اس نے اپنے بت سے جو سنا تھا۔ نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ جن مسلمان تھا۔ یہ بات سن کر زمل مسلمان ہو گیا۔

﴿ابوسعد شرف المصطفیٰ، طبقات ابن سعد﴾

حضرت زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ عذرہ کا ایک بت تھا جس کا نام حمام تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کا ظہور ہوا تو ہم نے اس بت سے ایک آواز سنی۔ وہ کہتا تھا:

یابنی هذر بن حرام، ظهر الحق و او دی الحمام، و دفع الشرک الاسلام

راوی نے کہا کہ یہ آواز سن کر ہم گھبرا گئے اور ہم پر خوف طاری ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پھر

ہم نے یہ آواز سنی۔ وہ کہتا تھا:

یا طارق یا طارق، بعث النبی الصادق، بوحی ناطق صدع صادع بارض تهامة، لناصریه السلامه، و لخاذلیه الندامه، وهو الوداع منی الی یوم القیامة

اس کے بعد منہ کے بل گر پڑا۔ زمل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں نے اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ سفر کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اسلام قبول کر کے اس بت سے جو سنا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ جن کا کلام تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

وفد نجران کی آمد پر معجزہ نبوی

حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نجران کے نصاریٰ کا وفد سات افراد پر مشتمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ ان میں ابو حارثہ بن علقمہ، نصاریٰ کا عالم بھی تھا۔ یہ ان کا پیشوا تھا۔ شاہان روم اس کی عزت کرتے، اسے مال کثیر دیتے۔ اس کی خدمت کرتے اور اس کو کئی کنیسے بنا کے دیئے تھے اور جب وہ ان کے پاس جاتا تو وہ اس کا بہت احترام کرتے چونکہ وہ ان کے دین میں خوب ریاضت واجتہاد کرتا تھا۔ جب نصاریٰ نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا تو ابو حارثہ اپنے خچر پر سوار ہوا اور اس کا بھائی کرز بن علقمہ اس کے ساتھ سفر میں چلا۔ جب ابو حارثہ کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو کرز نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بددعا دی۔ اس پر ابو حارثہ نے اس سے کہا کہ انہیں بددعا نہ دے بلکہ تو ہلاک ہو۔ کرز نے کہا اے بھائی کس لیے؟

ابو حارثہ نے کہا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی تشریف آوری کا ہم سب انتظار کر رہے تھے۔ حضرت کرز رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اگر تم ایسا ہی جانتے ہو تو قبول اسلام میں پھر کیا چیز تمہیں مانع ہے؟

ابو حارثہ نے کہا کہ وہ چیز جو نصاریٰ ہمارے ساتھ کرتے ہیں۔ نصاریٰ ہمارا اعزاز کرتے ہیں اور ہمیں مال کثیر دیتے ہیں اور ہماری تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔ اب نصاریٰ نے ان کا انکار کیا۔ اور ان کے خلاف روش اختیار کر رکھی ہے۔ اس صورت میں اگر ہم ان کی اطاعت کریں تو جو کچھ انہوں نے ہمیں دیا وہ سب ہم سے چھین لیں گے۔ کرز نے اپنے بھائی کی یہ تمام باتیں دل میں محفوظ کرلیں یہاں تک کہ اس کے بعد اس نے اسلام قبول کرلیا۔

﴿ابن اسحاق، طبرانی اوسط، بیہقی﴾

✡ اس روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ بلکہ تو ہلاک ہو تو ایسے شخص کو برا کہتا ہے جو رسولوں میں سے ہے اور وہ نبی ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور وہ نبی ہے جس کی صفت یقیناً توریت میں ہے۔

حضرت کرز رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تمہیں اس کا دین قبول کر لینے میں کون سی چیز مانع ہے؟
اس نے کہا کہ ہمارے ساتھ ان نصاریٰ کے احسانات واعزاز واکرام اور آخر تک روایت بیان کی۔
یہ سن کر اس کے بھائی نے قسم کھائی کہ وہ اپنے سر کے بالوں کو درست نہ کرے گا۔ جب تک کہ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ پر ایمان نہ لائے اور اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بطریق سعید بن عمر رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے۔ درمیان میں وہ حدیث طویل ہے اور اسے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

﴿ابن اسحاق، طبرانی اوسط، بیہقی﴾

حضور نبی کریم ﷺ کا عزم ملاعنت:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید اور عاقب دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ ملاعنت (لعنت) کا ارادہ فرمایا۔ اس پر دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملاعنت نہ کرو۔ خدا کی قسم! اگر حضور نبی ہوئے تو نبی کی ملاعنت ہمیں فلاح نہ دے گی اور اس کے بعد ہماری نسل ہی فنا ہو جائے گی۔ ان لوگوں نے عرض کیا۔ آپ جو چاہیں گے ہم آپ کو دیں گے۔

﴿بخاری﴾

پہلے لوگ انبیاء وصلحاء کے ناموں پر نام رکھتے تھے:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے نجران کی طرف بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں بتاؤ کہ تم لوگ "یَااُخْتَ ھَارُوْن" کیا پڑھتے ہو، حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جتنا فاصلہ گزرا ہے تم جانتے ہی ہو؟ جب میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں واپس آیا تو میں نے ان کی بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا تم نے کیوں نہ بتا دیا کہ پہلے لوگ اپنے پہلے انبیاء وصلحاء کے ناموں پر اپنا نام رکھتے ہیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجران کا وفد آیا تو مباہلہ کی آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ اس پر انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی اور وہ لوگ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود کے پاس گئے اور ان سے مشورہ لیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ان سے صلح کر لو اور ملاعنت نہ کرو کیونکہ یہ وہی نبی ہیں جن کی صفت ہم توریت وانجیل میں پاتے ہیں تو انہوں نے دو ہزار پوشاک پر صلح کر لی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے نبی کریم ﷺ نے ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا نجران کی ہلاکت کی بشارت دینے والا میرے پاس آ چکا تھا یہاں تک کہ درخت کے پرندے اور درخت کی چڑیاں خبر دے رہی تھیں۔ اگر وہ ملاعنت پر اصرار کرتے۔ وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابو جہل نے کہا کہ اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو میں ضرور ان کی گردن کچل دوں گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرتا تو ظاہر طور پر فرشتے اسے پکڑ لیتے اور اگر یہود موت کی تمنا کرتے تو وہ یقیناً سب مر جاتے اور اگر نصاریٰ نبی کریم ﷺ سے مباہلہ کرنے نکلتے تو جب وہ لوٹتے تو یقیناً نہ وہ مال پاتے نہ اولاد پاتے۔
﴿احمد، ابو نعیم﴾

سند مجہول، قیس بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ شمردل بن قباث کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں چونکہ وہ نجران کے وفد میں شامل تھا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں طبابت کا پیشہ کرتا ہوں تو میرے لیے کیا چیز حلال ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ رگوں کی فصد اور ناگزیر حالات میں پر نشتر سے جراحت حلال ہے اور دوا میں شبرم کو استعمال نہ کرنا اور سناء مطب میں لازم کر لینا اور کسی کا علاج نہ کرنا۔ جب تک کہ اس کے مرض کو نہ پہچان لو۔
اس نے نبی کریم ﷺ کے دونوں گھٹنوں کو بوسہ دے کر عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ طب کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔
﴿خطیب المتفق والمفترق﴾

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں گھوڑے پر سواری کی تو ان کی عبا کے نیچے سے ان کی ران کھل گئی۔ نجران کے ایک شخص نے ان کی ران میں ایک تل دیکھا۔ اسے دیکھ کر اس نصرانی نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی صفت اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکالے گا۔
﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

وفد جرش کی آمد اور ان کی شہادت کی خبریں

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسد کے وفد میں حضرت صرد بن عبد اللہ اسدی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ ان مسلمانوں کے ساتھ ان مشرکوں سے جہاد کرو جو تمہارے قرب وجوار میں ہیں تو وہ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جرش میں اترا اور تقریباً ایک ماہ تک ان کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد وہ ان سے منہ پھیر کر چل دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان کے پہاڑ کشر تک پہنچے تو اہل جرش نے گمان کیا کہ یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ نکلے ہیں تو اہل جرش ان کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب صرد اور ان کے ساتھی مسلمانوں نے ان کو پالیا تو وہ ان پر پلٹ پڑے اور خوب شدید جنگ کی اور اہل جرش نے اپنے دو آدمیوں کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج رکھا تھا۔ وہ گھبراتے ہوئے اور خوفزدہ

اِدھر اُدھر دیکھتے آئے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ افطار کے بعد رات کا طعام ملاحظہ فرما رہے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کس علاقے میں کشر ہے؟ ان دونوں جرشیوں نے کہا کہ ہمارے علاقہ میں کشر نام کا ایک پہاڑ ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ پہاڑ کشر نہیں ہے بلکہ شکر ہے۔ ان دونوں نے پوچھا اس کا کیا ہوا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قربانی کے اونٹ اس پہاڑ کے نزدیک اس وقت ذبح کیے جا رہے ہیں۔ یہ دونوں جرشی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور ان دونوں کو فرمایا تمہاری قوم کے مارے جانے کی خبر بتا رہے ہیں اور تم سمجھتے ہی نہیں لہٰذا تم اٹھو اور نبی کریم ﷺ سے استدعا کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تا کہ تمہاری قوم سے خدا کا عذاب دور ہو تو وہ دونوں اٹھے اور نبی کریم ﷺ کے قریب آ کر نبی کریم ﷺ سے اس کی استدعا کرنے لگے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اے خدا! ان لوگوں سے اپنا عذاب دور کر دے۔ اس کے بعد وہ دونوں نبی کریم ﷺ کے دربار سے اٹھ کر اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو اس حال میں پایا جو صرد بن عبد اللہ کے ہاتھ سے انہیں اس دن پہنچا تھا اور یہ وہی دن تھا جس دن نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں فرمایا تھا اور اسی گھڑی یہ جنگ وقتال واقع ہوا جس گھڑی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔ اس کے بعد جرش کے لوگ وفد لے کر آئے اور مسلمان ہوئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

دیگر وفود کی حاضری پر معجزات کا ظہور

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں آپ کے حضور پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ سنو! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ تم پر ایسی قحط سالی مسلط کر کے میری مدد فرمائے جس سے تم پناہ مانگنے لگو اور تمہارے دلوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے۔

اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کا اشارہ کر کے کہا کہ میں نے بھی ایسی ایسی قسم اٹھا رکھی تھی کہ نہ میں آپ پر ایمان لاؤں گا اور نہ آپ کا اتباع کروں گا اور قحط سالی مجھے برابر اذیت پہنچاتی رہی اور میرے دل میں برابر رعب وخوف طاری رہا۔ یہاں تک کہ اب میں آپ کے حضور آ کے کھڑا ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

اسلام قبول کرنے پر سولی چڑھا دیئے گئے:

حضرت زامل بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت فروہ بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ، سرزمین بلقاء میں عمان پر روم کی جانب سے حاکم مقرر تھا اور اس نے اسلام قبول کر کے نبی

کریم ﷺ کو اپنے اسلام کی خبر خط کے ذریعہ بھیج دی تھی۔ جب شاہ روم کو فروہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس کو بلا کر کہا کہ تو اپنے دین سے پھر جا ہم تجھے حکومت دے دیں گے۔

اس نے کہا کہ ہم دین محمدی کو ہرگز نہ چھوڑیں گے چونکہ تم خوب جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بشارت دی ہے لیکن تم اپنی حکومت پر گھمنڈ رکھتے ہو اور بخل برتتے ہو۔ اس پر اس نے اس کو قید کرلیا۔ اس کے بعد اسے نکال کر قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

﴿ابن سعد﴾

دعائے نبوی کی برکت سے چھ دن بارش:

حضرت ابوجزہ یزید بن عبید السعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ۹ ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنی فزارہ کے انیس آدمیوں کا وفد آیا۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے شہر قحط میں گھرے ہیں۔ ہمارے مویشی مر رہے ہیں۔ ہمارے باغات خشک ہو گئے اور گھر والے پیاسے ہیں۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور دعا کی کہ:

اے اللہ! اپنے شہروں کو سیراب کر، اپنے جانوروں کو پانی دے۔ اپنی رحمت پھیلا دے۔ مردہ زمینوں کو زندہ کر دے۔ اے اللہ! سرسبز شاداب، یکے بعد دیگرے واسع وعاجل، غیر آجل نفع دینے والی نقصان سے پاک بارش برسا دے۔ اے اللہ! رحمت کی سیرابی سے سیراب کر۔ عذاب، ویرانی اور غرق وفنا کی بارش نہ ہو۔ اے اللہ! مدد کے ساتھ بارش برسا ہمیں دشمنوں پر مدد دے۔'' اس پر حضرت ابولبابہ ابن المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کھجوریں کھوں (یعنی خشک کرنے کی جگہ پر ہیں) میں ہیں (انہیں نقصان نہ پہنچے۔) نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں سیراب کر، یہاں تک کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اس حال میں برہنہ کھڑے ہوئے کہ وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسنے لگے۔ (تاکہ کھجوریں گیلی نہ ہوں) اور بارش برسنے لگی اور چھ دن تک لوگوں نے آسمان کو نہ دیکھا۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسے ہوئے تھے۔ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! اموال ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے۔

۞ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور دعا کی:

''اَللّٰهُمَّ حَوَالِيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَ مَنَابِتَ الشَّجَرِ''

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمارے شہر کے چاروں طرف برسے ہم پر نہ برسے۔ اے خدا وندی نالوں، وادیوں اور درختوں کی جڑوں پر برسے تو مدینہ منورہ سے آسمان اس طرح چھٹ گیا جیسے پھٹ جاتا ہے۔''

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری:

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر کی قوم پر بددعا کی تو میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی اور آپ کو عطا فرمایا اور آپ کی دعا قبول کی۔ بلاشبہ آپ کی قوم ہلاک ہوگئی۔ اب ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے تو آپ نے یہ دعا کی کہ

"اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا، مُرِیْعًا، طَبَقًا غَدُقًا عَاجِلاً غَیْرَ رَا ئِثٍ نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم پر دوسرا جمعہ نہ گزرا کہ ہمارے لیے بارش ہوگئی۔

﴿ابونعیم﴾

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مضر کے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے استدعا کی کہ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجیے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی:

"اللھم اسقنا غیثا مغیثا ھنیئا مریعا عدقا طبقا نافعا غیر ضار غیر رائث"

تو ان پر مسلسل بارش ہوئی، یہاں تک کہ سات دن تک بارش ہوتی رہی۔

﴿ابونعیم﴾

وفد مرہ بن قیس کی بارگاہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری اور دعائے نبوی:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابراہیم مری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ان کے راویوں نے حدیث بیان کی۔ ان سب نے کہا کہ بنی مرہ کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ جب کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپسی تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم لوگ قحط زدہ ہیں۔ اموال میں گودا نہیں ہے۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ "اللھم اسقھم الغیث" وہ لوگ اپنے علاقہ کی جانب جب واپس گئے تو انہوں نے پایا کہ خاص اسی دن بارش ہوئی۔ جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی۔ اس کے بعد وہ لوگ اس وقت آئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کی تیاری میں مشغول تھے۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب ہم اپنے علاقے میں پہنچے تو ہم نے اسی دن بارش کو برستا پایا۔ جس دن آپ نے مدینہ منورہ میں دعا مانگی تھی جس سے ہماری کھیتیاں سرسبز شاداب ہوگئیں اور ان پر ہر پندرہ دن کے بعد خوب بارش ہوتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اونٹ بیٹھ کر چرتے ہیں اور ہماری بکریاں ہمارے گھروں میں ہی خوب سیر ہو جاتی ہیں۔ اب وہ جاتی ہیں اور پھر پھرا کر ہمارے گھر واپس آ جاتی ہیں۔

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ صَنَعَ ذَالِکَ"

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

وفد بنی دار بارگاہ نبوت میں:

زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبیداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی دار کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تبوک سے واپسی کے بعد آیا اور وہ دس آدمی تھے۔ ان میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ سب مسلمان ہوئے۔ اس وقت حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ہمسایہ اہل روم ہیں۔ ان کے دو گاؤں ہیں ایک کا نام جری ہے اور دوسرے کا نام بیت عینون ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ملک شام فتح کرا دے تو ان دونوں گاؤں کو ہمیں عطا فرما دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ دونوں تمہارے لیے ہیں اور اس بارے میں ایک تحریر لکھ کر عطا فرما دی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے تو آپ نے وہ ان کو عطا فرما دیئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دجال کو دیکھا:

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا وہ دریا میں سفر کر رہے تھے۔ ان کی کشتی بھٹک گئی اور اس نے ایک جزیرے میں لا ڈالا تو وہ کشتی سے باہر اتر کے پانی کی تلاش میں چل دیئے۔ انہیں ایک آدمی ملا جو اپنے پاؤں کو سمیٹ کر چل رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟

اس نے کہا کہ میں جاسوس ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس جزیرے کی بابت کچھ بتا۔ اس نے کہا کہ میں کچھ نہ بتاؤں گا۔ تم خود پھر کر معلوم کر لو تو وہ اس جزیرے میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک شخص کو مقید دیکھا۔

اس نے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم عرب کے رہنے والے ہیں۔ اس نے پوچھا اس نبی کا کیا حال ہے جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم سب لوگ ان پر ایمان لا کر ان کی تصدیق کر کے ان کا اتباع کر رہے ہیں۔

اس نے کہا کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ اس نے پوچھا مجھے چشمہ زعر کی بابت بتاؤ؟ کہ اس کا کیا ہوا؟ ہم نے اس کی بابت بتایا تو وہ یہ سن کر اتنا اچھلا کہ قریب تھا دیوار سے باہر نکل جائے۔ پھر اس نے پوچھا نخل بیسان کا کیا ہوا کیا وہ پھل دیتا ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہاں وہ پھل دیتا ہے تو وہ پھر پہلے کی مانند اچھلا۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے تو میں تمام روئے زمین کا چکر لگاؤں بجز طیبہ کے۔

✿ روای حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: یہ سارا واقعہ لوگوں کو بتا دو اور فرمایا: یہ شہر طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔

﴿مسلم﴾

بادشاہِ یمن حارث بن عبد کلال حمیری رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں:

حضرت حارث بن عبد کلال حمیری رضی اللہ عنہ یمن کے بادشاہوں میں سے تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے۔ مدینہ طیبہ میں ان کے داخل ہونے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس راستے سے ایک شخص تمہارے پاس آنے والا ہے جو کریم الجدین اور صبیح الخدین (اعلیٰ نسب اور خوبصورت رخسار والا ہے۔ پھر حارث رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا اور ان کے لیے اپنی چادر مبارک بچھائی۔

﴿ہمداتی انساب﴾

وفد بنی البکاء بارگاہ نبوت میں اور ان کیلئے خیر و برکت کی دعا:

جعد بن عبد اللہ بکائی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی البکاء کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ۹ ہجری میں آیا۔ یہ تین افراد تھے۔ معاویہ بن ثور اور ان کے بیٹے بر اور نجیح بن عبد اللہ اور ان کے ساتھ عمرو غلام تھے۔

حضرت معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے لمس کی برکت چاہتا ہوں۔ آپ میرے بیٹے بشر کے چہرے پر دست اقدس پھیر دیجئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دست مبارک پھیرا اور انہیں خاکستری بھیڑیں، عطا فرمائیں اور ان پر دعائے برکت فرمائی:

حضرت جعد رضی اللہ عنہ راوی نے کہا کہ بنی البکاء پر اکثر قحط سالی ہوتی تھی لیکن ان کو قحط سالی کی کوئی مصیبت نہ ہوتی تھی۔ محمد بن بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں کہا:

وابی الذی مسح الرسول براسه ودعا له بالخیر والبر کات

اعطاه احمد اذا اتاه اعنزا عضرا نواجل لسن باللجبات

یملان وفدالحی کل عشیته ویعود ذاک الملاء بالغدوات

بور کن من منح وبورک مانحا وعلیه منی ماحییت صلاتی

ترجمہ: ''میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک پھیر کر ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاکستری رنگ کی بھیڑیں عطا فرمائیں جو کم دودھ والی نہ تھیں۔ جب وہ آتے وہ بھیڑیں قبیلہ میں آنے والوں کے برتن کو رات والی تھیں اور برکت دینے والا کتنا بابرکت تھا۔ اس کے اوپر میری طرف سے جب تک میں زندہ ہوں میرا درود و سلام ہو۔''

﴿ابن سعد، ابن شاہین، ثابت الدلائل﴾

دست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت:

صاعد بن العلا بن بشران رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے انہوں نے ان کے دادا بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے سر پر دست مبارک پھیرا اور ان کے لیے دعا کی تو ان کا چہرہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک پھیرنے کی وجہ سے غرہ (چاند) کی مانند چمکنے لگا اور وہ جس بیمار پر ہاتھ پھیرتے تھے، وہ تندرست ہو جاتا تھا۔

﴿تاری بخاری بغوی، ابن مندہ الصحابہ﴾

وفد تجیب بارگاہ نبوت میں:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبد اللہ بن عمرو بن زہیر رضی اللہ عنہ نے ابی الحویرث رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ تجیب کا وفد ۹ ہجری میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں ایک نوعمر بچہ تھا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری حاجت روائی فرمایئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیری کیا حاجت ہے؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میری مغفرت کرے اور مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل میں غنا یعنی بے نیازی وقناعت پیدا کردے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

"اللھم اغفر له وارحمه واجعل غناه فی قلبه"

پھر وہ لوگ واپس چلے گئے اس کے بعد ۱۰ ہجری میں حج کے موقع پر منیٰ میں وہ لوگ آئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے اس بچہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے اس جیسا قانع بچہ اب تک نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ جو دیتا ہے اس پر قناعت کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ تمام احوال میں کامل ہو کر مرے گا۔

﴿ابن سعد﴾

وفد سلامان بارگاہ نبوت میں اور بارش کیلئے استدعا:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ماہ شوال ۱۰ ہجری میں سلامان کا وفد آیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا۔ تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟

انہوں نے کہا کہ قحط سالی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمارے علاقے میں بارش بھیجے۔

✿ نبی کریم ﷺ نے دعا کی: "اسقھم الغیث فی بلادھم"

انہوں نے عرض کیا یا نبی ﷺ! اپنا دست مبارک دعا کے لیے اٹھایئے کیونکہ اس سے بارش کی کثرت ہوگی اور حالات بہتر ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر تبسم فرمایا اور اپنے دست مبارک اتنے بلند فرمائے کہ آپ کے بغل شریف کی سفیدی نظر آ گئی پھر جب وہ لوٹ کر اپنے علاقے میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اسی دن اور اسی گھڑی بارش ہوئی جس دن اور جس گھڑی میں نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

چہرہ چاند کی طرح چمکنے لگا:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ۱۰ ہجری میں محارب کا وفد آیا اور وہ دس اشخاص تھے۔ ان میں حضرت ابوالحارث رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ چاند کی مانند چمکنے لگا۔

﴿ابن سعد﴾

جنات کی بارگاہ نبوت میں حاضری

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جنات کا اسلام لانا اوران کے وفود اسی طرح آتے تھے جس طرح کہ انسانوں کے تھے۔ وہ فوج درفوج اور قبیلہ پر قبیلہ مکہ مکرمہ میں اور بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں آتے رہے۔

﴿ابونعیم﴾

عمرو بن غیلان ثقفی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اہل صفہ کے ہر ایک شخص کو وہ شخص لے گیا جو رات کا کھانا کھلایا کرتا تھا مگر وہ مجھے نہ لے کر گیا۔

نبی کریم ﷺ مجھے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لے گئے۔ اس کے بعد مجھے نبی کریم ﷺ لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ بقیع الغرقد تشریف لائے اور نبی کریم ﷺ نے اپنے عصائے مبارک سے ایک دائرہ کھینچا اور فرمایا اس کے اندر بیٹھ جاؤ اور اس سے باہر نہ نکلنا۔ جب تک میں واپس نہ آؤں اور آپ تشریف لے گئے اور میں نخلستان کے درمیان میں نبی کریم ﷺ کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک سیاہ غبار کی مانند برانگیختہ ہوا۔ پھر وہ پھٹ گیا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچنا چاہیے اور میں نے خیال کیا کہ یہ لوگ ہوازن کے ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ فریب کیا ہے تاکہ وہ لوگ معاذ اللہ نبی کریم ﷺ کو شہید کردیں اور میں نے سوچا مجھے آبادی کی طرف جانا چاہیے اور لوگوں کو مدد کے لیے بلانا چاہیے۔

پھر مجھے یاد آیا کہ نبی کریم ﷺ نے تو مجھے تاکید فرمائی ہے کہ اس جگہ سے جہاں میں بیٹھا ہوں میرے آنے تک باہر نہ نکلنا۔ پھر میں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ اپنا عصائے مبارک مار کر فرما رہے ہیں کہ بیٹھ جاؤ تو وہ لوگ بیٹھ گئے یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہونے کا وقت آ گیا اور وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا:

یہ جنات کا وفد تھا۔ انہوں نے مجھ سے کھانے پینے اور زادراہ کے لیے مانگا۔ میں نے ان کو ہر وہ ہڈی جو پرانی ہو اور گوبر اور مینگنیاں کھانے کے لیے بتائیں۔ تو یہ جنات جس ہڈی کو پائیں گے اس پر وہی گوشت پائیں گے۔ جو کھانے کے دن اس پر تھا اور جس گوبر یا مینگنی کو وہ اٹھائیں گے اس میں وہ غلہ اور دانے پائیں گے جسے اس دن اسے کھایا گیا ہوگا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف میں فجر کی نماز نبی کریم ﷺ نے پڑھائی۔ جب نبی کریم ﷺ نے رخ انور پھیرا تو فرمایا تم میں سے کون ہے جو آج رات جنات کے وفد میں میرے ساتھ جائے۔

میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ کے تمام پہاڑ پیچھے رہ گئے اور ہم چٹیل کشادہ

میدان میں پہنچ گئے۔ اچانک ہمیں لمبے لمبے قد کے لوگ نظر آئے گویا وہ درازی میں نیزے کی مانند تھے اور وہ اپنے تہبندوں کو اپنے پاؤں کے درمیان ارسے ہوئے تھے۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو شدت خوف سے لرزہ طاری ہو گیا یہاں تک کہ میرے پاؤں اپنے قابو میں نہ رہے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے میرے گرد دائرہ کھینچا اور مجھ سے فرمایا اس کے اندر بیٹھ جاؤ۔ جب میں بیٹھ گیا تو مجھ سے وہ تمام خوف جاتا رہا جو اپنے دل میں پا رہا تھا اور نبی کریم ﷺ میرے اور ان کے درمیان تشریف لے گئے اور نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کی تلاوت کی یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو گئی۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا میرے ساتھ چلو تو میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوا۔ ابھی زیادہ دور نہ گئے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ منہ پھیر کر دیکھو کہ ان میں سے کچھ لوگ موجود ہیں؟

میں نے عرض کیا مجھے بڑی سیاہی نظر آتی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک زمین پر جھکایا اور ہڈی کو گوبر سے لتھیڑ کر ان کی طرف پھینک دیا اور فرمایا۔ انہوں نے مجھ سے زادراہ مانگا تھا تو میں نے ان کے لیے ہڈی اور گوبر کو ان کی غذا قرار دیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے استنجے کے لیے پتھر ڈھونڈ کے لاؤ اور ہڈی اور گوبر نہ لانا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہڈی اور گوبر کی کیوں ممانعت فرماتے ہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ علاقہ شام کے نصیبین کے جنات کا وفد میرے پاس آیا اور وہ اچھے لوگ تھے۔ انہوں نے مجھ سے راستے کے لیے غذا کا سوال کیا۔ میں نے ان سے کہا تم جس ہڈی اور گوبر کو لو گے اس میں تمہارے لیے غذا ہو گی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ کے جنات کی ایک جماعت مسلمان ہو چکی ہے، اب جو کوئی ان جنات کا اثر کہیں دیکھے تو اسے چاہیے کہ تین دن تک اعلان کرے۔ تین دن کے بعد پھر اسے ظاہر ہو تو چاہیے کہ قتل کر دے کیونکہ وہ مسلمان نہیں بلکہ شیطان ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جزیرے سے جنات کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس جتنا عرصہ چاہا، مقیم رہے۔ پھر جب انہوں نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنی غذا کے بارے میں عرض کیا۔

فرمایا میرے پاس تو موجود نہیں ہے جس کا میں تمہیں زادراہ دوں البتہ سفر میں جس ہڈی کو تم اٹھاؤ گے اس میں تمہارے لیے تر و تازہ گوشت موجود ہو گا اور جس گوبر کو تم اٹھاؤ گے وہ تمہارے لیے کھجور بن

جائے گی۔ اس بنا پر نبی کریم ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کیا جائے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص خیبر سے چلا اور اس کے پیچھے دو شخص چلے۔ اس کے بعد تیسرا شخص ان دونوں کے تعاقب میں چلا۔ اس تیسرے شخص نے ان دو شخص نے ان دو شخصوں سے کہا کہ تم دونوں لوٹ جاؤ یہاں تک کہ اس نے ان دونوں و و پس کر دیا پھر یہ تیسرا شخص اس شخص سے ملا اور اس سے کہا کہ ان دونوں جن کو میں نے لوٹا ہے، یہ شیطان تھے اور میں نے بمشکل واصرار ان دونوں کو تم سے جدا کر کے لوٹایا ہے۔ جب تم نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہو تو آپ ﷺ سے میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ میں اپنی قوم کے صدقات جمع کرنے میں مشغول ہوں۔ اگر وہ اس لائق ہوئے تو ہم انہیں آپ کی خدمت میں بھیجیں گے۔ جب وہ شخص مدینہ منورہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور نبی کریم ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے تنہا سفر کرنے سے ممانعت فرمادی۔

﴿احمد، بزار، ابویعلی، بیہقی، ابونعیم﴾

مسلمان اور مشرک جنات کا بارگاہ نبوت ﷺ میں مقدمہ پیش کرنا:

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام عرج میں اترے جب میں نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا تو میں نے لوگوں کی تیز وطرار اور جھگڑنے کی ایسی آوازیں سنیں کہ میں کسی کی بات کو بالکل نہ سمجھ سکا اور نہ کسی کو میں نے دیکھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ تبسم فرمارہے تھے۔

آپ نے فرمایا میرے پاس مسلمان جنات اور مشرک جنات اپنا مقدمہ لے کر آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ہمیں رہنے کی جگہ عنایت فرمادیں تو میں نے مسلمان جنات کو الجلس میں اور مشرک جنات کو الغور میں رہنے کا حکم دیا۔

کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ الجلس آباد مقام اور پہاروں کا نام ہے اور الغور پہاڑ اور دریا کے مابین جگہ کا نام ہے اور کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ الجلس میں کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت ہی رہا اور غور میں جسے کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت نہیں رہا۔

﴿ابوالشیخ کتاب العظمہ، ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی تین باتیں ایسی دیکھی ہیں اگر آپ قرآن کریم نہ لاتے تو بھی میں یقیناً آپ پر ایمان لاتا۔ ایک یہ کہ صحرا میں ہم ایسی جگہ پہنچے جس کے آگے راستہ بند تھا۔ نبی کریم ﷺ نے پانی لیا اور دو درختوں کو جدا دیکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

اے جابر! ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ دونوں باہم مل جاویں تو وہ دونوں

درخت باہم مل گئے۔ حتیٰ کہ دونوں کی ایک جڑ معلوم ہونے لگی۔ رفع حاجت کے بعد نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور میں نے اس کی طرف سبقت کی اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ شے دکھائے جو آپ کے شکم اقدس سے باہر آئی ہے اور میں اسے کھالوں۔ جب میں نے زمین کو دیکھا، صاف شفاف تھی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے آبدست نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا ہاں لیکن ہم گروہ انبیاء میں سے ہیں اور زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ جو کچھ بول و براز کی قسم ہمارے اجسام سے نکلے وہ اسے محفوظ کر لے۔ اس کے بعد وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ جدا ہو کر چلے گئے۔ دوسری بات یہ کہ ہم سفر میں تھے کہ اچانک کالے رنگ کا نر سانپ سامنے آیا اور اس نے اپنا سر نبی کریم ﷺ کے گوش مبارک پر رکھا اور نبی کریم ﷺ نے اپنا دہن اقدس اس کے کان پر رکھا اور اس سے سر گوشی میں کلام فرمایا۔ اس کے بعد وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا زمین نے اسے نگل لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو آپ کی اس حالت سے ڈر گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

یہ جنات کا قاصد تھا وہ ایک سورت کو بھول گئے تھے تو انہوں نے اسے میرے پاس بھیجا تو میں نے ان کو وہ سورت یاد کرا دی۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم ایک گاؤں میں پہنچے تو ہمارے پاس وہاں کے کچھ لوگ ایک لڑکی کو لے آئے، وہ لڑکی ایسی خوبصورت تھی، گویا چمکتے چاند کا ٹکڑا ہے جس کو بادلوں نے چھپا رکھا ہے۔ وہ لڑکی مجنونانہ تھی۔ ان کے گھر والوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کی حالت پر کرم فرمایئے تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی اور اس لڑکی پر جن سے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ میں محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو اس کے پاس سے دور ہو جا۔ تو وہ لڑکی نقاب اوڑھ کر پردہ کرنے لگی اور صحت یاب ہو کر واپس گئی۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کو اپنے اسلام لانے کا ابتدائی واقعہ سناؤں، وہ واقعہ یہ ہے کہ میں اونٹ کی تلاش میں سرگرداں تھا، یہاں تک کہ رات چھا گئی اس وقت میں نے بلند آواز سے کہا: ''**اعوذ بعزیز ھذالوادی من سفھاء قومہ**'' میں اس وادی کے بادشاہ سے اس قوم کے بیوقوں سے پناہ مانگتا ہوں، اچانک ہاتف نے مجھے ان شعروں میں جواب دیا۔

عذ یافتی اللہ ذی الجلال — والمجد والنعماء والافضال

و اقتر ایات من الانفال — ووحد اللہ ولا تبال

ترجمہ: ''اے جوان! عزت و بزرگی اور نعمت و بخشش والے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ اور سورۂ انفال کی آیتوں کو پڑھ اور اللہ تعالیٰ کو ایک مان اور کسی کا خوف نہ کر۔''

یہ آواز سن کر میں شدت خوف سے کانپنے لگا۔ جب مجھے سکون وقرار آیا تو میں نے کہا:

یایها الهاتف ما تقول! ارشدک ام تضلیل بین لنا هدیت مالسبیل

ترجمہ: ''اے ہاتف تو کیا کہنا چاہتا ہے، کیا تو مجھے اپنی جانب سے سیدھا راستہ بتایا ہے یا گمراہ کرتا ہے۔ ہمیں صاف صاف بتا کہ سیدھا راستہ کیا ہے؟''

اس پر ہاتف نے جواب دیا:

هذا رسول الله ذوالخیرات	**بیشرب یدعو الی النجاة**
جاء بیاسین و حامیمات	**وسور بعد مفصلات**
محرمات و محللات	**یامرنا بالصوم والصلوة**
ویزع الناس عن الهنات	**ینهی عن المنکر لاالطاعات**

ترجمہ: وہ ہدایت یہ ہے کہ مدینہ میں صاحب خیرات نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں جو نجات کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ سورۂ یٰسین، حامیمات اور سور مفصلات کے سوا بہت سی سورتیں لائے ہیں۔ حرام وحلال چیزوں کو بیان کر کے ہمیں نماز وروزہ کا حکم دیتے ہیں اور وہ بدکاری سے روکتے اور منکرات سے منع کرتے اور نیکی کا حکم دیتے ہیں۔

یہ اشعار سن کر میں سوار ہو کر مدینہ منورہ آیا اور اسی لحہ مسجد میں حاضر ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں رحمت میں داخل کرے۔ ہمیں تمہارا اسلام لانا معلوم ہو چکا ہے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے تھے،

اور آپ فرما رہے تھے:

''مامن عبد مسلم توضا فاحسن الو ضوء ثم صلی صلوة بعقلها و یحقظها الا دخل الجنة''

کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس نے اچھی طرح وضو کیا اور خوب سمجھ کر اس نے نماز پڑھی اور اس کے اوقات کو محفوظ رکھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس واقعہ کا کوئی عینی شاہد میرے پاس لاؤ تو اس کی شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

قیس ربیع اسدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہا کہ حضرت خریم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر اس کی مثل روایت بیان کی اور شعروں کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ پھر میں نے ہاتف سے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں عمرو بن اثال ہوں اور میں نجد کے مسلمان جنات پر حاکم ہوں اور تیرے انٹوں کی میں اس وقت تک نگہبانی کروں گا جب تک تو مدینہ منورہ سے اپنے گھر واپس نہ آئے۔ اس کے بعد میں مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

راہ میں مجھے ایک شخص ملا اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تمہیں اسلام کے بعد فرماتے ہیں کہ تمہارے

مسلمان ہونے کی خبر مجھے مل چکی ہے میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ابوذر ہوں۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور خطبہ دے رہے تھے اور میں نے حق کی شہادت دی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ان صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ اس شخص نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر والوں کے پاس پہنچا دیئے۔

﴿ابن عساکر﴾

خریم رضی اللہ عنہ سے دوسری سند کے ساتھ روایت ہے۔ اس میں ہے کہ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں مالک بن مالک جن ہوں۔ مجھے نبی کریم ﷺ نے نجد کے جنات پر حاکم مقرر کیا ہے۔ میں نے کہا کہ کاش کہ کوئی شخص ہوتا جو میرے اونٹوں کو میرے گھر پہنچا دیتا تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر مسلمان ہوتا۔ اس پر اس نے کہا کہ میں اونٹوں کو تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔ پھر میں ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار ہوا اور چل دیا۔ میں نے دیکھا تو فرمایا کہ وہ شخص جو تمہارے اونٹ تمہارے گھر پہنچانے کا ضامن ہوا تھا تو سنو اس نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر صحیح وسالم پہنچا دیئے ہیں۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

خنافر بن التوم حمیری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

ابن الکلبی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے والد نے خبر دی کہ خنافر بن التوم کاہن تھا۔ جب یمن کے وفود نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام کا غلبہ ہوا تو اس نے مراد کے اونٹوں پر حملہ کیا اور اس کا مال ومتاع لے کر چلتا بنا اور مقام شحر میں جا پہنچا۔ اس کا ایک جن جاہلیت میں تابع تھا اور اس نے زمانہ اسلام میں اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا کہ میں ایک رات اس وادی میں تھا۔ ایک رات وہ جن اس طرح اترا جس طرح عقاب اترتا ہے۔ اسے دیکھ کر خنافر نے کہا کیا بات ہے؟

اس نے کہا کہ ہاں۔ جو میں کہتا ہوں اسے غور سے سن! میں نے کہا کہ میں سن رہا ہوں۔

❂ اس نے کہا کہ اس بات کو یاد رکھ اور غنیمت جان لے وہ یہ کہ:

لکل ذی امد نہایة
وکل ذی ابتداء الی غائه

ترجمہ: ہر مدت کی حد ہوتی ہے اور ہر ابتداء کی غایت ہوتی ہے۔ میں نے جواب دیا ٹھیک ہے۔

❂ اس نے کہا کہ:

کل دولة الی اجل ثم یتاح لها حول
وقد انتسخت النحل ورجعت الی حقائقها الملل

ترجمہ: ہر دولت ایک وقت تک ہے، پھر اس کے لیے بدلنا ہے۔ بلاشبہ تمام مذاہب منسوخ وہ

چکے ہیں اور تمام ملتیں اپنی حقیقتوں کی طرف لوٹ آئی ہیں۔

"انی اتیت بالشام، نفرا من ال العدام، حکاما علی الحکام، یزبرون ذارونق من الکلام، لیس بالشعر المولف ولا السجع المکلف فاصغیت، فزجرت، فغادرت فطلعت، فقلت بم تھینموا والی ما تغترون فقالوا خطاب کبار جاء من عند الملکالجبار، فاسمع یاشصار، لاصدق الاخیار، واسلک اوضح الاثار، تنج من ادار النار"

ترجمہ: میں شام کے علاقہ میں آل عدام کے کچھ لوگوں کے پاس پہنچا جو حاکموں پر حاکم تھے۔ وہ لوگ بارونق کلام کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ کلام نہ شعروں کی مانند مترتب تھا اور نہ نثر کی مانند تکلف کے ساتھ مرصم و مسجع کیا گیا تھا۔ میں سامنے آیا تو جھڑکا گیا اور جب دوبارہ سامنے آیا تو میں نے پوچھا تم لوگ کون سا کلام گنگناتے ہو اور کہاں تک لوگوں کو دھوکے میں رکھو گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہت عظیم خطاب ہے جو اللہ تعالیٰ ملک الجبار کی جانب سے آیا ہے، اے شصار سن! اور تو واضح اور روشن راستہ کو اختیار کرتا کہ تو جہنم کی آگ سے بچا رہے۔

یہ سن کر میں نے کہا "وما ھذا الکلام" یہ کس کا کلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قرآن کا کلام ہے جو کفر و ایمان کو واضح کرتا ہے۔ اسے قبیلہ حضر کے ایک شخص لائے ہیں، پھر وہ اہل دار میں ظاہر و مبعوث ہوا ہے۔ وہ رسول ایسا کلام لایا ہے جو خوب روشن و واضح ہے۔ اس رسول نے اس راہ کو واضح کر دیا ہے جس سے لوگ روگرداں ہو چکے تھے اور اس کلام میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ میں نے پوچھا جوان بڑی نشانیوں کو لے کر آیا ہے کون ہے؟

اس نے کہ وہ احمد خیر البشر ﷺ ہیں۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں اجر و ثواب کی بشارت دیں گے اور اگر مخالفت کرو گے تو جہنم میں جھونکے جاؤ گے لہٰذا میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور اب تیرے پاس آنے میں جلدی کی ہے لہٰذا تو ہر نجس کافر سے بچ اور ہر مومن طاہر سے مشایعت کرو ورنہ میرے اور تیرے درمیان تو جدائیگی ہے ہی، اس کے بعد خنافر نے اپنے گھر بار کو اونٹوں پر سوار کیا اور ان لوٹے ہوئے اونٹوں کو ان کے مالکوں کو واپس کر کے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس صنعاء میں پہنچا اور ان سے اسلام پر بیعت کی۔ اس سلسلہ میں میں نے یہ اشعار کہے ہیں۔

الم تران اللہ عاد بفضلہ وانقذ من نفح الجحیم خنافرا

دعانی شصار للتی لو رفضتھا لاصلیت جمرا من لظی الھول جامرا

ترجمہ: "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خنافر کو بھڑکتی ہوئی آگ سے بچالیا۔ مجھے شصار نے ایسی راہ دکھائی کہ اگر میں انحراف کرتا تو یقیناً میں ہولناک بھڑکنے والی آگ میں جھونکا جاتا۔"

﴿ابن درید الاخبار المنشورہ﴾

جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری

عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ حضرت جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کے ساتھ آئے جو اسلام کا ارادہ رکھتے تھے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مغرب کے وقت حاضر ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا تو انہوں نے اس بکری کا دودھ دوہ کر پی لیا۔ پھر دوسری کا دودھ دوہ کر پی لیا پھر تیسری کا۔ یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ دوہ کر انہوں نے پیا۔ اس کے بعد جب انہوں نے صبح کی اور مسلمان ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ کہ بکری کا دودھ دوہ کر پی لو تو انہوں نے بکری کا دودھ دوہ کر پیا۔ پھر دوسری بکری کے دوہنے کے لیے فرمایا۔ مگر وہ اس کا دودھ نہ پی سکے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

راشد بن عبدربہ کی بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری:

حکیم بن عطا سلمی رضی اللہ عنہ جو راشد بن عبدربہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے والد سے وہ ان کے دادا سے وہ راشد بن عبدربہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ وہ بت جس کا نام سواع تھا اور جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام معلاۃ کے علاقہ رہاط میں ثقیف کا بت تھا تو مجھے بنوظفر نے چڑھاوے لے کر اس کی طرف بھیجا۔ میں فجر کے وقت اس بت سواع کے پاس پہنچنے سے پہلے ایک اور بت کے پہنچا۔ اچانک اس بت کے پیٹ میں سے ایک آواز برآمد ہوئی اور اس نے کہا کہ:

"العجب كل العجب، من خروج نبى من عبدالمطلب، يحرم الزنا والربا والذبح للاصنام و حرست السماء ورمينا بالشهب"

بڑی تعجب وحیرت کی بات ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے وہ نبی ظاہر ہوا ہے۔ جو زنا، سود اور بتوں کی قربانی کو حرام قرار دیتا ہے اور آسمانوں کی حفاظت کی جارہی ہے اور ہم پر شہاب (لوکے) مارے جارہے ہیں۔ اس کے بعد ہاتف نے ایک اور بت کے پیٹ میں سے آواز دی۔ اس نے کہا کہ:

ترک الضمار و كان يعبد، خرج احمد، نبى يصلى الصلوة ويامر الزكوة و الصيام، والبر والصلات للارحام.

وہ ضمار جس کو پوجا جاتا تھا، نابود ہوا۔ نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا، جو نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، روزہ رکھنے، نیکی کرنے، صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اسکے بعد تیسرے بت کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی:

ان الذى ورث النبوة والهدى بعد ابن مويم
من قريش مهتدى نبى يخبر بما سبق وما يكون فى غد

بلاشبہ وہ شخص نبوت و ہدایت کا ابن مریم کے بعد وارث ہوا ہے جو قریش سے ہے اور ہدایت یافتہ ہے۔ وہ نئ گزشتہ اور آئندہ کل ہونے والے کی خبر دیتا ہے۔

راوی حدیث راشد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فجر کے وقت سواع بت کے پاس پہنچا میں نے دیکھا کہ دو لومڑیاں اس کے گرد کو چاٹ رہی ہیں اور جو اس کے سامنے بھینٹ کی چیزیں پڑی تھیں، انہیں کھا رہی ہیں۔ اس کے بعد وہ دونوں لومڑیاں اس بت کے اوپر چڑھیں اور اس پر پیشاب کیا۔ اس موقع پر راشد نے کہا۔

ارب یبول الثعلبان براسه

لقد ذل من بالت علیه الثعالب

ترجمہ: کیا یہ بت رب ہوسکتا ہے جس کے سر پر دو لومڑیاں پیشاب کریں۔ یقیناً وہ ذلیل و خوار ہے۔ رب نہیں ہے۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لے جا چکے تھے۔ چنانچہ راشد رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو کر آپ کی بیعت کی۔ اسکے بعد راشد رضی اللہ عنہ نے رہاط میں زمین کا قطعہ مانگا اور نبی کریم ﷺ نے انہیں عطا فرمایا اور ایک مشکیزہ پانی کا بھرا ہوا عنایت فرمایا اور اس میں آپ نے لعاب دہن اقدس ڈالا اور ان سے فرمایا۔

اس کے پانی کو اس قطعہ زمین کے بالائی حصے میں بہا دینا اور اس کے بقیہ پانی سے لوگوں کو منع نہ کرنا تو انہوں نے جا کر ایسا ہی کیا اور وہ پانی وافر طور پر آج تک جاری و باقی ہے اور اس قطعہ زمین پر انہوں نے کھجور کے درخت لگائے۔

لوگ کہتے ہیں کہ رہاط کی ساری آبادی اس چشمے سے پانی پیتی ہے اور لوگ اس کا نام "ماء الرسول" (رسول کا پانی) پکارتے ہیں اور رہاط کے لوگ اس پانی سے غسل کرتے اور شفایاب ہوتے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ واقعہ تھا کہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں روانہ ہوئے، جب رات کی اندھیری پھیلی تو انہیں وحشت معلوم ہونے لگی، اس پر وہ کھڑے ہو کر اپنی قوم کی پاسبانی کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے:

اعیذ نفسی و اعیذ صحبی من کل جنی بهذا النقب

حتی اعود سالما ورکبی

ترجمہ: میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اس گھاٹی کے ہر ایک جن سے پناہ مانگتا ہوں، یہاں تک کہ میں اور میرے تمام سوار صحیح و سالم واپس ہوں۔"

 اس وقت کسی کہنے والے کو حجاج نے یہ پڑھتا سنا تھا:

"یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِ نْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا''

﴿سورۃ الرحمٰن﴾

ترجمہ: ''اے جن وانس کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ زمین وآسمان کے کناروں سے نکل سکو تو نکل جاؤ۔''

جب وہ مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے یہ واقعہ بیان کیا تو وہ اس کے کہنے لگے: یہ کلام تو اس میں سے ہے جس کے بارے میں محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ خدا کا نازل کردہ کلام ہے، اس پر حجاج رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو مدینہ منورہ ہجرت کر چکے ہیں پھر وہ مدینہ منورہ آئے اور اسلام قبول کیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

رافع بن عمیر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی تمیم کا ایک شخص جس کا نام رافع بن عمیر رضی اللہ عنہ ہے۔ اس نے اپنے اسلام لانے کا ابتدائی واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ میں ایک رات ریگزار علاقے میں سفر کر رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں اتر پڑا اور میں نے کہا کہ میں اس وادی کے جن کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں، اس کے بعد انہوں نے اپنا پورا قصہ بیان کیا۔ آخر میں اس نے کہا کہ اچانک ایک بوڑھا جن میرے آگے نمودار ہوا اور اس نے کہا: اے شخص! جب تم کسی وادی میں ٹھہرو اور اس وادی میں تمہیں خوف معلوم ہو تو یہ پڑھا کرو:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِنْ ھَوْلِ ھٰذَا الْوَادِیْ

ترجمہ: ''میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے رب! اللہ تعالیٰ سے اس وادی کی وحشت سے پناہ مانگتا ہوں۔''

اور تم کسی جن سے پناہ نہ مانگا کرو، کیونکہ جنات کے معاملات باطل ہو چکے ہیں۔

اس نے کہا کہ وہ نبی عربی ہیں نہ شرقی اور غربی، دوشنبہ کے دن مبعوث ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا: انکی سکونت کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ انکی سکونت مدینہ کے نخلستان میں ہے۔ پھر میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور تیز رفتاری کے مدینہ منورہ پہنچا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھا تو قبل اس کے کہ میں آپ سے کچھ عرض کرتا، آپ نے میرا واقعہ بیان فرما دیا اور مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں مسلمان ہو گیا۔

﴿خرائطی الہواتف﴾

حکیم بن کیسان کی گرفتاری اور اسلام قبول کرنا:

حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حکم ابن کیسان رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا اور انہیں لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی مگر حکم ابن کیسان نے قبول اسلام میں تاخیر کی، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول

اللہ ﷺ! آپ کب تک حکم ابن کیسان کو دعوت اسلام دیتے رہیں گے۔ اللہ کی قسم! یہ شخص کبھی اسلام نہ لائے گا، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں مگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کو قبول نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ حکم ابن کیسان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتنی عجیب بات ہے کہ میں نے حکم ابن کیسان رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کیا ہوا دیکھا ہے، جو حالت میں نے پہلے دیکھی اور جو حالت میں نے بعد میں دیکھی۔ اس نے مجھے غمزدہ کر دیا۔ میں نے اسے دل میں کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی کسی بات کو کیسے رد کرسکتا ہوں یقیناً آپ اس کی حالت کو مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ابوصفرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

محمد بن غالب بن عبدالرحمٰن بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوصفرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ سے بیعت کرنے کی غرض سے آئے۔ ان کے جسم زرد پوشاک تھی، جس کے دامن کو وہ اپنے پیچھے سے گھسیٹتے لا رہے تھے، وہ طویل القامت، خوش منظر، حسین وجمیل اور فصیح اللسان شخص تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں قاطع بن سارق بن ظالم بن عمرو بن شہاب بن مرۃ بن ہلقام بن جلندی بن متکبر بن جلندی ہوں، جلندی وہ شخص تھا جو ہر کشتی کو ہر ایک سے جبراً چھین لیا کرتا تھا۔ میں بادشاہ کا بیٹا ہوں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم ابوصفرہ رضی اللہ عنہ ہو۔ اپنے نام ونسب سے سارق وظالم کو چھوڑ دو۔ اس وقت ابوصفرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُ حَقًّا" میرے اٹھارہ بیٹے ہیں، ان سب کے آخر میں میری ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے جس کا نام میں نے صفرہ رکھا ہے۔

﴿ابن مندہ، ابن عساکر﴾

عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل کا اسلام قبول کرنا:

بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس ابوجہل آیا ہے اور اس نے میری بیعت کی ہے، پھر جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو صحابہ نے نبی کریم ﷺ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پوری کردی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، ضرور اس کی تعبیر اس کے علاوہ ہے۔ یہاں تک کہ جب حضرت عکرمہ بن ابوجہل نے اسلام قبول کیا تو ان کا اسلام نبی کریم ﷺ کی خواب کا مصداق بن۔

﴿حاکم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

فرمایا: میں نے ابوجہل کیلئے جنت میں پھل والا درخت دیکھا، جب حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو میں نے کہا کہ جنت میں وہ درخت یہ تھا۔

﴿حاکم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل نے صحر الانصاری رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، جب یہ بات نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کہی گئی تو نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا، ایک انصاری نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے اس پر تبسم فرمایا کہ آپ کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے؟ فرمایا: مجھے اس بات نے تبسم نہیں کیا بلکہ اس بات نے متبسم کیا کہ اس نے جس کو قتل کیا ہے وہ خود اس کے ساتھ جنت میں ایک درجہ میں ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

نخع کے وفد کی آمد:

ابوالحسن مدائنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں ان کے راویوں نے کہا: دس ہجری کے ماہ محرم میں نخع کا وفد آیا۔ ان کے امیر زرارہ ابن عمرو تھے۔ زرارہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے راستہ میں ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے ڈرا دیا ہے، میں نے دیکھا کہ میرے پیچھے میری اہلیہ سے بکری کا بچہ پیدا ہوا ہے جو رنگ میں کالا مائل بسرخی ہے اور میں نے دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی ہے جو میرے اور میرے بیٹے کے درمان حائل ہوگئی ہے اور میں نے دیکھا کہ نعمان بن منذر کے جسم پر دو پوشاک دو بازو بند اور دو مندرے ہیں اور میں نے ایک بوڑھی سیاہ سفید بالوں والی عورت کو دیکھا جو زمین سے نکلی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی باندی کو حاملہ چھوڑا ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں! فرمایا: اس نے ایک بچہ جنا ہے جو تمہارا لڑکا ہے۔ زرارہ نے پوچھا وہ بکری کی شکل اور سیاہ سرخی مائل کیا چیز ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے قریب ہو، تو وہ قریب ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے جسم میں برص کا داغ ہے جسے تم چھپاتے ہو؟ کہا: ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ سے پہلے کسی مخلوق کو اس کا علم نہیں ہے۔ فرمایا: وہ رنگ وہی ہے، فرمایا: وہ آگ جو تم نے خواب میں دیکھی ہے، وہ وہ فتنہ ہے جو میرے بعد رونما ہوگا۔ زرارہ نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے؟ فرمایا: لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے اور خونریزی کریں گے۔

یہاں تک کہ مسلمان کا خون پانی پینے سے زیادہ شیریں ہو جائے گا، اب اگر تم فوت ہوگئے تو وہ فتنہ تمہارے بیٹے کو پائے گا اور اگر تم زندہ رہے تو وہ تمہیں پہنچے گا۔ حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ فتنہ مجھے نہ پائے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی۔

راوی کا بیان ہے کہ ان کا بیٹا یعنی عمرو بن زرارہ لوگوں میں وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت سے خلع کیا۔

۞ (نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: خواب میں نعمان بن منذر اور اس کے جسم پر اس کی چیزوں کو دیکھنا تو وہ عرب کا بادشاہ ہوگا اور وہ زیب وزینت میں بڑھ چڑھ کر ہوگا۔ اب رہا سفید وسیاہ بالوں والی بوڑھی عورت کا دیکھنا تو وہ دنیا کی بقیہ عمر ہے۔ اس روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ''طبقات' میں تعبیر سند کے بیان کیا ہے۔)

﴿ابن شاہین﴾

خفاف بن نھلہ رضی اللہ عنہ کی نعت:

۞ حضرت خفاف بن نھلہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں سفیر بن کر آئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

انی اتانی فی المنام مخبر ـــ من خیر و جرة فی الامور موائی

یدعو الیک لیالیا و لیالیا ـــ ثم اخز آل و قال لست یآتی

فرکبت ناجیة اضر بنفسها ـــ جمز یخب به علی الاکمات

حتی وردت الی المدینة ـــ کیما اراک فتفرج الکربات

ترجمہ: ''میرے پاس خواب میں ایک خبر دینے والا آیا، جو خیر و بھلائی کا نقیب ہے اور امور میں موافق ہے، وہ خبر دینے والا بار بار راتوں میں آپ کی دعوت دیتا رہا، پھر وہ مایوس ہوگیا تو کہنے لگا میں اب نہ آؤں گا، پھر میں اپنی اس اونٹنی پر سوار ہوا جو سوار کو ہر نشیب وفراز سے گزار کر لے جاتی ہے، یہاں تک کہ میں تیز رفتاری سے مدینہ منورہ آیا تاکہ میں آپ کو دیکھوں اور آپ میری سختیوں کو زائل فرمائیں۔''

﴿بیہقی، ابن عساکر، ابن سعد، شرف المصطفیٰ، مرزبانی معجم شعراء﴾

وفد بنی تمیم کی بارگاہ نبوت میں حاضری

زہری رحمۃ اللہ علیہ سعید بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، دونوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنی تمیم کا وفد آیا اور عطار بن حاجب رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر خطبہ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اٹھو اور ان کے خطیب کا جواب دو حالانکہ وہ خطبہ کی قسم سے کچھ نہ جانتے تھے اور نہ انہیں اس سے پہلے کبھی خطبہ دینے کا اتفاق ہوا تھا، مگر وہ کھڑے ہوئے اور نہایت فصیح و بلیغ مسجع اور مقفیٰ خطبہ دیا۔ اس کے بعد بنی تمیم کا شاعر زبرقان کھڑا ہوا اور اس نے اشعار پڑھے۔

۞ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے حسان رضی اللہ عنہ! ان کے شاعر کا جواب دو اور فرمایا: اللہ تعالیٰ حسان کی روح القدس سے ضرور مدد فرمائے گا، جب تک حسان اس کے نبی کی طرف سے مدافعت کرتے

رہیں گے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور شعروں کا جواب دیا۔"

ان قاصدوں نے تخلیہ میں ایک دوسرے سے باتیں کیں اور ان میں سے کسی نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ شخص یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فن میں تائید کیے گئے ہیں۔ اللہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطیب ہمارے خطباء سے بہتر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر ہمارے شعراء سے بلیغ تر ہے اور وہ ہم سے زیادہ بردبار اور اہل علم ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

ایک درخت کا کلمہ شہادت پڑھنا:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسلام تو قبول کرلیا ہے، اب مجھے کوئی چیز ایسی دکھایئے جس سے میرا یقین بڑھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کون سی چیز چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ آپ فلاں درخت کو بلایئے وہ آپ کے پاس حاضر ہو جائے۔ فرمایا: جاؤ! اسے بلا لاؤ تو وہ اعرابی گیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مان تو درخت نے ایک طرف جنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا پھر دوسری طرف جنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا اور چل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے کہا: "السلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

یہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا: بس مجھے یہی کافی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جگہ واپس چلا جا تو وہ اپنی جگہ چلا گیا اور اس کی جڑیں اپنی جگہ قائم ہوگئیں پھر اس اعرابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں، آپ نے فرمایا: کوئی بندہ کسی بندے کے آگے سجدہ نہ کرے۔

﴿بزار، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی بارگاہ میں مسلمان ہو کر حاضر ہوا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ یقیناً اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ فلاں درخت کو بلائیں اور وہ آپکے پاس آجائے۔

۞ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "اے درخت! تو آجا۔ تو وہ درخت اپنے دائیں جھکا پھر وہ گرا یہاں تک کہ اس کی جڑیں قطع ہوگئیں پھر وہ سیدھا کھڑا ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی جڑیں گھسیٹتا آ کھڑا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے درخت! کس کی شہادت دیتا ہے؟"

عرض کی: "اشهد ان لا اله الا الله وانک رسول الله" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔

اعرابی نے عرض کیا: آپ اسے حکم دیجئے کہ اپنی جگہ واپس چلا جائے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی ہو جائے تو درخت اپنے گڑھے کی طرف چلا گیا اور گڑھے میں اس کی جڑیں جہاں جہاں پر تھیں، پیوست ہوگئیں اور اس پر زمین ہموار ہوگئی اور اس کے بعد اعرابی نے عرض کیا: میں اپنے گھر والوں کی طرف جاتا ہوں اور ان کو یہ بات بتاتا ہوں اور ان میں سے ایک جماعت کو مسلمان کر کے آپ کی خدمت میں لاتا ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

بنی عامر بن صعصہ کی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضری اور معجزات کا ظہور:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی عامر بن صعصہ سے ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: میں کیسے جانوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس درخت کی شاخ کو بلا کر اس سے گواہی دلواؤں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟

اس نے کہا کہ ہاں میں یہی چاہتا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے اس درخت کی شاخ کو بلایا اور وہ شاخ درخت سے زمین پر آنے لگی تھی کہ وہ زمین پر گر پڑی پھر وہ شاخ زمین پر دوڑنے لگی۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم، حاکم، احمد، تاریخ بخاری، دارمی، ابویعلیٰ﴾

اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ وہ شاخ آپ کے پاس آ گئی اور اس نے آپ کو سجدہ کیا اور اپنا سر سجدہ سے اٹھا کر نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑی ہو گئی، پھر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اپنی جگہ واپس چلی جا تو وہ اپنی جگہ چلی گئی۔

یہ نشانی دیکھ کر اس اعرابی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ ایمان لے آیا۔

درخت کی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضری اور کلمہ شہادت پڑھنا:

بسند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک اعرابی سامنے آیا، جب وہ ہمارے قریب آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟

اس نے کہا: اپنے گھر جانے کا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں اس سے بہتر راہ نہ بتاؤں؟ اس نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

فرمایا: تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس نے کہا کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں، اس پر کوئی شہادت ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ درخت ہے پھر نبی کریم ﷺ نے اس درخت کو آواز دی وہ وادی کے کنارے پر کھڑا تھا تو وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا نبی کریم ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے تین مرتبہ کلمہ شہادت کو دہرایا اور اس نے وہی کہا کہ جو آپ نے فرمایا۔

اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور وہ اعرابی اپنی قوم کی طرف چلا گیا اور یہ کہہ کر گیا کہ اگر میری قوم نے میرا کہنا مانا تو میں انہیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا ورنہ خود واپس آ کر آپ کی خدمت میں رہوں گا۔

﴿دارمی، ابویعلیٰ، طبرانی، بزار، ابن حبان، بیہقی، ابونعیم﴾

حجۃ الوداع کے زمانہ میں معجزات کا ظہور

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حج میں روانہ ہوئے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا۔ عرضیکہ جب ہم "بطن روحا" میں پہنچے تو ایک عورت نظر آئی، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ رہی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری روک لی۔ جب وہ عورت قریب آئی تو عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بچہ ہے جس دن سے یہ پیدا ہوا ہے آج تک ٹھیک رہتا ہی نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کو لے کر اپنے سینہ اقدس اور کجاوہ کے آخری حصہ کے درمیان بٹھا لیا۔ اس کے بعد اس بچے کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: او اللہ کے دشمن نکل جا۔ بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ پھر اس بچے کو اسے دے دیا اور فرمایا: لو اب اس سے بے فکر رہو۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے حج سے فارغ ہوکر واپس تشریف لائے اور 'بطن روحا'' میں نزول فرمایا تو وہی عورت بھنی ہوئی بکری لائی اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کا ایک شانہ دو میں نے اسے پیش کر دیا پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو میں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا: مجھے شانہ دو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہی دو شانے تھے جو پیش کر دیئے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو تم برابر مجھے شانے پیش کرتے رہتے جب تک میں تم سے مانگتا رہتا، پھر مجھ سے فرمایا تم دیکھو کہ کوئی درخت یا پتھر ایسا نظر آتا ہے جس کے پردے میں رفع حاجت کی جا سکے، میں نے عرض کیا: چند درخت تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان درختوں کے پاس جا کر کہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفع حاجت کیلئے باہم مل جاؤ اور ایسا ہی پتھروں سے بھی کہنا لہٰذا میں نے جا کر ان سے ایسا ہی کہا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے درختوں کو دیکھا کہ وہ اپنی جڑوں سے زمین پر گھسٹتے ہوئے آئے اور آپس میں مل گئے اور میں نے پتھروں کو بھی دیکھا کہ وہ اچھل اچھل کر ایک دوسرے سے جڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان درختوں کے پیچھے دیوار کی مانند ہو گئے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع حاجت فرمائی اور واپس تشریف لے آئے تو مجھ سے فرمایا: ان درختوں اور پتھروں سے کہہ دو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم سب اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ، چنانچہ جس طرح وہ درخت اور پتھر جمع ہوئے تھے، اسی طرح منتشر ہو کر اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

﴿ابویعلیٰ، بیہقی، ابن حجر المطالب العالیہ﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ رفع حاجت کیلئے اتنی دور تشریف لے جاتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھ سکتا، جب ہم ایک

منزل میں اترے جولق ودق بیابان نہ وہاں کوئی پہاڑ تھا اور نہ کوئی درخت، نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اے جابر! آفتابہ میرے ساتھ لے کر چلو، میں اٹھا اور آفتابہ میں پانی بھر کر میں اور نبی کریم ﷺ دونوں چل دیئے اور ہم اتنی دور نکل آئے کہ کوئی ہمیں نہ دیکھ سکتا تھا۔ اچانک دو درخت نظر آئے جن کے درمیان کئی گز کا فاصلہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ان درختوں سے کہو کہ نبی کریم ﷺ حکم دیتے ہیں کہ تم دونوں باہم مل جاؤ کہ نبی کریم ﷺ کیلئے پردہ کا کام دے سکو۔ وہ دونوں درخت باہم مل گئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے پردے میں بیٹھ کر رفع حاجت فرمائی۔ اس کے بعد ہم واپس ہوئے اور سوار ہو کر چل دیئے۔ راستہ میں ایک عورت نبی کریم ﷺ کے سامنے آئی جس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا۔

اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے کو روزانہ شیطان پکڑ لیتا ہے اور اسے ستاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! دور ہو جا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد اس بچہ کو دے دیا۔ جب ہم سفر سے واپس آئے تو ہمیں وہی عورت ملی جس کی گود میں بچہ تھا اور اس کے ساتھ دو بھیڑیں تھیں، جنہیں وہ لے کر آ رہی تھی۔

اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میری طرف سے یہ ہدیہ قبول فرمائیے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، وہ شیطان اس بچہ کے پاس اس کے بعد سے نہیں آیا۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے ایک لے لو اور دوسرے کو واپس کر دو۔ اس کے بعد ہم روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک اونٹ بلبلاتا آ رہا ہے جب ہم لوگوں کے سامنے آیا تو اس نے سجدہ کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے پوچھا: اس اونٹ کا مالک کون ہے تو انصار کے جوانوں میں سے ایک جوان نے عرض کیا:

یہ اونٹ ہمارا ہے۔ فرمایا: اس کے احوال کیا ہیں؟ انصاری نے کہا ہم نے اس اونٹ سے بیس سال پانی کھینچا ہے، اب جبکہ یہ بوڑھا ہو گیا ہے تو ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اسے ذبح کر دیں تاکہ اپنے بچوں میں اس کا گوشت بانٹ لیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اسے ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: آپ ہی کا ہے۔ فرمایا: اس کے ساتھ اس وقت حسن سلوک کرو جب تک کہ اس کی زندگی ہے۔

﴿دارمی، ابن راہویہ، ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مکہ مکرمہ کے سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور صاحب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق یہ سفر غزوہ حنین کا تھا۔ راستہ میں نبی کریم ﷺ رفع حاجت کیلئے تشریف لے گئے لیکن آپ کو کوئی مقام ایسا نہ ملا جہاں پردہ کے ساتھ بیٹھ سکتے۔ اچانک دو درخت نظر آئے۔ اس کے بعد انہوں نے دونوں درختوں کا ذکر اور اونٹ کا ذکر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مانند بیان کیا۔

﴿بزار، طبرانی، بیہقی﴾

بسند صحیح حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ کے سفر میں، میں نبی کریم ﷺ کے

ساتھ تھا۔ دوران سفر ہم ایک منزل میں تھے۔ وہاں ایک عجیب بات دیکھی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ نبی کریم ﷺ تم دونوں کو حکم فرماتے ہیں کہ باہم مل جاؤ میں گیا اور میں نے ان دونوں درختوں سے ایسا ہی کہا فوراً درختوں نے جنبش کی اور زمین سے اپنی جڑوں کا نکالا اور دونوں چل کر ایک دوسرے سے مل گئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے پردے میں رفع حاجت کی۔

اس کے بعد فرمایا: ان درختوں سے کہہ دو کہ دونوں اپنی اپنی جگہ واپس چلے جائیں۔ میں نے ان سے کہا: تو انہوں نے جنبش کی اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ جا کے نصب ہوگیا۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ یہ میرا بچہ سات سال سے شیطان کے چنگل میں ہے اور جو روزانہ دو مرتبہ اس کے پاس آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بچہ کو میرے قریب لاؤ پھر نبی کریم ﷺ نے بچہ کے منہ میں لعاب دہن اقدس لگایا اور فرمایا اور دشمن خدا نکل جا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب سفر سے واپس آئیں تو ہمیں بتانا کہ اس کا کیا حال ہے؟ چنانچہ ہم سفر سے واپس آئے تو وہ عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مکرم بنایا، جب سے ہم نبی کریم ﷺ کے پاس سے گئے ہیں، اب تک ہم نے اس پر دیوانگی کا کوئی اثر نہ دیکھا۔ پھر ایک اونٹ آیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑا ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپ نے کسی کو اس کے مالک کے پاس بھیجا اور اس سے پوچھا تمہارے اس اونٹ کا کیا قصہ ہے؟ یہ تمہاری شکایت کیوں کرتا ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہم اس سے کام لیتے رہے ہیں، اب یہ بوڑھا ہوگیا تو ہم نے کل اس کو ذبح کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے ذبح نہ کرو، اور اونٹوں میں اسے چھوڑ دو۔

(اس واقعہ کو بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے کہ یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ میں نے ان کے یہاں نسل کشی کی اور ان کا کام کیا، یہاں تک کہ میں بوڑھا ہوگیا تو اب یہ مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔)

﴿احمد، حاکم، ابن سعد، بیہقی﴾

ایک اونٹ کی شکایت بارگاہِ نبوت ﷺ میں:

یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی تین باتیں دیکھی ہیں، وہ یہ کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ اچانک ایک بوڑھا اونٹ ہمارے سامنے آیا، جب نبی کریم ﷺ نے چشم کرم اس پر ڈالی تو وہ بلبلانے لگا اور اپنی پیشانی سجدے میں زمین پر رکھ دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا: یہ اونٹ کام کی زیادتی اور چارے کی کمی کی شکایت کرتا ہے، لہٰذا تم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، پھر ہم روانہ ہوئے اور ایک منزل میں قیام کیا۔ نبی کریم ﷺ محو استراحت ہوئے تو ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور اس نے اپنی شاخوں میں نبی کریم ﷺ کو چھپا لیا پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا، جب نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے درخت کے آنے جانے کا نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے

فرمایا: یہ وہ درخت تھا جس نے اپنے رب سے میرے حضور آکر اسلام عرض کرنے کی اجازت چاہی تھی۔

✿ اس کے بعد راوی نے بچہ کے قصہ کو بیان کیا۔

﴾احمد، بیہقی، ابونعیم﴿

درختوں کا ایک دوسرے سے مل جانا:

حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دوران سفر ہم نے عجیب بات دیکھی کہ ہم ایک ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں چھوٹے چھوٹے درخت جدا جدا کھڑے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے غیلان (رضی اللہ عنہ)! ان پودوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ایک دوسرے سے مل جائیں۔ میں گیا اور دو پودوں کے درمیان کھڑے ہوکر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ آکر مل جاؤ تو ہر ایک نے جنبش کی اور جڑیں نکال کر زمین کو چیرتے ہوئے ایک دوسرے سے آکر مل گئے۔

پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ان دونوں کے اوٹ میں آبدست فرمایا اور اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ سوار ہوئے، وہ درخت اپنی اپنی جگہ نصب ہوگئے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک اور منزل میں قیام کیا۔ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور اس نے کہا:

یارسول اللہ ﷺ! قبیلہ میں کوئی بچہ مجھے اس بچے سے زیادہ محبوب نہیں لیکن اس بچے کو جنون ہوگیا ہے، اب میں اس کی موت کی تمنا کرتی ہوں، آپ اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے اس بچے کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا: "بسم اللہ وانا رسول اللہ اخرج یا عدو اللہ" یہ فقرہ تین مرتبہ فرمایا: پھر فرمایا: تم اپنے بچہ کو لے جاؤ، اب انشاء اللہ اسے کوئی تکلیف نہ ہوگی، اس کے بعد ہم روانہ ہوئے اور ایک اور منزل میں قیام کیا۔

ایک شخص آیا اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرا ایک باغ ہے جس پر میرے اہل خاندان کا گزارہ ہے اور وہاں دو آب کش اونٹ ہیں جو پاگل ہوگئے ہیں۔ اس وجہ سے میں باغ نہیں جاسکتا اور کوئی ان دونوں کے قریب پہنچنے کی قدرت نہیں پاتا، یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ روانہ ہوئے اور اس باغ میں تشریف لائے، اس کے مالک سے فرمایا: دروازہ کھولو، عرض کیا: ان دونوں اونٹوں کا معاملہ دروازہ کھولنے سے زیادہ سخت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دو، جب دروازہ کھولتے وقت حرکت ہوئی تو وہ دونوں اونٹ اس تیزی سے سامنے آئے جیسے تیز آندھی آتی ہے لیکن جب دروازہ کھلا اور ان اونٹوں کی نظر نبی کریم ﷺ پر پڑی تو دونوں جھک گئے اور سجدہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں کے سروں کو پکڑا اور ان کے مالکوں کے حوالے کردیا اور فرمایا: ان سے کام لو اور ان کو اچھا چارہ دو۔

یہ دیکھ کر لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جبکہ چوپائے آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو اس سے زیادہ آپ کو سجدہ کرنے کے حقدار ہیں؟

فرمایا: سجدہ بجز اس وحدہٗ ذات حق کے جسے موت نہیں ہے کسی کیلئے جائز نہیں ہے۔ اس کے بعد ہم واپس آئے تو اس بچے کی ماں آئی اور اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ وہ بچہ قبیلہ کے دوسرے بچوں کی مانند بالکل ٹھیک ہے۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

ایک گونگا بچہ نبی کریم ﷺ کی نگاہ کرم سے گویا ہوا:

حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو جمرۃ العقبہ کے پاس کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا ہے اور لوگ بھی کنکریاں مار رہے تھے، جب واپس تشریف لائے تو ایک عورت آئی، اسکے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، جسے آسیب تھا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے پر بلا ہے۔ یہ بات نہیں کرتا۔
نبی کریم ﷺ نے پانی لانے کا حکم فرمایا تو وہ عورت پتھر کے برتن میں پانی لائی، نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک میں لے کر اس میں سے پانی دہن اقدس میں لے کر اس میں کلی کر دی پھر اسے دیکھ کر فرمایا: ''اس پانی کو پلاؤ اور اس سے اس کا منہ دھلاؤ۔''
حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے گئی اور میں نے کہا کہ اس پانی میں سے تھوڑا سا پانی مجھے دو۔ اس نے کہا کہ اس میں سے لے لو، تو میں نے اس میں سے ایک چلو پانی لے کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا۔ ماشاءاللہ وہ زندہ رہا اور اس کی زندگی نبی کریم ﷺ کے کرم واحسان سے ہوئی۔ حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے ملاقات کر کے بچے کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ وہ لڑکا ایسا تندرست ہے کہ کوئی بچہ اس جیسا اچھا نہیں ہے۔
۞ (ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ وہ تندرست ہو گیا اور ایسا عقل مند ہوا کہ لوگوں میں کوئی اس جیسا عقل مند نہ تھا۔)

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایک بچے کی گواہی:

حضرت معیقیب یمانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر تھا۔ میں مکہ مکرمہ کے ایک گھر میں گیا تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ وہاں تشریف فرما ہیں۔ وہاں میں نے آپ کی عجیب بات دیکھی کہ آپ کے پاس یمامہ کا ایک شخص ایک بچہ لایا جو اسی دن پیدا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس بچہ سے پوچھا: اے بچے! میں کون ہوں؟
بچہ نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا کہ اللہ تعالیٰ تیری عمر میں برکت دے۔ اس کے بعد اس بچے نے جوان ہونے تک بات نہ کی۔ اس بنا پر ہم نے اس کا نام ''مبارک الیمامہ'' رکھ دیا۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

رکن غربی کا نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرنا:

حضرت جعفر بن محمد کوفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوعبداللہ صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب رکن غربی پہنچے اور اس سے آگے بڑھے تو اس رکن نے آپ سے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کے رب کے گھر کے رکنوں میں ایک رکن نہیں ہوں؟ مجھ میں کیا بات ہے جو آپ نے مجھے بوسہ نہ دیا تو نبی کریم ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا: اطمینان رکھ تجھ پر سلام ہو، تجھے محروم نہ رکھا جائے گا۔

﴿ابن نجار﴾

کتاب اللہ اور سنت چھوڑے جا رہا ہوں:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں لوگوں سے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! میں جو تمہیں حکم دیتا ہوں وہ کرو۔ کیونکہ مجھے توقع نہیں ہے کہ اس سال کے بعد اس موقف میں میں تم سے ملاقات کروں۔ اے لوگو! میری بات غور سے سنو، میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھاما تو ہرگز تم گمراہ نہ ہوگے۔ وہ کتاب اللہ اور میری سنت ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو قربانی کے دن جمرۃ پر اپنی سواری پر سوار کنکریاں مارتے دیکھا ہے اور آپ فرما رہے تھے کہ مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو کیونکہ مجھے توقع نہیں ہے کہ اس حج کے بعد میں حج کروں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ اس حج میں جس میں آپ نے حج کیا۔ قربانی کے دن کھڑے ہوئے اور لوگوں سے فرمایا: یہ کون سا دن ہے۔ (راوی نے حدیث پوری بیان کرتے ہوئے کہا کہ) میں نے تمہیں خدا کا حکم پہنچا دیا؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں! یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہ، اسکے بعد لوگوں کو رخصت فرمایا۔ اس بنا پر لوگوں نے کہا کہ یہ حجۃ الوداع تھا۔

﴿ابن سعد﴾

سوالات بتائے بغیر نبی کریم ﷺ نے جوابات ارشاد فرما دیئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مسجد خیف (منیٰ) میں نبی کریم ﷺ کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی شخص آیا اور ان دونوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو جو کچھ تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو میں اس کا جواب پہلے ہی

دوں، تو میں جواب دیتا ہوں اور اگر تم چاہو کہ تم سوال کرو اور میں جواب دیتا جاؤں تو یہ کرلو۔

دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی ارشاد فرمائیں اور ہمارے ایمان میں اضافہ فرمائیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ثقفی سے فرمایا۔ تم اپنی رات کی نماز، اپنے رکوع، اپنے سجود، اپنے روزے اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھنے آئے اور انصاریوں سے فرمایا: تم اپنے گھر سے نکل کر خانہ کعبہ کی طرف آئے اور گھر میں اپنے مال کے بارے میں اور عرفات میں ٹھہرنے کے بارے میں اور اپنا سر منڈانے، خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔ دونوں نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ہم ان ہی باتوں کو دریافت کرنے کی غرض سے آئے تھے۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اس کی مانند مروی ہے جو آگے آرہی ہے۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پانچ یا چھ قربانی کے جانور لائے گئے تو وہ جانور ایک دوسرے کو دھکیل کر نبی کریم ﷺ کے قریب ہوتے تھے کہ سب سے پہلے قربانی کی ابتداء اس سے کریں۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

وصال کی خبر:

عاصم بن حمید سکونی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ نصیحت و وصیت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! شاید کہ تم اس سال کے بعد مجھ سے نہ ملو اور شاید کہ تم میری مسجد اور میری قبر انور پر حاضر ہو۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رونے لگے۔

(اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے متصل روایت کیا ہے۔)

﴿احمد، بیہقی﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ، ابن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب حج سے فارغ ہوئے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا اور وہ یمن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا زندہ ہونا اور ایمان لانا:

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کئی مجہول راوی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حجۃ الوداع کا حج کرایا اور میرے ساتھ آپ عقبۃ الحجون تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ رو رہے تھے اور محزون و مغموم تھے، جب وہاں سے واپس تشریف لائے تو آپ خوش تھے اور تبسم فرما رہے تھے۔ میں نے آپ سے اس کی بابت استفسار کیا تو فرمایا میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی تھی کہ انہیں زندہ کر دے، چنانچہ وہ مجھ پر ایمان لائیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر موت دیدی۔

انگشتہائے مبارکہ سے پانی کا نکلنا:

حضور نبی کریم ﷺ کی انگشت ہائے مبارکہ سے پانی کا جاری ہونا، آپ کی برکت سے پانی کا زیادہ ہونا اور متعدد بار اسکا واقع ہونا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ نمازِ عصر کا وقت آ گیا اور ہمارے پاس پانی موجود نہ تھا۔ بجز اس بچے ہوئے پانی کے جو برتن میں تھا تو میں اس پانی کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک داخل کیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور فرمایا تم لوگ وضو کیلئے آؤ، برکت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے چنانچہ لوگوں نے وضو کیا اور اسے پیا اور ہم چودہ سو آدمی تھے۔

﴿بخاری﴾

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت قریب آ گیا اور لوگ پانی کی تلاش کر رہے تھے مگر پانی کہیں نہ پاتے تھے تو آپ کے پاس برتن میں پانی لایا گیا اور آپ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں تو میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے جوش مار رہا تھا اور تمام لوگوں نے وضو کیا اور سب سے آخر میں، میں نے وضو کیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور کچھ پانی کشادہ برتن میں لایا گیا۔ آپ نے اپنی انگشت ہائے مبارک کو اس برتن میں رکھ دیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے نکل رہا تھا اور لوگ وضو کر رہے تھے، جن لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا ہے میں نے ان کی تعداد ستر سے اسی (۸۰) تک گنی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ قبا شریف تشریف لائے، وہاں کے گھروں میں سے کسی گھر سے چھوٹا سا پیالہ آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں داخل کیا مگر پیالے میں وسعت نہ تھی، تو آپ نے صرف چار انگلیاں اس میں داخل کیں اور انگوٹھا کے اس میں داخل ہونے کی گنجائش نہ تھی۔ اسکے بعد لوگوں سے فرمایا آؤ پانی پی لو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے پانی جوش مار رہا تھا، تمام لوگ پیالے کے گرد آئے اور ان سب نے اس کا پانی خوب سیر ہو کر پیا۔

﴿بیہقی﴾

حمید رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نماز کا وقت آیا تو لوگ اٹھ کر اپنے اپنے قریبی مکانوں میں وضو کرنے چلے گئے مگر بہت سے لوگ باقی رہ گئے تو لوگ پتھر کا برتن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے جس کا نام مخضب ہے۔ اس میں پانی تھا۔ وہ مخضب اتنا چھوٹا تھا کہ آپ دست مبارک اس میں کشادہ نہ فرما سکے۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا۔

ہم نے پوچھا وہ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے بتایا کہ کچھ اوپر اسی تھے۔

(بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی مانند حسن رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت کی ہے۔)

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایتیں مشابہ ہیں۔ ممکن ہے کہ تمام روایتیں ایک ہی واقعہ کی ہوں اور وہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نبی کریم ﷺ قبا تشریف لے گئے تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کے مشابہ ہے۔ ممکن ہے وہ خبر دوسرے واقعہ کی ہو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک پیالہ میں پانی طلب فرمایا اور اپنا دست اقدس اس میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان اور کناروں سے جوش مارنے لگا اور تمام اصحاب نے وضو کیا۔ میں نے حضرت نس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کتنے حضرات تے؟ انہوں نے فرمایا: تقریباً تین سو تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

لعاب دہن کی برکت سے کنوئیں کا پانی کبھی ختم نہ ہوا:

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے قبا شریف کے کنوئیں کے بارے میں کسی نے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کنواں اتنا تھا کہ ایک آدمی اس کا پانی نکال کر اپنے گدھے پر لاد کر لے جاتا تھا اور اس کنوئیں کا پانی ختم ہو جاتا تھا تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ایک ڈول پانی نکالنے کا حکم دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس پانی سے وضو کیا یا پانی میں لعاب دہن ڈالا اور حکم دیا کہ اس پانی کو کنوئیں میں ڈالا جائے اس کے بعد اس کنوئیں کا پانی کبھی نہ ختم ہوا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ نے طلوع فجر کے وقت نزول فرمایا۔ رفع حاجت کے بعد میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے صداء کے بھائی کیا پانی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ البتہ تھوڑا سا پانی ہے۔ وہ پانی آپ کو کفایت نہ کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس پانی کو ایک برتن میں کرلو اور اس برتن کو میرے پاس لے آؤ۔ پھر نبی

کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک پانی میں رکھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی چشمہ کی مانند جوش مار رہا تھا۔

آپ نے فرمایا: میرے صحابہ کو آواز دو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو آ کر لے لے۔ تو میں نے آواز دی تو ان میں سے جس کو ضرورت تھی، پانی لے لیا۔

اس وقت ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارا ایک کنواں ہے، جب سردی کا موسم ہوتا ہے تو اس کا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہم قرب و جوار کے کنوؤں پر پھیل جاتے ہیں چونکہ اب ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمارے قرب و جوار کے لوگ ہمارے دشمن بن چکے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے کنوئیں کے بارے میں دعا کیجئے تا کہ اس کا پانی وافر ہو جائے اور ہم اسی پر مجتمع رہیں کہیں اور نہ جانا پڑے۔ نبی کریم ﷺ نے سات کنکریاں منگائیں اور کنکریوں کو اپنے دست اقدس میں اور ان پر دعا پڑھی تو پھر فرمایا ان کنکریوں کو لے جاؤ۔ جب تم کنوئیں پر پہنچو تو ایک ایک کر کے یہ کنکریاں اس میں ڈال دو اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہو۔ حضرت صدائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جیسا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم نے ویسا ہی کیا اس کے بعد ہم میں طاقت نہ رہی کہ اس کنوئیں کی گہرائی کو دیکھ سکیں۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ، بیہقی، ابونعیم﴾

کنیسہ کی بجائے مسجد بنانے کا حکم:

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سفیر بن کے بارگاہِ سرور کونین ﷺ میں حاضر ہوئے اور ہم نے اپنی سرزمین کے کنیسہ کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے عرض کیا اور ہم نے خواہش کی کہ ہمیں اپنا بچا ہوا پانی عنایت فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور دہن اقدس میں پانی لے کر ہمارے مشکیزہ میں اس پانی کی کلی فرما دی اور فرمایا: اس پانی کو لے جاؤ جب تم اپنے علاقے میں پہنچو تو اپنے کنیسہ کو توڑ دینا اور اس جگہ میں اس پانی کو چھڑک دینا اور اس جگہ مسجد بنا لینا۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! گرمی شدید ہے اور ہمارا شہر دور ہے، پانی خشک ہو جائے گا۔

فرمایا: اسے اور پانی سے مدد دیتے رہو، وہ اس کی پاکیزگی اور برکت کو ہی زیادہ کرے گا، پھر ہم میں اس مشکیزہ کو لے کر جانے میں جھگڑا ہوا کہ کون اسے اٹھا کر لے جائے تو ہم نے ہر مرد کی باری مقرر کر دی کہ ایک دن ایک لے کر چلتا تو دوسرے دن دوسرا شخص۔ جب ہم اپنے شہر میں پہنچے تو ہم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ہمیں حکم دیا گیا تھا، ہمارے کنیسہ کا راہب ''بنوطے'' کا شخص تھا، ہم نے نماز کیلئے اذان دی تو وہ راہب سن کر کہنے لگا یہ حق کی دعوت ہے پھر وہ بھاگ گیا اس کے بعد ہم نے اسے نہ دیکھا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن صبح کی تو لشکر میں پانی نہ تھا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! لشکر میں پانی نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس تھوڑا سا پانی بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! تو وہ برتن لایا گیا

جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔

تو نبی کریم ﷺ نے برتن کے دہانہ میں اپنی انگلیاں کھول دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمہ پھوٹ رہا ہے اور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ برکت والا پانی لے لیں۔

﴿احمد، بیہقی، بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پانی طلب فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا: پانی نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے پانی نہ پایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشکیزہ ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مشکیزہ لا کر پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اس میں پھیلا دیا اور آپ کے دست اقدس کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ پانی پی رہے تھے اور ان کے سوا اصحاب وضو کر رہے تھے۔

﴿دارمی، ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم لوگ نشانیوں کو عذاب گردانتے ہو اور ہم نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ان نشانیوں کو برکت شمار کرتے تھے۔ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برتن لایا جاتا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا تھا اور نبی کریم ﷺ فرماتے کہ برکت والے پانی کو آ کر لے لو اور یہ برکت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ یہاں تک کہ ہم سب وضو کر لیا کرتے تھے۔

﴿بخاری﴾

ابویعلی الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہمیں پیاس نے بے چین کیا تو ہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ گڑھا کھودا جائے تو میں نے گڑھا کھودا اور اس گڑھے پر چمڑا ڈال دیا اور اس چمڑے پر نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا جس کے پاس پانی ہو وہ پانی لائے پھر مشکیزے والے نے پانی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابلتا ہوا دیکھا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور اپنی سواری کے جانوروں کو ان سب نے پلایا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

قاسم بن عبداللہ بن ابورافع اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آخر شب میں قیام فرمایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر شخص اپنے مشکیزے میں پانی تلاش کرے تو کسی کے پاس سے پانی نہ نکلا۔ بجز ایک شخص کے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پانی کو برتن میں لوٹا اور فرمایا: تم سب وضو کرو، اس وقت میں نے پانی کی طرف دیکھا نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے وہ جوش مار رہا تھا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر نے پانی پیا، اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنا دست

مبارک اٹھایا تو اس میں اتنا ہی پانی موجود تھا جتنا پہلی مرتبہ مشکیزے سے ڈالا گیا تھا۔
﴿ابونعیم﴾

ایک کوزۂ سے تمام لشکر سیراب ہوگیا:

عبدالرحمن بن ابوعمرہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں تھے۔ لشکر اسلام کو پیاس نے بے چین کیا تو نبی کریم ﷺ نے کوزہ طلب فرمایا اور اسے اپنے سامنے رکھا۔ پھر پانی طلب فرمایا اور اسے اس کوزہ میں بھرا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے جو خدا نے چاہا دعا پڑھی، اس کے بعد اپنی چھنگلیا کو اس میں ڈبو دیا۔

راوی نے کہا کہ میں خدا کی قسم سے کہتا ہوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے ابلتے دیکھے۔ پھر فرمایا: "اشهد ان لا اله الا الله و ان محمد عبداه و رسوله" ان دونوں کلموں کے ساتھ قیامت کے دن جو بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔
﴿ابونعیم﴾

یہ سقیا ہے:

خدیج بن سدرہ بن علی سلمی رضی اللہ عنہ جو اہل قبا سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے اور ہم نے فاحہ میں نزول کیا۔ یہ وہ جگہ ہے جسے آج سقیا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس منزل میں پانی نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فاحہ سے ایک میل کے فاصلے پر بنی غفار کے چشمہ پر بھیجا اور نبی کریم ﷺ "صدر وادی" میں اتر گئے اور بعض اصحاب بطن وادی میں لیٹ گئے اور وہ اپنے ہاتھ سے کنکریاں ہٹانے لگے تو ان کا ہاتھ تر ہوگیا۔ پھر وہ بیٹھ گئے، اوگہرا کرنا شروع کردیا اور اس کے اوپر پانی ابلنے لگا۔ پھر اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو دی اور خوب پیا اور تمام صحابہ کو پلایا، یہاں تک کہ سب سیراب ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ سقیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سیراب کیا ہے۔ اس کے بعد اس کا نام سقیا ہوگیا۔

﴿ابونعیم الصحابہ﴾

حسنین کریمین لسان نبوت سے سیراب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ باہر نکلے، ابھی راستہ میں ہی تھے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی آواز سنی کہ وہ رو رہے تھے۔ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میرے یہ فرزند کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ پیاسے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے تو کسی کے پاس ایک قطرہ پانی نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اپنی چادر کے نیچے سے انہیں مجھے دو، پھر نبی کریم ﷺ نے ان کو لے کر اپنے سینے سے چپٹا لیا۔ حالانکہ وہ رو رہے تھے خاموش نہیں ہوتے تھے، پھر آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دی،

وہ اسے چوسنے لگے، یہاں تک کہ وہ سیراب ہوکر خاموش ہو گئے اور ان کے رونے کی آواز سنائی نہ دی اور دوسرے صاحبزادے برابر روئے جا رہے تھے جیسے پہلے صاحبزادے رو رہے تھے، خاموش ہی نہ ہوتے تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب دوسرے صاحبزادے کو مجھے دے دو اور آپ نے انہیں لے کر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ دونوں خاموش ہو گئے اور دونوں نے رونا بند کر دیا۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

ایک چھاگل سے تمام لشکر سیراب ہو گیا اور اپنے برتن بھر لیے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے پیاس کی شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور ایک شخص کو بلایا اور فرمایا: تم دونوں جاؤ اور میرے لیے پانی تلاش کر کے لاؤ تو وہ دونوں گئے اور انہیں ایک عورت ملی جو اپنے اونٹ کی جانب چھاگلوں میں پانی بھر کے لا رہی تھی، ان دونوں نے پوچھا پانی کہاں ہے؟

اس نے کہا کہ کل میں اس وقت پانی پر تھی، (یعنی یہاں سے ایک دن رات کی مسافت پر ہے۔)

پھر یہ دونوں اس عورت کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور نبی کریم ﷺ نے برتن طلب فرمایا اور دونوں چھاگلوں کے دہانے کھول کر دہن اقدس میں پانی لیا اور اس پانی سے دونوں چھاگلوں میں کلی کر کے دونوں چھاگلوں کے دہانوں کو باندھ دیا اور چھاگل کے نچلے چھوٹے دہانے کو کھول دیا اور لوگوں کو آواز دی کہ پانی پی لیں اور بھر لیں تو جس نے چاہا پیا اور جتنا چاہا بھر لیا، وہ عورت کھڑی دیکھتی رہی، اس کے پانی کے ساتھ آپ کیا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہر ایک چھاگل سے پانی لیا گیا اور ہم خیال کرتے رہے کہ وہ چھاگل پہلے سے زیادہ لبریز ہے جتنا کہ پانی لینے سے پہلے بھری ہوئی تھی۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: اس عورت کیلئے کھانے کی چیزیں جمع کرو تو صحابہ کرام نے کھجوریں، آٹا اور ستو اتنا جمع کیا کہ وہ اس کے پاس بہت وافر ہو گیا، پھر نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے فرمایا، تم جانتی ہی ہو کہ ہم نے تمہارا پانی قطرہ بھر کم نہیں کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے، پھر وہ عورت اپنے گھر چلی گئی چونکہ اس عورت کو دیر ہو گئی تھی، اس بنا پر اس سے اس کے گھر والوں نے پوچھا: اے فلانی! تجھے کیسے دیر ہو گئی؟

اس عورت نے کہا کہ میں نے عجیب بات دیکھی ہے، وہ یہ کہ راستے میں مجھے دو آدمی ملے اور وہ دونوں مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں اور انہوں نے میرے پانی کے ساتھ ایسا ایسا کیا، جو واقعہ گزرا اسے بیان کیا۔ خدا کی قسم! وہ شخص اس کے اور اس کے درمیان بڑا ساحر ہے اور اس عورت نے انگوٹھے اور ان کے برابر کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر یہ بات کہی، پھر کہا کہ وہ شخص یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہے۔

راوی کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے اس کے بعد اس کے گردونواح کے مشرکوں پر تخت و تاراج

کیا مگر ان لوگوں سے کوئی تعرض نہ کیا، جن میں وہ عورت تھی اور جہاں وہ پانی لینے جمع ہوتے تھے، اس عورت نے ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ یہ مسلمان تم لوگوں کو قصداً چھوڑ دیتے ہیں اور تم سے تعرض نہیں کرتے تو کیا تم لوگوں کو قبول اسلام کی رغبت ہے؟ ان سب نے اس عورت کی بات مان لی اور وہ سب اسلام میں داخل ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رات میں سفر کر رہے تھے۔ راوی نے کہا کہ مسلمانوں کو شدید پیاس لاحق ہوئی اور دو شخص صحابہ میں آئے۔ راوی نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے یا ان کے سوا کوئی اور ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ایک عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام پر پاؤ گے اور وہ عورت اس قسم کی ہے اور اس کے ساتھ اونٹ ہوگا اور پانی کی دو چھاگلیں لٹکی ہوئی ہوں گی، تم دونوں اسے میرے پاس لاؤ، چنانچہ ان دونوں نے اس عورت کو اپنے اونٹ پر دونوں چھاگلوں کے درمیان بیٹھا پایا اور انہوں نے اس سے کہا کہ نبی کریم ﷺ تمہیں بلاتے ہیں۔

اس عورت نے پوچھا کون رسول ﷺ؟ کیا وہ صابی شخص؟ دونوں نے کہا کہ وہی جن کو تم اس طرح کہتی ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔ تو وہ اسے اپنے ساتھ لائے۔ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان چھاگلوں کا پانی ایک برتن میں کر دیا جائے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے جو خدا نے چاہا پڑھا، پھر اس پانی کو دونوں مشکیزوں میں بھر دیا گیا، اس کے بعد ان مشکیزوں کی نچلی جانب کے چھوٹے دھانے کو کھولنے کا حکم دیا تو اسے کھولا گیا پھر لوگوں نے حکم دیا کہ اپنے برتنوں کو بھر لیں اور سیراب ہو کر پی لیں تو اس وقت کوئی برتن اور کوئی مشکیزہ باقی نہ رہا، جسے نہ بھر لیا گیا ہو۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ دونوں مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو کپڑا بچھانے کا حکم دیا، اس کے بعد صحابہ کو توشہ جمع کرنے کا حکم دیا تو صحابہ نے اس کیلئے اتنا توشہ جمع کر دیا کہ اس کا کپڑا ابھر گیا، پھر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اسے لے جاؤ کیونکہ ہم نے تمہارے پانی کا ایک قطرہ نہیں لیا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے، جب وہ عورت اپنے گھر پہنچی تو اس نے اپنی قوم کو بتایا میں جس کے پاس سے آ رہی ہوں وہ یا تو لوگوں میں سے سب سے بڑا ساحر ہے یا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہے پھر اس قبیلہ کا سردار آیا یہاں تک کہ وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ ستر سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اپنے صحابہ کے ساتھ رات میں سفر جاری رکھا، اور صبح کے وقت قیام فرمایا۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ سو گئے، یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو دیکھا

کہ آفتاب طلوع ہو چکا ہے اور تسبیح و تکبیر کہتے اٹھ بیٹھے اور آپ نے ناپسند جانا کہ نبی کریم ﷺ کو بیدار کیا جائے یہاں تک کہ فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیدار ہو گئے پھر ایک اور صحابی بیدار ہوئے جو بلند آواز تھے اور انہوں نے خوب بلند آواز سے تسبیح و تکبیر کہی یہاں تک کہ ہم اور نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے، اس وقت ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم سب کی نماز فوت ہو گئی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے نماز فوت نہیں ہوئی۔ اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے سوار ہونے کا حکم فرمایا اور وہ سب پر وقار طریقے پر روانہ ہوئے پھر نبی کریم ﷺ نے نزول فرمایا اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی سواریوں سے اتر گئے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانی لاؤ تو صحابہ چند گھونٹ پانی لائے، جو آفتابہ میں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس پانی کو ایک برتن میں ڈالا پھر اس پانی میں اپنا دست اقدس ڈالا اور اپنے صحابہ سے کہا کہ وضو کرلو تو تقریباً ستر آدمیوں نے وضو کیا، پھر نبی کریم ﷺ نے نماز کیلئے اذان دینے کا حکم دیا اور اذان کہی گئی اور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی، جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا ایک صحابی کھڑا ہے، جب نبی کریم ﷺ نے اسے ملاحظہ فرمایا تو اس سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی؟

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں جنبی ہو گیا ہوں، فرمایا: پاک مٹی سے تیمم کرلو تو نماز پڑھ لو اور جس وقت تمہیں پانی مل جائے تو غسل کر لینا، پھر جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ چند صحابہ کرام کو پانی تلاش کرنے کیلئے روانہ فرمایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چند صحابہ کے ساتھ ایک دن اور ایک رات پانی کی تلاش میں رہے پھر انہیں ایک عورت ملی جو اپنی سواری پر دو چھاگلوں کے درمیان سوار تھی۔ اس سے پوچھا تم کہاں سے آرہی ہو؟ اس نے کہا کہ میں یتیموں کیلئے پانی لا رہی ہوں۔ جب اس عورت نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا اور بتایا کہ ایک رات کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر پانی ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر ہم پانی کی طرف گئے تو ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہمارے جانور ہلاک ہو جائیں گے اور ہم میں سے بھی شاید کوئی ہلاک ہو جائے۔ یہ کہہ کر آپ نے کہا کہ ہم ان چھاگلوں کو ہی نبی کریم ﷺ کے پاس لے جاتے ہیں تا کہ آپ ہی اس بارے میں غور فرمائیں، چنانچہ جب علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی آئے اور ان کے ساتھ ان دو چھاگلوں کے درمیان اونٹ پر سوار عورت آئی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم نے اس عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پایا ہے۔ میں نے اس عورت سے پانی کے چشمے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کی دوری میں چشمہ ہے۔ اس کے بعد ماسبق حدیث کی مانند بیان کیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ رات میں سفر فرما رہے تھے، آخری شب میں سوئے تو اس وقت بیدار ہوئے جب دھوپ پشت پر پڑ رہی

تھی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے آفتابہ طلب فرمایا جو میرے ساتھ تھا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا، حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے وضو فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا: اس بقیہ پانی کو اپنے آفتابہ میں محفوظ رکھنا کیونکہ اس سے ایک معجزہ ظاہر ہوگا پھر نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا تو لوگ کہنے لگے کہ ہم پیاس سے ہلاک ہونے لگے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ہرگز ہلاک نہ ہوگے پھر فرمایا: سب میرے پیالے کے گرد آ جاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آفتابہ کو طلب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آفتابہ کا بقیہ پانی پیالے میں ڈالا اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان سب کو پلانے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم خوب سیر ہوکر پیو، یہاں تک کہ کوئی پانی سے محروم نہ رہا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں آپ اپنی کسی حاجت سے لشکر سے پیچھے رہ گئے اور میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ آفتابہ کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جب نبی کریم ﷺ نے قضائے حاجت کی تو میں نے آفتابہ سے وضو کیلئے پانی ڈالا، وضو کرنے کے بعد مجھ سے فرمایا: اس پانی کو حفاظت سے رکھنا ممکن ہے اس بقیہ پانی سے معجزہ ظاہر ہو اور لشکر روانہ ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کی اطاعت کریں گے تو وہ اپنی جانوں کے ساتھ مہربانی ونرمی کریں گے اور اگر ان دونوں کی نافرمانی کی تو وہ اپنی جانوں پر سختی وشدت کریں گے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں نے لشکر کو مشورہ دیا کہ کسی چشمے پر پہنچنے سے پہلے قیام نہ کرنا چاہیے مگر لشکریوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ٹھہرنا چاہیے، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو وہ ٹھہر چکے تھے اور ہم ان سب دوپہر کے وقت آ کے ملے اور وہ لوگ پیاس سے بے تاب تھے۔

نبی کریم ﷺ نے مجھے آفتابہ کے ساتھ بلایا اور میں نے آفتابہ آپ کو پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے آفتابہ کو بغل میں دبا کر صحابہ کو پانی پلایا اور ان سب نے پیا۔ یہاں تک کہ وہ سیراب ہوگئے، اور وضو کر کے اپنے تمام برتنوں میں پانی بھر لیا، یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کوئی پانی بھرنے والا ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آفتابہ میرے حوالے کر دیا، اور اس میں پانی اتنا ہی تھا جتنا کہ پہلے موجود تھا اور یہ لشکر بہتر افراد کا تھا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آفتابہ سے عنقریب معجزہ کا ظہور ہوگا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشرکین کی جانب ایک لشکر مرتب فرمایا۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تیزی کے ساتھ سفر کرو

کیونکہ تمہارے اور مشرکوں کے مابین چشمہ ہے، اگر مشرکوں نے اس چشمہ پر سبقت کی تو یہ صورت لوگوں پر شاق ہوگی اور تم اور تمہارے جانور شدید پیاس سے دوچار ہو جائیں گے اور نبی کریم ﷺ آٹھ صحابہ کے ساتھ پیچھے رہ گئے اور میں ان میں نواں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا: کیا تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ تھوڑی رات آرام کرکے ہم لوگوں سے مل جائیں، صحابہ نے عرض کیا: درست ہے تو وہ سب سو گئے اور کسی نے ان کو بیدار نہ کیا، مگر آفتاب کی گرمی نے انہیں جگایا۔

اس وقت نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا آگے بڑھ کر اپنی قضائے حاجت کرلو تو انہوں نے ایسا کیا پھر جب وہ واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: میرے پاس آفتابہ ہے، فرمایا: اسے لے آؤ۔

نبی کریم ﷺ نے آفتابہ لے کر اپنے دست مبارک سے مسح فرمایا اور اس میں دعائے برکت پڑھی اور صحابہ سے فرمایا آؤ، وضو کرلو تو وہ سب آئے اور نبی کریم ﷺ نے اس آفتابہ سے فرمایا آفتابہ میں بچے ہوئے پانی کی حفاظت کرنا کیونکہ اس سے عنقریب معجزہ ظاہر ہوگا۔ پھر نبی کریم ﷺ سوار ہوکر لشکر کی جانب چل دیئے اور اپنے صحابہ سے فرمایا تمہارا لشکر کے بارے میں کیا خیال ہے کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی زیادہ عالم ہے۔

فرمایا: ان میں ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور لوگ ثابت قدم رہیں گے اور مشرکوں نے اس چشمہ پر بڑھ کر قبضہ کرلیا ہے اور لشکر کو شدت کا سامنا ہے اور انہیں اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں کو شدید پیاس نے بے تاب کر رکھا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس پہنچے تو آفتابہ والے شخص سے فرمایا: آفتابہ میرے پاس لاؤ تو وہ لائے اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا، پھر نبی کریم ﷺ نے لشکر سے فرمایا آؤ اور تم سب پانی پی لو اور نبی کریم ﷺ ان کیلئے پانی ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں نے پانی پیا اور تمام برتن، مشکیزے اور چھاگلیں ان سب نے بھر لیں، اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ اور مشرکوں کی طرف بڑھے اور اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور ہوا نے مشرکوں کے مونہوں پر طمانچے مارے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت نازل فرمائی اور مسلمانوں کو ان کی پشت پھیرنے کی طاقت عطا فرمائی اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور بڑے بڑوں کو قتل کرکے بہت سے مشرکوں کو قید کرلیا اور مسلمانوں نے وافر غنیمت حاصل کی اور نبی کریم ﷺ اور تمام مسلمان صحیح و سالم واپس آئے۔

﴿ابن عدی، ابویعلیٰ، بیہقی﴾

انگلیوں سے چشمہ جاری:

حبان بن بح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری قوم مسلمان ہوگئی تو مجھے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر ترتیب دے کر ان کی طرف روانہ فرمایا ہے۔ اس وقت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: کہ میری قوم اسلام پر ہے کیا وہ مسلمان

ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہاں!

حضرت حبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس رات صبح تک رہا اور میں نے نماز فجر کیلئے اذان دی اور جب میں نے صبح کی تو نبی کریم ﷺ نے مجھے برتن دیا اور میں نے اس سے وضو کیا۔ نبی کریم ﷺ برتن میں اپنی انگلیاں رکھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے چشمہ جاری تھا۔ آپ نے فرمایا: تم میں جو وضو کرنا چاہے آ کر وضو کر لے۔

﴿بغوی، ابن ابی شیبہ، طبرانی﴾

کھاری پانی شریں بن گیا:

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے ہمام بن نفیل سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے ایک کنواں کھودا ہے مگر اس کا پانی کھاری ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے ایک مشکیزہ عنایت فرمایا جس میں پانی تھا اور فرمایا: اس پانی کو اس میں ڈال دینا تو میں نے اس کا پانی کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی یمن کے تمام پانیوں سے زیادہ شیریں ہو گیا۔

افزوائی طعام کے معجزات

کھانے میں برکت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے اور گفتگو کر رہے تھے اور آپ کے شکم اقدس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے آپ کے کسی صحابی سے پوچھا، نبی کریم ﷺ نے اپنے شکم اقدس پر پٹی کیوں باندھ رکھی ہے؟ صحابہ نے بتایا: بھوک سے۔

پھر میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور میں نے ان سے یہ بات کہی۔ وہ میری والدہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کیا کچھ کھانے کی قسم سے ہے؟ انہوں نے کہاں ہاں۔ میرے پاس روٹی کا ٹکڑا اور کچھ کھجوریں ہیں اگر نبی کریم ﷺ ہمارے یہاں تنہا تشریف لائیں گے تو اتنا طعام ان کیلئے کفایت کرے گا اور اگر نبی کرم کے ساتھ اور بھی صحابہ آئے تو ان کیلئے کفایت نہ کرے گا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: اے انس رضی اللہ عنہ! تم جاؤ، اور رسول اللہ ﷺ کے قریب کھڑے رہو، جب نبی کریم ﷺ اٹھیں اور لوگ ان سے علیحدہ ہو کر چلے جائیں تو تم نبی کریم ﷺ کے پیچھے جانا، جب نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس کے دروازے کے پردے پر کھڑے ہوں تو عرض کرنا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تو میں نے ایسا ہی کیا اور جب میں نے عرض کیا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

اے صحابیو! آؤ اس کے بعد میرا ہاتھ تھاما اور اسے دبایا پھر اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف لے چلے، یہاں تک کہ جب ہم اپنے گھر کے قریب پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور میں آنے والوں کی کثرت سے غمگین گھر میں داخل ہوا اور میں نے عرض کیا: اے بابا جان! میں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح عرض کیا تھا جس طرح آپ نے مجھے تاکید فرمائی تھی مگر نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو بلا لیا اور آپ ان سب کے ساتھ تشریف لے آئے، یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس کو صرف آپ کو بلانے کیلئے بھیجا تھا چونکہ میرے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ جس سے یہ سب شکم سیر ہوسکیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا چلو جو کچھ تمہارے پاس ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے گا اور نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس جو کچھ ہے اسے جمع کر کے لاؤ تو ہم جتنی روٹی اور کھجوریں ہمارے پاس تھیں لائے اور ان کو دسترخوان پر رکھ دیا، پھر نبی کریم ﷺ نے ان پر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: میرے قریب آٹھ آدمی آئیں تو میں نے نبی کریم ﷺ کے پاس آٹھ آدمی بھیجے اور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس کھانے پر رکھ دیا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو ان سب نے اپنے آگے سے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہوگئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ مزید آٹھ آدمی میرے پاس لاؤ تو یہ سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ اسی آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور ان سب نے خوب سیر ہوکر کھانا کھایا، اس کے بعد مجھے اور میری والدہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: کھاؤ تو ہم سب نے کھایا، یہاں تک کہ ہم شکم سیر ہوگئے۔ اس کے بعد اپنا دست مبارک اٹھا کر فرمایا:

اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! یہ تمہارا کھانا اتنا ہی ہے جتنا تم میرے پاس لائی تھیں، اس پر میری والدہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر میں نے ان کو کھاتا ہوا نہ دیکھا ہوتا تو میں کہتی کہ ہمارے کھانے میں انہوں نے کچھ نہیں کھایا ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کی نحیف آواز سنی ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ نقاہت بھوک کی وجہ سے ہے تو کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں ہے اور انہوں نے چند جَو کی روٹیاں نکالیں، اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے تمام حاضرین سے فرمایا: اٹھو! میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے اس سے سارا حال بیان کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! رسول اللہ ﷺ تمام حاضرین کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم سب کو کھلاسکیں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ عالم ہیں۔ غرض کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! جو کچھ تمہارے پاس ہے میرے پاس لے آؤ، تو وہ جو کی روٹیاں لائیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو توڑنے کا حکم دیا اور انہوں نے توڑ کر کپیا سے گھی ڈال

کر ملیدہ بنایا، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس پر جو خدا نے چاہا دعائے برکت پڑھی۔ پھر فرمایا: میرے پاس دس آدمی آئیں، تو وہ آئے اور انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ جب وہ چلے گئے تو فرمایا: مزید دس آدمی آئیں تو انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر فرمایا: دس آدمی آئیں، اس طرح تمام حاضرین نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ حضرات ستر یا اسی تھے۔

اور اس روایت کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد سندوں سے روایت کیا ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور اہل خانہ نے کھانا کھایا اور اتنا کھانا بڑھا کہ انہیں پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا گیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بِسْمِ اللہِ اَللّٰھُمَّ عَظِّمْ فِیهِ الْبَرَکَةَ"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کا ولیمہ ایک طباق حیس سے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو مجھ سے میری والدہ نے کہا: اے انس! نبی کریم ﷺ نے عروسی کی حالت میں صبح کی ہے اور میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ہاں صبح کا ناشتہ نہیں ہوگا، لہٰذا تم گھی کا پیپہ اور کھجوریں اٹھا لاؤ تا کہ میں ملا کر حیس تیار کرلوں پھر کہا: اس حیس (حیس اس کھانے کو کہتے ہیں جو کھجور اور گھی سے تیار ہوتا ہے۔) کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کی زوجہ مطہرہ کے پاس لے جاؤ تو میں اسے پتھر کے ایک طباق میں لایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے حجرے کے ایک کونے میں رکھ دو اور تم جا کر حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان و علی اور دیگر صحابہ کبار کو بلا لاؤ، پھر مسجد میں جتنے موجود ہوں انہیں بلاؤ اور راستے میں جو ملتا جائے انہیں بلاتے لاؤ اور میں کھانے کی کمی اور جن لوگوں کو نبی کریم ﷺ نے بلایا ان کی کثرت پر تعجب کر رہا تھا، یہاں تک کہ گھر اور حجرہ آدمیوں سے بھر گیا۔

پھر فرمایا: اے انس! اسے اٹھا لاؤ تو میں اس طباق کو لایا اور نبی کریم ﷺ نے اس میں تین انگلیاں داخل کیں اور وہ حیس بڑھتا اور اونچا ہوتا جاتا تھا اور لوگ کھا کھا کر نکل کر جاتے رہے یہاں تک کہ وہ سب کے سب فارغ ہو گئے اور طباق میں وہ حیس جوں کا توں باقی رہا۔ فرمایا: اسے ام زینب رضی اللہ عنہا کے آگے رکھ دو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تمہارے خیال میں وہ کتنے لوگ تھے جنہوں نے اسے کھایا؟ فرمایا: وہ بہتر (۷۲) نفوس تھے۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

روٹی کے چند ٹکڑوں کے ثرید سے بیس افراد شکم سیر ہو گئے:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قیمہ رضی اللہ عنہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اصحاب صفہ بیس تھے۔ انہوں نے مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا ہے اور انہوں نے بھوک کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کی قسم ہے۔

انہوں نے کہا: ہاں! ایک ٹکڑا چند ٹکڑے روٹی کے ہیں اور تھوڑا سا دودھ ہے اور وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے میں کیا پھران پر دودھ کو ڈالا اور دست اقدس سے خوب ملا، یہاں تک کہ وہ ثرید کی مانند بن گیا۔ پھر فرمایا: اے واثلہ (رضی اللہ عنہ) میرے پاس اپنے ساتھ کے دس آدمی لے کر آؤ۔ اس کے بعد پھر دس کو لانا تو میں نے ایسا ہی کیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ بسم اللہ بڑھ کر اپنے آگے سے کھاؤ اور اس کے سر کو یعنی درمیان کو خالی رکھو، کیونکہ برکت اس کے اوپر سے آتی ہے اور وہ بڑھتا جاتا ہے میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھاتے جاتے ہیں اور ان کی انگلیاں جو جگہ خالی کرتی ہیں وہ بھرتی جاتی ہیں، یہاں تک کہ وہ سب شکم سیر ہو گئے اور برتن میں کھانا موجود تھا، جو کچھ میں نے دیکھا اس پر میں تعجب کرتا ہوا اٹھا۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

سلیمان ابن حبان رضی اللہ عنہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں اصحاب صفہ میں سے تھا۔ میرے ساتھیوں نے بھوک کی شکایت کی اور انہوں نے کہا: اے واثلہ رضی اللہ عنہ! تم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور ہمارے لیے کھانے کی درخواست کرو چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے اپنے ساتھیوں کی بھوک کے بارے میں عرض کیا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ موجود ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میرے پاس روٹی کے چند ٹکڑوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: وہی لے آؤ اور آپ نے ایک طباق طلب فرمایا اور ٹکڑوں کو ان طباق میں ڈال کر اپنے دست مبارک سے ثرید بنانے لگے اور وہ بڑھتا جاتا تھا، یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنے دس ساتھیوں کو لے آؤ اور ان سے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر پیالہ کے گوشے سے کھانا شروع کردو اور اس کے اوپر سے نہ کھانا کیونکہ برکت کھانے کے اوپر سے آتی ہے اور تو ان سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے۔ طباق میں پہلے یہ جتنا تھا، اس کے بعد اسے اپنے دست اقدس سے درست فرمایا اور وہ بڑھا یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔ فرمایا: اپنے ساتھ دس افراد کو لے آؤ اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھایا پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی کھانے سے رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں دس آدمی ہیں۔ فرمایا: انہیں بھی لے آؤ تو ان سب نے بھی خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے اور طباق میں اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ فرمایا: اس طباق کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

بسند صحیح یزید بن ابی مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اصحاب صفہ نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے آ کر یہ عرض کیا: آپ نے دریافت کرایا کچھ کھانے کو ہے؟ باندی نے عرض کیا: ہاں، گھی سے چپڑی ہوئی روٹی کا سوکھا ٹکڑا ہے، آپ نے اسے منگایا اور اپنے دست اقدس سے اس کے ٹکڑے کیے اور فرمایا: جاؤ دس آدمیوں کو بلاؤ

تو میں ان کو بلا کر لایا اور ہم نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانے کی یہ حالت تھی کہ گویا ہم نے صرف انگلیوں کے نشان ہی ڈالے تھے، پھر فرمایا: میرے پاس دس آدمیوں کو اور بلا لاؤ۔ راوی نے کہا کہ اس طرح میں دس دس آدمیوں کو بلا کر لاتا رہا اور کہا کہ اس کے بعد اتنا ہی کھانا باقی رہا۔

﴿حاکم﴾

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا کچھ کھانے کو ہے مجھے بھوک لگی ہے۔ میں نے عرض کیا: صرف دو مد آٹا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: اسی کو پکاؤ تو میں نے اسے ہانڈی میں ڈال کر پکانا شروع کیا، جب پک گیا تو میں نے عرض کیا پھر نبی کریم ﷺ نے گھی کا برتن طلب فرمایا، اس میں تھوڑا سا گھی تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کے دونوں کنارے پکڑ کر ہانڈی میں نچوڑا اور اپنا دست اقدس اس پر رکھ دیا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنی سب بہنوں کو بلا لاؤ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس طرح مجھے بھوک معلوم ہو رہی ہے وہ بھی بھوکی ہیں تو میں ان سب کو بلا لائی اور ہم سب نے کھایا یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہیں بلایا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے انہیں بھی بلا لیا، پھر ایک اور شخص آیا، ان سب نے اسے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے اور کھانا ان سے بچ رہا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک اعرابی کی مہمان نوازی فرمائی اور اس کیلئے کچھ کھانا طلب فرمایا مگر خشک ٹکڑے کے سوا حجرے میں کچھ نہ ملا۔ آپ نے اسی کو لے کر ٹکڑے ٹکڑے فرمایا اور ان پر اپنا دست مبارک رکھا اور دعا کی اور فرمایا کھاؤ تو وہ اعرابی کھانے لگا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گیا اور وہ کھانا بچ گیا۔ وہ اعرابی آپ کی طرف دیکھتا جاتا تھا وہ کہنے لگا یقیناً آپ مرد صالح ہیں۔

﴿احمد الزہد، بیہقی، بزار﴾

کھانے کی ایک رقابی سے صبح سے دوپہر تک تمام کھانے والے شکم سیر ہو گئے:

بسند صحیح حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک رقابی لائی گی جس میں کھانا تھا، لوگ صبح سے دوپہر تک مسلسل آتے جاتے رہے۔ ایک قوم اٹھتی تو دوسری قوم بیٹھ جاتی۔ ایک مرد نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا کھانا بڑھتا تھا انہوں نے کہا وہ وہاں سے بڑھتا تھا اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اسے خدا بڑھاتا تھا۔

﴿دارمی، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

تھوڑا سا کھانا ایک سو دس افراد نے کھایا:

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے کھانا تیار کرایا اور وہ کھانا اتنا ہی تھا کہ وہ ان دونوں ہی کیلئے کفایت کرتا اور میں اسے

لے کر حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور سرداران انصار میں سے تیس افراد کو میرے پاس بلا کے لاؤ۔ یہ بات مجھ پر شاق گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا میرے پاس تو اب کچھ نہیں ہے کہ اسے زیادہ کرسکوں اور میں گویا انجان سا بن گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا: جاؤ میرے پاس اشراف انصار میں سے تیس افرد کو بلا کے لاؤ لہٰذا میں ان کو بلا کر لایا نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: کھاؤ، تو ان سب نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ پھر انہوں نے شہادت دی کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور جانے سے پہلے سب نے آپ کی بیعت کی، پھر فرمایا: میرے پاس ساٹھ انصاریوں کو لے کرآؤ یہاں تک کہ اس کھانے کو ایک سو اسی انصاریوں نے کھایا۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس مسلمان تھے۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا اس کی برابر غلہ تھا اور اسے گوندھا گیا پھر ایک شخص بکری کھینچتا ہوا لایا۔ آپ نے اس سے بکری خرید لی اور اسے ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس کا سالن بنایا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی کلیجی کیلئے فرمایا: کہ اسے بھونا جائے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم ایک سو تیس آدمیوں میں کوئی ایسا نہ تھا جسے نبی کریم ﷺ نے اس کلیجی میں سے حصہ نہ دیا ہو، اگر وہ شخص حاضر تھا تو اسے عطا فرما دیا اور اگر غائب تھا تو اس کا حصہ اٹھا کے رکھ دیا گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ پھر اس بکری کے سالن کو رقابیوں میں رکھا گیا اور ہم سب نے اسے کھایا اور خوب سیر ہو گئے اور وہ سالن دو قابوں بچا رہا۔ اسے ہم نے اونٹ پر لا دلیا۔

﴿بخاری﴾

ایک پیالہ دودھ سے تمام اصحاب صفہ شکم سیر ہو گئے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں بھوک میں روئے زمین پر اپنے جگر پر اعتماد کرتا تھا چونکہ میں بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں سرراہ بیٹھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا، میں نے ان سے جو پوچھا محض اس لیے کہ وہ مجھ کو اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ گزر گئے۔ اس کے بعد میرے پاس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے بھی قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا اور میرا ان سے پوچھنا بھی اسی غرض سے تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ بھی چلے گئے اور ایسا نہ کیا، اس کے بعد میرے پاس سے ابوالقاسم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ گزرے آپ نے مجھے دیکھا اور میری دلی کیفیت جان کر جو میرے چہرہ سے ہویدا تھی اسے پہچان تک تبسم فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: ''لبیک یا رسول اللہ ﷺ'' فرمایا: میرے

ساتھ چلو اور آپ تشریف لے چلے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا پھر آپ کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے میں نے داخلہ کی اجازت مانگی آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور میں داخل ہوگیا، میں نے وہاں ایک پیالہ دودھ کا پایا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں میں سے کسی نے عرض کیا: فلاں مرد عورت نے آپ کیلئے ہدیہ بھیجا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کیا: ''لبیک یارسول اللہ ﷺ'' آپ نے فرمایا: تم اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ تو ان کا گھر بار تھا اور نہ مال دولت، جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو نبی کریم ﷺ اس صدقہ کو ان کی طرف بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب کوئی آپ کے پاس ہدیہ بھیجتا تو آپ اسے قبول فرماتے اور اس ہدیہ میں اہل صفہ کو بھی شریک فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات میرے دل میں گراں گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اہل صفہ کیلئے اتنا دودھ کیا کام کرے گا اور میں خواہش رکھتا تھا کہ یہ تمام مجھے ہی مل جاتا تاکہ میں اسے پی کر توانائی حاصل کرتا، چونکہ نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں جب وہ آئیں گے تو آپ مجھے یہ حکم دیں گے کہ یہ پیالہ انہیں دے دوں اور شاید ہی اس دودھ کا کوئی حصہ مجھے مل سکے، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا تو لازماً میں اہل صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا اور وہ سب کے سب آئے اور اپنی اپنی جگہ وہ سب گھر میں بیٹھ گئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا: لبیک یارسول اللہ ﷺ'' فرمایا: یہ پیالہ اٹھاؤ اور انہیں دو تو میں نے پیالہ اٹھا کر ایک شخص کو دے دیا، اس نے پیا، یہاں تک کہ سیر ہوگیا۔ اس کے بعد اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے پیتے ہوئے وہ پیالہ نبی کریم ﷺ تک پہنچا اور تمام اصحاب صفہ خوب سیر ہو چکے تھے اور نبی کریم ﷺ نے پیالے کو لے کر اپنے دست اقدس پر رکھا اور میری طرف نظر کر کے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے کہا: لبیک یارسول اللہ ﷺ! اب ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نیعرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے سچ فرمایا: فرمایا: بیٹھ جاؤ اور پیو، تو میں نے پیا پھر فرمایا اور پیو، تو میں نے پیا اور برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پیو، اور میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اب دودھ کے گزرنے کی بھی راہ باقی نہیں رہی ہے اور میں نے وہ پیالہ نبی کریم ﷺ کو پیش کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اس کا نام لے کر بچا ہوا دودھ پی لیا۔

﴿بخاری﴾

سالن میں برکت:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک رات ہم نے بغیر کھائے

گزاری، جب صبح ہوئی تو میں تلاش میں نکلا اور مجھے اتنی روزی مل گئی کہ ایک درہم سے گوشت اور آٹا خریدا اور میں اسے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انہوں نے روٹی بنا کر پکائی، جب وہ پکا کر فارغ ہوئیں تو کہا کہ کاش آپ میرے والد ماجد کے پاس جاتے اور آپ کو میرے پاس لے آتے تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے اور ”اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْجَوعِ“ فرما رہے تھے۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس طعام ہے۔ آپ تشریف لے چلیے۔ آپ اس حال میں تشریف لائے کہ ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیلئے ایک پیالے میں نکال لو تو انہوں نے نکال لیا، یہاں تک کہ آپ نے نو ازواج مطہرات کیلئے نکلوایا، پھر فرمایا: اپنے والد اور شوہر کیلئے نکال لو تو انہوں نے نکالا، پھر فرمایا: تم اپنے لیے نکالو اور کھاؤ تو انہوں نے نکالا، پھر جب ہانڈی کو اٹھایا تو وہ ایسی ہی لبریز تھی، اور ہم نے اس میں سے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کھایا۔

﴿ابن سعد﴾

ایک طباق کھانے کا اصحاب صفہ کے اسی نفوس نے کھایا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک رات باہر تشریف لائے اور فرمایا: میرے پاس اہل صفہ کو بلاؤ، تو میں ان کو بلا کر لایا۔ نبی کریم ﷺ نے ہمارے سامنے طباق رکھا جس میں جَو کا بنا ہوا کھانا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایک مد کے برابر ہوگا، نبی کریم ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور ہم نے اس میں سے جتنا چاہا کھایا درآں حالیکہ ہم ستر سے اسی کے درمیان نفوس تھے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے ہاتھ کھینچے تو وہ اتنا ہی تھا جتنا کہ رکھا گیا تھا بجز اس کے کہ اس میں انگلیوں کے نشان تھے۔

﴿ابن سعد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابو نعیم﴾

بسند حسن حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری والدہ نے کھانا تیار کیا اور مجھ سے کہا نبی کریم ﷺ کو جا کر بلا لاؤ تو میں آیا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے سرگوشی میں عرض کیا: نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: اٹھو اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ پچاس آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دس دس کی جماعت بن کر آؤ تو ان سب نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا جتنا تھا اتنا ہی بچا رہا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا اور میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ اپنے صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے، میں آپ کی حیا کی وجہ سے کھڑا ہو گیا، جب آپ نے میری طرف دیکھا تو میں نے آپ کی طرف اشارہ کیا، آپ نے فرمایا: اور یہ لوگ؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ خاموش رہے اور میں اپنی جگہ کھڑا رہا جب آپ نے

میری طرف نظر فرمائی تو میں نے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا اور یہ لوگ؟ اس طرح دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ بالآخر میں نے عرض کیا: ہاں! یہ بھی، لیکن میں نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے جو صرف آپ ہی کیلئے ہے غرضیکہ ان سب نے کھایا اور وہ کھانا ان سے بچا رہا۔

﴿ابونعیم﴾

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن طہفہ رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب مہمان جمع ہو جاتے تو آپ فرماتے کہ ہر شخص ایک مہمان کو ساتھ لے کر جائے یہاں تک کہ ایک رات مسجد میں کثرت کے ساتھ مہمان مجتمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ہر شخص اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص کو ساتھ لے کر جائے اور میں ان میں سے تھا جسے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جانا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا:

اے عائشہ (رضی اللہ عنہا!) کیا کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں ہریسہ ہے جسے میں آپ کے افطار کیلئے بنایا تھا اور وہ قاب میں اسے لائیں تو نبی کریم ﷺ نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا پھر ہماری طرف سے اسے بڑھا دیا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو ہم نے اس میں سے کھایا، یہاں تک کہ ہماری آنکھیں اس سے بھر گئیں، پھر دریافت فرمایا: کیا کچھ پینے کو ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! دودھ ہے، جسے میں نے آپ کی افطاری کیلئے رکھا ہے اور وہ اسے لائیں تو اس میں سے کچھ نبی کریم ﷺ نے نوش فرمایا، پھر فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر پیئو، ہم نے پیا، یہاں تک کہ ہم اس کی طرف دیکھ نہ سکتے تھے۔

﴿احمد، ابن سعد، ابونعیم﴾

دوسری سند کے ساتھ ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے یعیش بن طہفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد اہل صفہ میں سے تھے تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو حکم فرمایا، ہر آدمی ایک کو یا ایک کو دو آدمی لے جائیں اور میں ان میں سے تھا جن کو نبی کریم ﷺ اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ نے دریافت فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا ہمیں کھانا کھلاؤ گی؟ تو وہ حشیشہ لائیں اور ہم نے کھایا پھر قطاۃ پرندہ کی مانند حیسہ لائیں اور ہم نے کھایا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! ہمیں کچھ پلاؤ تو وہ دودھ کا چھوٹا سا پیالہ لائیں اور ہم نے پیا۔

﴿ابونعیم﴾

بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مانند حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ چند دنوں تک ٹھہرے رہے اور آپ نے کھانا نہ کھایا۔ یہاں تک کہ آپ پر بھوکا رہنا دشوار ہو گیا۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: اے بیٹی! کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں ہے جب آپ ان کے پاس سے تشریف لے آئے تو ایک ہمسایہ عورت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو روٹی اور گوشت کا پارچہ بھیجا تو انہوں نے اسے طباق میں رکھا اور اس کے اوپر کپڑا ڈھک کر حضور نبی کریم

ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے پاس پلٹ کر آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے کچھ بھیج دیا ہے، میں نے اسے آپ کیلئے اٹھا رکھا ہے۔ فرمایا: لاؤ تو وہ اسے لائیں اور طباق سے کپڑا اہٹا دیا تو دیکھا کہ وہ تو روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے جب انہوں نے یہ دیکھا تو وہ خوش ہوگئیں اور جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا، عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق مرحمت فرماتا ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے تمہیں ایسا بنایا۔ اے بیٹی! تم ہی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مانند ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ جب انہیں کوئی رزق دیتا تھا اور لوگ ان سے پوچھتے تھے تو وہ جواب دیا کرتی تھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے کسی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلانے بھیجا، پھر آپ ﷺ نے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات اور تمام اہل بیت نے مل کر کھایا اور سب خوب سیر ہوگئے اور رقاب میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا اور جتنا کچھ بچا اسے ہمسایوں میں تقسیم کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں کثیر خیر و برکت دی۔

ام عامر اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو مسجد میں مغرب کی نماز پڑھتے دیکھا تو میں گھر آئی اور میں گوشت اور روٹی لے کر حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا، رات کا کھانا نوش فرمائیں، آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو آپ نے ﷺ اور آپ کے ساتھ ان تمام صحابہ نے جو آپ کے ساتھ آئے تھے اور گھر کے تمام لوگ جو موجود تھے، سب نے اسے کھایا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ بعض ہڈیوں سے تو گوشت چھڑایا نہیں گیا تھا اور روٹیاں بھی ویسی ہی تھیں اور کھانے والے تقریباً چالیس آدمی تھے پھر آپ نے میرے پاس کے بڑے مشکیزے سے پانی پیا، اس کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے اور میں نے اس مشکیزے کو لے کر منہ بند کر کے رکھ دیا اور ہم اس سے بیمار کو پانی پلاتے تھے اور برکت کی توقع میں موت کے وقت اس سے پانی پلاتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مسعود بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بکری (بھنی ہوئی) بھیجی، اس کے بعد میں کسی ضرورت سے چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس بکری کا کچھ حصہ ہمارے پاس واپس کر دیا جب میں لوٹ کر آیا تو میں نے گوشت دیکھا۔ میں نے پوچھا: اے ام خناس رضی اللہ عنہا! یہ گوشت کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس بکری میں سے جسے ہم نے بھیجا تھا، کچھ حصہ واپس کر دیا ہے۔ میں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ تم نے گھر والوں کو اسے نہ

کھلایا۔ اس نے کہا: یہ نبی کریم ﷺ کا پس خوردہ ہے۔ میں نے اس میں سے سب کو کھلایا ہے۔ باوجود یہ کہ ان گھر والوں کیلئے دو یا تین بکریاں ذبح کی جاتیں، تب بھی انہیں پورا نہ ہوتا۔

﴿طبرانی﴾

ایک پیالہ عصیدہ سے تمام اہل مسجد سیر ہو گئے:

بسند حسن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات مجھے بلایا اور فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے دے دو تو انہوں نے مجھے ایک پیالہ دیا جس میں کھجور کا عصیدہ تھا اور میں اسے لے کر آیا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اہل مسجد کو بلا لو میں نے اپنے دل میں کہا مجھے افسوس ہے کہ میں تھوڑا سا کھانا دیکھ رہا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں مصیبت میں مبتلا ہوں اور میں ان سب کو بلا کر لایا اور وہ سب مجتمع ہو کر بیٹھ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھیں اور اس کے کناروں میں گھمایا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو سب نے کھایا، یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اور میں نے کھایا یہاں تک کہ میں بھی شکم سیر ہو گیا، جب میں نے اس پیالہ کو اٹھایا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا میں نے اسے رکھا تھا، بجز اس کے کہ اس میں نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے نشان تھے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

کھجوروں میں برکت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں ایک دن اپنے گھر سے مسجد کی طرف چلا اور میرا یہ جانا بھوک کی وجہ سے تھا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو پایا، انہوں نے کہا ہم بھی بھوک سے بے تاب ہو کر چلے ہیں اور ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے آپ سے اپنا حال عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک طباق منگایا جس میں کھجوریں تھیں اور ہم میں سے ہر ایک کو دو دو کھجوریں دیں اور فرمایا: انہیں کھا کر پانی پی لو۔ آج کے دن یہی دو کھجوریں کفایت کریں گی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین مہمانوں کو لائے اور خود نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عشاء کے بعد ٹھہر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے جتنی رات گزاری، اس کے بعد وہ آئے ان کی اہلیہ نے ان سے پوچھا کیا بات تھی جو اپنے مہمانوں سے رکے رہے۔

انہوں نے پوچھا کیا تم نے مہمانوں کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے کہا: مہمانوں نے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا، انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! آئندہ کھانا نہ کھاؤں گا۔

راوی نے کہا: اللہ کی قسم! ہم جب بھی لقمہ اٹھاتے تھے تو اس کے نیچے سے اس سے زیادہ کھانا بڑھ جاتا تھا اور جب ہم شکم سیر ہو گئے تو وہ کھانا پہلے سے زیادہ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ اتنا ہی تھا یا پہلے سے زیادہ۔ انہوں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا: اے بنی فرس کی بہن! یہ کیا بات ہے؟

انہوں نے کہا: اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے، پھر اس میں سے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے کھایا۔ اس کے بعد کھانے کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں انہوں نے صبح کی، چونکہ ہمارے اور قوم کے درمیان معاہدہ تھا۔ معاہدہ کی مدت گزر گئی تو ہم نے بارہ آدمیوں کو اپنا واقف ٹھہرایا اور ان میں ہر آدمی کے ساتھ اور بھی لوگ تھے، اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے کہ کل آدمی کتنے تھے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا تھا تو ان تمام لوگوں نے اس کھانے کو کھایا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت:

ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا: میرے لیے ان میں برکت کی دعا کر دیجئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو مٹھی میں لیا اور ان پر برکت کی دعا پڑھی۔ پھر فرمایا: اسے تھیلی میں ڈال لو، جب تم کھجوریں لینا چاہو تو اپنا ہاتھ تھیلی میں ڈال کر نکال لو اور اس تھیلی کو نہ گرانا نہ الٹ کر بکھیرنا تو میں نے ان کھجوروں میں سے کئی وسق تو فی سبیل اللہ خرچ کیے۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے راہ خدا میں کتنے ہی اونٹ کھجوریں ان میں سے دیں اور میں اس میں سے خود بھی برابر کھاتا رہا اور دوسروں کو بھی کھلاتا رہا اور وہ تھیلی میرے توشہ دان میں حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن تک رہی پھر توشہ دان گر پڑا اور وہ تھیلی جاتی رہی۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک غزوہ میں تھے۔ لشکریوں کو غذا کی قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تمہارے پاس کچھ کھانے کیلئے ہے؟ میں نے عرض کیا: میری تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ، تو میں تھیلی کو لے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دسترخوان لے آؤ تو میں دسترخوان لے آیا اور اسے بچھا دیا، پھر آپ نے کھجوریں نکالیں تو وہ اکیس دانے تھے۔ اس کے بعد آپ نے بسم اللہ پڑھی اور ایک ایک کھجور کو دست اقدس میں لے لیا اور بسم اللہ پڑھتے رہے، یہاں تک کہ سب دانے دست اقدس میں آ گئے، پھر ان کو جمع کر کے فرمایا: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ اور ان سب نے کھایا حتی کہ وہ شکم سیر ہو گئے، پھر فرمایا: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ تو ان سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے، پھر فرمایا: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ تو ان سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے اور کھجوریں باقی رہیں، پھر مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور آپ ﷺ نے اور میں نے دونوں نے کھایا اور کھجوریں باقی رہیں، پھر نبی کریم ﷺ نے ان کو تھیلی میں ڈال کر مجھ سے فرمایا۔

جب تم نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ ڈال کر نکالتے رہنا، مگر اسے الٹنا نہیں تو میں جتنی چاہتا کھجوریں ہاتھ ڈال کر نکال لیتا اور میں نے اس میں سے پچاس وسق کھجوریں راہ خدا میں دی ہیں، وہ تھیلی حضرت عثمان

ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانے میں میری سواری کے پیچھے لٹکی ہوئی تھی وہ جاتی رہی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابومنصور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: زمانہ اسلام میں مجھے تین مصیبتیں ایسی پہنچی ہیں جن کی مانند مجھے کبھی نہیں پہنچی، (۱) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت، (۲) حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت، (۳) اور میری تھیلی کا گم ہونا۔

لوگوں نے پوچھا: وہ تھیلی کیسی تھی؟ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہارے پاس کھانے کیلئے کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا: تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ، میں نے کھجوریں نکال کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دست اقدس پھیرا اور اس پر دعا فرمائی پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو بلا لو تو میں نے دس آدمیوں کو بلایا اور انہوں نے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد اسی طرح تمام لشکر نے انہیں کھایا اور توشہ دان میں کھجوریں باقی رہیں۔

پھر فرمایا: اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! جب تم اس میں سے کچھ نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ داخل کر کے نکال لیا کرنا اور یہ ختم نہ ہوں گی اور تھیلی کو اوندھا نہ کرنا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی حیات مبارکہ تک اس میں سے کھاتا رہا۔ جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو میرے گھر میں جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا، اور وہ تھیلی بھی اس میں لوٹی گئی کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ میں نے وہ کھجوریں کتنی کھائیں، میں نے اس میں سے دو سو وسق سے زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

تھوڑے جَو طویل عرصہ کھاتے رہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا سے رحلت فرمائی تو میرے گھر میں کچھ نہ تھا، بجز ان تھوڑے جو کے جو کہ میری گھٹیا میں پڑے تھے، میں اسے کھاتی رہی، یہاں تک کہ طویل عرصہ گزر گیا۔ ایک روز میں نے اسے ناپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

غلہ میں برکت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غلہ مانگا آپ نے اسے آدھے وسق جو مرحمت فرمائے، وہ شخص اور اس کی بیوی اور اس کے مہمان اسے برابر کھاتے رہے، یہاں تک کہ ایک دن اسے ناپ لیا اور وہ ختم ہو گئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس سے فرمایا: اگر تم اسے نہ ناپتے تو تم اسے ہمیشہ کھاتے رہتے اور وہ تمہارے پاس باقی رہتے۔

﴿مسلم، بیہقی، بزار﴾

حضرت نوفل بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اپنی شادی کے موقع پر مدد چاہی۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں تیس صاع جو مرحمت فرمائے۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس جو کو نصف سال تک کھایا، اس کے بعد ہم نے ناپا تو اتنا ہی پایا جتنا ہم نے رکھا تھا، میں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم نہ ناپتے تو تم ساری زندگی کھاتے رہتے۔

﴿حاکم، وبیہقی﴾

گوشت میں برکت:

حضرت خالد بن عبدالعزی بن سلامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے بکری ذبح کر کے پکوائی اور ان کے اہل وعیال اتنے زیادہ تھے کہ اگر ایک ایک ہڈی تقسیم کی جاتی تو وہ سب کو پورا نہ ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے اس میں سے گوشت ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا:

اے ابوخناس (رضی اللہ عنہ)! اپنا ڈول مجھے دکھانا اور نبی کریم ﷺ نے بکری کا بچا ہوا گوشت اس میں ڈال دیا، پھر آپ نے دعا کی: اے اللہ! ابوخناس (رضی اللہ عنہ) کیلئے برکت دے تو وہ اسے لے کر گھر گئے اور اہل وعیال کے آگے بکھیر دیا اور کہا اسے برابر تقسیم کرلو، تو ان سب نے کھایا اور بچ رہا۔

﴿مسند حسن بن سفیان، نسائی الکنٰی، طبرانی، بیہقی﴾

دودھ میں برکت:

حضرت نضلہ بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کیلئے برتن میں دودھ دوہا اور نبی کریم ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔ اس کے بعد اس بچے ہوئے دودھ کو نضلہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور وہ خوب سیر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں سات بکریوں کا دودھ پی کر بھی سیر نہیں ہوتا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں یتیم بچہ ہوں اور میری بہن بھی یتیمہ ہے اور میری ماں بے سہارا بیوہ ہے، آپ ہمیں کھانا عطا فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پاس سے عطا فرمائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے گھر جاؤ اور جو کچھ تمہیں ملے میرے پاس لے کر آ جاؤ تو اس بچہ نے خانہ نبوت ﷺ سے اکیس کھجوریں پائیں جنہیں لے کر وہ آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس میں لے کر اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور ہم نے دیکھا کہ آپ نے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ پھر فرمایا: اے بچے! سات دانے تمہارے ہیں اور سات تمہاری ماں کے اور سات تمہاری بہن کے ہیں۔ ایک کھجور رات کو کھانا اور ایک کھجور دوسرے دن صبح کھانا۔

﴿احمد، بزار﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد ماجد غزوہ احد شہید ہو گئے تو انہوں نے چھ بیٹیاں اور بہت کثیر قرض چھوڑا، جب باغ سے کھجوریں توڑی گئیں تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ جانتے ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے بہت کثیر قرض چھوڑا ہے، اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھ لیں۔ فرمایا: جاؤ اور تمام کھجوروں کو ایک گوشے میں ڈھیر کر دو تو میں نے ایسا ہی کیا، پھر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو بلایا تو نبی کریم ﷺ نے کھجور کے سب سے بڑے ڈھیر پر تین مرتبہ چکر لگایا پھر اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ تو آپ برابر ناپ ناپ کر انہیں دیتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کے قرض کو ادا کر دیا چونکہ میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کے قرض کو ادا کر دے اور میں اپنی بہنوں کیلئے ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں مگر اللہ کی قسم! تمام کھجوریں باقی رہیں یہاں تک کہ میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس پر رسول اللہ تشریف فرما تھے، گویا اس ڈھیر کی ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

﴿بخاری﴾

حضرت وھب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد شہید ہو گئے تو ان پر ایک یہودی شخص کا تیس وسق کا قرض تھا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے مہلت مانگی، مگر اس نے انکار کر دیا، پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اس یہودی سے سفارش فرما دیں تو نبی کریم ﷺ نے یہودی سے بات کی کہ درختوں کی کھجوروں کو اپنے اس قرض کے عوض لے لے مگر اس نے نہ مانا، پھر نبی کریم ﷺ نے باغ میں درختوں کا چکر لگایا اور فرمایا:

اے جابر (رضی اللہ عنہ)! درختوں سے کھجوروں کو توڑ کر اس یہودی کا قرض ادا کرو تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد کھجوروں کو توڑا اور اس یہودی کو تیس وسق ناپ کر دیئے اور سترہ وسق کھجوریں باقی رہیں، پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: میں جانتا تھا کہ جب نبی کریم ﷺ نے باغوں کا چکر لگا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان میں ضرور برکت دیگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

فائدہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت پہلی روایت کی مخالف نہیں ہے، اس لیے کہ پہلی روایت میں جس برکت وافزونی کا ذکر ہے وہ تمام قرض خواہ تھے جو پہلے آئے تھے اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تھے یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سب کو ناپ کر کھجوریں دیں اور اس روایت میں اس یہودی کا قرض خواہ کا ذکر ہے جو ان کے بعد آیا تھا اور اس نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے درختوں پر جو بقیہ کھجوریں لگی ہوتی تھیں ان کو توڑ کر اس کا قرض ادا کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جب میرے والد شہید ہوئے تو میرے والد پر قرض تھا پھر انہوں نے مذکورہ روایت بیان کی، اس میں ہے کہ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ آج دوپہر کو ہمارے گھر تشریف لائیں گے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو اس نے آپ کیلئے بستر بچھایا اور نبی کریم ﷺ سو گئے۔ میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا جب نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو اس بکری کو نبی کریم ﷺ کے آگے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھ جتنے رفقاء ہوں سب کو بلاؤ تو وہ سب آئے اور کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اور بہت زیادہ گوشت بچا رہا۔
﴿حاکم﴾

سرکار دو عالم ﷺ نے بطور مزدوری باغ کو پانی لگایا:

حضرت ابو رجاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کاشانہ اقدس سے باہر روانہ ہوئے اور ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ پانی کھینچ کر باغ میں دے رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے کیا اجرت دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں؟ اس نے کہا: میں کوشش کر رہا ہوں کہ باغ کو سیراب کر دوں مگر اجرت دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم مجھے سو کھجوریں دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں۔ اس نے کہا: ضرور پیش کروں گا تو نبی کریم ﷺ نے ڈول تھام لیا، کچھ ہی دیر میں آپ نے باغ کو سیراب کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص کہنے لگا کہ میرا باغ غرق ہو جائے گا، سیراب ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے سو کھجوریں لے لیں اور آپ نے اور آپ کے صحابہ نے اسے، کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے سو کھجوریں واپس کر دیں جس طرح کہ اس سے انہوں نے لی تھیں۔
﴿طبرانی، ابونعیم المعرفہ، ابن عساکر﴾

گھی میں برکت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ دوس کی ایک عورت تھی جس کا نام ام شریک رضی اللہ عنہا تھا۔ وہ مسلمان ہوئی تو اس نے ایسے ہمراہی کی جستجو کی جس کے ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ تک پہنچ سکے تو اسے ایک شخص ملا جو یہودی تھا۔ اس نے کہا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس نے کہا اتنی دیر ٹھہرو کہ اپنے مشکیزے میں پانی بھرلوں۔ اس نے کہا پانی میرے ساتھ ہے تو وہ اس کے ساتھ چل دیں۔ یہاں تک کہ شام ہوئی تو یہودی ایک منزل میں اترا اور اس نے دستر خواں بچھا کر رات کا کھانا کھایا اور کہا: اے ام شریک رضی اللہ عنہا! آؤ رات کا کھانا کھالو، ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے پانی پلاؤ کیونکہ میں پیاسی ہوں اور پانی پینے سے پہلے میں کھانا کھانے کی قدرت نہیں رکھتی۔ یہودی نے کہا: میں تمہیں پانی کا ایک قطرہ نہ دوں گا جب تک تم یہودی نہ بن جاؤ۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں کبھی یہودی نہ بنوں گی اور وہ اپنے اونٹ کے پاس گئیں اور اس کے پاؤں باندھے اور اس کی ران پر اپنا سر رکھ کر سو گئیں۔ وہ کہتی ہیں مجھے کسی نے جگایا مگر ڈول کی خنکی نے

جو میرے پہلو پر اترا تھا تو میں نے اپنا سر اٹھایا، میں نے دیکھا کہ وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ میں نے پیا، یہاں تک کہ میں سیراب ہوگئی پھر میں نے اپنے مشکیزے پر پانی چھڑکا یہاں تک کہ وہ تر ہوگیا، میں نے اسے بھر لیا۔

جب صبح کو یہودی آیا تو اس نے کہا: اے ام شریک رضی اللہ عنہا! کیا حال ہے میں نے کہا: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے پانی پلایا ہے۔ اس نے کہا: تم پر پانی آسمان سے اترا ہے۔ میں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مجھ پر پانی اتارا ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے سے بلند ہوا یہاں تک کہ وہ آسمان میں مجھ سے غائب ہوگیا۔ اس کے بعد وہ روانہ ہوئیں اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ پر ہبہ کیا اور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا اور انہیں تیس صاع جو عطا فرمائے اور فرمایا: انہیں کھاؤ مگر ناپنا نہیں اور ان کے ساتھ ایک گھی کا کپا تھا جو رسول اللہ ﷺ کیلئے ہدیہ تھا۔ انہوں نے اپنی باندی سے کہا کہ اس کپا کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دے تو وہ اسے لے گئی، صحابہ نے گھی نکال کر کپا خالی کر دیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس باندی سے کہا کہ اس کپا کو لٹکا دینا اور اس کا منہ بند نہ کرنا تو اس باندی نے اسے اس کی جگہ پر لٹکا دیا جب ام شریک رضی اللہ عنہا آئیں تو انہوں نے کپا کو دیکھا کہ وہ گھی سے بھرا ہوا ہے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے باندی سے کہا: کیا میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ اس کپا کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دینا۔ باندی نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے لے گئی تھی جیسا کہ تم نے کہا تھا۔ اس کے بعد میں نے اسے اس حال میں واپس لائی کہ اس میں سے ایک قطرہ گھی نہ ٹپکتا تھا مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسے لٹکا دینا اور اس کا منہ نہ بند کرنا، تو میں نے اسے اس کی جگہ لٹکا دیا، پھر اس کپا سے برابر سب گھی کھاتے رہے یہاں تک کہ ان کی رحلت ہوگئی، اور اس کے بعد اس جو کو ناپا تو وہ پورے تیس صاع تھے، ذرا بھر کم نہ ہوئے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام مالک رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کیلئے کپی میں گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھی اور یہ کپی ان کے پاس رہا کرتی تھی، ان کے بچے آتے سالن مانگتے اگر ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اس کپی کے پاس جاتیں تو وہ اس میں گھی پاتیں، اس طرح ان کے پاس گھر میں ہمیشہ سالن رہا کرتا۔ ایک دن انہوں نے کپی کو نچوڑ لیا، پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے کپی کو نچوڑا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! فرمایا: اگر تم اسے نہ نچوڑتیں تو اس میں ہمیشہ گھی پاتیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوالزبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان کے پاس گھی کی کپی تھی جس میں وہ نبی کریم ﷺ کیلئے گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھیں۔ ایک دن ان کے بچوں نے ان سے گھی مانگا۔ گھی ان کے پاس نہ تھا تو وہ اٹھیں اور اس کپی کے پاس آ کر

اسے دیکھا تو اس میں گھی بہہ رہا تھا۔ وہ کہتی ہیں میں نے بچوں کے آگے گھی رکھ دیا اور انہوں نے گھی سے کھایا، پھر وہ گئیں کہ دیکھیں کتنا گھی موجود ہے اور انہوں نے اسے انڈیل لیا تو وہ گھی ختم ہوگیا پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم نے اسے انڈیل لیا ہے اگر تم اسے نہ انڈیلتیں تو تمہارے لیے وہ ہمیشہ موجود رہتا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ایک مرد سے جس نے ام مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گھی کی کپی لائیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے گھی نکال کر انہیں کپی واپس کردی اور وہ اسے لے گئیں، جب اسے دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے فرمایا: یہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے تمہیں جلد عطا فرما دیا۔

﴿ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے گھی کو پگھلایا اور اسے کپی میں کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرما کر تھوڑا سا تھی اس کپی میں رہنے دیا اور اس میں پھونک مار کر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: یہ کپی ام اوس رضی اللہ عنہا کو واپس کر دو تو لوگوں نے وہ کپی انہیں دے دی، جب ام اوس رضی اللہ عنہا نے کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے بھری ہوگئی تھی۔ انہوں نے گمان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا گھی قبول نہیں فرمایا ہے۔ وہ روہانسی شکل میں آئیں اور عرض کرنے لگیں: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ہی کیلئے گھی گرم کر کے بھیجا تھا تا کہ آپ نوش فرمائیں۔ ان کے یہ عرض کرنے پر نبی کریم ﷺ نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے وہ کپی بھر گئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ ان سے کہہ دو کہ وہ اس گھی کو کھائے اور برکت کی دعا مانگے۔

تو ام اوس رضی اللہ عنہا عہد نبوی ﷺ اور زمانہ خلافت صدیقی و فاروقی اور عثمانی تک اسے کھاتی رہیں، یہاں تک کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو ہوا سو ہوا۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

گھی کی ایک کپی سے گھی تقسیم کیا اور مہینوں کھایا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی بکری کا گھی ایک کپی میں جمع کیا اور اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، نبی کریم ﷺ نے گھی قبول فرما کر کپی انہیں واپس کردی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کپی کو کھونٹی پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد جب اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے دوبارہ کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی اور اس سے قطرے ٹپک رہے تھے۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آ کر عرض کیا: آپ نے فرمایا: کیا تم اس سے تعجب کرتی ہو کہ اللہ

تعالیٰ تمہیں اس طرح کھلائے جس طرح اپنے نبی کو کھلاتا ہے۔ لہٰذا تم کھاؤ اور کھلاؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آ کر تمام قابیں بھر کر گھی تقسیم کیا اور کپی میں اتنا گھی باقی رہا کہ ہم نے ایک یا دو مہینے کھایا۔

﴿ابونعیم، ابویعلیٰ، طبرانی، ابن عساکر﴾

کثیر بن زید محمد بن عمرو بن حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا کھانا صحابہ کے درمیان باری باری کے ساتھ تھا۔ ایک رات ایک کے یہاں، دوسری رات دوسرے کے یہاں تو یہ سلسلہ مجھ تک پہنچا، میں نے نبی کریم ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا اور اس کھانے کو لے جا کر پیش خدمت کیا، میرے ہاتھ سے گھی کی کپی گر پڑی اور سارا گھی گر گیا۔ پریشان ہو کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ نبی کریم ﷺ کا کھانا گر گیا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کپی کے پاس جاؤ۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں شرم سے ہمت نہیں رکھتا، مگر میں گیا میں نے دیکھا کہ کپی سے قب قب کی آواز آ رہی ہے میں نے دل میں کہا یہ بچا ہوا گھی ہے جو کپی میں رہ گیا ہے اور میں نے کپی اٹھالی۔ میں نے دیکھا کہ وہ کپی اپنے دونوں دستوں تک بھری ہوئی ہے، میں نے اس کا منہ بند کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کا آپ سے ذکر کیا اور آپ نے فرمایا: اگر تم اپنے حال پر رکھتے اور منہ بند نہ کرتے تو وہ کپی منہ تک بھر جاتی۔

﴿طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

دودھ اور مکھن والا مشکیزہ:

حضرت سعید بن سلمان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خالد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے حصین رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے سالم بن جعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے دو شخصوں کو اپنے کسی کام سے بھیجا، ان دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے ہم راستہ کا توشہ بنائیں، آپ نے فرمایا: میرے پاس مشکیزہ لے آؤ تو وہ دونوں مشکیزہ لے آئے۔

راوی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ان کے بھرنے کا حکم دیا تو ہم انہیں بھر کے لائے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے منہ اپنے دست اقدس سے باندھے اور فرمایا: اسے لے جاؤ۔ جب تم فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پہنچو تو اللہ تعالیٰ تم دونوں کو رزق عطا فرمائے گا تو وہ دونوں گئے اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں کا نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا تھا تو انہوں نے اپنے مشکیزے کھولے دیکھا کہ وہ دودھ اور بکری کا مکھن ہے، پھر ان دونوں نے اتنا کھایا کہ شکم سیر ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

چکی خود بخود چلتی رہی:

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس آیا اور دیکھا کہ وہ بھوکی ہے تو وہ جنگل کی طرف نکلا اور اس نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں

ایسا رزق عطا فرما جسے ہم چکی میں پیس کر روٹی بنائیں تو اس نے دیکھا کہ ایک پیالہ روٹی سے بھرا ہوا نمودار ہوا اور چکی آٹا پیس رہی ہے اور تنور لکڑیوں سے گرم ہے پھر اس کا شوہر آیا اور اس نے بیوی سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے اللہ تعالیٰ نے رزق عطا فرمایا ہے اور چکی اٹھا کر اس کے گرد سے آٹا نکالا، اس شخص نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چکی کو گھومتا چھوڑ دیتے تو قیامت تک چلتی رہتی۔

﴿بیہقی﴾

سعید بن ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص حاجت مند تھا، ایک دن نکلا اور اس کی بیوی کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا: کاش کہ میری اپنی چکی پیستی اور میرے تنور میں جلانے کیلئے لکڑیاں ہوتیں اور میرے ہمسایہ چکی کی آواز سنتے اور دھوئیں کو دیکھ کر گمان کرتے کہ ہمارے پاس کھانا ہے اور ہماری محتاجی کی حالت نہیں ہے تو پھر وہ اپنے تنور کے پاس گئی اور اسے گرم کیا، اسی لمحہ چکی گھومنے لگی۔ اس کے شوہر نے آکر چکی کی آواز سنی تو اس نے پوچھا کیا پیس رہی ہو؟ اس کی بیوی نے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ اندر چلی گئی تو چکی برابر پیس رہی تھی اور اس سے آٹا باہر آرہا تھا تو گھر کا کوئی برتن آٹے سے بھرے بغیر نہ رہا، پھر وہ تنور کے پاس گئی تو اس نے تنور کو روٹی سے بھرا ہوا پایا۔

اس کے بعد اس کا شوہر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے سارا حال عرض کیا۔ آپ نے پوچھا پھر تم چکی کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا کہ میری بیوی نے چکی کو اٹھا کر صاف کر دیا، فرمایا: اگر تم چکی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو وہ تمہاری زندگی بھر اسی طرح چلتی رہتی۔ اس کی سند صحیح ہے۔

﴿بیہقی﴾

بکری کا شانہ:

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کیلئے ہانڈی پکائی۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھے شانہ دو تو انہوں نے شانہ پیش کر دیا، پھر فرمایا: مجھے شانہ دو تو انہوں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا، پھر فرمایا: مجھے شانہ دو۔ اس وقت میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بکری کے کتنے شانے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیئے جاتے۔

﴿احمد، دارمی، ابن سعد، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے بکری ذبح کر کے پکائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابورافع رضی اللہ عنہ! بکری کا شانہ دو تو میں نے نکال کر پیش کیا۔ پھر فرمایا: مجھے شانہ دو تو میں نے نکال کر آپ کو پیش کیا۔ پھر فرمایا: مجھے شانہ دو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے

فرمایا: اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیتے جاتے۔

﴿احمد، ابن سعد، ابویعلیٰ، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک بکری پکائی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے شانہ دو تو میں نے آپ کو شانہ پیش کیا، پھر فرمایا: مجھے شانہ دو تو میں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا پھر فرمایا: مجھے شانہ دو۔ تو اس وقت میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کاش تم اسے تلاش کرتے تو تم ضرور شانہ پاتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن بکری ذبح کی۔ آپ نے فرمایا: اے بچے! اس کا شانہ لے آؤ تو وہ اس کا شانہ لے آیا پھر اس سے دوبارہ یہی فرمایا تو وہ دوبارہ لے آیا۔ پھر آپ نے سہ بارہ یہی فرمایا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک ہی بکری ذبح کی گئی تھی اور میں دو شانے پیش کر چکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنی بار طلب کرتا تو پیش کرتے رہتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بکری کے دو شانے طلب فرمائے اور اسے تناول فرمانے کے بعد تیسرا شانہ طلب فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر تم خاموش رہتے تو تم ضرور پاتے۔

فائدہ:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ کو اس فضیلت سے باخبر کرنا مقصود تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ وہ یہ کہ جن امور میں عادت الٰہی جاری نہیں ہے جب اس کا سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو خصوصیت کے ساتھ وہ فضیلت عطا فرما دیتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

جنت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا بھیجا گیا

حضرت سلمہ بن نفیل سکونی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کسی کہنے والے نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کے پاس آسمان سے کھانا اترا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت سے کھانا آیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں آیا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ کس طرح آیا؟ فرمایا: تانبہ کے بڑے برتن میں آیا ہے۔ پوچھا کیا وہ کھانا آپ سے بچ رہا تھا؟ فرمایا: بچ رہا تھا۔ پوچھا اس کا کیا ہوا؟

فرمایا: وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اور مجھے وحی بھیجی گئی کہ میں وصال کرنے والا ہوں اور میں تم میں زیادہ عرصہ رہنے والا نہیں ہوں اور تم میرے بعد زیادہ عرصہ رہو گے بلکہ بہت کم مدت رہو گے۔ یہاں تک کہ تم کچھ کہو گے اور تم لوگ شکستہ حالت میں میرے پاس آؤ گے اور تم ایک دوسرے کا پیچھا کرو گے اور میرے روبرو قیامت ہے۔ دو موتیں شدید ہوں گی،

اس کے بعد ایسے سال آئیں گے جن میں زلزلے اور فتنے ہوں گے۔

(ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مختصر المستدرک'' میں کہا ہے کہ یہ روایت غرائب الصحاح میں سے ہے۔)

﴿احمد، دارمی، نسائی، حاکم، بزار، ابویعلیٰ، طبرانی﴾

حارث بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مجھے ایک شخص نے جس کی کنیت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ ہے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے ایک شخص کو اس کے ساتھی سے کہتے سنا کہ آج رات نبی کریم ﷺ کیلئے مہمانی کی گئی ہے، جب میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج رات آپ کی مہمانی کی گئی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: وہ کیسی مہمانی تھی؟ فرمایا: وہ کھانا تھا جو مسخنہ یعنی تانبے کے بڑے دیگچے میں تھا۔ میں نے پوچھا بچا ہوا کھانا کیا ہوا؟ فرمایا: وہ اٹھا لیا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

جنت سے انگور:

حفص عمر دمشقی بن خالد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔

انہوں نے کہا: آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور مجھے اس خوشہ انگور کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ اسے نوش فرمالیں تو نبی کریم ﷺ نے اس خوشہ کو لے لیا۔ اس روایت میں جو حفص بن عمر دمشقی ہیں وہ صاحب حدیث القطف (خوشہ انگور) کے نام سے مشہور ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حفص رحمۃ اللہ علیہ پر وثوق نہیں کیا جا سکتا وہ سن ایک سو ستر (۱۷۰) میں فوت ہوئے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

طہ بن مرہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس جنت سے کوئی طعام آیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت کے کھانوں میں سے خبیص (وہ طعام جو کھجور اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے) لائے اور میں نے اسے کھایا۔

(ابن حجر نے الاصابہ میں فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔)

﴿ابوعبدالرحمٰن سلمی کتاب الاطعمہ﴾

حیوانات کے سلسلے میں معجزات کا ظہور

اونٹ کی بارگاہ نبوت میں شکایت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی سلمہ کا ایک اونٹ پانی کھینچنے والا دیوانہ ہوگیا اور اس نے اس پر حملہ کیا اور باغ میں آنے سے باز رکھا۔ یہاں تک کہ کھجوروں کے درخت تشنہ ہوگئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی۔ میری پریشانی کے ازالہ کیلئے نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے جب آپ باغ کے دروازے پر پہنچے تو عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اندر تشریف نہ لے جائیں ہمیں اونٹ کی طرف سے آپ پر خطرہ ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اندر چلو اور اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے جب اونٹ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو اپنے سر کو جھکائے چل کر آیا۔ یہاں تک کہ آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور سجدہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے اونٹ کو پکڑ لو اور اس کے نکیل ڈال دو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ فلاں قبیلہ کا پانی کھینچنے والا اونٹ بدمست ہوگیا ہے اور وہ ان کا نافرمان ہوگیا ہے یہ سن کر نبی کریم ﷺ ایک دم اٹھے اور ہم حضور کے ساتھ دیئے۔

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اونٹ کے نزدیک نہ جائیں، آپ پر ہمیں اس سے خطرہ ہے، مگر نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اس کے سر پر رکھا اور فرمایا: اس کی نکیل لاؤ، نکیل لائی گئی اور آپ نے اپنے دست قدس سے اس کے نکیل ڈالی اور فرمایا: اونٹ کے مالک کو بلاؤ اسے بلالیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اسے اچھا چارہ دو اور اس پر کام کی زیادہ مشقت نہ ڈالو۔

﴿ابونعیم، بیہقی﴾

ہر چیز جانتی ہے ''میں اللہ کا رسول ہوں''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! باغ میں ہمارا ایک اونٹ ہے، اس نے باغ پر قبضہ جمالیا ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے اور اسے آواز دی کہ آجائے تو وہ اونٹ اپنا سر جھکائے آیا۔ آپ نے اس کے نکیل ڈال کر اس کے مالک کو تھما دیا۔

اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ اونٹ آپ کو جانتا ہے کہ آپ نبی ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمین و آسمان کے درمیان کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں، البتہ انسان اور جنات کفر کرتے ہیں۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بنی قیس کے ایک بوڑھے شخص سے سنا وہ اپنے والد سے حدیث نقل کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے پاس بڑی سرکش اونٹنی تھی جس پر ہم قابو نہ پاتے تھے تو رسول اللہ ﷺ اس اونٹنی کے پاس گئے اور اس کے تھنوں پر دست اقدس پھیرا اور دودھ دوھ کر آپ نے پیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری شخص کے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں ایک اونٹ کو موجود پایا۔ اونٹ نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے دریافت فرمایا: اس اونٹ کا کا مالک کون ہے؟ تو ایک انصاری نوجوان آگے بڑھا اور عرض کیا: یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ سے اس جانور کی بابت نہیں ڈرتے، جسے اللہ تعالیٰ نے تمہاری ملک میں دیا ہے۔ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کرتا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے اور کام کی مشقت میں زیادہ لیتے ہو۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بنی نجار کے باغ میں گئے، وہاں ایک اونٹ کو دیکھا کہ جو بھی باغ میں داخل ہوتا وہ اونٹ اس پر حملہ کر دیتا تو نبی کریم ﷺ کے اس پاس آئے اور اسے آواز دی، وہ اونٹ ہونٹوں کو زمین پر رکھتا ہوا آیا اور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نکیل لاؤ اور نبی کریم ﷺ نے اس کے نکیل ڈالی اور اس کے مالک کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا:

''آسمان وزمین کے درمیان کوئی ایسی نہیں ہے جو نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں بجز انسان وجنات کے نافرمانوں کے۔''

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، دارمی، ابونعیم،﴾

حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آپ کی مسجد شریف میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور اس نے اپنا سر نبی کریم ﷺ کی آغوش میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اونٹ کہتا ہے کہ اس کا مالک ارادہ رکھتا ہے کہ اسے ذبح کر کے وہ اپنے والد کی طرف سے کھانا دے اور اب اسے ذبح کر دے تو میرے پاس یہ فریاد لے کر آیا ہے۔ اس کے بعد اس کا مالک آیا آپ نے اس سے دریافت فرمایا اور اس نے اپنے اسی ارادے کی خبر دی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے اس ارادہ سے باز رہنے کی سفارش کی کہ اسے ذبح نہ کرے تو اس نے ایسا ہی کیا۔

﴿ابن سعد﴾

اونٹ کا سجدہ کرنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم صحابہ کی

جماعت میں تشریف فرما تھے۔ ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

﴿بزار﴾

اگر کسی شخص کو سجدہ جائز ہوتا تو بیوی شوہر کو سجدہ کرتی:

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے بنی سلمہ سے ایسے اونٹ کو خریدا جس پر پانی لادا جا رہا تھا اور اس نے اسے اپنے شتر خانے میں باندھ دیا تا کہ اس پر بوجھ لادا جائے مگر اسے خارش ہوگئی اور کوئی شخص اتنی ہمت نہ رکھتا تھا کہ اونٹ کے پاس جائے جو بھی جاتا اسے وہ پاؤں سے کچلتا تھا وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے کھول دو۔ صحابہ نے عرض کیا: اس کی جانب سے ہمیں آپ پر اندیشہ ہے؟ فرمایا: اسے کھول دو تو انہوں نے اسے کھول دیا۔ اونٹ نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ سجدے میں گر گیا۔ لوگوں نے سبحان اللہ کہا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس جانور سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ فرمایا: اگر مخلوق میں کسی شخص کو سزاوار ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو سزاوار ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ہم سجدہ کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا تو یقیناً میں حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو ضرور سجدہ کرے، تم جانتے ہو کہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی ہے، یہاں تک کہ جب بوڑھا ہو گیا تو اس کا چارہ کم کر دیا اور اس کا کام بڑھا دیا اور جب ان کے یہاں شادی کا اہتمام ہوا تو چھری لے کر اسے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے مالکوں کو بلایا اور ان سے اس کی فریاد بیان کی۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم! اس نے سچ کہا، آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو۔

﴿طبرانی، ابو نعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک انصاری نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا ایک اونٹ ہے جو گھر میں محبوس ہے ہم میں سے کوئی قدرت نہیں پاتا کہ اس کے قریب جائے اور اسکے نکیل ڈالے۔ نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ فوراً کھڑے ہو گئے اور ہم بھی حضور

نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل دیئے اور اس دروازے پر تشریف لا کر دروازہ کھولا جب اونٹ نے آپ کو دیکھا تو وہ آپ کے پاس آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور اپنے سر کو زمین پر رکھ دیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کے سر پر دست اقدس پھیرا پھر نکیل منگائی اور اس کے نکیل ڈال کر اس کے مالک کے حوالے کر دیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے آپ کو پہچان لیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی (ﷺ) ہیں؟ فرمایا: کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ البتہ جنات اور انسان کفر کرتے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

ابوطلال رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری شخص کا ایک اونٹ تھا۔ وہ اونٹ اس سے بھڑک گیا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا ایک اونٹ ہے جو مجھ سے بھڑک گیا ہے اور وہ میری زمین کے آخری کنارے میں ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا کہ میں اس کے قریب جاؤں۔ خطرہ ہے کہ وہ مجھے پکڑ نہ لے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف تشریف لے گئے، جب اونٹ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ سامنے آ کر بلبلانے لگا اور اس نے اپنی گردن ڈال دی اور نبی کریم ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اے فلاں! میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ اونٹ تیری شکایت کرتا ہے تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتا پھر وہ رسی لایا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی گردن میں رسی ڈال دی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت حفص رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند روایت کی۔ اس میں ہے کہ اونٹ آیا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو سجدہ کیا۔ یہ دیکھ کر آپ کے صحابہ نے عرض کیا: یہ بے سمجھ جانور ہے ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔

﴿احمد، بزار، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں دو اونٹ دیکھے جو کڑک کی مانند چلا رہے تھے تو نبی کریم ﷺ ان دونوں کے قریب گئے، ان دونوں نے اپنی گردنیں زمین پر رکھ دیں، اس شخص نے بتایا جو آپ کے ساتھ تھا کہ دونوں نے آپ کو سجدہ کیا۔

﴿ابونعیم﴾

کمزور اونٹ سب سے آگے آگے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں گیا، آپ مجھ سے اس حالت میں ملے کہ میری سواری تھک گئی تھی اور وہ چل نہیں رہی تھی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: بیمار ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے تنبیہ

فرمائی اور اس کیلئے دعا کی۔ اس کے بعد وہ اونٹ میرے آگے کے اونٹوں میں تیز رفتار ہوگیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اب تم اپنے اونٹ کو کیا خیال کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: بہت بہتر ہے اور اسے آپ کی برکت پہنچ گئی ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کہیں بھیجا پھر وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے وہ اٹھتی ہی نہیں تو نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اسے ٹھوکر ماری۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے اس اونٹنی کو دیکھا کہ وہ چلانے والے سے آگے جا رہی تھی۔

﴿مسلم﴾

اونٹ کی گواہی یہ چور نہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ لوگ میری طرف نسبت کرتے ہیں کہ میں نے اونٹ چرایا ہے، اسی لمحہ اونٹنی دروازے کے پیچھے سے بولی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو کرامت کے ساتھ مبعوث فرمایا، یہ شخص میرا چور نہیں ہے اور اس کے سوا میرا کوئی مالک نہیں ہے۔

(حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس میں یحییٰ بن عبداللہ مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، میں اس کو نہیں جانتا اور اس پر کوئی جرح نہیں ہے۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ شخص ہے جس نے اس روایت کی تخلیق کی ہے۔)

﴿حاکم﴾

فائدہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں چنانچہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہیں، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اس اعرابی نے اس اونٹ کو چرایا ہے۔ اس وقت اونٹ نے ایک ساعت آواز دی اور رسول اللہ ﷺ اونٹ کی طرف کان لگائے سنتے رہے، اس کے بعد فرمایا: اے شخص! تو اس الزام سے باز آجا۔ یہ اونٹ تیرے خلاف بیان دیتا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔

ابن شاہین اور ابن مندہ رحمہم اللہ نے مطلب بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت حارث بن سواء رضی اللہ عنہ کے بیٹوں سے کہا: تمہارے والد وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کہو بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو ایک اونٹنی عطا فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس میں برکت

دے گا تو ہم جتنے اونٹوں کو ہانک رہے ہیں وہ سب اسی اونٹنی کی نسل سے ہیں۔

غیب سے بھیڑ نمودار:

ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نافع بن حارث بن کلاہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار سو مسلمانوں کے لشکر میں تھے۔ آپ نے ہمیں ایسی جگہ اتارا جہاں پانی نہ تھا۔ لوگوں کو تشنگی نے بے چین کر دیا۔ اچانک ایک بھیڑ سامنے آئی۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچی، اس کے سینگ بڑے بڑے اور تیز تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوہا اور تمام لشکر اس سے سیراب ہو گیا پھر فرمایا: اے نافع (رضی اللہ عنہ)! اس کے مالک بن جاؤ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے، تو میں نے ایک لکڑی لی اور اسے زمین میں گاڑا اور رسی لے کر اس بھیڑ کو اس سے مضبوط باندھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا اور تمام لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ رسی کھلی پڑی ہے اور بھیڑ موجود نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حالت عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہ فرمایا تھا کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے کیونکہ جس نے اسے بھیجا تھا وہی اسے لے گیا ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

الحسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور ہم نے ایک منزل پر قیام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے سعد رضی اللہ عنہ! فلاں جگہ پر بھیڑ کو دوھ لو۔ حالانکہ اس جگہ کوئی بھیڑ موجود نہ تھی مگر میں گیا دیکھا کہ وہاں دودھ سے بھری ہوئی بھیڑ موجود تھی تو میں نے اس کا دودھ دوہا اور میں نہیں جانتا کہ میں نے کتنا دودھ دوہا اور میں نے اس بھیڑ کو حفاظت سے باندھ دیا اور میں نے لوگوں سے اس کی حفاظت کی تاکید بھی کر دی مگر جب ہم کوچ کرنے کی تیاری میں مشغول ہوئے تو وہ بھیڑ غائب ہوگئی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ وہ بھیڑ تو غائب ہوگئی۔ فرمایا: اس کا رب اسے لے گیا۔

﴿ابن عدی، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

بکری کے دودھ میں برکت:

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری لائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاؤں باندھ کر اسے دوہا اور فرمایا: تمہارے پاس بڑے سے بڑا برتن جو ہے اسے لے آؤ تو میں آٹے کا لگن آپ کے پاس لے گئی، آپ نے اس میں دوہا، یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: تم بھی پیو اور اپنے ہمسایوں کو بھی پلاؤ چنانچہ ہم اس بکری کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا کرتے تھے اور ہمیں خوب فراخی ہوگئی۔ یہاں تک کہ میرے والد صاحب جب آئے اور انہوں نے اسے پکڑ کر اس کے پاؤں باندھے اور اسے دوہا تو دودھ میں اپنی پہلی حالت پر وہ آگئی۔ اس پر میری والدہ نے کہا کہ تم نے ہم پر ہماری بکری کو خراب کر دیا، انہوں نے پوچھا: یہ کس طرح؟ انہوں نے کہا کہ یہ بکری اتنا دودھ دیا کرتی تھی کہ یہ بڑا لگن دودھ سے بھر جایا کرتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کون اس

بکری کو دوہا کرتا تھا؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ دوہا کرتے تھے۔

انہوں نے کہا کیا تم نے مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے برابر ٹھہرایا ہے؟ خدا کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ بڑی برکت والے ہیں۔

﴿طیالسی، ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سب کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے لیے ایک بکری کا دودھ دوہا اور بڑے لگن میں دودھ دوہتے تھے اور وہ بھر جاتا تھا جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ واپس آئے اور انہوں نے اسے دوہا تو وہ بکری دودھ میں اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئی۔

﴿ابن ابی شیبہ، احمد، طبرانی، ابن سعد﴾

حضرت ابوقر صافہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ:

حضرت ابوقر صافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے اسلام کا ابتدائی واقعہ یہ تھا کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے یہاں مقیم تھا اور میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ اکثر مجھ سے کہا کرتی تھیں کہ اے بیٹے! فلاں شخص کے قریب سے نہ گزرنا اور وہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس مراد لیتی تھیں اور کہتیں: وہ تمہیں اغوا کر لے گا اور تمہیں گمراہ کر دے گا مگر میں اپنی بکریوں کو چراگاہ لے جاتا اور انہیں چرتا ہوا چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور میں آپ کی بارگاہ میں رہتا اور آپ کی باتیں سنا کرتا پھر شام کو میں اپنی بکریاں لے کر گھر جاتا تو ان کے تھن دودھ سے خشک ہوتے، مجھ سے میری خالہ نے کہا: کیا بات ہے کہ تمہاری بکریوں کے تھن دودھ سے خشک ہیں۔ میں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد میں نے دوسرے دن بھی ایسا ہی کیا۔ پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا اور میں مسلمان ہو گیا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنی خالہ کی شکایت کی اور اپنی بکریوں کا حال عرض کیا۔

آپ نے فرمایا: اپنی بکریاں میرے پاس لے آؤ میں ان کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ نے ان کے تھنوں پر اور ان کی پشتوں پر دست اقدس پھیرا، اور ان میں برکت کی دعا کی تو وہ دودھ اور مکھن سے بھر گئیں، جب میں اپنی خالہ کے پاس ان کو لے کر گیا تو انہوں نے کہا: اے بیٹے! ایسا ہی چرایا کرو۔ اس وقت میں نے انہیں سارا واقعہ بتایا پھر وہ اور میری والدہ مسلمان ہو گئیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے دو دوست اور قریب تھا کہ فاقہ کشی اور تنگدستی سے ہماری سماعت اور ہماری بصارت جاتی رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قیام گاہ میں پناہ دی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ جاگنے والا سنتا اور سونے والا بیدار نہ ہوتا، تو مجھ سے شیطان نے کہا کہ کاش تو یہ چند گھونٹ پی لے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے پاس تو انصار تحفے لا کر پیش کرتے ہیں تو میں اسی وسوسہ میں مبتلا رہا حتیٰ کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے حصہ کا

دودھ پی لیا جب میں نے پی لیا تو مجھے ندامت ہوئی اور میں نے دل میں کہا کہ یہ تو نے کیا کیا؟ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے اور حصہ کا دودھ نہ پائیں گے تو تجھ پر بددعا کریں گے اور تو ہلاک ہو جائے گا۔

اسی دوران نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے جیسا کہ آپ آیا کرتے تھے اور آپ نے نماز پڑھی جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر دودھ کے پیالہ کی طرف نظر فرمائی مگر آپ نے اس میں کچھ نہ دیکھا۔ اس وقت آپ نے اپنا دست اقدس اٹھایا، میں نے اپنے دل میں کہا: اب مجھے بددعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا، مگر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِىْ وَاَسْقِ مَنْ سَقَانِى

پھر میں پیالہ لے کر ان بکریوں کی طرف گیا کہ دیکھوں کون سی بکری موٹی اور فربہ ہے تا کہ میں نبی کریم ﷺ کیلئے اس سے غذا حاصل کروں تو میں نے دیکھا کہ تمام بکریاں دودھ سے لبریز ہیں اور میں نے اہل بیت نبوت کیلئے دودھ کا پیالہ لے کر اس سے اتنا دودھ دوہا کہ اس پر جھاگ آ گئی۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نو گھروں کی طرف بھیجا اور کھانا طلب فرمایا۔ آپ کے پاس آپ کے بکثرت صحابی بیٹھے ہوئے تھے مگر کھانا کسی کے ہاں نہ ملا، پھر آپ نے گھر میں بکری کا ایک بچہ دیکھا جس نے ابھی تک بچہ جنا ہی نہ تھا اور آپ نے اس کے تھنوں کی جگہ پر دست اقدس پھیرا اور راوی نے کہا کہ تھن دودھ سے اتنے دراز ہو گئے کہ اس کے پاؤں تک لٹک آئے پھر آپ نے برتن طلب فرمایا اور اس میں دوہ کر اپنے گھروں کی طرف ایک ایک برتن دودھ بھیجا، پھر دوہا اور تمام صحابہ نے اسے پیا۔

﴿بیہقی﴾

محمد بن راشد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: مجھ سے حضرت ابوضین بن عطا رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ایک قصاب نے بکری کے گلہ کا دروازہ کھولا تا کہ بکری کو پکڑ کر ذبح کرے مگر بکری اس سے چھوٹ کر بھاگ پڑی اور سیدھی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ اس کے پیچھے وہ قصاب بھی آیا اور اس کے پاؤں پکڑ کر کھینچنے لگا حضور نبی کریم ﷺ نے بکری سے فرمایا: حکم الٰہی پر تو صبر کر اور اے قصاب! تم بکری کو اس کی طرف نرمی کے ساتھ لے کر جاؤ۔

﴿عبدالرزاق المصنف﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرات ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور بہت سے انصاری صحابہ کرام تھے۔ باغ میں ایک بکری تھی اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو سجدہ کرنے کے اس بکری سے زیادہ ہم مستحق ہیں، آپ نے فرمایا: میری امت میں کسی کیلئے سزاوار نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے، اگر کسی کو کسی کیلئے سجدہ

کرنا جائز ہوتا تو میں ضرور عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

﴿ابونعیم﴾

ہرنی کا واقعہ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ صحراء میں تھے۔ اچانک کسی نے پکارا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے متوجہ ہوکر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا، پھر دوسری طرف متوجہ ہوکر دیکھا تو بندھی ہوئی ایک ہرنی نظر آئی، اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میرے قریب تشریف لائیں تو قریب آگئے اور فرمایا: تیری کیا حاجت ہے؟ ہرنی نے کہا: اس پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں، آپ مجھے کھول دیجئے، میں ان دونوں کو دودھ پلا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تو ایسے کرے گی؟

ہرنی نے کہا: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے۔ (عشار ایسی حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا وضع حمل دس ماہ گزر جانے کے بعد بھی نہ ہوا اور اس پر بوجھ لادا جائے اور وہ تکلیف سے فریاد کرے) تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے کھول یا اور اس نے جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور اس کے بعد وہ آگئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے باندھ دیا۔

اس دوران وہ اعرابی بیدار ہوگیا اور اس نے دیکھ کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو کوئی کام ہے۔ فرمایا: ہاں! وہ یہ کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے اور اس نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ کودتی ہوئی جارہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی:

"اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ"

۞ (اس روایت کی سند میں اغلب بن تمیم ہے جو ضعیف ہے لیکن حدیث کی متعدد سندیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ یہ قصہ بے اصل نہیں ہے۔)

﴿طبرانی الکبیر، ابونعیم﴾

صالح المری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی وہ ضعیف ہے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں پر گزرے جنہوں نے ہرنی پکڑ رکھی تھی اور اسے خیمہ کی چوب سے باندھ رکھا تھا۔

ہرنی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے دو بچے ہیں، مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر انہیں دودھ پلا کر آجاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اسے چھوڑ دو تا کہ یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا دے پھر یہ تمہارے پاس آجائے گی۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے اس کی کون ضمانت لیتا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ضامن ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا، وہ گئی اور دودھ پلا کر ان کے پاس واپس آگئی اور انہوں نے اسے باندھ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اسے فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہ آپ ہی کی ہے پھر انہوں نے اسے کھول کر چھوڑ دیا اور وہ چلی گئی۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہرنی پر گزرے جو خیمہ کی چوب سے بندھی ہوئی تھی۔ ہرنی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کھول دیجئے تا کہ میں اپنے دونوں بچوں کو جا کر دودھ پلا آؤں۔ جب آ جاؤں تو آپ مجھے باندھ دیں۔ رسول اللہ ﷺ! فرمایا: تو ایک قوم کا شکار ہے اور ایک قوم کی باندھی ہوئی ہے۔ آپ نے اس سے عہد لیا اور اس نے قسم کھائی آپ نے اسے کھول دیا، تھوڑی دیر کے بعد وہ اس حال میں واپس آئی کہ اس کے تھنوں سے دودھ ٹپک رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے باندھ دیا، اسی دوران وہ لوگ آ گئے، حضور نبی کریم ﷺ ہرنی کو ان سے طلب فرمایا اور انہوں نے آپ کو ہبہ کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے کھول کر آزاد کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

ہرنی کا کلمہ پڑھنا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک راستے سے گزر رہے تھے اور ہمارا گزر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف سے ہوا۔ دیکھا کہ خیمہ کی چوب سے ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے۔ اس ہرنی نے کہا: اس اعرابی نے مجھے گرفتار کیا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں اور میرے تھنوں میں دودھ جم گیا ہے۔ یہ اعرابی نہ مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں اس تکلیف سے خلاصی پاؤں اور نہ مجھے آزاد کرتا ہے کہ میں جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا تو واپس آ جائے گی؟ اس نے کہا: ضرور واپس آؤں گی، ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے گا، تو نبی کریم ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہرنی اپنی زبان چاٹتی ہوئی آ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے خیمہ کی چوب سے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی آ گیا، اس کے ساتھ مشکیزہ تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تو ہرنی کو میرے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی کی ہے تو نبی کریم ﷺ نے اسے آزاد کر دیا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اسے دیکھا کہ وہ جنگل میں جا رہی تھی اور کہتی جاتی تھی کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بھیڑیئے کا گفتگو کرنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حرہ میں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا اچانک بھیڑیا اس کی بکریوں سے ایک بکری پر لپکا تو چرواہا بکری اور بھیڑیئے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دُم پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے چرواہے سے کہا کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرے اور اس رزق کے درمیان جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے حائل ہوتا ہے؟

چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا: کیا میں اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں، وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ دونوں پہاڑوں کے درمیان گزشتہ واقعات کی

خبریں لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ یہ سن کر اس چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانک دیا اور خود مدینہ منورہ چل دیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے بھیڑیئے کی بات بیان کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا، اس نے سچ کہا، لوگو! سن لو انسانوں سے درندوں کا بات کرنا، قیامت کی علامتوں میں سے ایک ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسانوں سے بات نہ کریں اور مرد سے اس کی جوتی کا تسمہ اور اس کے کوڑے کا پھندنا بات کرے گا اور اس کی رات اسے وہ بات بتائے گی جو اس کے جانے کے بعد اس کی بیوی سے رونما ہوگی۔

﴿احمد، ابن سعد، بزار، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھے، ان کی ایک بکری پر بھیڑیئے نے حملہ کیا اور وہ اس پر چیخے تو وہ اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ حضرت اہبان رضی اللہ عنہ نے کہا پھر بھیڑیئے نے مجھے مخاطب کر کے کہا جس دن تو بکریاں سے غافل ہوگا اس دن تیری بکریوں کا کون محافظ ہوگا تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میرا رزق بنایا ہے۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے اس سے تعجب کی کوئی بات نہیں دیکھی کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے۔

بھیڑیئے نے کہا: اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان باغوں کے درمیان لوگوں کو زمانہ ماضی کی باتیں بتا رہے ہیں اور جو آئندہ ہوگا، اس کی خبریں دے رہے ہیں، اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے ہیں اور اس کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں۔

یہ سن کر اہبان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اس کی آپ کو خبر دی اور مسلمان ہوئے۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک چرواہا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھا، اچانک بھیڑیئے نے اس سے کہا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو میری اس خوراک کو چھینتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میرا رزق بنایا۔ چرواہے نے کہا: تعجب ہے کہ بھیڑیا بات کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا: میری بات کرنے سے زیادہ تعجب کی بات میں تجھے نہ بتاؤں کہ رسول اللہ ﷺ نخلستان میں اولین و آخرین کی باتیں لوگوں سے بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد چرواہا چلا اور نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور اس خبر کو سنا کر اسلام قبول کیا۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھا، میں نے اپنی بکریاں باندھیں تو بھیڑیا آیا اور اس نے ان میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے اس کے پیچھے دوڑے۔ بھیڑیئے نے کہا: تم لوگ مجھ سے اس لقمہ کو چھینتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا۔ بھیڑیئے کو باتیں کرتا سن کر چرواہے مبہوت ہو گئے۔ بھیڑیئے نے کہا: بھیڑیئے کی باتیں کرنے

سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پروحی نازل ہوتی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بکریوں کے چرواہے کی طرف بھیڑیا آیا اور اس نے بکری پکڑ لی اور چرواہے نے کوشش کر کے اس سے بکری چھین لی۔ راوی نے کہا کہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھا اور اپنی دم پر بیٹھ گیا اور اس نے کہا میں نے اس رزق کو چاہا جسے اللہ تعالیٰ نے میری خوراک بنائی تم نے مجھ سے اسے چھین لیا۔

چرواہے نے یہ سن کر کہا: قسم ہے خدا کی! میں نے آج کی مانند بھیڑیئے کو باتیں کرتا نہیں دیکھا۔ بھیڑیئے نے کہا: اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک شخص دونوں پہاڑوں کے درمیان میں ہے وہ تم کو گزشتہ اور آئندہ کی خبریں بتاتا ہے، وہ چرواہا یہودی تھا وہ بارگاہ نبوت میں آیا اور نبی کریم ﷺ کو واقعہ سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

﴿احمد، ابونعیم﴾

رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ نے بھیڑیئے کی تنبیہ کے بعد اسلام قبول کیا:

محمد بن جعفر بن خالد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ کی بابت لوگوں کا خیال ہے کہ ان سے بھیڑیئے نے بات کی ہے وہ اپنی بھیڑوں میں تھے اور انہیں چرا رہے تھے تو بھیڑیئے نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بلایا اور ان سے ملنے کی اس نے تاکید کی۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے چند اشعار ہیں جس میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے:

رعیت الضان احمیها زمانا	من الضبع الخفی و کل ذیب
فلما ان سمعت الذئب نادی	یبشرنی باحمد من قریب
سعیت الیه قد شمرت ثوبی	عن الساقین قاصدة الرکیب
فالقیت النبی یقول قولا	صدوقا لیس بالقول الکذوب
فبشرنی لدین الحق حتی	تبنت الشریعة للمنیب
وابصرت الضیاء یضی حولی	امامی ان سعیت و عن جنوبی
الا البلغ بنی عمرو بن عوف	و اخوتهم جدیلة ان اجیبی
دعاء المصطفی لاشک فیه	فانک ان اجبت فلن تخیبی

ترجمہ: ”میں نے بھیڑوں کو چرایا اور ان کی حفاظت پوشیدہ گھوس اور بھیڑیئے سے ایک زمانہ تک کرتا رہا، جب میں نے سنا کہ بھیڑیا مجھے پکارتا ہے اور احمد مجتبیٰ ﷺ کی بشارت مجھے قریب سے دیتا ہے تو میں ان کی طرف دوڑا اور اپنی پنڈلیوں سے تہبند کو باندھا اور سفر کا قصد کیا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ سچی بات بتاتے تھے جس میں قطعاً جھوٹ نہ تھا اور آپ نے مجھے دین حق کی بشارت دی۔ یہاں تک کہ شریعت توبہ کرنے والے پر واضح ہوگئی اور میں نے وہ روشنی دیکھی جس سے میرا گرد و پیش روشن

ہو گیا۔ اگر میں چلوں تو میرے آگے بھی اور میرے دونوں پہلو میں بھی، اسے سننے والے میری یہ بات عمرو بن عوف کے قبیلے والوں کو پہنچا دے جو جدیلہ کے بھائی ہیں کہ وہ میرا کہا مانیں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی دعوت حق ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اگر تم قبول کرلو گے تو تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔"

﴿ابن عساکر﴾

بھیڑیوں کا قاصد:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیڑیا آیا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو اپنی دم پر بیٹھ گیا، پھر وہ اپنی دم کو ہلانے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے جو تم سے سوال کرتا ہے کہ اس کیلئے اپنے اموال سے کچھ حصہ مقرر کردو۔

﴿بزار، سعید بن منصور، بیہقی﴾

حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں اپنے صحابہ میں جلوہ افروز تھے کہ اچانک بھیڑیا سامنے آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کے روبرو کھڑے ہو کر کچھ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہاری طرف درندوں کا قاصد ہے اگر تم پسند کرو تو اس کیلئے کچھ حصہ مقرر کردو تاکہ اس کے سوا وہ تجاوز نہ کرے اور اگر تم اس کو اس کی مرضی پر چھوڑتے ہو تو تم اس سے ڈرتے رہو گے اور یہ جو رزق پکڑے وہ اس کی خوراک ہو۔

صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے دل کو بخوشی اس کا کچھ حصہ مقرر کرنے کو نہیں چاہتے، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیطرف تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور بتایا کہ اب اچکنا ہی تیرا حصہ ہے یہ سن کر وہ پلٹ کر چلا گیا اور وہ دم ہلاتا جاتا تھا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

شمر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مزنی یا جہنی شخص سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو آپ نے تقریباً ایک سو بھیڑیوں کو اپنی دموں پر بیٹھا دیکھا۔ جو بھیڑیوں کے قاصد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: اپنے اموال میں سے ان کیلئے کچھ حصہ مقرر کر سکتے ہو؟ اور ماسوا مال سے تم مامون ومحفوظ رہ سکتے ہو؟ لوگوں نے شکایت کی کہ ہم خود حاجتمند ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو جانے کی اجازت دے دو۔ تو انہوں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ چلے گئے اور وہ بولتے جاتے تھے۔

﴿دارمی، ابن منیع فی المسند، ابونعیم﴾

سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کوہ حرق پر تشریف لائے۔ اچانک ایک بھیڑیا حضور نبی کریم ﷺ روبرو آگے کھڑا ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس بھیڑیئے کا نام ایس ہے۔ یہ ہر ریوڑ سے ایک بکری مانگتا ہے مگر لوگوں نے انکار کیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور وہ پلٹ کر چلا گیا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

بارگاہ نبوت میں چڑیا کی فریاد:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم ایک درخت کے قریب گئے تو اس میں حمرۃ کا گھونسلہ تھا۔ (حمرہ چڑیا کی مانند چھوٹا سا پرندہ ہے۔) ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لیے تو حمرہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بار بار آتی اور کچھ بولتی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی شخص نے اس کے دونوں بچے پکڑ کر اسے دکھ پہنچایا ہے، ہم نے عرض کیا: کہ ہم نے پکڑے ہیں۔ فرمایا: انہیں اس کے گھونسلے میں رکھ دو تو ہم نے انہیں اس کی جگہ رکھ دیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ابوالشیخ کتاب العظمۃ﴾

جانور کا اچھلنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا ایک وحشی جانور تھا جب نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ اچھلتا کودتا آتا جاتا اور کھیل کود کرتا اور جب رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لے آتے تو خاموش بیٹھ جاتا اور اچھل کود نہ کرتا، جب تک رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف رکھتے۔ (ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح بتایا۔)

﴿احمد، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی اوسط، بیہقی، ابونعیم، دارقطنی، ابن عساکر﴾

گھوڑی میں طاقت:

حضرت جعیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں تھا اور میری گھوڑی بوڑھی اور کمزور تھی، اس لیے میں سب لوگوں سے پیچھے کی جماعت میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے اور فرمایا: اے گھوڑے والے آگے بڑھو، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری یہ گھوڑی بوڑھی اور کمزور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کوڑا اٹھایا جو آپ کے پاس تھا اور اس گھوڑی کے مارا اور دعا کی: اے خدا! اس کیلئے اس گھوڑی میں برکت دے تو میں نے دیکھا کہ میں اس کا سر روک نہیں سکتا تھا اور وہ سب سے آگے بڑھ گئی اور اس کے پیٹ سے جو بچے پیدا ہوئے، ان کو میں نے بارہ ہزار میں فروخت کیا۔

﴿بیہقی﴾

مدینہ میں خوفناک آواز:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ "**احسن الناس، اجود الناس اور اشجع الناس**" تھے۔ ایک رات اہل مدینہ نے ڈراؤنی آواز سنی تو نبی کریم ﷺ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی گھوڑی پر بغیر زین کے سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ جب لوگ باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے پہلے اس آواز کی طرف تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ خبر کی تحقیق فرما چکے ہیں اور آپ فرما رہے تھے کہ ہرگز کوئی خوف نہ کرو اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ گھوڑا تو سمندر کی طرح رواں ہے حالانکہ آپ ﷺ کی سواری سے قبل وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی یا یہ کہا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے دوسرے راوی کے ذریعہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے بعد اس گھوڑے سے آگے کوئی گھوڑا نہ بڑھا۔ باوجودیکہ وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا۔

سواری میں تیز رفتاری:

حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے تشریف لائے اور انہیں کے ہاں دوپہر کا قیلولہ فرمایا، جب دن ٹھنڈا ہو گیا تو اپنا اعرابی گدھا لائے اور اس پر روئی کا گدا ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سواری فرمائی پھر اسے واپس کر دیا تو وہ سبک خرام اور تیز رفتار ہو گیا۔ حالانکہ وہ پہلے سست رفتاری سے چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا تھا۔
﴿ابن سعد﴾

حضرت عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے قبا تشریف لائے، جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہم سست رفتار دراز گوش لائے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو کر تشریف لے گئے پھر آپ نے ہمیں واپس کر دیا تو وہ فراخ قدم اور تیز رفتار ہو گیا۔
﴿طبرانی﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حمار (گدھے) کا گفتگو کرنا:

ابومنظور رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر کو فتح فرمایا تو آپ کو ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حمار سے کلام فرمایا اور حمار نے بھی آپ سے کلام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: یزید بن شہاب، اللہ تعالیٰ نے میری جد کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کیے اور وہ سب کے سب ایسے ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نے ان پر سواری نہیں کی اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھ پر سواری فرمائیں گے، میرے جد کی نسل میں میرے سوا کوئی نہیں رہا ہے اور نہ آپ کے سوا نبیوں میں کوئی باقی رہا ہے، آپ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ میں اسے قصداً گرا دیا کرتا تھا اور وہ یہودی میرے پیٹ کو تکلیف پہنچاتا اور میری کمر پر مارتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تیرا نام "یعفور" ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بلانے کیلئے کسی کے دروازے کی طرف بھیجتے تو وہ اس کے دروازے پر آ کر اپنے سر کو دروازے پر مارتا اور جب گھر والا باہر نکل کر اس کے پاس آتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ابوہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کے کنوئیں پر آیا اور خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں اس کنوئیں میں گرا دیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر میں

جب سیاہ گدھے کو لاکر کھڑا کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا تو کون ہے؟

اس نے کہا: میں عمرو بن فلاں ہوں۔ ہم تین بھائی تھے، ہم میں سے ہر ایک پر انبیاء سوار ہوتے ہیں۔ میں ان میں سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کیلئے تھا۔ جب یہودی شخص میرا مالک بنا تو جب بھی مجھے آپ یاد آتے تو میں ٹھوکر کھا کر اسے گرا دیتا، وہ مجھے خوب مارتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب تیرا نام ''یعفور'' ہے۔

﴿ابونعیم﴾

روایت ہے، آپ نے جس چوپائے پر بھی سواری کی ہے وہ اپنی اسی حالت میں رہا جس پر وہ تھا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کی برکت سے بوڑھا نہ ہوا۔

﴿ابن سبع خصائص مصطفی﴾

گوہ کی شہادتِ نبوت:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی محفل میں جلوہ افروز تھے، اچانک بنی سلیم کا ایک اعرابی آیا اور اس نے گوہ کا شکار کیا تھا۔ اس نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم ہے میں اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ کی تصدیق نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے گوہ! میں کون ہوں؟ اس گوہ نے ایسی واضح عربی زبان میں گفتگو کی جسے ہر شخص بخوبی سمجھ سکے:

''لَبَّیْکَ وَ سَعَدَیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' کہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو کسی کی عبادت کرتی ہے؟ گوہ نے کہا: میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی حکومت زمین میں ہے اور دریا میں اس کا راستہ ہے اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور جہنم میں اس کا عذاب ہے۔ فرمایا: تو میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا: آپ رب العالمین کے رسول ﷺ اور خاتم النبیین ہیں۔ وہ کامیاب ہے جس نے آپ کی تصدیق کی اور وہ نامراد ہے جس نے آپ کی تکذیب کی، پھر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

اس روایت کی سند میں ایسا کوئی راوی نہیں جس کے حال میں غور کیا جائے بجز محمد بن علی بن ولید بن بصری سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے جو طبرانی وابن عدی رحمہم اللہ کا شیخ ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث میں اسی پر حمل ہے کہا کہ یہ حدیث دوسری سندوں کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور ابن دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی دوسری سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن ولید رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہے اور اسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ نیز اس حدیث کی مانند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے جسے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

﴿طبرانی ''اوسط'' الصغیر، ابونعیم، ابن عساکر، ابن عدی، حاکم المعجزات، بیہقی﴾

شیر نبی کریم ﷺ کا نام سن کر اتباع کرنے لگا:

رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ دریا میں کشتی پر سوار تھے، کشتی

ٹوٹ گئی تو وہ اس کے ایک تختے پر سوار ہو گئے۔ اس تختہ نے مجھے ایسے بیابان میں اتارا جس میں شیر تھے۔ اچانک شیر سامنے آ گیا، جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے کہا: اے ابوالحارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو وہ سامنے آ کر اپنی دم ہلانے لگا۔ یہاں تک کہ وہ میرے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا پھر وہ میرے ساتھ چلا، یہاں تک کہ اس نے مجھے راستہ پر ڈال دیا۔ اس کے بعد ایک ساعت وہ غرایا اور میں نے خیال کیا وہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔

✿ (اور بغوی وابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے شیر ملا تو میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ ہوں کہا کہ اس نے اپنی دم زمین پر ماری اور وہ بیٹھ گیا۔)

﴿ابن سعد، ابویعلیٰ، بزار، ابن مندہ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

پرندے نے نبی کریم ﷺ کے موزے کو صاف کیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو دور تشریف لے جاتے۔ ایک دن آپ تشریف لے گئے تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ گیا۔ آپ درخت کی آڑ میں بیٹھے اور اپنے دونوں موزے اتار دیئے، پھر ان میں سے ایک موزہ پہنا تو ایک پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا، پھر فضائے آسمانی میں اسے جھاڑا تو اس میں سے سیاہ سانپ کینچلی اترا ہوا گرا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے موزے طلب فرمائے اور ان میں سے ایک موزہ پہنا پھر کوّا آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا اور اس نے اسے جھاڑا تو اس سے سانپ گرا۔ یہ ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر جھاڑے اپنے موزے نہ پہنے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے موزے اتارے اور اس سے کالا سانپ بغیر کینچلی کے گرا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہی وہ کرامت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مکرم فرمایا۔ اے اللہ! میں تجھی سے پناہ مانگتا ہوں زمین پر اور ہر چلنے والے کے شر سے۔

﴿خرائطی مکارم الاخلاق﴾

شیطان گرفت میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آج رات جنات میں سے ایک عفریت نے میری نماز کو قطع کرنے کی غرض سے مجھ پر تھوک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر

قدرت دی اور میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے کسی ستون سے اسے باندھ دوں تا کہ صبح ہو تو لوگ اسے دیکھیں مگر اس وقت اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا مجھے یاد آ گئی کہ "رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْکاً لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِی" پھر میں نے اسے دھتکار کر دور کر دیا۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان میرے مصلے کے آگے میرے سامنے آیا۔ میں نے اس کی گردن پکڑ لی۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنی ہتھیلی پر پائی، اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو میں اسے باندھ دیتا اور تم اسے صبح کو دیکھتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے سے شیطان گزرا، میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ اس کی زبان نکل کر میرے ہاتھ میں آ گئی اور میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور وہ چیخنے لگا، آپ نے مجھے مار ڈالا۔ آپ نے مجھے مار ڈالا، اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو صبح کو تم مسجد کے ستون سے اسے لٹکا ہوا دیکھتے اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، اچانک آپ نے اپنا دست اقدس اپنے آگے دراز فرمایا، جب آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: شیطان آیا اور میں نے اسے دھتکار دیا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اس کے گرد پھرتے۔

﴿حاکم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا۔ حالانکہ آپ نماز میں ہی تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ فرمایا: شیطان میرے نزدیک ہوا اور وہ آگ کا شرارہ مجھ پر پھینکنا چاہتا تھا تا کہ وہ مجھے فتنہ میں ڈالے مگر میں نے اسے پکڑنا چاہا اگر میں شیطان کو پکڑ لیتا تو وہ مجھ سے نہیں چھوٹ سکتا تھا اور میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اسے دیکھتے۔
﴿بیہقی، بزار، ابونعیم﴾

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا: "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْکَ" پھر تین مرتبہ "اَلْعَنُکَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ" فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا، گویا کہ کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس کی بابت استفسار کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: دشمن خدا ابلیس تھا جو آگ کا شرارہ لایا اور چاہتا تھا کہ میرے منہ پر ڈالے

اور میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا اگر میرے بھائی حضرت سلیمان ﷺ کی وہ دعا نہ ہوتی تو صبح اسے بندھا دیکھتے اور مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس شیطان آیا اور میں نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور اس کا گلا گھونٹا۔ یہاں تک کہ اس کے زبان کی ٹھنڈک میرے انگوٹھے نے محسوس کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام پر رحم کرے اگر ان کی وہ دعا نہ ہوتی تو تم اسے صبح کو بندھا دیکھتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ فرمایا: گھر کے اندر گیا تو اچانک دروازے کے اوٹ میں شیطان کو دیکھا، میں نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈی اپنے ہاتھ پر پائی۔ اگر اس عبد صالح کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو لوگ اسے بندھا دیکھتے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

مردوں کو زندہ کرنے اور ان سے کلام کرنے کے معجزات:

حجۃ الوداع کے باب میں نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کو زندہ کرنے کا تذکرہ اور غزوہ خیبر کے باب میں زہریلی بکری سے کلام کرنے کا ذکر اور غزوہ بدر کے باب میں اصحاب قلیب کے زندہ کرنے اور زہریلی بکری کے بچے سے کلام کرنے کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

مرنے کے بعد زندہ ہو گیا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک انصاری جوان کی عیادت کی۔ اس کے پاس اس کی بوڑھی اور اندھی ماں بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور ہم نے اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا اور ہم نے اس کی ماں سے کہا: اب تم اللہ تعالیٰ سے ثواب کی توقع رکھو، اس نے پوچھا کیا وہ فوت ہو گیا ہے؟

ہم نے کہا: ہاں پھر اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب پھیلائے اور دعا کی: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی کریم ﷺ کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ ہر مصیبت کے وقت تو میری مدد کرے گا تو اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم وہاں سے گئے نہ تھے کہ اس جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کھانا مانگا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔

﴿ابن عدی، ابن ابی الدنیا، بیہقی، ابونعیم﴾

امت محمدیہ ﷺ کی تین خوبیاں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس امت میں تین خوبیاں ایسی

پائی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو وہ امتوں کو تقسیم نہ کرتیں، ہم نے پوچھا وہ تین خوبیاں کیا ہیں؟

فرمایا: ہم اہل صفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک مہاجرہ عورت آئی، اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا جو حد بلوغ کو پہنچ گیا تھا کچھ ہی عرصے بعد اسے مدینہ کی وبا لگی اور وہ چند دنوں بیمار رہ کر فوت ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کر کے تجہیز و تکفین کی تیاری شروع کر دی، جب ہم نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے انس! تم جاؤ، اور اس جوان کی ماں کو خبر کرو تو میں نے جا کر اسے خبر دی۔ وہ آئی اور حضور نبی کریم ﷺ کے قدمہائے مبارک کے پاس بیٹھ گئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں قدموں کو پکڑ لیا، پھر اس نے کہا: اے اللہ! میں نے تیرے لیے طوعاً اسلام قبول کیا اور کنارہ کش ہو کر بتوں کو چھوڑا پھر شوق کے ساتھ تیری طرف ہجرت کی، اب مجھے بت پرستوں کے سامنے شرمندہ نہ کر اور اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال، مجھ میں اس مصیبت کے اٹھانے کی برداشت نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! ابھی اس نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ جوان کے پاؤں حرکت کرنے لگے اور اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور زندہ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو اس جہان سے بلا لیا اور اس کی ماں بھی فوت ہوگئی۔

﴿بیہقی﴾

اس طرح دریا سے پار ہونا کہ گھوڑے کے سم بھی تر نہ ہوئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر مرتب فرمایا اور ابوالعلاء رضی اللہ عنہ الحضرمی کو اس لشکر کا امیر بنایا اور میں اس جہاد میں شریک تھا جب ہم مقام جہاد میں پہنچے تو کافروں کو ہمارے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اور انہوں نے پانی کے تمام نشانات مٹا دیئے تھے، وہ موسم شدید گرمی وحرارت کا تھا، ہم اور ہمارے جانور پیاس سے بے تاب ہوگئے، جب سورج ڈھلا تو دو رکعت نماز امیر لشکر نے ہمیں پڑھائی پھر انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کیلئے پھیلائے اور ہم آسمان میں کچھ نہیں دیکھ رہے تھے۔ خدا کی قسم! ابھی انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کیلئے واپس نہ کیے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور بادل کو پیدا کیا اور خوب زور کی بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ندی نالے بھر گئے اور ہم نے پانی پیا اور پلایا اور مشکیزوں میں بھر لیا۔ اس کے بعد ہم دشمن کی طرف متوجہ ہوئے وہ لوگ خلیج بحر کو پار کر چکے تھے اور ایک جزیرے میں پہنچ گئے تھے، ہم خلیج کے کنارے کھڑے ہوگئے اور ابوالعلاء الحضرمی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یاعلی یا عظیم یا کریم'' پھر فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر چلو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس حالت میں پار ہوئے کہ ہمارے گھوڑوں کے کھر تک تر نہ ہوئے، پھر زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ ابوالعلاء الحضرمی رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے اور ہم نے ان کو وہیں دفن کر دیا۔ ان کے دفن کرنے کے بعد ایک شخص آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون شخص ہیں، ہم نے کہا: یہ امیر لشکر ابن الحضرمی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا: یہ زمین مردے کو باہر نکال دیتی ہے۔ (یعنی دریا یا جانور وغیرہ اسے کھود

ڈالتے ہیں) اگر تم ایک یا دو میں آگے منتقل کر دو تو زمین قبول کر لیتی ہے۔ ہم نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ اگر ہم انہیں درندوں کے آگے کر دیں تو وہ کھا جائیں گے۔ غرض کہ سب ان کی قبر کھولنے پر متفق ہو گئے، جب ہم نے اس کی لحد کھولی تو دیکھا کہ ہمارا رفیق اس میں موجود نہیں ہے اور دیکھا کہ منتہائے نظر تک وہ لحد نور سے لبریز ہے، اس کے بعد ہم نے لحد پر مٹی ڈال دی اور ہم نے کوچ کر لیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت اور بکری کا زندہ ہونا:

حضرت عبداللہ بن محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عبدالرحمٰن بن محمد بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابو برہ بن محمد بن ابی ہاشم مولی بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابوکعب البداح بن سہل انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سہیل بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے تاباں کو متغیر دیکھا تو وہ اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کو متغیر دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ تغیر بھوک کی ہی بنا پر ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟

انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ہمارے پاس بجز اس بکری کے بچے کے اور کچھ بچے ہوئے دانوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اہلیہ نے ان دانوں کو پیسا اور روٹی بنا کر پکائی، اس کے بعد ثرید بنا کر ہم نے طباق میں رکھا اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر (رضی اللہ عنہ)! میرے پاس اپنی قوم کو بلا کر لاؤ، تو میں ان کو لے کر آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو جماعت در جماعت کر کے بھیجو تو ایک جماعت کھا کر چلی جاتی تو دوسری جماعت داخل ہوتی، اس طرح سب نے کھایا اور طباق میں ثرید اتنا ہی موجود تھا، جتنا پہلے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے کھاؤ مگر ہڈی کو نہ توڑنا۔

پھر آپ نے ہڈیوں کو طباق کے وسط میں جمع کیا اور ان کے اوپر اپنا دست اقدس رکھا اور آپ نے کچھ پڑھا جس کو میں نہ سن سکا، اچانک میں نے دیکھا کہ بکری کھڑی ہے اور وہ اپنے کان پھڑ پھڑا رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم اپنی بکری کو لے لو تو میں اسے لے کر اپنی اہلیہ کے پاس آیا اس نے پوچھا یہ کیسی بکری ہے؟ میں نے کہا: خدا کی قسم! یہ وہی بکری ہے جسے ہم نے ذبح کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لیے دوبارہ زندہ کر دیا۔ یہ سن کر ان کی اہلیہ نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

ام محجن رضی اللہ عنہا کا قبر میں سننا:

عبید بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ طیبہ میں ایک عورت تھی۔

وہ مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی، جب وہ فوت ہوئی تو اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو نہ دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ مجن رضی اللہ عنہا کی قبر پر گزرے، آپ نے پوچھا: یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ یہ ام مجن رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔ آپ نے فرمایا: وہی عورت جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! وہی عورت۔ پھر لوگوں نے صف باندھی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی، اس کے بعد فرمایا: اے ام مجن (رضی اللہ عنہا)! تم نے کون سا عمل افضل پایا؟ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا وہ سنتی ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ اس نے جواب دیا کہ مسجد کی صفائی افضل عمل پایا ہے۔

﴿ابوالشیخ، ابن حبان﴾

اور غزوہ احد کے باب میں گزر چکا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور شہدائے احد نے اسلام کا جواب دیا تھا اور لوگوں نے اسے سنا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن خرام رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قبروں سے قرأت قرآن کریم کی آواز لوگوں نے سنی ہے۔

قبروں سے جواب:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بقیع شریف سے گزرے تو انہوں نے کہا: "یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے شوہر کر لیے ہیں اور تمہارے گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں اور تمہارے اموال وارثوں میں تقسیم ہو چکے ہیں تو ہاتف نے ان کو جواب دیا کہ "اے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ! وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں، یہ ہیں کہ جو اعمال خیر ہم نے بھیجے وہ ہم نے پا لیے اور جو ہم نے خرچ کیا ہم نے ان کا نفع اٹھایا اور جو چھوڑ کے آئے اس میں ہم خسارہ میں رہے۔

﴿ابن ابی الدنیا کتاب القبور﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل قبور سے گفتگو کرنا:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے قبرستان میں گئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بآواز کہا: "یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللہِ وَ بَرَکَاتُه" کیا تم ہمیں اپنی خبریں سناتے ہو یا ہم تمہیں خبریں سنائیں۔ راوی نے کہا ہم نے جواب میں ایک آواز سنی: "وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللہِ وَ بَرَکَاتُه" اے امیر المومنین! ہمیں وہ خبریں بتاؤ جو ہمارے بعد واقع ہوئی ہیں، اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سنو! تمہاری بیویوں نے دوسرے شوہر کر لیے ہیں اور تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں اور تمہاری اولاد، یتیموں کے زمرے میں شامل ہے اور وہ مکانات جن کو مضبوطی سے بنایا تھا، اس میں وہ لوگ بس گئے ہیں جو تمہارے دشمن ہیں، تو یہ خبریں ہیں جو ہمارے پاس تھیں، اب تم اپنی خبریں مجھے سناؤ تو ہاتف نے ان کا جواب دیا۔

مردوں کے کفن پرانے ہو چکے ہیں اور ان کے بال بکھر گئے ہیں اور ان کی کھالیں پھٹ گئی ہیں اور آنکھیں بہہ کر رخساروں پر آ گئی ہیں اور نتھنوں سے خون و پیپ بہہ رہا ہے اور جو ہم نے بھیجا اسے ہم نے پالیا اور جو ہم نے چھوڑا، اس سے ہم خسارے میں رہے اور ہم اعمال کے بدلے گروی ہیں۔

﴿حاکم ''تاریخ نیشاپور''، بیہقی، ابن عساکر﴾

یحییٰ بن ایوب خزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس سے سنا ہے جس نے یہ بیان کیا کہ حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک جوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور اسے پکار کر فرمایا: اے فلاں! ''ولمن خاف مقام ربه جنتان'' اور جس نے اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے خوف کیا، اس کیلئے دو جنتیں ہیں تو اس جوان نے اپنی قبر کے اندر سے آپ کو جواب دیا: اے عمر رضی اللہ عنہ! بلاشبہ میرے رب نے مجھے نسبت میں ان دونوں باغوں کو دو مرتبہ عطا فرما دیا ہے۔

(امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ بہت طویل ہے، اسے میں نے ''کتاب البرزخ'' میں بیان کیا ہے اور اس سلسلہ میں بہت سی خبریں صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں کی لایا ہوں جنہوں نے مردوں کے کلام کو سنا ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک جماعت سے باسانید صحیح مرنے کے بعد کلام کرنے کے بارے میں روایتیں ہیں۔ اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مسیلمہ کذاب کے مقتولوں میں سے ایک شخص نے کلام کیا اور کہا کہ ''محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم الامین الرحیم ہیں۔'' راوی نے کہا یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہا۔

جنت چاہتے ہو یا بیٹا:

حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص کی بکری تھی اور اس کا ایک بیٹا تھا وہ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پیالے میں دودھ لایا کرتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مفقود پایا اور اس کے باپ نے آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ اس بچہ کو تمہارے لیے زندہ کر دے یا تم صبر کرتے ہو تاکہ تمہارے لیے آخرت میں روز قیامت اجر ہو اور وہ تمہارا بچہ آئے اور تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت کے دروازے تک لے جائے اور تم جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ، بولو کیا چاہتے ہو؟

اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے ایسا غم خوار کون ہوگا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بیٹا! تمہارے لیے ہے اور ہر مومن کا بیٹا اس کیلئے ہے۔

﴿ابونعیم﴾

گدھا زندہ ہو گیا:

بروایت صحیح اسمٰعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ، ابو برہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یمن سے ایک شخص چلا، ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ اس کا گدھا مر گیا تو وہ اٹھا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر دعا کی: ''اے اللہ! میں تیری راہ میں جہاد کرنے آیا اور تیری خوشنودی کا طلبگار رہا اور میں نے گواہی دی کہ تو مردے کو زندہ کرتا ہے اور قبروں میں سے اٹھاتا ہے تو آج مجھ پر کسی اور کا احسان نہ ڈال، تجھی سے سوال کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ کر کے اٹھا دے'' تو وہ گدھا کھڑا ہو گیا اور اپنے کان ہلانے لگا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے اور فرمایا کہ جہاں کہیں ایسا ہو گا وہ صاحب شریعت کی کرامت سے ہی ہو گا، کیونکہ وہ آپ کی امت میں سے ہی ہو گا، اس کے بعد بیہقی اور ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا بیان کیا کہ میں نے اس گدھے کو بازار میں فروخت ہوتا دیکھا ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو دونوں سے سنا ہو گا۔ اسکے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی روایت مسلم بن عبداللہ بن شریک نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بنی نخع کا ایک شخص نباتہ بن یزید غازی تھا اور انہوں نے اس کی مثل روایت بیان کی اور زیادہ کیا کہ اس شخص کے گروہ میں سے ایک نے اشعار کہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

و منا الذی احیی الالہ حمارہ
و قد مات منہ کل عضو و مفصل

ترجمہ: ''ہم میں سے ایک شخص وہ ہے جس کے گدھے کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا جبکہ اس کا ہر عضو اور ہر جوڑ بکھر چکا تھا۔''

﴿بیہقی﴾

بیماروں کو اچھا کرنے کے سلسلہ میں معجزات کا ظہور

شمر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کسی راوی سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک عورت مجھ کو لے کر آئی جو جوان تھا۔ اس نے عرض کیا: میرا یہ بیٹا جب سے پیدا ہوا ہے بات ہی نہیں کرتا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

﴿بیہقی﴾

آنکھیں روشن:

حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ جن کو فویک کہا جاتا ہے سے روایت ہے کہ ان کو ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، ان کی دونوں آنکھیں ایسی سفید تھیں کہ کچھ دیکھ نہ سکتے تھے۔ حضور

نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہیں کیا صدمہ پہنچا۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر پڑ گیا تھا، اس سے میری بصارت جاتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھونک ماری اور وہ روشن ہوگئیں۔ میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ سوئی میں ڈورا ڈال رہے تھے، اس وقت اس کی عمر اسی سال کی تھی اور دونوں آنکھیں سفید تھیں۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابن سکن، بغوی، طبرانی، ابونعیم﴾

لعاب دہن کا اعجاز:

محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص لایا گیا جس کے پاؤں میں ایسا زخم تھا جس سے اطباء عاجز ہو گئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی انگشت مبارک لعاب دہن شریف پر رکھی۔ اس کے بعد چھنگلیا اٹھائی اور اسے مٹی پر رکھی پھر اسے اٹھا کر اس کے زخم پر رکھی، پھر فرمایا:

" باسمک اللھم ریق بعضنا بتربۃ ارضنا لیشفی سقیمنا باذن ربنا "

یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿بیہقی﴾

سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ہاتھ پر ہانڈی گر پڑی اور وہ جل گیا تو مجھے میری والدہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر لعاب شریف لگایا اور فرمایا: **"اذھب الباس رب لناس"** تو وہ فوراً ٹھیک ہوگیا۔

﴿بیہقی﴾

محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہیں لے کر سرزمین حبشہ سے چلی یہاں تک کہ جب میں مدینہ منورہ سے ایک رات کے فاصلے پر تھی تو میں نے ہانڈی پکائی، لکڑی ختم ہوگئی تو میں لکڑی کی تلاش کرنے نکلی تو تم نے ہانڈی کو پکڑا اور اسے اپنے ہاتھ پر گرا لیا میں تم کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن شریف تمہارے ہاتھوں پر لگایا اور پڑھا:

اذھب الباس، رب الناس، اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاء ک لا یغادر سقما

۞ تو میرے اٹھنے سے پہلے تمہارا ہاتھ اچھا ہوگیا۔ (اسے حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمھم اللہ نے روایت کیا۔)

﴿تاریخ بخاری﴾

ہاتھ کی گلٹی ختم:

حضرت شرجیل جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ہاتھ میں گلٹی تھی میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ گلٹی مجھے بہت تکلیف دیتی ہے جب میں تلوار کا قبضہ یا گھوڑے کی باگ پکڑتا ہوں تو یہ میرے اور اس کے درمیان حائل

ہو جاتی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اس گلٹی پر رکھا اور آپ برابر اسے ملتے رہے، یہاں تک کہ وہ جاتی رہی اور اس کا نشان تک میں نے نہ دیکھا۔

﴿تاریخ بخاری، طبرانی، ابن سکن، ابن مندہ، بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابو سبرۃ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ہاتھ میں گلٹی ہے جو گھوڑے کی باگ تھامنے سے مجھے روکتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے بغیر پیکان کا تیر لیا اور اسے میری گلٹی پر مارتے اور ملتے رہے یہاں تک کہ وہ جاتی رہی۔

﴿بیہقی﴾

داد ختم:

حضرت ابیض حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے چہرے پر داد تھا اس داد نے چہرے کو سفید کر دیا تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس داد نے ان کی ناک کھالی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا، دن سے رات نہ ہونے پائی کہ اثر تک جاتا رہا۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

کٹا ہوا شانہ دست اقدس کے مس کی برکت سے جڑ گیا:

حضرت جیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جہاد میں شریک تھا۔ میرے شانہ پر تلوار کی ضرب لگی جس سے میرا ہاتھ کٹ گیا۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے لعاب دہن اقدس لگا کر جوڑ دیا اور پیوست ہو کر ٹھیک ہو گیا پھر میں نے اس مارنے والے کو قتل کیا۔

﴿بیہقی﴾

✡ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ان کے سر اور چہرے پر ورم آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بہ نیت شفا ان کے سر اور چہرے دست اقدس پھیرا اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰہِ اِذْھَبْ عَنْھَا سُوْءَہٗ وَ فُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ

اور یہ دعا تین مرتبہ پڑھی، ان کا ورم جاتا رہا۔

﴿بیہقی﴾

✡ عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی گردن پر ورم ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے اس پر دست اقدس پھیرا اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ عَافِھَا مِنْ فَحْشِہٖ وَ اَذَاہُ

﴿ابن سعد﴾

آسیب ختم ہو گیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور عرض کیا: یا رسول

اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے پر آسیب ہے۔ وہ اس کے پاس صبح و شام آتا ہے اور ہمیں تنگ کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے بچہ کے سینے پر دست اقدس پھیرا اور اس کیلئے دعا فرمائی، پھر اس بچے نے زور کی قے کی اور اس کے پیٹ سے کالی ٹڈی کی مانند کچھ نکلا اور وہ شفایاب ہو گیا۔

﴿احمد، دارمی، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

یہ شہید اور جنتی ہے:

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لائی اور اس نے عرض کیا: میرے اس بیٹے کو ایسی ایسی بیماری لاحق ہوگئی ہے، وہ جیسا ہے اب اسے ملاحظہ فرما رہے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اسے موت دیدے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے شفا دے گا اور یہ جوان ہوگا اور مرد صالح بن کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا پھر وہ شہید ہو کر جنت میں داخل ہوگا حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیلئے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفا بخشی اور وہ جوان ہو کر مرد صالح بنا اور خدا کی راہ میں جہاد کر کے شہید ہوا۔

۞ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت مرسل جید ہے۔)

﴿بیہقی﴾

دانتوں کی درد ختم:

یزید بن نوح بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے دانتوں میں درد ہوتا ہے اور وہ مجھے اتنی شدید تکلیف پہنچاتا ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے رخسار پر رکھا، جس میں درد تھا اور فرمایا:

" اَللّٰھُمَّ اذْھَبْ عَنْہُ سُوْءَ مَایَجِدُ وَ فُحْشَہُ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدِکَ "

یہ دعا سات مرتبہ پڑھی اور جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دیدی۔

﴿بیہقی﴾

پیٹ کی تکلیف ہمیشہ کیلئے ختم:

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے چربی لے کر نگل لی۔ اس سے میرے پیٹ میں ایک سال شکایت رہی پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے پیٹ پر پھیرا اور میں نے قے کی تو وہ چربی تازہ برآمد ہوئی، قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو برحق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اس کے بعد اب تک میرے پیٹ میں کبھی شکایت نہ ہوئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم الصحابہ﴾

حضرت جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان

سے فرمایا: داہنے ہاتھ سے کھاؤ، انہوں نے عرض کیا: اس ہاتھ میں تکلیف ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر دم فرمایا تو پھر ان کی وفات تک اس ہاتھ میں شکایت نہ ہوئی۔

﴿طبرانی﴾

کٹی کھوپڑی درست ہوگئی:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ستیز بن رزام یہودی نے میرے سر پر تلوار ماری اور میرے سر کی ہڈی یا اس کے اوپر کا پردہ شق ہوگیا، میں وہ زخم لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ نے زخم کھول کر اس پر پھونک ماری اور وہ ساری تکلیف مجھ سے جاتی رہی۔
﴿طبرانی﴾

مجنون عقل مند بن گیا:

حضرت وازع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنے مجنون بچے کو لے کر آئے، آپ نے اس بچے کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے لئے دعا فرمائی: حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کے بعد اس سفارت میں کوئی شخص اس بچہ سے زیادہ عقل مند نہ ہوا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملاعب الاسند نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور اس نے اپنے درد کی شفایابی کی درخواست کی کیونکہ اس کے پیٹ میں دمبل تھا تو نبی کریم ﷺ نے مٹی کا ڈھیلا لیا اور اس پر لعاب دہن اقدس ملا پھر اسے دے کر فرمایا اسے پانی میں گھول کر اسے پلا دینا تو اس نے ایسا ہی کیا اور وہ اچھا ہوگیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف شہد کی کپی بھیجی کہ اسے چاٹا کریں، تو وہ برابر چاٹتے رہے، یہاں تک کہ وہ اچھے ہوگئے۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

جھوٹے پانی میں شفا:

حضرت عباس بن سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، جن میں ابواسید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسہل بن سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بیئر بضاعہ پر تشریف لائے آپ نے ڈول میں پانی لے کر وضو کیا، وہ پانی کنوئیں میں ڈال دیا پھر دوسرے ڈول میں لے کر اس میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا پانی نوش کیا اور کنوئیں میں ڈال دیا، حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ فرماتے: بضاعہ کے پاس سے اسے غسل دو اور وہ غسل کرتا اور وہ ایسا ہو جاتا گویا اسے رسی سے جکڑ رکھا تھا جسے کھول دیا گیا یعنی وہ شفایاب ہوگیا۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری عیادت کو بنی سلمہ میں تشریف لائے آپ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں کسی کو پہچانتا نہ

تھا، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے وہ پانی مجھ پر چھڑکا اور میں اچھا ہو گیا پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے مال کو کس طرح تقسیم کروں تو اس وقت آیت کریمہ "یُوْصِیْکُمُ اللہُ" (سورۃ النساء) نازل ہوئی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ٹوٹی پنڈلی ٹھیک ہوگئی:

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ میرے بھائی علی بن حکم رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو خندق سے کودایا۔ تو خندق کی دیوار سے ان کی پنڈلی کچلی گئی تو ہم ان کو اپنے گھوڑے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی پنڈلی پر اپنا دست اقدس پھیرا تو وہ گھوڑے سے اترنے سے پہلے اچھے ہو گئے۔ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو اپنے قصیدے میں کہا ہے:

وانزها علی وھی تھوی	ھوی الدلو مترعة بسدل
صفوف الخندقین فاھرقته	ھویه مظلم الحالین غمل
فعصب رجله فسما علیھا	سمو السقر صادف یوم ظل
فقال محمد صلی علیه	ملیک الناس ھذا خیر فعل
لعالکب فاستمر بھا سویا	و کانت بعد ذاک اصح رجل

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو کدایا تو اس طرح گرے جس طرح بھرا ہوا ڈول گرتا ہے۔ گھوڑے کو خندق کی دو صفوں پر کدایا اور اس کا خون وادی میں اس طرح گرا، جیسے دن رات کی تاریکی ہوتی ہے اور وہاں کوئی روشنی نہ ہو، حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی پنڈلی پر پٹی باندھی اور وہ اس طرح گھوڑے پر چڑھے جیسے سائے کے دن باز بلندی پر جاتا ہے اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے کہ یہ اچھا عمل ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے تو ہمیشہ ٹھیک رہے، اس کے بعد وہ پاؤں دوسرے سے زیادہ صحیح رہا۔

﴿ابن سکن، ابونعیم الصحابہ﴾

بھوک، پیاس، گرمی، سردی کے اشتداد کے روکنے میں نبی کریم ﷺ کے معجزات

زندگی بھر کیلئے بھوک ختم:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اچانک سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا آئیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو کھڑی ہو گئیں، آپ نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کا چہرہ بھوک کی شدت سے زرد تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس

اٹھا کران کے سینے پر ہار پہننے کی جگہ پر رکھا اور آپ نے اپنی انگلیاں کشادہ فرما دیں، پھر آپ نے دعا کی:

''اللهم مشبع الجاعة و ارفع الوضعيه ارفع فاطمة بنت محمد ﷺ''

ترجمہ: ''اے خدا! بھوک سے سیر کرنے والے! تکلیف کو دور کرنے والے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے دور کردے۔''

حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ان کے چہرے سے زردی جاتی رہی تھی۔ پھر میں نے دوسرے وقت ان سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اے عمران رضی اللہ عنہ! حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کے بعد پھر کبھی بھوک نے تکلیف نہ دی۔

۞ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان کا دیکھنا پردے کی آیت نازل ہونے سے پہلے سے ہے۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

سرراہ ندائے غیبی:

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے نکلے جب ہم مقام عرج میں پہنچے تو اچانک سرِ راہ ندا آئی کہ ٹھہر جاؤ تو ہم ٹھہر گئے۔ اس نے پوچھا: کیا تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کیا تو یہ بات سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ تو رحلت فرما چکے ہیں۔ یہ سن کر اس نے ''انا لله وانا اليه راجعون'' پڑھی، پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اس نے کہا: وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا: وہ بھی رحلت کر چکے ہیں۔ یہ سن کر اس نے ''انا لله وانا اليه راجعون'' پڑھی پھر پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ)۔ اس نے کہا: کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا: وہ وہی ہے جو تم سے گفتگو کر رہا ہے، اس نے کہا: ''الغوث'' فریاد ہے فریاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کون ہو؟

اس نے کہا میں حنش بن عقیل، بنی نضیلہ یا نھلہ کا ایک شخص ہوں۔ رسول اللہ ﷺ مجھے بنی بعال سے واپسی کے وقت ملے تھے، آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر اپنا بچا ہوا ستو مجھے پلایا تو میں ہمیشہ اس کی سیرابی جب بھوک پیاس ہوتی پاتا ہوں پھر میں نے راس الابیض جانے کا قصد کیا اور وہاں مع اہل وعیال دس سال تک رہا۔ روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھتا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتا اور دس ذی الحجہ کو قربانی کرتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہی سکھایا تھا۔ اب مجھے خشک سالی کی مصیبت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہاری مدد کرنے آؤں گا، اور تمہارے چشمہ پر پہنچوں گا، پھر جب ہم واپس ہوئے تو ہم نے پوچھا اس چشمہ کا مالک کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اس کی قبر ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی قبر پر پہنچے اور اس کیلئے رحمت واستغفار کی دعا کی۔

﴿قاسم بن ثابت الدلائل﴾

ہمیشہ کیلئے پیاس ختم:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم کی طرف بھیجا جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں بھوکا تھا اور وہ خون کو کھا رہے تھے۔ انہوں نے کہا آؤ کھاؤ، میں نے کہا میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ میں تم سے اسے چھڑاؤں۔ انہوں نے میرا مذاق اڑایا اور میری تکذیب کی اور میری بات نہ مانی اور میں ان کے پاس سے چلا آیا، دراں حالیکہ میں سخت بھوکا اور پیاسا تھا اور مجھے شدت محنت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور میں سو گیا تو میرے پاس خواب میں آنے والا آیا اور مجھے پیالہ دیا جس میں دودھ تھا، میں نے اسے لے کر پیا اور میں خوب سیراب ہو گیا اور پیٹ بھر گیا اور میرا پیٹ اونچا ہو گیا۔

ان لوگوں میں سے کسی نے ان سے کہا تمہاری قوم کے سرداروں میں سے ایک شخص تمہارے پاس آیا تم نے اسے واپس کر دیا جاؤ اسے کھانا پینا دو جیسا بھی وہ چاہتا ہے تو وہ میرے پاس کھانا پینا لائے۔ میں نے ان سے کہا اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تمہیں بھوک کی حالت میں دیکھا ہے میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے اور میں شکم سیر ہو گیا ہوں اور میں نے ان کو اپنا پیٹ دکھایا یہ دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے۔

اس روایت کی بعض اسناد میں ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح ہے کہ میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، میں نے ان سے کہا: افسوس ہے تم پر مجھے ایک گھونٹ پانی دو، میں سخت پیاسا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم نہیں دیں گے بلکہ ہم دعا کریں گے کہ تم پیاسے ہی مر جاؤ۔ اس پر میں غمگین ہوا اور میں نے اپنا سر عبا میں چھپا لیا اور سخت گرم ریت پر میں سو گیا۔ تو میں خواب میں کسی آنے والے نے بلور کا پیالہ مجھے دیا میں نے اتنا خوبصورت پیالہ کبھی نہیں دیکھا، اس میں پینے کی چیز تھی، کسی نے اس سے زیادہ لذیذ پینے کی چیز نہ دیکھی اور مجھے اس کے پینے کی قدرت ملی اور میں نے اسے پیا، جب میں پینے سے فارغ ہوا تو میں بیدار ہو گیا تو خدا کی قسم! اس کے پینے کے بعد نہ کبھی تشنگی معلوم ہوئی اور نہ بھوک کی تکلیف ہوئی۔

﴿ابویعلیٰ، بیہقی، ابن عساکر﴾

ام ایمن رضی اللہ عنہا کو زندگی بھر پیاس نے نہیں ستایا:

ثابت، ابو عمران جونی اور ہشام بن حسان رحمہم اللہ سے روایت ہے۔ ان سب نے کہا کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو ان کے پاس زادہ راہ نہ تھا جب وہ روحا کے قریب پہنچیں تو شدید تشنگی معلوم ہوئی۔

وہ فرماتی ہیں: میں نے اپنے سر کے اوپر تیز ہوا کی آواز سنی، میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ آسمان کی سفید رسی سے بندھا ایک ڈول لٹک رہا ہے۔ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے تھام لیا اور میں اسے تھامے رہی،

میں نے اس میں سے اتنا پیا کہ میں سیراب ہوگئی وہ فرماتی ہیں کہ اس ڈول سے پانی پینے کے بعد شدید گرمی کے دن روزہ رکھتی اور دھوپ میں پھرتی تا کہ مجھے پیاس لگے مگر اس کے باوجود مجھے پیاس نہ لگتی۔

(اس روایت کو ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے ہم سے روح رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عثمان بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حدیث بیان کی ہے اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے عثمان بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے اسے روایت کیا۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانا:

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے پیغام نکاح دیا تو میں نے عرض کیا اگر چہ مجھ جیسی عورتیں نکاح کر لیتی ہیں لیکن میں نکاح نہیں کرتی کیونکہ میرے بچے ہیں اور میں غیرت مند ہوں اور صاحب عیال ہوں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم سے اکبر ہوں جہاں تک غیرت کا سوال ہے، اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے گا۔ اب رہا عیال کا سوال تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حوالہ ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا۔

راوی نے کہا: ازواج مطہرات میں ان کی یہ شان تھی گویا وہ ان میں سے نہیں ہیں، جیسی غیرت ان میں پائی جاتی تھی ایسی کسی میں موجود نہ تھی اور اسے بن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی اور ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زوائد الزہد'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مانند روایت کی۔

﴿بیہقی﴾

آنکھوں سے آنسو نہ بہنا:

حضرت ام اسحاق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تو مجھ سے میرے بھائی نے کہا: میں مکہ مکرمہ میں اپنا توشہ بھول آیا ہوں، پھر وہ اسے لینے مکہ مکرمہ واپس گئے مگر میرے شوہر نے ان کو قتل کر دیا اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: کہ میرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے آپ نے چلو میں پانی لیا اور میرے چہرے پر اس کے چھینٹے دیئے تو جو مصیبت مجھ کو پہنچی تھی اس پر آنکھ کے آنسو تو میری آنکھوں میں دیکھے جاتے تھے مگر وہ میرے رخساروں پر بہہ کر نہ آتے تھے۔

﴿ابونعیم﴾

صحابہ سردی سے محفوظ:

ایوب بن یسار رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سخت سردی میں صبح کی اذان دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ نے مسجد میں کسی کو موجود نہ پایا تو فرمایا: لوگ کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: سردی کی شدت نے انہیں روک رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان سے سردی کو دور کر دے تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ صبح کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔ یا چاشت کی نماز کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔ اس روایت میں ایوب منفرد ہیں۔

﴿ابن عدی، بیہقی، ابونعیم﴾

تم سفینہ ہو:

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے دریافت کیا آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام سفینہ رکھا ہے۔ دریافت کیا: اس نام کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سفر میں تھے ان پر اپنا سامان بوجھ معلوم ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے چادر پھیلا دی اور اس چادر میں ان سب نے اپنا سامان رکھ کر میرے حوالہ کر دیا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھالو کیونکہ تم سفینہ (کشتی) ہو۔ اس دن کے بعد میں ایک اونٹ کا یا دو کا یا تین کا یا چار کا یا پانچ کا یا چھ کا یا سات کا بوجھ اٹھالیتا ہوں تو مجھ پر بار نہیں معلوم ہوتا۔

﴿احمد، ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

عطائے علم وفراست وشجاعت کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

حافظہ قوی ہو گیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمیں حدیث بیان فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: کون ہے جو اپنا کپڑا بچھائے اور میں اس میں اپنی حدیث رکھوں اور وہ اسے اپنے سینے سے لگا لے تو میں نے اپنا دامن پھیلا دیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے حدیث بیان فرمائی اور میں نے اسے اپنے سے چمٹا لیا تو خدا کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث میں نے سنی میں اسے بالکل نہ بھولا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنا کرتا ہوں، مگر میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ فرمایا: چادر پھیلاؤ تو میں نے اپنی چادر پھیلا دی، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لپ بھر کر اس میں ڈالا اور فرمایا اس کے چاروں کونے ملا کر اپنے سینے سے چمٹا لو تو اس کے بعد کوئی حدیث نہ بھولا۔

﴿بخاری﴾

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے سینے پر دست نبوت کا فیضان:

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں جوان ہوں اور کس طرح لوگوں کے درمیان مقدمات کا فیصلہ کروں گا اور میں جانتا بھی نہیں کہ قضا کیا ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور دعا کی کہ اے رب العالمین! ان کے دل کو ہدایت عطا فرما اور ان کی زبان کو مستحکم بنا، تو قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا، دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے ذرہ بھر تذبذب نہ ہوا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے قوم شیوخ کی طرف بھیج رہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ میں صحیح فیصلہ نہ کرسکوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو مضبوط رکھے گا اور تمہارے دل کی رہنمائی کرے گا۔

﴿ابن سعد﴾

بدکلامی سے محفوظ:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جو مردوں کے ساتھ فحش کلامی کرتی تھی اور بڑی بدزبان تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، آپ ثرید تناول فرما رہے تھے۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے مانگا، آپ نے اسے دیا۔ اس نے کہا: مجھے وہ لقمہ عنایت فرمایئے جو آپ کے دہن اقدس میں ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنا لقمہ عطا فرمایا اور اس نے اسے کھا لیا تو وہ اتنی حیادار ہوئی کہ مرنے کے وقت تک کسی سے بدکلامی نہ کی۔

﴿طبرانی﴾

میں سب کے ساتھ ہوں:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بنی اسلم کے لوگوں کے پاس تشریف لائے تو وہ باہم تیراندازی کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ کرکے فرمایا: یہ کھیل اچھا ہے، تم تیراندازی کی مشق کرو اور میں حضرت ابن اکوع (رضی اللہ عنہ) کا رفیق ہوں، اس پر لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لیے اور عرض کرنے لگے: خدا کی قسم! ہم تیراندازی نہیں کریں گے جب تک تیراندازی میں آپ ان کے ساتھ ہیں۔ اس لیے کہ آپ ہم پر غالب ہی رہیں گے۔ فرمایا: تیراندازی کرو، میں تم سب کے ساتھ ہوں، تو وہ لوگ دن بھر تیراندازی کرتے رہے، جب جدا ہوئے تو سب مساوی تھے، کسی کو کسی پر فوقیت نہ تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی۔ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: حزن ہے۔ فرمایا: نہیں بلکہ سہل ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بڑھاپے میں کیا میں اپنا نام بدل لوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد سے حزونت ہم میں اب تک باقی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دادا حزن سے فرمایا کہ تمہارا نام سہل ہے اس پر انہوں نے کہا کہ سہولت تو گدھے کیلئے ہے اور اس نام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے کہا: خدا کی قسم! ہم حزونت کو اپنے درمیان برابر پہچانتے ہیں۔

﴿بخاری﴾

آسیب ختم ہو گیا اور علاج آسیب:

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا ایک بھائی ہے، اسے ایک تکلیف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: آسیب کا اثر ہے۔ فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ تو وہ اسے لے کر آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے اسے بٹھا دیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کی چار آیتیں اور یہ دو آیتیں "وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" اور آیۃ الکرسی اور سورۂ اعراف کی یہ آیہ کریمہ "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ" اور سورۂ مومنین کا آخر "فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ" اور سورۂ جن کی ایک آیت "وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا" اور سورۂ صافات کی دس آیتیں اور سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور معوذتین پڑھ کر دم کیا۔ وہ شخص اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اسے کبھی کوئی شکایت ہی نہیں تھی۔

﴿حاکم﴾

ابوامامہ بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انصار صحابہ کی ایک جماعت نے حضور نبی کریم ﷺ سے آ کر عرض کیا کہ ایک شخص نصف شب کو نماز کیلئے کھڑا ہوا اور اس نے ایک سورہ پڑھنے کا قصد کیا جو کہ اسے یاد تھی مگر وہ اس کے پڑھنے پر قادر نہ ہوا صرف "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھ سکا، اس رات یہ واقعہ آپ کے بہت سے صحابہ کو پیش آیا، جب انہوں نے صبح کی تو صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس سورۃ کے بارے میں پوچھا، آپ ایک ساعت خاموش رہے اور ان کی طرف بالکل رجوع نہ فرمایا پھر فرمایا: سورۃ آج رات منسوخ کر دی گئی ہے۔ ان سب کے سینوں میں سے بھی اور ہر اس جگہ سے جہاں وہ لکھی ہوئی تھی۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: دلائل نبوت میں سے یہ بات ظاہر دلیل ہے۔)

﴿بیہقی﴾

انواع جمادات میں معجزات کا ظہور

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف فرما تھے، پھر میں آیا اور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور وہ سلام کر کے بیٹھ گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کنکریاں تھیں، آپ نے ان کو اٹھا کر ہتھیلی پر رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگیں حتیٰ کہ ہم نے ان کی آواز ایسی سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔اس کے بعد آپ نے ان کو رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ نے اٹھا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیا، وہ تسبیح کرنے لگی حتیٰ کہ ہم نے ان کی آواز سنی جیسے کہ مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے پھر آپ نے ان کو رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں، اسکے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اٹھا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں رکھ دیا اور وہ تسبیح کرنے لگیں حتیٰ کہ ہم نے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند ان کی آواز سنی۔ پھر انہوں نے رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نبوت کی خلافت کی شہادت ہے۔

﴿بزار، طبرانی اوسط، ابونعیم، بیہقی﴾

کنکریوں کا دست اقدس میں تسبیح پڑھنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں کنکریاں لیں اور وہ تسبیح کرنے لگیں، یہاں تک کہ ہم نے ان کی تسبیح کی، آواز سنی۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ تسبیح کر رہی تھیں اور ہم ان کی تسبیح کی آواز سن رہے تھے، پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پلٹ دیں اور وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے تسبیح کی آواز سنی پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی پھر وہ یکے بعد دیگرے ہمارے ہاتھوں میں آئیں تو ان کنکریوں میں سے کوئی تسبیح نہ کر رہی تھی۔

﴿ابن عساکر﴾

سنگریزوں کی شہادت:

سدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابومالک رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ شاہان حضرموت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں آئے۔ ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ سے ایک بات مخفی رکھی ہے۔ آپ بتائیے: وہ کیا بات ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! ایسی باتیں تو کاہن لوگ بھی کرتے ہیں حالانکہ کاہن اور ان کی کہانت دونوں دوزخ میں جائیں گے، اس پر انہوں نے کہا پھر ہم کیسے جانے کہ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس میں سنگریزے لیے اور فرمایا یہ شہادت دیں گے کہ میں اللہ تعالیٰ کا

رسول ہوں تو وہ سنگریزے آپ کے دست اقدس میں تسبیح کرنے لگے، ان سب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

کھانے کا تسبیح پڑھنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ثرید کھانا لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ان کی تسبیح سمجھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پیالے کو فلاں شخص کے قریب کر دو تو اس نے ان کے قریب کر دیا۔ اس نے عرض کیا: ہاں! یارسول اللہ ﷺ، یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے، اس کے بعد دوسرے کے پھر تیسرے کے قریب لایا گیا، انہوں نے بھی یہی کیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس پیالے کو واپس کر دیا۔

اس وقت ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کاش آپ تمام لوگوں کو سنانے کا حکم فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ کسی کے ہاتھ میں خاموش ہو جاتا تو لوگ کہتے یہ اس کے گناہ کی بدولت ہوا ہے اسے واپس کر دو تو اس نے واپس کر دیا۔

﴿ابوالشیخ کتاب العظمہ﴾

حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ دونوں ایک برتن میں کھا رہے تھے، اچانک برتن کا کھانا تسبیح کرنے لگا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

استن حنانہ کا فراق رسول ﷺ میں رونا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کھجور کا تنہ جس سے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہونے میں ٹیک لگایا کرتے تھے جب آپ کیلئے منبر بنایا گیا تو ہم نے کھجور کے اس ستون سے حاملہ اونٹنی پر بوجھ لادنے سے جو وہ اونٹنی فریاد کرتی ہے ایسی ہم نے اس سے فریاد کی آواز سنی حتی کہ نبی کریم ﷺ منبر شریف سے اترے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھا اور وہ خاموش ہوا۔

﴿بخاری﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ آپ کیلئے صحابہ نے منبر بنایا تو جمعۃ المبارک کے دن حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے، اس وقت وہ ستون بچوں کی طرح رونے کی مانند فریاد کرنے لگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اترے اور اسے سینہ سے لگایا اور وہ ستون اس طرح رونے لگا جس طرح بچہ روتا ہے اور ٹھہر جاتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ ستون اس لیے روتا ہے کہ اس کے پاس جو ذکر ہوتا تھا وہ اسے سنا کرتا تھا۔

﴿بخاری﴾

عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ! کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ نے منبر کو اختیار فرمایا، جب حضور نبی کریم ﷺ نے اس ستون کو چھوڑ کر اس منبر کا قصد کیا جو بنایا گیا تھا تو وہ ستون فریاد کرنے لگا اور رونے لگا، جس طرح کہ اونٹنی روتی ہے، تو نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھا اور فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھے اس جگہ بو دوں جہاں تو پہلے تھا اور تو ویسا ہی درخت بن جائے جیسا کہ پہلے تھا، یا اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں بو دوں اور تو جنت کی نہروں اور اس کے چشموں سے پانی پیئے اور تیرا اگنا اچھا ہے تا کہ تو پھل دے اور تیرے پھل کو اولیاء اللہ کھائیں تو نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس نے جنت میں بوئے جانے کو پسند کیا ہے۔

(اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل بطریق عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

﴿دارمی﴾

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ کیلئے منبر بنایا گیا، جب حضور نبی کریم ﷺ نے منبر پر قیام فرمایا تو وہ ستون رونے لگا، آپ نے اس سے فرمایا: صبر کر، میں تجھے جنت میں اگائے دیتا ہوں اور تیرے پھل صالحین کھائیں گے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے سر سبز کھجور کا درخت بنا دوں جیسا کہ تو پہلے تھا مگر اس نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔

﴿بغوی، ابو نعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر آپ کیلئے منبر بنایا گیا جب آپ منبر پر کھڑے ہوئے تو وہ تنہ رونے لگا جس طرح اونٹنی اپنے بچہ کی طرف بلبلاتی اور روتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ منبر شریف سے اتر کر اس کے پاس آئے اور سینہ سے لپٹا کر تسلی دی۔

﴿ابن ابی شیبہ، دارمی، ابو نعیم﴾

حضرت ابن عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنا تو آپ نے اس کی طرف رخ فرمایا، اس وقت وہ تنہ رونے لگا۔ نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اپنا دست اقدس پھیر کر اسے تسلی دی۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ستون کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے، اس وقت تک منبر نہ بنا تھا پھر جب منبر بنا اور آپ نے پر خطبہ دیا تو وہ ستون رونے لگا، حضور نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اسے لپٹا کر تسلی دی اگر حضور نبی کریم ﷺ اسے نہ لپٹاتے تو وہ قیامت تک یونہی روتا رہتا۔

﴿احمد، ابن سعد، دارمی، ابن ماجہ، ابو نعیم، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ستون کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے جب منبر بنا تو آپ نے اس پر جلوس فرمایا تو وہ ستون اس طرح رونے لگا جیسے بیل روتا ہے یہاں تک کہ اس کے رونے سے مسجد ہلنے لگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منبر شریف سے اترے اور اسے چپٹایا اور تسلی دی۔فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اسے نہ چمٹاتا تو قیامت تک وہ مجھ سے جدائی کے فراق میں اس طرح روتا رہتا۔

﴿دارمی،ترمذی،ابویعلیٰ،بیہقی،ابونعیم﴾

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چوب کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے، جب منبر بنا تو وہ چوب رونے لگی اور لوگ اس کے پاس آکر اس کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور اس کے رونے سے ایسی رقت طاری ہوئی کہ تمام لوگ رونے لگے۔رسول اللہ ﷺ اتر کر اس کے پاس آئے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھ کر اسے تسلی دی تو وہ خاموش ہوئی۔

﴿ابن سعد،ابن راہویہ المسند،بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک چوب تھی جب آپ خطبہ دیتے تو اس سے ٹیک لگایا کرتے تھے پھر آپ کیلئے منبر تیار ہوا، جب اس چوب نے آپ کو نہ پایا تو وہ بیل کی مانند رونے لگی یہاں تک کہ اس کے رونے کی آواز اہل مسجد نے سنی اور رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے، آپ نے اسے چپٹایا تو وہ خاموش ہوئی۔

﴿بیہقی،ابونعیم﴾

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ستون کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ کیلئے منبر تیار ہوا، جب حضور نبی کریم ﷺ اس ستون سے آگے بڑھ کر منبر پر تشریف لے گئے تو وہ فریاد کرنے لگا یہاں تک کہ پھٹ کر شق ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ منبر سے اتر کر آئے اور اپنا دست اقدس پھیرا تو وہ خاموش ہوا۔

﴿دارمی،ابن ماجہ،ابن سعد،ابویعلی،ابونعیم،بیہقی﴾

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں جب خطبہ دیتے تو اپنی کمر شریف کو ستون سے ٹیک لگاتے تھے، جب آپ کیلئے منبر بنا اور آپ نے اس پر جلوس فرمایا تو وہ ستون بیل کی مانند رونے لگا، آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اسے چپٹایا تو وہ خاموش ہوا اور فرمایا: لوگو! اسے ملامت نہ کرو کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے جس چیز کو بھی چھوڑا ہے وہ آپ کے فراق میں غمگین ہوئی ہے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

ستون کے رونے کا معجزہ:

ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمرو بن سواد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو جو عطا فرمایا وہ سب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمایا ہے، میں نے ان سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا، اس پر انہوں نے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ستون کے رونے کا مرتبہ عطا فرمایا تھا اور یہ معجزہ مرتبہ میں اس سے زیادہ بڑا ہے۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا پر درودیوار کا آمین کہنا:

حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کل صبح تم اور تمہارے فرزند اپنے گھر سے کہیں نہ جائیں جب تک کہ میں تم لوگوں کے پاس نہ آجاؤں کیونکہ مجھے تم سے ایک کام ہے تو جب صبح ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے یہاں تشریف لائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم سب مل کر بیٹھ جاؤ حتی کہ جب وہ سب بیٹھ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سب پر اپنی چادر شریف ڈالی اور دعا کی کہ اے رب! یہ میرے چچا بمنزلہ میرے باپ کے ہیں اور یہ ان کے گھر والے ہیں تو ان سب کو دوزخ کی آگ سے اس طرح چھپا لے جس طرح میں نے ان سب کو اپنی چادر سے ڈھانپا ہے تو دروازے کی چوکھٹ اور گھر کے درودیوار سے آمین آمین کی آوازیں آئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن غسیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے، آپ نے فرمایا: اپنے بیٹوں کو میرے ہمراہ کر دو اور وہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو گئے پھر آپ نے گھر کے اندر لے جا کر ان سب پر اپنی چادر شریف ڈالی اور دعا کی:

> ''اے خدا! یہ میرے اہل بیت اور میری عترت ہیں، ان کو دوزخ کی آگ سے اس طرح چھپا لے جس طرح میں نے ان کو اس چادر میں چھپا لیا ہے۔ راوی نے کہا گھر میں کوئی دیوار و در باقی نہ تھا جس نے آمین نہ کہی ہو۔''

﴿ابونعیم﴾

پہاڑ کا حرکت کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ یا کوہ حراء پر چڑھے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم تھے، اس وقت پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا قدم اقدس مار کر فرمایا: ٹھہر ارہ تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابویعلی و بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

اس میں صرف کوہ احد کا ذکر ہے اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مثل روایت کی اور اس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی مذکور ہیں اور آپ نے فرمایا: ٹھہرا رہ، تجھ پر نبی یا صدیق یا شہید کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسے امام احمد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صرف لفظ حرا کے ساتھ روایت کیا۔

منبر کا حرکت کرنا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا: خدائے جبار اپنے آسمانوں اور زمین کو اپنے دست قدرت میں لے کر فرمائے گا میں جبار ہوں۔ اب کہاں ہیں جابر لوگ اور متکبر لوگ؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں اور اپنے بائیں جھومنے لگے حتیٰ کہ میں نے منبر کو دیکھا کہ وہ اپنے پائے وغیرہ سمیت جنبش کر رہا ہے اور اتنی مدت سے حرکت میں ہے کہ میں نے گمان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر سے نہ گرا دے۔

﴿احمد، مسلم، نسائی، ابن ماجہ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مجھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیہ کریمہ کے بارے میں دریافت کیا:

وَمَا قَدَرُ واللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ

﴿سورۃ الزمر﴾

ترجمہ: ''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا اور وہ اس قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت فرمائے گا: میں جبار ہوں میں ہی ہوں اور خود اپنی تمجید فرمائے گا تو اس فرمانے کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر نے ایسی حرکت کی کہ آپ کو ہلا دیا یہاں تک کہ ہم نے اپنے دل میں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے گر جائیں گے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو منبر شریف پر پڑھا: ''وَمَا قَدَرُ واللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ '' تو جب آپ ''عَمَّا يُشْرِكُوْنَ'' تک پہنچے تو منبر نے کہا ایسا ہی ہوگا پھر آپ تین مرتبہ آئے اور گئے۔ (یعنی منبر نے آپ کو ادھر سے ادھر ہلایا۔)

﴿بزار، ابن عدی﴾

زمین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مردے کو قبول کر لیا:

حضرت قبیصہ بن ذریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مشرکین کے لشکر پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو مسلمانوں میں سے ایک

شخص مشرکوں کے ایک آدمی سے ملا، وہ بھاگا ہوا تھا جب مسلمان نے ارادہ کیا کہ تلوار اٹھا کر اسے مارے تو وہ آدمی کہنے لگا: "لا الہ الا اللہ" تو اس مسلمان نے اسے نہ چھوڑا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا، اس کے بعد اس کے قتل کی بابت مسلمان کے دل میں خدشہ پیدا ہوا، اور اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کے دل میں جھانک کر دیکھ لیا تھا؟ کچھ دنوں کے بعد وہ قاتل شخص فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو وہ زمین پر باہر تھا۔ اس کے گھر کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے دفن کر دو تو انہوں نے اسے دفن کر دیا پھر جب دوسرا دن ہوا تو دیکھا کہ وہ زمین کے اوپر باہر ہے ایسا تین مرتبہ ہوا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسلمانو سنو! زمین اس سے زیادہ شریر کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم نصیحت و عبرت حاصل کرو تا کہ تم میں سے کوئی شخص اس آدمی کے قتل کرنے میں جلد بازی نہ کرے جو "لا الہ الا اللہ" کی گواہی دے یا کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جاؤ بنی فلاں کی گھاٹی میں اسے دفن کر دو اور زمین اسے قبول کر لے گی تو انہوں نے اس گھاٹی میں اسے دفن کر دیا۔

(اسے بیہقی و ابونعیم رحمہم اللہ نے اس کی مانند اس زیادتی کے ساتھ عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بروایت عاصم الاحوال رحمۃ اللہ علیہ، سمیط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور ابونعیم و ابن اسحاق رحمہم اللہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی۔ اس میں ہے کہ وہ شخص سات دن کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کا نام محلم بن جثامہ تھا۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

مردے کو زمین کا قبول نہ کرنا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ بولا، رسول اللہ ﷺ نے اس پر بددعا کی تو وہ مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھا کرتا تھا اور وہ صحیفہ میں "عَلِیْمًا حَکِیْمًا" لکھتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے: "سَمِیْعًا بَصِیْراً" لکھو وہ کہتا جیسا آپ چاہتے ہیں لکھے دیتا ہوں اور وہ صحیفہ میں "سَمِیْعًا بَصِیْراً" لکھ کر پھر لکھتا "عَلِیْمًا حَکِیْمًا" وہ شخص بعد میں مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا کر مل گیا اور کہنے لگا میں محمد (ﷺ) کو زیادہ جانتا ہوں۔ میں جو چاہتا لکھتا تھا جب وہ شخص مرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اسے قبول نہ کرے اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس زمین پر گیا تھا جہاں وہ مرا تھا میں نے اسے پھینکا ہوا پایا۔ میں نے پوچھا: اس کا واقعہ کیا ہے؟

لوگوں نے بتایا: ہم نے اسے دفن کیا مگر زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

﴿بخاری، مسلم، احمد، بیہقی، ابونعیم﴾

ایک مفتری کا برا انجام:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک بستی میں کوئی شخص آیا اور اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم میں جو فلاں عورت ہے اس کا نکاح میرے ساتھ کر دو، حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو نہ بھیجا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب یہ اطلاع پہنچی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو بھیجا فرمایا تم دونوں جاؤ اگر تمہیں وہ ملے تو اسے قتل کر دینا۔ میرا خیال ہے شاید تم اسے نہ پاؤ گے تو وہ گئے اور اسے اس حال میں پالیا کہ اسے سانپ نے کاٹ لیا تھا اور زہر کے اثر سے وہ مر گیا تھا۔

﴿عبدالرزاق المصنف﴾

عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جدالجندعی کا دادا، یمن آیا اور وہ ایک عورت پر عاشق ہوگیا۔ اس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ میرے پاس اپنی جوان عورت کو بھیجو۔ لوگوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد کیا ہے اور آپ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کو بھیجا، اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور فرمایا: تم اس کے پاس جاؤ اگر وہ تمہیں زندہ ملے تو اسے قتل کر دینا اور اگر تم اسے مردہ پاؤ تو اسے آگ میں جلا دینا، چنانچہ جدالجندعی کا دادارات میں چشمہ سے پانی بھر رہا تھا تو سانپ نے اسے کاٹ کر مار ڈالا۔

﴿بیہقی﴾

ایک منافق کا برا انجام:

بسند صحیح حضرت قتادہ بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوطعمہ بشیر بن ابیرق منافق تھا اور اس نے فاعہ بن زید کے بیٹے کا غلہ اور ہتھیار بالاخانے سے چرایا تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اِنَّا اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰکَ اللّٰہُ

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: ''اے محبوب! بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھاتا ہے۔''

تو وہ بھاگ کر مکہ چلا گیا اور سلامہ بنت سعد کے گھر جا کر ٹھہرا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو برا کہنے لگا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شعروں میں اس کی ہجو کا جواب دیا جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے شعر سلامہ کو پہنچے تو اس نے اپنے گھر سے نکال دیا اور وہ طائف چلا گیا اور وہ ایسے گھر میں پہنچا جہاں کوئی نہ تھا اور وہ مکان اس پر گر پڑا اور وہ بدبخت مر گیا۔ یہ دیکھ کر قریش کہنے لگے: خدا کی قسم! محمد

ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا شخص آپ کو نہیں چھوڑتا جس میں خیر وخوبی ہو۔

﴿ابن اسحاق، حاکم﴾

ایک گستاخ کا منہ ٹیڑھا ہوگیا:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکم بن ابی العاص نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کرتا تھا، جب حضور نبی کریم ﷺ اس سے گفتگو فرماتے تو وہ اپنا منہ بنایا کرتا تھا، اس پر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تو ایسا ہی ہو جا تو وہ ہمیشہ منہ بنایا کرتا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

﴿حاکم، بیہقی، طبرانی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور ایک شخص آپ کے پیچھے تھا وہ آپ کی نقل کرتا اور عیب جوئی کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ایسا ہی ہو جا پھر لوگ اسے اٹھا کر اس کے گھر لے گئے ور وہ دو مہینے بے ہوش رہا، پھر جب وہ ہوش میں آیا تو وہ ایسا بن گیا جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نقل کرتا تھا۔

﴿بیہقی﴾

لڑکی برص میں مبتلا:

ابن فتحون رحمۃ اللہ علیہ نے طبری رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حارث بن ابی حارثہ کے پاس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کیلئے اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ حارث نے کہا کہ اس کی بیٹی میں عیب ہے حالانکہ اس میں وہ عیب موجود نہ تھا جب وہ واپس گھر پہنچا تو اس نے بیٹی کو برص میں مبتلا پایا۔

حضرت ذریب بن کلیب رضی اللہ عنہ آگ سے محفوظ:

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کہ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ صنعا پر غالب ہوا تو حضرت ذریب بن کلیب رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا اس بنا پر کہ حضرت ذریب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی تھی مگر آگ نے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ اس واقعہ کو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے بیان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس رب العزب کی حمد ہے جس نے ہماری امت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مثل پیدا کیا۔

حضرت ذریب رضی اللہ عنہ وہ شخص تھا جو کلیب بن ربیعہ خولانی کا بیٹا ہے اور اہل یمن میں اس نے سب سے اسلام قبول کیا تھا۔

﴿عبدان کتاب الصحابہ﴾

ابوبشر رحمۃ اللہ علیہ جعفر بن ابی وحشیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی خولان میں ایک شخص اسلام لایا، اس کی قوم نے چاہا کہ اسے پھر کفر پر لے آئیں چنانچہ انہوں نے اسے آگ میں ڈال دیا مگر آگ نے انہیں نہ جلایا۔ بجز ان جگہوں کے جہاں پہلے وضو کا پانی نہ پہنچتا تھا پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے ان سے عرض کیا کہ آپ میرے لیے استغفار کیجئے، آپ نے فرمایا: تم ہی زیادہ

مستحق ہوا اور فرمایا تم چونکہ آگ میں ڈالے گئے اور آگ نے تمہیں نہ جلایا پھر اس کیلئے انہوں نے دعا کی۔ اس کے بعد وہ شام چلا گیا، لوگ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

ابو مسلم خولانی آگ سے محفوظ:

اسمٰعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شرجیل بن مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے رایت ہے کہ اسود بن قیس عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نہیں سنتا۔ اس نے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اسکی گواہی دیتا ہوں۔

اس پر اس نے خوب آگ جلانے کا حکم دیا، پھر ابو مسلم رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈال دیا، مگر آگ نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ یہ دیکھ کر اسود نے کسی سے کہا اگر تو ان کو اپنے پاس سے دور نہ کرے گا تو یہ ان لوگوں کو برگشتہ کر دے گا جو تیری پیروی کرتے ہیں تو اس نے وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور وہ مدینہ منورہ آگئے، اس زمانہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ اس کا ماجرا سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اس خدائے برتر کی حمد ہے جس نے مجھے ابھی تک موت سے ہمکنار نہ کیا اور اس نے مجھے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے شخص کو دکھایا جس کے ساتھ وہ کچھ ہوا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا اور بنی خولان کے لوگ عنسیوں سے کہتے تھے کہ تم ایسے جھوٹے لوگ ہو کہ تم نے ہمارے ایک ساتھی کو آگ میں ڈالا اور اس نے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

﴿ابن عساکر﴾

یحییٰ بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابو بلج رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مشرکوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں جلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور فرمایا:

"یا نار کونی بردا وسلاما علی عمار کما کنت علی ابراھیم"

ترجمہ: "اے آگ تو عمار رضی اللہ عنہ پر ایسی سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی اور فرمایا: اے عمار رضی اللہ عنہ تجھ کو باغی گروہ قتل کر دے گا۔"

﴿ابن عساکر﴾

رومال جلنے سے محفوظ:

عباد بن عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: اے کنیز! دسترخوان لاؤ تا کہ ہم کھانا کھائیں تو وہ دسترخوان لائی پھر فرمایا: رومال لاؤ تو وہ رومال لائی جو میلا تھا۔ آپ نے فرمایا: تنور گرم کرو تو اس نے تنور گرم کیا اور حکم دیا کہ رومال

کوتنور میں ڈال دوتو رومال تنور میں ڈال دیا گیا جب رومال کوتنور سے نکالا گیا تو وہ دودھ کی مانند سفید تھا۔

ہم نے ان سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ تنور نے کپڑے کو نہ جلایا اور خوب صاف کر دیا؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس رومال سے روئے انور اور دست مبارک خشک کیا کرتے تھے تو جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ آگ اس چیز کو نقصان نہیں پہنچاتی تو انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں سے مس ہو جاتی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

آگ کا اطاعت کرنا:

معاویہ بن حرمل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حرہ سے آگ نکلی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا: اس آگ کی طرف چلو اور وہ ان کے ساتھ چلے اور میں ان دونوں کے پیچھے ہو گیا اور یہ دونوں اس کے پاس آئے اور حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے آگ کو ہانکتے تھے یہاں تک کہ وہ آگ ایک گھاٹی میں داخل ہوگئی اور حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے داخل ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا: جس نے اس آگ کو نہیں دیکھا وہ دیکھنے والوں کے برابر نہیں ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

مرزوق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں آگ لگی تو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اس آگ کو اپنی چادر سے ہانکتے تھے یہاں تک کہ وہ آگ ایک غار میں داخل ہوگئی۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابورقیہ رضی اللہ عنہ اسی کام کیلئے ہم نے تم کو چھپا کے رکھا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

لاٹھی روشن ہوگئی:

ابوعبس بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر وہ بنی حارثہ کی طرف پلٹ کر جاتے تھے۔ وہ ایک اندھیری رات بارش میں واپس جا رہے تھے تو ان کیلئے ان کی لاٹھی روشن ہوگئی، یہاں تک کہ وہ بنی حارثہ کے گھر داخل ہو گئے۔

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں دو صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک اندھیری رات میں نکلے، ان دونوں کی لکڑیاں دو مشعلوں کی مانند روشن تھیں۔ جب ان کے راستے مختلف ہوئے تو ایک ایک مشعل دونوں کے ساتھ رہی، یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچ گئے۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباد بن بشر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کسی ضرورت سے حاضر تھے، پھر وہ کچھ رات گزرنے کے بعد واپس ہوئے۔ وہ رات سخت اندھیری تھی یہ دونوں باہر نکلے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی تو ان دونوں کیلئے ان

میں سے ایک لاٹھی روشن ہوگئی اور وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں کے راستے پھٹے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں تھے اور یہ دونوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہے تھے یہاں تک کہ رات آ گئی پھر دونوں نکلے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دونوں کے ساتھ ہو گئے۔ اندھیری رات تھی اور دونوں کے ساتھ لاٹھی تھی تو وہ دونوں روشن ہوگئیں اور ان دونوں پر اس کی روشنی پڑنے لگی یہاں تک کہ وہ سب اپنے گھر پہنچ گئے۔

﴿ابونعیم﴾

انگلیاں روشن ہوگئیں:

حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم اندھیری رات میں آپس میں متفرق ہو گئے تو میری انگلیاں روشن ہوگئیں، یہاں تک کہ سب نے اپنا سامان اپنی سواریوں پر جمع کیا اور لا دلیا اور کوئی چیز ہم سے گم نہ ہوئی اور حال یہ کہ میری انگلیاں برابر روشنی دیتی رہیں۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بارش والی ایک رات تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز کیلئے باہر تشریف لائے تو ایک بجلی چمکی اور آپ نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: اے قتادہ (رضی اللہ عنہ) جب تم نماز پڑھ لوتو ٹھہر جانا میں تمہیں حکم دوں گا، تو جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک شاخ عنایت کر کے فرمایا: اسے لے لو یہ تمہارے لیے دس قدم سامنے اور دس قدم پیچھے روشنی دے گا۔

﴿ابونعیم﴾

کاشانہ نبوت نور علی نور:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پہلو میں شب بسر فرمائی جب میں بیدار ہوئی تو آپ کو اپنے قریب نہ پا کر پریشان ہوئی، پھر میں نے آپ کی آواز سنی کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں تو میں بھی اٹھی اور وضو کر کے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگی پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت دعا مانگی جو خدا نے چاہا تو ایک نور آیا جس سے سارا گھر روشن ہوگیا اور وہ نور اتنی دیر موجود رہا جب تک خدا نے چاہا آپ دعا کرتے رہے پھر دوبارہ نور آیا جو روشنی میں پہلے سے زیادہ تھا۔ یہاں تک کہ گھر میں رائی کے دانہ کو چننا چاہتی تو ایک ایک کر کے دانہ چن لیتی، پھر وہ چلا گیا۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیسا نور تھا جسے میں نے دیکھا ہے؟ فرمایا: اے عائشہ

صدیقہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تم نے نور دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی امت کو مانگا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تہائی امت عطا فرمادی، اس پر میں نے خدا کی حمد کی اور اس کا شکر بجا لایا، پھر میں نے اس سے بقیہ کا سوال کیا تو اس نے دوسری تہائی امت مجھے عطا فرمادی، پھر میں نے تیسری تہائی امت کا سوال کیا تو اس نے مجھے وہ بھی عطا کردی، میں نے اس کی حمد وشکر کیا۔

﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم سے محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابوالعابس بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے محمد بن عمرو غزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عطاف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے محمد بن ابی بکر بن مطر بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور اس کی مثل حدیث بیان کی۔ اس میں عطاف راوی ضعیف ہے۔

حسنین کریمین کیلئے غیبی روشنی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے، جب آپ سجدہ کرتے تو حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہم اچھل کر آپ کی کمر پر بیٹھ جاتے اور وہ جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تو ان کو پکڑ کر نرمی کے ساتھ اتار دیتے اور جب دوسرا سجدہ کرتے تو وہ دونوں ایسا ہی کرتے اور جب نماز میں کھڑے ہو جاتے تو ایک ادھر دوسرا ادھر ہو جاتا، پھر میں قریب آیا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس نہ پہنچا دوں، فرمایا: نہیں، پھر ایک نور چمکا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صاحبزادو! تم دونوں اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ تو وہ دونوں اس نور کی روشنی میں جا رہے تھے، یہاں تک کہ دونوں گھر میں داخل ہوگئے۔

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ایک اندھیری رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، چونکہ آپ ان سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جاؤ، اس وقت میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان کے ساتھ جاتا ہوں، فرمایا: نہیں پھر آسمان سے ایک نور چمکا اور وہ اس کی روشنی میں چل دیئے، یہاں تک کہ وہ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

﴿ابونعیم﴾

سورج کا غروب کے بعد طلوع ہونا:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ کا سر اقدس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آغوش میں تھا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھی نہ تھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! علی (رضی اللہ عنہ) تیری طاعت اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھے تو ان پر آفتاب کو واپس کر دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا تھا، پھر میں نے غروب ہونے کے بعد اسے واپس ہوتے دیکھا ہے اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت اس طرح ہے کہ تو ان پر آفتاب طلوع ہو گیا یہاں تک کہ اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی اور حضرت علی المرتضیٰ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز عصر پڑھی۔ اسکے بعد آفتاب غائب ہو گیا، یہ واقعہ منزل صہبا کا ہے جو خیبر اور مدینہ کے درمیان ہے۔

﴿ابن مندہ، ابن شاہین، طبرانی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آغوش میں اپنا سر مبارک رکھ کر محو خواب ہو گئے اور انہوں نے اس وقت تک نماز عصر نہ پڑھی تھی یہاں تک آفتاب غروب ہو گیا پھر جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو آپ نے ان کیلئے دعا کی اور ان کیلئے سورج واپس آ گیا اور انہوں نے نماز پڑھی پھر وہ دوبارہ غروب ہوا۔

﴿ابن مردویہ﴾

بسند حسن حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے آفتاب کو حکم دیا اور دن ایک گھڑی تک ٹھہرا رہا۔

﴿طبرانی﴾

دست اقدس کے مس سے تصویر نابود ہو گئی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں ایسا کپڑا اوڑھے ہوئے تھی جس پر جاندار کی تصویر تھی۔ آپ نے اسے پھاڑ ڈالا، پھر فرمایا: قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ شدید عذاب ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کی تصویر کشی کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک ڈھال لے کر آئے جس میں عقاب کی تصویر کندہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے نابود کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک ڈھال تھی جس پر مینڈھے کی تصویر کندہ تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس تصویر کی موجودگی کو مکروہ جانا، جب صبح ہوئی اور دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے تصویر کو دور کر دیا تھا۔

﴿ابن سعد، ابن شیبہ، ابن عساکر﴾

دست مبارک کی برکت سے بال سیاہ اور چہرے روشن:

آمنہ بنت ابی شعثاء اور قطبہ ان دونوں نے مدلوک وابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں

نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس غلاموں کے ساتھ آیا اور میں مسلمان ہوا تو نبی کریم ﷺ نے دست مبارک میرے سر پر پھیرا، وہ دونوں کہتی ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ جس جگہ نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا، اس جگہ کے بال سیاہ رہے اور بقیہ تمام بال سفید ہو گئے۔

﴿ابن عساکر، تاریخ بخاری، ابن مندہ، بیہقی، ابن سکن، ابن سعد﴾

عطاء رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے غلام تھے سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت سائب کا سر دماغ سے ان کی پیشانی تک سیاہ تھا اور ان کا بقیہ سر سفید تھا۔ میں نے پوچھا: اے میرے آقا! آپ کے سر کے بالوں سے زیادہ عجیب میں نے کسی کو نہ دیکھا، انہوں نے فرمایا: اے بیٹے! تم کیا جانو کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس گزرے اور میں بچوں کے ساتھ تھا۔ آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: سائب بن یزید (رضی اللہ عنہ) تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے سر پر پھیرا اور فرمایا: ''بَارَکَ اللّٰہُ فِیْہِ'' حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک لگنے کی وجہ سے میرا سر کبھی سفید نہ ہوگا۔

﴿ابن سعد، ابن مندہ، بغوی، بیہقی، ابن عساکر﴾

یونس بن محمد بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں دو ہفتہ کا تھا، مجھے آپ کے پاس لوگ لائے اور آپ نے میرے سر پر دست اقدس پھر کے مجھے برکت کی دعا دی اور فرمایا: میرے نام پر اس کا نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اس کی کنیت نہ رکھنا اور جب حضور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا، تو میں دس سال کا تھا۔

یونس رحمۃ اللہ علیہ راوی حدیث نے کہا کہ میرے والد نے اتنی عمر پائی کہ ان کے تمام بال سفید ہو گئے لیکن وہ جگہ جہاں نبی کریم ﷺ نے انکے سر پر دست اقدس پھیرا تھا سفید نہ ہوئی اور نہ انکی داڑھی سفید ہوئی۔

(طبرانی نے محمد بن فضالہ ظفری رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند روایت کی۔)

﴿تاریخ بخاری، بیہقی﴾

ابوضاع بن سلمہ جہنی رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے انہوں نے عمرو بن تغلب جہنی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا تو آپ نے میرے چہرے پر دست اقدس پھیرا، حضرت عمر بن تغلب رضی اللہ عنہ سو سال کی عمر میں فوت ہو گئے مگر جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ کا دست اقدس لگا تھا، اس جگہ کے بال سفید نہ ہوئے نہ چہرے کے نہ سر کے۔

﴿بغوی معجم، بیہقی﴾

حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر اور چہرے پر پھیرا تو ان کی بڑی عمر ہوئی حتی کہ ان کا سر اور داڑھی سفید ہوگئی مگر جہاں رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس پھیرا تھا، سر اور داڑھی کے وہ بال سفید نہ ہوئے۔

﴿طبرانی، ابن سکن﴾

محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبادہ بن سعد بن

عثمانی زرقی رضی اللہ عنہ کے سر پر دست اقدس پھیرا اور ان کیلئے دعا فرمائی تو وہ اسی سال کے ہو کر فوت ہوئے مگر بال سفید نہ ہوئے تھے۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب میرے والد غزوہ احد میں شہید ہوئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا آیا، آپ نے فرمایا: تم کیوں روتے ہو؟ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ ہوں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں۔ پھر میرے سر پر دست اقدس پھیرا تو میرے سر میں آپ کے دست اقدس کا اثر یہ ہوا کہ وہ تو کالا رہا، باقی سارے جسم کے بال سفید ہو گئے اور میری زبان میں لکنت تھی۔

اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ میری زبان میں گرہ تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے منہ میں لعاب دہن لگایا تو زبان کھل گئی آپ نے مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: بجیر ہے، فرمایا: نہیں بلکہ تمارا نام بشیر ہے۔

﴿ابن اسحاق رملی فوائد، ابن عساکر﴾

حضرت علباء بن احمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست میرے سر پر اور داڑھی پر پھیرا۔ پھر فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ جَمِّلْهُ'' اے اللہ! ان کا حسن قائم رہے۔ راوی نے کہا کہ ان کی عمر کچھ اوپر سو سال کو پہنچی اور ان کی داڑھی میں سفیدی نہ تھی اور ان کا چہرہ شگفتہ اور بشاش تھا اس میں جھریاں نہ پڑیں جب تک کہ وہ فوت ہوئے۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

ابونہیک رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور میں برتن میں پانی لایا اور پانی میں ایک بال تھا جسے میں نے نکال دیا پھر آپ کو پیش کیا پھر آپ نے فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ جَمِّلْهُ'' راوی نے کہا: انہوں نے ترانوے سال گزارے مگر ان کے سر اور داڑھی میں ایک بال سفید نہ ہوا۔

﴿مسند ابن ابی شیبہ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اونٹنی کا دودھ دوہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعا دی: ''اللھم جمله'' تو اسکے بال سیاہ ہو گئے اور وہ بال سیاہی میں حد سے بڑھ گئے۔

معمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے سوا اوروں سے بھی سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی نوے سال کا ہوا مگر بال سفید نہ ہوئے۔

(اسے ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے ''المرسل'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ماقبل کی حدیث کی شاہد ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت حنظلہ بن حزیم ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر پھیرا اور آپ نے دعا کی کہ تمہاری عمر میں برکت ہو۔

حضرت زیال ﷛ نے کہا کہ میں نے حضرت حنظلہ ﷛ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس بکری واونٹ لایا جاتا جس کے تھن متورم ہوتے اور اس آدمی کو لایا جاتا جسے ورم ہوتا تو وہ اپنے ہاتھ پر تھوکتے اور اس ورم پر پھیرتے جاتے اور کہتے: "بِسْمِ اللهِ عَلٰی اَثَرِیَدِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ" اور ورم کی جگہ پر ہاتھ پھیرتے جاتے یہاں تک کہ وہ ورم جاتا رہا۔

﴿احمد، تاریخ بخاری، ابن سعد، ابویعلیٰ، بغوی، مسند حسن بن سفیان، طبرانی، بیہقی﴾

ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے قتادہ بن ملحان ﷛ کی بیماری کے زمانہ میں ان کی عیادت کی۔ ایک شخص گھر کے آخری حصہ سے گزرا، میں نے اس شخص کا عکس حضرت قتادہ ﷛ کے چہرے میں دیکھا۔ جس طرح کہ آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔ حضرت قتادہ ﷛ کے چہرے کی چمک اس وجہ سے تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے چہرے پر پھیرا تھا اور میں نے ان کو بہت دیکھا ہے لیکن میں نے جب بھی انہیں دیکھا ہے تو اس حال میں دیکھا ہے کہ گویا ان کے چہرے پر تیل ملا ہوا ہے۔

﴿بیہقی﴾

چہرہ چاند کی طرح روشن:

حضرت بشر بن معاویہ ﷛ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور ﷛ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بشر ﷛ کے سر اور چہرے پر دست اقدس پھیرا اور ان کیلئے دعا کی تو رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پھیرنے کے بعد ان کا چہرہ چاند کی مانند چمکنے لگا اور وہ جس پر اپنا ہاتھ پھیرتے وہ تندرست ہو جاتا۔

﴿تاریخ بخاری، بغوی، ابن مندہ، ابونعیم، ابن شاہین، ثابت الدلائل﴾

حضرت خزیمہ بن عاصم عکلی ﷛ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا جس کی وجہ سے ان کا چہرہ ہمیشہ تروتازہ رہتا، یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے۔

﴿ابن شاہین﴾

جسم خوشبودار ہو گیا:

بسند جید ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عتبہ ﷛ کی زوجیت میں ہم چار عورتیں تھیں اور ہم میں سے ہر عورت خوشبو لگانے میں خوب کوشش کرتی تھی تا کہ وہ اپنے شوہر کو زیادہ خوشبودار معلوم ہو اور حضرت عتبہ ﷛ کی جو خوشبو ہوا کرتی تھی وہ ہم سب کی خوشبوؤں سے زیادہ تیز ہوا کرتی تھی۔ باوجود یہ کہ وہ کوئی خوشبو نہ ملا کرتے تھے اور جب حضرت عتبہ

رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس جاتے تو وہ کہتے ہم نے حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی خوشبو سے زیادہ تیز اور طیب کوئی خوشبو نہ سونگھی۔ تو ہم سب بیویوں نے حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ سے ان کی خوشبو کے بارے میں پوچھا۔ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مجھے ''چھپاکی'' ہوگئی تھی، میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ برہنہ ہو جاؤ تو میں نے کپڑے اتار دیئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنی شرم گاہ پر کپڑا ڈال دیا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس پر دم فرمایا اور اپنا دست اقدس میری کمر اور میرے پیٹ پر پھیرا تو اس دن سے یہ خوشبو مجھ میں مہکنے لگی۔

﴿طبرانی الکبیر والاوسط، بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کا وبال:

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بنی لیث کا ایک شخص تھا جس کو فراس بن عمرو رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے اسے شدید دردسر لاحق ہوا، اسے اس کا والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں آنکھوں کی درمیانی جلد کو پکڑ کر کھینچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں اس کی پیشانی میں جس جگہ تھیں اس جگہ ایک بال اگا اور اس کا دردسر جاتا رہا، پھر کبھی اسے دردسر نہ ہوا۔

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس بال کو دیکھا ہے گویا کہ وہ سیئی کا کانٹا تھا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت فراس رضی اللہ عنہ نے اہل حروراء کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر خروج کا ارادہ کیا تو اس کے باپ نے اسے پکڑ کر باندھ دیا اور اسے قید کر دیا۔ اس وقت وہ بال گر گیا، اس بال کا گرنا اس پر بے حد شاق ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا: یہ بال اس بنا پر گرا ہے کہ تو نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا تھا، اب تو از سرنو توبہ کر تو اس نے توبہ کی۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بال کو اس کے گرنے سے پہلے بھی دیکھا ہے اور گرنے کے بعد جو اگا ہے اسے بھی دیکھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس شخص کا فرزند پیدا ہوا۔ وہ شخص اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے برکت کی دعا کی اور اس کی پیشانی کی کھال پکڑ کر کھینچی اور اس کی پیشانی میں اس جگہ ایک بال اگ آیا۔ گویا وہ گھوڑے کی پیشانی کے موٹے بال کی مانند تھا، وہ بچہ جوان ہوا۔

جب خوارج کے خروج کا زمانہ آیا تو اس نے ان کی حمایت شروع کر دی اور وہ بال اس کی پیشانی سے گر گیا۔ اس پر ہم نے اسے نصیحت کی اور اس سے کہا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی نشانی کو نہیں دیکھتے کہ وہ جاتی رہی ہے؟ اور یہ نصیحت اسے ہم برابر کرتے رہے، یہاں تک کہ اس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی میں وہ بال دوبارہ پیدا کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

سر پر بال اگ آئے:

حضرت ہلب بن یزید بن عدی رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں قاصد بن کر آئے اور گنجے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے بال اگ آئے، اسی بناء پر ان کا نام حضرت ہلب رضی اللہ عنہ رکھا گیا۔

﴿طبقات ابن سعد﴾

اندھیرے میں گھر روشن:

مدائنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے راویوں سے روایت کی کہ حضرت اسید بن ابی اناس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس پھیرا اور اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا تو اسید اندھیرے گھر میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔ (اسے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔)

زمین سے پانی نکل آتا:

حضرت حنظلہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوت میں لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لعاب دہن اقدس لایا اور چند آیات قرآنی پڑھ کر دم کیا تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن اقدس کو رغبت وشوق کے ساتھ پینے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سیراب کرنے والے ہوں گے تو وہ جس زمین کو کھودتے ان کیلئے اسی جگہ پانی نکل آتا۔

﴿حاکم﴾

مرنے کے بعد کلام کرنا:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ جو بنی الحارث ابن خزارج کی شاخ سے تھے۔ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے اور ان کے جسم پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ان کے سینے میں گرج کی آواز سنی پھر انہوں نے کلام کیا۔

انہوں نے کہا کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پہلی کتابوں میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صادق تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ذات میں کمزور تھے، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم میں کتاب اول میں قوی تھے وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کتاب اول میں قوی وامین تھے۔ وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہی کی راہ پر قائم ہیں، ان کی خلافت کے چار سال گزر چکے ہیں اور دو سال باقی ہیں پھر فتنوں کا ظہور ہوگا اور شدید کمزور کو کھائے گا اور قیامت برپا ہوگی اور بہت جلد بئر اریس سے تمہارے لشکر کے بارے میں خبر آئے گی اور وہ بئر اریس کیا ہے؟

اس کے بعد خطمہ سے ایک شخص فوت ہوا، اس کے جسد پر کپڑا ڈال دیا گیا پھر لوگوں نے اس کے سینے میں گرج کی آواز سنی، اس نے کلام کیا۔ اس نے کہا کہ بنی الحارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا، سچ کہا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی انگشتری کا مبارک معجزہ:

بئر اریس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک انگشتری بنوائی تھی جو آپ کے دست اقدس میں رہتی تھی، پھر وہ انگشتری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ وہ انگشتری ان کی خلافت کے چھ سال گزر جانے کے بعد ان کے ہاتھ میں سے بئر اریس میں گر پڑی۔ اس کے بعد ان کے عاملوں کی حالت بدل گئی اور فتنوں کے اسباب کا ظہور ہوا، جیسا کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے کہلوایا گیا۔ "انتهى كلام البيهقى"

اور یہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دست اقدس میں ایک انگشتری رہا کرتی تھی اور وہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، پھر جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا (اور خلافت کے چھ سال گزر گئے) تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بئر اریس پر بیٹھے اور انگشتری نکال کر اس سے شغل کرنے لگے اور وہ اس کنوئیں میں جا پڑی۔

راوی نے کہا کہ تین دن تک برابر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاتا رہا اور کنوئیں کا پانی نکالا جاتا رہا مگر انگشتری نہ ملی۔

بعض علماء نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگشتری میں ایسے اسرار تھے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری میں تھے، جب وہ انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام سے گم ہوئی تو ان کا مالک جاتا رہا، اسی طرح جب نبی کریم ﷺ کی انگشتری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گم ہوئی تو کی خلافت میں کمزوری رونما ہونے لگی اور باغیوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور یہ فتنہ کی ایسی ابتداء تھی جو ان کی شہادت تک پہنچی وہ فتنہ آخر زمانے تک دراز ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: میری اس انگشتری پر ''محمد بن عبداللہ'' کندہ کروا دو اور وہ انگشتری خالص چاندی کی تھی تو وہ نقاش کے پاس لائے اور کہا کہ یہ نقش اس پر کندہ کر دو۔ اس نے کہا: میں اسے کندہ کر دوں گا اور اس پر اجرت طے کی تو اللہ تعالیٰ نے نقاش کے ہاتھ کو اس طرح بدل دیا کہ اس نے ''محمد رسول اللہ'' ﷺ کندہ کر دیا۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا بات ہے میں نے تو تمہیں ''محمد بن عبداللہ'' کندہ کرنے کا حکم دیا تھا۔

نقاش نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ کو پھیر دیا۔ خدا کی قسم! میں یہی کندہ کرنا چاہتا تھا مگر بے شعوری میں یہ کندہ ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس انگشتری کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس لائے اور آپ سے حال بیان کیا تو آپ نے

تبسم فرمایا اور فرمایا: یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں۔

﴿ابن عساکر﴾

ولید بن رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر میں زیادتی کی، اس دن آفتاب کو ایسی گہن لگا کہ ستارے نظر آنے لگے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

نبی کریم ﷺ کو حقائق اشیاء کو مجسم کر کے دکھایا گیا

رحمت وسکینہ کو آپ ﷺ نے مجسم دیکھا:

بسند صحیح حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت ذکر الٰہی میں مشغول تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو آپ ان کی طرف بالقصد تشریف لائے، یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ ان کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی خاطر ذکر سے زبانوں کو روک لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کیا ذکر کر رہے تھے؟ کیونکہ میں نے تم پر رحمت کو نازل ہوتے دیکھا ہے اور میں نے پسند کیا کہ اس رحمت میں میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں۔

﴿حاکم﴾

حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے نظر مبارک آسمان کی جانب اٹھائی، پھر بتدریج نظریں نیچی کیں، پھر نظریں اوپر اٹھائیں، کسی نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کو دریافت کیا تو فرمایا: یہ لوگ جو میرے سامنے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھے، ان کے اوپر سکینہ نازل ہوا جو گنبد کی مانند فرشتے اٹھائے ہوئے تھے، جب ان کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک شخص نے لغو بات کہی اور وہ ان سے اٹھا لیا گیا۔ (یہ حدیث مرسل ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ نے نور کو مجسم دیکھا:

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جماعت اپنے ہاتھ اٹھائے دعا کر رہی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دیکھ رہے ہو، میں ان کے ہاتھوں میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا: ان کے ہاتھوں میں کیا ہے؟ فرمایا: ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔

میں نے عرض کیا، آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ وہ نور مجھے دکھا دے تو حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے وہ نور مجھے دکھا دیا۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی، ابو نعیم﴾

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نور کو دیکھا:

حضرت ابوالاحوص حکیم بن عمیر عنسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تو فرمایا کہ ان کے دروازے کے سوا تمام دروازوں پر ظلم (تاریکی) ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نور ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلال میں کھڑے ہو کر فرمایا: تم لوگ میرے رفیق کو نہ چھوڑو گے، ان کی شان اور تمہاری شان کے درمیان بڑا فرق ہے، تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے دروازے پر تاریکی نہ ہو۔ بجز! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے کیونکہ ان کے دروازے پر نور ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی باندی ام طارق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے، اندر آنے کی اجازت چاہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت چاہی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت چاہی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے جانے لگے۔

حضرت ام طارق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا اور آپ کو اذن دینے میں کوئی بات مانع نہ تھی۔ البتہ ہم نے یہ چاہا کہ آپ مکرر اذن سے ہماری عزت افزائی فرمائیں۔ ام طارق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دروازے پر ایک آواز سنی جو اجازت مانگ رہی تھی مگر میں نے کسی کو موجود نہ دیکھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پر کون ہے؟ اس آواز نے کہا، میں ام ملدم (بخار) ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا مرحبابک و لا اهلا" کیا تو قبا کی طرف جانا چاہتی ہے؟ اس نے فرمایا، ہاں۔ فرمایا تو ان کی طرف چلی جا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تپ کی حاضری:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تپ آئی اور اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں ام املدم (بخار) ہوں۔ فرمایا کیا تو اہل قبا کی طرف جانا چاہتی ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ راوی نے کہا کہ اہل قبا تپ میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے بخار کی بڑی سختی اٹھائی۔ پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اس کی شکایت کی اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہم لوگ تپ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ فرمایا، اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، وہ تم سے تپ کو دور کر دے گا اور اگر تم چاہو تو وہ تپ تمہارے لیے تمہارے گناہوں کی طہارت کا موجب بنے گی۔ انہوں نے عرض کیا، ہماری طہارت کا موجب بنے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے بخار نے اجازت مانگی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں بخار ہوں اور میں گوشت کو گھلا دیتا ہوں اور خون کو چوس لیتا ہوں؟ فرمایا، اہل قبا کی طرف چلا جا تو وہ لوگ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ پھر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ ان کے چہرے زرد تھے۔ انہوں نے بخار کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں اور وہ تم سے بخار کو دور کر دے گا اور اگر تم چاہو تو بخار کو رہنے دو تا کہ تمہارے گناہ ساقط ہوں۔ انہوں نے کہا، نہیں۔ ہم بخار کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تپ آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ اپنی ایسی قوم کی طرف بھیج دیجئے جو آپ کو بہت محبوب ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو انصار میں چلی جا۔ وہ چلی گئی اور وہ ان میں پھیل گئی اور ان کو پچھاڑ ڈالا۔ انصار نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے شفایابی کی دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے دور کر دیا۔

۞ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، ممکن ہے کہ یہ بات ان لوگوں کیلئے ہو جو انصار کے دوسرے لوگ ہیں۔)

﴿بیہقی﴾

فتنوں کی جگہ دیکھنا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے ایک قلعہ کی چھت پر چڑھے اور آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ یقیناً میں ان مقامات کو دیکھ رہا ہوں جہاں فتنے واقع ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور فرمایا "**سبحان الذی یرسل علیھم الفتن ارمال القطر**" پاک ہے وہ ذات جو ان پر بارش کے قطروں کی مانند فتنوں کو بھیجتا ہے۔

۞ (نیز طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مثل ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بھی روایت کی ہے۔)

﴿طبرانی﴾

سرکار دو عالم ﷺ کا دنیا کو مشاہدہ فرمانا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا تو ان کی خدمت میں پانی اور شہد پیش کیا گیا۔ یہ دیکھ کر آپ اتنا روئے کہ آپ کے رفقاء بھی رونے لگے۔ پھر رفقاء نے پوچھا، آپ کس بات سے روئے ہیں؟

فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے سے کسی چیز کو دور کر رہے ہیں۔ حالانکہ میں کسی چیز کو بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ وہ کیا چیز ہے جسے آپ اپنے سے دور فرما رہے ہیں؟ فرمایا یہ دنیا ہے جو صورت بن کر میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا، مجھ سے دور رہ! پھر وہ پلٹ کہ کہنے لگی، اگر آپ مجھے اپنے سے دور کرتے ہیں تو آپ کے بعد والے لوگ تو مجھ سے ہرگز دور نہ ہوں گے۔

اور بزار رحمۃ اللہ علیہ اس طرح روایت کی کہ فرمایا، دنیا نے مجھے اپنی درازی وفراخی دکھائی مگر میں نے اس سے کہا کہ تو دور رہ تو اس نے مجھ سے کہا، صرف آپ ہی ہیں جو مجھے قبول نہیں کرتے۔ (بسند صحیح)

﴿حاکم، شعب الایمان﴾

عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میرے سامنے سرسبز وشیریں بن کر آئی اور اس نے میرے آگے سر اٹھایا اور میرے سامنے زینت کے ساتھ آئی مگر میں نے فرمایا: میں تجھے ہرگز نہیں چاہتا۔ اس پر اس نے کہا، اگر آپ مجھ سے دور رہتے ہیں تو آپ کے سوا تو مجھ سے دور نہیں ہیں۔

﴿احمد الزہد﴾

یوم جمعہ اور قیامت کا مشاہدہ کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ان کے ہاتھ میں چمکدار آئینہ تھا اور اس آئینہ میں سیاہ نکتہ تھا۔ میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، یہ جمعہ کا دن ہے۔ آپ کا رب آپ کو اسے عطا فرماتا ہے تا کہ یہ دن آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے عید ہو۔ میں نے پوچھا، اس میں یہ سیاہ نکتہ کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا، یہ قیامت ہے۔

﴿بزار، ابویعلیٰ، طبرانی اوسط، ابن ابی الدنیا﴾

نبی کریم ﷺ کیلئے ملکوت السموات والارض کا متجلی ہونا:

عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کی ہے۔ اس صحابی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن صبح کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نہایت مسرور تھے اور خوشی سے چہرہ چمک رہا تھا۔ ہم نے نبی کریم ﷺ سے استفسار کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے بیان کرنے میں کوئی بات مانع نہیں ہے۔ آج رات میرا رب، نہایت حسین صورت میں میرے پاس تشریف لایا اور اس نے پکارا یا محمد! میں نے عرض کیا لبیک و سعدیک اے میرے رب! ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ کے اندر محسوس کی۔ پھر جو کچھ آسمانوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سب مجھ پر روشن ہو گئی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پڑھا

"وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ"

﴿سورۃ انعام﴾

ترجمہ: "اور اسی طرح ابراہیم کو دکھاتے ہیں۔ ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔"

(اس حدیث کی بکثرت سندیں ہیں اور یہ حدیث طویل ہے۔)

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حسین صورت میں میرے لیے تجلی فرمائی اور اس نے مجھ سے دریافت فرمایا، آسمان والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا، اے میرے رب مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ پھر اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے کے اندر محسوس کی۔ پھر حق تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا، میں نے اس کا علم اپنے میں پایا۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت ہے۔ اس میں ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان ہر چیز مجھ پر ظاہر ہو گئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس طرح ہے کہ میں اپنے مصلے پر نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے کان میں سنسناہٹ ہوئی (اور میں سو گیا) خواب میں میرا رب تبارک و تعالیٰ احسن صورت میرے پاس آیا اور مجھ سے فرمایا اور جو آخر حدیث تک مذکور ہے۔

اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح حدیث روایت کی ہے کہ میرا رب احسن صورت میں مجھ سے ملا اور مجھ سے فرمایا ملاء اعلی کے رہنے والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا تو اپنا دست قدرت میری چھاتی کے درمیان رکھا تو دنیا و آخرت کی ہر وہ بات جس کے بارے میں مجھ سے اس نے پوچھا، میں نے ان سے کو اپنی جگہ جان لیا۔ ﴿الحدیث﴾

جنت کے احوال کا مشاہدہ کرنا:

حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے والد سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ کے فرزندار جمند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں چاہتی تھی، کاش کہ اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھتا تا کہ میں اس کا دودھ تو پورا کرسکتی۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قاسم رضی اللہ عنہ کی رضاعت جنت میں پوری ہوگی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ کاش کہ میں جان سکتی کہ اس کی رضاعت جنت میں مکمل ہوجائے گی تو مجھے اس کی طرف سے تسلی ہوجاتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر تم چاہتی ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، وہ تمہیں قاسم رضی اللہ عنہ کی آواز سنادے گا۔ انہوں نے عرض کیا، اس کی حاجت نہیں بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرتی ہوں۔

﴿ابن ماجہ﴾

جہنم کا مشاہدہ کرنا:

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مشرکوں کے بچوں کا تذکرہ کیا تو فرمایا، اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہیں دوزخ میں ان کی چیخ و پکار سنائے دیتا ہوں۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بنی نجار کے نخلستانوں میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کی آوازیں سنیں جو زمانہ جاہلیت میں مرگئے تھے۔ ان کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا۔ آپ گھبرا کر باہر نکل آئے اور صحابہ کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگو۔

﴿احمد، بزار﴾

عالم برزخ کا مشاہدہ کرنا:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تشریف فرما تھے اور ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک آپ کا خچر مڑا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو گرادے۔ پھر چھ یا پانچ یا چار قبریں دیکھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کون شخص ہے جو ان قبروں کو پہچانتا ہو؟ ایک شخص نے کہا، میں انہیں جانتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا، یہ لوگ کس حال میں کب مرے ہیں؟ اس نے کہا، یہ لوگ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

یہ لوگ عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم بھی دفن کیے جاؤ گے تو یقیناً میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ ان لوگوں پر جو عذاب ہورہا ہے، جسے میں سن رہا ہوں، وہ تمہیں بھی سنادے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر گزرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ان دونوں مردوں پر عذاب ہورہا ہے اور ان پر عذاب کسی گناہ کبیرہ پر نہیں ہورہا ہے بلکہ ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ

نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک شاخ دونوں قبروں پر گاڑ دیں۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ نے کس لیے عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تک یہ خشک نہ ہوں، ان دونوں سے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بقیع الغرقد تشریف لائے اور آپ دو تازہ قبروں پر کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تم نے اس جگہ فلاں عورت کو دفن کیا ہے؟ یا یہ فرمایا کہ فلاں اور فلاں مرد کو دفن کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، ہاں ہم نے انہیں کو دفن کیا ہے۔

فرمایا فلاں کو اس وقت بٹھایا گیا ہے اور اس پر مار پڑ رہی ہے۔ پھر فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کو ایسی مار ماری گئی ہے جسے جن و انسان کے سوا ساری مخلوق نے سنا ہے۔ اگر تمہارے دلوں میں ملاوٹ اور باتوں میں زیادتی نہ ہوتی تو جو میں سن رہا ہوں، یقیناً تم بھی سنتے۔ پھر فرمایا یہ شخص اس وقت پٹ رہا ہے۔ پھر فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کو ایسی مار لگائی گئی ہے کہ اس کا جوڑ جوڑ اکھڑ گیا ہے اور اس کی قبر آگ سے بھر گئی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کا گناہ کیا ہے؟ فرمایا سنو! یہ شخص تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص آدمیوں کا گوشت کھاتا تھا یعنی غیبت کرتا تھا۔

﴿ابن جریر کتاب السنہ﴾

بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ دونوں بقیع تشریف لے جارہے تھے کہ آپ نے فرمایا، اے بلال! تم سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نہیں۔ فرمایا تم اہل قبور کی وہ آوازیں نہیں سن رہے، انہیں عذاب دیا جارہا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبرستان سے گزرے تو میں نے قبر میں سے ضغطہ کی آواز سنی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے قبر میں سے ضغطہ کی آواز سنی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے یعلی! کیا تم نے یہ آواز سنی۔ میں نے عرض کیا، ہاں۔ فرمایا، اس کو معمولی بات پر عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے پوچھا، وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ شخص چغل خوری اور پیشاب کی چھینٹوں میں مبتلا رہا ہے۔

﴿بیہقی﴾

بسند حسن حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک بڑی بدبودار ہوا آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ یہ ہوا کیسی ہے؟ یہ ہوا ان لوگوں کی ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے تھے۔

﴿احمد﴾

میں نے اس کا نکاح جنت کی ستر حوروں سے کر دیا ہے: (فرمان نبوی)

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب ہم صحرا میں پہنچے تو اچانک ایک سوار سامنے سے آیا۔ رسول ﷺ نے اس سے پوچھا، تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے کہا میں اپنے مال، اولاد اور اپنے کنبہ سے آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا، کدھر کا قصد ہے؟ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کے حضور جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم پہنچ گئے۔ پھر آپ نے اسے اسلام سکھایا اور اس کے اونٹ کا پاؤں چوہوں کے بھٹ میں پڑا اور اونٹ ایک طرف جھکا اور وہ شخص اپنے سر کے بل اونٹ سے گر کر مر گیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دو فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے منہ میں جنت کے میوے ڈال رہے ہیں۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اتنا زیادہ کیا کہ جب اسے اس کی قبر پر دفن کیا تو نبی کریم ﷺ اس کی قبر پر بہت دیر تک ٹھہرے رہے، پھر باہر تشریف لا کر فرمایا، تمام حوریں اتر کر آئیں اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا نکاح اس کے ساتھ کر دیجئے تو میں اس حال میں باہر آیا کہ میں نے ستر حوروں کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کہ مسلمانوں کا نکاح جن حور عین سے چاہیں کر دیں جس طرح کہ دنیاوی عورتوں کے بارے میں آپ کو اختیار حاصل ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرنا:

حضرت اسما رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ افتاب کو گہن لگا تو نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھے نہ دکھائی گئی ہو مگر یہ کہ میں نے اسے اپنی جگہ میں دیکھا ہے حتیٰ کہ جنت و دوزخ کو میں نے دیکھا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں آفتاب کو گہن لگا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ واپس آئے۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ کوئی چیز پکڑ رہے ہوں۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ ٹھہر گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت دیکھی اور میں نے انگور کا خوشہ تھامنا چاہا۔ اگر میں اسے لے لیتا تو تم جب تک دنیا ہے، اسے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ دیکھی اور دوزخ کا ایک منظر دیکھا کہ آج تک ایسی درماندہ جگہ میں نے نہیں دیکھی اور میں نے دیکھا کہ زیادہ تر اہل دوزخ عورتیں ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ اچانک دست اقدس بڑھایا اور اسے کھینچ لیا۔ بعد میں ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا، میرے سامنے جنت لائی گئی اور میں نے اسے دیکھا کہ انگور کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے ہیں اور میرے نزدیک ہیں۔ میں نے چاہا کہ کچھ خوشے توڑ لوں۔ پھر میرے سامنے دوزخ لائی گئی۔ اتنا فاصلہ تھا جتنا میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا میرا اور تمہارا سایہ اس میں ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، مجھے جنت دکھلائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہل جنت فقراء لوگ ہیں مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہل دوزخ عورتیں ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں تلاوت کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ تلاوت کرنے والا کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حارثہ بن نعمان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ تمہارے نیکوں کاروں کا یہی حال ہے۔

﴿حاکم﴾

ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ، حمید رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں جنت میں داخل ہوا تو میرے سامنے ایک محل آیا۔ میں نے پوچھا، یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے تو اس محل میں داخل ہونے سے کسی نے نہ روکا۔ مگر اے عمر رضی اللہ عنہ تمہاری غیرت نے مجھے باز رکھا۔

ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ راوی حدیث نے کہا میں نے حمید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا یہ واقعہ خواب کا ہے یا بیداری کا؟ حمید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، بیداری کا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے عمر بن عامر خزاعی کو دیکھا ہے کہ اس کی انتڑیاں دوزخ میں کھینچی جا رہی ہیں۔ چونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم ڈالی جسے سائبہ کہتے ہیں۔

﴿بخاری﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو کچلے ڈالتا ہے اور میں نے دیکھا کہ عمر خزاعی کی انتڑیاں کھینچی جا رہی ہیں اور یہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کی ابتدا کی۔

﴿بخاری﴾

پہلے جنتی:

بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میری خواہش تھی کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا تا کہ میں اس دروازے کو دیکھتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، سنو! میری امت میں جنت میں جانے والوں میں تم سب سے پہلے ہوگے۔

﴿حاکم﴾

حضرت خضر اور عیسیٰ علیہما السلام کا بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونا

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک جانب سے آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا کہ "**اللھم اعنی علی ماینجینیم مما خوفتنی**" اے خدا جس چیز سے مجھے ڈرایا گیا ہے، اس پر ایسی چیز سے میری مدد کر جس سے میری نجات ہو۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس دعا کے ساتھ اس کے دوسرے حصے کو کیوں نہیں ملاتے؟ تو اس شخص نے کہا:

"**اللھم ارزقنی شوق الصالین الی شوقتھم الیہ.**"

ترجمہ: "اے خدا! مجھے صالحین کا وہ شوق عطا فرما جسکی طرف صالحین شوق رکھتے ہیں۔"

اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اس کہنے والے سے جا کر کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے فرماتے ہیں کہ میرے لیے استغفار کریں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ گئے اور پیام پہنچایا۔ اس شخص نے کہا، ٹھیک ہے۔ اس شخص نے کہا جاؤ اور آپ سے عرض کردو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں پر آپ کو ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جیسی فضیلت ماہ رمضان کو سال کے تمام مہینوں پر بخشی ہے اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو جمعہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات گیا۔ میں آبدست کا پانی لیے ہوئے تھا۔ اچانک کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ "**اللھم اعنی علی ما ینجینی مما خوفتنی**" اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے انس رضی اللہ عنہ آبدست کا پانی رکھ دو اور اس جگہ جاؤ اور اس سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کرو جس رسالت پر انہیں مبعوث فرمایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ان کی اعانت فرمائے اور ان کی امت کے لیے دعا کریں کہ جو حکم الٰہی ان کے لیے لایا ہے، وہ

اسے قبول کر کے عمل کریں تو میں اس کے پاس گیا اور اس سے یہ کہا:

اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کو مرحبا۔ میں زیادہ حق رکھتا تھا کہ میں خود حاضر ہوتا۔ اب تم میری جانب سے رسول اللہ ﷺ سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ خضر علیہ السلام آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور وہ آپ سے عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام نبیوں پر ایسی فضیلت دی جیسے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت ہے اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر ایسی فضیلت دی جیسے جمعہ کے دن کو تمام دونوں پر فضیلت ہے۔ جب واپس ہو کر چلا تو میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ:

''اللھم اجعلنی من ھذہ الامۃ المر حومۃ المتاب علیھا۔''

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھ کو اس امت مرحومہ میں شامل کر جن پر تیرا خصوصی فضل ہے۔''

ابن عدی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک ہمیں سردی لگی اور ہم نے ایک ہاتھ دیکھا۔ اس پر ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ یہ سردی کیسی ہے جو ہمیں معلوم ہوئی ہے اور یہ ہاتھ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا، ہاں! فرمایا وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام عرض کیا ہے۔

(ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

﴿دارقطنی الافراد، طبرانی الاوسط، ابن عساکر﴾

قوم عاد کا شخص دیکھنا:

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے استدعا کی کہ قوم عاد کے کسی آدمی کو دکھا دے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا شخص دکھایا جس کے دونوں پاؤں مدینہ منورہ میں تھے اور اس کا سر ذوالحلیفہ میں۔

﴿ابن عساکر﴾

شیطان دیکھنا:

بسند صحیح امید بن مخشی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ اسے دیکھے جا رہے تھے۔ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ کھانے کا آخر وقت تھا کہ اس نے کہا ''بسم اللہ اولہ و اخرہ'' تو نبی کریم ﷺ نے کہا، اس شخص کے ساتھ شیطان کھا رہا تھا۔ جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو اس کے پیٹ میں کچھ نہ رہا مگر یہ کہ اس نے اس کی قے کر دی۔

﴿تاریخ بخاری، حاکم﴾

صحابہ کا فرشتوں کو دیکھنا اور ان کا کلام سننا:

ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس وقت آئے جب آپ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے باتیں کیں۔ پھر وہ اٹھ کر چلے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا، یہ کون تھے؟

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اس کے سوا میرا کوئی خیال تھا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے خطبہ میں سنا کہ آپ نے جبریل علیہ السلام کے آنے کی خبر دی۔

روای نے کہا، میں نے ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، یہ حدیث تم نے کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا، اسامہ رضی اللہ عنہ سے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک دن لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا، ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور قیامت کے دن اٹھنے پر رکھنا۔

اس شخص نے پوچھا، اسلام کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کی جائے۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ نماز قائم کی جائے۔ زکوٰۃ ادا کی جائے اور رمضان کے روزے رکھے جائیں۔ اس نے پوچھا، احسان کیا ہے؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کی جائے گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہ کرسکو تو یہ سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس نے پوچھا، قیامت کب ہوگی؟ فرمایا جس سے سوال کیا گیا وہ سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے مگر میں تمہیں قیامت کی نشانیاں بتاتا ہوں۔

یہ کہ جب باندی مالکہ کو جنے۔ جب کالے اونٹوں کو چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنائیں۔ پانچ باتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (ازخود) نہیں جانتا۔ اس کے بعد وہ شخص واپس چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اسے واپس لاؤ۔ لوگوں نے تلاش کیا مگر بالکل نظر نہ آیا۔ فرمایا، یہ جبریل علیہ السلام تھے جو اس لیے آئے کہ لوگوں کو ان کے دین کی باتیں سکھائیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا تو اسی وقت ایک شخص آپ کے پاس سے اٹھ کر گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو وہ عمامہ باندھے ہوئے تھا اور اس نے شملہ اپنی پشت پر لٹکا رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون شخص ہے؟ فرمایا یہ جبریل علیہ السلام ہیں۔

﴿ابوموسیٰ مدینی المعرفہ﴾

بسند صحیح حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس جبریل علیہ السلام تھے۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا اور میں چلا گیا۔ جب ہم واپس آئے اور نبی کریم ﷺ آئے تو فرمایا، کیا تم نے اسے دیکھا ہے جو میرے ساتھ تھا؟ میں

نے عرض کیا، ہاں فرمایا، وہ جبریل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تمہیں سلام کا جواب دیا تھا۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی﴾

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک شخص سے سرگوشی میں گفتگو فرمارہے تھے۔ وہ بیٹھ گئے اور سلام نہ کیا۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر یہ اسلام کرتے تو ہم ضرور اسے سلام کا جواب دیتے۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دوبارہ دیکھا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

محمد بن عثمان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی تھی۔ (اور یہ فرشتے کو دیکھنے کا اثر تھا۔)

﴿ابن سعد، طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں آیا کہ آپ ایک شخص سے سرگوشی میں محو گفتگو تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے والد کے ساتھ اعراض کرنے والوں کی مانند برتاؤ کیا اور ہم باہر آ گئے۔ پھر میرے والد نے مجھ سے فرمایا: اے بیٹے! کیا تم نے دیکھا کہ تمہارے ابن عم نے میرے ساتھ اعراض کرنے والوں کی مانند برتاؤ کیا ہے؟

میں نے کہا: بابا! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص سے سرگوشی میں گفتگو فرمارہے تھے، پھر وہ دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایسا ایسا کہا۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے پاس ایک شخص تھا جس سے آپ سرگوشی میں گفتگو فرمارہے تھے تو کیا آپ کے پاس کوئی شخص موجود تھا۔ آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے مجھے تم سے بے نیاز رکھا۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دو مرتبہ دعا کی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جبکہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ جس مخلوق نے جبرئیل کو دیکھا وہ اندھی ہوگئی لیکن یہ نابینائی تمہاری آخری عمر میں ہوگی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری شخص کی عیادت فرمائی، جب ہم اسکے گھر کے قریب پہنچے تو کسی کو موجود نہ پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس کون تھا جس سے تم باتیں کر رہے تھے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس ایک ایسا شخص آیا جسے آپ کے علاوہ میں نے کبھی مجلس میں اس سے مکرم نہ دیکھا اور نہ گفتگو میں اس سے اچھا دیکھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ بلاشبہ تم لوگوں میں ایسے اشخاص ہیں اگر ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی قسم میں ضرور پورا اتارے۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آیا کہ آپ اپنا رخسار مبارک دوسرے شخص کے رخسار پر رکھے ہوئے تھے تو میں بغیر سلام عرض کیے لوٹ آیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: سلام کرنے سے کس چیز نے تم کو باز رکھا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے دیکھا کہ آپ اس شخص سے اس حالت میں گفتگو فرمارہے تھے کہ عام طور پر آپ کسی آدمی سے اس طرح گفتگو نہیں فرماتے، لہٰذا میں نے مکروہ جانا کہ آپ کی گفتگو میں قطع کروں تو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ شخص کون تھا؟ آپ نے فرمایا: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ نے جبرئیل علیہ السلام کو اپنے حجرے میں دیکھا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے اس حجرے میں کھڑے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کون شخص ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہیں کس صورت میں نظر آرہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: دحیہ کی صورت میں۔ فرمایا: یقیناً تم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ابھی زیادہ دیر نہ گزری کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کررہے ہیں۔ میں نے کہا:

"و علیہ السلام جزاہ اللہ من دخیل خیرا"

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیمار دیکھا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تاکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیماری کی خبر انہیں دیں،

اسی لمحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آواز سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے والد ہیں اور وہ اندر آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تعجب فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی جلد ان کی صحت دیدی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ میرے پاس سے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد مجھے غنودگی آگئی۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور

انہوں نے میری ناک میں دوا ڈالی اور میں کھڑا ہو گیا اور میں اچھا ہو گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

حسنین کریمین اور حضرت فاطمہ اہل جنت کے سردار ہیں:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا، اچانک سامنے سے ایک شخص آپ کے سامنے آیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو میرے روبرو آیا؟ میں نے عرض کیا: ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا: وہ ایک فرشتہ تھا جو اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا۔ اس فرشتے نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ وہ مجھے آ کر سلام عرض کرے تو وہ میرے پاس آیا اور مجھے سلام کر کے بشارت دی کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی سردار ہیں۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے فرشتے سلام کیا کرتے تھے، جب میں نے داغ دینے کا پیشہ اختیار کیا تو وہ مجھ سے جدا ہو گئے اور جب میں نے اس پیشہ کو چھوڑ دیا تو وہ پھر سلام کرنے لگے۔

﴿مسلم﴾

حضرت غزالہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیتے رہتے تھے کہ ہم گھر کو خوب صاف رکھا کریں اور ہم السلام علیکم، السلام علیکم کی آوازیں سنا کرتے تھے اور ہم کسی کو دیکھا نہ کرتے تھے۔

﴿ابو نعیم، تاریخ ترمذی، بیہقی﴾

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ فرشتوں کا سلام کرنا تھا۔

فرشتے صحابی کو سلام کرتے تھے:

حضرت یحییٰ بن سعید قطان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: بصرہ میں صحابہ میں سے کوئی ہمارے پاس حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں آیا، ان پر تیس سال گزرے کہ ان کے گھر میں ہر طرف سے فرشتے انہیں سلام کرتے تھے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے فرشتے مصافحہ کرتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے داغ دینے کا عمل اختیار کیا تو فرشتے ان سے دور ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص سورۂ کہف کو پڑھ رہا تھا اور اس کے ایک جانب اصیل گھوڑا بندھا ہوا تھا تو ابر نے اسے ڈھانپ لیا اور وہ اس ابر کے نزدیک ہوتا

گیا اور اس کا گھوڑا بھڑ کنے لگا۔
جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور رات کا واقعہ عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ سکینہ تھا، قرآن پڑھنے سے نازل ہوا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

فرشتوں کا قرآن سننا:

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ رات میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اچانک گھوڑا کودنے لگا۔ وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا جو انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا کودنے لگا۔ وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر انہوں نے اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا تو انہیں ایسا سایہ نظر آیا جس میں شعلوں کی مانند روشنی تھی اور وہ آسمان پر چڑھ رہا تھا اور جب تک وہ نظر آتا رہا، دیکھتے رہے، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا۔
آپ ﷺ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت کی آواز کے سبب نزدیک آگئے تھے، اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ انہیں ضرور دیکھتے۔ وہ لوگوں سے چھپا نہیں کرتے۔
اس حدیث کی حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔ ایک میں یہ ہے کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ تم پڑھو، بلاشبہ تمہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز کا حصہ عطا فرمایا گیا ہے اور وہ خوش آواز تھے۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ وہ فرشتہ ہے جو قرآن کو سنتا ہے۔ (ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔)

﴿بخاری، مسلم﴾

عاصم زر رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک کوئی چیز میرے قریب آئی اور اس نے مجھ پر سایہ ڈالا، پھر وہ اٹھ گئی۔ صبح کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا: وہ سکینہ ہے جو قرآن سننے اترا تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

محمد بن جریر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مشائخ اہل مدینہ ان سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے عرض کیا۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے گھر آج رات بھر مشعلیں روشن ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شاید انہوں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی ہوگی، پھر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: بے شک میں نے سورۂ بقرہ کی تلات کی تھی۔

﴿ابو عبیدہ فضائل القرآن﴾

رسول اللہ ﷺ نے شفاعت کو اختیار فرمایا:

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک رات میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو موجود نہ پایا تو میں آپ کی جستجو میں چلا۔

اچانک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کھڑے ملے۔ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ دونوں نے کہا: ہم نہیں جانتے بجز اسکے کہ ہم نے اس وادی کے بالائی حصے سے آواز سنی جو کہ چکی چلنے کی آواز کی مانند تھی۔

اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا: میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے دو باتوں میں سے ایک بات پسند کرنے کا اختیار دیا۔ ایک یہ کہ میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے۔ دوسری کہ یہ میں شفاعت کو قبول کروں۔ ان دونوں باتوں میں سے میں نے شفاعت کو اختیار کیا ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کیساتھ جبرئیل علیہ السلام کا حمد کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ضرور مسجد میں جا کر نماز پڑھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کروں گا کہ اس جیسی حمد کسی نے اس نہ کی ہوگی، جب انہوں نے نماز پڑھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنے بیٹھے تو اچانک ان کے پیچھے سے کسی نے اونچی آواز سے کہا:

اللهم لک الحمد کله و لک الملک کله وبیدک الخیر کله و الیک یرجع الامر کله علانیته و سره لک الحمد انک علی کل شیء قدیر، اللهم اغفرلی مابقی من ذنوبی و اعصمنی ما بقی من عمری و ارزقنی اعمالا زاکیة ترضی بها عنی و تب علی

پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ حمد وثنا اور دعا کرنے والے جبرئیل علیہ السلام تھے۔

﴿ابن ابی الدنیا کتاب الذکر﴾

کیا تو ایسا ہی ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی تو ان کی بہن ان پر رونے لگیں اور کہنے لگیں: واجبلا، ہائے عزم واستقلال کے پہاڑ وغیرہ وغیرہ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو جب ہوش آیا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا: تم نے میرے حق میں کوئی بات نہ کہی، مگر جو کچھ تم نے واویلا کیا، اس کے بارے میں مجھ سے کہا گیا، کیا تم بھی ایسے ہی ہو؟

﴿بخاری، مسلم﴾

ابوعمران جونی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر جب غشی طاری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دعا کی کہ اے اللہ! اگر ان کی موت کا وقت آگیا ہے تو

موت کو ان پر آسان کر دے اور اگر موت کا وقت نہیں آیا، تو انہیں شفا دیدے، جب انہیں افاقہ ہوا تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری ماں واجبلاہ واظہرہ کہہ رہی تھی تو فرشتہ لوہے کا گرز اٹھا کر کہہ رہا تھا کہ کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہہ رہی ہے، اگر میں ہاں کہتا تو وہ مجھے اس گرزے سے مارلگاتا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو رونے والیاں واویلا کرنے کھڑی ہوگئیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور انہیں افاقہ ہوا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو عورتوں نے واویلا کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت ایک فرشتہ اٹھا، اس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا اور اس نے اسے میرے پاؤں کے درمیان کر کے کہا: کیا تو ایسا ہی ہے، جیسا عورتیں کہہ رہی ہیں؟ میں نے کہا: نہیں، اگر میں ہاں کرتا وہ مجھے گرز سے مارلگاتا۔

﴿طبرانی﴾

حسن سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن بین کرنے لگیں اور کہنے لگی واجبلاہ، جب انہیں افاقہ ہوا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا: آج کے دن تم ہمیشہ کیلئے عذاب دینے والی بن گئی تھیں۔ انہوں نے کہا اگر میں ایذا دینے والی ہوتی تو یہ بات مجھ پر گراں ہوتی، انہوں نے کہا: جب تم واجبلاہ کہہ رہی تھیں تو فرشتہ مجھے خوب جھڑک رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا: کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تیری بہن کہہ رہی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوئے اور ان پر غشی طاری ہوگئی تھی حتی کہ لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی جان نکل گئی ہے اور لوگ ان کے پاس اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے چادر ڈال دی، اس کے بعد جب انہیں افاقہ ہوگیا تو انہوں نے کہا: میرے پاس دو فرشتے آئے جو بڑے درشت خو تھے۔ ان دونوں نے کہا: ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم العزیز الامین سے تمہارا فیصلہ کرائیں تو وہ دونوں مجھے لے کر چلے، پھر ان دونوں کو دو اور فرشتے ملے جو ان دونوں سے بہت ہی نرم اور رحم والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اسے کہاں لے جاتے ہو؟ ان دونوں نے کہا: ہم عزیز الامین کے دربار میں فیصلے کیلئے لیے جاتے ہیں، فرشتوں نے کہا: اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کیلئے سعادت پہلے ہی لکھی جا چکی ہے جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک ماہ تک زندہ رہے، پھر انہوں نے وفات پائی۔

﴿ابن ابی الدنیا، حاکم، بیہقی﴾

یہ دعا مانگا کرو:

عروہ بن رویم عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ عرباض رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ

کے اصحاب میں بوڑھے شخص تھے اور وہ مرنے کو دوست رکھتے تھے، وہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری ہڈیاں گھل گئی ہیں۔ اب مجھے اپنی طرف بلا لے۔

حضرت عرباض نے فرمایا کہ ایک دن میں دمشق کی مسجد میں تھا اور میں نماز پڑھ کر اپنی موت کی دعا مانگ رہا تھا، اچانک ایک جوان دیکھا جو لوگوں میں بہت خوبصورت اور سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھا۔ اس نے کہا: کیا بات ہے؟ تم ایسی دعا کیوں مانگتے ہو؟ میں نے کہا: اے بھتیجے! پھر میں کیا دعا مانگوں؟ اس نے کہا: تم یہ دعا مانگا کرو کہ اے اللہ! عمل اچھے ہوں اور مدت پوری ہو، میں نے پوچھا: اے نوجوان! تم کون ہو؟ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ اس نے کہا: میں رتائیل ہوں اور مسلمانوں کے سینوں سے حزن و ملال کو دور کرتا ہوں، پھر وہ مڑ کر چلا گیا اور میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

﴿ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور شیطان کا چور بن کر آنا:

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان المبارک کے مہینے، زکوٰۃ کی حفاظت کا کام سپرد فرمایا، میرے پاس ایک آنے والا آیا اور وہ غلہ کے ڈھیر سے لپوں سے بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔

اس نے کہا: میں محتاج ہوں، میرے اہل وعیال ہیں اور مجھے شدید احتیاج ہے تو میں نے اسے چھوڑ دیا، جب میں نے صبح کی تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے رات اپنے قیدی کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے شاید احتیاج اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا اور تم اسے دوبارہ آنے پر پہچان لو گے۔ لہٰذا میں اس کی گھات میں رہا، چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: اب میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے کیونکہ میں محتاج ہوں اور میرے اہل وعیال ہیں، اب نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر رحم آ گیا اور اسے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: آج رات تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے حاجت اور عیال کی شکایت کی، مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

فرمایا: سنو! اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا۔

تو میں تیسری مرتبہ اسکی گھات میں رہا، چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا اور یہ تیرا تیسرا پھیرا ہے اور تو یقین دلاتا رہا کہ اب نہ آؤں گا مگر تو آتا رہا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے، میں آپ کو چند ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا۔

پھر کہا: جب تم اپنے بستر پر سونے کیلئے آؤ تو آیت الکرسی پڑھو، یہاں تک کہ اسے ختم کرلو، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیشہ تمہاری حفاظت ہوگی اور صبح تک تمہارے قریب شیطان نہ آئے گا، جب میں نے صبح کی تو حضور نبی کریم ﷺ سے یہ عرض کیا: آپ نے فرمایا: اس نے بات تو سچی کہی مگر وہ خود جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو کہ تین دن تک تم کس سے باتیں کرتے رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: وہ شیطان تھا۔

﴿بخاری، نسائی﴾

ابو متوکل ناجی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس اموال صدقات کے گھر کی چابی تھی اور اس گھر میں کھجوریں تھی۔ ایک دن وہ گئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ اس میں سے ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں۔ پھر دوسرے دن گئے تو دیکھا کہ پھر ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں، پھر تیسرے دن گئے تو دیکھا پھر ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے ان سے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ اس لینے والے کو تم پکڑلو؟

انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: جب تم روزہ کھولو تو کہنا: "**سبحان من سخرک لمحمد** ﷺ" تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہے۔ انہوں نے کہا: او اللہ کے دشمن! تو ہی یہاں سے اٹھانے والا ہے۔ اس نے کہا: ہاں مگر مجھے چھوڑ دیجئے۔ اب نہ آؤں گا۔ میں نے ان کھجوروں کو نہ لیا مگر جنات کے حاجت مندوں کیلئے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر وہ دوسرے دن آیا، پھر تیسرے دن آیا۔ اس وقت انہوں نے کہا: کیا تو نے مجھ سے عہد نہ کیا تھا کہ اب نہ آؤں گا، لیکن آج میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا: ایسا نہ کیجئے، میں آپ کو ایسے کلمات کو بتاتا ہوں کہ جب تم اسے پڑھو گے تو کوئی جن تمہارے قریب نہ آئے گا، اور وہ آیت الکرسی ہے۔

﴿نسائی، ابن مردویہ، ابو نعیم﴾

آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کے کھجور میرے سپرد فرمائے اور میں نے انہیں ایک کوٹھڑی میں رکھ دیئے۔ میں روزانہ ان میں کمی پاتا تھا۔ اس کی شکایت میں نے رسول اللہ ﷺ سے کی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: وہ شیطان کا کام ہے، تم اس کی گھات میں رہو تو ایک رات میں اس کی گھات میں رہا، جب رات ڈھل گئی تو ہاتھی کی مانند ایک شبیہ نظر آئی، جب وہ دروازے پر پہنچ گیا تو وہ ایک سوراخ سے اس کوٹھڑی کے اندر داخل ہوگیا اور وہ کھجور کے قریب پہنچ کر اسے کھانے لگا، میں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر انہیں باندھا اور نعرہ لگایا:

"**اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ و رسولہ**"

اے دشمن خدا! تو صدقے کے کھجوروں کے درپے ہوگیا ہے اور میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: لوگ تجھ سے زیادہ اس کے حق دار تھے۔ میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا، پھر اس نے

مجھ سے عہد کیا کہ دوبارہ نہ آؤں گا۔ صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے کہا: اس نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ دوبارہ نہ آؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ضرور آئے گا اور تم اس کی گھات میں رہو تو میں دوسری رات بھی اس کی گھات میں بیٹھ گیا اور اس نے پہلے کی مانند وہی کیا اور میں نے بھی ویسا ہی کیا۔ اس نے پھر مجھ سے وعدہ کیا کہ اب نہ آؤں گا، جب صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور میں نے واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ضرور آئے گا اور تم اس کی گھات میں رہنا تو تیسری رات بھی اس کی گھات میں رہا اور اس نے پھر ویسا ہی کیا۔

میں نے کہا: اے دشمن خدا! تو نے مجھ سے دومرتبہ وعدہ کیا ہے، اب یہ تیسری مرتبہ ہے۔ اس نے کہا: میں عیالدار ہوں اور میں تمہارے پاس نصیبین سے آتا ہوں، اگر مجھے اس کے سوا کچھ میسر آتا تو میں تمہارے پاس نہ آتا اور میں تمہارے اس شہر میں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ تمہارے آقا ﷺ مبعوث ہوئے اور ان پر دو آیتیں ایسی نازل ہوئیں جن کی بنا پر ہمیں نصیبین بھاگنا پڑا۔ وہ دو آیتیں جس گھر میں تین مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا، اب اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں وہ دونوں آیتیں بتائے دیتا ہوں۔

میں نے کہا: بتاؤ، میں چھوڑ دوں گا، تو اس نے کہا: وہ آیت الکرسی اور سورۂ بقر کی آخری تین آیتیں "امن الرسول" سے آخر تک ہیں۔ تو میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح کو جب میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے بات سچی کہی لیکن خود جھوٹا ہے۔
﴿تاریخ بخاری، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میرا غلے کا ڈھیر تھا، مجھے اس کی کمی معلوم ہوئی۔ تب میں رات کو گھات میں رہا، اچانک ایک عورت آئی اور وہ غلہ پر اتری، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔

یہاں تک کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا: میں ایسی عورت ہوں کہ میری عیال زیادہ ہے اور اب دوبارہ نہ آؤں گی اور اس نے مجھ سے قسم کھائی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا، پھر میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔

آپ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا اور وہ جھوٹی ہے، چنانچہ وہ دوبارہ آئی اور میں نے اسے پکڑ لیا اور اسنے مجھ سے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور دوبارہ نہ آنے کی قسم کھائی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا اور وہ جھوٹی ہے تو پھر وہ تیسری مرتبہ آئی، میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں آپ کو ایسی چیز بتاؤں، جب تم اسے پڑھو گے تو تمہارے مال واسباب کے قریب ہم میں سے کوئی نہ آئے گا۔ وہ یہ کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو اپنی جان اور اپنے مال پر آیت الکرسی پڑھ لو۔

✿ میں نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اس نے بات سچی کہی لیکن وہ خود جھوٹی ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان کا ایک بالاخانہ تھا۔ ایک غول آتی اور غلہ وغیرہ لے جایا کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ سے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: جب غول آئے تو تم بسم اللہ کہہ کر کہنا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں تو وہ غول آئی اور انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا: اب نہیں آؤں گا اور انہوں نے اسے جانے دیا، جب وہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے اسے پکڑ لیا تھا مگر اس نے کہا: اب نہیں آؤں گی، اس پر میں نے اسے جانے دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ضرور آئے گی۔ تیسری مرتبہ میں نے اسے پکڑا تو اس نے کہا: مجھے جانے دیجئے، میں آپ کو ایسی چیز بتاتی ہوں کہ آپ اسے پڑھیں گے تو کوئی چیز آپ کے پاس نہ آئے گی، وہ آیت الکرسی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا، اسنے سچ کہا مگر وہ جھوٹی ہے۔

﴿احمد، ترمذی، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میرے بالاخانے میں میری کھجوریں تھیں۔ میں نے دیکھا تو وہ کم تھیں۔ اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کل کو تم اس میں ایک بلی پاؤ گے، اس سے کہنا: تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں، چنانچہ جب دوسرا دن ہوا تو انہوں نے اس میں بلی پائی۔ آپ نے کہا: تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں، وہ بلی بوڑھی عورت بن گئی، پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو بیان کیا۔

﴿ابونعیم﴾

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بالاخانہ تھا۔ اسکے بعد انہوں نے مذکورہ حدیث بیان کی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے کمرے میں تشریف فرماتے اور ان کے طعام خانے میں کھجوریں بھری ہوئی تھیں تو کوئی چیز سوراخ سے بلی کی شکل میں داخل ہوتی اور طعام خانے سے اسے لے لیتی تھی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ غول ہے اور جب وہ آئے تو کہنا تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں تو وہ آئی اور انہوں نے اس سے وہی کہا، اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے۔ اب نہیں آؤں گی، پھر مذکورہ حدیث مکمل بیان کی۔

﴿حاکم﴾

بسند جید رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے باغ سے کھجوریں توڑ کر گودام میں رکھیں تو ایک غول آئی اور گودام میں گھس کر کھجوریں چراتی اور اسے خراب کرتی تھی۔ انہوں

نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اسید! وہ غول ہے۔ تم اس کی آہٹ پر کان رکھنا، جب تم اس کی آہٹ سنو تو بسم اللہ کہہ کر کہنا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس غول نے ان سے کہا: اے اسید! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی تکلیف سے معاف رکھو، میں تم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عہد دیتی ہوں کہ اب نہ آؤں گی اور میں تمہیں ایک قرآنی آیت بتاتی ہوں کہ تم اسے اپنے برتنوں پر پڑھو گے تو کوئی اسے نہ کھول سکے گا۔ وہ آیت الکرسی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے بات سچی کہی مگر وہ خود جھوٹی ہے۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک جگہ کھجوریں خشک کرنے کیلئے تھی اور وہ خود اس کی نگہبانی کرتے تھے مگر وہ کھجوروں کو روز بروز کم ہوتے پاتے تھے۔ ایک رات انہوں نے اس جگہ کا پہرہ دیا۔ اچانک انہوں نے ایک جانور دیکھا جو بالغ بچے کی مانند تھا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسے سلام کیا اور اس نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا تو جنات میں سے ہے یا انسانوں میں سے؟ اس نے کہا: جنات میں سے۔ میں نے کہا: اپنا ہاتھ مجھے پکڑا تو اس نے مجھے ہاتھ پکڑایا، میں دیکھا کہ ہاتھ کتے کے ہاتھ کے مشابہ اور کتے کے بال جیسے بال ہیں۔

میں نے پوچھا: کیا جنات ایسے ہی پیدا کیے گئے ہیں؟ اسنے کہا: جنات مجھے خوب جانتے ہیں کہ ان میں مجھ سے زیادہ اشد کوئی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا: کس بات نے تمہیں اس پر آمادہ کیا جو تم اب تک ان کھجوروں کے ساتھ کرتے ہو؟ اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسے شخص ہو جو صدقہ کرنے کو محبوب سمجھتے ہو تو میں نے چاہا کہ تمہاری غذا سے ہم بھی حصہ حاصل کریں۔ میں نے پوچھا: تم سے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر ہے؟ اس نے کہا آیت الکرسی ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے یہ واقعہ عرض کیا: آپ نے فرمایا: اس خبیث نے بات سچی کہی ہے۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہ ایک رات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے باغ گئے تو انہوں نے باغ میں شور وغل کی آواز سنی۔ انہوں نے پوچھا: یہ شور کیسا ہے؟ تو جنات میں سے ایک نے کہا: ہمیں خشک سالی کا سامنا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پھلوں میں سے مجھے کچھ حصہ ملے، لہٰذا خوشدلی سے عنایت فرما دیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ضرور دوں گا، ہمیں وہ چیز بتاؤ جس سے ہم تم سے محفوظ رہیں۔ اس نے کہا: آیت الکرسی ہے۔

﴿ابوالشیخ کتاب العظمت﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو مدینہ طیبہ کے ایک کوچے میں شیطان ملا اور ان دونوں کی کشتی ہوئی تو اس نے شیطان کو پچھاڑ لیا۔ شیطان نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جس سے تمہیں تعجب ہوگا تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا: تم سورۂ بقرہ پڑھا کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ شیطان اس میں سے کچھ نہیں سن سکتا مگر یہ کہ وہ پشت پھیر کر بھاگ جاتا ہے اور اس کی

آواز ایسی ہوتی ہے جیسے گدھے کے گوز کی آواز۔ کسی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ کون شخص تھا؟ انہوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

﴿ابن عبیدہ فضائل القرآن، دارمی، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

بسند حسن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی کنیز سدیسہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو شیطان ان سے نہیں ملا مگر وہ اوندھا گر پڑا۔ ﴿طبرانی﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شیطان کو تین بار پچھاڑنا:

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم جا کر ہمارے لیے پانی لاؤ، تو وہ گئے اور انہیں حبشی کی صورت میں ایک شیطان ملا اور وہ ان کے اور چشمہ کے درمیان حائل ہو گیا۔ تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اسے پچھاڑ دیا، اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ تیسری مرتبہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا:

شیطان حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور چشمہ کے درمیان حبشی غلام کی صورت میں حائل ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اس پر غالب کر دیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ شیطان ہے تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔

﴿ابوالشیخ کتاب العظمت، ابونعیم﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کنوئیں کی طرف بھیجا تو ایک شیطان انسانی صورت میں مجھے ملا اور وہ مجھ سے لڑا مگر میں نے اسے پچھاڑ دیا، پھر میرے ساتھ جو پتھر تھا، اس سے اس کا سر کچلنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ نے فرمایا: کنوئیں کے قریب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شیطان مل گیا ہے اور وہ ان سے لڑ رہا ہے۔ کچھ دیر بعد میں نے آ کر واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ قول کرتا ہے جو انہوں نے اہل عراق سے کہا تھا، کیا تم میں وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے شیطان کے پنجے سے چھڑایا تھا۔

(علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر انسانوں اور جنوں سے جنگ کی ہے۔ ہم نے پوچھا: آپ نے جن سے کس طرح جنگ کی ہے؟ فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اترے اور میں نے پانی لانے کیلئے رسی اور ڈول اٹھایا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: سنو کوئی آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور وہ تمہیں پانی سے روکے گا، چنانچہ جب میں کنوئیں کے سر پر پہنچا، اچانک کالا شخص نمودار ہوا گویا کہ وہ سخت جنگ آزمودہ تھا اور اس نے کہا: تم اس کنوئیں سے آج ایک ڈول پانی نہ لے سکو گے، پھر میں نے اسے اور اس نے مجھے پکڑ لیا اور میں نے اسے پچھاڑ دیا۔ پھر میں ایک پتھر لے کر اس کی ناک اور منہ کچلنے لگا۔ اس کے بعد میں نے اپنی مشک بھری اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کنوئیں پر تمہیں کوئی ملا تھا؟ پھر میں نے واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

﴿ابن سعد، مسند ابن راہویہ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا جو انتہائی بدصورت تھا اور اس کے کپڑے بھی گندے اور اس سے بدبو آ رہی تھی۔ وہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا، آپ کو کس نے پیدا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی پکڑ لی اور اپنا سر مبارک جھکا لیا، پھر وہ شخص اٹھا اور چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا، اس شخص کو میرے پاس بلا کے لاؤ تو ہم نے اسے تلاش کیا مگر وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا وہ تھا ہی نہیں، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ابلیس لعین تھا۔ وہ تم کو تمہارے دین میں شک ڈالنے کیلئے آیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو چند آیات تحریر کرادیں جنہوں نے شیطان کو جلا ڈالا

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میں نے چکی چلنے جیسی آواز اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سنی اور میں نے ایسی چمک دیکھی جیسے بجلی کوندتی ہے تو میں نے خوفزدہ

ہو کر اپنا سر اٹھایا اور دیکھا کہ سیاہ سایہ ہے جو اوپر بلند ہو رہا ہے اور میرے صحن میں دراز ہو رہا ہے تو میں اس کے قریب گیا اور اس کی جلد کو چھوا تو اس کی جلد سیہہ کے کانٹے جیسی تھی اور اس نے میرے چہرے پر آگ کے شرارے پھینکے۔ میں نے گمان کیا کہ میں جل گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ابودجانہ رضی اللہ عنہ! وہ تیرے مکان کا رہنے والا ہے، پھر فرمایا: **میرے پاس کاغذ و دوات لاؤ تو** میں لایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا: لکھو:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هذا كتاب من رسول الله رب العالمين الى من طرق الدار من العمار ولزوار و الصالحين الا طارق يطرق بخير يا رحمن

اما بعد

فان لنا و لكم فى الحق سعة فان تک عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راعيا حقا مبطلاo هذا كتاب الله ينطق علينا و عليكم بالحق انا كنا نستنسخ ما كنتم تعلمون و رسلنا يكتبون ماكنتم تمكرون اتركوا صاحب كتابى هذاo وانطلقوا الى عبدة الاصنام و الى من يزعم ان مع الله الها آخر لا اله الا هو كل شئى هالک الا وجهه له الحكم واليه ترجعون تغلبون حم لا تنصرون حم عسق تفرق اعداء الله و بلغت حجة الله و لا حول ولا قوة الا بالله فسيكفيكهم الله و هو السميع العليم.

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی اس تحریر کو لے کر اپنے گھر گیا اور اپنے سر کے نیچے اسے رکھ لیا اور رات کو میں سو گیا اور مجھے ایک چیخ نے جگایا، وہ کہہ رہا تھا: اے ابودجانہ رضی اللہ عنہ! لات وعزیٰ کی قسم! ان کلمات نے مجھے جلا ڈالا۔ قسم ہے اس تحریر کے مالک کی، جب تم اس تحریر کو مجھ سے اٹھا لو گے تو ہم نہ تمہارے گھروں کو آئیں گے اور نہ تمہارے ہمسایہ کے گھروں میں، جب صبح ہوئی تو میں نے نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی اور جو بات جن سے میں نے سنی، آپ سے عرض کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابودجانہ رضی اللہ عنہ! اس قوم سے اسے اٹھا لو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، وہ قوم نہایت عذاب کی تکلیف میں مبتلا رہے گی۔

(گویا کہ یہ تعویذ تھا جو کہ نبی کریم ﷺ نے عطا فرمایا۔)

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اندھیری رات میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ میں جا رہا تھا، آپ نے ایک شخص کو "**قل یاایها الکفرون**" پڑھتے سنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! یہ شخص شرک سے برأت کا اظہار کر رہا ہے۔ ہم آگے بڑھے تو ایک شخص کو "**قل هو الله احد**" پڑھتے سنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! یہ شخص بلاشبہ بخشا گیا، پھر میں نے اپنی سواری کو روک لیا تا کہ دیکھوں کہ کون پڑھ رہا ہے تو میں نے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھا مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ (گویا یہ قرأت جنات کی تھی۔)

﴿بیہقی﴾

سرکار دو عالم ﷺ کا غیب کی خبریں دینا

نجاشی (شاہِ حبش) کے فوت ہونے کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نجاشی کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن نجاشی فوت ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کو لے کر جنازہ گاہ تشریف لائے اور ان کی صفیں باندھ کر چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج ایک مرد صالح (نجاشی) فوت ہوگیا ہے اور اصحمہ (نام شاہ حبشہ) کی نماز جنازہ پڑھو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ نے فرمایا: میں نے نجاشی کی طرف سے چند مشک کے اوقیے اور جوڑے بھیجے ہیں۔ میں اسے نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہوگیا ہے اور میں ان ہدیوں کو نہیں دیکھتا مگر یہ کہ اسے میری طرف واپس کر دیا ہے تو یہ غیبی خبر ایسے ہی واقع ہوئی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نجاشی فوت ہوگیا اور ہدایہ واپس آ گئے۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "میں نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہوگیا ہے" واللہ اعلم۔ آپ نے ہدیوں کو اس کی طرف بھیجنے سے پہلے خبر دینے کا ارادہ فرمایا اور اس کے فوت ہونے سے پہلے آپ نے ان کلمات کو صادر فرمایا۔ اس کے بعد جب وہ فوت ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسی دن اس کے فوت ہونے کی خبر دیدی اور اس پر نماز پڑھی تھی۔

جس چیز سے جادو کیا گیا اس کی خبر دینا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ طیبہ کا رہنے والا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا۔ لوگ اس کے پاس امانت رکھا کرتے تھے۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ایک گنڈا بنایا اور اسے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اس بنا پر نبی کریم ﷺ علیل ہوگئے۔ پھر دو فرشتے آئے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی عیادت کرتے ہوئے بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کیلئے گنڈا بنا کر فلاں کنوئیں میں ڈالا ہے اور اس گنڈے کی شدت سے کنوئیں کا پانی زرد ہوگیا ہے تو رسول اللہ نے کسی کو اس گنڈے کو نکالنے کیلئے بھیجا اور اس نے اسے نکالا اور اس نے پانی کو زرد پایا، گنڈے کی جب گرہیں کھولی گئیں تو نبی کریم ﷺ کو نیند آئی۔ اس کے بعد اس شخص کو بارگاہِ رسالت میں آتے ہوئے

دیکھا گیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور نہ اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر سحر کیا گیا۔ اس کا اثر اتنا ظاہر ہوا کہ آپ کسی کام کے بارے میں خیال فرماتے کہ کر لیا ہے حالانکہ آپ نے اسے کیا نہ ہوتا اور آپ نے اپنے رب سے دعا کی پھر فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جس کے بارے میں نے اس سے پوچھا تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ بات کیا بتائی گئی؟ فرمایا: میرے پاس دو فرشتے آئے ایک پائنتی کی جانب دوسرا سرہانے آ کے بیٹھا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا: آپ کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: ان پر سحر کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا: کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے پوچھا: کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا: کنگھی سے، کنگھی کے بالوں اور کھجور کے غلاف میں۔ اس نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا: ذروان کے کنوئیں میں ہے، پھر رسول اللہ ﷺ اس کنوئیں پر تشریف لائے اور فرمایا: یہی وہ کنواں ہے جسے مجھے دکھایا گیا ہے۔ اس کے درخت شیطان کے سر جیسے ہیں۔ اس کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کے پانی کی مانند تھا۔ آپ نے نکالنے کا حکم دیا اور اسے نکالا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

کلبی رحمۃ اللہ علیہ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ شدید بیمار ہوئے، تو آپ کے پاس دو فرشتے آئے۔ ایک آپ ﷺ کے سرہانے بیٹھا اور دوسرا آپ ﷺ کے پائیں اور ایک نے دوسرے سے کہا: تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: سحر کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم یہودی نے۔ پہلے نے پوچھا: وہ سحر کی چیزیں کس جگہ ہیں؟ دوسرے نے کہا: آلِ فلاں کے کنوئیں میں ایک بڑے پتھر کے نیچے دبی ہوئی ہیں، لہٰذا وہاں جاؤ اور اس کا پانی نکال کے پتھر اٹھاؤ اور ان چیزوں کو نکال کر اسے جلا دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب صبح کی تو آپ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھیجا اور وہ کنوئیں پر آئے اور انہوں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کے پانی کی مانند ہے اور انہوں نے اس کا پانی نکالا اور پھر پتھر کو اٹھایا۔ اس کے نیچے سے وہ مورت نکلی جو مدفون تھی اور اسے جلا دیا۔

اس وقت غور سے دیکھا تو اس میں چلہ تھا اور اس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ پر معوذتین نازل ہوئیں۔ جب بھی آپ اس کی آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی۔ وہ معوذتین "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس" ہیں۔

﴿بیہقی﴾

جو یبر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل

روایت کی ہے۔ اس میں دونوں سورتوں کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور جوں جوں آپ اس کی ایک ایک آیت پڑھتے جاتے، اس کی گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: یہود نے رسول اللہ ﷺ کے واسطے کچھ کیا جس کی وجہ سے آپ کو شدید بیماری عارض ہوئی۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس معوذتین لائے اور ان دونوں سورتوں سے آپ نے تعوذ کیا اور اپنے صحابہ کے پاس صحت مند ہو کر تشریف لائے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اعصم کی بیٹیوں یعنی لبید کی بہنوں نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے سحر کیا اور لبید وہ شخص تھا جو ان جادو کی چیزوں کو لے کر گیا اور کنوئیں کے اندر پتھر کے نیچے ان کو دبایا تھا اور اعصم کی ایک بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نظر کو کچھ بتایا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی بہنوں کے پاس پہنچی اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ ایک نے کہا: اگر وہ نبی ہوں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ اور اگر نبی نہ ہوئے تو یہ سحر دیوانہ کر دے گا اور ان کی عقل جاتی رہے گی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی اطلاع دیدی۔

﴿ابن سعد﴾

یاجوج وماجوج کی دیوار فتح ہونے کی خبر دینا:

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خواب سے بیدار ہوئے تو روئے تاباں سرخ تھا اور آپ ﷺ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" کہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: عرب پر اس شر سے افسوس ہے جو قریب آ گیا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا بڑا شگاف ہو گیا ہے اور آپ نے حلقہ بنا کر شکل بتائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم ﷺ کا دوسروں کے دل کی باتوں سے آگاہ کرنا:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا: آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نبی (ﷺ) ہوں۔ اس نے کہا: نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے رسول کو۔ اس نے کہا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: یہ غیب ہے اور غیب کو اللہ تعالیٰ کے سوا (بغیر اطلاع کے) کوئی نہیں جانتا۔ اس نے کہا: اپنی تلوار مجھے دکھائیے تو نبی کریم ﷺ نے تلوار اسے دیدی۔ اس نے تلوار کو دیکھا بھالا پھر آپ کو تلوار واپس کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سن لے! تو ہرگز اس پر قادر نہ ہوگا جس کا تو ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے ایسی ارادہ تھا۔ (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا زیادہ کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ شخص آیا اور اس نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ جا کر سوالات کروں گا، پھر تلوار لے کر آپ کو قتل کر دوں گا، پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔)

﴿حاکم، طبرانی﴾

اس کے چہرے میں شیطان کا دھبہ ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ نے ایک شخص کا ذکر کیا اور انہوں نے اس کی جہاد میں قوت اور اس کی عبادت میں ریاضت کا ذکر کیا۔ اچانک وہی شخص سامنے آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے چہرے میں شیطان کا سیاہ دھبہ دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ قریب آیا تو سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اپنے دل میں یہ سوچا تھا کہ مسلمانوں میں مجھ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے؟ اس نے کہا: ہاں میں نے سوچا تھا، پھر وہ چلا گیا اور وہ مسجد میں خط کھینچ کر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون اٹھتا ہے کہ اسے جا کر قتل کر دے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہ گئے۔ انہوں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس آ گئے اور عرض کیا: میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ میں نے نماز کی حالت میں قتل کرنے سے خوف کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون اس کی طرف جاتا ہے تاکہ اسے وہ قتل کر دے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: کون اس کی طرف جاتا ہے کہ اسے قتل کر دے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں حاضر ہوں۔ فرمایا: جاؤ اگر تم اس کو پا سکو تو، وہ گئے دیکھا کہ وہ جا چکا تھا۔ وہ آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص میری امت میں سے پہلا سینگ تھا، اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت میں اس کے بعد دو آدمیوں کا اختلاف نہ ہوتا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، بزار، بیہقی﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وابصہ اسدی کے دل کی بات بتا دی:

حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس لیے آیا کہ میں نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھوں مگر میرے پوچھنے سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے وابصہ رضی اللہ عنہ کیا میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتائیے۔ فرمایا تم مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔

فرمایا: نیکی وہ عمل ہے جس سے انشراح صدر تمہیں حاصل ہو اور بدی وہ ہے جس سے تمہارے دل میں انقباض ہو۔ اگرچہ لوگوں نے تم سے اس کے کرنے کو کہا ہو۔

﴿امام احمد بزار، ابویعلیٰ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر

تھا کہ دو شخص آئے۔ ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی اور وہ دونوں کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ثقفی سے فرمایا، تم اپنی حاجت کو پوچھو۔ اگر تم چاہو تو میں بتا دوں جو تم پوچھنا چاہتے ہو؟ ثقفی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی بتائیے کیونکہ بے پوچھے آپ کا ارشاد فرمانا مجھے زیادہ محبوب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس لیے آئے ہو کہ تم رات میں اپنی نماز، اپنے رکوع، اپنے سجود، اپنے روزے اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھو۔ اس نے عرض کیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی مسائل تھے جن کے بارے میں میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے انصاری سے فرمایا، تم پوچھو اور اگر تم چاہو تو جو پوچھنا چاہتے ہو، میں بتا دوں؟ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے یہ صورت تو اور بھی محبوب ہوگی۔

فرمایا: تم اس لیے آئے ہو کہ تم پوچھو کہ اپنے گھر سے بیت اللہ شریف حاضر ہونے کے ارادے سے نکلنے سے کیا اجر ہے؟ اور تم پوچھنا چاہتے ہو کہ عرفات میں ٹھہرنے، اپنا سر منڈانے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے میں میرے لیے کیا ثواب ہے؟ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی وہ مسائل تھے جن کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مانند مروی ہے جو پہلے حجۃ الوداع کے باب میں گزر چکا ہے اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی مروی ہے، اسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

﴿ بیہقی، ابونعیم ﴾

کیا میں تم کو بتا دوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو؟:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، اہل کتاب کے کچھ لوگ اپنی کتابیں اٹھائے ہوئے آئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، نہ انہیں مجھ سے کچھ حاصل اور نہ مجھے ان سے کچھ حاصل۔ وہ ایسی باتیں مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں جن کو میں از خود نہیں جانتا۔ میں تو بندہ ہوں۔ اتنا ہی جانتا ہوں جتنا میرے رب نے مجھے بتایا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر رخ انور پھیر کر مجھ سے فرمایا اور میں نے روئے تاباں پر خوشی و سرور کے آثار دیکھے۔ انہیں آنے کی اجازت دے دو تو وہ لوگ آئے۔

آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ قبل اس کے کہ تم بولو۔ انہوں نے کہا، ضرور ہمیں بتائیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم مجھ سے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ ان کا ابتدائی واقعہ یہ ہے کہ وہ فرزندان روم میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکومت عطا فرمائی اور انہوں نے سیر کی۔ یہاں تک کہ وہ ارض مصر کے ساحل پر آئے اور انہوں نے ایک شہر بسایا۔ اس کا نام اسکندریہ رکھا۔ جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس فرشتہ بھیجا اور وہ انہیں لے کر زمین آسمان کے

درمیان چڑھا۔ پھر ان سے کہا، اپنے نیچے دیکھو۔ انہوں نے دو شہر دیکھے۔ پھر وہ فرشتہ انہیں لے کر اوراوپر چڑھا اور کہا، اپنے نیچے دیکھئے۔ انہوں نے کہا، میں اپنے نیچے کچھ نہیں دیکھتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا، وہ دونوں شہر جسے آپ نے دیکھا، وہ بحر مستدیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک خاص راستہ مقرر کیا ہے جس پر تم چلو گے۔ جاہل کو تم سکھاؤ گے اور عالم کو برقرار رکھو گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتہ نے انہیں اتارا اور انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان دیوار بنائی۔ وہ پہاڑ اتنے چکنے تھے کہ کوئی چیز ان پر آئے جن کے چہرے کتوں کے چہروں کی مانند ہیں۔ جب ان سے آگے بڑھے تو ایک اور قوم ملی، پھر آگے بڑھے تو ایسی قوم ملی جو سانپوں کی مانند تھی اور ان میں سے ایک سانپ پڑے پتھر کو نگل جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ غرانیق پر آئے۔ اہل کتاب نے یہ حال سن کر کہا، ہم اپنی کتابوں میں اسی طرح پاتے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

ایک بوڑھے کی فریاد پر نبی کریم ﷺ کی اشکباری:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا، میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال لے لے۔ آپ نے اس کے باپ کو بلایا۔ اسی لمحہ جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اس بوڑھے نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے اس کے کانوں نے نہیں سنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس بوڑھے سے فرمایا، کیا تم نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے تمہارے کانوں نے نہیں سنا ہے؟

اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ یقین وبصیرت کو ہمیشہ زیادہ فرمائے، یقیناً میں نے کہا ہے۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سناؤ تو اس نے یہ اشعار سنائے:

غذوتک مولودا ومنتک یا فعاد	تعل بما اجنی علیک وتنهل
اذالیلة ضاقتک بالسقم لم ابت	ولسقمک الاساهرا اتململ
تخاف الردی نفسی علیک و انها	لتعلم ان الموت ختم موکل
کافی انا المطروق دونک بالذی	طرفت به دونی فعینای تهمل
فلما بلغت السن والغیة التی	الیک مدی ماکنت فیک اومل
جعلت جزائی غلظة و فضاظة	کانک انت المنعم المتفضل
فلیتک اذلم ترع حق ابوتی	کما یفعل الجار والمجاور تفعل

ترجمہ: ”اے بچے! میں نے کتنی آرزو اور تمنا کے ساتھ تیرے ساتھ رات سے صبح کی ہے۔ جب بیماری کی وجہ سے تجھ پر رات تنگ ہو جاتی تو میں نے سوتا اور بے چینی کے ساتھ جاگتا رہتا تھا۔ میرا دل تیرے مرنے سے لرزتا تھا باوجود یہ کہ جانتا تھا موت یقینی اور مقرر ہے جو بیماری تجھ پر آتی گویا وہ مجھ پر آتی تھی۔ تیری بیماری سے میری آنکھیں آنسو بہاتی تھیں۔ جب تو سن بلوغ اور حد کو پہنچا جس کا میں

تیرے بارے میں تمنائیں کرتا تھا تو تو نے میرا بدلہ سختی اور بد خلقی سے دیا۔ گویا کہ تو ہی نعمت دینے والا اور مجھ پر بخشش کرنے والا ہے۔ جب تو میرے والد ہونے کے حق کی پاسداری نہیں کرتا تو ایسا ہی کر جیسے ہمسایہ ہمسایہ کے ساتھ کرتا ہے۔''

اس بوڑھے کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ رونے لگے اور اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر فرمایا: ''اَنْتَ وَ مَالُکَ لِاَبِیْکَ'' تو اور تیرا مال، تیرے باپ کا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح آیا تو میری کنیز نے مجھ سے کہا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح ہے؟ آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوں۔

تو میں آپ ﷺ کے حضور میں آیا۔ حال یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی جلالت و ہیبت مجھ پر طاری تھی۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا تو خاموش رہا۔ خدا کی قسم مجھ میں بات کرنے کی قدرت نہ تھی۔ میرا یہ حال ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کس لیے آئے ہو؟ مگر میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح دینے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا، ہاں۔

﴿بیہقی﴾

رزق کی فراوانی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، ہمیں بھوک کی تکلیف ایسی پہنچی کہ اس کہ اس کی مانند کبھی نہ پہنچی تھی۔ مجھ سے میری بہن نے کہا، تم رسول اللہ ﷺ کے حضور جاؤ اور آپ سے عرض کرو تو میں آیا۔ آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: جو پارسائی چاہے گا، اللہ تعالیٰ اسے پارسائی دے گا اور جو غنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اسے غنا دے گا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا، خدا کی قسم! ضرور یہ بات میرے دل کی حالت کو ملاحظہ کر کے مجھ سے ہی فرمائی گئی ہے۔ اب میں کچھ عرض نہ کروں گا اور میں اپنی بہن کے پاس واپس چلا گیا اور میں نے ان سے واقعہ بیان کیا۔ بہن نے کہا، تم نے بہت اچھا کیا۔ جب دوسرا دن آیا تو میں نے خدا کی قسم قلعہ کے نیچے اپنے آپ کو سخت مشقت میں ڈالا۔ جب یہود سے چند درہم مجھے ملے تو میں نے اس سے کھانا خریدا اور ہم نے اسے کھایا۔ پھر دنیا اتنی آئی کہ انصار کا کوئی گھر ہم سے مال میں زیادہ نہ تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ اس وقت میں نے دل میں کہا، نبی کریم ﷺ نے یہ بات خاص میرے لیے ہی فرمائی ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رزق کی اتنی فراوانی فرمائی کہ میں اس کا گمان بھی نہ کر سکتا تھا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کا منافقوں کے بارے میں خبر دینا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ

"اے لوگو! بے شک تم لوگوں میں منافقین موجود ہیں تو میں جس کا نام لوں وہ اٹھ جائے۔ او فلاں اٹھ جا، او فلاں اٹھ جا۔ اس طرح چھتیس منافقوں کے نام لیے۔"

﴿بیہقی﴾

حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ منافقین مجتمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں گفتگو کی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں کچھ لوگ مجتمع ہوئے اور انہوں نے ایسا ایسا کیا، لہٰذا تم لوگ اٹھ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، میں بھی تمہارے لیے استغفار کروں گا مگر کوئی نہ اٹھا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا: تم لوگ خود اٹھ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، ورنہ میں تمہارے نام لے کر پکاروں گا۔ بالآخر آپ نے فرمایا: "**قُمْ یَا فُلَانُ**" او فلاں اٹھ جا اور وہ تمام ذلیل و خوار ہو کر اٹھے۔

﴿ابن سعد﴾

بھینگا منافق:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے گرد بہت سے صحابہ موجود تھے۔ قریب تھا کہ حجرے کا سایہ ختم ہو جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہاری طرف شیطانی آنکھ سے دیکھے گا تو تم اس سے بات نہ کرنا۔ اتنے میں ایک شخص آیا جو بھینگی آنکھ کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اور فلاں فلاں آدمی مجھے برا کیوں کہتے تھے؟ اور وہ شخص ان کی طرف چلا گیا اور انہیں بلا کر لایا اور ان سب نے قسمیں اٹھائیں اور معذرت خواہی کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعاً فَیَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ

﴿سورۃ المجادلہ﴾

ترجمہ: "جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اسکے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھا رہے ہیں۔"

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے خبر دی کہ فلاں مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے دوبارہ کہا کہ فلاں مر گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے سہ بارہ یہی کہا۔ آپ نے فرمایا: فلاں نے چوڑے پیکان سے اپنے آپ کو ذبح کیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

﴿بیہقی﴾

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوالدرداؓ کے اسلام لانے کی خبر دی:

حضرت جبیر بن نفیرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوالدرداؓ بت پوجا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم دونوں ان کے گھر کے اندر آئے اور ان کے بت کو توڑ ڈالا، جب حضرت ابوالدرداؓ گھر واپس آئے اور بت کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو کہا: تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے اپنا بچاؤ بھی نہ کیا۔ اس کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ابن رواحہؓ نے جب انہیں سامنے سے آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے، وہ حضرت ابولدرداؓ آ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ ہمیں ڈھونڈنے آ رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ مسلمان ہونے آ رہے ہیں۔ کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور ابوالدرداؓ مسلمان ہو جائیں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بادل کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ یمن میں برسے گا:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ ہم نے ایک بدلی دیکھی اور رسول اللہ ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: یہ بدلی کا موکل فرشتہ ابھی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے سلام کر کے بتایا کہ اس بدلی کو یمن کی اس وادی کی طرف لے جا رہا ہوں جس کا نام صریح ہے۔ اس کے بعد ہمارے پاس ایک سوار آیا، اس نے اس سے اس بدلی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ بدلی اسی دن برسی تھی۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی شاہد وہ مرسل روایت جو بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابر کے فرشتہ کی خبر دی کہ یہ فرشتہ فلاں شہر سے آ رہا ہے اور فلاں دن ان پر بارش ہوئی ہے اور آپ نے پوچھا ہمارے شہر میں کب بارش ہوگی؟ اس نے کہا: فلاں دن ہوگی۔ اس وقت کچھ منافقین موجود تھے۔ انہوں نے اس دن کو یاد رکھا کہ اس بات کی تصدیق کریں اور انہوں نے اس کی تصدیق کی اور وہ ایمان لائے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے ان کو دعا دی:

"زَادَكُمُ اللّٰهُ اِيْمَانًا"

ابوشہم سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مدینہ منورہ کے ایک کوچہ میں باندی کو دیکھا میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری بیعت لیجئے آپ نے فرمایا: کیا تو وہ شخص نہیں ہے جس نے کل باندی کو کھینچا تھا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میری بیعت قبول کیجئے۔ میں آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا تو حضور نبی کریم ﷺ فرمایا: اچھا میں بیعت قبول کرتا ہوں۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

گوشت کھا کر بکری کی اصلیت کی خبر دینا:

ایک انصاری سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے کھانے کی

دعوت کی، جب کھانا رکھا گیا تو نبی کریم ﷺ نے لقمہ لے کر منہ میں اسے چبایا تو فرمایا: میں اس گوشت کو اس بکری کا پاتا ہوں جسے ناحق پکڑ لیا گیا تھا۔ اس عورت سے پوچھا گیا۔ اس نے کہا کہ اس کی ہمسایہ نے اس گوشت کو اپنے شوہر کی اجازت لیے بغیر بھیجا تھا۔

﴿بیہقی﴾

مالک کی اجازت کے بغیر بکری کو ذبح کیا گیا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک عورت کے گھر کی طرف سے گزرے۔ اس نے ان کیلئے بکری ذبح کی اور اس کا کھانا پکایا، جب واپسی میں اس گھر سے گزرے تو عورت نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ سب کیلئے کھانا تیار کیا ہے۔ تشریف لا کر تناول فرمائیں تو حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ اندر تشریف لائے۔

آپ ﷺ نے لقمہ لے کر چبایا تو وہ چبا نہیں، آپ نے فرمایا: اس بکری کو بغیر اسکے مالک کی اجازت کے ذبح کیا گیا ہے۔ اس پر اس عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم لوگ نہ آل معاذ سے تکلف کرتے ہیں اور نہ وہ ہم سے تکلف کرتے ہیں، خواہ ہم ان کی چیز لے لیں یا وہ ہماری چیز لے لیں۔

﴿نسائی، حاکم﴾

چور کا قتل کر دیا گیا:

حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی نے چوری کی، اسے آپ کے پاس لایا گیا، آپ نے فرمایا: اسے قتل کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا: اس نے صرف چوری کی ہے۔

آپ نے فرمایا: اس کا ہاتھ قطع کر دو۔ اس نے پھر دوبار چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا، پھر چوری کی یہاں تک کہ اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، اس نے پانچویں مرتبہ پھر چوری کی۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس چور کی حالت زیادہ جانتے تھے، اسی بنا پر آپ نے پہلے اسے قتل کا حکم دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور قتل کر دو تو لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

﴿حاکم﴾

تو روزہ دار نہیں ہے اور غیبت کا وبال:

ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جس کی زبان میں تیزی تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی جب رات ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا اور اس نے کہا: میں آج روزہ دار تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے روزہ نہیں رکھا (فاقہ کیا ہے) جب دوسرا دن ہوا تو اس نے قدرے اپنی زبان کی حفاظت کی، جب شام ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا۔ اس

نے عرض کیا: میں آج بھی روزے دار تھی۔ فرمایا تو جھوٹ کہتی ہے پھر جب تیسرا دن ہوا تو اس نے اپنی زبان کی پوری نگہداشت کی اور اس سے غیبت کی کوئی بات صادر نہ ہوئی، جب شام ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے کھانے کی طرف بلایا۔ اس نے عرض کیا: میں آج بھی روزہ دار تھی۔ آپ نے فرمایا: آج تو نے روزہ رکھا ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں اجازت نہ دوں روزہ افطار نہ کریں تو لوگوں نے روزہ رکھا جب شام ہوئی تو ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے یہ دن روزے سے گزارا ہے تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں افطار کروں تو آپ نے اسے اجازت دیدی، اسی طرح لوگ حاضر ہوتے رہے اور آپ اجازت دیتے رہے۔

یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اہل خانہ میں سے دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ دونوں آپ ﷺ کے حضور آنے سے حیا کرتی ہیں۔ آپ ان کو افطار کی اجازت مرحمت فرما دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص سے اعراض فرمایا، پھر اس نے عرض کیا: آپ نے پھر اعراض فرمایا۔ اس نے پھر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں نے روزہ نہیں رکھا۔ وہ کیسے روزہ دار ہو سکتا ہے جس نے لوگوں کا گوشت کھایا، جاؤ ان دونوں سے کہہ دو، اگر تم روزے دار تھیں تو تمہیں قے کر دینا چاہیے تو وہ شخص ان دونوں کے پاس پہنچا اور ان کو بتایا اور ان دونوں نے قے کی تو ہر ایک کے پیٹ سے خون کا لوتھڑا برآمد ہوا۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں جان ہے، اگر وہ لوتھڑے ان کے پیٹوں میں رہتے تو ان دونوں کو ضرور آگ کھاتی۔

﴿طیالسی، ''شعب الایمان''، ابن ابی الدنیا ''ذم الغیبت''﴾

رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو نوں عورتوں نے روزہ رکھا اور ایک شخص نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس جگہ دو عورتیں روزہ دار ہیں اور ان دونوں کی حالت ایسی ہے کہ قریب ہے کہ پیاس سے مر جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو بلا لاؤ تو وہ آئیں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک بڑا برتن دے کر ایک عورت سے فرمایا: اس میں قے کر دے تو اس نے قے کر دی اور اس نے خون، کچے لہو، پیپ اور گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ آدھا برتن بھر گیا، پھر دوسری عورت سے فرمایا کہ اس میں قے کر دے تو اس نے کچے لہو، خون، پیپ اور تازہ گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں نے خدا کے حلال کیے ہوئے رزق کو کھا کر روزہ رکھا اور اپنے روزوں کو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے افطار کیا کیونکہ تم دونوں ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی ہیں۔ یعنی غیبت کرتی ہیں۔

﴿احمد، ابویعلیٰ، بیہقی ''الشعب''، ابن ابی الدنیا ''ذم الغیبت''﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک گزرنے والی عورت کی نسبت میں نے کہا کہ یہ عورت لمبے دامنوں والی ہے۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تھوکو، تھوکو، تو میں نے گوشت کا لوتھڑا تھوکا۔

﴿ابن ابی الدنیا﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ اچانک آپ اٹھے اور اندر تشریف لے گئے۔ اس وقت بطور ہدیہ کچھ گوشت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔ لوگوں نے کہا: اے زید رضی اللہ عنہ! کاش تم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جاکر آپ سے عرض کرتے کہ اس گوشت میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی عنایت فرمائیں، چنانچہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے زید رضی اللہ عنہ! تم ان کے پاس جاؤ۔ انہوں نے تمہارے آنے کے بعد گوشت کھالیا ہے تو میں نے جاکر انہیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ہم نے گوشت نہیں کھایا ہے۔ ضرور یہ کوئی اہم بات ہے تو وہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گویا تمہارے دانتوں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے گوشت کی سبزی دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! سچ ہے، آپ ہمارے لیے استغفار کیجئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے استغفار فرمایا۔

﴿حاکم﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: عرب میں دستور تھا کہ سفر میں ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے اور ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ یہ دونوں بزرگ سوکر بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان دونوں کیلئے ایک شخص نے کھانا تیار نہیں کیا ہے۔ اس پر ان دونوں بزرگوں نے کہا: وہ بہت سونے والا شخص ہے، پھر انہوں نے اسے جگایا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم سلام عرض کرتے ہیں اور سالن مانگتے ہیں۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:

ان دونوں نے سالن کھالیا ہے پھر وہ دونوں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے کون سا سالن کھایا ہے؟ فرمایا: تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یقیناً میں اس کا گوشت تمہارے دانتوں میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر ان دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے استغفار کیجئے۔ فرمایا: جاؤ! اس شخص سے کہہ دو کہ وہ تمہارے لیے استغفار کرے۔

﴿الضیاء مقدسی المختارہ﴾

گوشت پتھر بن گیا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس ہدیہ میں گوشت کا پرچہ آیا۔ میں نے خادم سے کہا: اسے رسول اللہ ﷺ کیلئے رکھ چھوڑو۔ اسی اثناء میں ایک سائل آیا اور اس نے دروازے پر کھڑے ہوکر آواز لگائی: "تَصَدَّقُوْا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکُمْ" صدقہ دو، اللہ

تعالیٰ تمہارے رزق میں برکت دے، ہم نے اسے جواب دیا۔ "بَارَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْکُمْ" اللہ تعالیٰ تم پر برکت کرے اور وہ سائل چلا گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے خادم سے کہا: اس گوشت کو پیش کر دو اور وہ اسے لایا، دیکھا تو سفید پتھر بن گیا تھا اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا آج تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا جسے تم نے واپس کر دیا۔ میں نے عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: یہ گوشت اس وجہ سے پتھر ہو گیا ہے۔ اس کے بعد وہ پتھر ان کے گھر کے ایک گوشے میں پڑا رہا اور وہ اس پر کوٹتی اور پیستی رہیں، یہاں تک کہ ان کی رحلت ہو گئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے نبی کریم ﷺ کی دعا:

بسند صحیح حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو سخت مشقت و تکلیف پہنچی، یہاں تک کہ میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم واندوہ اور منافقوں کے چہروں پر خوشی و مسرت دیکھی، جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا یہ حال دیکھا تو فرمایا:

خدا کی قسم! آفتاب غروب نہ ہوگا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ رزق بھیج دے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بات ضرور صادق ہو گی۔ چنانچہ حضرت عثمان نے چودہ اونٹوں پر لدا ہوا غلہ خریدا اور نو اونٹ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیئے، یہ دیکھ کر مسلمانوں کے چہروں پر خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور منافقوں کے چہروں پر غم واندوہ کے بادل چھا گئے اور میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست اقدس اٹھائے۔ یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے ایسی دعا مانگی کہ اس سے پہلے کسی کیلئے ایسی دعا میں نے نہیں سنی۔

﴿طبرانی﴾

صبح کو مشرک ہوگا شام کو مومن بن کر آئے گا:

حضرت مسعود بن ضحاک لخمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا نام مطاع (جن کی اطاعت کی جائے) رکھا اور ان سے فرمایا: تم اپنی قوم میں مطاع یعنی مخدوم ہو اور ان سے فرمایا: تم رفقاء میں جاؤ اور جو تمہارے جھنڈے تلے آئے گا، وہ محفوظ ہوگا تو وہ ان کی طرف گئے اور ان سب نے ان کی اطاعت کی اور ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ان لوگوں نے عرض کیا: ہمارے لیے جرش پر دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے فرمایا: جرش الاجراش کی کثرت ہوگی اور لوگ کم ہوں گے۔

انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ان کیلئے کثرت کی دعا فرمائی ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ مسعود (رضی اللہ عنہ) صبح کے وقت حالت شرک میں مجھ سے جنگ کرے گا اور شام کو مومن بن کر میری خدمت میں آئے گا چنانچہ جب آفتاب ڈھل گیا تو حضرت مسعود رضی اللہ عنہ مومن بن کر بارگاہ رسالت ﷺ میں آئے اور وہ ایسے مطاع تھے

کہ جب قبائل کے درمیان جنگ ہوتی تو وہ جھنڈا تھام کر آتے اور ان کے درمیان صلح کرادیتے تھے۔
﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالرحمٰن جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک دو سوار آئے، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آتے دیکھا تو فرمایا: یہ دونوں بنی کندہ اور مذحج ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ آئے تو وہ دونوں بنی کندہ اور مذحج کے تھے اور ان دونوں نے آپ کی بیعت کی۔

﴿ابن سعد﴾

دونوں میں کون حسین ہے:

حضرت ابی عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی چیز ہدیۃً بھیجی اور وہ قاصد کچھ دیر ٹھہرا رہا، پھر وہ قاصد آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تم کس لیے ٹھہرے رہے؟ پھر فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ کس بنا پر تم ٹھہرے رہے؟

فرمایا: تم ایک نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ڈالتے تھے اور ایک نظر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پر اور یہ دیکھتے تھے کہ ان میں سے کون زیادہ حسین ہے۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اسی بات نے مجھے ٹھہرائے رکھا تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے محمد بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام ابوالمقدم نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ بکری کے پائے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے یہاں بھیجے۔ وہ آدمی کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں بتادوں کہ کس لیے تم وہاں ٹھہرے رہے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا: تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر ان کے حسن پر تعجب کر رہے تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

اہل جنت سے آرہا ہے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت کا ایک شخص آرہا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔
﴿حاکم﴾

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دروازے سے جو سب سے پہلے داخل ہوگا، وہ شخص اہل جنت میں سے ہے، چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس دروازے سے جو تمہارے پاس آئے گا، وہ اہل جنت میں سے ہے تو وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے جو داخل ہوئے۔

﴿ابویعلیٰ، ابن عدی، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے تین دن تک یہی فرمایا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی داخل ہوتے رہے۔

﴿بزار﴾

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی آمد سے قبل ان کو جنتی فرمانا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے اور آپ نے ان کے یہاں تشریف رکھی اور ہم بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا: اب تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، پھر فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا۔ اور فرمایا: اے خدا! اگر تو چاہے تو وہ علی رضی اللہ عنہ ہوں گے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے۔

﴿احمد، بزار، طبرانی اوسط﴾

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی زوجہ سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھی۔ آپ نے فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو میں نے آنے کی آہٹ سنی تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿طبرانی﴾

یارسول اللہ ﷺ آپ کو ہر شے کا علم ہے: (حضرت عائشہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی کلب کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کیلئے بھیجا تو وہ گئیں، جب وہ واپس آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم نے ایک خاص بات دیکھی ہے۔ تم نے دیکھا کہ اس کے رخسار پر ایک تل ہے جس کو دیکھ کر تمہارے بدن کے تمام رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ اس پر انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے یعنی آپ کو ہر شے کا علم ہے۔

﴿ابن سعد﴾

ابن سابط رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اس عورت کو دیکھنے کیلئے بھیجا جس کیلئے آپ نے پیغام نکاح دیا تھا تو انہوں نے آکر کہا: میں نے کوئی

خاص بات نہیں دیکھی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے رخسار پر تل دیکھا ہے جس سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: آپ ﷺ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ خواہ کوئی آپ سے کتنا ہی چھپائے۔ کس میں یہ جرأت ہے؟

﴿خطیب، ابن عساکر﴾

ساتھی سے بے خوف نہ رہنا:

عباس بن عبداللہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بنی بکر کے اس شخص کو ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی جو مکہ جانا چاہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اسے لے جاؤ مگر اپنے بکری بھائی سے بے خوف نہ رہنا تو حضرت خالد انہیں لے کر روانہ ہو گئے۔ ایک روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کا ساتھی تلوار سونتے کھڑا ہے اور انہیں قتل کرنا چاہتا ہے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمرن فغواء خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ مجھے مال لے کر ابوسفیان کے پاس مکہ مکرمہ بھیجیں تا کہ وہ فتح کے بعد قریش میں اسے تقسیم کر دیں اور میں سفر میں اپنے رفیق کا متلاشی تھا، چنانچہ میرے پاس عمرو بن امیہ ضمری آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو میں تمہارا رفیق سفر رہوں گا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا جب تم اس کی قوم کے علاقہ میں اترو تو اس سے ڈرتے رہنا کیونکہ کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ ''اخوک البکری فلا تامنه'' اپنے بنی بکر بھائی سے بے خوف نہ رہنا، چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ہم منزل ابواء میں آئے تو میرے رفیق سفر عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ مجھے اپنی قوم سے کچھ کام ہے تو تم میرا انتظار کرنا۔ میں نے کہا: رشد کی حالت میں جاؤ۔ جب وہ چلا گیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت یاد آ گئی اور میں نے اپنے اونٹ کو تیار کیا میں اسے تیز دوڑا کر لے گیا۔ یہاں تک کہ جب میں منزل اصافر میں تھا، اچانک میں نے دیکھا کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ میرے تعاقب میں آ رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے اونٹ کو خوب تیز دوڑایا اور میں آگے نکل گیا، جب اس کی قوم نے دیکھا کہ میں نے ان کے قابو سے باہر ہو گیا ہوں تو وہ پلٹ کر چلے گئے اور وہ تنہا میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا: مجھے اپنی قوم سے ایک کام تھا۔ میں نے کہا: ہو گا اور ہم سفر طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

﴿ابونعیم المعرفہ، ابن سعد﴾

آج جو پوچھو گے بتاؤں گا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ جلال کی حالت میں باہر تشریف لائے اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: آج تم لوگ مجھ سے جو پوچھو

گے، میں تمہیں ضرور بتاؤں گا اور ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپ کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ جاہلیت کے زمانے کے قریب رہ چکے ہیں۔ آپ ہماری برائیوں کو ہم پر ظاہر نہ فرمائیں۔ آپ ہمیں معاف رکھیں۔ "عفا اللہ عنک"

﴿ابویعلیٰ﴾

تو جنتی ہے اور تو جہنمی ہے:

ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قریش کا یہ قبیلہ ہمیشہ مامون و محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ لوگ ان کو ان کے دین سے کفر پر لوٹا دیں۔ پھر ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جنت میں، پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ فرمایا: جہنم میں۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میرے سامنے خاموش رہا کرو، جب تک کہ میں خود خاموش رہوں، اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم دفن کیے جاؤ گے تو میں اہل جہنم کے ایک گروہ کی تمہیں ضرور خبر دیتا۔ یہاں تک کہ تم پہچان لیتے اور مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا جاتا تو ضرور میں ایسا کرتا۔

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن ان کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں ان کی اونٹنی پر سوار کیا تو فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! تم روانہ ہو جاؤ، جب تم جند میں پہنچو گے اور جس جگہ تمہاری یہ اونٹنی بیٹھ جائے تو وہاں اذان دینا اور نماز پڑھنا اور اس جگہ مسجد بنانا۔

تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب وہ جند میں پہنچے تو اونٹنی نے چکر لگایا مگر بیٹھنے سے انکار کیا، اس وقت انہوں نے پوچھا: کیا اس کے سوا کوئی اور جند بھی ہے۔ لوگوں نے کہا: ہاں جند رکامہ ہے تو جب وہ وہاں پہنچے تو اونٹنی کو پھیرا اور وہ بیٹھ گئی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اتر کر نماز کیلئے اذان دی، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

﴿ابن عبدالحکم فتح عصر﴾

اسود عنسی کے قتل کی خبر دینا اور قاتل کا نام بھی بتایا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس دن اسود عنسی قتل کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آسمان سے خبر آئی۔ آپ ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا: آج رات عنسی قتل کر دیا گیا اور اسے اس مبارک شخص نے قتل کیا ہے جو مبارکوں کے اہل بیت سے ہے۔ کسی نے پوچھا: اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا: اس کا نام "فیروز" ہے۔

﴿دیلمی﴾

حافظ عبدالغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے "المبہمات" میں حضرت مدلوک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ

حضرت ضمضم بن قتادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ کالا تھا اور اس بچہ کی ماں بنی عجل سے تھی تو اس بنا پر حضرت ضمضم رضی اللہ عنہ کو وحشت ہوئی اور نبی کریم ﷺ سے آکر شکایت کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ان کے رنگ کیا ہیں۔ اس نے کہا: ان میں سرخ بھی ہیں، کالے بھی ہیں اور مختلف رنگ کے بھی ہیں۔ فرمایا: ان میں یہ رنگ کہاں سے آئے؟ اس نے کہا: وہ اپنی اصل سے لیتے ہیں۔ فرمایا: بچہ نے بھی رنگ اپنی اصل سے لیا ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ عجل کی عورتوں میں آیا اور اس اصل کی بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی کی دادی کا رنگ کالا تھا۔

۞ (اصل حدیث بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔)

اس کی بیوی نے تمہیں یہ کہا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص تھا جو کسی نیکی کے قریب نہیں گیا اور نہ اس کے اعمال خیر پہچانے جاتے تھے، جب وہ فوت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں آدمی کو جنت میں داخل کر دیا ہے؟ لوگوں نے اس پر حیرت و تعجب کیا۔ ایک شخص اٹھ کر اس کی بیوی کے پاس گیا اور اس کے عمل کے بارے میں اس کی بیوی سے پوچھا۔ اس نے کہا: اس کے عمل خیر تو نہ تھے بجز ایک خوبی کے جو اس میں تھی۔ وہ یہ کہ دن اور رات میں جب بھی اذان سنتا تو وہ انہیں کلمات کو دہراتا تھا۔ پھر وہ شخص آیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے اتنے قریب پہنچا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی آواز سن سکتا تو نبی کریم ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا، تم ہی فلاں شخص کی بیوی کے پاس گئے تھے اور تم نے اس سے اس کے عمل کی بابت پوچھا تھا اور انہوں نے تم سے ایسا ایسا کہا۔ اس شخص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی عورتوں سے بات کرنے اور کشادہ روئی سے پیش آنے سے بچتے تھے۔ مبادا کہ ہمارے بارے میں کوئی چیز نازل نہ ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو ہم نے ان سے بات کی اور توش روئی سے پیش آئے۔

﴿بخاری﴾

حضرت سہیل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہر بات سے بچتا تھا باوجودیکہ وہ اور اس کی بیوی ایک چادر میں ہوتے تھے۔ مبادا کہ ان کے بارے میں قرآن کریم کا کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔

﴿بیہقی﴾

اپنے بعد امور کی خبریں اور ان کا ظہور ہونا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ

سے قیامت تک ہونے والی باتیں بیان فرمائیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ نے قیامت تک ہونے والی کسی بات کو نہ چھوڑا، مگر یہ کہ اسے آپ نے بیان کیا جس نے اسے یاد رکھا۔ اس نے اسے یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا، وہ اسے بھول گیا۔ یقیناً جب کوئی بات ایسی ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو فوراً وہ بات یاد آ جاتی ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی کے چہرے کو یاد کر لیتا ہے، جب وہ اس سے غائب ہوتا ہے پھر جب اس کے سامنے آتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور ہمیں جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ قیامت تک ہو گا، سب بتا دیا تو ہم میں سے جس نے زیادہ یاد رکھا، وہ ہم میں عالم ہے۔

﴿مسلم﴾

قیامت تک جو کچھ آپ کی امت کرے گی اس کی خبر دینا:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ فضائے آسمانی میں جو پرندہ پر مارتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از روئے علم ہم سے اس کا ذکر کر دیا ہے۔

۞ (ابویعلی وابن منیع اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿احمد، ابن سعد، طبرانی﴾

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور قیامت تک جو کچھ آپ کی امت کرے گی، آپ نے ان سب کی خبر ہمیں دیدی جس نے یاد رکھا، اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا، وہ بھول گیا۔

﴿احمد تاریخ بخاری، طبرانی﴾

ساری دنیا میرے پیش نظر ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو اٹھا کر میرے پیش نظر کر دیا ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، میں اسے اس طرح واضح طور پر دیکھ رہا ہوں جیسے میری یہ ہتھیلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے اس طرح منکشف فرمایا جس طرح آپ سے پہلے نبیوں کیلئے منکشف کیا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: آفتاب کو گہن لگا اور نبی کریم

ﷺ نے نماز پڑھا کر فرمایا: خدا کی قسم! جب سے میں نماز کیلئے کھڑا ہوا، میں تمہاری دنیا اور تمہاری آخرت کی ان باتوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو پیش آئیں گی۔

﴿احمد﴾

دنیا اور عورتوں سے بچو:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دنیا سر سبز و شیریں ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس دنیا میں حکومت دے گا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو، لہٰذا تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو۔ اس لیے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔

﴿مسلم﴾

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں تم پر محتاجی وفقر سے نہیں ڈرتا لیکن میں تم پر اس سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی فراخی ہو، جس طرح کہ تم پہلوں پر فراخی ہوئی تھی، تو تم اس طرح خود غرضی کرو گے جس طرح انہوں نے کی اور اس طرح لہو ولعب میں پڑ جاؤ گے جس طرح وہ پڑے تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نقشین فرش ہوں گے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس نقشین فرش ہیں؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس نقشین فرش کہاں سے آئے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس نقشین فرش ہوں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرمایا: آج میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اس نقشین فرش کو مجھ سے دور رکھو تو وہ کہتی ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہارے لیے نقشین فرش ہوں گے؟

﴿بخاری، مسلم﴾

آج تم خیر پر ہو لیکن اس کے بعد ایک دوسرے سے لڑو گے:

حضرت طلحہ نضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ بہت جلد ایسے زمانوں کو پاؤ گے کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس صبح کو ایک کھانا اور شام کو دوسرا کھانا آئے گا اور تم ایسا لباس پہنو گے جیسے خانہ کعبہ کا غلاف۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آج خیر پر ہیں یا اس وقت ہوں گے۔ فرمایا: نہیں بلکہ تم خیر پر ہو اور آج تم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو اور اس وقت تم ایک دوسرے سے بغض رکھو گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

دنیا کی زیب وزینت پر صحابی کا رونا:

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہیں کسی دعوت پر مدعو کیا گیا جب وہ اس گھر میں

آئے تو انہوں نے دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے دیکھے تو وہ باہر بیٹھ کر رونے لگے، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا تمہاری طرف امنڈ کر آئے گی اور اسے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا تم آج اچھے ہو، اس وقت سے جبکہ تمہارے سامنے صبح کو ایک کھانا آئے گا اور شام کو دوسرا کھانا اور تم میں سے کوئی صبح کو ایک لباس پہنے گا اور شام کو دوسرا اور تمہارے گھر کی دیواروں پر ایسے پردے پڑے ہوں گے جیسے خانہ کعبہ پر پردے پڑے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں کیوں نہ روؤں جبکہ میں نے تم کو اس حال میں دیکھا کہ تمہارے گھروں پر ایسے پردے پڑے ہیں جیسے کعبہ پر پردے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: ہم لوگوں کو قحط سالی نے کھا لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قحط سالی کے سوا سے تم پر ڈرتا ہوں کیونکہ تم پر دنیا ہر طرف سے آئے گی، کاش کہ میری امت سونے کا زیور نہ بناتی۔

(ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابوذر اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔)

﴿ابونعیم﴾

حیرہ کے فتح ہونے کی خبر دینا:

حضرت خریم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب اس وقت ہجرت کی جبکہ آپ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا: یہ حیرۂ بیضا ہے جسے میرے سامنے لایا گیا ہے اور یہ شیما بنت نفیلہ ازدیہ اپنے خچر شہباء پر کالا دوپٹہ اوڑھے موجود ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور میں اسے ویسا ہی پاؤں جیسا کہ آپ نے صفت بیان کی کہ تو کیا وہ میرے لیے ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے لیے ہے، چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا اور ہمیں مسیلمہ کذاب کے استیصال سے فارغ ہوئے تو حیرہ کی طرف متوجہ ہوئے، ہمارے داخل ہونے کے بعد جو عورت سب سے پہلے ہمیں ملی وہ شیما بنت نفیلہ تھی اور اسی حال میں تھی جس حالت کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی یعنی وہ اپنے خچر شہباء پر سوار کالا دوپٹہ اوڑھے تھی اور میں اس کے ساتھ متعلق ہوگیا اور میں نے کہا: یہی وہ عورت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس پر مجھ سے شہادت طلب فرمائی اور میں نے اس کی شہادت پیش کی۔ وہ شہادت حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کی تھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے میرے حوالے کردیا۔ پھر اس کا بھائی ہمارے پاس صلح کی غرض سے آیا اور اس نے کہا: اسے فروخت کردو۔ خدا کی قسم! دس سو درہم سے کم نہ کروں گا تو اس نے مجھے ایک ہزار درہم دے دیئے، پھر مجھ سے کسی نے کہا: اگر تم ایک لاکھ درہم مانگتے تو وہ ضرور دیتا۔ میں نے کہا: میں دس سو درہم سے زیادہ گنتی جانتا ہی نہ تھا۔

﴿تاریخ بخاری، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے روبرو حیرہ کو کتوں کے داڑھوں کی مانند شکل میں لایا گیا۔ یہ فرمایا کہ تم لوگ اسے فتح کرو گے۔ ایک شخص کھڑا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نفیلہ کی بیٹی مجھے عطا فرما دیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تیرے لیے ہے چنانچہ اسے اس کو دیا گیا۔ پھر اس کا باپ آیا؛ اور اسنے کہا: اسے فروخت کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے پوچھا: کتنے میں؟ اس نے کہا: ایک ہزار درہم۔ اس نے کہا: اگر تم تیں ہزار درہم کہتے تو میں ضرور اسے لے لیتا۔ اس نے کہا: کیا ایک ہزار سے بھی زیادہ گنتی ہوتی ہے؟

﴿بیہقی۔ ابونعیم﴾

یمن، شام اور عراق کی فتح کی خبر دینا:

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یمن فتح ہوگا اور ایسی قوت آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل وعیال اور ان لوگوں کو جوان کا کہنا مانیں گے، کوچ کرا دیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے کہ مدینہ ان کیلئے بہتر ہے۔ اس کے بعد شام فتح ہوگا اور ایک ایسی قوم آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل و عیال کو اور جوان کا کہنا مانیں گے، کوچ کرا دیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے مدینہ منورہ ان کیلئے بہتر ہے۔ اس کے بعد عراق فتح ہوگا اور ایسی قوت آئے گی جو جانور ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل و عیال کو اور جوان کا کہنا مانیں گے، کوچ کرا دیں گے کاش کہ وہ جانتے مدینہ ان کیلئے بہتر ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ لشکر لشکر بن جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کو ایک لشکر عراق کو اور ایک لشکر یمن کو جائے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے کوئی لشکر خاص فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تم شام کے لشکر میں ہونا اور اگر کوئی انکار کرے تو یمن کے لشکر میں ہو جانا اور وہاں کے چشموں کا پانی پینا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے شام اور اہل شام کی کفالت کی ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے علاقہ میں مجھے قطعہ زمین عطا فرمایا۔ اس قطعہ کا نام سلیل تھا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل مجھے اس قطعہ کی دستاویز لکھ کر عنایت فرمائی، مجھ سے صرف اتنا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب شام کو فتح کر دے گا تو وہ تمہارا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عراق کیلئے ذات عرق کو ان کو میقات مقرر فرمایا۔

﴿ابوداؤد، نسائی، دار قطنی﴾

5

بیت المقدس کی فتح کی خبر دینا:

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے وقوع کے درمیان چھ باتوں کو یاد رکھو، میرا وصال کرنا، پھر بیت المقدس کا فتح ہونا، پھر دو موتیں ہونی جو بکری کے قصاص (سینہ میں درد اور گردن توڑ بیماری) کی مانند تم میں ہوں گی، پھر تم میں مال کا اس حد تک پھلنا کہ ایک شخص کو سو اشرفیاں دی جائیں گی اور وہ اس پر راضی نہ ہوگا، پھر ایسے فتنے کا رونما ہونا کہ عرب میں کوئی گھر باقی نہ رہے گا جہاں وہ فتنہ داخل نہ ہو، پھر صلح کا ہونا جو تمہارے اور بنی الاصغر کے درمیان ہوگی۔ بنی الاصغر تم سے غداری کریں گے اور اسی جھنڈوں کے سایہ میں تم پر آئیں گے اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔

﴿بخاری، حاکم﴾

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ پھر وہ تم سے غداری کریں گے یہاں تک کہ عورت کا حمل بھی غداری کرے گا، چنانچہ (عمٰوس (طاعون کی صبا) کا سال ہوا تو لوگوں نے گمان کیا کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: چھ باتوں کو گنتے جانا تو ان میں سے تین باتیں تو واقع ہو چکیں، اب تین باتیں رہ گئی ہیں۔ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: ان باتوں کے وقوع کیلئے مدت درکار ہے لیکن پانچ باتیں ایسی ہیں اگر تم میں سے کسی کے زمانہ میں ان میں سے کوئی واقع ہو تو اگر وہ مر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ مر جائے۔ وہ پانچ باتیں یہ ہیں: (۱) منبروں پر بیٹھ کر لعنت کی جائے گی۔ (جیسے خوارج و روافض کرتے ہیں۔) (۲) اللہ تعالیٰ کا مال جھوٹوں کو دیا جائے گا۔ (۳) اونچی اونچی عمارتیں بنیں گی۔ (۴) ناحق خونریزی ہوگی اور (۵) قطع رحم کیا جائے گا۔ حضرت ذی الاصابع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں آپ کے بعد زندہ رہنے کی مصیبت میں رہا تو آپ مجھے کہاں رہنے کا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: تم بیت المقدس میں رہنا، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے ایسی اولاد پیدا کرے جو صبح شام مسجد میں جا کر اسے آباد کرے۔

﴿ابن سعد﴾

فتح مصر اور وہاں رونما ہونے والے واقعات کی خبریں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ ایسے علاقے کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا ذکر ہوگا، لہٰذا تم لوگ وہاں کے رہنے والوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، جب تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتا دیکھو تو وہاں سے نکل جانا۔

﴿مسلم﴾

راوی نے کہا کہ جب ابن شرجیل بن حسنہ، حضرت ربیعہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کے پاس گئے تو ان دونوں کو ایک اینٹ کی جگہ لڑتے دیکھا اور وہاں سے نکل گئے۔

﴿مسلم﴾

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم مصر کو فتح کرو تو قبطیوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا ان کی میرے ساتھ قرابت داری بھی ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا انہی میں سے تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماریہ قبطیہ تھیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ خبردار مصر قبطیوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم ان پر غالب آؤ گے اور وہ لوگ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں معین و مددگار ہوں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عراق نے اپنے درہم اور قفیز سے روکا ہے اور شام نے اپنے مد اور اپنے دینار سے روکا ہے اور مصر نے اپنے اردب اور اپنے دینار سے روکا ہے اور جہاں سے تم نے ابتداء کی تھی، تم پلٹ گئے۔

﴿مسلم﴾

یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قفیز و درہم کا ذکر، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ان کی زمین پر خراج مقرر کرنے سے پہلے فرمایا۔

ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ان باتوں کی خبر دی جو ابھی واقع نہ ہوئی تھیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں آئندہ ہونے والی تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ماضی کے صیغہ کے ساتھ ذکر فرمایا کیونکہ وہ علم الٰہی میں ماضی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ آنے والوں کیلئے ذوالحلیفہ اور شام و مصر اور مغرب والوں کیلئے جحفہ کو میقات مقرر فرمایا۔

﴿امام شافعی الام﴾

میری امت کے لوگ وسط دریا میں سوار ہو کر جہاد کریں گے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام حرام رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یہاں آپ نے خوب استراحت فرمایا، جب آپ بیدار ہوئے تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! تبسم کیا وجہ ہے؟ فرمایا: میرے سامنے میری امت کے ایسے لوگ پیش کیے گئے جو وسط دریا میں سوار ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور وہ اپنی قوم کے لوگوں پر بادشاہ ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: تم ان کے اول لوگوں میں سے ہو گی۔

چنانچہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دریائی جہاد میں غازیہ تھیں، جب وہ لوگ اپنے جہاد سے واپس وہ رہے تھے تو ام حرام کے قریب سواری لائی گئی تا کہ وہ اس پر سوار ہوں مگر سواری نے انہیں گرایا اور وہ فوت ہوگئیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

تو ان میں نہیں:

حضرت عمیر بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا پہلا وہ لشکر جس کے سپاہی بحری جنگ کریں گے۔ ان کیلئے جنت واجب ہوگئی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں ان میں سے ہوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں تم ان میں سے ہو۔ بعدازاں ارشاد فرمایا: میری امت کا وہ لشکر جو قیصر کے شہر میں جائے گا، ان کیلئے مغفرت ہے۔ میں نے عرض کیا: میں بھی ان میں ہوں گی؟ فرمایا: نہیں۔

﴿بخاری﴾

خوز وکرمان کی فتح کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک خوز وکرمان کے لوگوں سے تم جنگ نہ کروں گے۔ وہ لوگ عجمی ہیں، ان کے چہرے سرخ، ناک چپٹی، چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی۔ گویا کہ ان کے چہرے چپٹی ڈھال کی مانند ہوں گے اور قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرو گے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں۔

﴿بخاری﴾

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ غیبی خبر اس طرح واقع ہوئی کیونکہ خوارج کی قوم نے رے کے علاقے سے خروج کیا اور ان کی جوتیاں بالوں کی تھیں اور ان سے جنگ کی گئی۔)

غزوۂ ہند کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اہل روم تم سے ایسی صلح کریں گے جو امن کی صلح ہوگی۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

فارس وروم کی فتح کی خبر دینا:

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دربار میں موجود تھے کہ لوگوں نے آپ سے لباس کی کمی، مفلسی اور قلت اشیاء کی شکایت کی۔ اس وقت آپ نے فرمایا: تمہیں بشارت ہو، خدا کی قسم! بلاشبہ میں کثرتِ اشیاء کے ساتھ اسکی کمی کی شکایت سے تم پر خوف

رکھتا ہوں اور یہ مال کی کثرت تم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گی حتی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے سرزمین فارس و روم اور حمیر کے علاقہ کو فتح کرائے گا اور تم لوگ تین لشکروں میں منقسم ہو جاؤ گے۔

ایک لشکر شام کی طرف، ایک لشکر عراق کی طرف اور ایک لشکر یمن کی طرف جائے گا اور مال کی فراوانی اتنی ہوگی کہ ایک شخص کو سو درہم دیئے جائیں گے تو وہ اس سے ناراض ہوگا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! شام پر حملہ کرنے کی کس میں طاقت ہے؟ کیونکہ وہ بڑے بڑے رومی سردار ہیں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ شام کو ضرور تم پر فتح کر دے گا اور تم کو ضرور وہاں کی حکومت دے گا اور یہاں تک ہوگا کہ ان میں کے گورے رنگ کی ایک جماعت تم میں سے کالے رنگ اور سر منڈے شخص کی سواری کے گرد کھڑے ہوں گے اور وہ شخص ان کو جو حکم دے گا، اسے وہ لوگ کریں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو صفت بیان فرمائی۔ آپ کے اصحاب میں یہ صفت حضرت جز بن سہیل سلمی رضی اللہ عنہ میں پہچانی جاتی۔ وہ اس زمانہ میں عجمیوں پر حاکم تھے اور ان کا حال یہ تھا کہ جب وہ مسجد کی طرف جاتے تو لوگ انہیں دیکھتے اور ان کے پاس ان کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہوتے اور ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو صفت بیان فرمائی، اس پر وہ تعجب کرتے تھے۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ثابت الدلائل﴾

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اللہ تعالیٰ فارس و روم کو ضرور فتح کرائے گا اور غلہ کی اتنی کثرت ہوگی کہ لوگ کھانے پر بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت میری امت کے لوگ ہاتھ ہلا کر چلیں گے اور ان کی خدمت میں فارس کے لوگ ہوں گے، اس وقت ان کے اشرار ان کے اخیار پر مسلط ہو جائیں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! تم پر ایسا ایسا ہونا ضرور ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر فارس و روم کو فتح کریگا اور تم میں سے ایک صبح کو ایک لباس بدلے گا اور شام کو دوسرا۔ اور تمہارے آگے صبح کو ایک کھانا آئے گا اور شام کو دوسرا۔

﴿حاکم﴾

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں کھڑے ہو کر فرمایا: تم لوگ مفلسی کا خوف رکھتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فارس و روم کو فتح کرائے گا اور تم پر دنیا اس طرح اُمنڈ کر آئے گی کہ میرے بعد تم حق سے پھرو گے اور دنیا ہی کی وجہ سے پھرو گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں تھا۔ میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جزیرۃ العرب میں جہاد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تم پر فتح کرائے گا، پھر تم فارس پر جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا پھر تم روم پر جہاد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا، پھر تم دجال سے جہاد کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت عمرو بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کالی بکریاں میرا اتباع کر رہی ہیں۔ اس کے بعد ان کے پیچھے سے سفید بکریاں آئیں، یہاں تک کہ کالی بکریاں ان میں دکھائی نہیں دیتیں۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ عرب ہیں جو آپ کا اتباع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ان میں عجمی لوگ آ کے مل جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں وہ دکھائی نہ دیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کہا، ایسا ہی ہوگا۔ فرشتہ نے آج صبح اس کی تعبیر بتائی۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿بیہقی﴾

قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی تقسیم اور ان کی ہلاکت کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے اس خزانے کو کھولے گی، جو سفید محل میں محفوظ ہے۔ جن لوگوں نے اس خزانے کو کھولا، ان میں میں اور میرے والد تھے اور ہم سب کو اس میں سے ایک ایک ہزار درہم ملے۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

عفیف الکندی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تا کہ ان سے تجارت کروں۔ میں ان کے پاس منیٰ کے مقام میں تھا کہ ان کے قریب کے خیمہ سے ایک شخص نکلا، جب اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور سورج دیکھا کہ وہ ڈھل گیا ہے تو کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی، پھر ایک بچہ نکلا اور اس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا: اے عباس! یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ محمد ﷺ میرے بھتیجے اور ان کی زوجہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ان کے چچا کے صاحبزادے حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہیں۔ اس معاملے میں ان کا اتباع ان کی بیوی اور ان کے چچا کے بیٹے کے سوا بھی کوئی نہیں کرتا اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ کسریٰ وقیصر کے خزانے فتح ہوں گے۔

﴿احمد، ابویعلیٰ، طبرانی﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن لائے گئے اوران دونوں کنگنوں کوسراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو پہنایا گیا اور وہ کنگن اس کے شانوں تک پہنچے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بنی مدلج کے اعرابی کے ہاتھوں میں ہیں۔

﴿بیہقی﴾

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سراقہ نے ان دونوں کنگنوں کو اس بنا پر پہنا کہ نبی کریم ﷺ نے سراقہ سے فرمایا تھا کہ اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے کسریٰ کے کنگن پہن رکھے ہیں اوراس کا بند کمر اوراس تاج اوڑھ رکھا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ، اسرائیل بن ابوموسیٰ رحمہم اللہ اور انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ کسریٰ کے کنگن پہنتے وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟

راوی نے کہا کہ جب کسریٰ کے کنگن دربارِ فاروقی میں لائے گئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر پہنایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے کسریٰ بن ہرمز سے ان کنگنوں کو چھین کر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ اعرابی کو پہنایا۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن محیریز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فارس سے ایک یا دو بار ٹکر لینے کی ضرورت ہے۔ اسکے بعد نہ کہیں فارس رہے گا اور روم کے کئی سردار ہوں گے، جب ایک ہلاک ہوگا تو دوسرا اس کا جانشین خود بخود ہوتا جائے گا۔

خلافت راشدہ کے بعد ملوکیت کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاست و فرمانروائی انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔ جب کوئی نبی دنیا سے تشریف لے جاتا تو دوسرا نبی ان کی قائم مقامی کرتا، چونکہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ نہیں ہے تو خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: اول اوراول کی بیعت کرو، اوران کوان کا حق ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا جن کا نگہبان ان کو بنایا ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دین قائم رہے گا جب تک کہ قریش کے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد ایسے خلفاء ہوں گے جو ایسے عمل کریں گے جن کا انہیں علم نہ ہوگا اور وہ کریں گے جن کا حکم نہ دیا گیا ہوگا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد خلفا ہوں گے، وہی عمل کریں گے جس کا علم رکھیں گے اور وہی کریں گے جس کا حکم دیا گیا ہوگا۔ ان کے بعد

ایسے خلفاء ہوں گے جو ایسے عمل کریں گے جن کا انہیں علم نہ ہوگا اور وہ کریں گے جن کا حکم نہ دیا گیا ہوگا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کی حکومت سے پناہ میں رکھے جو سفہا یعنی نادان ہوں گے۔ انہوں نے پوچھا: ان سفہا کی خصلت کیا ہوگی؟ فرمایا: وہ امراء میرے بعد ایسے ہوں گے جو میری ہدایت کے ساتھ ہدایت نہ پائیں گے اور نہ میری سنت پر وہ عمل کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت سے ایسے ناخوشگوار باتیں اور امور ہوں گے جن کو تم پسند نہ کرو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ہم میں سے کوئی جب ان باتوں اور امور کو پائے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: جو حق تمہارے ذمہ ہے، اسے ادا کرنا اور جو تمہارے حق میں ہیں، ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

تم اطاعت کرنا خواہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے بلیغ انداز سے ہمیں خطاب فرمایا کہ اس سے دل بے قرار ہو کر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ نصیحت تو ایسی ہے جیسے کسی کو رخصت کے وقت کیا کرتا ہے تو آپ ﷺ ہمیں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور سمع و طاعت کو لازم رکھنا، اگرچہ حبشی غلام ہی حاکم ہو۔ کیونکہ وہ گمراہی ہے، لہٰذا تم میں سے جو کوئی ایسے وقت کو پائے تو اس پر میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین، ہدایت یافتہ کی سنت لازم ہے اور ان کو خوب مضبوطی سے تھامے رہنا۔

﴿ابن ماجہ، حاکم، بیہقی﴾

حضور نبی کریم ﷺ نے خلفائے راشدین کی ترتیب کی پہلے ہی خبر دیدی تھی:

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پتھر لائے۔ آپ نے اسے رکھا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پتھر لائے، آپ نے اسے رکھا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پتھر لائے اور آپ نے اسے رکھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد اسی ترتیب سے خلفاء ہوں گے۔

﴿ابویعلیٰ، حارث بن اسامہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے مسجد کی بنیاد کیلئے سب سے پہلے خود پتھر اٹھایا۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پتھر اٹھایا، پھر حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پتھر اٹھایا، پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے پتھر اٹھایا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد (اسی ترتیب سے) یہ حضرات خلفاء ہوں گے۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس میں حاضر ہوا تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے اور آپ مسجد قبا کی تعمیر فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی تعمیر فرما رہے ہیں۔ درآں حالیکہ آپ کے ساتھ صرف یہی تین حضرات ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے بعد یہی تین صاحبان خلافت ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات میں مرد صالح کو دیکھا کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ متعلق کر دیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے دربار سے اٹھے تو ہم نے باہم ذکر کیا ہے کہ مرد صالح سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں اور وہ جو ایک دوسرے سے متعلق کرنے کا ذکر فرمایا تو ان سے مراد وہ صاحبان امر ہیں جس امر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو میرے بعد ہیں، تم ان کی اقتدا کرنا، وہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم ہیں۔

(اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔)

﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں جس پر ڈول رکھا ہوا ہے تو میں نے اس ڈول سے جتنا خدا نے چاہا، پانی نکالا، پھر اس ڈول کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تھام لیا اور انہوں نے اس سے ایک یا دو ڈول پانی نکالا اور ان کے پانی نکالنے میں کمزوری تھی اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے تھام لیا تو میں نے اس سے پانی نکالنے میں لوگوں میں سے کسی کو ان سے قوی و مضبوط نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سیر ہو کر جگہ پکڑ لی۔

(بخاری و مسلم نے اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے۔)

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے خواب

میں دیکھا کہ گویا میں کالی بکریوں کو سیراب کر رہا ہوں، جب کالی بکریوں میں سفید بکریاں آ کر مخلوط ہو گئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑھے اور انہوں نے ایک دو ڈول پانی کھینچا مگر ان میں ضعف تھا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے ڈول تھام لیا تو وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا اور لوگ خوب سیراب ہو گئے اور تمام بکریاں سیراب ہو کر ہٹ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ سیاہ بکریاں عرب ہیں اور سفید بکریاں وہ تمہارے عجمی بھائی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتی ہے۔ حدیث میں جو ضعیف و کمزوری کا ذکر ہوا ہے، اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت کی کمی اور بہت جلد ان کی وفات ہو جانا مراد ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کہ وہ دو سال رہے گی

حضرت حسن سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہمیشہ خواب دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے فضلات کو روند رہا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں کیلئے سیدھی راہ ہموار کرو گے۔ عرض کیا: میں دیکھتا ہوں کہ میرے سینے پر رقمہ کی مانند دو نشان ہیں، آپ نے فرمایا: اس سے دو سال مراد ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں نے دیکھا کہ میں اور تم دونوں ایک سیڑھی کی طرف دوڑے ہیں مگر میں تم سے سیڑھی کے ڈھائی ڈنڈے اوپر چڑھ گیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت میں مغفرت کی جانب بلا لے گا اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں مجھ سے فرمایا کہ اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلا لو تا کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی کہنے والا دعویٰ کرے اور تمنا رکھنے والا آرزو کرے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان انکار کرتے ہیں بجز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد بہت تھوڑی مدت رہیں گے اور عرب کی چکی کا مالک ایسی زندگی گزارے گا جو محمود ہوگی اور وہ شہید ہو کر فوت ہوگا۔ ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ شخص کون ہے؟ فرمایا: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! تم سے لوگ اس قمیص کو اتروانا چاہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہنائی ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر تم نے اس قمیص کو اتار دیا تو تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگے جب تک کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ نہ گزر جائے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی المصطلق کے سفیروں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کرو، اگر ہم آئندہ سال حاضر ہوں اور آپ کو موجود نہ پائیں تو اپنے صدقات کس کے حوالہ کریں؟ تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: ان سے کہہ دو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیں اور میں نے ان سے ایسا ہی کہہ دیا۔ انہوں نے کہا: جا کر یہ دریافت کرو کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی ہم نہ پائیں تو؟ میں نے جا کر عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان سے کہہ دو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیں تو میں نے ان سے ایسا ہی کہہ دیا۔ انہوں نے کہا: آپ سے عرض کرو کہ اگر ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی نہ پائیں؟ میں حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے کہہ دو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیں اور فرمایا جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے جائیں، اس دن تم لوگوں کی ہلاکت ہو۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم امیر و خلیفہ بنو گے اور تم کو قتل کیا جائے گا اور یہ داڑھی تمہارے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا دمِ واپسیں:

حضرت ثور بن مجزاۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنگ جمل کے دن میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت پہنچا جب ان میں تھوڑی سی جان باقی تھی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: تم کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا: میں امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جماعت سے ہوں۔ انہوں نے کہا: اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ میں تمہاری بیعت کروں تو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی روح پرواز کر گئی۔

پھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے سن کر فرمایا: اللہ اکبر۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے انکار کر دے گا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنت

میں داخل ہوں مگر یہ کہ میری بیعت ان کی گردن میں ہو۔

﴿حاکم﴾

حضرت سہل بن ابی حثمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن سہل انصاری حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جو کہ شہداء احد میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کبھی نبوت نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کے بعد خلافت ہوئی اور کبھی خلافت نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کے بعد بادشاہت ہوئی اور کبھی صدقہ نہ ہوا مگر یہ کہ وہ ٹیکس بن گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امر جو نبوت و رحمت ظاہر ہوا ہے، اس کے بعد خلافت و رحمت ہوگی۔ اس کے بعد ظلم و جور سے بھرپور بادشاہت ہوگی۔ اس کے امت میں سرکشی و جبر اور فساد برپا ہوگا۔ جو زنا اور شراب اور ریشم کو حلال جانیں گے اور ان کے مرتکب ہونے پر مدد کریں گے، ان کو ہمیشہ رزق ملتا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدا سے ملیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت کی خلافت ہوگی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت میں خلافت تیس برس رہے گی، اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ یہ مدت خلافت چاروں کی خلفاء کی ہے۔

﴿ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نبوت کی خلافت تیس سال رہے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا، بادشاہ کرے گا۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم بادشاہت کے ساتھ خوش ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے نبوت کے عہد میں رہو گے۔ اس کے بعد جب خدا چاہے اسے اٹھا لے گا، پھر تم خلافت علی منہاج نبوت میں جب تک اللہ تعالیٰ چاہے، رہو گے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا، پھر ظلم سے بھرپور بادشاہت ہوگی، پھر ظلم و جور ہوگا۔ جب تک خدا چاہے تم اس میں رہو گے، پھر جب خدا چاہے اسے اٹھا لے گا۔ پھر خلافت علی منہاج النبوت ہوگی۔

چنانچہ جب حضرت عمر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مقرر ہوئے تو ان سے یہ حدیث بیان کی گئی اور ان سے عرض کیا گیا کہ ہم تمنا رکھتے ہیں کہ آپ کا عہد ظلم و جور کے بعد والا ہو۔ یہ سن کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔

﴿بیہقی﴾

خلافت مدینہ میں ہے اور بادشاہت شام میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

خلافت مدینہ منورہ میں اور بادشاہت شام میں ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم خلافت کو دیکھو کہ ارضِ مقدسہ میں نازل ہوئی ہے تو اس وقت زلزلے اور حزن وغم اور بڑے بڑے امور رونما ہوں گے اور قیامت لوگوں سے اتنی قریب ہوگی جیسے ہاتھ اپنے سے قریب ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس قیامت سے مراد زمانہ خلافت کی مدت کا خاتمہ ہے۔)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا لشکروں کی تلوار میرے سر کے نیچے سے اٹھالی گئی۔ میں نے گمان کیا: اب وہ جاتی رہے گی اور میں نے نگاہوں سے اس کا پیچھا کیا تو وہ تلوار شام پہنچی تو جب فتنوں کا وقوع ہوگا تو ایمان شام میں ہوگا اور اس کی مانند حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی ہے۔

﴿بزار، بیہقی ''صحیح''﴾

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد مدینہ، مدینہ نہ رہے گا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد آرام وکشائش نہ رہے گی۔

﴿ابونعیم﴾

اے معاویہ رضی اللہ عنہ جب تم بادشاہت کرو تو حسن سلوک سے پیش آنا:

عبدالمالک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر تم بادشاہت کرو تو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔'' اس وقت سے میں خلافت کی خواہش رکھنے لگا تھا۔

﴿مسند ابن ابی شیبہ﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! خلافت پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہ کیا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد نے کہ اے معاویہ رضی اللہ عنہ! جب تم حکومت کے والی بنو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور انصاف کرنا تو میں برابر گمان رکھتا تھا کہ میں ضرور امرِ خلافت میں مبتلا ہوں گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے۔

﴿بیہقی﴾

بنوامیہ کی ملوکیت کے سلسلے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اگر اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے یعنی امر خلافت سپرد کرے، اس پر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا واقعی اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو

قمیص پہنائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ لیکن اس میں بلا وسختی ہے۔ اسے تین مرتبہ فرمایا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ رضی اللہ عنہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس امت کے امر کا والی بنائے گا تو تم خیال رکھنا کہ تم کیا کر رہے ہو؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو ولایت عطا کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، مگر اس میں بلا وسختی ہے اور یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر تم حکومت کے والی بنو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔ انہوں نے کہا: اس کے بعد میں گمان رکھنے لگا کہ میں امارت کے ساتھ ضرور مبتلا ہوں گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ میں مبتلا ہوا۔

﴿احمد﴾

(ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: سنو! میرے بعد میری امت کے معاملات کے تم والی بنو گے تو جب ایسا ہو تو امت کے محسنوں کو آگے بڑھانا اور امت کے بدکاروں سے درگزر کرنا تو میں اس کا امید وار رہا۔ یہاں تک کہ میں اس جگہ پہنچا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے یہ دن و رات ختم نہ ہوں گے جب تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت نہ ہو۔

﴿دیلمی﴾

حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اللهم علمه الكتاب و مكن له في البلاد و قه العذاب"

ترجمہ: "اے خدا! معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب کا علم دے اور انہیں شہروں میں قدرت دے اور انہیں عذاب سے محفوظ رکھ۔"

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عرہ بن اویم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا: کشتی کیجئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور فرمایا: میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ! کبھی مغلوب نہ ہوں گے اور

انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا، چنانچہ جب صفین کا دن آیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ حدیث مجھے یاد ہوتی تو میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرتا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی امارت کی خبر دینا:

نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میری نسل میں ایک شخص ہوگا جس کے چہرے پر بدنما نشان ہوگا مگر وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، میں گمان نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں اس شخص کو جان لیتا کہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے ہے اور اس کے چہرے پر بدنما نشان ہے اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھرے گا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دنیا کے بارے میں یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس وقت تک ختم نہ ہوگی، جب تک کہ آل عمر سے اس شخص کی خلافت نہ ہو جس کی خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے مشابہ ہے تو لوگ بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا گمان رکھتے تھے کیونکہ ان کے چہرے پر بدنما نشان تھا مگر وہ نہ ہوئے اور وہ شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہوئے کیونکہ ان کی والدہ عاصم بن عمر ابن خطاب، کی بیٹی تھیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی امیہ پر لعنت نہ کرو کیونکہ ان میں ایک امیر ایسا ہے جو مرد صالح ہے یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ۔

﴿عبداللہ بن احمد الزوائد﴾

حضرت سعید بن المیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خلفاء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دو عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ کسی نے ان سے پوچھا، دوسرے عمر کون ہیں؟ فرمایا قریب ہے کہ تم اسے جان لو گے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال پہلے فوت ہوئے اور انہوں نے یہ بات توفیق الٰہی سے سنائی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابوالعاص کے بیٹوں کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین سے فریب کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے مال کو دوست سمجھیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا تمسخر اڑائیں گے۔

﴿ابویعلیٰ، بیہقی﴾

بنوامیہ کے فریب کی خبر دینا:

ابن موھب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ان کے پاس مروان آیا اور اس نے کہا، اے امیر المومنین میری حاجت پوری کیجئے۔ خدا کی قسم میں عظیم مشقت میں مبتلا ہوں۔ میں دس بچوں کا باپ ہوں۔ دس کا چچا اور دس بہنوں کا بھائی ہوں۔ مروان پشت پھیر کر گیا تو حضرت ابن عباس، معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب الحکم کے بیٹوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنے درمیان دولت سمجھیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا تمسخر اڑائیں گے اور کتاب اللہ کے ساتھ فریب کریں اور جب ان کی تعداد چارسو ننانوے تک پہنچ جائے گی تو ان کی ہلاکت کھجور کے چبانے سے زیادہ جلدی ہوگی۔

یہ سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خدا گواہ ہے۔ بالکل درست ہے۔ پھر مروان کو اپنی کوئی حاجت یاد آئی اور اس نے عبدالملک کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور عبدالملک نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کی حاجت کے بارے میں گفتگو کی۔ جب عبدالملک واپس چلا گیا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اے عباس رضی اللہ عنہ کیا آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں ذکر فرمایا اور کہا کہ یہ چار ظالم و جابر بادشاہوں کا باپ ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خدا گواہ ہے۔ بالکل صحیح ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب بنوامیہ کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے تمسخر، اللہ تعالیٰ کے مال کو دولت اور کتاب اللہ سے فریب کریں گے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا کہ بنی الحکم میرے منبر پر اس طرح کود رہے ہیں جیسے بندر کودتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تبسم کرتے دیکھا اور نہ خاطر جمع کی حالت میں۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر ہیں۔ آپ نے اسے برا جانا تو اللہ تعالیٰ نے نے آپ پر وحی فرمائی۔ یہ دنیا ہے، انہیں دنیا ہی دوں گا۔ اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت حسن بن علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بنوامیہ آپ کے منبر پر فرداً فرداً خطبہ دے رہے ہیں۔ آپ کو یہ ناگوار معلوم ہوا تو اس وقت آیہ کریمہ "انا

اعطینک الکوثر ''(سورۂ کوثر)اور''انا انزلنه فی لیلة القدر . وما ادراک ما لیلة القدر . لیلة القدر خیر من الف شهر ''(سورۂ القدر) نازل ہوئیں تو بنی امیہ کی حکومت ہزار مہینہ تک رہی۔

قاسم بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ہم نے بنی امیہ کی حکومت کی مدت شمار کی تو وہ ہزار مہینہ تھی۔ نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ۔

﴿ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا:

حضرت عمرو بن جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان کو حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت حاصل تھی۔ انہوں نے کہا کہ حکم بن ابو العاص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا، اس سانپ کو یا سانپ کے بچے کو آنے کی اجازت دے دو۔ اللہ تعالیٰ اس پر اور جو اس کے صلب سے نکلے اس پر سوائے مسلمانوں کے جو کہ بہت کم ہوں گے، لعنت کرے۔ یہ لوگ دنیا کو چاہیں گے اور آخرت میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ وہ لوگ مکاری وفریبی ہوں گے ان کو دنیا میں مال ودولت ملے گی اور آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہ ہوگا۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حکم کے لیے فرمایا، جب اس کی اولاد تیس یا چالیس کو پہنچے گی تو وہ ملکوں کے بادشاہ بن جائیں گے۔

﴿فاکہی، زہری﴾

ابن نجیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''رسالہ'' میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو حکم بن العاص آپ کے سامنے سے گزرا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو اولاد اس کے صلب میں ہے، میری امت کے لیے افسوسناک ہے۔

ابن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی امیہ کے ظالم وجابر لوگوں میں سے ایک کی ناک سے میرے اس منبر پر ضرور خون بہے گا تو عمر بن سعید بن العاص کی ناک سے نبی کریم ﷺ کے منبر پر خون بہا۔ یہاں تک کہ منبر کی سیڑھیوں سے خون بہنے لگا۔

حکومت بنی عباس کی خبر دینا:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ایک رات میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا۔ آپ نے فرمایا، دیکھو کیا آسمان میں کسی ستارہ کو دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا، ہاں ثریا کو دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا سنو! ان ستاروں کی تعداد کے موافق تمہارے صلب کی اولاد اس امت کی حکمران ہوگی اور وہ فتنہ کے وقت حکمران ہوں گے۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عباس

رضی اللہ عنہ والہ وسلم سے فرمایا، تم میں نبوت و مملکت ہے۔

﴿بزار، ابن عدی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، مجھ سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزری تو آپ نے فرمایا: تم ایک فرزند کی حاملہ ہو، جب وہ بچہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بچہ کیسے پیدا ہوگا جبکہ قریش نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ عورتوں کے پاس نہ آئیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایسا ہی ہوگا جیسا میں نے تم سے فرمایا۔

وہ کہتی ہیں جب میرے بچہ پیدا ہوا تو اسے آپ کے پاس لائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی، اور اس بچے کے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر فرمایا: خلفاء کے باپ کو اب لے جاؤ، جب میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے واقعہ عرض کیا تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بات تم سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہی ہے، وہ حقیقت ہے۔ یہ ابوالخلفاء ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ بدکار ہوں گے اور کچھ ان میں ہدایت یافتہ ہوں گے حتی کہ ان میں سے ایک وہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں مگر میں یہی گمان کرتا رہا کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں سفید لباس پہنے ہوئے تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یہ تو سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میں آپ کے ساتھ جا رہا تھا تو آپ کے ساتھ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ تھے، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کی بات ان سے بیان کی اور ان کی آنکھیں جانے کا ذکر کیا اور فرمایا: وہ بینائی موت کے وقت واپس آ جائے گی۔

﴿ابن عدی، ابونعیم، بیہقی﴾

خراسان سے سیاہ جھنڈے آئینگے اور قتال عظیم کرینگے: (فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس خزانے یعنی کعبہ معظمہ کے پاس تین شخص جنگ کریں گے اور وہ تینوں خلفاء کی نسل سے ہوں گے اور ان میں سے کسی کو اس کا حق نہ پہنچے گا۔ پھر خراسان سے سیاہ جھنڈوں والے آئیں گے اور وہ تم کو اس طرح قتل کریں گے کہ تم نے اس کی مانند قتال کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔ کوئی چیز انہیں نہ پھیر سکے گی، یہاں تک کہ وہ ایلیاء میں نصب ہو جائیں گے

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابان بن ولید عتبہ امی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو میں موجود تھا۔ ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہارے لیے دولت (حکومت) ہوگی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارے مددگار کون ہوں گے۔ کہا: اہل خراسان اور بنی امیہ، بنی ہاشم سے کئی مرتبہ لڑیں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم وہ اہل بیت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دی ہے اور میرے بعد میرے اہل بیت شدید بلاؤں سے دوچار ہوں گے اور ان کو منتشر کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس جگہ سے ایک قوم آئے گی اور دست اقدس سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا اور وہ سیاہ جھنڈے تھامے ہوئے ہوں گے اور وہ حق کو مانگیں گے مگر کوئی انہیں حق نہ دے گا تو وہ جنگ کریں گے اور غالب رہیں گے اور انہیں حق دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں ایک شخص کے اسے سپرد کریں گے اور وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے زمین بھر گئی ہوگی۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اہل بیت میں سے ایک شخص زمانہ کے خاتمہ اور فتنوں کے ظاہر ہونے کے وقت ظاہر ہوگا۔ اس کا نام سفاح ہوگا۔ اس کی داد و دہش دونوں ہاتھوں میں مال میں ہوگی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہم میں سے سفاح، منصور اور مہدی ہوں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ ہم میں سے تین شخص ہوں گے جو اہل بیت سے ہوں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، جس وقت ابن ملجم نے آپ کو مجروح کیا اور آپ نے وصیت فرمائی تو اس وصیت میں آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے ان باتوں کی خبر دی ہے جو آپ کے بعد اختلافات رونما ہوں گے اور مجھے عہد شکنوں، دین سے نکل جانے والوں اور ظلم و جور کرنے والوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے۔ مجھے ان زخموں کی خبر دی جو مجھے پہنچے ہیں اور

مجھے بتایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کا بیٹا یزید حکومت کرے گا۔ اس کے بعد بنی مروان کو حکومت پہنچ جائے گی اور وہ اسے وراثت بنالیں گے۔

اب امر خلافت بنی امیہ کو پہنچنے والا ہے۔ اس کے بعد بنی عباس کی طرف جائے گا اور مجھے اس جگہ مٹی دکھائی گئی جہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل کیے جائیں گے۔

اور انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: خدا کی قسم! بنوامیہ اسلام کو ننگا کر کے رکھ دیں گے۔ اس کے بعد اسے اندھا کر دیں گے، پھر یہ نہ جانا جائے گا کہ اسلام کہاں ہے اور یہ نامعلوم ہوگا کہ اسلام کا والی کون ہے اور اسلام ادھر ادھر پھرتا رہے گا جہاں خدا چاہے یہ حالت ایک سو چھتیس تک رہے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سفرا کو بھیجے گا جس طرح بادشاہوں کے سفرا ہوتے تھے، ان کی خوشبو پاکیزہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسلام کی سماعت و بصارت کو پھیر دے گا۔ میں نے پوچھا: وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: وہ عراقی، مشرقی اور عجمی ہوں گے اور کم ہے جو ہو گیا اور کم ہے جو ہو رہے گا۔

﴿زبیر بن بکار موفقیات﴾

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دین تم میں ہمیشہ رہے گا اور تم ہی اس کے والی ہو، جب تک تم نئے نئے اعمال نہ کرو، ورنہ تم سے یہ ولایت چھن جائے گی، لہٰذا جب تم ایسا کرو گے تو تم پر اللہ تعالیٰ شریروں کو مسلط کرے گا اور وہ تمہاری کھال اس طرح ادھیڑیں گے جس طرح درخت سے پوست چھیلا جاتا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امر قریش میں رہے گا، جب تک قریش دین پر قائم ہیں، جو بھی ان سے دشمنی کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل اوندھا کر دے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا: حکمراں ہمیشہ قریش میں سے رہے گا۔

﴿حاکم﴾

ترکی حکومت کی خبر دینا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ترکوں کو اپنے حال پر رہنے دو، جب تک وہ تم سے کچھ نہ کہیں، کیونکہ میری امت میں سب سے پہلے جوان کا ملک چھینے گا اور ان کو اللہ تعالیٰ جس چیز کا مالک کرے گا، وہ بنو قنطوراء ہیں۔

۞ (کہا گیا ہے کہ قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندی کا نام ہے۔ ان سے ان کی اولاد ہوئی اور

انہی میں سے ترک اور چینی ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ قنطوراء ترکوں کے باپ کا نام تھا۔)

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک علاقہ ہے جس کا نام بصرہ یا بصیرہ ہے۔ وہاں کچھ مسلمان اتریں گے۔ ان کے قریب نہر ہوگی جس کا نام دجلہ ہے۔ اس پر ان کا پل ہوگا اور وہاں رہنے والے کثرت سے ہو جائیں گے۔ جب آخر زمانہ ہوگا تو بنوقنطوراء آئیں گے۔ ان کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی، یہاں تک کہ وہ نہر کے کنارے پر اتریں گے اور لوگ تین فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنی اصل کے ساتھ ملحق رہے گا اور وہ ہلاک ہو جائے گا اور ایک فرقہ اپنی جانوں کو بچائے گا اور وہ کافر ہو جائے گا اور ایک فرقہ ان سے جنگ کرے گا اور خوب شدت سے جنگ کرے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے بقیہ لوگوں کو فتح دے گا۔

﴿ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میری امت کو ایسی قوم کھینچے گی جن کے چہرے چپٹے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی، گویا ان کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گے۔ یہ تین مرتبہ ہوگا یہاں تک کہ ان کو جزیرۃ العرب میں پہنچا دیں گے۔ پہلی مرتبہ کے حملے میں جو لوگ بھاگ جائیں گے، وہ نجات پائیں گے اور دوسری مرتبہ کے حملے میں کچھ لوگ نجات پائیں گے لیکن تیسری مرتبہ کے حملے میں جو لوگ ان سے باقی رہ جائیں گے، ان کا وہ استیصال کر دیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: وہ ترک ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، وہ اپنے گھوڑوں کو مسلمانوں کی مسجدوں کے ستونوں سے باندھیں گے۔

﴿احمد، بزار، حاکم﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اہل عرب پر ترک ضرور غالب ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ اہل عرب کو شیخ و قیوم کے پودوں کی مانند کر دیں گے۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: گویا میں ترکوں کو دیکھ رہا ہوں جو ایسے اونٹوں پر تمہارے اوپر آئے ہیں جن کا کان چرے ہوئے ہیں اور وہ ان کو فرات کے کنارے باندھ رہے ہیں۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ قبیلہ مضر، ہمیشہ مردِ صالح کو قتل کرتے رہیں گے اور ان کو ہلاک کر کے نابود کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے ایسے لشکر سواروں کو بھیجے گا جو انہیں قتل کرے گا۔

﴿حاکم﴾

بسند صحیح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ

نے فرمایا: میرے بعد ایک قوم آئے گی جو ایک دوسرے کو قتل کر کے حکومت حاصل کرے گی۔

﴿احمد، طبرانی، ابویعلیٰ﴾

حضرت عمر فاروق وعثمان غنی رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس کی مثل اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس کی مانند روایت کی ہے۔

﴿احمد، ابن ماجہ﴾

کوہِ اُحد پر ارشاد نبوی کہ تجھ پر دو شہید موجود ہیں:

بسند صحیح حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوہ احد نے حرکت کی اور اس پر رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احد قائم رہ، تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور جنت کی بشارت دیدو، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور جنت و شہادت کی بشارت دیدو، پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: انہیں جنت وشہادت کی بشارت اور اجازت دیدو۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رحلت کے دن موجود تھا۔ اس دن آفتاب کو گہن ہوا تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں ارشاد نبوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بیرِ اریس تشریف لے گئے اور اس کنوئیں کی دیوار پر بیٹھے اور آپ اس کے وسط میں تھے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے قدمہائے مبارک کنوئیں میں لٹکا کر اپنی پنڈلیاں کھول لیں، اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا: آج میں رسول اللہ ﷺ کا ضرور دربان رہوں گا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے۔ میں نے عرض کیا: آپ اپنی جگہ رہئے اور میں نے جا کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور جنت کی بشارت دیدو تو وہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں آپ کی داہنی جانب دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ میں نے عرض کیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا: انہیں اجازت دے کر جنت

کی بشارت دیدوتو وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب دیوا پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے عرض کیا: حضرت عثمان آئے ہیں اوراجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا: انہیں اجازت دے کر اس بلوے پر جو انہیں پہنچے گا، جنت کی بشارت دیدو۔ تو وہ آئے اور انہوں نے دیوار پر بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہ ان کے مقابل کنوئیں کی دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے ملی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

جس طرح فرمایا اسی طرح دیکھا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا اور فرمایا: جاؤ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچو اور ان کو تم اپنے گھر میں چادر لپیٹے بیٹھا ہوا پاؤ گے اوران کو جنت کی بشارت دیدو، وہاں سے چل کر ثنیہ پر آجانا اور تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دراز گوش پر سوار اس حال میں پاؤ گے کہ ان کے سر کا اگلا حصہ کھلا ہوگا اور انہیں جنت کی بشارت دیدو۔ اس کے بعد تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچو، ان کو بازار میں خرید وفروخت کرتا پاؤ گے اور انہیں شدید بلا ومصیبت کے بعد جنت میں داخل ہونے کی بشارت دیدو تو میں گیا اور ان سب کو اسی حال میں پایا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے احوال کی خبر دی تھی۔

﴿طبرانی ''اوسط'' بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک باغ میں تھا تو کسی آنے والے نے دستک دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے انس رضی اللہ عنہ! جاؤ دروازہ کھول کر اسے جنت کی بشارت دے کر میرے بعد خلافت کی بشارت دیدوتو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر کسی شخص نے دستک دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے انس رضی اللہ عنہ! جاؤ، انہیں جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دیدو، تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے بعد پھر کسی نے دستک دی۔ آپ نے فرمایا: دروازہ کھول کر انہیں جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دیدو کیونکہ وہ شہید کیے جائیں گے تو میں نے دیکھا کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿تاریخ ابن ابی خثیمہ، ابویعلیٰ، بزار، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک نخلستان میں تشریف فرما تھے تو کسی نے آہستہ آواز کے ساتھ اجازت مانگی، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور بلوے پر جس کا انہیں واسطہ ہوگا، جنت کی بشارت دیدو اور وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿احمد، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے

فرمایا: میرے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چلے۔ اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا۔ اس نے کہا: یہ شہید ہوں گے اور ان کی قوم ان کو شہید کرے گی اور ہم تمام فرشتے ان سے حیاء کرتے ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ایک قریشی آدمی کو قتل کر کے فرمایا، آج کے بعد جبر کے ساتھ کسی قریشی کو قتل نہیں کیا جائے مگر ایک آدمی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا، لہٰذا تم اس آدمی کو قتل کر دینا، اگر تم نے اسے قتل نہ کیا تو تم بکریوں کی مانند قتل کیے جاؤ گے۔

﴿بزار، طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اس وقت فرمایا جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوائیوں نے محصور کر رکھا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: فتنہ واختلاف رونما ہوگا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لیے اس وقت کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: تم امیر اور ان اصحاب کے دامن سے وابستہ رہنا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الدار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرنے کا وعدہ کر لیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ ان کی طرف ارشارہ فرما رہے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔

چنانچہ جب یوم الدار یعنی وہ دن آیا جس میں انہیں محسور کیا گیا ہم نے عرض کیا: کیا آپ جنگ نہیں کریں گے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس امر کا عہد لیا ہے، لہٰذا میں اس پر اپنی جان کا خیال نہ کروں گا۔ صابر رہوں گا۔

﴿ابن ماجہ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا، (یعنی خلافت دے گا) تو اگر منافقین تم سے اسے اتارنا چاہیں تو اسے نہ اتارنا۔

﴿حاکم، ابن ماجہ، نعیم﴾

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے کہلوایا کہ تم مقتول وشہید ہو گے، لہٰذا تم صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کا اجر دے گا اور اس قمیص کو نہ اتارنا جسے اللہ تعالیٰ بارہ سال چھ مہینے پہنائے رکھے گا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں صبر دے گا کیونکہ تم بہت جلد شہید کیے جاؤ گے اور اس حال میں جان دو گے کہ تم روزے سے ہو گے اور میرے ساتھ افطار کرو گے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! میرے بعد تمہیں خلافت دی جائے گی اور منافقین چاہیں گے کہ تم اسے چھوڑ دو تو تم اسے نہ چھوڑنا اور تم اس دن روزہ رکھنا کیونکہ تم میرے پاس افطار کرو گے۔

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ ایسے شخص پر بلوہ کرو گے جو چادر سے عمامہ باندھے ہوگا اور وہ جنتی لوگوں کی بیعت لے گا تو جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بلوہ کیا تو وہ حیری چادر کا عمامہ باندھے بیعت لے رہے تھے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! تم اس حال میں قتل کیے جاؤ گے کہ تم سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے ہو گے اور تمہارے خون کا قطرہ آیت کریمہ "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ" پر گرے گا۔

﴿حاکم﴾

(ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ روایت موضوع ہے۔)

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تین باتوں سے محفوظ رہا، اس نے نجات پائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا میری رحلت ہے اور اس خلیفہ کا قتل ہے جو حق پر قائم رہ کر حق پر جان دے گا اور دجال کے فتنے سے۔ (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

﴿احمد، طبرانی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی چکی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال کے بعد گھومے گی تو اگر وہ لوگ ہلاک ہوئے تو راہِ اصواب ہلاک ہونے والوں میں ہے اور اگر ان کا دین ان کیلئے قائم رہا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مدت گزشتہ سال سے ہے؟ فرمایا: نہیں جو آئندہ آئے گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے۔ بنی امیہ کی حکومت اس حال میں رہی۔ یہاں تک کہ جب ان میں سستی دراندازہوئی تو ستر ہجری کے قریب خراسان سے دعویٰ کرنے والوں کا ظہور ہوا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ قریب تر ہونے والے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص کپڑے سے منہ لپیٹے گزرا۔ آپ نے فرمایا: اس دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔ میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿حاکم، ابن ماجہ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس

وقت تم قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے امام کو قتل نہ کرو گے اور ایک دوسرے کو اپنی تلوار سے قتل کرو گے اور تمہارے شریر لوگ تمہاری دنیا کے وارث بن جائیں گے۔

﴿بیہقی﴾

لوگ دین سے اس طرح نکل جائینگے جیسے کمان سے تیر:

عبدالرحمٰن بن عدیس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے اور وہ لوگ لبنان کے پہاڑوں میں قتل کیے جائیں گے۔ ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عدیس ان بلوائیوں میں شامل تھا جو اہل مصر کے ساتھ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی غرض سے چلے تھے۔ ان بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔ اس واقعہ کے ایک یا دو سال بعد لبنان کے پہاڑ میں ابن عدیس کو قتل کیا گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم المعرفہ﴾

محصور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا پانی پلانا:

مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو کسی کو بھیج کر بلوایا اور وہ اس وقت محصور تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا، اپنا سر اٹھا کر اس وزن کو دیکھو۔ آج رات رسول اللہ ﷺ اس رروزن سے رونق افروز ہوئے اور فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! کیا تم محصور ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں تو آپ نے ایک ڈول لٹکایا اور میں نے اس سے پانی پیا اور میں اپنے اندر اس کی ٹھنڈک اب تک پا رہا ہوں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ وہ تمہیں ان پر غالب کر دے گا اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آ کر افطار کرو تو میں نے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کو اختیار کیا ہے اور وہ اسی دن شہید کیے گئے۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ﴾

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو وہ روزے سے رہنے لگے۔ ایک دن افطار کا وقت آیا تو انہوں نے بلوائیوں سے افطار کیلئے شیریں پانی مانگا تو انہوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے تشنگی کے عالم میں رات بسر کی۔ پھر جب سحر کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس چھت سے رونق افروز ہوئے، آپ کے ساتھ پانی کا ڈول تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! پانی پیو تو میں نے پیا یہاں تک کہ میں سیراب ہو گیا، پھر فرمایا: اور زیادہ پیو تو میں نے پیا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔

﴿ابن منیع مسند﴾

شہادت عثمان کے دن غیبی آواز:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ایک آواز سنی۔ اس نے کہا:

"ابشر یا ابن عفان، بروح و ریحان، ابشر یا ابن عفان، برب غیر غضبان، ابشر یا ابن عفان، بغفران و رضوان."

ترجمہ: "اے ابن عفان رضی اللہ عنہ تجھے مبارک ہو جنتی پھولوں کی اور راحت۔ اے ابن عفان تجھے مبارک ہو اپنے رب سے ملاقات کی جبکہ وہ تجھ سے ناراض نہیں۔ اے ابن عفان! تجھے مبارک ہو، مغفرت اور رضاء الٰہی، میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔"

﴿ابونعیم﴾

جنازہ میں فرشتوں کی شرکت:

حضرت مسہر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رات میں دفن کیا تو ہمیں ہمارے پیچھے سے ایک انبوہ نے ڈھانپ لیا اور ہم لوگ ڈر گئے۔ قریب تھا کہ منتشر ہو جائیں، ایک منادی نے پکارا، ڈرو نہیں اپنی جگہ جمے رہو، ہم اس لیے آئے ہیں کہ تمہارے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک ہوں تو مسہر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: خدا کی قسم! وہ انبوہ فرشتوں کا تھا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ "حش کوکب" میں تین دن رکھا رہا، لوگوں نے انہیں دفن نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ ایک ہاتف نے نداء دی، ان کو دفن کرو اور ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صلوٰۃ پڑھ لی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت مالک بن ابی عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: لوگ "حش کوکب" میں اپنے مردوں کو دفن کرنے سے بچا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک مرد صالح فوت ہوگا اور اسے اس جگہ دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی اقتدا کریں گے، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جو اس جگہ دفن کیے گئے۔

﴿ابن سعد﴾

جنوں کا نوحہ کرنا:

عثمان بن مرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے اوپر تین دن تک جنات کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ ان کے نوحہ کا ایک بند یہ ہے:

لیلة الحصبة اذ یرمون بالصخر الصلاب
ثم جاوا بکرة یبغون صقرا کالشهاب
زینهم فی الحی المجلس فکاک الرقاب

﴿ابونعیم﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے سامنے جنہوں نے محاصرہ کر رکھا تھا، چھت پر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: تم لوگ مجھے قتل کر کے پھر کبھی (مقبول) نماز نہ پڑھ سکو گے اور (اخروی ثواب کی خاطر) تم کبھی جہاد نہ کر سکو گے اور نہ تم میں تمہارے درمیان غنیمت تقسیم ہوگی، جب وہ لوگ ارادہ قتل سے باز نہ آ جائے تو آپ نے دعا کی:

اللھم احصھم عددا، و اقتلھم بددا، ولا تبق منھم احدا

ترجمہ: ''اے اللہ! ایک ایک گھر گھیر لے اور ان کو چن چن کر قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔''

﴿ابن سعید﴾

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان میں سے فتنہ کے دن جو مارے گئے، سو مارے گئے اور یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا اور تین دن تک انہوں نے قتل مباح رکھا اور اس کی مداہنت سے انہوں نے جو چاہا کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ آپ نے کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس جگہ اور اس جگہ ضرب لگائی جائے گی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ کیا اور ان دونوں زخموں سے خون بہہ کر تمہاری داڑھی کو رنگین کر دے گا۔ اس کی علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے کئی سندیں ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: وہ شخص بڑا شقی ہے جو تمہاری اس جگہ پر ضرب لگائے گا۔ کنپٹی پر یہاں تک کہ اس کے خون سے داڑھی رنگین ہو جائے گی۔

۞ (حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب بن رومی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل وارد ہے جن کو ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔)

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت نہ ہوں گے مگر مقتول:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں پہنچا، وہ اس وقت علیل تھے۔ آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا: میرا گمان یہ ہے کہ اب یہ فوت ہونے والے ہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر مقتول ہو کر اور ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر اس حال میں کہ غیظ سے بھرے ہوں گے۔

﴿حاکم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب صبح کا وقت ہوا تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے۔ بیت المقدس میں جس پتھر کو اٹھایا جاتا، اس کے نیچے سے خون برآمد ہوتا۔

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس دن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو قتل کیا گیا، اس کی صبح کو زمین سے جس کنکری کو اٹھایا جاتا، اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

چند اور صحابہ کرام کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ حرا پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما تھے تو ایک بڑے پتھر نے جنبش کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہرا رہ، تجھ پر نبی یا صدیق یا شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو محبوب رکھتا ہے کہ زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھے تو اسے چاہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

﴿حاکم، ابن ماجہ، ابونعیم﴾

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مجھے دیکھتے تو فرماتے جو چاہتا ہے کہ زمین کے اوپر شہید کو چلتا پھرتا دیکھے تو اسے چاہے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ کہا کہ مجھے حضرت اسمٰعیل بن محمد بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ثابت رضی اللہ عنہ! کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تمہاری زندگی محمود اور شہید ہو کر فوت ہو اور جنت میں داخل کیے جاؤ؟ انہوں نے عرض کیا: میں اس پر خوش ہوں تو انہوں نے محمود زندگی گزاری اور مسیلمہ کذاب کے قتل کے دن وہ شہید ہو کر داخل جنت ہوئے۔

﴿حاکم "صحیح"، ابونعیم﴾

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ایک دن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے انہیں آپ کی آغوش میں دیدیا، کچھ دیر بعد میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کے چشمان مبارک آنسوؤں سے

ڈبڈبا رہی تھیں۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو شہید کر دے گی اور میرے پاس ان کے مقتل کی سرخ مٹی لائے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن محو استراحت تھے۔ آپ بیدار ہوئے تو غمگین تھے اور آپ کے دست اقدس میں سرخ مٹی تھی جسے آپ پلٹ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ مٹی کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق میں قتل کیے جائیں گے اور یہ ان کے مقتل کی مٹی ہے۔

﴿ابن راہویہ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بارش کے فرشتے نے رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور اسے اجازت دی گئی، اسی دوران امام حسین رضی اللہ عنہ اندر آئے اور نبی کریم ﷺ کے دوش مبارک پر سوار ہونے لگے۔ فرشتے نے پوچھا: آپ ان سے محبت کیا کرتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس نے کہا: آپ کی امت ان کو قتل کر دے گی، اگر چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں جہاں انہیں قتل کیا جائے گا تو فرشتے نے اپنا اتھ بڑھایا اور سرخ مٹی آپ کو دکھائی اور اس مٹی کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لے لیا اور اسے اپنے کپڑے میں باندھ لیا اور ہم سنا کرتے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں شہید کیا جائے گا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم میرے گھر میں آکر کھیل رہے تھے۔ اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی امت آپ کے اس فرزند کو آپ کے بعد شہید کر دے گی اور جبرئیل علیہ السلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے مٹی لا کر دی، آپ نے اسے سونگھ کر فرمایا، کرب و بلا کی بو ہے اور فرمایا: اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! جب یہ مٹی خون سے بدل جائے تو یہ جان لینا کہ میرا فرزند شہید کر دیا گیا تو انہوں نے اس مٹی کو شیشی میں محفوظ کر لیا۔

﴿ابونعیم﴾

محمد بن عمرو بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا کی نہر پر تھے۔ آپ نے شمر بن ذی الجوشن کو دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔ گویا میں چتکبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میری اہل بیت کا خون پی رہا ہے، چونکہ شمر ملعون برص کے مرض میں مبتلا تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

سحیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا یہ فرزند حسین رضی اللہ عنہ ایسی زمین میں شہید کیا جائے گا جس کا نام کربلا ہے تو جو تم میں سے موجود ہو، اسے چاہیے کہ ان کی مدد کرے تو انس بن حارث رضی اللہ عنہ کربلا گئے

اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

﴿ابن سکن، بغوی الصحابہ، ابونعیم﴾

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت ان کو شہید کر دے گی، اگر آپ چاہیں تو وہ مٹی آپ کو بتا دوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا اور جبرئیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے مقام طف کی طرف اشارہ کیا جو عراق سے ہے اور سرخ مٹی لے کر آپ کو دکھائی۔

(اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متصلاً روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر نے حسین سے فرمایا "آپ شہید ہیں":

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے۔ انہیں معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں تو وہ مدینہ سے دو دن کی مسافت پر جا کر ان سے ملے اور ان سے کہا: اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا کو رد کر دیا، کیونکہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جزو ہیں۔ خدا کی قسم! آپ میں سے کسی کو دنیا کبھی نہیں حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات سے اس دنیا کو اس چیز کے ساتھ پھیر دیا ہے جو آپ حضرات کیلئے اس سے بہتر ہے لہٰذا آپ واپس چلئے مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے واپسی سے انکار کر دیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ کہتے ہوئے معانقہ کیا کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں کیونکہ آپ شہید ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم اہل بیت کی کثرت تعداد کی بنا پر شک کرتے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ عراق میں شہید کر دیئے جائیں گے۔

﴿حاکم﴾

یہاں حسین رضی اللہ عنہ شہید ہونگے: (فرمان علی رضی اللہ عنہ)

حضرت یحیٰی حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی معیت میں صفین تک سفر کیا، جب آپ نینوا سے میں پہنچے تو آپ نے پکارا: اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! فرات کے کنارے ٹھہرو، میں نے عرض کیا: کس لیے؟ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو فرات کے کنارے قتل کیا جائے گا اور مجھے اس جگہ کی مٹی اٹھا کر دکھائی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی جگہ آئے۔ آپ نے فرمایا: اس جگہ ان کے اونٹ باندھے جائیں گے، اس جگہ ان کا سامان رکھا جائے گا اور اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت اس میدان میں قتل کی جائے گی اور ان پر زمین و آسمان روئیں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے بدلے ستر ہزار کو قتل کرایا اور میں آپ کے نواسے کے قتل کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کراؤں گا۔

﴿حاکم﴾

شہادت حسین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے بال گرد آلود ہیں، اور آپ کے دست مبارک میں خون کی بوتل ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ آج میں شروع دن سے اس خون کو اس وقت تک جمع کرتا رہا ہوں تو میں نے اپنی خواب کے وقت کو یاد رکھا تو یہ وہی وقت تھا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور آپ کی داڑھی شریف گرد آلود ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی مقتل حسین سے آ رہا ہوں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

شہادت حسین پر خون کی بارش:

حضرت بصرہ ازدیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا، جب ہم نے صبح کی تو ہمارے خیمے، ہمارے مشکیزے اور ہماری ہر چیز خون سے بھری ہوئی تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ہم اس دن بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھاتے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام حبان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ہم پر تین راتیں اندھیری چھائی رہی اور ہم میں سے کسی نے اپنے زعفران کو ہاتھ نہ

لگایا جس نے اپنے چہرے پر زعفران ملا، اس کا چہرہ جھلس گیا اور بیت المقدس میں جس پتھر کو پلٹتے، اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

﴿بیہقی﴾

جمیل بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے لوگوں نے ان کے لشکر کا اونٹ پایا اور انہوں نے ذبح کر کے اسے پکایا تو وہ حنظل کی مانند کڑوا ہو گیا اور کسی کو قدرت نہ ہوئی کہ اس کا کچھ حصہ نگل سکے۔

﴿بیہقی﴾

گوشت آگ بن گیا:

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: جس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں نے زعفران کو دیکھا تو وہ خاکستر ہو گیا تھا اور میں نے گوشت کو دیکھا تو وہ آگ بن گیا تھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

شہادت حسین پر آسمان کا رونا:

علی بن مسہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو میں ان دنوں جوان لڑکی تھی۔ میں نے دیکھا کہ کئی دنوں تک آسمان سرخ رہا اور وہ آپ کیلئے روتا رہا۔

﴿بیہقی﴾

قاتلان حسین کا برا انجام:

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی دادی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جعفیین کے دو آدمی قتل حسین رضی اللہ عنہ میں موجود تھے تو ان سے میں ایک کا آلہ تناسل اتنا درواز ہوا کہ وہ اسے لپیٹ لیتا تھا اور دوسرے کا حال یہ تھا کہ مشکیزہ اس کے منہ سے لگایا جاتا ہے اور وہ اس کا آخری قطرہ تک پی جاتا مگر وہ سیراب نہ ہوتا یعنی اس کی پیاس نہ بجھتی۔

﴿ابونعیم﴾

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات کا نوحہ کرنا:

حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کو نوحہ کرتے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

مسح النبی جبینہ فلہ بریق فی الخدود
ابواہ فی عنیا قریش وجدہ و خیر الجدود

ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر دست اقدس پھیرا ہے، ان کے رخساروں میں نور کی چمک ہے۔ ان کے ماں باپ قریش میں بلند رتبہ ہیں اور ان کے جد ساری مخلوق کے اجداد سے بہتر ہیں۔“

﴿ابونعیم﴾

حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جب سے نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی ہے، میں نے جنات کو نوحہ کرتے نہیں سنا بجز آج کی رات کے۔ میرا خیال ہے کہ میرا فرزند یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ ضرور شہید کر دیئے گئے ہیں، پھر میں نے اپنی باندی سے کہا: جاؤ پوچھ کر آؤ تو اس نے آ کر خبر دی کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس وقت جنات اس طرح نوحہ کرتے تھے:

الا یا عین فاحتفلی بجهد و من یبکی علی الشهداء بعدی

علی رهط تفودهم المنایا الی متجبر فی ملک عبد

ترجمہ: ”اے آنکھ تو کوشش کے ساتھ آنسو بہا، میرے بعد ان شہیدوں پر کون روئے گا، یہ رونا ان شہیدوں پر ہے جو موتیں، تجبیر، ابن زیادہ ملعون اور عبد بادشاہ یعنی یزید شقی کی طرف کھینچے لیے جا رہی ہیں۔“

﴿ابونعیم﴾

فریدہ بن جابر حضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے جنات کو امام حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

انعی حسینا هبلا

کان حسین جبلا

ترجمہ: ”میں حسین کی شہادت کی خبر دیتا ہوں، وہ بڑے بردبار تھے حسین نکوئی کے پہاڑ تھے۔“

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ ابو قبیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ناپاکوں نے آپ کا سر اقدس تن مبارک سے جدا کر دیا اور وہ ایک منزل میں بیٹھ کر نبیذ پینے لگے تو ایک دیوار سے لوہے کا قلم ان پر نمودار ہوا اور اس نے خون سے یہ سطر لکھی:

اترجوا امة قتلت حسینا

شفاعة جده یوم الحساب

ترجمہ: ”وہ امت جس نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، قیامت کے دن ان کے جد کریم ﷺ کی شفاعت کی کیا امید رکھتی ہے۔“

﴿ابونعیم﴾

منہال بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے سرِ امام کو دیکھا ہے جب وہ اسے بلند کیے لیے جا رہے تھے۔ میں اس وقت دمشق میں تھا، اس سر مبارک کے آگے کسی نے سورۂ کہف کی تلاوت کی جب وہ اس آیت کریمہ پر پہنچے:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا

﴿سورۂ الکہف﴾

تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویائی عطا فرمائی اور فرمایا: ''أَعْجَبُ مِنْ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِيْ وَ حَمْلِيْ'' تو اصحاب کہف سے زیادہ تعجب کی بات میرا قتل ہونا اور میرے سر کو اٹھائے پھرنا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے بہت سے قبیلے مشرکوں کے ساتھ مل جائیں گے اور وہ بتوں کی پوجا کریں گے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! میرے حوض پر بہت سے لوگوں کو دھتکار دیا جائے گا جس طرح کہ بھٹکا ہوا اونٹ دھتکار دیا جاتا ہے اور میں انہیں پکاروں گا۔ ادھر آؤ، اس وقت کہا جائے گا۔ ان لوگوں نے اپنا دین بدل ڈالا ہے تو میں ان سے کہوں گا، دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے، پھر ان کو شمال والے پکڑ لیں گے۔ میں کہوں گا، یہ تو میرے پاس کے بیٹھنے والے ہیں۔ اس وقت بتایا جائے گا، آپ نہیں جانتے، انہوں نے آپ کے بعد کیا: ایجادات کی ہیں تو میں وہ کہوں گا جو مرد صالح نے کہا ہے

وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ

﴿سورۂ المائدہ﴾

ترجمہ: ''اور کہا جائے گا، یہ وہ لوگ ہیں جب سے آپ نے ان کو چھوڑا ہے، یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ کر ہمیشہ مرتد رہے ہیں۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

اب جزیرہ عرب میں بت پرستی نہ ہوگی:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان جزیرۃ العرب میں نماز پڑھنے والوں سے مایوس ہوگیا ہے کہ وہ اسے پوجیں، البتہ شیطان

نمازیوں کے درمیان تحریش یعنی امور مکروہہ کی رغبت دلاتا رہے گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں سخت ترین لوگ رومی ہیں۔ ان کا استیصال قیامت کے ساتھ ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سفیان بن عینیہ عمرو رضی اللہ عنہ حسن بن محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمر کے سامنے کے بڑے دانت توڑ دوں تا کہ وہ اپنی قوم میں کبھی کھڑے ہوکر بدگوئی نہ کر سکے۔ آپ نے فرمایا: اس سے درگزر کرو، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن تمہیں خوش کر دے۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو کچھ لوگ بھاگ کر مکہ پہنچے۔ اس وقت سہیل بن عمر کعبہ معظمہ کے پاس کھڑا ہوا اور اس نے خطبہ دیا کہ جو محمد ﷺ کی پرستش کرتا تھا، جان لے کہ آپ نے وفات پالی ہے مگر اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اسے موت نہیں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ محمد بن عمرو بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جب سہیل بن عمرو گرفتار ہوکر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کے سامنے کے دانت توڑ دوں تا کہ اس کی زبان باہر لٹک پڑے اور یہ کبھی کھڑے ہوکر خطبہ نہ دے سکے اور سہیل زیادہ جانتا تھا کہ اس کے ہونٹوں سے کیا نکلتا ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مثلہ کرنے کی اجازت نہ دوں گا۔ مبادا اللہ تعالیٰ میرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آئے گا، اگرچہ میں نبی ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے مقام پر کھڑا کرے جسے تم برا نہ جانو، چنانچہ سہیل نے مکہ مکرمہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ایسا خطبہ جیسا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا، گویا کہ اس نے ان کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل کے خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: "**اشهد انک رسول الله**" چونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے خبر دی تھی کہ ممکن ہے کہ سہیل ایک دن ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو۔

﴿یونس بن بکیر مغازی، ابن سعد﴾

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ حضرت ابوعمرو بن عدی بن حمراء خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے سہیل بن عمرو کو اس دن دیکھا جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر مکہ مکرمہ آئی تو سہیل نے ہمیں ایسا خطبہ دیا جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں خطبہ دیا تھا۔ گویا کہ اس نے ان کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل کے اس خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو فرمایا: "**اشهد ان محمدا رسول الله**" اور جو کچھ حضور نبی کریم ﷺ لائے، وہ حق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی جبکہ آپ نے مجھ سے فرمایا: "ممکن ہے وہ ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو۔"

﴿ابن سعد﴾

(محاملی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''کتاب فوائد'' میں بطریق سعید بن ابوہند عمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے موصولاً روایت کیا ہے۔)

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنے ہی کمزور بندے ایسے ہیں جن کو لوگ ضعیف جانتے ہیں اور ان کے جسموں پر صرف دو چادریں ہوتی ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری فرما دے۔ ان حضرات میں سے ایک حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں، چنانچہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے تستر کے میدان میں کفار سے مقابلہ کیا مگر مسلمان منتشر ہو گئے۔ مسلمانوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا: اے براء رضی اللہ عنہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی قسم دیدو تو اللہ تعالیٰ تمہاری قسم ضرور پوری فرما دے، لہٰذا آپ اپنے رب کو قسم دیجئے تو انہوں نے کہا:

اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہم کو ان کے شانے دے گا تو وہ پشت پھیر کر فرار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کفار مسلمانوں سے ''قنطرۃ السوس'' پر مقابل آئے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی تو مسلمانوں نے کہا: اے براء رضی اللہ عنہ! اپنے رب کی قسم دیجئے تو انہوں نے کہا: اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہمیں ان کے شانے دے تو وہ اپنے شانے ہمیں دے دیں اور تو مجھے نبی کے ساتھ ملا دے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے حملہ کیا اور فارسی کفار ہزیمت کھا گئے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

﴿ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

تم ملک شام ہجرت کرو گے فلسطین کے ٹیلہ پر دفن ہو گے:

کئی سندوں کے ساتھ حضرت اقرع بن شفیعکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیماری کے زمانہ میں تشریف لائے۔ اس وقت میں نے عرض کیا: میرا گمان یہی ہے کہ میں اپنے اس مرض سے جانبر نہ ہو سکوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ تم ضرور زندہ رہو گے اور سرزمین شام کی طرف ضرور ہجرت کرو گے اور وہاں فوت ہو کر فلسطین کے ٹیلہ پر دفن ہو گے، چنانچہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے اور رملہ میں مدفون ہوئے۔

﴿ابن السکن، ابن مندہ الصحابہ، تاریخ ابن عساکر﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امت کے محدث ہیں:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ امتوں میں محدثین ہوتے ہیں اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ اس نبی کی امت میں محدثین ہوتے تھے، اگر میری امت میں محدثین میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! محدثین کیسے ہوتے ہیں؟ فرمایا: فرشتے ان کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے ساتھ اس کی امت میں ایک یا دو معلم ہوتے رہے، میری امت میں اگر کوئی معلموں میں سے ہے تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بکثرت تھے لیکن ہمیں اس میں کوئی شک نہ تھا کہ سکینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلام کرتا ہے۔

﴿طبرانی اوسط، بیہقی﴾

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم باہم کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے نہیں سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس چیز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرا ایسا ایسا خیال ہے مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ آپ نے گمان کیا ہوتا تھا۔

﴿حاکم﴾

ازواجِ مطہرات میں سے سب سے پہلی زوجہ مطہرہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ازواج میں سے وہ زوجہ مجھے سب سے پہلے ملے گی جو تم سب میں دراز دست ہے، تو ہم ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ طویل ہیں تو وہ حضرت زینت رضی اللہ عنہا تھیں، ان کے ہاتھ طویل تھے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے عمل کرتیں اور صدقہ دیا کرتی تھیں۔

﴿مسلم﴾

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ازواج مطہرات نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے سب سے پہلے کون آپ سے ملے گا؟ فرمایا: جس کے ہاتھ سب سے زیادہ دراز ہیں تو وہ سب اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ درواز ہیں؟ جب ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ازواج مطہرات نے جانا کہ وہ خیر وصدقہ میں سب سے زیادہ دراز دست تھیں۔

﴿بیہقی﴾

قرآن کریم کی کتابت کے بارے میں آپ ﷺ کی خبر:

نبیط اشجعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے نسخوں کی کتابت کرائی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ نے راہ ثواب اختیار کی اور آپ نے توفیق حق پائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے لوگ جو میرے بعد آئیں گے، وہ ہیں جو بغیر دیکھے مجھ پر ایمان رکھیں گے اور جو ''ورقِ معلق'' میں ہے، اس پر عمل کریں گے۔ میں دل میں کہتا وہ ''ورق معلق'' کیا ہوگا۔ یہاں تک کہ میں نے مصاحف قرآنیہ کو دیکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر بہت تعجب کیا اور حکم دیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم دیئے جائیں اور فرمایا: خدا کی قسم! میں جانتا تھا کہ تم ہم سے نبی کریم ﷺ کی حدیث کو محفوظ رکھو گے اور ہم سے بیان نہ کرو گے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خبر دینا:

امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ اہل یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور یمن میں صرف اپنی والدہ کو ہی چھوڑ کر آئے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کی تو وہ سفیدی اس سے جاتی رہی۔ صرف ایک دینار کے برابر سفیدی باقی ہے۔ اس کا نام اویس ہے تو تم میں سے جو کوئی اس سے ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ اس سے مغفرت کی دعا کی درخواست کرے۔

﴿مسلم﴾

دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تابعین میں قرن کا ایک شخص ہوگا۔ اس کا نام اویس بن عامر رحمۃ اللہ علیہ ہوگا۔ اس کے جسم میں سفیدی ظاہر ہوگی وہ اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کرے گا اور وہ دور ہو جائے گی، چنانچہ وہ دعا کرے گا:

"اللھم دع لی فی جسدی منه ما اذکر به نعمتک علی"

اے اللہ! میرے جسم سے اس سفیدی کو دور کر دے اور میرے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے کہ میں تیری نعمت کو یاد رکھوں تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے گا، لہٰذا تم میں سے کوئی اگر اس سے ملے تو اور وہ استطاعت رکھتا ہو کہ اس سے استغفار کرائے تو اسے لازم ہے کہ اس سے استغفار کی درخواست کرے۔

﴿بیہقی﴾

خیرالتابعین:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنگ صفین کے روز اہل شام کے ایک آدمی نے پکارا کہ کیا تم میں اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں ہیں۔ اس

نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ خیر التابعین ہیں۔ اس کے بعد وہ شخص اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اپنے لشکر میں چلا گیا۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت اسیر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ میرے لیے استغفار فرمائیں۔ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں آپ کیلئے کیونکر استغفار کروں جبکہ آپ خود رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: خیر التابعین وہ شخص ہے جس کا نام اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اہل جنت میں:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: وہ شہداء کا مقام ہے اور تم اس مقام کو ہرگز نہ پاؤ گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حضور میں ایک پیالہ کھانا لایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا اور پیالہ میں کھانا بچ رہا، آپ نے فرمایا: اس طرف سے ایک شخص آئے گا جو اہل جنت میں سے ہے وہ اس کھانے کو کھائے گا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اسے کھایا۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت یحییٰ بن عبدالحمید بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ رافع کو یوم احد یا یوم حنین ان کی چھاتی میں تیر لگا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! تیر کو نکال دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے رافع رضی اللہ عنہ! اگر تم چاہو تو میں تیر اور اس کے پیکان کو نکال دوں اور اگر تم چاہوں تو میں تیر کو نکال دوں اور اس کے پیکان کو رہنے دوں تا کہ میں قیامت کے دن تمہاری شہادت کی گواہی دوں کہ تم شہید ہو۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! تیر کو نکال دیجئے اور پیکان کو رہنے دیجئے اور میرے شہید ہونے کی گواہی قیامت کے دن دیجئے کہ میں شہید ہوں تو وہ اس کے بعد زندہ رہے یہاں تک کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو وہ زخم پھٹا اور اس سے ان کی وفات ہوئی۔

﴿طیالسی، ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خبر دینا:

حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان

کونہیں جدا کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے چونکہ ان سے فرمایا کہ جب مقام سلع پہاڑ سے عمارتیں تجاوز کر جائیں تو تم یہاں سے نکل جانا، چنانچہ جب سلع سے بستی تجاوز کر گئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے جن میں بھی تھا، فرمایا: تم میں سے ایک شخص بیابان سرزمین میں فوت ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے پاس آئے گی، تو ان لوگوں میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس نے آبادی اور جماعت میں وفات نہ پائی ہو، البتہ ایک میں ہی وہ شخص رہ گیا ہوں، لہٰذا تم سرِ راہ انتظار کرو، اس پر میں نے کہا: اس زمانے میں لوگ کہاں آتے جاتے ہیں کیونکہ حجاج گزر چکے ہیں اور راستہ رک چکا ہے۔ ہم اسی حال میں تھے اور وہ وفات پا چکے تھے کہ اچانک چند سواروں کو اونٹوں پر دیکھا اور میں نے ہاتھ اور کپڑے سے انہیں اشارہ کیا اور وہ لوگ تیزی سے ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ٹھہر کر انہیں دفن کیا۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میرے بعد اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ یہ سن کر میں رونے لگا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کے بعد زندہ رہوں گا؟ فرمایا: ہاں، جب کوہِ سلع سے آبادی کو تجاوز کرتے دیکھو تو عرب میں سرزمین قضاعہ چلے جانا کیونکہ ایک دن آنے والا ہے، جو ایک کمان یا دو کمان یا ایک تیر یا دو تیر کی مقدار میں قریب ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اس وقت تم کیا کرو گے جب تم پر ایسے حاکم آئیں گے جو مال غنیمت کو بے دریغ خرچ کریں گے۔ میں نے عرض کیا: میں اپنی تلوار سے ماردوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر صورت نہ بتاؤں، وہ یہ کہ تم صبر کرنا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ لوگ ہرگز میرے قتل پر قابو نہ پائیں گے اور میرے دین میں لوگ ہرگز فتنہ نہ ڈالیں گے اور مجھے خبر دی کہ میں تنہا اسلام لایا اور تنہا فوت ہوں گا اور تنہا قیامت کے دن اٹھایا جاؤں گا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوتا ہوا پایا تو آپ نے ان سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں مسجد میں سوتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: پھر میں کہاں سوؤں جبکہ مسجد کے سوا میرا کوئی گھر ہی نہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس

وقت کیا کرو گے جب تم کو یہاں سے نکالا جائے گا؟

انہوں نے عرض کیا: میں شام چلا جاؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت کیا کرو گے جب شام سے نکالے جاؤ گے؟ تو عرض کیا: اس جگہ پھر پلٹ آؤں گا۔ فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب تم کو اس جگہ سے دوبارہ نکالا جائے گا؟ عرض کیا: اس وقت اپنی تلوار لے کر ماروں گا۔ یہاں تک کہ فوت ہو جاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں اس سے بہتر تدبیر تمہیں نہ بتاؤں۔ وہ یہ کہ تم کو لوگ جس طرح لے جائیں تم چلے جانا اور جدھر وہ تمہیں چلائیں، چلتے رہنا یہاں تک کہ تم اپنی اسی حالت کے ساتھ مجھ سے آ کے ملو۔

﴿ابونعیم﴾

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوالمثنیٰ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں تشریف لائے تو فرماتے حضرت عمویمر رضی اللہ عنہ میری امت کا دانشور ہے اور جندب (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ) میری امت کا تنہا شخص ہے۔ یہ تنہا زندگی گزارے گا اور تنہا فوت ہوگا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کی کفایت کرے گا۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب آبادی سلع پہاڑ سے بڑھ جائے تو یہاں سے نکل جانا اور شام کی طرف جانے کا دست اقدس سے اشارہ فرمایا اور میں گمان نہیں رکھتا کہ تمہارے حکماء تمہیں اپنے حال پر چھوڑیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جو لوگ میرے اور آپ کے حکم کے درمیان حائل ہوں، کیا میں ان سے جنگ نہ کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں ان کی سمع وطاعت کرنا، اگرچہ حبشی غلام ہی تمہارا حاکم ہو۔ چنانچہ جب وہ شام چلے گئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے شام کے لوگوں کو خراب کر دیا ہے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا، پھر وہ ربذہ کی طرف چلے گئے، جب ربذہ پہنچے تو نماز کی اقامت ہو رہی تھی۔ اس جگہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے حبشی غلام حاکم تھا، وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پیچھے ہٹا۔ آپ نے اسے آگے بڑھایا، فرمایا کہ نماز پڑھاؤ کیونکہ مجھے سمع وطاعت کا حکم دیا گیا ہے، اگرچہ حبشی غلام ہی حاکم ہو تو تم حبشی غلام ہو۔

﴿ابن سعد﴾

ایک اعرابی کو اس کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت کدیر اضحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: آپ مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عدل وانصاف سے بولو اور بچا ہوا مال لوگوں کو دیا کرو۔ اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں اس کی قدرت نہیں رکھتا کہ ہر لحظہ عدل وانصاف سے بولوں اور نہ اس کی ہی قدرت رکھتا ہوں کہ بچا ہوا مال لوگوں کو دے سکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کھانا کھلایا کرو

اور بکثرت لوگوں کو سلام کیا کرو۔ اس نے کہا: یہ بھی بہت دشوار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے اونٹ اور اپنے مشکیزہ کا دھیان رکھو اور ان گھروں میں جایا کرو جو ایک دن کے بعد پانی پیتے ہیں اور انہیں پانی پلایا کرو۔ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اونٹ کو نہ مارے گا اور تمہارے مشکیزے کو نہ پھاڑے گا۔ یہاں تک کہ تمہارے لیے جنت واجب کر دے گا، چنانچہ وہ اعرابی گیا۔ ابھی نہ اس کا مشکیزہ پھٹا تھا اور نہ اس کا اونٹ مرا تھا کہ وہ شہید ہو کر فوت ہو گیا۔

﴿ابن خزیمہ، بیہقی، طبرانی﴾

المنذری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں مگر یہ کہ حضرت کدیر رضی اللہ عنہ تابعی ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کو وہم ہوا ہے کہ انہیں صحبت رسول میسر آئی ہے اور اپنی صحیح میں اسے نقل کیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی شاہد ایک اور متصل روایت ہے جسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ثقہ راویوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بجز یحییٰ حمانی رحمۃ اللہ علیہ کے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: وہ کون سا عمل ہے جسے اگر میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم ایسے علاقے میں ہو جہاں پانی ڈھو کر لایا جاتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نیا مشکیزہ خرید لو، پھر اس میں پانی بھرا کرو۔ یہاں تک کہ وہ پھٹ جائے، ابھی وہ پھٹنے نہ پائے گا کہ تم اس کے ذریعہ ایسے عمل کو پہنچ جاؤ گے جو جنت میں لے جائے۔

میری امت میں ایک شخص دنیا میں جنت میں داخل ہوگا:

حضرت ابراہیم بن ابی عبلہ شریک بن خباشہ نمیری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ بیت المقدس گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے کنوئیں سے پانی کھینچ رہے تھے کہ ان کے ڈول کی رسی ٹوٹ گئی تو وہ ڈول نکالنے کیلئے کنوئیں میں اترے، ابھی وہ ڈول کو تلاش ہی کر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک درخت پر پڑی اور انہوں نے اس کا ایک پتہ توڑ لیا اور اس پتے کو اپنے ساتھ نکال لائے، جب اسے باہر دیکھا وہ دنیاوی درختوں کے پتوں کی مانند نہ تھا۔

پھر وہ اعرابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اسے لائے، آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وہ خبر حق ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں داخل ہوگا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پتے کو مصحف شریف کے دونوں گتوں کے درمیان رکھ دیا۔

﴿طبرانی مسند الشامیین، ابن حبان الثقات﴾

اور کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ قصہ مذکورہ بیان کیا۔ اس میں مذکور ہے کہ پھر حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا تم کتاب میں یہ پاتے ہو کہ اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں داخل ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں! اس کا ذکر موجود ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کذاب اور حجاج ثقفی کی خبر دینا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ستائیس کذاب و دجال ہوں گے۔ ان میں سے چار عورتیں ہوں گی، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

﴿احمد﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب ظاہر نہ ہوں گے۔ ان میں سے مسیلمہ، عنسی اور مختار ہے۔ عرب کے شریر ترین قبائل بنوامیہ، بنوحنیفہ اور بنوثقیف ہیں۔

﴿ابن عدی، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے حجاج ثقفی سے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: بنوثقیف میں کذاب اور ظالم ہوگا۔ چنانچہ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے۔ اب رہا ظالم تو میرا خیال ہے وہ تو ہی ہے۔

﴿مسلم﴾

(اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند مرفوعاً روایت کی۔)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آنے والے نے آپ کو خبر دی کہ اہل عراق نے اپنے امام کو کنکریاں ماری ہیں تو وہ غضبناک ہو کر باہر نکلے اور نماز پڑھی اور ان کی نماز میں سہو واقع ہو گیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعا کی کہ اے اللہ! جن لوگوں نے مجھے وسوسہ میں ڈالا تو ان کو اس پریشانی میں ڈال دے اور اس ثقفی غلام کو ان پر مسلط کرنے میں جلدی کر جو ان میں جاہلیت کے طریقہ کے ساتھ حکومت کرے گا اور وہ ان کے محسنوں کا عذر قبول نہ کرے گا اور نہ ان کے بروں سے درگزر کرے گا، حالانکہ حجاج اس وقت تک پیدا بھی نہ ہوا تھا۔

ابوالیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ حجاج یقیناً خروج کرے گا، چنانچہ جب اہل عراق نے ان کو غضبناک کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کیلئے بطور سزا اس کے ظہور کی عجلت فرمائی جس کا ظاہر ہونا اس کیلئے لازمی امر تھا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت حسن سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو بد دعا کی کہ اے اللہ! جیسے میں نے ان پر بھروسہ کیا مگر انہوں نے خیانت و بدعہدی کی اور جس طرح میں نے ان کی خیرخواہی کی مگر انہوں نے خیرخواہی کی قدر نہ کی۔ اب ان پر اس ثقفی جوان کو مسلط کر دے جو لمبے لمبے دامن والا اور ادھر ادھر بھٹکنے والا ہے جو عراق کی تروتازگی کو کھا لے گا اور عمدہ پوشاکیں پہنے گا اور ان میں جاہلیت کے

طریقہ پر حکومت کرے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت تک حجاج پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔
﴿احمد الزہد، بیہقی﴾

حضرت مالک بن اوس بن حدثان رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ جوان جو بڑے بڑے دامن والا ہوگا، مصریوں کا امیر ہوگا۔ عمدہ پوشاک پہنے گا۔ اعلیٰ نعمتیں کھائے گا، جو عزت والے اس کے دربار میں حاضر ہوں گے، انہیں وہ قتل کرے گا، مخلوق اس سے بہت ڈرے گی، اس دور میں لوگوں کی نیندیں اڑ جائیں گی۔
﴿بیہقی﴾

حضرت حبیب بن ابوثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا تو اس وقت تک نہ مرے جب تک کہ تو ثقفی جوان کو نہ پائے۔ اس نے پوچھا: وہ ثقفی جوان کون ہے؟ فرمایا: (یہ وہ ہے) روز قیامت اس سے کہا جائے گا کہ جہنم کے گوشوں میں سے کسی گوشے کو ہماری طرف سے اختیار کرلے۔ وہ جوان بیس سال یا کچھ اوپر بیس سال حکومت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی کسی معصیت کو نہ چھوڑے گا مگر یہ کہ وہ اس کا ارتکاب کرے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہوگا، وہ اسے توڑ ڈالے گا اور وہ اس معصیت کا بھی مرتکب ہو جائے گا۔ جو لوگ اس کی اطاعت کریں گے ان کے ساتھ وہ اپنے نافرمانوں کو قتل کرے گا۔
﴿بیہقی﴾

حضرت امام حسن کے بارے میں خبر دینا:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا۔ میرا یہ فرزند سردار ہے اور توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان اس کے ذریعہ صلح کرائے گا۔
﴿بخاری﴾

(اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خبر دینا:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تم سے ایک بچہ پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر تم رکھو گے۔
﴿بیہقی﴾

صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دینا:

حضرت ابن المبارک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ ہوگا۔ اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔
﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم الحلیہ﴾

وہب، قرظہ، غیلان اور ولید کی خبر دینا:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام وہب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکمت عطا فرمائے گا اور ایک شخص ہوگا جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ شیطان سے زیادہ لوگوں کو ضرر پہنچائے گا۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

(غیلان دمشقی قدریہ فرقہ کا سردار ہے، اسی نے سب سے پہلے قدر کے باب میں اختراعات کیں۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شیطان شام میں پکارے گا اور دو تہائی شامی قدر کو جھٹلائیں گے۔

﴿بیہقی﴾

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں غیلان قدری کی طرف اشارہ ہے۔)

حضرت ابو بردہ ظفری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: دو کاہنوں میں سے ایک کاہن مرو میں ظاہر ہوگا جو قرآن کریم کی اس خوبی کے ساتھ تلاوت کرے گا کہ اس کے بعد کوئی شخص اس جیسی تلاوت نہ کر سکے گا۔ نافع بن یزید نے کہا: ہم کہا کرتے تھے کہ وہ کاہن محمد بن کعب قرظی تھے اور دو کاہن قریظہ و بنونضیر کے تھے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کاہنوں میں ایک کاہن شخص ایسا ہوگا جو قرآن کریم کو بڑی خوبی کے ساتھ پڑھے گا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا اس جیسا نہ پڑھ سکے گا۔

﴿بیہقی﴾

راوی نے کہا: لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ محمد بن کعب قرظی تھے اور دو کاہن قریظہ اور نضیر کے تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر کے فرمایا: ہم نے قرظی سے زیادہ عالم تاویل قرآن میں کسی کو نہ دیکھا۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کا بچہ پیدا ہوا اور انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ نام سن کر فرمایا: تم لوگ اپنے فرعونوں کے نام پر نام رکھتے ہو۔ اس امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا۔ وہ شخص اس امت کیلئے بہت شریر ہوگا، جس طرح فرعون اپنی قوم کیلئے بدتھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ شخص ولید بن عبدالمالک ہے۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہ ولید بن یزید تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث مرسل حسن ہے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں لفظوں کے ساتھ بروایت ابن المسیب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسے متصلاً روایت کر کے صحیح بتایا اور امام احمد نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کا بچہ پیدا ہوا۔ اس کے بعد مذکورہ حدیث کی مثل روایت کی۔

شام میں طاعون کی خبر دینا:

اس بارے میں ایک حدیث عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی پہلے گزر چکی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم لوگ شام کی طرف جاؤ گے اور تمہارے لیے شام فتح ہوگا اور تم میں ایک وبا پھیلے گی جو گلٹی کے یا گوشت کے طویل ٹکڑوں کی مانند ہوگی اور وہ پاؤں کے جھنگاسوں (یا بغل وغیرہ) کو گھیرے گی۔ اس وباء کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کی موت دے گا اور تمہارے اعمال کو ستھرا بنائے گا۔

﴿احمد﴾

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک منزل میں اترو گے۔ اس جگہ کا نام جابیہ ہے۔ وہاں تم کو ایک بیماری لاحق ہوگی جو اونٹ کے غدود (گلٹی) کی مانند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت کی موت دے گا اور اس کے ذریعے تمہارے اعمال کو ستھرا کرے گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہوگی۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس طعن یعنی نیزے کے زخم کو تو ہم جانتے ہیں، طاعون کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون تمہارے دشمن جنات کا کونچہ ہے اور طعن و طاعون دونوں میں شہادت ہے۔

﴿احمد، طبرانی، بزار، ابویعلیٰ، حاکم، ابن خزیمہ، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت فنا نہ ہوگی مگر طعن اور طاعون سے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس طعن کو ہم جانتے ہیں، طاعون کیا ہے؟ فرمایا: اونٹ کے غدود کی مانند غدود ہے۔ طاعون کی جگہ رہنے والا شخص شہید کی مانند ہے اور وہاں سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد سے بھاگنے والا شخص۔

﴿احمد، ابویعلی، طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کسی قوم میں کبھی فواحش کا غلبہ نہ ہوا۔ جب تک کہ انہوں نے اس کا علانیہ ارتکاب نہ کیا۔ اس کے بعد ان میں طاعون کی وبا پھیلی۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس قوم میں زنا کاری جب عام ہوئی تو ان میں موت کی کثرت واقع ہوئی۔

﴿طبرانی﴾

اُم ورقہ رضی اللہ عنہا کوشہادت کی خبر دینا:

حضرت عبدالرحمٰن بن خلاد انصاری رضی اللہ عنہما سے ان دونوں نے ام ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جب بدر گئے تو کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے غزوہ بدر میں اپنی معیت میں جانے کی اجازت دیجئے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا۔ تو ان کو لوگ شہیدہ کے نام سے پکارتے تھے۔

اس کی شہادت کا واقعہ یہ ہوا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہی تھیں اور انہوں نے ایک غلام اور باندی کو مدبر کیا تھا۔ وہ دونوں رات کے وقت ان کے پاس آئے اور ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئیں۔ یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو حکم دیا اور دونوں کو سولی دی گئی۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی چڑھنے والی تھے۔

﴿ابوداؤد، ابونعیم﴾

(ابن راہویہ، ابن سعد، بیہقی، ابونعیم رحمہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ اسے روایت کیا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا، آؤ شہیدہ کی زیارت کریں۔)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کا گریہ:

حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اظہار نبوت کے بعد کسی ایسی عورت کی گود میں اپنا سر مبارک نہ رکھا جو آپ کیلئے حلال نہ ہو۔ بجز ام الفضل زوجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے۔ وہ آپ کے سر مبارک کو سنوارتیں اور چشمان مبارک میں سرمہ لگاتی تھیں، چنانچہ ایک دن آپ نے سرمہ لگایا تو اچانک ان کی آنکھوں سے آنسو کا قطرہ بہہ کر حضور نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک پر گرا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی رحلت کی خبر دی ہے۔ کاش کہ آپ بتا دیتے کہ آپ کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تم لوگ مقہور وضعیف خیال کیے جاؤ گے۔

﴿ابن سعد﴾

اس فتنہ کی خبر دینا جس کی ابتداء شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: تم میں کون شخص رسول اللہ ﷺ کے قول کو فتنوں کی بابت یاد رکھتا ہے؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قریب آؤ اور بیان کرو تو میں نے بیان کیا کہ مرد کا فتنہ اس کے اہل، مال، اولاد اور اس کے ہمسائے میں اگر ہو تو اس کا کفارہ نماز اور صدقہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا مقصود اس قسم کی فتنوں کی بابت دریافت کرنا نہیں ہے بلکہ وہ فتنے دریافت کرتا ہوں جو دریا کے موج کی مانند امنڈ کے آئیں گے۔ میں نے عرض کیا:

اے امیر المومنین! ایسے فتنوں کا آپ کو کوئی اندیشہ نہیں ہے کیونکہ آپ کے اور اس کے درمیان بند دروازہ حائل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ دروزہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ پھر وہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ لوگوں نے اس دروازے کی بابت پوچھا کہ وہ کون ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عروہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے ظاہر ہونے والے فتنوں کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا: سنو جب تک عمر فاروق رضی اللہ عنہ زندہ ہیں، وہ ظاہر نہ ہوں گے۔ ان فتنوں کا ظہور ان کے بعد ہوگا۔

﴿احمد، بیہقی، طبرانی﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد نبوت کا ذکر کرکے اس کی تعمیر وثناء کی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا ذکر کرکے اس کی تعریف وثنا کی۔ اس کے بعد فرمایا: جب تیس سال پورے ہو جائیں تو جدھر تمہارا جی چاہے چلے جانا کیونکہ اس کے بعد کسی طرف نہیں پھیرا جا سکتا مگر عجز وفجور ہی کی طرف۔

﴿ابن راہویہ﴾

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں جان ہے۔ ماہ ذی الحجہ کا چاند تمام نہ ہوگا کہ آپ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور میں آپ کی بابت کتاب اللہ میں لکھا پاتا ہوں کہ آپ جہنم کے ایک دروازے پر ہیں اور لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روک رہے ہیں، جب آپ وفات پائیں گے تو لوگ جہنم میں قیامت تک گرتے رہیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کی رکاوٹ ہیں۔ جب تک یہ تم میں موجود و زندہ رہیں گے۔ اس وقت تک تمہارے اور فتنوں کے درمیان دروازہ مضبوطی سے بند رہے گا۔

﴿بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں فتنوں کا ہرگز سامنا نہ کرنا پڑے گا، جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ تم میں موجود ہیں۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس وقت میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی، پھر وہ تلوار قیامت تک ان سے نہ اٹھے گی۔ (یعنی امت برابر کی جاتی رہے گی۔)

﴿مسلم﴾

قیامت سے پہلے حرج واقع ہوگا:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے ہرج واقع ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، ہرج کیا ہے؟ فرمایا: یہ قتل مشرکوں کا نہیں ہوگا، مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتنے اس طرح واقع ہوں گے جس طرح شبنم گرتی ہے اور تم میں اس وقت سانپ بن جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کالا سانپ جب ڈسنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس طرح کھڑا ہوجاتا ہے اور انہوں نے اپنا ہاتھ کھڑا کر کے بتایا اس کے بعد وہ ڈستا ہے۔

﴿احمد، بیہقی، بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب حادثات، فتنے، فرقے اور اختلاف واقع ہوں گے اگر تم قدرت رکھو کہ مقتول ہوجاؤ تو مقتول ہوجانا قاتل نہ بننا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی، حاکم﴾

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنے واقع ہوں گے وہ لوگ زیادہ سلامتی میں رہیں گے جو مغربی لشکر میں ہوں گے۔ حضرت ابن الحمق رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی بنا پر مصر میں تمہارے پاس آیا ہوں۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

چار فتنے رونما ہونگے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا: عنقریب چار فتنے رونما ہوں گے۔ پہلا فتنہ یہ ہے کہ اس میں خون بہانے کو حلال جانیں گے اور دوسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس میں خونریزی اور مال کو حلال سمجھا جائے گا اور تیسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس میں خونریزی اور مال وفروج (شرمگاہ) کو حلال سمجھا جائے گا۔

۞ (اس روایت میں چوتھے فتنے کا ذکر نہیں ہے ممکن ہے کہ چوتھا فتنہ تاتار کا ہو جنہوں نے آخری خلفاء عباسیہ کو قتل کیا۔) واللہ اعلم بمراد رسول اللہ ﷺ۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوالدردار رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دینا:

حضرت ابوالدردار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے فرمایا: بہت سے لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک سنا ہے، مگر تم ان میں سے نہیں ہو، چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے فوت ہو گئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت یزید بن ابوحبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑتے ہوئے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم ایسی زمین پر ہو جہاں دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑ رہے ہوں تو تم وہاں سے نکل جانا، چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔

﴿طیالسی﴾

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں ہر آدمی کو فتنے میں مبتلا ہونے کا خوف رکھتا ہوں سوائے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو فتنہ ضرر نہ پہنچائے گا۔ حضرت ثعلبہ بن ضبیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے ایک خیمہ نصب دیکھا اور دیکھا کہ خیمہ میں حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ میں نے ان سے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں کسی آبادی میں اس وقت نہ رہوں گا جب تک کہ مسلمانوں کے درمیان سے یہ فتنہ وفساد دور نہ ہو جائے۔

﴿ابوداؤد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگوں کو دیکھو کہ وہ بنیادی غرض سے خونریزی کر رہے ہیں تو تم اپنی تلوار لے کر حرہ میں بڑے پتھر کے پاس جانا اور تلوار کو اس پر اتنا مارنا کہ وہ ٹوٹ جائے اور اسکے بعد اپنے گھر آ کر بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس کوئی خطا کار ہاتھ آئے یا پورا ہونے والا خدا کا حکم آئے، تو میں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلوار عطا کر کے فرمایا کہ اس سے خدا کی راہ میں جہاد کرو جب تک کہ تم دیکھو کہ مسلمانوں کے دو گروہ باہم لڑیں اس وقت تم اپنی تلوار کو پتھر پر مارنا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے اور اپنی زبان و ہاتھ کو روکے رہنا، جب تک کہ پورا ہونے والا خدا کا حکم یا خطا کار ہاتھ تمہارے پاس آئے، چنانچہ جب حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور مسلمانوں میں وہ سب کچھ ہوا جو ہوا تو وہ ایک پتھر کے پاس گئے اور اپنی تلوار اس پر ماری یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئی۔

﴿ابن سعد﴾

جنگ جمل وصفین ونہروان کی خبر دینا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بعض امہات المومنین کے خروج کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہنسیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے حمیرا رضی اللہ عنہا! دھیان رکھنا تم ان میں سے نہ ہونا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ کر فرمایا اگر تمہیں ان حالات کا سامنا کرنا پڑے تو ان کے ساتھ نرمی برتنا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنی عامر کے ہاں پہنچیں تو ان پر کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ انہوں نے پوچھا اس منزل کا کیا نام ہے؟ بتایا کہ اس جگہ کا نام حواب ہے۔ انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں بلکہ آگے بڑھئے لوگ آپ کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کرا دے گا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تم میں کوئی زوجہ اس وقت کیا کرے گی جب حواب کے کتے اس پر بھونکیں گے۔

﴿احمد، ابویعلی، بزار، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ایک عورت سرخ رنگ کے زیادہ بالوں والے اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی، یہاں تک کہ حواب کے کتے بھونکیں گے اور اسکے چاروں طرف مقتولوں کا ڈھیر ہوگا پھر قریب ہوگا کہ ہلاک ہو جائے مگر نجات پائے گی۔

﴿بزار، ابونعیم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے عرض کیا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو حدیثیں سنی ہیں ہمیں بیان فرمائیے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں تم سے بیان کروں تو تم مجھے سنگسار کر دو گے۔ ہم نے کہا: سبحان اللہ! یہ کیوں کر ہوسکتا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں تم سے یہ حدیث بیان کروں کہ تمہاری بعض امہات المومنین تم سے جنگ کریں گی اور وہ لشکر تم کو تلوار سے قتل کر دے گا تو تم میری تصدیق نہ کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا: سبحان اللہ

کون ہے وہ جو تمہاری بات کی تصدیق نہ کرے گا۔ انہوں نے کہا: وہ الحمراء اونٹ پر سوار ہو کر تم پر حملہ کریں گی جنہیں اہل لشکر زبردستی لے کر آئیں گے۔

✡ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی خبر دی حالانکہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روانگی سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔)

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک ایسی قوم خروج کرے گی جو ہلاک ہوگی اور وہ فلاں پائے گی ان کی قائد ایک عورت ہوگی، ان کی قائد عورت جنت میں داخل ہوگی۔

﴿بزار، بیہقی﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عنقریب تمہارے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک واقعہ ہوگا لہٰذا جب اس واقعہ کا ظہور ہو، تو ان کو امن کی جگہ واپس کر دینا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی﴾

حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے نکلے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ کر رہے تھے تو اس وقت میں موجود تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو گے حالانکہ تم ظالم ہو گے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تو یاد نہیں ہے اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوجروہ مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا ہے کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا کہ تم علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو گے، درآں حالیکہ تم ان کے بارے میں ظالم ہو گے، انہوں نے کہا: ہاں میں نے سنا ہے مگر میں بھول گیا تھا۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمائی کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جب میں اور تم دربار رسالت میں موجود تھے اور تم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہو؟ اس وقت تم نے کہا: ان سے محبت کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! تم ان پر خروج کرو گے اور ان سے جنگ کرو گے۔ درآں حالیکہ تم ظالم ہو گے۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس پلٹ گئے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عبدالسلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یوم الجمل حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا: تم ان سے ضرور جنگ کرو گے، درآں حالیکہ تم ان کے معاملے میں ظالم ہو گے۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کو تم پر فتح حاصل ہوگی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً میں نے یہ سنا اب میں ہرگز تم سے جنگ نہیں کروں گا۔

﴿ابونعیم﴾

جنگ صفین:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں اختلاف واقع ہوا تو وہ ہمیشہ اپنے اختلافات میں پڑے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے دو ثالث مقرر کیے۔ یہ ثالث خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بھی بن گئے اور اس امت میں بھی اختلاف واقع ہوگا اور وہ اختلاف ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ وہ دو حکم بھیجیں گے جو کہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں دو حکم ہوں گے اور وہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا۔ وہ بھی گمراہ ہوگا۔ سوید بن غفلہ نے کہا یہ سن کر میں نے کہا: اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس فرمان سے تمہیں مراد نہیں لیا تھا اور فرمایا تھا کہ اے موسیٰ رضی اللہ عنہ! میری امت میں فتنہ رونما ہوگا اور تم اس میں شامل ہو گے۔ سونے والا تم بیٹھے ہوؤں سے بہتر ہوگا اور بیٹھا ہوا تم کھڑوں سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والے تم چلنے والوں سے بہتر ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد میں تمہیں خاص نہیں کیا اور آدمیوں کو عام نہیں فرمایا تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں تھا۔ میں نے ایک اونٹ کو شام سے آتا ہوا دیکھا، اس اونٹ پر سوار اور بوجھ تھا تو وہ اونٹ اپنے سوار اور بوجھ کو گرا کر صفوں کو چیرتا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آگے کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنا ہونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر اور شانے کے درمیان رکھ دیا اور اپنے جبڑے کو ہلانے لگا یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ وہ علامت ہے جو میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

قرآن کی تاویل پر جنگ کرنے والا:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ کی نعلین مبارک ٹوٹ گئی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے رہ کر اسے سینے لگے پھر کچھ دور چل کر فرمایا تم میں سے ایک شخص وہ ہے جو قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا جس طرح کہ میں اس کی تنزیل پر جنگ کرتا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ہوں؟ فرمایا: نہیں، لیکن وہ شخص نعلین مبارک کو سینے والا شخص ہے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

کو عہد شکنوں، ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

﴿حاکم﴾

اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بلفظ ''مجھے حکم دیا گیا'' اور بلفظ کہ ''مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا ہے۔''

﴿طبرانی اوسط﴾

اے علی! اُمت تم سے بیوفائی کرے گی:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے جو عہد لیے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے بعد امت میرے ساتھ بے وفائی کرے گی۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: سنو! میرے بعد تمہیں بڑی تکلیفیں پہنچیں گی انہوں نے عرض کیا: کیا اپنے دین کی سلامتی میں یہ تکلیفیں پہنچیں گی: فرمایا ہاں۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم ''صحیح''﴾

حضرت ابوالاسود دیلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی رکاب میں پاؤں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: آپ عراق نہ جائیے کیونکہ وہاں آپ کو تلواروں کی نوکوں سے تکلیفیں پہنچیں گی۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے مجھے اس کی خبر دیدی ہے۔

﴿حمیدی، ابن عمر، بزار، ابویعلی، ابن حبان، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: عنقریب فتنے اٹھیں گے اور لوگ تم سے فیصلہ چاہیں گے میں نے عرض کیا: اس وقت میرے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم کتاب الٰہی سے فیصلہ دینا۔

﴿ابونعیم﴾

سات فتنوں سے خبردار ہو:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: میں تم کو سات فتنوں سے خبردار کرتا ہوں۔ ایک فتنہ مدینہ منورہ سے رونما ہوگا۔ (۲) فتنہ مکہ مکرمہ سے۔ (۳) فتنہ یمن سے، (۴) فتنہ شام سے، (۵) فتنہ مشرق سے، (۶) فتنہ مغرب سے اور (۷) فتنہ بطن شام سے اٹھے گا اور وہ فتنہ سفیانی ہوگا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کچھ لوگ تو ان میں سے پہلے فتنے کو پائیں گے اور اس امت کے کچھ لوگ اس کے آخری فتنہ کو پائیں گے۔ ولید بن عیاش نے کہا: مدینہ منورہ کا فتنہ حضرت

طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی جانب سے تھا اور مکہ مکرمہ کا فتنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا فتنہ تھا اور شام کا فتنہ بنوامیہ کی جانب سے تھا اور مشرق کا فتنہ بھی انہیں لوگوں کی جانب سے تھا۔

۶۰ ہجری میں پیش آنیوالے حوادث کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: میری امت قریش کے نوعمروں کے ہاتھوں ہلاک ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بتا سکتا ہوں کہ فلاں کے بیٹے اور فلاں کے بیٹے ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ساٹھ ہجری کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نماز کو ضاع کریں گے اور شہوات کے پیچھے دوڑیں گے اور قریب ہوگا کہ وہ ہلاکت میں پڑیں، اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن مجید پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب صفین سے واپس تشریف لائے تو فرمایا: اے لوگو! معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو نہ جانو کیونکہ اگر تم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو گم کر دیا تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے کندھوں سے حنظل کی مانند گرتے ہوں گے۔

﴿بیہقی﴾

بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساٹھ ہجری کی ابتداء سے اور نو جوانوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور دنیا فنا نہ ہوگی یہاں تک کہ احمق اور احمق کے بیٹوں کیلئے دنیا ہوگی۔

﴿احمد، بزار﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہے تھے اور دعا کرتے جاتے تھے اے خدا! مجھے ساٹھواں سن نہ پاوے اور اے لوگو! تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کنپٹی کے بالوں کو مضبوطی سے تھامے رہو، خدا تم پر رحم کرے۔ اے اللہ! مجھے نوعمروں کی امارت نہ پاوے۔

﴿بیہقی﴾

یزید لعین کے بارے میں خبر نبوی:

حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دین ہمیشہ معتدل اور عدل و انصاف پر قائم رہے گا البتہ بنی امیہ کا ایک آدمی جس کا نام یزید ہے اس میں رخنہ ڈالے گا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، ابونعیم﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم پر اندھیری رات کے ٹکڑے کی مانند فتنے آئے جب ایک رسول گیا دوسرا رسول آ گیا اور نبوت منسوخ ہوگئی اور بادشاہت آ گئی۔ اے معاذ رضی اللہ عنہ! یاد رکھو اور گنو، پھر جب پانچ تک پہنچے تو فرمایا: یزید۔ اللہ تعالیٰ یزید میں برکت نہ دے، اس کے بعد آپ کے چشمان مبارک سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا: مجھے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی اور ان کے مقتل کی مٹی لائی گئی ہے اور مجھے ان کے قاتل کی خبر دی گئی۔ اس کے بعد جب شمار دس تک پہنچی تو فرمایا: ولید۔ یہ فرعون کا نام ہے۔ وہ اسلامی شریعت کا ڈھانے والا ہوگا۔ اس کی اہل بیت کا ایک آدمی اس کا خون بہائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

امانت غنیمت اور صدقہ تاوان بن جائے گا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل عرب پر افسوس ہے کہ ساٹھ ہجری کی بربادی قریب آ گئی ہے۔ اس وقت امانت غنیمت بن جائے گی اور صدقہ تاوان ہو جائے گی اور گواہی جان پہچان کے ساتھ ہوگی اور خواہشات پر فیصلے ہوں گے۔

﴿حاکم﴾

مدینہ کے عالم سے بڑا عالم کسی کو نہ پائیں گے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب لوگ اونٹوں کا جگر پھاڑ کر دور دراز کا سفر کریں گے مگر مدینہ منورہ کے عالم سے زیادہ عالم کسی کو نہ پائیں گے۔ سفیان نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ وہ عالم حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿حاکم﴾

قریش کا عالم شافعی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش کو گالی نہ دو، کیونکہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا: یہ عالم قریش حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس لیے کہ جو علم روئے زمین پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پھیلا ہے، کسی قریش صحابی عالم وغیرہ کے علم سے نہیں پھیلا ہے۔

﴿طیالسی، بیہقی المعرفہ﴾

زید بن صوحان اور جندب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے بعض اعضاء جنت میں پہلے داخل ہوں گے اسے چاہیے کہ وہ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

﴿ابویعلیٰ، ابن مندہ، بیہقی﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو لے جا رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بھی کتنا عجیب جندب ہے اور زید کتنا اقطع خیر ہے۔ ان دونوں کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا تو فرمایا۔ سنو! جندب ایک ضرب ایسی لگائے گا کہ وہ اس ضرب میں ایک امت ہوگا اور زید میری امت کا ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے پورے جسم سے ایک عرصہ پہلے جنت میں جائے گا چنانچہ ولید بن عقبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ میں والی مقرر ہوا تو اس نے ایک شخص کو بٹھایا جو جادو کرتا اور لوگوں کو زندہ و مردہ کرتا تھا، اس وقت حضرت جندب رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کے ساتھ آئے اور جادوگر کی گردن اڑا کر فرمایا: اب اپنے آپ کو زندہ کر کے دکھا اور حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ جنگ قادسیہ میں ان کا ہاتھ قطع ہو گیا اور خود جنگ جمل میں شہید ہوئے تھے۔

(ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بطریق اور مجاز مرسلاً روایت کی ہے۔)

﴿ابن مندہ، ابن عساکر﴾

حضرت اجلح حضرت عبید بن لاحق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ ایک شخص اترا اور وہ لشکر کو لے کر چلا اور جز پڑھتا جاتا تھا۔ اس کے بعد دوسرا شخص اترا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی غم خواری کیلئے تشریف لائے اور اتر کر فرمانے لگے۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بھی کتنا عجیب جندب ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کتنا اقطع خیر ہے۔ اس کے بعد آپ سوار ہو گئے اور صحابہ نے آپ کے نزدیک ہو کر دریافت کیا کہ آپ نے ان دونوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں اس امت میں ایسے ہوں گے کہ ایک تو تلوار کی ایسی ضرب لگائے گا جس سے حق و باطل جدا ہو جائے گا اور دوسرا اپنے ہاتھ کو اللہ کی راہ میں کٹائے گا پھر اللہ تعالیٰ آخر میں اس کے جسم کو اس کے پہلے جزو کے ساتھ بھیجے گا۔

اجلح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جندب رضی اللہ عنہ کا حال تو یہ ہوا کہ انہوں نے حضرت ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر کو قتل کیا اور زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ ان کا ہاتھ یوم جلولا میں قطع ہوا، اور وہ خود یوم الجمل کو شہید ہوئے۔

(اجلح رحمۃ اللہ علیہ کی صحابیت مختلف فیہ ہے۔ آیا انہیں صحبت حاصل ہوئی یا نہیں۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو ترجیح دی ہے کہ اجلح رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ رسالت تو پایا ہے لیکن انہیں رویت حاصل نہیں ہوئی۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے ایک گورنر نے جادوگر بلایا اور وہ لوگوں کو اپنا کرتب دکھا رہا تھا۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو وہ اپنی تلوار لے کر چلے جب اسے دیکھا تو

اپنی تلوار کی ایک ضرب لگائی اور لوگ ان کے پاس سے جدا ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! ڈرو نہیں مجھے صرف جادوگر ہی مارنا تھا۔

﴿حاکم﴾

حضرت حارث اعور رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جن زید الخیر کا ذکر فرمایا تھا وہ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تابعین میں سے ایک شخص ہوگا اور وہ زید الخیر ہے۔ وہ اپنے جسم کا ایک حصہ بیس سال پہلے جنت کی طرف بھیجے گا چنانچہ ان کا بایاں ہاتھ نہاوند میں قطع ہوا۔ اس کے بعد وہ بیس سال زندہ رہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یوم الجمل شہید ہوئے۔ حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ نے شہید ہونے سے پہلے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آسمان سے نکلا ہے اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہا ہے اور میں اس سے ملنے والا ہوں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہیں باغی جماعت شہید کرے گی۔ یہ حدیث متواتر ہے اسے دس سے زیادہ صحابیوں نے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ احادیث متواترہ میں میں نے اسے بیان کیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم،﴾

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کی کنیز سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو سخت بیماری لاحق ہوئی اور ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی پھر انہیں افاقہ ہوا تو دیکھا کہ ہم سب ان کے گرد رو رہے ہیں۔ اس وقت انہوں نے فرمایا: کیا لوگ ڈر رہے تھے کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا مجھے میرے حبیب اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ مجھے باغی جماعت قتل کرے گی اور دنیا میں میری آخری غذا پانی ملا ہوا دودھ ہوگا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یوم صفین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا اور اسے دیکھ کر انہوں نے تبسم کیا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا: اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا میں آخری غذا جسے تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہے۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور شہید ہو گئے۔ یہ روایت حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔

﴿احمد، ابن سعد، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کو باغی گروہ قتل کرے گا اور دنیا میں تمہارا آخری رزق پانی ملا دودھ کا گھونٹ ہوگا۔

﴿حاکم "صحیح"﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: اے اللہ! تو نے قریش کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر برانگیختہ کیا ہے۔ حضرت عمار

رضی اللہ عنہ کا قاتل اوران کا سامان لوٹنے والا جہنمی ہے۔

﴿احمد، طبرانی، حاکم﴾

حضرت ہذیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر چھت گرگئی ہے اور وہ فوت ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ فوت نہیں ہوئے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

اہل حرہ کے قتل کی خبر:

حضرت ایوب بشیر معاوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تشریف لے چلے اور جب حرہ زہرہ میں پہنچے تو آپ ﷺ نے ٹھہر کر "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ دریافت کیا تو فرمایا: میرے صحابہ کے اچھے اچھے حضرات اس حرہ میں قتل کیے جائیں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک آیۃ کریمہ کی تفسیر میں جو وارد ہوا ہے وہ اس کی تائید کرتا ہے۔ اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس آیت کی تاویل ساٹھ ہجری کے آغاز میں رونما ہوگی۔ وہ آیت یہ ہے:

وَ لَوْدُ خِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُو الْفِتْنَةَ لاٰ تَوْهَا الایه

﴿سورۃ الاحزاب﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "لاٰ تَوْهَا" کے معنیٰ "عَطَوْهَا" سے کیے ہیں اور اس سے یہ تاویل فرمائی کہ بنی حارثہ نے اہل شام کو مدینہ میں داخل کیا۔

یوم حرہ تین سو صحابہ اور سات سو حفاظ شہید ہوئے:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حرہ کا دن آیا تو اہل مدینہ یہاں تک قتل کیے گئے کہ قریب تھا کہ ان میں سے کوئی زندہ نہ بچے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ یوم حرہ سات سو حافظ قرآن شہید کیے گئے جن میں تین سو صحابی تھے۔ یہ واقعہ یزید کی حکومت میں ہوا۔ بیہقی نے مغیرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ کو تین دن تک لٹوایا اور ایک ہزار باکرہ (یعنی کنواری) لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حرہ کا واقعہ بدھ کے دن ستائیس ماہ ذی الحجہ ۶۳ ہجری کو رونما ہوا۔

﴿بیہقی﴾

ان شہدا کی خبر دینا جو مقام عذراء میں ظلماً شہید کیے گئے:

حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اہل عذراء کے حجر اور ان کے اصحاب کو قتل کرنے پر کس بات نے تمہیں برانگیختہ کیا؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ان کے قتل میں امت کی اصلاح اور ان کو زندہ چھوڑنے میں امت کا فساد دیکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: عذراء میں ایسے لوگ قتل کیے جائیں گے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور تمام آسمان والے غضب میں آجائیں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿تاریخ یعقوب بن سفیان، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اہل عراق سے فرمایا: تمہیں سے سات آدمی عذراء میں ایسے قتل کیے جائیں گے جن کی مثال اصحاب اخدود (کھائی) کی سی ہے چنانچہ حجر اور ان کے اصحاب قتل کیے گئے۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت زیاد بن سمیہ نے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو حجر نے ایک مٹھی کنکریاں لے کر اس کو ماریں۔ اس کے گرد کے لوگوں نے زیاد پر کنکریاں پھینکیں۔ اس پر زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حجر رضی اللہ عنہ نے منبر پر مجھے کنکریاں ماریں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ وہ ان سے مقابلہ کریں تو حجر رضی اللہ عنہ نے ان سے عذراء میں مقابلہ کیا اور ان لوگوں نے حجر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ بیہقی نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جو خبر بتائی اس کی بنیاد یہی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہو گا۔

﴿ابونعیم﴾

اسلام میں پہلا سر جو کاٹ کر بھیجا گیا:

حضرت رفاعہ بن شداد بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلے جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو طلب کیا تھا۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے رفاعہ رضی اللہ عنہ! یہ لوگ میرے قاتل ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ جن وانس میرے خون میں مشترک ہیں۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابھی عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ میں نے گھوڑوں کی باگیں دیکھیں اور میں نے ان کو رخصت کر دیا۔ اسی وقت ایک سانپ نے جست کی اور اس نے اس کو ڈس لیا پھر سواروں نے قریب آ کر ان کا سر تن سے جدا کر ڈالا، اسلام میں یہ پہلا سر ہے جو کاٹ کر بھیجا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے نابینا ہونے کی خبر دینا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ان کے پاس ان کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے اور آپ نے ان سے فرمایا: اس بیماری کا تمہیں اندیشہ نہیں ہے لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب میرے بعد زندہ رہو گے اور تم نابینا ہو جاؤ گے۔ انہوں نے عرض کیا: اس وقت میں ثواب کی امید پر صبر کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تم بغیر حساب کے جنت میں جاؤ گے، چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کے رحلت کے بعد نابینا ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی بینائی لوٹا دی پھر وہ فوت ہوئے۔

﴿بیہقی﴾

ان پیشواؤں کی خبر دینا جو بے وقت نمازیں پڑھیں گے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ممکن ہے تم ایسے لوگوں کو پاؤ جو نماز اس کے غیر وقت میں پڑھیں گے لہٰذا تم ایسے لوگوں کو پاؤ اس وقت کی نماز جسے تم پہچانتے ہوا پنے گھر میں پڑھ لینا۔ اس کے بعد ان کے ساتھ پڑھ لینا اور اسے تم نفل شمار کر لینا۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تمہارے امور کے والی ایسے لوگ ہوں گے جو سنت کے نور کو بجھا دیں گے اور علانیہ بدعت کو رواج دیں گے اور نماز کو اپنے وقت سے موخر کر دیں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسے امراء ہوں گے جن کو دنیا مشغول رکھے گی، اور نمازوں کو ان سے وقتوں سے موخر کر دیں گے تو ان کے ساتھ نفلی نماز پڑھا کرو۔ (فرائض کو گھروں میں اپنے وقت میں پڑھا کرو)

﴿ابن ماجہ﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ امراء بنی امیہ تھے کیونکہ وہ امراء اس عادت میں معروف تھے، یہاں تک کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے نمازوں کو ان کے اوقات میں شروع کیا۔

حیات مبارکہ کی شب آخر:

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کی آخری عشاء کی نماز ہمیں پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو کر فرمایا: کیا تم لوگ آج کی رات کو دیکھ رہے ہو، آج کی رات سے صدی کا آغاز ہو رہا ہے۔ آج کا دن روئے زمین پر آج سے سو سال کے اندر اندر تم میں سے کوئی شخص زندہ باقی نہ رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس ارشاد سے قرن کو تمام ہونا مراد لیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے اپنی رحلت سے ایک ماہ قبل فرمایا: تم لوگ قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے مگر میں اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ پشت زمین پر کوئی سانس لینے والا آج ایسا باقی نہیں ہے جس پر سو سال گزریں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے سوا کوئی شخص ایسا زندہ نہیں رہا جس نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور یہ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ صدی کے آغاز میں فوت ہوئے۔

﴿مسلم﴾

یہ ایک قرن زندہ رہے گا:

حضرت محمد بن زیاد الہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا اور فرمایا: یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا تو وہ ایک سو ہجری تک زندہ رہے اور ان کے چہرے پر مہاسہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بچہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک یہ مہاسہ اس کے چہرے سے دور نہ ہو جائے تو وہ فوت نہ ہوئے جب تک وہ مہاسہ دور نہ ہوا۔

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

یہ بہت جلد مر جائے گا:

حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور حضور نبی کریم ﷺ اس وقت مدینہ منورہ میں ہی رونق افروز تھے تاکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے جمال جہاں آرا کو دیکھیں مگر اس کے باپ نے آ کر انہیں پکڑ لیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ یہ فرزند میرا ہاتھ اور میرا پاؤں ہے اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ، کیونکہ یہ بہت جلد مر جائے گا، چنانچہ وہ اسی سال مر گیا۔

﴿ابن سعد، بغوی، ابونعیم الصحابہ، بیہقی﴾

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں جہاد کرنے کے ارادہ سے مدینہ منورہ آئے مگر ان کے باپ نے ان کو مدینہ منورہ میں پکڑ لیا اور مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا نبی اللہ ﷺ! اس کے سوا میرا کوئی فرزند نہیں ہے۔ یہی میرے مال، میری زمین اور میرے گھر بار کا انتظام کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان کو اس کے ساتھ واپس کر دیا اور فرمایا: ممکن ہے اسی سال تم خود مختار ہو جاؤ اور تمہیں کوئی روکنے والا نہ رہے،

لہٰذا اے حبیب رضی اللہ عنہ! تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ اور وہ چلے گئے اور مسلمہ رضی اللہ عنہ اسی سال فوت ہو گیا اور اسی سال میں حبیب رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو بچھونے میں لپیٹے اٹھائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے مال و اولاد میں کثرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ یہ اپنے ماموں کی مانند زندگی بسر کرے کیونکہ اس نے قابل ستائش زندگی بسر کی اور شہید ہو کر جنت میں داخل ہوئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اس فرزند کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس سے راضی نہیں کہ یہ اس درجہ کو پہنچے جس درجے پر تم پہنچے ہو۔ اس کے بعد وہ شام جائے اور شامی منافق اسے شہید کر دے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مسلمہ بن محارب رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے کہ مروان بن حکم کے زمانے میں جب حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ بمقام مرج راھط قتل ہوئے تو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حمص سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ حمص کے گورنر تھے مگر انہوں نے مخالفت کی اور انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کیلئے لوگوں کو دعوت دی، اس پر حمص والوں نے انہیں تلاش کر کے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

روایت حدیث میں کذب کرنیوالوں کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانے میں میری امت کے ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سنا ہو گا نہ تمہارے آباؤ اجداد نے لہٰذا تم ان سے ہوشیار رہو اور ان سے بچو۔

﴿مسلم﴾

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ ابلیس بازاروں میں چکر لگا کر کہتا نہ پھیرے گا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے ایسی اور ایسی حدیث بیان کی ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیطان آدمی کی صورت میں لوگوں کے پاس آ کر ایسی حدیثیں بیان کرے گا جو جھوٹی ہوں گی اور لوگوں میں انتشار پھیل جائے گا۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے

1

مسجد حنیف میں قصہ گوئی کرتے، ایک شخص کو دیکھا تھا پھر میں نے اسے تلاش کیا تو وہ شیطان تھا۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی﴾

حضرت عیسیٰ بن ابی فاطمہ فزاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسجد حرام میں بیٹھا اپنے شیخ سے حدیث لکھ رہا تھا تو شیخ نے فرمایا: مجھے شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی اس پر ایک شخص نے کہا: مجھ سے شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے۔

شیخ نے کہا کہ انہوں نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔ اس شخص نے کہا مجھ سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے۔ شیخ نے کہا حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ اس شخص نے کہا: خدا کی قسم! میں نے حارث رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے اور میں نے اس سے حدیث سنی ہے۔ شیخ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس شخص نے کہا: خدا کی قسم! میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور میں ان کے ساتھ صفین میں حاضر تھا۔ جب میں اس شخص کی طرف نظر کی اور میں نے آیۃ الکرسی پڑھی جب میں نے "وَلَا يَؤُدُهُ حِفْظُهُمَا" تک پڑھا اور اس کی طرف دیکھا تو وہ شخص غائب تھا۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

چوتھی صدی میں لوگوں کے اندر تغیر پیدا ہوگا:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں بہتر لوگ میرے قرن کے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اس کے بعد وہ لوگ ہوں گے جو خیانت کریں گے امانت دار نہیں ہوں گے اور بغیر طلب کے گواہی دیں گے وہ عہد کریں گے مگر وہ عہد پورا نہ کریں گے اور ان لوگوں میں سمن ظاہر ہوگا یعنی موٹاپا، سستی دکاہلی پیدا ہوگی۔

﴿مسلم﴾

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے گھر میں دس آدمیوں کی بابت فرمایا تم میں جو سب سے آخر میں مرے گا اسکی موت آگ میں ہے۔ چنانچہ ان میں سے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سمرہ رضی اللہ عنہ ان میں سے آخر میں مرے۔

۞ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

اوس بن خالد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا:

تم میں جو آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے چنانچہ پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے پھر حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، اس کے بعد حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ

اور عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم سے معمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے سنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور ایک شخص سے فرمایا: تم میں جو آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے چنانچہ جب کوئی شخص یہ چاہتا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جوش میں لائے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ سمرہ رضی اللہ عنہ مر گیا یہ سنتے ہی وہ بے ہوش ہو جاتے اور چیخیں مارنے لگتے، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے فوت ہو گئے۔

﴿ابن سعد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

ابن وہب حضرت ابی یزید مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: جب حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اس مرض میں مبتلا ہوا جس میں وہ مرا ہے تو وہ شدید سردی پاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کیلئے آگ روشن کی گئی اور ایک انگیٹھی ان کے آگے ایک انگیٹھی ان کے پیچھے ایک ان کے بائیں اور ایک ان کے دائیں رکھی جاتی تھی مگر یہ چاروں طرف کی آگ ان کو نفع نہ پہنچاتی تھی اور وہ اسی سردی میں مر گئے۔

حضرت محمد سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو شدید لرزہ لاحق ہوا اور کسی طرح گرمی نہ پاتے تھے۔ انہوں نے بڑی دیگ میں پانی بھرنے کا حکم دیا اور اس کے نیچے آگ جلائی گئی اور اس کے اوپر انہیں بٹھایا گیا تو اس کی بھاپ ان کی سردی کو کچھ کم کرتی تھی اور وہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک دیگ میں گر پڑے اور جل گئے۔

﴿ابن عساکر﴾

ایک جماعت کے بارے میں فرمایا کہ اس میں ایک شخص دوزخی ہے

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رجال بن عنفوہ خشوع وخضوع اور قرأت قرآن کے لزوم اور نیکی کرنے میں بہت عجیب تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ ایک گروہ کی معیت میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس گروہ میں ایک شخص جہنمی ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تمام لوگوں کو بنظر غائر دیکھا۔ میں نے حضرت ابو ہریرہ حضرت ابواروی دوسی، حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہم اور رجال بن عنفوہ کو بیٹھے دیکھا اور میں حیرت و تعجب کے ساتھ انہیں دیکھ رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا ایسا شقی بد بخت کون ہوگا؟ غرضیکہ جب رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی اور بنوحنیف پلٹ کے آئے تو میں نے پوچھا کہ رجال بن عنفوہ کہاں گیا؟ لوگوں نے بتایا: وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور اس نے مسیلمہ کذاب کے حق میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف گواہی دی کہ (معاذ اللہ) حضور نبی کریم ﷺ مسیلمہ کو اپنے بعد میں اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا: وہی حق ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: رجال جیم کے ساتھ ہے ایک قول یہ ہے کہ حاء کے ساتھ ہے۔ رجال اس کا لقب تھا اور اس کا نام نہار تھا۔

﴿واقدی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت مخلد بن قیس بجلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرات بن حیان رضی اللہ عنہ اور رجال بن عنفوہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ایک شخص کی داڑ جہنم میں کوہ احد سے زیادہ بڑی ہے اور فرمایا: اس کے ساتھ فریب کار کی گدھی ہے اور اس ارشاد نبوی ﷺ کی خبر ان سب کو پہنچی، چنانچہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور فرات رضی اللہ عنہ کو رجال کے مرتد ہونے کی اطلاع ملی تو یہ دونوں صحابی سجدہ شکر میں گر پڑے۔

﴿سیف بن عمر الفتوح﴾

ولید بن عقبہ کے انجام کی خبر دینا:

ولید بن عقبہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے سروں پر دست اقدس پھیر کر ان کیلئے دعا فرماتے۔ چنانچہ میری والدہ مجھے لے کر آپ کے پاس آئی، اس وقت میرے جسم پر خلوق ملا ہوا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ نہ پھیرا اور نہ مجھے چھوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نہ پھیرنا اس علم غیب کی وجہ سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے دیا۔ ولید کے بارے میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو برکت عطا فرمانے سے روک دیا، ولید کے حالات کے بارے میں جبکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا خبریں معروف و مشہور ہیں کہ اس نے شراب پی اور اپنی نماز میں تاخیر کی اور یہ ولید ان اسباب اذیت کا ایک سبب بھی بنا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اذیتیں برداشت کرنی پڑیں اور جس کے نتیجہ میں بلوائیوں نے ان کو شہید کر دیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

قیس بن مطاعہ کے انجام بد کی خبر دینا:

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ قیس بن مطاعہ اس حلقہ کی جانب آیا جس میں حضرت سلمان فارسی حضرت صہیب رومی اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم تھے اور اس نے کہا اوس وخزرج کے لوگ تو اس شخص (یعنی حضور نبی کریم ﷺ) کی مدد پر کھڑے ہیں ان لوگوں کا یہاں کیا کام ہے؟

ابوسلمہ نے کہا: یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اسے گریبان سے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے حضور میں لے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی بکواس کی خبر دی۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ غضب ناک ہو کر اپنی چادر شریف کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ اس کے بعد "الصلوۃ جامعۃ" کی ندا دی گئی جب لوگ آ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو!

''بے شک رب ایک ہی رب ہے اور باپ ایک ہی باپ ہے اور دین ایک ہی دین ہے اور عربیت تمہارا باپ نہیں ہے اور نہ تمہاری ماں ہے وہ تو ایک زبان ہے لہٰذا جو عربی بولتا ہے عربی ہے۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اسے پکڑے ہوئے اور اپنی تلوار کھینچے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس منافق کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے جہنم کی طرف چھوڑ دو۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ شخص مرتدین میں سے ہوگیا اور ارتداد کی بنا پر اسے قتل کیا گیا۔

﴿خطیب راوۃ مالک﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حال کی خبر دینا:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کسی ضرورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو انہوں نے کسی شخص کو موجود پایا اور واپس ہوگئے اور اس شخص کی موجودگی کے سبب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بات نہ کی، پھر اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے آپ کی خدمت میں اپنے فرزند کو بھیجا تھا مگر اس نے ایک شخص کو آپ کے پاس موجود دیکھا تو اسے قدرت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے عرض کرتا اور پلٹ کر چلا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہاں دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جبرئیل علیہ السلام تھے وہ ہرگز فوت نہ ہوگا یہاں تک کہ اس کی بینائی جاتی رہے گی اور اسے علم وحکمت دیا جائے گا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سفید لباس پہنے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ دحیہ رضی اللہ عنہ سے سرگوشی میں گفتگو کر رہے ہیں، حالانکہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میں اس سے لاعلم تھا اور میں نے سلام تک نہ کیا۔

مجھ دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ کتنے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن ان کی اولاد ان کے بعد خوب سیاہ کپڑے پہنے گی اگر یہ سلام کرتے تو میں ان کو سلام جواب دیتا۔ جب وہ چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم کو کس بات نے سلام کرنے سے روکا؟ میں نے عرض کیا: میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے ہیں تو میں نے مکروہ جانا آپ دونوں کے درمیان بات کو قطع کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے ان کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا: سنو! تمہاری بینائی جاتی رہے گی اور بوقت وفات وہ بینائی لوٹ آئے گی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روح قبض ہوئی اور ان کو تختہ پر رکھا گیا تو نہایت سفید ایک پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہوگیا اور کسی نے اسے باہر نکلتے نہ

دیکھا یہ دیکھ کر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی وہ بشارت ہے جو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے فرمائی تھی پھر جب ان کو لحد میں رکھا گیا تو ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہوئے لوگوں نے سنا کہ ان کو کلمہ کی تلقین کی گئی:

"یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ"

﴿سورۂ الفجر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میری بینائی جاتی رہے گی تو وہ جاتی رہی اور مجھ سے فرمایا کہ میں غرق ہوں گا تو میں بحیرہ طبریہ میں غرق ہوا اور مجھ سے فرمایا کہ میں فتنہ کے بعد ہجرت کروں گا، تو اے خدا! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ آج میری ہجرت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔

﴿ابونعیم﴾

میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود کے اکہتر یا بہتر فرقے بنے اور نصاریٰ کے بھی اکہتر فرقے ہوئے لیکن میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

﴿بیہقی، حاکم﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب اپنے دین میں بہتر ملتوں پر بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی یعنی اہل ہواء ہو جائیں گے۔ یہ سب کے سب جہنم میں جائیں گے بجز ایک فرقہ کے اور وہ فرقہ اہل جماعت ہے اور میری امت میں ایسے لوگوں کا ظہور ہوگا جن کے ساتھ خواہشات اس طرح چپٹی ہوں گی جس طرح کتا اپنے مالک سے چپٹا ہوتا ہے اور ان لوگوں کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا نہ رہے گا جس میں خواہشات داخل نہ ہوئی ہوں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت پر وہ سب آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا اور جوتی جوتی کے برابر جائے گی یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ نکاح کیا تھا تو میری امت میں بھی اس کی مانند ہوگا۔ بلاشبہ بنی اسرائیل اکہتر ملتوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جو سب کے سب ناری ہیں بجز ایک ملت کے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ ناجی ملت کون سی ہے؟ فرمایا: "**ما انا علیه الیوم و اصحابی**" آج جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں وہی ناجی ملت ہے۔

﴿بیہقی، ترمذی، حاکم﴾

حضرت عمرو بن العوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم

لوگ ضرور پچھلی امتوں کی راہ پر چلو گے بلاشبہ بنی اسرائیل ٹکڑے ٹکڑے ہوئی تھی۔

﴿بیہقی، حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ امتیں جس راہ پر تھیں ضرور تم بھی اس راہ کو اختیار کرو گے بالشت کے مطابق بالشت بھر، گز کے مطابق گز بھر اور باغ کے مطابق باغ بھر تم بھی چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں کوئی شخص گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہے تو تم بھی داخل ہو گے حتی کہ اگر کسی نے اپنی ماں سے جماع کیا ہے تو تم میں سے بھی کوئی ایسا ضرور کرے گا۔

﴿بیہقی، حاکم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ باعتبار امت بنی اسرائیل کی امتوں کے بہت مشابہہ ہو ضرور تم لوگ ان کے قدم بہ قدم چلو گے حتی کہ بنی اسرائیل میں کوئی شیئے نہ ہوگی مگر یہ کہ تم میں اس کی مثل ضرور ہوگی۔ یہاں تک کہ لوگ مجتمع ہوں گے، ان پر ایک عورت گزرے گی اور ان لوگوں میں سے ایک آدمی اٹھے گا اور وہ اس عورت سے جماع کرے گا پھر اپنے نشینوں کے پاس لوٹ آئے گا، وہ لوگوں کی طرف دیکھ کر ہنسے گا اور لوگ اس کی طرف دیکھ کر ہنسیں گے۔

﴿طبرانی﴾

بسند حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امت پچھلی امتوں کی کسی بات کو نہ چھوڑے گی، یہاں تک کہ وہ اس پر عمل کرے گی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی تمام جہنمی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کب ہوگا؟

فرمایا: جب رذیلوں کی کثرت ہوگی اور باندیاں مالک ہوں گی اور بوجھ اٹھانے والے (جاہل و بے علم) منبروں پر بیٹھیں گے اور قرآن کو مزامیر ابنایا جائے گا، مسجدیں نقش و نگار سے آراستہ ہوں گی، اونچے اونچے منبر ہوں گے، مال غنیمت کو دولت بنا لیا جائے گا اور زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھ لیا جائے گا اور امانت غنیمت ٹھہرائی جائے گی اور دین میں غور و خوص غیر خدا کی خوشنودی کیلئے ہوگا اس کے دوست کمینے و ذلیل ہوں گے اس امت کے بعد والے لوگ اپنے پہلوں پر لعنت کریں گے۔ قبیلہ کا سرداران کا فاسق ہوگا۔ قوم کا مدبران کا ذلیل شخص ہوگا۔ آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کیلئے کی جائے گی، جس دن یہ باتیں ہوں گی اس وقت یہ امت تہتر فرقوں میں ہو جائے گی اور لوگ شام کی طرف بے چینی سے بھاگیں گے۔

میں نے عرض کیا: کیا شام فتح ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام تو عنقریب فتح ہو جائے گا۔ اس کے فتح کے بعد فتنوں کا ظہور ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اپنی

پچھلی امتوں کا ہو بہو اور قدم بقدم اتباع ضرور کرو گے حتی کہ اگر کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہے تو تم ضرور اس کے داخل ہو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا: اس وقت کون ہو گا یعنی تم ہی لوگ ہو گے۔

﴿حاکم﴾

فتنہ خوارج کی خبر دینا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس موجود تھے، اس وقت آپ مال تقسیم فرما رہے تھے اچانک ذوالخوی صرہ نے آپ کے پاس آ کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! عدل کیجئے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو جبکہ میں ہی عدل نہ کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ اپنے روزے کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر جانے گا۔ یہ لوگ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ (یعنی دلوں پر کچھ اثر نہ ہو گا) وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ایک مرد سیاہ ہو گا جس کے ایک بازو پر عورت کی چھاتی کی مانند یا گوشت لوتھڑے کی مانند ہو گا جو ہلے گا۔ وہ لوگ بہترین امت پر خروج کریں گے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی ہے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نشانی والے آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور ڈھونڈا گیا تو وہ مل گیا اور اسے لایا گیا حتی کہ میں نے اس میں وہ نشانی دیکھی جس کی صفت رسول اللہ ﷺ نے بیان کی تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کیا۔ اس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم میں سے کون اسے پہچانتا ہے؟ ان لوگوں نے کہا: اس کا نام حرقوص ہے اور اس کی ماں اسی جگہ ہے پھر اس کی ماں کو بلایا اور اس سے پوچھا یہ کس کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتی کہ اس کا باپ کون ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک چراگاہ میں میں بکریاں چرا رہی تھی اچانک مجھے ایسی چیز نے ڈھانپ لیا ہے جیسے اندھیری ہوتی ہے۔ (یعنی کسی نے مجھ سے جماع کیا) اس سے میں حاملہ ہوئی اور یہ بیدار ہوا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے فرقہ فرقہ ہو جانے کے بعد ایک فرقہ دین سے نکل جائے گا اور وہ مسلمان جو بہتر اور حق پر ہوں گے اس فرقہ کو قتل کر دیں گے۔

﴿مسلم﴾

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب اصحاب نہر (خارجیوں) سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ان لوگوں کو تلاش کرو یہ وہی ہیں جن کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور ان میں ضرور ایک ناقص الید آدمی ہوگا تو ہم نے اسے تلاش کیا اور وہ ہمیں مل گیا اور ہم اسے پکڑ کر ان کے پاس لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، یہاں تک کہ اس کے قریب کھڑے ہو کر دیکھا اور تین مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

پھر فرمایا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ گھمنڈ کرو گے تو میں تم کو وہ بات بتاتا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ان لوگوں کے بارے میں مطلع کرایا جو ان خارجیوں کو قتل کریں گے۔ میں نے عرض کیا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نہیں سنا ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رب کعبہ کی قسم! میں نے سنا ہے اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

﴿مسلم﴾

ازارقہ جہنم کے کتے ہیں:

حضرت سعید بن جمہان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: تیرا باپ کیا ہوا؟ میں نے کہا: ان کو ازارقہ نے قتل کر دیا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ ازارقہ پر لعنت کرے ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث فرمائی کہ ازارقہ جہنم کے کتے ہیں۔

﴿حاکم﴾

فرقہ روافض، قدریہ، مرجیہ اور زنادقہ کی خبر دینا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے باپ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے، ان سے یہود نے بغض و عداوت کی یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان رکھا اور ان سے نصاریٰ نے اس حد تک محبت کا دعویٰ کیا کہ ان کو اس منزلت تک پہنچایا جو ان کے شایان شان نہ تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! میرے بارے میں دونوں گروہ ہلاک ہوں گے وہ بھی جو بہت زیادہ محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور میری طرف اس چیز کی نسبت کرتا ہے جو مجھ میں نہیں ہے اور وہ بھی جو مجھ سے بغض و عداوت رکھتا ہے اور مجھ پر عیب لگانے اور مجھ پر بہتان رکھنے پر ابھارتا ہے۔

﴿عبداللہ بن احمد زوائد المسند، بزار، ابویعلیٰ، حاکم﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے ایک قوم ہوگی جس کا نام رافضہ ہوگا وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔

(بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ ان کی امت میں قدریہ اور مرجیہ

ہوئے ہیں جو نبی پر ان کی امت کے معاملہ کو پراگندہ کر دیتے ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قدریہ اور مرجیہ اس امت کے مجوسی ہیں۔ (طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے دو گروہ ایسے ہوں گے جن کا حصہ اسلام میں نہیں ہے۔ ایک قدریہ ہے، دوسرا مرجیہ۔

(طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے اور ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ممکن ہے کہ تم اس زمانہ تک زندہ رہو اور ایسی قوم پاؤ جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہوئے کہے کہ گناہ اس کے بندوں پر ہیں جب تم ان کو پاؤ گے تو ان سے کنارہ کش ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔

﴿طبرانی الکبیر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں مسخ (عقول) ہوگا اور وہ مسخ تقدیر کے جھٹلانے والوں اور زندیقوں پر ہوگا۔

﴿احمد﴾

بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے معاملہ اعتدال پر رہیں گے جب تک کہ وہ مشرکوں کے بچوں کے بارے میں (کہ وہ اہل جنت میں یا اہل جہنم) اور قدر کے بارے میں کلام نہیں کریں گے۔

﴿طبرانی، بزار﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امت کے برے لوگوں کا آخری کلام قدر میں ہوگا۔

﴿بزار، طبرانی اوسط﴾

بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں مسخ اور قذف ہوگا اور وہ اہل زندقہ پر ہوگا۔

﴿احمد﴾

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میری امت مضبوطی کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہے گی جب تک کہ وہ قدر کو نہ جھٹلائیں، اس وقت ان کی ہلاکت ہوگی۔

﴿طبرانی﴾

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے مقام وفات کی خبر دینا:

حضرت یزید بن اصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں بیمار ہوئیں تو انہوں نے فرمایا: مجھے مکہ مکرمہ سے باہر لے جاؤ کیونکہ میری وفات مکہ مکرمہ میں نہیں ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ مکہ مکرمہ میں فوت نہ ہوں گی تو لوگ لے کر چلے یہاں تک کہ جب مقام سرف میں اس جگہ پہنچیں جس درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد کیا تھا تو وہ رحلت فرما گئیں۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا، اے ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ! جس دن تم ایسے لوگوں پہ گزرو گے جنہوں نے جانوروں کو بغیر دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا ہوگا اور تم کہو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے اور وہ کہیں گے ہمارے سامنے کوئی ایسی آیت لائیے جو خاص اس بارے میں نازل ہوئی ہو (گویا وہ قول رسول کی حجیت کا انکار کریں گے اور صرف قرآن پر اس کا دعوی کریں گے۔)

چنانچہ ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں پر گزرے جنہوں نے مرغیوں کو دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا تھا تو انہوں نے ان کو اس سے منع کیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بارے میں نازل شدہ کوئی آیت پڑھ کر سنائیے یہ سن کر ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

﴿محمد بن ربیع جیزی من دخل مصر من الصحابہ﴾

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خیبر کے سردار سے فرمایا تمہارا خیال ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھول گیا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارا اونٹ تمہیں شام میں چھوڑ جائے گا پھر ایک دن پھر ایک دو دن تک وہ اونٹ تمہیں چھوڑے رکھے گا۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص ہوگا جو مرنے کے بعد کلام کرے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ربعی بن خراش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا بھائی ربیع فوت ہو گیا۔ وہ ہم میں گرمی کے دنوں میں زیادہ روزہ دار اور سردی کی راتوں میں زیادہ قیام کرنے والا تھا۔ میں نے اس کے جسد پر چادر ڈالی تو ہنسنے لگا، اس پر میں نے کہا: اے بھائی! کیا مرنے کے بعد بھی (دنیاوی) زندگانی ہے؟
اس نے کہا: نہیں بات یہ ہے کہ میں اپنے رب سے ملا اور میرا رب مجھ سے روح و ریحان اور ایسے وجہ کریم کے ساتھ ملا جو غضب ناک نہ تھا میں نے پوچھا تم نے امر کو کیسا دیکھا۔ اس نے کہا: جتنا تم گمان کر سکتے ہو۔ اس سے زیادہ آسان میں نے دیکھا۔ اس کے بعد یہ واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ربیع رضی اللہ عنہ نے سچ کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور وہ خیر التابعین سے ہو گا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

فائدہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کی بکثرت سندیں ہیں جن کو میں نے "کتاب البرزخ" میں مرنے کے بعد کلام کرنے والوں کی خبروں کے ضمن میں جمع کیا ہے۔

سنت سے بے اعتنائی اور آیات متشابہات میں بحث:

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خبردار! مجھے کتاب الٰہی اور اس کے ساتھ اس کی مثل (حدیث وسنت) دی گئی ہے خبردار ایک آدمی ہو گا جو پیٹ بھرا اور اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہو گا۔ وہ کہے گا تم پر یہ قرآن ہی لازم ہے لہٰذا قرآن میں جو چیز تم حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو تم حرام پاؤ اسے حرام جانو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو میں ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہو، اس کے سامنے میرا کوئی ایسا حکم آئے جسے میں نے حکم دیا ہو یا ایسی مخالفت آئے جس کی میں نے مخالفت کی ہو اور وہ کہے کہ ہم نہیں جانتے ہمیں تو وہی لازم ہے جو کتاب اللہ میں پائیں ہم اسی کا اتباع کریں گے۔

﴿ابوداؤد، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے آیہ کریمہ "هُوَ الَّذِىٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ" (سورۂ آل عمران) تلاوت کر کے فرمایا جب تم لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے متشابہات کا اتباع کریں تو یہ لوگ وہی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فاحذروهم" ان سے بچو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس طرح نقل کیا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو اس کے ساتھ جدال کرتے ہیں۔ ابوایوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل ہوا میں سے کسی ایک کو ایسا نہیں جانتا جس نے متشابہات کے ساتھ جدال نہ کیا ہو۔

حضرت محمد بن زبید بن ابی زیاد ثقفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ آیا اس پر اور اس پر کہ میں ہمیشہ حق بات کہوں گا، آپ کی بیعت کرتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قیس رضی اللہ عنہ! تم ایک زمانے تک زندہ رہو گے اور میرے بعد ایسے لوگ تمہیں ملیں گے جن کے ساتھ حق بات کہنے کی تمہیں استطاعت نہ ہوگی۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میں کسی بات پر آپ کی بیعت نہ کروں گا مگر یہ کہ آپ کے عہد کو پورا کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہیں کوئی بشر نقصان نہیں پہنچائے گا، چنانچہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ، زیاد بن ابوسفیان اور اس کے بیٹے عبیداللہ کی عیب چینی کرتا تھا۔ عبیداللہ کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے قیس رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور کہا تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرتا ہے اور قیس نے کہا: نہیں لیکن اگر تو چاہے تو میں اسے بتا دوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرتا ہے اور جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کو چھوڑ رکھا ہے؟ عبیداللہ نے پوچھا: وہ کون ہے؟ قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ہے اور تیرا باپ ہے اور وہ شخص ہے جس نے تم دونوں کو حکم دیا ہے۔ اس کے بعد قیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کون سی بات ہے جس کا میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کیا ہے؟ عبیداللہ نے کہا: تو یقین رکھتا ہے کہ کوئی بشر تجھے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! میں یقین رکھتا ہوں۔ عبیداللہ نے کہا: آج تو جان لے گا کہ تو کتنا جھوٹا ہے۔ عبیداللہ نے حکم دیا کہ عذاب والے عذاب کے سامان کے ساتھ میرے پاس لاؤ۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ دیکھ کر قیس رضی اللہ عنہ جھک گیا اور مر گیا۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

انصار مدینہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا: تم لوگ میرے بعد تقسیم اور امر میں ناگواری دیکھو گے لہٰذا تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت مقسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کوئی اپنی حاجت بیان کی مگر انہوں نے اس سے جفا کی اور ان کی طرف سر تک نہ اٹھایا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دیدی ہے کہ ہمیں ان کے بعد ناگوار باتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسی صورت میں تمہیں کیا حکم دیا گیا ہے؟ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں صبر کا

حکم دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اب صبر و کرو۔ یہ سن کر ابوایوب رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور قسم اٹھائی کہ ان سے کبھی بات نہ کروں گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت حسن بن حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ انصار کا ایک قبیلہ تھا ان کیلئے رسول اللہ ﷺ کی دعا پہلے سے تھی۔ جب ان میں سے کوئی مرتا تو بادل آتا اور اس کی قبر پر بارش برساتا تھا، چنانچہ اس انصاری قبیلہ کا ایک غلام فوت ہوا۔ مسلمانوں نے کہا: آج ضرور دیکھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے: "**مولی القوم انفسھم**" (قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے) چنانچہ جب اس غلام کو دفن کیا گیا تو بادل آیا اور وہ اس کی قبر پر برسا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا علم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ علم کا ظرف (برتن) ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو ہم سے زیادہ جاننے والے اور آپ کی حدیث کو ہم سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

آنے والی قوم کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے بعد ایسے آئیں گے جو تمنا رکھیں گے کہ کاش کہ میری حدیث کو اپنی آل و اولاد اور مال کے بدلے خرید سکتے۔

﴿حاکم﴾

اخصیاء کے بارے میں فرمان:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک قوم آئے گی جن کو اخصیاء یعنی خواجہ سرا کہا جائے گا لہٰذا تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

﴿ابن عدی، دارقطنی الافراد، ابن عساکر﴾

شُرطی کی خبر حضور نبی کریم ﷺ نے دی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: توقع ہے کہ تمہاری عمر اتنی طویل ہو کہ تم ایسی قوم کو دیکھو جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑا ہوا۔ وہ لوگ اللہ کے غضب میں صبح کریں گے اور شام بھی اس کی ناراضگی میں کریں گے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم دو قسم کے ہوں گے جن کو تم نے نہیں دیکھا ایک قسم تو وہ ہوگی جن کے ساتھ گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے اور اس سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہوگی جو لباس پہنے ہوں گی مگر وہ ننگی ہوں گی۔ (یعنی لباس اتنا باریک ہوگا کہ ان کا جسم نظر آئے گا) اور وہ تھرکنے مسکنے والی اپنے بدن کو ادھر ادھر مٹکانے والی ہوں گی ان کے سر اونٹ کے کوہان کی مانند ہوں گے۔

﴿مسلم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث میں جن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک قول تو یہ ہے کہ یہ عراقی مغنیات یعنی ناچنے گانے والیاں ہیں جو باکرہ ہیں اور بڑے بڑے پگڑ اپنے سروں پر باندھتی ہیں اور ان پگڑوں پر دوپٹے اوڑھتی ہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں ایسے مرد ہوں گے جن کے ساتھ گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے، وہ لوگ صبح بھی خدا کے غضب اور شام بھی خدا کی ناراضگی میں رہیں گے۔

﴿حاکم﴾

اس آگ کی خبر دینا جو حجاز سے بلند ہوگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے وہ آگ نہ نکلے جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، پھر جب ہم واپس آئے تو لوگوں نے مدینہ منورہ میں داخل ہونے میں عجلت کا مظاہرہ کیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ تم لوگ مدینہ کو جس حالت میں پہلے تھا اس سے بہتر حالت پر چھوڑ دو۔ کاش کہ میں جانتا وہ آگ کوہ ورقان سے کب نکلے گی جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کی جائیں گی۔

﴿حاکم﴾

فائدہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ آگ جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی ۶۵۴ ہجری میں نکلی تھی۔

بصرہ اور کوفے کے بارے میں فرمان نبویؐ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جس کا نام بصرہ ہے وہ باعتبار قبلہ زیادہ صحیح ہے، وہاں بکثرت مسجدیں ہوں گی اور کثرت کے ساتھ اذانیں دی جائیں گی وہاں سے اتنی بالائیں دور کی جائیں

گی کہ اتنی تمام شہروں سے دور نہ کی جائیں گی۔

﴿ابونعیم﴾

دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کوفہ کا ذکر کیا اور آپ نے بیان کیا ان لوگوں پر عظیم بلائیں نازل ہوں گی اس کے بعد اہل بصرہ کا ذکر کیا اور فرمایا: اہل بصرہ باعتبار قبلہ اعتدال پر رہیں گے اور ان میں اذان دینے والے کثرت سے ہوں گے جس امر کو وہ ناگوار جانیں گے اللہ تعالیٰ ان سے ان کو دور کرے گا۔

﴿احمد زوائد الزہد، ابونعیم﴾

حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر وہ جہاں بحرین ملتے ہیں اور ایک شہر وہ جو جزیرہ میں ہے اور ایک شہر وہ جو شام میں ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ بہت سے شہروں کو آباد کرو گے مگر ان میں ایک شہر ایسا ہوگا جس کا نام بصرہ ہے اس میں خسف زمین میں دھنس جانا اور مسخ واقع ہوگا۔

﴿ابونعیم﴾

تعمیر بغداد کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: دجلہ دجیلہ اور صراۃ قطربل کے درمیان ایک شہر بسایا جائے گا اور اس شہر میں روئے زمین کے جبابرہ جمع ہوں گے اور اس کی طرف روئے زمین کا خراج آئے گا اور وہ سرزمین دھنسنے میں زمین شور میں میخ گھس جانے سے زیادہ سریع ہوگی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرق کی دونوں نہروں کے درمیان شہر بسایا جائے گا اور اس کی طرف روئے زمین کے خزانے اور دفینے لائے جائیں گے۔ اس شہر کے رہنے والے مخلوق الٰہی میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تلوار کے عذاب کے بعد انہیں دھنسا دے گا۔

﴿ابونعیم﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ شہر یعنی بغداد دوسرے قرن میں بسایا گیا اور ساتویں قرن (صدی) میں تاتاریوں کی طرف سے تلوار کے شدید عذاب میں مبتلا ہوا اور اب اس کا دھنسا باقی رہ گیا ہے۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کیلئے نصف دن کا مقرر کیا جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہرگز ہرگز مجھے عاجز

نہ کرے گا۔ صحابہ نے پوچھا نصف دن کتنا ہے۔ فرمایا: پانچ سو سال کا۔

﴿حاکم﴾

امت کے اس گروہ کی خبر دینا جو تا قیامت حق پر رہے گا:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت ہمیشہ قائم رہے گی اور مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ دین پر جنگ کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

﴿احمد، حاکم﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہ کر دین کی مدد کرتی رہے گی، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت اس دین پر ہمیشہ قائم رہے گی کسی خلاف کرنے والے کی مخالفت انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے۔

﴿بزار﴾

ہر صدی کے آغاز پر مجدد ہونے اور خروج دجال کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آغاز پر ایسا شخص پیدا فرمائے گا جو اسکے دین کو امت کیلئے تازہ کرے گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت صعب بن حبثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ دجال کا خروج اس وقت تک نہ ہوگا جب تک لوگ اس کے ذکر سے غافل نہ ہو جائیں، یہاں تک کہ آئمہ بھی اس کے ذکر کو منبروں پر چھوڑ دیں گے۔

﴿احمد، زوائد المسند﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم نے اپنے زمانے میں کسی خطیب کو نہیں دیکھا ہوگا کہ اس نے منبر پر اس کا ذکر کیا ہو۔

اچھے لوگ ختم ہو جائیں گے:

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے خشک یا تر کھجوریں لائیں گئیں اور سب نے مل کر اسے کھایا۔ یہاں تک کہ بجز گٹھلیوں کے کچھ باقی نہ رہا اور

وہ گٹھلیاں کسی کام کی نہ تھیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا بات ہے؟ یکے بعد دیگرے اچھے لوگ ختم ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی باقی نہ رہے گا بجز ان کے جو ان گٹھلیوں کی مانند بیکار ہیں۔

﴿حاکم﴾

امت کے وہ احوال جو فرمان نبوی کے مطابق پورے ہوئے:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگ تو نبی کریم ﷺ سے خیر و نیکی کی باتیں پوچھا کرتے تھے مگر میں آپ سے شر و فساد کی ہی باتیں پوچھا کرتا تھا۔ اس خوف سے کہ مجھے اس سے سابقہ نہ پڑ جائے۔

چنانچہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم زمانہ جاہلیت اور شر و فساد میں تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خیر کے ساتھ ہمارے پاس بھیج دیا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ فرمایا: ہاں ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہے؟ فرمایا: ہاں ہے۔ مگر اسکے ساتھ دخن ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ دخن (شدہ چیز) یعنی بے دینی کیا ہے؟

فرمایا: وہ میری سنت کو چھوڑ کر چلیں گے اور میری ہدایت کے سوا اور راستہ اختیار کریں گے۔ اس سے وہ پہچانے جائیں گے اور ان کو برا جانا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس کے بعد بھی شر ہے؟ فرمایا: ہاں ہے۔ وہ جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے جو ان کی بات مان لے گا وہ انہیں جہنم میں ڈال دیں گے۔

میں نے عرض کیا: مجھے ان لوگوں کی صفت بتائیے۔ فرمایا: اچھا سنو! وہ لوگ ہماری ہی طرح گوشت پوست کے ہوں گے اور ہماری ہی زبانوں میں کلام کریں گے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پہلا شر جس کے بعد خیر ہے وہ ارتداد ہے جو رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد واقع ہوا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنو سلیم اپنی کان سے سونے کا ٹکڑا لائے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کانیں ہوں گی۔ ایک روایت میں ہے کہ معاون ظاہر ہوں گے اور اشرار خلق اس کے گرد جمع ہوں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ امتیں تمہارے پاس جمع ہوں گی جس طرح کھانے والے طباق کے گرد جمع ہوتے ہیں کسی کہنے والے نے کہا: اس دن ہم کم تعداد میں ہوں گے۔ فرمایا: نہیں! بلکہ تم کثیر تعداد میں ہو گے لیکن غایت درجہ ذلیل و پست ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور

تمہارے دلوں میں کمزوری و بزدلی ڈالدے گا۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ وہ بزدلی و کمزوری کیا ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے کراہت۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی مال کے لینے میں اسکی پرواہ نہ کرے گا کہ حلال طریقہ سے آیا ہے یا حرام ذرائع سے۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی پر وہ دن ضرور آئے گا کہ اگر وہ مجھے دیکھے اور پھر وہ دیکھے تو اسے اہل وعیال کے دیکھنے سے زیادہ میرا دیکھنا محبوب ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمنا رکھتا ہوں کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا: تم میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی تو وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے ہیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ براہ راست مجھ سے سنتے ہو اور تم سے دوسرے لوگ حدیث سنیں گے اور تمہارے سننے والوں سے اور دوسرے لوگ سنیں گے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب کو حدیث پہنچائے، ممکن ہے جس کو وہ پہنچائے ان سننے والوں میں سے کوئی شخص ان سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہارون عبدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے وصیت کے لوگو! مرحبا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث فرمائی کہ آفاق سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے اور وہ دین میں تفقہ کے طالب ہوں گے تو تم لوگ ان کے ساتھ خیر کی وصیت کرنا۔

(ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مانند حدیث روایت کی ہے۔)

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو عالم کے سینوں سے نکال کر قبض نہیں فرماتا بلکہ علماء کو قبض کر کے علم کو قبض کرتا ہے، جب علماء باقی نہ رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے

جس سے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تب ابنائے فارس کے لوگ وہاں سے بھی علم ضرور حاصل کرلیں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان سے کسی شخص نے کوئی بات پوچھی میں اسے نہ سمجھ سکا۔ اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر، اس مسئلہ کو دو شخصوں نے پوچھا اور یہ تیسرا شخص ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جن کے سبب سوال بلند ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اسے (معاذ اللہ) کس نے پیدا کیا۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی امت کے اندیشوں میں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے وہ نمازوں کو ان کے اوقات سے تاخیر کر کے پڑھیں گے اور نمازوں کو ان کے اوقات سے تعجیل کر کے پڑھیں گے یا تو بہت زیادہ دیر کر کے یا بہت جلد۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دین اتنا پھیلے گا کہ دریاؤں سے تجاوز کر جائے گا اور یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیں گے اسکے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو قرآن کی تلاوت کرے گی اور وہ کہیں گے ہم نے قرآن پڑھا ہے، ہم سے زیادہ پڑھا ہوا کون ہے اور ہم سے زیادہ فقیہ اور عالم کون ہے؟ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ان لوگوں میں خیر ہوگی؟ ہرگز نہیں یہ لوگ تو جہنم کے ایندھن ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ عجم کے خزائن سے تمہارے ہاتھوں کو بھر دے، اس کے بعد وہ شیر ہو جائیں گے اور وہ تم سے جنگ کریں گے اور تمہارے مال غنیمت وہ کھائیں گے۔

اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے اس کی مانند اور بزار و طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

﴿احمد، بزار، طبرانی، ابونعیم، حاکم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک قطعہ زمین کو

دیکھ کر فرمایا: اس قطعہ میں ایسی بکثرت قسمیں ہوں گی جو اللہ تعالیٰ سے صعود نہیں کریں گی۔ میں نے آج تک اس جگہ نخاسہ (بازار مویشی وغیرہ) ہی دیکھا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے بعد تم پر ایسے حکمران آئیں گے جن کو تم معروف کی کہو گے اور وہ ان کو منکر خیال کریں گے اور جن کو تم منکر جانو گے وہ ان کو معروف سمجھیں گے تو تم میں سے جو کوئی ایسے حکمران کو پائے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس شخص کی اطاعت نہیں ہے۔

﴿حاکم﴾

کتاب اللہ کو نہ چھوڑنا:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ عطیات کو لو جب تک کہ وہ عطیہ ہو اور جب وہ دین کے خلاف رشوت بن جائے تو اسے نہ لو۔ میری اس ہدایت کے باوجود تم لوگ اسے نہ چھوڑو گے اور فقر و فاقہ کے خوف سے اس سے باز نہ آؤ گے۔ سن لو! ایمان کی چکی گردش میں ہے جس طرف کتاب اللہ ہو، اس طرف تم گھوم جاؤ، خبردار سنو لو! بادشاہ اور کتاب اللہ دونوں جدا جدا ہو جائیں گے تو تم لوگ کتاب اللہ کو نہ چھوڑنا۔ خبردار آگاہ رہو! تم پر ایسے حکمران آئیں گے کہ تم نے ان کی اطاعت کی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو تم قتل کر دیئے جاؤ گے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ایسے زمانے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس زمانہ میں وہ کرنا جو حضرت عیسیٰ کے اصحاب نے کیا۔ انہیں سولی پر چڑھایا گیا اور آروں سے انہیں چیرا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مرنا خدا کی معصیت میں جینے سے بہتر ہے۔

﴿ابن راہویہ﴾

حضرت حجر بن عدی نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام کچھ اور رکھیں گے۔

﴿ابن قانع﴾

دین فروخت ہوگا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دن رات کا یہ سلسلہ اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک کھڑا ہونے والا کھڑے ہو کر یہ نہ کہے کہ ایک مٹھی بھر درہم کے بدلے اپنے دین کے ہمارے ہاتھ کون فروخت کرتا ہے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

لوگوں کو بکریوں کی مانند دیکھو گے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بصرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ امیر تھے اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔'' تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور یہ کہنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں قبیلہ کے ایک سردار کے بیٹے کا فدیہ لے کر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ وہ ہے اور ایک کے باپ کو جا کر یہ دیدو۔

میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! یہ فدیہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم آل محمد کیلئے جو اولاد اسمٰعیل میں سے ہیں سزاوار نہیں ہے کہ ہم کسی کی جان کی قیمت کھائیں۔ اس کے بعد فرمایا: مجھے قریش پر کوئی خوف نہیں ہے مگر ان کی اپنی ہی جانوں سے۔

میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! قریش کیلئے کیا خوف ہے؟ فرمایا: اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم ان کو اس جگہ دیکھ لو گے حتی کہ لوگوں کو ان بکریوں کی مانند دیکھو گے جو دو حوضوں سے پانی پیتی ہیں کبھی ایک حوض سے اور کبھی دوسرے حوض سے۔

لہٰذا اب میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں اور اسی سال میں نے دیکھا کہ یہ لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ یہ صورتحال دیکھ کر مجھے رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان یاد آ گیا۔

﴿احمد﴾

جنت کی خوشبو سے محروم لوگ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی سیاہی سے خضاب کریں گے جیسے پرندوں کے پوٹے رنگیں ہوتے ہیں وہ لوگ جنت کی بو بھی نہ سونگھیں گے۔

﴿احمد﴾

حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ ایک گھڑی تک کھڑے انتظار کرتے رہیں گے مگر وہ کسی امام کو نہ پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے۔

﴿ابن سعد، ابن ماجہ﴾

امت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو تین خوف:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں ایک یہ کہ ستاروں سے بارش چاہیں گے،

دوسرے یہ کہ ان پر سلطان ظالم ہوگا تیسرے یہ کہ وہ تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

﴿احمد، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے امت پر اندیشہ ہے کہ وہ قدر (تقدیر) کو جھٹلائیں گے اور ستاروں کی تصدیق کریں گے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی امت کے خوف سے میں سے ایک خوف یہ ہے کہ آخر زمانے میں ستاروں کی تصدیق کریں گے اور تقدیر کی تکذیب کریں گے اور سلطان کا ان پر ظلم ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

جنادہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاہلیت کے تین فعل ایسے ہیں جن کو اہل اسلام ترک نہیں کریں گے۔ ستاروں سے پانی مانگنا، نسب میں طعن کرنا، اور مردے پر واویلا کرنا۔

﴿تاریخ بخاری، ابن سعد، ابن سکن، طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں: (۱) عالم کا بھٹکنا، (۲) منافق کا قرآن کے ساتھ جھگڑنا، (۳) قدر کا جھٹلانا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہر امت کے کی ایک مدت مقرر ہے اور میری امت کی مدت سو سال ہے۔ جب میری امت پر ایک صدی گزر جائے گی تو جس چیز کا اللہ تعالیٰ کا ان سے وعدہ ہے وہ آجائے گی۔

۞ ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس سے مراد فتنوں کی کثرت ہے۔

﴿ابویعلیٰ، طبرانی﴾

دین کے اقبال بھی ہیں اور ادبار بھی:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس دین کیلئے اقبال بھی ہے ادبار بھی، آگاہ رہو۔

اس دین کا اقبال یہ ہے کہ سارا قبیلہ دین میں تفقہ رکھے گا یہاں تک کہ تفقہ فی الدین میں کوئی نہ بچے گا۔ بجز ایک یا دو فاسقوں کے اور وہ قبیلہ میں ذلیل وخوار ہوں گے، اگر وہ بات کریں گے تو قہر کیا جائے گا اور ان پر غضب ہوگا اور اس دین کا ادبار یہ ہے کہ سارا قبیلہ جفا شعار ہوگا، اس سے کوئی نہ بچے گا مگر یہ کہ ایک یا دو فقیہ ہوں گے اور وہ دونوں ان لوگوں میں ذلیل ہوں گے اگر کلام کریں گے تو قہر کیا جائے اور ان پر غضب ہوگا اور یہ بھی اس کے ادبار میں سے ہے کہ بعد والے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت وملامت کریں گے حالانکہ خود انہیں پر لعنت حلال ہوگی حتیٰ کہ وہ علانیہ شراب پئیں گے یہاں تک کہ ایک

عورت قوم پر گزرے گی اور ایک آدمی اس قوم میں سے کھڑا ہوگا اور وہ اس عورت کا دامن اس طرح اٹھائے گا جس طرح بھیڑ کی دم اٹھائی جاتی ہے، اس وقت کوئی کہنے والا یہ کہے گا کہ تم نے اس عورت کو دیوار کے پیچھے کیوں نہ چھپالیا، اس دن ان لوگوں میں یہ کہنے والا شخص ایسا ہوگا جیسے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ آج تم میں ہیں، لہٰذا اس دن جو معروف (بھلائی) کا حکم دے گا اور منکر (برائی) سے باز رہنے کی تلقین کرے گا، اس کیلئے پچاس ایسے صحابیوں کا اجر ہوگا جنہوں نے مجھے دیکھا اور وہ مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری اطاعت کی اور میری بیعت کی۔

﴿طبرانی﴾

عورتیں سرکشی کریں گی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگیا جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی اور تمہارے جوان فسق وفجور کریں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ایسا زمانہ آنے والا ہے؟ فرمایا: ہاں بلکہ اس سے اشد ہوگا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگ جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دو گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ایسا ہوگا؟ فرمایا: ہاں بلکہ اس سے اشد۔ فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب تم معروف کو منکر اور منکر کو معروف دیکھو گے۔

﴿ابویعلی، طبرانی اوسط﴾

مسجد میں دنیاوی باتیں ہوں گی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا وہ اپنی مسجدوں میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے لیکن ان کی غرض خالص دنیاوی ہوگی اور انہیں اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہ ہوگی تو ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔

﴿حاکم﴾

علماء سے بغض کا وبال:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان اپنے علماء سے بغض رکھیں گے اور اپنے بازار کی عمارتوں کو ظاہر کریں گے اور روپیہ جمع کرنے کی غرض سے نکاح کریں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو چار باتوں میں مبتلا کردے گا: (۱) زمانے میں قحط سالی عام ہوگی، (۲) بادشاہ کا ظلم ہوگا، (۳) حکمران طبقہ خیانت کرے گا، (۴) اور دشمن کی صولت ان پر ہوگی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت کے آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو اونچی اونچی سواریوں پر سوار ہوں گے یہاں تک کہ مسجدوں کے دروازوں پر آئیں گے، ان کی عورتیں ایسا لباس پہنیں گی کہ وہ ننگی ہوں گی، (یعنی اس قدر باریک لباس ہوں گے کہ

جسم نظر آئے گا) اوران کے سروں پر اونٹ کی مانند پگڑ ہوگا۔ (جیسے اونٹوں کے کوہان ہوتے ہیں۔)

﴿حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ان میں دھنسنا، مسخ ہونا اور پتھر مارنا واقع نہ ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! یہ کب واقع ہوگا؟ فرمایا: جب تم دیکھو کہ عورتیں اونچے بالا خانوں پر ہوں اور گانے والیوں کی کثرت ہو۔ جھوٹی گواہیاں دی جائیں اور نماز پڑھنے والے مشرکین کے سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پئیں۔ مرد مردوں سے اور عورتوں سے مستغنی ہوں۔

﴿حاکم﴾

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ امت شریعت پر ہمیشہ قائم رہے گی جب تک ان میں یہ تین باتیں ظاہر نہ ہوں، جب تک علم ان سے قبض نہ کیا جائے اور ان میں خبیث اولاد کی کثرت نہ ہو اور ان میں سقاروں کا ظہور نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! سقاروں کیا ہے؟ فرمایا: وہ لوگ ہیں جو آخر زمانہ میں ہوں گے بوقت ملاقات ان کی تحیت باہم لعنت ہوگی۔ (دعا اسلام کے بجائے ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے۔)

﴿حاکم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت فنا نہ ہوگی جب تک میں ان میں تمایز (گروہ بندی)، تمایل (فتنہ فساد) اور معامع (جنگ و جدل) کا ظہور نہ ہو۔ میں نے عرض کیا: تمایز (گروہ بندی) کیا ہے؟ فرمایا: عصبیت، جسے میرے بعد لوگ اسلام میں پیدا کریں گے میں نے پوچھا تمایل (فتنہ وفساد) کیا ہے؟ فرمایا: ایک قبیلہ کا دوسرے قبیلہ پر اس طرح مائل ہو جانا کہ اس کی کی حرمت کو حلال جانیں، میں نے پوچھا معامع کیا ہے؟ فرمایا: ایک شہر کے لوگوں کا دوسرے شہر میں جانا اور برسر پیکار ہو جانا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی سیڑھی کے ایک ایک کر کے ڈنڈے ٹوٹ جائیں گے، جب بھی ایک ڈنڈا ٹوٹے گا تو لوگ اسکے متصل ڈنڈے کو پکڑ لیں گے۔ اسلام کی سیڑھی کا پہلا ڈنڈا ٹوٹنا نقص حکم ہے اور اس کا آخری ڈنڈا نماز ہے۔

﴿احمد، طبرانی، حاکم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پیچھے صبر کے ایام ہیں۔ ان دنوں میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے شعلہ کو ہاتھ میں پکڑنا۔ اس زمانے میں عمل کرنے والے پچاس آدمیوں کا اجر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا ہم میں سے کے پچاس آدمیوں کا اجر ملے گا یا ان میں کے؟ فرمایا: تم میں کے۔ (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت کی ہے۔)

﴿بزار، طبرانی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم کسی شخص کی اولاد کی کمی پر رشک کرو گے جس طرح تم آج مال و اولاد کی کثرت پر رشک کرتے ہو۔ یہاں تک کہ تم میں کا ایک شخص اپنے بھائی کی قبر پر گزرے گا اور وہ اس کی قبر پر اس طرح لوٹے گا جس طرح جانور لوٹتا ہے اور وہ کہے گا کاش میں تیری جگہ ہوتا، اس کا یہ لوٹنا نہ خدا کی طرف شوق کی بنا پر ہوگا اور نہ اپنے بھیجے ہوئے کسی عمل صالح کی بنا پر مگر اس کی وجہ وہ بلائیں ہوں گی جو اس پر نازل ہوں گی۔

﴿بزار، طبرانی، حاکم﴾

آخری زمانہ میں کمینہ شخص دولت مند ہوگا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس زمانے میں سچ کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا گردانا جائے گا اور اس زمانے میں امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جائے گا اور آدمی گواہی دے گا اگر چہ گواہی طلب نہ کی ہو اور آدمی قسم اٹھائے اگر چہ اس سے قسم طلب نہ کی گئی اور کم ظرف اور کمینہ ظرف آدمی دنیاوی جاہ و حشمت اور مال و دولت سے بہرہ اندوز ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ میوہ دار درخت ہیں مگر قریب ہے کہ وہ کانٹے دار درخت ہو جائیں گے اگر تم ان کی بات کا جواب دو گے تو وہ تمہیں جواب دیں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہ چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے بھاگ جاؤ گے تو وہ تمہیں ڈھونڈ لیں گے۔ راوی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ان سے چھٹکارے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا: اپنے فاقہ کے دنوں کیلئے اپنا مال انہیں قرض دو۔ (مطلب یہ کہ خود فاقہ کرو مگر انہیں ضرور دو۔)

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ امر زیادہ نہ ہوگا مگر شدت میں اور مال زیادہ نہ ہوگا مگر اضافہ میں لوگ زیادہ نہ ہوں گے مگر بخل میں۔ قیامت قائم نہ ہوگی مگر شریر اور بدوں پر۔

﴿طبرانی﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: امر المعروف اور نہی عن المنکر کو لوگ کب چھوڑ دیں گے۔ فرمایا: جب تم ایسے ہو جاؤ گے جیسے بنی اسرائیل ہوئے، جب تم میں کے اچھے لوگ تاجروں سے متابعت کریں گے اور تفقہ فی الدین تم میں کے بدوں میں چلا جائے گا اور حکومت چھوکروں میں پہنچ جائے گی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اس

امت کے آخر کے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت کریں گے اور جو حدیث کو چھپائے گا گویا وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کو چھپائے گا۔

﴿ابن ماجہ﴾

آخری زمانہ میں بظاہر بھائی اور باطن میں دشمن ہوگا:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں تو بھائی بنیں گے مگر باطن میں وہ دشمن ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ حالت کیوں ہوگی؟ فرمایا: بعض بعض کی طرف رغبت کرے گا اور بعض بعض سے خوف رکھے گا۔

﴿بزار، طبرانی اوسط﴾

آخری زمانہ کیسا ہوگا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جن کے منہ تو آدمیوں جیسے ہوں گے لیکن ان کے دل، قلوب الشیاطین ہوں گے۔ وہ امر قبیح سے باز رہیں گے، اگر تم ان کی متابعیت کرو گے تو وہ تمہاری مدارات کریں گے اور اگر ان سے کنارہ کش ہو گئے تو وہ تمہیں برا کہیں گے اور اگر تم ان سے بات کرو گے تو وہ تمہیں جھٹلائیں گیا ور اگر تم ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ تمہاری خیانت کریں گے، ان کے بچے بے حیا، بے شرم ہوں گے۔ ان کے جوان شاطر و چالاک ہوں گے، ان کے بوڑھے امر بالمعروف اور نہی المنکر نہ کریں گے۔ ان سے عزت کے ساتھ پیش آنا ذلت ہوگی اور جوان کے ہاتھوں میں ہوگا اسے طلب کرنا محتاجی ہوگی، ان لوگوں میں بردبار شخص کو بداندیش وخطا کار ٹھہرایا جائے گا۔ ان میں نیکی کا حکم دینے والا مہتمم ہوگا۔ ان میں ایماندار مومن کمزور سمجھا جائے گا، ان میں فاسق و فاجر عزت دار ہوگا، ان کی زبان پر بدعت بدعت ہوگی اور جو بدعت ہوگی وہ ان میں سنت کہلائے گی۔ اس وقت ان لوگوں پر بدترین لوگ حاکم بنا دیئے جائیں گے، ان میں سے اچھے لوگ دعا مانگیں گے مگر ان کی دعا مقبول نہ ہوگی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ بھیڑیئے بن جائیں گے اور جو بھیڑیا یا نہ ہوگا اسے بھیڑیئے کھا جائیں گے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی بے بسی اور فسق و فجور میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہوگا، تو جو کوئی ایسے زمانے کو پائے تو اسے چاہیے کہ فسق و فجور کے مقابلے میں عاجزی و بے بسی کو اختیار کرے۔

﴿احمد، ابو یعلی، بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کو گزشتہ امتوں کی بیماریاں پہنچیں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ گزشتہ امتوں کی بیماریاں کیا ہیں؟ فرمایا: عجب مال پر اترانا، بیگانگی، نفسانیت، ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور بخل کرنا، یہاں تک کہ زنا کاری بڑھ جائے گی، اس کے بعد فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

امام احمد، طبرانی رحمہم اللہ نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ذلیل وکمینوں کا دور دورہ نہ ہو۔

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک ایک کر کے صلحاء دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ دنیا میں وہی ناکارہ لوگ رہ جائیں گے جو کھجور کی چھال کی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

اس امت سے جو سب سے پہلے چیز اٹھے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت سے سب سے پہلے جو چیز اٹھے گی وہ حیا اور امانت ہے اور اس امت پر آخری جو چیز رہ جائے گی وہ نماز ہے۔

﴿ابو یعلی﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ ایسے لوگ ہوں گے جو اس طرح اپنی زبانوں سے کھائیں گے جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں عبادت گزار لوگ جاہل ہوں گے اور قاری فاسق ہوں گے۔

﴿حاکم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی امت سے جن باتوں کا میں خوف رکھتا ہوں سب سے زیادہ خوف قوم لوط کے عمل سے ہے۔

﴿حاکم﴾

تین عمل جو پہلی امتوں میں نہ تھے:

حضرت عبید الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہیں صحبت حاصل کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت میں تین عمل ایسے ہوں گے جن کو ان سے پہلی امتوں نے نہیں کیا ہے: (۱) نباشی ''مردوں کا کفن چرانا'' (۲) متسمنی ''خود کو موٹا بنانا''، (۳) اور عورت کا عورت سے جماع کرنا۔

﴿ابو نعیم المعرفہ﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے کہ وہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر دنیاوی باتیں کریں گے لہٰذا تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿اشعب الایمان﴾

حضرت عمر بن حفص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ بادشاہ سیر و تفریح کیلئے حج کریں گے۔ (مقصود عبادت گزاری نہ ہوگی) اور تونگر لوگ تجارت کیلئے اور محتاج بھیک مانگنے کیلئے حج کریں گے۔

﴿زبیر بن بکار الموفقیات﴾

حضرت بکر بن سوادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور دین میں تفقہ کریں گے۔ شیطان ان کے پاس آکر کہے گا کاش کہ تم سلطان کے پاس جاتے تو تمہاری دنیا سنور جاتی اور تم ان کو اپنے دین کی طرف پھیر لیتے، حالانکہ ایسا نہ ہوگا۔ جس طرح کہ قتاد کے درخت سے کانٹوں کے سوا کوئی پھل نہیں حاصل کر سکتا۔ اسی طرح بادشاہوں کے قرب سے خطا و عصیان کے سوا کسی فائدے کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔

﴿احمد الزہد﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دیندار کا اپنا دین سلامت نہ رہے گا۔ بجز اس شخص کے جو اپنا دین لے کر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک یا ایک پتھر سے دوسرے پتھر تک بھاگ جائے (گویا آبادی سے کنارہ کش ہو جائے) جب ایسا زمانہ ہوگا تو زندگانی بجز اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں گزارنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا جب ایسا ہوگا تو یہی انجام ہوگا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی یا اس کی اولاد کے ہاتھوں ہوگی اور اگر اس کی بیوی اور اولاد نہ ہو تو اس کی ہلاکت اسکے ماں باپ کے ہاتھوں سے ہے اور اگر اس کے ماں باپ نہ ہوں تو اس کی ہلاکت اس کے قربت داروں اور اس کے ہمسایوں کے ہاتھوں سے ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیونکر ہوگا؟ فرمایا: یہ لوگ معیشت کی تنگی پر عار دلائیں گے جس وقت وہ عار دلائیں گے تو آدمی خود کو اس مقام پر لے آئے گا جہاں اس کی ہلاکت واقع ہوگی۔

﴿بیہقی الزہد﴾

قیامت کی نشانیاں اور ان کا ظہور

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت جڑ پکڑ جائے گی، شراب نوشی عام ہوگی اور زنا کاری ظاہر ہوگی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک اعرابی نے عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے پوچھا: امانت کا ضیاع کیسے ہوگا؟ فرمایا: جب امر، غیر اہل کو سونپ دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: "**مالمسئول عنها باعلم من السائل**" البتہ میں اس کی نشانیاں تمہیں بتاتا ہوں جب تم دیکھو کہ باندی نے اپنے مالک کو جنا ہے تو یہ اس کی نشانی ہے اور جب تم برہنہ پاؤں اور گونگے بہروں کو زمین کا بادشاہ دیکھو تو یہ اس کی ایک نشانی ہے اور جب تم دیکھو کہ جانور چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنا رہے ہیں تو یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرب قیامت عین مکر وفریب کے سن ہوں گے جن میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا اور خائن امانت دار ہوگا اور امانتدار خائن ان سالوں میں رویبضہ گویا ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: رویبضہ کیا ہے؟ فرمایا: حقیر وخسیس آدمی عام لوگوں کے معاملات میں بحث کرے گا۔

(حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿بزار﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علامات قیامت میں سے ہے کہ فحش وتفحش یعنی بدی کرنا اور بدی کا حد سے بڑھنا اور قطع رحمی اور امین کو خائن بتانا اور خائن کو امین کہنا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ اولاد غصہ ور ہوگی، بارش کم ہو جائے گی، بدلوگوں کا دور دورہ ہوا اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ اجنبی لوگوں سے تو حسن سلوک ہوگا مگر رحمی رشتہ داروں سے قطعیت ہوگی اور ہر قبیلہ کے منافق قبیلہ کے سردار بن جائیں گے اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ محرابوں کو منقش کیا جائے گا۔ مگر دل ویران وخراب ہوں گے اور قبیلہ میں مسلمان غلام سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ اکتفا کریں گے اور علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ بچوں کی بادشاہت اور عورتوں کی حکومت ہوگی اور ان سے مشورے لیے جائیں گے، دنیا کی ویران جگہیں آباد ہوں گی اور آباد جگہیں ویران ہوں گی۔ آلات موسیقی ڈھول، باجا وغیرہ اور شراب نوشی کی فراوانی ہوگی اور زنا سے بکثرت بچے پیدا ہوں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کیا وہ لوگ مسلمان ہوں گے؟ فرمایا: ہاں مسلمان ہی ہوں گے۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا شوہر بیوی کو طلاق دیدے گا پھر وہ مرد اسی فرش پر مقیم رہے گا جب تک یہ دونوں یکجا رہیں گے زنا کرتے رہیں گے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ کتاب اللہ کو عار جانا جائے گا اور دنیا کی مدت سمٹ جائے گی۔ قحط سالی کی وجہ سے پھل کم پیدا ہوں گے۔ امانت دار کو مشکوک اور مشکوک کو امانتدار سمجھا جائے گا اور جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ فتنہ وفساد کی کثرت ہوگی، بغاوت و حسد اور بخل کا غلبہ ہوگا۔ لوگوں کے درمیان امور مختلف ہو جائیں گے۔ خواہشات کی پیروی ہوگی۔ ظن وگمان سے فیصلہ کیا جائے گا۔ علم قبض کر لیا جائے گا اور جہالت عام ہوگی۔ اولاد غصہ ور ہوگی اور سردی میں گرمی ہوگی۔ برائیاں علی الاعلان کی جائیں گی اور زمین کو خون سے سیراب کیا جائے گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ بدعملی، بخل عام ہو جائے گا۔ خائن کو امین اور امین کو خائن کہنے کا ظہور ہوگا اور دعول ہلاک ہوں گے اور تحوت کا غلبہ ہوگا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ! دعول اور تحوت کیا ہے؟ فرمایا: دعول، لوگوں کے چہرے اور ان کے عزت دار لوگ اور تحوت وہ لوگ ہیں جو پست وخوار ہیں۔ جو لوگوں کے پاؤں تلے رہتے تھے جن کی کوئی پرواہ تک نہ کرتا تھا۔

نیز ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ غصہ ور بچے پیدا ہوں گے اور بارش گرمی برسائے گی اور کمینوں کا غلبہ ہوگا اور عزت والے کمتر ہو جائیں گے اور چھوٹے بڑوں پر اور کمینے عزت والوں پر جرأت کریں گے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

تجارت کی بہتات اور مال کی فراوانی قیامت کی نشانیاں ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب زمانہ متقارب ہو جائے گا تو اطلیس کے لباس کی کثرت ہو جائے گی۔ تجارت کی بہتات ہوگی اور مال کی فراوانی ہوگی اور مالدار کی تعظیم اس کے مال کی وجہ سے کی جائے گی۔ فواحش کی کثرت ہوگی اور چھوکروں کی حکومت ہوگی، عورتیں زیادہ ہوں گی اور حکمران ظالم ہوں گے۔ ناپ تول میں کمی ہوگی اور آدمی کتوں کے بچوں کو پالے گا اور کتوں کی پرورش اولاد کی پرورش سے بہتر کی جائے گی۔ بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم نہ ہوا۔ زنا کے بچوں کی کثرت ہوگی۔

﴿طبرانی اوسط، حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ بروں کی عزت وتوقیر ہوگی اور اخیار (نیکوں) کی ذلت و پستی۔ باتوں کے دروازے کھلے ہوں گے اور عمل مفقود ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ چاند کو سامنے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ دوراتوں کا چاند ہے، مسجدیں رہ گزر ہو جائیں گی اور اچانک موت کی کثرت ہوگی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت طلحہ بن ابی حدار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: علامات قیامت میں سے ہے کہ لوگ چاند کو دیکھ کر کہیں گے یہ دوراتوں کا چاند ہے حالانکہ وہ پہلی ہی رات کا ہوگا۔

﴿تاریخ بخاری﴾

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ سرراہ جماع کریں گے جس طرح گدھے جفتی کرتے ہیں۔

﴿بزار، طبرانی﴾

جب ہر قبیلے کا سردار منافق ہوگا:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ کا سردار منافق ہوگا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ آدمی سلام کرے گا اور وہ سلام کا جواب نہیں دے گا مگر جان پہچان والے کو اور تجارت پھیل جائے گی یہاں تک کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرے گی صلہ رحمی منقطع ہو جائے گی اور جھوٹی گواہی دی جائے گی اور سچی گواہی چھپائی جائے گی۔ آدمی مسجد کے قریب سے گزر جائے گا مگر مسجد میں نماز نہ پڑھے گا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی﴾

حضرت عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی سلام نہیں کرے گا مگر اسی کو جسے وہ جانتا ہوگا اور یہاں تک کہ مسجدیں راہ گزر بن جائیں گی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عرب کی زمین سبزہ زاروں اور نہروں سے بدل جائے گی۔ یہاں تک کہ عراق

سے مکہ کا سوار روانہ ہوگا، اسے خوف نہ ہوگا مگر راستہ بھٹکنے کا۔

﴿احمد﴾

سال مہینہ کے برابر ہوگا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمانہ سمٹ جائے گا اور سال مہینہ کے برابر اور مہینہ جمعہ کے برابر اور جمعہ ایک دن کے برابر معلوم ہوگا اور دن اتنی جلدی گزر جائے گا جیسے پھونس کا گٹھر جلتا ہے۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

امت جب چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اسکی ہلاکت لازمی ہوگی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میری امت چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اس کی ہلاکت لازمی ہو جائے گی، (۱) جب ان میں سے ایک دوسرے پر لعنت کا ظہور ہوگا، (۲) اور وہ شراب نوشی کریں گے اور (۳) ریشم کا لباس پہنیں گے اور (۴) لوگوں کو غلام بنالیا جائے گا اور (۵) مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ اکتفا کریں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہوگی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں میں فخر و مباہات کریں گے۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد تم مسجدوں کو اونچا بناؤ گے جس طرح کہ یہود نے اپنے کنیساؤں کو اونچا بنایا اور جس طرح نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں کو بلند بام بنایا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبھی کسی قوم کا عمل اتنا برا نہ ہوا جتنا کہ ان کا جنہوں نے اپنی مسجدوں کو نقش و نگار سے مزین کیا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ کی جائے گی اور دشمن کی غنیمت سے خوشی نہ ہوگی۔

﴿حاکم﴾

فائدہ:

❁ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امر ثانی تو پایا جاتا ہے اور امر اول کے مبادی ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس لیے کہ موجودہ زمانہ کے وزراء نے بہت سے وارثوں کو ان کی میراث سے محروم کر دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسجدیں راہ گزر بن جائیں گی، یہاں تک کہ آدمی جانے پہچاننے والے شخص کو ہی سلام کرے گا۔ یہاں تک کہ بیوی اور اس کا شوہر دونوں تجارت کریں گے۔ یہاں تک کہ گھوڑوں اور عورتوں کی قیمت گراں ہو جائے گی اس کے بعد دونوں ارزاں ہو جائیں گی پھر قیامت تک گراں نہ ہوں گے۔

﴿حاکم بیہقی﴾

جہاد افضل ہے:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی حارثہ کے ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں! کیا تم جہاد نہ کرو گے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے پودے لگائے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے جہاد کیا تو وہ پودے ضائع جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پودوں سے جہاد بہتر ہے۔

راوی نے بیان کیا کہ پھر اس نے جہاد کیا، واپسی پر پودوں کو دیکھا تو وہ نہایت عمدہ احسن پودے تھے۔

﴿دیلمی﴾

قرامطہ کا حجر اسود توڑنا:

حضرت الحسن بن محمد علوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں بچپن میں کوفہ کی جامع مسجد تھا جبکہ قرامطہ (جو کہ ملاحدہ روافض کی قوم تھی اور خلافت عباسیہ میں انہوں نے خروج کیا تھا۔) حجر اسود کو لائے تو اہل کوفہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گویا میں اسود دندانی کو جو کہ حام کی اولاد ہے۔ دیکھ رہا ہوں کہ اس نے میری اس مسجد کے ساتویں کنگرے سے حجر اسود کو گرایا ہے۔ اس کا نام رخمہ ہے۔ (علماء اس کا نام رحمہ حاء کے ساتھ بتاتے ہیں۔

راوی نے بیان کیا جب قرامطہ مسجد کے اندر آئے تو ان کے سردار نے کہا: اے رخمہ اٹھ! تو اسود دندانی (جو کہ اولاد حام سے تھا جیسا کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا۔) اٹھا اور اسے حجر اسود دے کر کہا: اسے مسجد کی چھت پر لے جا اور اوپر سے گرا دے تو وہ حجر اسود کو لے کر مسجد کی چھت پر چڑھا اور وہ پہلے کنگرے کے قریب سے اسے گرانے لگا تو ایک انسان نے دوسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا پھر جب وہ اسے وہاں سے گرانے لگا تو تیسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا۔ یہاں تک کہ وہ ساتویں کنگرے کے پاس پہنچے اور وہاں سے اس نے حجر اسود کو گرا دیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے قول کی صداقت پر لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ کس طرح ان کی غیبی خبر صحیح ثابت ہوئی۔

﴿ابن عساکر﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ خبر دینا رائے زنی کے قبیل سے نہیں کہا جا سکتا۔ بلاشبہ انہوں نے ربانی تائید اور اس کی توفیق سے یہ خبر دی، حالانکہ قرامطہ کا فتنہ اور ان کا حجر اسود کو لینا ۳۱۷ ہجری کا واقعہ تھا۔

سرکار دو عالم ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت اور معجزات کا ظہور

بارش کیلئے دعا کرنا اور فوراً بارش کا ہونا؛

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں لوگوں کو خشک سالی پہنچی۔ حضور نبی کریم ﷺ جمعۃ المبارک کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مال تباہ ہو گیا، بچے بھوک سے مرنے لگے، آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا کیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک دعاء کیلئے اٹھائے۔ حال یہ تھا کہ ہم بادل کا ایک ٹکڑا بھی اس سے پہلے آسمان پر نہیں دیکھ رہے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ابھی آپ دست مبارک نیچے نہیں لائے تھے کہ بادل پہاڑ کی مانند امنڈ کے آ گئے پھر حضور نبی کریم ﷺ نے منبر شریف سے اترے نہ تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک سے بارش کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے تو وہ بارش اس دن بھی برسی اور اس کے دوسرے دن، تیسرے دن اور چوتھے دن بھی یہاں تک کہ دوسرا جمعہ آ گیا پھر وہی اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! مکانات گرنے لگے۔

نبی کریم ﷺ نے دست مبارک دعا کیلئے اٹھائے اور کہا: "**اللهم حوالينا ولا علينا**" اے اللہ! ارد گرد برسے اور ہم پر نہ برسے اور حضور نبی کریم ﷺ ابر کے جس جانب دست اقدس سے اشارہ فرماتے بادل پھٹتا جاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ خشک زمین کی مانند ہو گیا اور چاروں طرف صحرا کے ندی نالوں میں بارش ایک ماہ تک ہوتی رہی اور جدھر سے کوئی آدمی آتا یہی کہتا ایسی عمدہ بارش کبھی نہیں ہوئی۔ اس حدیث کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

مسلم الملائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! ہم آپ کے حضور، اس حال میں آئے کہ ہمارے اونٹوں کی آوازیں نہیں نکلتیں نہ ہمارے بچوں میں رونے کی سکت رہی ہے

✡ اور یہ اشعار کہے:

اتيناك والعذر اندمى لثاتها	و قد شغلت ام الصبى عن الطفل
والقى بكفيه الصبى استكانة	من الجوع ضعفا ما يمر وما يحلى
ولا شئ مما ياكل الناس عندنا	سوى الحنظل القانى و المعلز الغسل
و ليس لنا الا اليك فرارنا	واين فرار الناس الا الى الرسل

ترجمہ: ''ہم اس حال میں آپ کے حضور آئے کہ کنواری لڑکیوں کے تالو خشک ہیں اور بچوں کی مائیں اپنے بچوں سے مایوس ہیں اور بچے بھوک کی وجہ سے ہاتھوں سے اپنے منہ میں ہر کڑوی یا میٹھی چیز کو ڈال لیتے ہیں اور ہم میں سے کسی کے پاس خوراک کی قسم سے کچھ نہیں رہا ہے جسے کھائیں بجز عام اندرائن پھل اور فرومایا علہز کے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ ہم آپ کے حضور حاضر ہیں اور انسان بجز رسولوں کے دربار کے کہاں جاسکتے ہیں۔''

یہ حال زارسن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور آسمان کی جانب دست اقدس اٹھا کر دعا فرمائی:

اللھم اسقنا غیثا مغیثا مریئا مریعا غدقا طبقا عاجلا غیر رائث نافعا غیر ضار چملا به الضرع و تنبت به الزرع و تحیی به الارض بعد موتها و اکذالک تخرجون

خدا کی قسم! دست اقدس ابھی سینہ تک نہیں آئے تھے کہ موسلا دھار بارش برسنے لگی یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے لوگوں نے آکر فریاد کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم غرق ہو گئے، ہم غرق ہو گئے۔ اس وقت آپ نے دست اقدس آسمان کی جانب اٹھائے اور کہا: ''**اللھم حوالینا و لا علینا**'' تو اسی وقت مدینہ سے بادل چھٹ گئے اور نبی کریم ﷺ نے اتنا تبسم فرمایا کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا: للہ در'' اللہ ہی کی بڑی شان ہے۔ کاش ابوطالب زندہ ہوتے تو یہ حال دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! گویا آپ ان کا یہ شعر مراد لے رہے ہیں؟

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للا رامل

بنی کنانہ کے ایک شخص نے نعتیہ اشعار پڑھے:

پھر بنی کنانہ کا ایک شخص کھڑا اور اس نے کہا:

لک الحمد و الحمد ممن شکر — سقینا بوجه النبی المطر
دعا الله خالقه دعوة — الیه و اشخص منه البصر
اغاث به الله علیا مضر — و هذا العیان لذاک الخبر
و کان کما قاله عمه — ابو طالب ابیض ذو غرر
فلم تک الا ککف الرداء — او اسرع حتی راینا الدرر
به الله یسقی صوب الغمام — و من یکفر الله یلقی الغیر

ترجمہ: ''اے خدا! تیری ہی ثنا ہے اور ہر شخص کی طرف سے حمد جس نے تیرا شکر کیا تو نے ہمیں نبی کریم ﷺ کے روئے تاباں کے صدقے میں بارش سے سیراب کیا۔ حضور

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ جو آپ کا خالق ہے دعا کی اور اس کی جانب نظریں اٹھائیں، اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل مضر قبیلہ کی فریاد کو پہنچا وہ خبر شنیدہ تھی اور یہ عینی مشاہدہ ہے۔''

یہ واقعہ اس طرح ہوا جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب نے کہا کہ آپ ایسے حسین و جمیل ہیں کہ آپ کے چہرے سے بادل پانی لیتا ہو جتنی دیر میں چادر بدن سے لپیٹی جاتی ہے۔ یہ واقعہ اس سے بھی کم مدت میں ہوگیا یہاں تک کہ ہم نے موتیوں کو برستا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے طفیل بارش برساتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے وہ غیر حالت میں پڑا رہے گا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ اشعار سن کر فرمایا اگر کوئی شاعر عمدہ کلام کہہ سکتا ہے تو واقعتہً تم نے اچھا کلام کہا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے چاشت کے وقت مسجد میں کھڑے ہوئے اور تین تکبیریں کہیں پھر تین مرتبہ یہ دعا کی:

اللھم استقنا اللھم ارزقنا سمنا و لبنا و شحما و لحما

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر، اے اللہ! ہمیں گھی، دودھ، چربی اور گوشت عطا فرما۔''

ہم نے اس سے پہلے آسمان پر کوئی ابر کا نشان نہ دیکھا پھر ہوا و غبار اٹھا اور مجتمع ہو کر بادل بنا اور خوب زور کی بارش ہونے لگی اور اہل بازار فریاد کرنے لگے مگر نبی کریم ﷺ کھڑے رہے اور راستوں میں پانی بہنے لگا تو میں نے دودھ، گھی، چربی اور گوشت کی کثرت میں اس سے زیادہ کوئی سال نہ دیکھا۔ وہ چیزیں راستہ میں موجود ہوتیں مگر خریدنے والا کوئی نہ ہوتا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ربیع بن معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ کے ایک سفر میں بیٹھے ہوئے تھے جب لوگوں کو پانی کی ضرورت لاحق ہوئی تو انہوں نے قافلہ میں پانی کو تلاش کیا مگر پانی نہ ملا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سب نے پیا اور پانی بھرا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''**اللھم اسقنا**'' حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کھجوریں کھلیانوں میں پڑیں ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: ''**اللھم اسقنا**'' یہاں تک کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ برہنہ اٹھے اور اپنے تہبند و چادر سے کھلیانوں کے سوراخوں کو بند کرنے لگے۔ باوجود یہ کہ ہم آسمان میں بادل کا نشان تک نہ دیکھ رہے تھے پھر بادل گرجا اور خوب بارش ہوئی۔ انصار نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے گرد کھڑے ہو کر کہا:

اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ آسمان سے بادل ہرگز نہ چھٹیں گے یہاں تک کہ تم وہ کرو جو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تو ابولبابہ اٹھے اور برہنہ ہو کر اپنی چادر سے کھلیانوں کے سوراخوں کو بند کرنے لگے، پھر بادل کھل گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے لوگوں نے بارش کے قحط کی شکایت کی تو آپ عیدگاہ تشریف لائے اور منبر پر تشریف رکھ کر دست اقدس دعا کیلئے اتنے بلند کیے کہ بغل شریف کی سفیدی نظر آنے لگی اور اللہ تعالیٰ نے ابر بھیجا اور گرج و چمک کے ساتھ بارش ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ ابھی مسجد نبوی شریف سے واپس تشریف نہ لائے تھے کہ پانی راستوں میں بہنے لگا۔ اس وقت فرمایا:

"اشهد ان الله علی کل شئی قدیر و انی عبدالله و رسوله "

﴿ابونعیم﴾

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے یا حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مضر کے خلاف دعا کی تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ کی قوم ہلاک ہوگئی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے دعا کیجئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللهم اسقنا غیثا مغیثا غدقا طبقا مریعانافعا غیر ضار عجلا غیر رائث

اس کے بعد ہم نے جمعہ بھی نہ گزارا کہ خوب ہم پر بارش ہوئی، پھر وہ لوگ آئے اور بارش کی کثرت کی شکایت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ مکانات گرنے لگے ہیں تو آپ نے دعا کی: **"اللهم حوالینا و لا علینا"** تو بادل دائیں بائیں سے پھٹ گیا۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کے جانوروں کے لئے چارہ نہیں ہے اور اب وہ اپنے جانوروں کو نہیں روک سکتے تو ان کی فراخی کیلئے دعا کیجئے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ منبر شریف پر تشریف لائے اور دعا کی:

اللهم اسقنا غیثا مغیثا غدقا طبقا مریعا غدقا عجلا غیر رائث

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ منبر سے اتر آئے پھر جس طرف سے بھی آدمی آتے یہی کہتے کہ ہماری زمین سرسبز ہوگئی۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اکثر اوقات شاعر کے اس شعر کو یاد کرتا اور نبی کریم ﷺ کے چہرہ تاباں کو دیکھا کرتا تھا جبکہ آپ منبر پر بارش کی دعا کرتے اور ابھی آپ منبر سے نہ اترتے کہ پرنالوں سے پانی بہنے لگتا تھا۔ وہ شاعر کا شعر یہ ہے:

وابيض يستسقى الغمام بوجهه
ثمال اليتامى عصمة للارامل

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں لوگ قحط زدہ ہوئے تو آپ شہر مدینہ منورہ سے بقیع الغرقد سیاہ عمامہ باندھے جس کا ایک گوشہ آپ کے سامنے اور دوسرا گوشہ پشت اقدس پر دونوں شانوں کے درمیان تھا تیر کمان آویزاں کیے تشریف لے گئے اور روبہ بقبلہ ہو کر تکبیر کہہ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دو رکعت پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں قرأت جہر کی پہلی رکعت میں ''سورۃ اذالشمس کورت'' اور دوسری رکعت ''سورۃ الضحیٰ'' پڑھی۔ نماز کے بعد اپنی چادر شریف کو پلٹا تا کہ قحط سالی، فراخ حالی سے بدل جائے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور دست اقدس اٹھا کر یہ دعا مانگی:

اللهم ضاحت بلادنا و اغبرت ارضنا وهامت دوا بنا اللهم منزل البركات من اما كنها و ناشر الرحمة من معادنها بالغيث المستغيث انت المستغفر من الالمام فنستغفرك للجمات من ذنوبنا و نتوب اليك من عظيم خطايانا، اللهم ارسل السماء علينا مدرارا واكفنا مغرورا من تحت عرشك من حيث ينفعنا غيثا مغيثا دارعا رائعا ممرعا طبقا عاما خصبا تسرع لنابه النبات و تكثر لنا به البركات و تقبل به الخيرات اللهم انك قلت في كتابك وجعلنا من الماء كل شئى حيى. اللهم لا حياة لشئىء خلق من الماء الا بالماء اللهم و قدقنط الناس اومن قنط منهم وسآء ظنهم وهامت بهائمهم و عجت عجيج الشكلى على اولادها اذ جست عناقطر السماء فدقت لذلك عظمها و ذهب لحمها و ذاب شحمها اللهم ارحم انين الانةو حنين الحانة و من لايحمل رزقه غيرك اللهم ارحم البهائم الجائمة والانعام السائمة والاطفال الصائمة. اللهم ارحم المشائخ الركع والاطفال الرضع والبهائم ارتع. اللهم زدنا قوتاالى قوتنا ولا تردنا محرومين انك سميع الدعاء برحمتك يا ارحم الراحمين

حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی دعا سے فراغت نہ پائی تھی کہ زوردار بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک شخص فکرمند ہو گیا کہ کس طرح اپنے گھر لوٹیں گے تو اس بارش سے جانوروں نے زندگی پائی۔ زمین سرسبز ہوئی اور نبی کریم ﷺ کی برکت سے ہر شخص خوشحال ہو گیا۔

﴿خطابی غریب الحدیث، ابن عساکر﴾

حضور نبی کریم ﷺ کا اپنی آل اطہار کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی:

اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا"

ترجمہ: "اے اللہ! محمد مصطفیٰ ﷺ کی آل کو اتنا ہی رزق دے جس سے حیات کا رشتہ قائم رکھ سکیں۔"

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس دعا کا ہی اثر ہے کہ آل پاک کو اسی قدر رزق ملتا رہا ہے اور اسی پر انہوں نے قناعت کیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا، آپ نے اپنی ازواج مطہرات کے پاس اس کے کھانے کیلئے بھیجا، انہوں نے اپنے یہاں سے بہت جستجو کی مگر کچھ کھانے کو ان کے یہاں نہ نکلا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللھم انی اسئلک من فضلک ورحمتک فانه لا یملکھا الا انت

ترجمہ: "اے اللہ! میں تیرے فضل و رحمت کا تجھی سے خواہاں ہوں، کیونکہ تیرے سوا کوئی اس کا مالک نہیں ہے۔"

تو کسی شخص نے بھنی ہوئی بکری ہدیہ میں بھیجی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے اور ہم رحمت کے منتظر ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت وثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت ہے۔ اس میں ہے کہ بھنی ہوئی بکری اور روٹیاں ہدیہ میں کسی نے بھیجیں اور اسے تمام اہل صفہ نے کھایا، یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و رحمت کو مانگا تھا تو یہ کھانا اس کے فضل سے ہے اور اپنی رحمت آخرت میں ہمارے لیے اپنے پاس ذخیرہ کر لی ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینہ پر اپنا دست اقدس مار کر تین مرتبہ یہ دعا مانگی جبکہ وہ اسلام لائے:

اللھم اخرج ما فی صدر عمر من غل وابدله ایمانا

ترجمہ: "اے اللہ! عمر رضی اللہ عنہ کے سینے میں جو کدورت ہے اسے نکال دے اور اس کی جگہ ایمان کو بھر دے۔"

﴿طبرانی اوسط، حاکم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ میری

عیادت کوتشریف لائے اس وقت میں یہ دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ! اگر میرا وقت آ گیا ہے تو مجھے راحت کے ساتھ اٹھا لے اور اگر میرے وقت میں دیر ہے تو یہ تکلیف مجھ سے دور کر دے اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اللهم اشفه اللهم عافه

ترجمہ: ''اے اللہ! انہیں شفا دے دے، اے اللہ! انہیں عافیت دے۔''

اسکے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اٹھو! تو میں اٹھ گیا، اسکے بعد وہ درد مجھے پھر کبھی نہ ہوا۔

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے ہاں گیا، اس نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ایک بکری ذبح کی۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ضرور اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے، پھر فرمایا: ضرور اہل جنت میں ایک شخص آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ پھر فرمایا: ضرور ایک شخص اہل جنت میں سے آئے گا: ''**اللهم انشئت جعلته عليا**'' اے اللہ! اگر تو چاہے تو وہ آنے والا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہو، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

﴿حاکم﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت قیس بن ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا: ''**اللهم استجب لسعداذا دعاک**'' اے اللہ! سعد رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرما جب تجھ سے یہ عا مانگیں تو وہ جب بھی دعا مانگتے تو ان کی دعا ضرور مقبول ہوتی۔

✿ (اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسکی مانند حدیث روایت کی ہے۔)

﴿بیہقی﴾

ابن عساکر حضرت قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی:

''**اللهم سدد سهمه واجب دعوته و حببه**''

ترجمہ: ''اے اللہ! سعد رضی اللہ عنہ کے تیر کو سیدھا رکھ اور ان کی دعا کو قبول کر اور انہیں اپنا محبوب بنا۔''

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اہل کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تفتیش احوال کیلئے کسی کو کوفہ بھیجا تو وہ کوفہ کی تمام مسجدوں میں گیا مگر کسی ایک نے بھی خیر کے

سوا کوئی بات نہ کہی۔ یہاں تک کہ ایک مسجد میں وہ قاصد پہنچا تو ابوسعدہ نامی ایک آدمی نے کہا: سنو! جبکہ تم نے ہمیں قسم دی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تقسیم مساوات نہیں برتتے اور نہ وہ لشکر کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں نہ مقدمات میں عدل وانصاف کرتے ہیں۔

یہ بیان سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

"اللھم ان کان کاذبا فاطل عمره و اطل فقره و عرضه للفتن"

ترجمہ: "اے اللہ! اگر یہ کہنے والا آدمی جھوٹا ہے تو اس کی عمر طویل کر اور اس کی محتاجی کو بڑھا دے اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔"

﴿بخاری، مسلم، بیہقی﴾

ابن عمیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے وہ شخص بڑھاپے کی حد تک پہنچا کہ اس کی بھویں اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کی وجہ سے آپڑی تھیں اور وہ محتاج ہو گیا تھا اور وہ راستہ میں نوعمر لڑکیوں کو پکڑ کر چھیڑتا تھا جب کوئی اس سے پوچھتا کہ یہ تیرا کیا حال ہوا ہے؟ تو وہ کہتا میں شیخ کبیر اور آفت زدہ مفتون ہو، مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا پڑی ہے۔

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پوچھا میں تمہارے لیے کیسا امیر ثابت ہوا ہوں؟ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: خدا شاہد ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ کا حال یہ ہے کہ "آپ نہ تو رعایا کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور نہ تقسیم میں مساوات رکھتے ہیں اور نہ لشکر کے ساتھ جہاد کرتے ہیں" یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہا:

"اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی نور بصارت کو چوپٹ کر دے اور اس کی محتاجی کو بعجلت لے آ اور اس کی عمر دراز کر کے اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔"

چنانچہ وہ اندھا ہو کر مرا محتاجی کا حال یہ تھا کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگتا تھا اور مختار کذاب کا فتنہ اسے پہنچا اور وہ اس فتنے میں مارا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ہجو کی اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی: اے اللہ! اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے جس طرح تو چاہے مجھے محفوظ رکھ، چنانچہ اس شخص کو جنگ قادسیہ میں تیر لگا جس سے اس کی زبان اور اس کا ہاتھ کٹ گیا اور وہ ایک بات بھی نہ کر سکا یہاں تک کہ کیفر کردار کو پہنچ گیا۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت بچوں جیسے قد کی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ اس نے بچپن میں ان کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تھا، اس پر انہوں نے دعا کی: "یضع اللہ قرنک" اللہ تعالیٰ تیرے زمانہ کو ضائع

کر دے، تو وہ اب تک نہ بڑھی اور نہ جوان ہوئی۔

﴿ابن ابی الدنیا مجابی الدعوۃ، ابن عساکر﴾

حضرت میناء مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک عورت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ادھر سے جھانکا کرتی تھی اور وہ اسے منع کیا کرتے تھے مگر وہ باز نہ آتی تھی۔ ایک دن اس نے جھانکا تو فرمایا: "شاہ وجھک" تو اس کا چہرہ لوٹ گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

گھوڑا زمین میں دھنس گیا:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی:

اللھم ان ھذا یشتم و لیا من اولیا ئک فلا تفرق ھذا الجمع حتی تریھم قدر تک

اے اللہ! اس شخص نے تیرے ایک ولی مقرب کو گالی دی ہے۔ یہ مجمع جانے نہ پائے کہ تمام لوگ تیری قدرت کو دیکھ لیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجمع کو متفرق ہونے سے پہلے اپنی قدرت کا مظاہرہ اس طرح کرایا کہ اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور اس نے اس کو سر کے بل پتھروں پر دے مارا اور اس کا دماغ پاش پاش ہوگیا اور وہ وہیں مر گیا۔

﴿حاکم﴾

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر بددعا کی تو اس کے پاس اونٹنی آئی اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک غلام آزاد کر کے عہد کیا اور آئندہ کسی کو بددعا نہ دوں گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مروان نے کہا: "یہ مال ہمارا ہے ہم جس کو چاہیں دیں" اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: میں بددعا کر دوں؟ یہ دیکھ کر مروان اچھل کر آیا اور ان کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگا: اے ابا اسحاق رضی اللہ عنہ! میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ بددعا نہ کریں بلاشبہ یہ مال اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دعا کی اور کہا: اے اللہ! میری اولاد کمسن ہے میری عمر اتنی بڑھا کہ وہ بالغ ہو جائیں، چنانچہ ان کی موت ان سے بیس سال دور رہی۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

سے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اسے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو برا کہتا پایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا: تو ان لوگوں کو برا کہتا ہے جن کیلئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ سبقت ہے جو سبقت ان کیلئے اس نے مقرر کر رکھی تھی۔ خدا کی قسم! اگر تو ان حضرات کو برا کہنے سے زبان کو بند نہ رکھے گا تو میں تجھ پر اللہ تعالیٰ سے بددعا کروں گا۔ یہ سن کر اس نے کہا: آپ مجھے ایسا ڈراتے ہیں کہ گویا نبی ہیں۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! یہ شخص ایسے حضرات کو برا کہتا ہے جن کیلئے میری جانب سے وہ سبقت ہے جو تو نے ان کیلئے مقرر کر رکھی ہے تو آج ہی اس کو اس کا بدلہ دیدے تو ایک اونٹنی آئی۔ لوگوں نے اونٹنی کو راستہ دیدیا اور اس اونٹنی نے اس شخص کو کچل ڈالا پھر ہم نے دیکھا کہ لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے کہا: اے ابواسحاق رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی۔

﴿طبرانی﴾

مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت یزید بن ابومریم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد مالک بن ربیعہ سلولی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے یہ دعا کی کہ ان کی اولاد میں برکت ہو تو ان کے اسی لڑکے پیدا ہوئے۔

﴿ابن مندہ، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی ام ولد سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے آقا حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات یاد ہے؟ انہوں نے کہا مجھے یہ بات خوب یاد ہے کہ میں پانچ یا چھ برس کا بچہ تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے لیے اور میری اولاد کیلئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس دعا کا اثر یہ پہچانتے ہیں کہ ہم بوڑھے نہیں ہوئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت یعلی بن اشدق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے جو بنی جعدہ کا نابغہ رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ کہتا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اپنا شعر سنایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اچھا شعر کہا ہے: "لا یفضض اللہ فماک" "اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو بے رونق نہ کرے۔" تو میں نے اس نابغہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ وہ ایک سو سال سے زیادہ کی عمر کا تھا مگر اس کا ایک دانت بھی نہ گرا تھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ سے ایک سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اور اسی سے حضرت ابن ابی الاسامہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ دانتوں میں احسن الناس تھا، جب اس کا کوئی دانت گرتا تو دوسرا دانت اس کی جگہ نمودار ہو جاتا تھا اور ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کے دانت برف سے زیادہ سفید و چمکدار میں نے دیکھے ہیں۔

حضرت ثابت بن زید رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابن عائذ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاؤں میں لنگ ہے۔ وہ زمین کو نہیں لگتا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا کی اور میں اچھا ہو گیا اور وہ پاؤں دوسرے پاؤں کے برابر ہو کر زمین سے لگنے لگا۔

﴿طبرانی مسند الشامیین، ابن مندہ، ماوردی المعرفہ﴾

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کسی کام سے بقیع تشریف لے گئے اور وہ ایک ویران جگہ میں پہنچے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اچانک ایک چوہا سوراخ سے دینار نکال کر لایا اور ایک ایک کر کے دینار برابر لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سترہ جمع ہو گئے وہ ان تمام دیناروں کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے سوراخ میں اپنا ہاتھ ڈالا تھا۔ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: تم حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا، اس کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے برکت عطا فرمائے۔ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ان دیناروں کا آخری دینار ختم نہیں ہوا کہ میں نے دیکھا مقداد رضی اللہ عنہ کا گھر عمدہ چاندی سے بھر گیا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوسبرہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابوسبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اولاد کیلئے دعا فرمائی تو وہ اب تک اپنی اولاد میں بزرگ ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پیش کیا تو آپ نے ان کیلئے دعا فرمائی: ''اے مولیٰ کریم! اس کے شباب کو قائم رکھ تو ان پر بہت سے سال گزر گئے مگر ایک بال بھی سفید دکھائی نہ دیا۔''

﴿مسند ابن ابی شیبہ، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ بہزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے شہادت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللھم انی احرم دم ابن چعلبه علی المشرکین

اے اللہ! میں ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے خون کو مشرکوں پر حرام کرتا ہوں تو انہوں نے طویل عمر پائی اور ہمیشہ کافروں پر حملہ کرتے اور ان کی صفوں کو چیر ڈالتے مگر پھر صحیح وسلامت واپس آجاتے رہے۔

﴿طبرانی﴾

ایک یہودی کیلئے دعا:

بسند مجہول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چھینک لی تو اس یہودی نے "**یرحمک اللہ**" کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**ھداک اللہ**" بالآخر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبدالحمید بن سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور انہوں اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ ان کے والدین نے ان کے بارے میں جھگڑا کیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس یہ مقدمہ لے گئے۔ ان کے والدین میں سے ایک کافر تھا اور ایک مسلمان۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اختیار دیا کہ جس کے پاس رہنا چاہے چلا جائے تو کافر کی طرف متوجہ ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اس کی رہنمائی کر، پھر وہ مسلمان کی طرف متوجہ ہوا اور نبی کریم ﷺ نے مسلمان کے حق میں اس فیصلہ کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

اے اللہ! اس کو پاک کر دے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجئے، یہ سن کر اس کی قوم کے لوگوں نے جھڑکا۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گیا۔ فرمایا: کیا تم اپنی ماں کیلئے زنا کو پسند کروں گے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: لوگ بھی پسند نہ کریں گے کہ ان کی ماؤں کے ساتھ زنا کیا جائے، پھر فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری بیٹی سے کوئی زنا کرے؟ اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں یہ بھی ہرگز پسند نہ کروں گا۔ فرمایا: لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی بیٹیوں سے زنا کیا جائے، پھر فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری بہن سے زنا کرے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! میں ہرگز یہ پسند نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اسی طرح پسند نہیں کرتے کہ ان کی بہنوں سے زنا کیا

جائے۔ کیا تم اپنی پھوپھی کیلئے زنا پسند کرو گے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ فرمایا: لوگ بھی اسی طرح پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی پھوپھیوں سے زنا کرے۔ پھر فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری خالہ سے زنا کرے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ فرمایا: اسی طرح لوگ بھی پسند نہیں کرتے کہ ان کی خالاؤں سے زنا کیا جائے۔

راوی نے کہا کہ اسکے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اسکے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی:

اللهم اغفر ذنبه و طهر قلبه و احصن فرجه

ترجمہ: ''اے اللہ! اسکے گناہ بخش دے اور اسکو پاک کر دے اور اسکی شرمگاہ کو محفوظ رکھ۔''

تو اس کے بعد وہ جوان کسی کی طرف ملتفت نہ ہوا۔

﴿احمد، شعب الایمان﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایسے دو شخصوں کو لائے جو قرأت میں اختلاف رکھتے تھے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے پڑھایا ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کی قرأت سنی اور فرمایا: دونوں نے اچھا پڑھا۔

حضرت ابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر میرے دل میں ایسا شک واقع ہوا جو زمانہ جاہلیت کے شک سے زیادہ شدید تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر دست اقدس رکھا اور فرمایا:

''اللهم اذهب عنه الشيطان''

ترجمہ: ''اے اللہ! اس سے شیطانی وسوسہ دور کر دے۔''

تو میں خشیت الٰہی سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ گویا میں اللہ تعالیٰ کی طرف خوفزدہ ہو کر دیکھ رہا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: ''**اللهم فقهه فى الدين**'' اے اللہ! اس کو دین میں فضیلت عطا فرما۔

﴿بخاری، مسلم﴾

اور اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ و ابونعیم رحمہم اللہ نے انہی سے دوسری سند کے ساتھ روایت کر کے زیادہ کیا کہ ''وعلمه التاويل'' اور اسے تفسیر کا علم عطا کر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر دست اقدس پھیر کر مجھے حکمت کی دعا دی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی دعا نے ہمیشہ میری دستگیری کی۔

﴿احمد، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا:

"اللھم اعطه الحکمة و علمه التاویل"

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دعا دی: "اے اللہ! حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو برکت دے اور اس سے علم کو پھیلا۔"

﴿ابن عدی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مال و اولاد میں کثرت دے اور جو تو رزق انہیں عطا فرمائے، اس میں نہیں برکت دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میرے مال میں بہت کثرت ہوئی اور میرے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد ایک سو تک پہنچی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مجھ سے میری بیٹی آمنہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بصرہ میں حجاج کے آنے تک میرے صلب سے ایک سو انتیس اولاد دفن کی گئی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے دعا کی: اے اللہ! ان کی عمر زیادہ کر اور ان کے مال میں کثرت دے اور انہیں بخش دے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا اور اس باغ میں ایک خاص قسم کی بو تھی جس سے مشک کی مانند خوشبو مہکتی تھی۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر ننانوے سال کی ہوئی اور وہ انیس ہجری میں فوت ہوئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دی کہ "اے اللہ! ان کے مال میں کثرت دے اور ان کی عمر میں زیادتی کر اور انہیں بخش دے" تو میں نے ایک سو دو اپنی صلبی اولاد کو دفن کیا ہے اور میرے پھل سال میں دو مرتبہ آیا کرتے تھے اور میں اتنا جیا کہ میں اپنی زندگی سے اکتا گیا اب میں چوتھی دعائے مغفرت کا امیدوار ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جو میرے لیے اور

میری اولاد کیلئے اور مال کیلئے دعا فرمائی، اسے میں خوب پہچانتا ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا روئے زمین پر کوئی مومن مرد و عورت ایسا نہیں ہے جو مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو؟ راوی نے پوچھا آپ کو اس کا علم کیسے ہے؟ فرمایا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا مگر وہ انکار کرتی تھیں۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو اسلام کی ہدایت نصیب فرمائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، پھر میں گھر واپس گیا تو میرے داخل ہوتے ہی میری والدہ نے کہا: ''اشھدان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ'' پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا اور میرا حال یہ تھا کہ میں خوشی سے رو رہا تھا۔ جیسا کہ میں اس کے انکار کے غم میں رویا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی اور ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے دی اور وہ اسلام لے آئی۔ اب آپ اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو اور میری والدہ کو تمام مسلمانوں کے نزدیک محبوب بنادے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کردے۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے خدا اپنے اس بندے کو اور اس کی ماں کو اپنے تمام مسلمان بندوں کے نزدیک محبوب کردے اور ان سب کی محبت ان دونوں کے دلوں میں پیدا کردے۔ اس دعا کی برکت سے روئے زمین پر کوئی مومن مرد عورت ایسا نہیں ہے جو مجھے محبوب نہ رکھتا ہو اور میں اس محبت نہ رکھتا ہوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے ان سے کوئی سوال کیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ تم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دامن کو مضبوط تھام لو کیونکہ میں اور وہ اور ایک اور شخص مسجد میں دعا مانگ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ میں اور میرا رفیق دعا مانگ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری دعاؤں پر آمین فرمارہے تھے۔

اسکے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی دعا مانگی اور کہا اے خدا! میں بھی تجھ سے وہی دعا مانگتا ہوں جو میرے دونوں رفیقوں نے تجھ سے مانگی ہے اور میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو کبھی نہ بھولے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمائی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بھی ایسا ہی علم مانگتے ہیں جو کبھی نہ بھولے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں پر تمہارا وہی رفیق (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سبقت لے جاچکے ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت سائب رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت جعد بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سائب بن یزید

رضی اللہ عنہ چورانوے سال عمر میں فوت ہوئے۔ وہ چاق و چوبند اور معتدل الاحوال تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ میری سمع و بصارت نے میری مدد نہیں کی بلکہ یہ کمال واثر رسول اللہ ﷺ کی دعا کا ہے۔
﴿بخاری﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: ''بارک اللہ لک'' اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ ابن سعد و بیہقی رحمہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ روایت کی اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تو میں اس کی توقع رکھتا تھا کہ اس کے نیچے سونا یا چاندی حاصل کروں گا۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے خرید و فروخت میں برکت کی دعا فرمائی تو اگر وہ مٹی بھی خریدتے تھے تو اس میں انہیں نفع ہوتا تھا۔
﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں برکت دے۔ تو میں کچھ بھی خریدتا مجھے اس میں نفع ضرور ہوتا تھا۔
﴿ابونعیم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے انہی سے ایک اور سند کے ساتھ روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی ''بارک اللہ لک فی صفقۃ یمینک'' تو میں مدینہ طیبہ کے بازار کناسہ میں کھڑا ہوتا تو بغیر چالیس ہزار نفع کمائے اپنے گھر نہیں واپس آتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

بسند حسن عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ کھیل کود میں کچھ فروخت کر رہے تھے اس وقت نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی کہ اے خدا اس کی تجارت میں اسے برکت دے۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، بیہقی﴾

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کیلئے دعا فرمانا:

حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک فرزند بیمار ہوا اور وہ فوت ہو گیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت گھر سے باہر تھے جب ان کی اہلیہ نے دیکھا کہ وہ بچہ فوت ہو گیا ہے تو اسے نہلا دھلا کر مکان کے ایک گوشے میں لٹا دیا۔ جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بچہ کی بابت پوچھا اہلیہ نے کہا اس کے سانس کو سکون ہے اور میں امید رکھتی

ہوں کہ وہ آرام میں ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے پھر انہوں نے رات بسر کی جب صبح غسل کر کے باہر جانے کا ارادہ کیا تو اہلیہ نے انہیں بتایا کہ وہ بچہ فوت ہوگیا ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ کہ واقعہ گزرا تھا عرض کیا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کی آج رات میں تمہارے لیے برکت عطا فرمائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک انصاری شخص نے بتایا اس کے بعد ان دونوں سے تو اولادیں ہوئیں اور وہ سب کے سب قرآن کے قاری و عالم ہوئے۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ایک بچہ تھا اور وہ فوت ہوگیا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسے کپڑے میں لپیٹ کر ایک گوشے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اندر آئے اور انہوں نے پوچھا میرے بیٹے نے رات کیسی گزاری۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا وہ سکون حالت میں ہے پھر انہوں نے رات کا کھانا کھایا۔

اس کے بعد ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اگر کوئی شخص تمہیں کوئی چیز عاریۃً دے پھر وہ شخص تم سے وہ چیز لے لے تو کیا تم اس پر جزع وفزع کرو گے؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیٹا عاریۃً دیا تھا اور اس نے اسے تم سے لے لیا ہے پھر دوسرے دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی۔ چونکہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسی رات ام سلیم رضی اللہ عنہا سے صحبت کی تھی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم دونوں کی آج رات میں تمہیں برکت دے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے وہ بچہ جنا جس کا نام عبداللہ رکھا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ وہ عبداللہ اپنے زمانے میں خیر الناس تھے۔

﴿بیہقی﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مانند روایت کی ہے اور کہا کہ انصار میں نشو ونما میں اسے افضل کوئی بچہ نہ تھا اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق حضرت زیاد نمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی اور اتنا زیادہ بیان کیا کہ وہ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا تو آپ نے کوئی چیز منہ مبارک میں چبا کر اس کے تالو سے لگائی اور پیشانی پر دست اقدس پھیر کر اس کا نام عبداللہ رکھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پھیرنے کی جگہ ان کے چہرے میں چاند کی مانند چمکتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابوعقیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار غلہ خریدنے جایا کرتے تھے تو انہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ملا کرتے اور ان سے کہا کرتے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کر لیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لیے برکت کی

دعا فرمائی ہے تو وہ ان کو شریک کر لیا کرتے تھے اور اکثر سالم اونٹ جیسا بھی ہوتا نفع میں لے لیا کرتے اور اپنے گھر بھیج دیا کرتے تھے۔

﴿بخاری﴾

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابو حصین رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کے ایک بزرگ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو ایک دینار دے کر قربانی کا جانور خریدنے بھیجا۔ وہ جانور لے کر آرہے تھے کہ ایک خریدار مل گیا اور اس کے ہاتھ دو دینار کا فروخت کر دیا۔ پھر ایک دینار سے جانور خرید کر لائے اور وہ جانور اور ایک دینار حضور نبی کریم ﷺ کو پیش کیا۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں انہیں برکت دے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ تجارت میں نصیب ور شخص تھے وہ جو خریدتے اس میں ضرور نفع ہوتا۔

﴿ابن سعد﴾

قریش کی مغفرت کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابن ابی اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! جس طرح تو نے ابتدا میں قریش کو عذاب کا مزہ چکھایا اسی طرح انہیں آخر میں بخشش کا مزہ چکھا۔

﴿تاریخ بخاری، ابو یعلی، ابو نعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ابتداء میں تو نے قریش کو عذاب وخواری کا مزہ چکھایا، اب ان کو آخر میں بخشش وکرم کا مزہ چکھا۔

﴿طیالسی، ابو نعیم﴾

حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اسے نبی کریم ﷺ کی طرف مرفوع کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زبیر بن ابو سلمیٰ کی طرف دیکھا۔ اس کی عمر اس وقت سو سال کی تھی، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللھم اعذنی من شیطانہ" اے اللہ! اس شیطان کی شیطانیت سے مجھے پناہ میں رکھ، اتو اس نے مرتے دم تک کوئی شعر نہ کہا، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

﴿ابو الفرج اصبہانی الاغانی، زبیر بن بکار﴾

حضرت خالد بن اسید بن ابو العیص رضی اللہ عنہ میں بہت زیادہ خودی تھی پھر جب وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: اے اللہ! اس کی خودی کو اور زیادہ کر دے تو اس کے بعد آج تک ان کی اولاد میں خودی موجود ہے۔

﴿ابن سعد﴾

یزید بن نمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص سرین کے بل بیٹھا دیکھا، اس نے بتایا کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے آگے سے جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اپنے گدھے پر سوار گزرا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسکی ٹانگیں توڑ دے تو اس کے بعد کبھی گدھے پر سوار ہو کر نہ چل سکا۔

﴿ابن ابی شیبہ "المصنف"﴾

سرکار دو عالم ﷺ اور دوسری دعائیں

حضرت صخر الغامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**اللھم بارک لامتی فی بکورھا**" چونکہ حضرت صخر رضی اللہ عنہ ایک تجارت پیشہ شخص تھے وہ اپنے لڑکوں کو اول دن میں ہی تجارت کیلئے بھیجا کرتے تھے تو اتنے دولت مند ہوئے اور اتنا وافر مال ہوا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں کہاں اسے رکھا ہے۔

﴿احمد الاربعہ، ابن خزیمہ، بیہقی﴾

نفرت محبت میں تبدیل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے اپنے شوہر کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عورت سے پوچھا کیا تو اپنے شوہر سے بغض رکھتی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اپنے سروں کو میرے قریب لاؤ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی پیشانی مبارک اس عورت کے شوہر کی پیشانی پر رکھی اور اسکے بعد دعا فرمائی:

"**اللھم الف بینھما وجبب احدھما الی صاحبہ**

ترجمہ: "اے اللہ! ان دونوں کے درمیان الفت پیدا کر دے اور ایک دوسرے میں محبت ڈال دے۔"

کچھ عرصہ بعد وہ عورت حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی قدم بوسی کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تم اور تمہارے شوہر کیسے ہیں؟ اس نے عرض کیا: کوئی محنت کی کمائی اور کوئی موروثی اور کوئی اولاد مجھے اپنے شوہر سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ یہ حال سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**اشھد انی رسول اللہ**" میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔

✡ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور ابو یعلیٰ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند روایت کی ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوامامہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ فرمایا، تو میں

نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے میرے لیے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما۔ تو ہم نے جہاد کیا اور سلامت رہے اور غنیمت حاصل کی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اور غزوہ فرمایا، میں نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے میرے لیے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما، تو ہم نے جہاد کیا اور سلامت رہے اور ہم نے غنیمت حاصل کی۔

﴿ابو یعلیٰ، بیہقی﴾

شام یمن اور عراق کیلئے دعا فرمانا:

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف نظر فرما کر دعا کی: "**اللھم اقبل بقلوبھم**" اے اللہ! ان کے دل متوجہ کر دے۔ اس کے بعد شام کی طرف نظر فرمائی اور دعا فرمائی: "**اللھم اقبل بقلوبھم**" پھر عراق کی جانب رخ فرما کر دعا کی:

"**اللھم اقبل بقلوبھم**"

﴿بیہقی﴾

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اپنے داہنے ہاتھ سے کھا، اس نے کہا: مجھے اس کے اٹھانے کی قدرت نہیں ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تجھے قدرت ہے مگر تکبر نے تجھے اس سے باز رکھا ہے۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد وہ اپنا منہ تک لے جا ہی نہ سکا۔

﴿مسلم﴾

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سبیعہ کو بائیں ہاتھ سے کھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اسے غزہ کی بیماری نے پکڑ لیا ہے چنانچہ جب وہ غزہ علاقہ شام میں پہنچا تو طاعون نے اسے ہلاک کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا حال پوچھا جس کا نام قیس تھا پھر آپ نے فرمایا: زمین اسے کہیں قرار بخشے گی تو وہ جس سرزمین میں رہنے کیلئے جاتا تو وہاں نہ رہ سکتا۔ یہاں تک کہ وہ وہاں سے کہیں اور چلا گیا۔

﴿بیہقی﴾

خلاف نبوی عمل کا وبال:

حبیب کے دونوں بیٹوں، ضمرہ اور حضرت مہاجر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹوں پر سوار اپنے اصحاب

کونماز پڑھائی۔ایک آدمی نے خلاف کیا اور زمین پر اتر کر نماز پڑھی، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے خلاف کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے خلاف کرے تو وہ شخص نہیں مرا یہاں تک کہ اسلام سے وہ نکل گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت بکر بن شراخ رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی کو قتل کرنا:

حضرت عبدالملک بن یعلی لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت بکر بن شداخ رضی اللہ عنہ ان خدام میں سے تھے جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے اور وہ اس وقت بچے تھے جب وہ بالغ ہوئے تو نبی کریم ﷺ سے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں جایا کرتا تھا، مگر اب میں مردوں کے زمرے میں پہنچ گیا ہوں (یعنی بالغ ہو چکا ہوں) اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے اپنے قول ولفظ میں سچ کہا ہے۔اے اللہ! اسے ظفرمندی عطا فرما۔

چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو حضرت بکر رضی اللہ عنہ اس حال میں آئے کہ انہوں نے ایک یہودی کو قتل کر دیا تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو بہت عظیم گردانا اور بے قرار ہو کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ولایت وخلافت لوگوں کے قتل کرنے کیلئے نہیں عطا فرمائی ہے، میں اس شخص کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں جس کو اس قتل کا علم ہو، وہ مجھے آ کر واقعہ بتائے۔اس پر بکر بن شداخ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! تم نے اس یہودی کے قتل کا اقرار کیا ہے اب نجات پانے کیلئے کوئی دلیل پیش کرو۔حضرت بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضرور پیش کروں گا۔واقعہ یہ ہے کہ فلاں شخص جہاد کیلئے گیا اور اس نے اپنا گھر بار میرے سپرد کر دیا، میں اس کے دوازے پر آیا تو میں نے اس یہودی کو اس کے گھر میں موجود پایا، وہ کہتا تھا:

واشعت غزه الاسلام حتى — خلوت بعوسه ليل التمام

ابيت على ترائبها ويمسى — على قوداء لاحبة الحزام

كان مجامع الربلات منها — فئام ينهضون الى فئام

ترجمہ: ''وہ غبار آلود بالوں والا شخص جسے اسلام نے دھوکہ دیا، میں نے تمام رات اس کی بیوی سے شب باشی کی ہے اور میں نے اس کی بیوی کی چھاتی پر رات گزاری ہے اور وہ شخص ایسی اونٹنی پر رات گزارتا ہے جو ہمیشہ سفر میں رہتی ہے۔اس کی بیوی کے پستانوں اور رانوں کا گوشت خوب فربہ ہے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سن کر ان کے قول کی تصدیق کی اور ان کے خون کو باطل قرار دیا۔یہ نبی کریم کی دعا کا نتیجہ تھا۔

﴿ابن مندہ، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس لاؤ۔میں نے عرض کیا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری مرتبہ اور تیسری

مرتبہ یہی فرمایا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو نہ بھرے چنانچہ اس کے بعد ان کا پیٹ کبھی نہیں بھرا۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاویہ رضی اللہ عنہ! تمہارے جسم کا کون سا حصہ مجھ سے متصل ہے؟ انہوں نے کہا: میرا پیٹ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اس کے پیٹ کو علم و حلم سے بھر دے۔

﴿تاریخ بخاری﴾

غلہ ذخیرہ کرنے کا وبال:

حضرت ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام فروخ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا: آپ کے فلاں غلام نے غلہ ذخیرہ کیا ہے تا کہ گراں قیمت پر فروخت کرے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمانوں پر غلہ روک کر گراں بیچنے کیلئے ذخیرہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ یا افلاس میں مبتلا کر دے گا۔ اس پر اس غلام نے کہا: میں نے اپنے داموں سے خریدا ہے اور ہم اپنا مال فروخت کریں گے، پھر ابو یحییٰ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس غلام کو بعد میں دیکھا تو وہ کوڑھ میں مبتلا تھا۔

﴿بیہقی﴾

بال گر گئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سجدے میں دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کو مٹی سے بچاتا تھا اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اس کے بالوں کو برباد کر دے۔ راوی نے کہا تو اس کے بال گر پڑے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالملک بن ہارون بن عنترہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد اور دادا سے انہوں نے ابوثروان سے روایت کی کہ وہ بنی عمرو بن تمیم کے اونٹوں کے چرواہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے بچ کر اونٹوں کے مزبلہ میں تشریف لائے۔ ابوثروان نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا: آپ کون ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص ہوں جو تمہارے اونٹوں میں آرام لینے آیا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ وہی شخص ہیں جس کے بارے میں لوگ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہو کر ظاہر ہوئے ہیں۔ فرمایا: ہاں! اس نے کہا: آپ چلے جائیے، جن اونٹوں میں آپ ہوں گے ان میں صلاح نہ ہوگی۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا فرمائی اور فرمایا: ''اللھم اطل شقاء ہ و بقاء ہ'' اے اللہ! اس کی شقاوت اور اس کی زندگی کو دراز کر دے۔ ہارون نے کہا کہ میں نے ابوثروان کو بہت بوڑھا پایا، وہ موت کی تمنا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا: ہم تجھے نہیں دیکھتے مگر یہ کہ تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا نے

ہلاک کیا ہے۔اس نے کہا: ہرگز یہ بات نہیں ہے، میں ظہورِ اسلام کے بہت عرصہ بعد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور میں نے اسلام قبول کیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے میرے لیے دعا و استغفار فرمائی ہے، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پہلی دعا سبقت کر گئی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی عورت، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: مجھے مرگی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔آپ میرے لیے دعا فرمائیے۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور صبر میں تمہارے لیے جنت ہے اور اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ تجھے عافیت دیدے۔اس نے کہا: میں صبر کروں گی۔پھر کہا: میں مرگی میں برہنہ ہو جاتی ہوں تو آپ ﷺ اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ میں برہنہ نہ ہوں تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی دعا فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ایک شخص نے اونٹ خریدکر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اونٹ خریدا ہے آپ ﷺ سے اس میں میرے لیے برکت کی دعا کیجئے۔حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس میں اس کیلئے برکت ہو، مگر وہ چند دن کے بعد مر گیا۔پھر انہوں نے دوسرا اونٹ خریدا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے اس میں میرے لیے برکت کی دعا کیجئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس میں اس کیلئے برکت ہو، مگر وہ بھی چند دن بعد مر گیا پھر انہوں نے تیسرا اونٹ خریدا اور اسے دعا کیلئے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے۔آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! اس کو اس پر سوار کر تو یہ تیسرا اونٹ ان کے پاس بیس سال رہا۔

✡ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تیسری مرتبہ میں دعا اجابت کو پہنچی، اور پہلی دو بار کی دعائے برکت امر آخرت کی طرف متوجہ ہوگئی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔آپ ﷺ نے اپنی دعا میں فرمایا: اے ام ملام! یعنی تپ ولرزہ تجھے لازم ہے کہ بنی عصیہ کو نہ چھوڑے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے تو وہ سب بخار سے چھٹ گئے۔

﴿سعید بن منصور فی السنن﴾

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا فوت ہوا تو میں بے قرار ہوگئی اور انہوں نے اس سے کہا: جو اسے غسل دے رہا تھا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو۔ٹھنڈا پانی اسے مار ڈالے گا، پھر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے اور ام قیس رضی اللہ عنہا کی بات حضور نبی کریم ﷺ سے نقل کی۔حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا پھر کہا اس کی عمر دراز ہو، عورت نہیں جانتی کہ گزشتہ عمر کس طرح گزاری۔مطلب یہ کہ سرد پانی میت کو کیا نقصان پہنچائے گا؟

﴿بخاری الادب، نسائی﴾

تجھے شیر کھائے تو کون ہے:

حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ لیلیٰ بنت خطیم رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ آفتاب کی طرف پشت کیے تشریف فرما تھے لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کے شانے پر ہاتھ مارا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کہا: یہ کون ہے؟ اسے شیر کھائے۔ لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں بنت مطعم الطیر و بباری الریح یعنی لیلیٰ بنت خطیم ہوں۔ میں آپ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوئی ہوں کہ میں خود آپ کے عقد میں پیش کر دوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس پہنچی اور اس نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عقد فرما لیا ہے۔ قوم کے لوگوں نے کہا تو نے برا کیا تو غیرت مند عورت ہے اور نبی کریم ﷺ صاحب ازواج مطہرات ہیں تو ان پر غیرت کھائے گی اور حضور نبی کریم ﷺ اللہ سے تجھ پر بد دعا کریں گے، لہٰذا تو جا کر اپنے کو عقد سے آزاد کرا لے تو وہ واپس آئی اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے عقد سے آزاد کر دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے تجھے عقد سے آزاد کر دیا، پھر اس نے حضرت مسعود رضی اللہ عنہ بن اوس رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔

ایک دن وہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں غسل کر رہی تھی اچانک بھیڑیئے نے اس پر جست کی، چونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسے شیر کھائے تو بھیڑیئے نے اس کے جسم کا کچھ حصہ کھا کر اسے چھوڑ دیا، جب لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ مر چکی تھی۔

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصم بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً اس کی مانند روایت کی۔ اس روایت میں اسود (شیر) کی جگہ اسد ہے۔)

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

ثعلبہ بن حاطب کا واقعہ:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ثعلبہ بن حاطب نے حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ثعلبہ! تیرا بھلا ہو، تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کر سکے، ایسے کثیر مال سے جس کا تو شکر ادا نہ کر سکے زیادہ بہتر ہے۔ مگر اس نے انکار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ثعلبہ! تیرا بھلا ہو کیا تو میری مانند ہونا پسند نہیں کرتا، اگر میں چاہتا تو میرا رب اس پہاڑ کو سونا کر کے میرے ساتھ چلاتا، پھر اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ہر حقدار کو اس کا حق ضرور دوں گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیلئے دعا فرمائی اور اس نے بکریاں خریدیں۔ ان بکریوں میں اتنی فراوانی ہوئی جیسے کیڑے مکوڑوں میں ہوتی ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ کا میدان اس کیلئے تنگ ہو گیا اور

اسے دور لے گیا اور وہ دن میں تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کیلئے حاضر ہوتا مگر رات میں نہ آتا، پھر ان بکریوں اور زیادتی ہوئی اور وہ ان کو اور دور لے گیا۔ اب وہ نماز کیلئے نہ دن میں آتا اور نہ رات میں، بجز جمعہ کے جمعہ نماز کیلئے۔ اس کے بعد ان بکریوں میں اور اضافہ ہوا اور وہ انہیں اور دور لے گیا۔ اب وہ نہ جمعہ کی نماز کیلئے آتا نہ جنازے کی نماز کو۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ثعلبہ بن حاطب کی حالت افسوس ناک ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ اس سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور عاملوں کو ثعلبہ بن حاطب کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہ دونوں عامل اس کے پاس پہنچے اور اس سے زکوٰہ ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس نے کہا: تم دونوں مجھے اپنا دستور العمل دکھاؤ اور اس نے اسے پڑھا، اور اسنے کہا: یہ زکوٰۃ نہیں جزیہ ہے۔ تم دونوں دوسروں کے پاس جاؤ وہاں سے فارغ ہوکر میرے پاس آؤ، جب وہ دونوں فارغ ہوکر اس کے پاس آئے تو اس نے کہا: یہ زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ جزیہ ہے۔ تم دونوں جاؤ، میں اس بارے میں غور کرلوں تو وہ دونوں واپس چل دیئے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ آگئے۔

۞ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب ان دونوں کو دیکھا قبل اس کے کہ یہ دونوں عرض کرتے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''ویح ثعلبہ بن حاطب'' یعنی ثعلبہ بن حاطب پر افسوس ہے اور اللہ تعالیٰ نے تین آیتیں نازل فرمائی:

''وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ فَلَمَّاۤ اٰتٰهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ بَخِلُوۡا بِهٖ وَ تَوَلَّوۡا وَّ هُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ فَاَعۡقَبَهُمۡ نِفَاقًا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ اِلٰى يَوۡمِ يَلۡقَوۡنَهٗ بِمَاۤ اَخۡلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوۡهُ وَ بِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ

﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: ''اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا، اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔''

جب ثعلبہ کو وہ آیتیں پہنچیں جو اس کے بارے میں نازل ہوئیں تو وہ اپنی زکوٰۃ لے کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تیرا مال لینے سے منع فرما دیا اس پر وہ رونے لگا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تیرے اپنے نفس کا عمل ہے کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میری اطاعت کر، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس کی زکوٰۃ قبول نہ فرمائی اور نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ہلاک ہوگیا۔

﴿باوردی، ابن شاہین، ابن السکن، بیہقی﴾

والدہ کی نافرمانی کا وبال:

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ ایک نوجوان نزع کے عالم میں ہے لوگ اس سے کہتے ہیں کہ ''لا الہ الا اللہ'' کہو مگر وہ اس کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ اپنی حیات میں کلمہ نہیں کہتا تھا۔

لوگوں نے عرض کیا بے شک وہ کہتا تھا۔ پھر فرمایا پھر کس چیز نے اسے اس کی موت کے وقت اس کلمہ کے کہنے سے روک رکھا ہے؟ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گئے۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نوجوان کے پاس آئے اور فرمایا کہو ''لا الہ الا اللہ'' اس جوان نے کہا میں اس کلمہ کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ فرمایا اس کی وجہ کیا ہے۔ اس نے کہا اس کی وجہ میری والدہ کی نافرمانی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں زندہ ہے۔

راوی نے کہا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کی ماں کے پاس بھیجا۔ اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا یہ نوجوان تیرا بیٹا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو غور کر اگر آگ بھڑکائی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو اس کی شفاعت نہ کرے گی تو اس کو آگ میں دفن کر دیا جائے گا۔ اس پر اس نے کہا اس وقت میں ضرور اس کی شفاعت کروں گی۔ فرمایا اب تو اللہ تعالیٰ اور ہم سے اس طرح شہادت دے کہ میں اس سے راضی ہو گئی ہوں۔ ماں نے کہا بیشک میں اپنے بیٹے سے راضی ہو گئی ہوں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نوجوان کہو ''لا الہ الا اللہ'' تو اس نے کہا ''لا الہ الا اللہ'' یہ کلمہ مبارک سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''الحمد للہ الذی انقذہ بی من النار'' تمام خوبیاں اس خدا کو جس نے میرے ذریعہ سے اس نوجوان کو دوزخ کی آگ سے بچایا۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

علماء ومحدثین کے چہروں کی شادابی:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو بارونق وشاداب کرے جس نے میری حدیث سنی اور اس نے اسے محفوظ رکھا۔ اور اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچایا جس طرح کہ اس نے سنا۔''

علماء اعلام نے فرمایا کہ محدثین میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعاء کے طفیل اس کے چہرے میں رونق وشادابی موجود نہ ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے لیے دعا فرماتے تھے تو آپ کی دعا اسے اور اس کے بیٹوں اور اس کے پوتوں تک پہنچتی تھی۔

﴿احمد﴾

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری اولاد اور میرے پوتوں کے لیے دعا فرمائی اور میں نے اپنے والد سے سنا ہے انہوں نے میری ایک بہن سے فرمایا کہ تم ان میں سے ہو جن کو رسول اللہ ﷺ کی دعا پہنچی ہے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

وہ دعائیں جو نبی کریم ﷺ نے دفع امراض کیلئے صحابہ کرام کو سکھائیں

دفع بخار کی دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے تو وہ بخار میں تھیں اور بخار کو برا کہہ رہی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو وہ تو حکم خدا کا پابند ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جب تم انہیں کہو گی تو اللہ تعالیٰ تم سے اسے دور کر دے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر نبی کریم ﷺ نے وہ کلمات مجھے سکھائے اور کہا کہ یہ پڑھو

”اللھم ارحم جلدی الرقیق و عظمی الدقیق من شدۃ الحریق، یا ام ملدم ان کنت امنت باللہ العظیم فلا تصدعی الراس ولا تنتنی الغم ولا تاکلی اللحم ولا تشربی الدم و تحولی عنی الی من اتخذ مع اللہ الھا اخر“

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کلمات کو پڑھا اور ان سے بخار جاتا رہا۔

﴿بیہقی﴾

ادائے قرض کی دعا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دعا ایسی سنی ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کرے گا۔ وہ دعا یہ ہے:

”اللھم فارج الھم کاشف الغم مجیب دعوۃ المضطرین، رحمن الدنیا والاخرۃ و رحیمھما، انت ترحمنی برحمۃ تغنینی بھا عن رحمۃ من سواک“

ترجمہ: ”اے خدا! غموں کو ختم کرنے والے، مجبوروں اور بیکسوں کی دعاؤں کو قبول کرنے والے! دنیا و آخرت میں رحم اور مہربانی فرمانے والے! مجھ پر ایسا کرم فرما کہ میں دوسروں کا محتاج نہ ہوں تیرے سوا۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ پر ایسا کثیر قرض تھا حالانکہ میں قرض کو ناگوار سمجھتا

تھا تو زیادہ عرصہ نہ گزرا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فائدہ دیا اور اس نے جو مجھ پر قرض تھا ادا کرا دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھ پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا قرض تھا جب بھی میں انہیں دیکھتی تھی شرمسار ہو جاتی تھی تو میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی۔

زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر میراث اور بغیر صدیقہ کے اتنا مال عطا فرما دیا کہ میں نے وہ قرض ادا کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

جنات بھگانے کا وظیفہ:

ابو العالیہ ریاحی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک مکار جن میرے ساتھ مکر کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو:

"اعوذ بکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزھن برولا فاجر من شر ماذرافی الارض ومن شر ما یخرج منھا ومن شرما یعرج فی السماء وما ینزل منھا ومن شر کل طارق الا یطرق بخیر یا رحمن"

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس جن کو دور کر دیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ جب واپس جانے لگے تو عرض کیا میں کیا پڑھا کروں۔ فرمایا یہ پڑھا کرو:

"اللھم قنی شرنفسی و اعزم لی علی رشدی"

ترجمہ: "اے خدا! مجھے نفس کی شرارت سے محفوظ رکھ اور میرے لیے ہدایت فرما۔ وہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہوئے تو آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے یہ پڑھنے کیلئے فرمایا تھا۔ اب میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔"

﴿ابن سعد﴾

بچھو کے کاٹے کی دعا:

حضرت سہیل بن ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے انہوں نے ایک اسی شخص سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص کو بچھو نے ڈنک مارا۔ جب اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو فرمایا اگر وہ رات ہونے تک یہ دعا پڑھ لیتا تو تکلیف نہ اٹھاتا وہ دعا یہ ہے:

"اعوذ بکلمات اللہ التامات من شرما خلق"

راوی نے کہا میرے اہل خانہ کی ایک عورت نے اسے پڑھا اسے سانپ نے ڈسا تھا تو اس کے زہر نے کچھ ضرر نہ پہنچایا۔

﴿بیہقی﴾

سانپ کے کاٹے کی دعا:

ابو بکر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈسا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ وہ اس کا منتر پڑھ دیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ تو اتنی دیر تک مر جائیں گے۔ فرمایا انہیں عمارہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ۔ تو عمارہ رضی اللہ عنہ نے ان پر منتر پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم سے ایک شخص کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈسا تو اس کے لیے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا تا کہ وہ منتر پڑھیں تو انہوں نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور نبی کریم ﷺ سے منتر پڑھنے کی اجازت چاہی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ منتر پڑھ کر مجھے سناؤ تو انہوں نے سنایا اور نبی کریم ﷺ نے ان کو وہ منتر پڑھنے کی اجازت دے دی۔ (حرۃ الافاعی منزل ابوار کے نزدیک ایک مقام ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

نیند لانے کی دعا:

حضرت عبدالرحمٰن بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بے خوابی کی شکایت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا سنو: میں تم کو وہ کلمات بتاتا ہوں کہ جب تم اسے پڑھو گے تو نیند آ جائے گی۔ تم پڑھو:

"اللھم رب السموات السبع وما اظلت، ورب الارضین وما اقلت، ورب الشیاطین وما اضلت، کن جاری من شر خلقک کلھم جمیعا ان یفرط علی احد منھم اوان یطغی عز جارک ولا الہ غیرک."

(ترجمہ) اے سات آسمانوں اور تمام چیزوں کے رب جن پر سات آسمان ہیں اور اے زمینوں میں موجود تمام چیزوں کے رب، اے شیاطین اور گمراہوں کے رب، تمام مخلوق کے شر سے مجھے محفوظ فرما اور کسی پر زیادتی نہ ہو اور تیری پناہ غالب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

﴿ابن سعد﴾

ظالم کے ظلم سے نجات اور ہر ضرورت پوری ہونے کی دعا:

حضرت ابان بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حجاج سے گفتگو کی تو حجاج نے ان سے کہا کہ اگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت نہ کی ہوتی اور امیر المومنین کا خط آپ کے بارے میں نہ آیا ہوتا تو آپ کے ساتھ کچھ اور ہی سلوک ہوتا۔ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خاموش رہو۔

جب میرے نتھنے ابھرے اور میری آواز بھاری ہوئی (یعنی میں جوان ہوا) تو رسول اللہ ﷺ

نے مجھے ایسے کلمات سکھائے جن کی موجودگی میں کسی سرکش و جابر کا ظلم وستم مجھے ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اس کی موجودگی میں ہر ضرورت بآسانی پوری کرتی رہے گی اور ہر مسلمان میرے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آتا رہے گا۔ یہ سن کر حجاج نے کہا کہ کاش کہ آپ مجھے وہ کلمات بتا دیتے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ان کلمات کے سیکھنے کا اہل نہیں ہے۔ اس کے بعد حجاج نے اپنے دونوں بیٹوں کو دو ہزار درہم کے ساتھ ان کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ اس بزرگ کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ ممکن ہے کہ تم ان کلمات کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ مگر وہ دونوں ان کلمات کے حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ پھر جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن قریب آئے تو تین دن پہلے مجھے فرمایا اے ابان رضی اللہ عنہ تم مجھ سے ان کلمات کو سیکھ لو اور ان کلمات کو نااہل کے آگے نہ رکھنا۔ ابان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جو عطا فرمایا تھا اس میں سے مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے ان سے دور رکھی تھیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بھی دور رکھا۔ وہ دعا یہ ہے:

"اللہ اکبر اللہ بسم اللہ علی نفسی و دینی، بسم اللہ علی اھلی ومالی، بسم اللہ علی کل شیئی اعطانی، بسم اللہ خیر الاسماء، بسم اللہ رب الارض و رب السماء، بسم اللہ الذی لا یضرمع اسمہ داء، بسم اللہ افتتحت وعلی اللہ توکلت اللہ ربی لا اشرک بہ احدا، اسئلک اللھم بخیرک من خیرک الذی لایعطیہ غیرک عز جارک وجل ثناء ک ولا الہ انت اجعلنی فی عیاذک وجوارک من سوء ومن الشیطان الرجیم، اللھم استجیرک من جمیع کل شیئی خلقت واحترس بک منھن واقدم بین یدی، بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد. ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی ومن تحتی."

✿ اور سورۂ اخلاص کو چھ مرتبہ پڑھے۔

﴿ابن سعد﴾

دفع فقر کی دعا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا نے مجھ سے بیٹھ پھیر لی ہے اور اس نے روگردانی کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تم صلوٰۃ ملائکہ اور تسبیح خلائق کی کیوں نہیں پڑھتے۔ وہ اسی کی وجہ سے رزق پاتی ہے۔ تم طلوع فجر کے وقت ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھا کرو:

"سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ"

دنیا تمہارے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ پھر کچھ دن آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس دنیا اس قدر آئی ہے کہ اب میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

سانپ کاٹے کی دعا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ کے اصحاب کے ساتھ ایک سفر میں گئے اوران کا گزر عرب کے ایک قبیلے میں ہوا اوراس قبیلہ کے ایک شخص کوسانپ نے ڈس لیا تھا تو ان میں سے ایک شخص نے اس پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کی اور وہ اچھا ہو گیا۔

﴿بخاری،مسلم﴾

خارجہ بن العلت تمیمی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ وہ ایک قوم پر گزرے جن کے پاس زنجیر سے بندھا ہوا ایک مجنون تھا۔ ان لوگوں میں سے کسی نے کہا کیا تمہارے پاس ایسی کوئی چیز ہے جس سے اس کا علاج ہو سکے؟ کیونکہ تمہارے آقا خیر کو لائے ہیں تو انہوں نے اس مجنون پر تین دن تک سورۂ فاتحہ پڑھی اور ہر روز دو مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ اچھا ہو گیا اس پر لوگوں نے ان کو ایک سو بیس بکریاں پیش کیں۔

وہ ان بکریوں کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کھاؤ۔ کیونکہ کوئی تو باطل طریقہ سے کھاتا ہے مگر تم تو جائز طریقہ سے کھاؤ گے۔

﴿بیہقی﴾

حفاظت مال کی دعا:

❁ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ

"قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝"

ترجمہ: ''تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔''

کے بارے میں فرمایا یہ آیہ کریمہ چوری سے امان میں رکھتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے جب سونے کا ارادہ کیا تو اس آیت کو پڑھ لیا۔ پھر ان کے گھر میں چور آیا۔ اور گھر کا تمام سامان اکٹھا کر کے اٹھا کر لے چلا۔ اور وہ صحابی سو نہیں رہے تھے۔ یہاں تک کہ چور سامان کو لے کر دروازے پر پہنچا مگر اس نے دروازہ بند پایا۔

پھر اس نے اس گٹھری کو رکھ دیا دیکھا تو دروازہ کھلا ہوا ہے اس نے پھر گٹھری اٹھائی اور دروازہ بند پایا اسی طرح چور نے تین مرتبہ کیا۔ یہ حال دیکھ کر وہ صحابی ہنس پڑے اور کہنے لگے میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر لیا ہے۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کے عہد میں صحابہ کرام کے خواب اور انکی تعبیر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خواب دیکھا کرتے تھے وہ اپنا خواب نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے پھر نبی کریم ﷺ ان خوابوں کی تعبیر دیا کرتے جو اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔

اس زمانے میں میں نوعمر اور کمسن بچہ تھا۔ اور میرے نکاح کرنے سے پہلے میرا گھر مسجد تھا۔ تو میں نے ایک دن اپنے دل میں کہا اگر تجھ میں خیر ہوتی تو تو بھی یقیناً ایسا خواب دیکھتا۔ جیسا کہ یہ لوگ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک رات جب میں سونے کے لیے لیٹا تو میں نے کہا اے خدا! اگر تو مجھ میں خیر کو جانتا ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھا۔ اور میں یہی کہتا ہوا سو گیا اچانک میں نے خواب میں دیکھا:

دو فرشتے میرے پاس آئے اور ان دونوں کے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے اور وہ دونوں مجھے جہنم کی طرف لے جانے لگے اور میں برابر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر رہا ہوں کہ اے خدا میں تجھ سے جہنم کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے ملا ہے اور اس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گرز ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تم ڈرو نہیں تم اچھے آدمی ہو کاش کہ نماز کی کثرت کرتے۔ تو وہ فرشتے مجھے لے چلے۔ یہاں تک کہ جہنم کے کنارے پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔ میں نے دیکھا وہ بہت گہرا ہے جیسے کہ کنواں ہوتا ہے اور اس کے کئی قرن ہیں۔ جیسے کہ کنوئیں کے قرن (جو کٹے) ہوتے ہیں اور ہر قرن پر ایک فرشتہ لوہے کا گرز لیے موجود ہے۔ اور میں نے اس جہنم کے کنوئیں میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھا جو زنجیروں سے بندھے سر کے بل اوندھے لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے ان میں سے بہت سے قریشی لوگوں کو پہچانا۔ پھر وہ فرشتے مجھے داہنی جانب پلٹ کر لے آئے۔

اور میں نے یہ قصہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ مرد صالح ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا پارچہ ہے میں اسے لے کر جنت کے کسی مکان میں ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر وہ پارچہ مجھے اس طرف اڑا کر لے جاتا تھا۔ میں نے یہ قصہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ خواب بیان کیا اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا بھائی مرد صالح ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ

میں ایک باغ میں ہوں اور اس باغ میں ایک ستون ہے۔ اور اس ستون کے اوپر ایک رسی (عروہ) ہے کسی نے مجھ سے کہا اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا میں چڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کپڑوں سے پکڑ کر اٹھایا اور اوپر چڑھا دیا۔ اور میں نے رسی کو مضبوط تھام لیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ درآنحالیکہ میں رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔

یہ قصہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام کا باغ ہے۔ اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ رسی عروہ وثقی (مضبوط سہارا) ہے۔ تم ہمیشہ اس پر قائم رہو گے۔ یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک خواب دیکھا۔

ایک شخص میرے پاس آیا ہے۔ اس نے کہا چلو وہ مجھے بہت عظیم راہ پر لے کر چلا میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک راستہ اپنی بائیں جانب نظر آیا۔ میں نے اس راستہ پر چلنا چاہا۔ اس شخص نے کہا تم اس راہ پر چلنے کے اہل نہیں ہو۔ اس کے بعد ایک راستہ داہنی طرف آیا اور میں اس راہ پر چلنے لگا یہاں تک کہ میں ایک پہاڑ پر پہنچا جو بہت چکنا تھا۔ تو اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ میں نے عروہ (رسی) کو پکڑ لیا اس نے مجھ سے کہا تم اس عروہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔

یہ قصہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ وہ عظیم راستہ تو حشر کا ہے اور وہ راستہ جو تمہاری بائیں جانب نظر آیا وہ دوزخیوں کا راستہ ہے اور تم ان میں سے نہیں ہو اور وہ راستہ جو تمہاری داہنی جانب نظر آیا وہ اہل جنت کا راستہ ہے اور وہ چکنا پہاڑ شہداء کی منزل ہے اور وہ عروہ جس کو تم نے مضبوطی سے تھاما وہ اسلام کا عروہ ہے تو اسے مضبوطی سے تھامے رہو گے یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن زمیل جہنی رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت ابن زمیل جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو میں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔

میں نے عرض کیا: میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک راہ پر چل رہے ہیں جو وسیع و نرم اور فراخ راستہ ہے۔ وہ لوگ سواریوں پر جا رہے ہیں، اسی دوران کہ وہ لوگ جا رہے تھے وہ لوگ ایسی چراگاہ پر پہنچے کہ میری آنکھوں نے کبھی ایسی عمدہ چراگاہ نہیں دیکھی تھی۔ وہ چراگاہ برق کی مانند چمک رہی تھی اور قسم قسم کی گھاس سے شبنم کے قطرے چمک رہے تھے، گویا میں ان لوگوں کی پہلی صف میں تھا، جب وہ لوگ اس چراگاہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور انہوں نے راہ میں اپنا پڑاؤ ڈال

لیا، اور دائیں اور بائیں ذرہ بھر تعدی نہ کیا، گویا میں ان کو دیکھ رہا تھا کہ وہ لوگ چلے گئے۔ اس کے بعد دوسرا قافلہ آیا اور اس میں پہلے سے کئی گنا زیادہ لوگ تھے۔ جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور انہوں نے راستے میں اپنے کجاوے اتار دیئے، تو ان میں سے کچھ لوگوں کا قافلہ آیا جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہنے لگے یہ کیسی عمدہ منزل ہے۔ میں گویا انہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ داہنے اور بائیں جانب ملتفت ہوئے جب میں نے ان کا حال دیکھا تو میں نے سیدھی راہ کو لازم کرلیا، یہاں تک کہ اس چراگاہ کے آخر کنارے پر پہنچ گیا۔

اچانک یارسول اللہ ﷺ! آپ کو ایسے منبر پر تشریف فرما دیکھا جس کی سات سیڑھیاں تھیں اور آپ سب سے اونچی سیڑھی پر تشریف فرما تھے اور آپ کی داہنی جانب گندم گوں اور اونچی بینی والا شخص کھڑا تھا اور وہ قد و قامت میں سب سے بلند تر تھا، جب وہ بات کرتا تو وہ سب پر غالب رہتا اور میں نے دیکھا کہ آپ کی بائیں جانب چھیریرے بدن کا سرخ رنگ اور میانہ قد کا شخص کھڑا تھا، اس کے چہرے پر کثرت سے بال تھے، اس کے بال ایسے سیاہ تھے جیسے کہ کوئلہ، جب وہ بات کرتا تو اس کے اکرام میں آپ سب حضرات اس کی طرف کان لگا لیتے اور میں نے دیکھا آپ کے سامنے ایک بزرگ ہیں جو شکل وشباہت ہر چیز میں تمام لوگوں سے آپ سے مشابہ تھے، تمام لوگ اس بزرگ کی پیری کرتے، اور اس سے ارادت مندی کا اظہار کرتے تھے اور میں نے دیکھا کہ اس بزرگ کے آگے زیادہ عمر کی بوڑھی اونٹنی ہے اور میں نے دیکھا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ گویا کہ اسے ہنکال رہے ہیں۔ یہ خواب سن کر نبی کریم ﷺ کا رنگ کچھ دیر متغیر رہا، جب وہ حالت ختم ہوگئی تو فرمایا:

سنو! وہ جو تم نے نرم وفراخ راستہ دیکھا وہ ہدایت کا راستہ ہے جس پر تم لوگ اٹھائے گئے ہو اور وہ چراگاہ تم نے دیکھی وہ دنیا ہے اور اس کی سرسبزی وشادابی اس کا عیش ہے۔ میں اور میرے اصحاب دنیا کے عیش وعشرت کے خواہاں نہیں ہوئے، اور نہ دنیا نے ہم سے تعلق رکھا۔ اس کے بعد وہ جو دوسرا قافلہ ان کے بعد تم نے دیکھا ان میں سے زیادہ تر لوگ تو ہم میں سے ہیں مگر کچھ ان میں سے وہ ہیں جن کو چراگاہ کی کشادہ روزی دی گئی اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اس میں سے گٹھڑ باندھا اور انہوں نے اس حال میں رہ کر نجات پائی۔ اس کے بعد کثرت کے ساتھ جن لوگوں کو تم نے آتے دیکھا اور وہ چراگاہ کے دائیں بائیں حائل ہوئے، مگر تم سیدھی راہ پر گامزن رہتے ہوئے گزر گئے تو تم اسی سیدھی راہ پر ہمیشہ قائم رہو گے یہاں تک کہ تم مجھ سے ملاقات کرو۔ اور وہ منبر جس کو تم نے سات درجوں کا دیکھا اور مجھے اس کے سب سے اونچے درجے پر دیکھا تو دنیا کے سات ہزار سال ہیں اور میں اس کے آخری ہزار سال میں ہوں اور وہ شخص جس کو تم نے میری داہنی جانب دیکھا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، جب وہ بات کرتے ہیں تو سب پر غالب رہتے ہیں اور یہ صفت ان سے اللہ تعالیٰ کا کلام کرنے کی وجہ سے ہے اور وہ شخص جس کو تم نے میری بائیں جانب دیکھا وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں ہم ان کا اکرام اس بنا پر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اکرام کیا اور وہ بزرگ جن کو میرے سامنے دیکھا وہ ہمارے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ہم

سب ان کی پیروی کرتے اور ان کی اقتدا کرتے ہیں اور وہ اونٹنی جسے تم نے دیکھا تو وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی، میرے بعد نہ کوئی نبی اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

بنی طے کے دو شخصوں کا قبول اسلام اور ان کے خواب:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی طے کے دو شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور وہ دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوئے اور ان دونوں میں سے ہر ایک جہاد میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا تو ان دونوں میں سے ایک سبقت لے جاتے ہوئے جہاد میں شہید ہوگیا اور دوسرا شخص ایک سال بعد زندہ رہا۔ اس کے بعد اس نے بھی وفات پائی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں جنت کے دروازے پر موجود ہوں میں نے دیکھا کہ وہ دونوں جنت کے دروازے پر آئے پھر ایک شخص جنت سے باہر آیا اور اس نے اس کو آواز دی جو بعد میں فوت ہوا تھا، اس کے بعد وہ واپس آیا اور اس نے اس کو اذن دیا جو پہلے شہید ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ میری طرف آیا اور اسنے کہا: تم واپس چلے جاؤ، تمہارے لیے ابھی اجازت نہیں ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب صبح کی تو لوگوں سے اپنا یہ خواب بیان کیا لوگوں نے اس پر تعجب کیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا وہ دوسرا شخص پہلے کے بعد ایک سال تک زندہ نہیں رہا اور اس نے اتنی اتنی نمازیں نہیں پڑھیں اور اس نے ماہِ رمضان کو پا کر اس کے روزے نہیں رکھے؟ (گویا اس بنا پر پہلے کے مقابلے میں دوسرا سبقت لے گیا۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سورۂ ''صٓ'' کی تلاوت کر رہا ہوں جب سجدہ کی آیت پر پہنچا تو دیکھا کہ ہر چیز نے سجدہ کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ دوات، قلم اور لوح نے بھی سجدہ کیا۔ صبح کو میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اس آیت پر سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آج رات میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں اور میں سورۂ ص کی تلاوت کر رہا ہوں جب میں سجدہ کی آیت پر پہنچا تو اس درخت نے سجدہ کیا اور میں نے اسے کہتے سنا وہ کہہ رہا تھا:

اللھم اکتب لی بھا عندک ذکرا واجعل لی بھا عنک ذخرا واعظم لی

بہا عندک اجر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو سورۂ ص پڑھتے سنا جب آپ سجدہ کی آیت پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا اور میں نے سنا کہ اس سجدے میں آپ نے وہ ہی دعا پڑھی جو اس شخص نے درخت کو سجدہ کرتے ہوئے اس سے سنی تھی اور اس نے آپ سے آ کر عرض کیا تھا۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

ایک انصاری کا خواب:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد اللہ اور تینتیس بار اللہ اکبر پڑھا کریں۔ تو ایک انصاری نے خواب میں کسی کو دیکھا اور اس نے اس سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے تم لوگوں کو ہر نماز کے بعد اتنی اتنی مرتبہ تسبیح پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ اس انصاری نے کہا: ہاں! ہمیں حکم دیا ہے۔ اس نے کہا کہ ہر ایک کو پچیس پچیس مرتبہ پڑھو اور اس تسبیح میں تہلیل یعنی "لا الہ الا اللہ" کو بھی شامل کرلو، جب صبح ہوئی تو اس انصاری نے نبی کریم ﷺ سے اپنا یہ خواب بیان کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جیسا خواب میں بتایا گیا ہے ویسا ہی کرو۔

﴿بیہقی﴾

لیلۃ القدر آخری سات راتوں میں ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے کئی صحابہ کو خواب میں دیکھا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی سات آخری راتوں میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خواب اس پر متفق ہیں کہ آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر ہے تو جو لیلۃ القدر کا متلاشی ہے اسے چاہیے کہ آخری سات راتوں میں اسے تلاش کرے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

درختوں کا جھومنا:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی صحابی کے ایک بھائی کو خواب میں دکھایا گیا کہ کچھ لوگ پہاڑ کی دشوار گزار گھاٹی میں چل رہے ہیں اور پہاڑ کی چوٹی پر دو ہرے بھرے درخت ہیں، ان دونوں درختوں میں سے آواز آئی کیا تم میں کوئی سورۂ بقر کی تلاوت کرتا ہے۔ کیا تم میں کوئی سورۂ آل عمران کی تلاوت کرتا ہے تو ان لوگوں میں سے ایک نے جواب دیا: ہاں۔ اس پر ان درختوں نے اپنی شاخوں کو اتنا قریب کر دیا کہ ان لوگوں نے پکڑ لیا اور وہ دونوں ان کے ساتھ اتنے جھومے کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔

﴿دارمی﴾

ہجرت کے سبب مغفرت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی

اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک اور شخص نے ہجرت کی اور وہ شخص بیمار ہوگیا تو اس نے تیر کی انی لی اوا س سے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی جڑوں کو کاٹ ڈالا، جس سے وہ مر گیا۔

پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے خواب میں اسے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے میری ہجرت کے سبب بخش دیا ہے پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھوں کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: اس بارے میں مجھے کہا گیا کہ جس چیز کو تم نے اپنے آپ فاسد کیا ہے ہم اس کی اصلاح نہیں کریں گے، اس کے بعد حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسکے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔

﴿حاکم﴾

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

علماء نے فرمایا کہ کسی نبی کو کوئی معجزہ اور کوئی فضیلت نہیں دی گئی مگر یہ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معجزے یا اس کی فضیلت کی نظیر عطا فرمائی گئی بلکہ اس سے اعظم عطا فرمایا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے خصائص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے:

ان خصائص میں سے ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اپنے دست قدرت سے فرمائی اور اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اور انہیں ہر شے کے اسماء کا علم عطا فرمای گیا۔

بعض علماء نے کہا کہ ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس زمانہ میں نبی تھے اور ان کو فرشتوں کی طرف بھیجا گیا اور ان کا معجزہ بھی انباء یعنی غیبی خبریں دینا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَلَمَّآ اَنۡبَاَ هُمۡ بِاَسۡمَآ ئِهِمۡ" (سورۃ البقرہ) تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان کو ان کے اسماء کی خبر دی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا۔

فرمایا: جیسا کہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آدم نبی تھے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نبی و رسول تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے کلام فرمایا۔

تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان خصائص و معجزات کی نظیر و مثل عطا فرمائی گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے کلام کرنے کی نظیر یہ ہے کہ شب معراج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمایا: لیکن یہ معجزہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے اسماء کی تعلیم فرمائی تو اس کی نظیر وہ روایت ہے جسے دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے میری امت کو آب و گل کے زمانے میں بصورت بنا کر دکھایا اور مجھے ان سب کے نام بتائے گئے جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کل اشیاء کے نام تعلیم فرمائے تھے۔

لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرانے کے معجزے کے بارے میں بعض علماء نے ارشاد باری تعالیٰ "اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" (سورۃ الاحزاب) کو نظیر میں پیش کیا ہے اور کہا کہ یہ وہ اعزاز ہے جس سے نبی کریم ﷺ کو مشرف فرمایا ہے اور اس عزم و اکرام سے مشرف فرمانا حضرت آدم علیہ السلام کیلئے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دینے سے دو وجہوں کے ساتھ اتم و اعم ہے۔

ایک وجہ تو یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ سے مشرف فرمانا ایک واقعہ تھا جو ختم ہو گیا، مگر نبی کریم ﷺ کو صلوٰۃ سے مشرف فرمانا مستمر اور ابدی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ وہ شرف صرف فرشتوں سے ان کو حاصل ہوا تھا ان کے سوا کسی اور سے نہیں لیکن نبی کریم ﷺ جو صلوٰۃ کا شرف حاصل ہوا وہ اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام مومنوں کی طرف سے ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے خصائص حضور نبی کریم ﷺ کو عطا ہوئے:

✿ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کیلئے فرمایا:

وَ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا

﴿سورۃ مریم﴾

ہم نے انکو بلند مکان کی رفعت بخشی اور ہمارے نبی کریم ﷺ "قاب قوسین" تک رفعت عطا فرمائی۔

حضرت نوح علیہ السلام کے خصائص:

حضرت نوح علیہ السلام کا معجزہ یہ ہے کہ ان کی دعا کو قبول کیا گیا اور ان کی قوم کو طوفان سے غرق کیا گیا لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کی ایسی دعائیں بہت کثرت سے ہیں جو درجہ قبولیت کو فائز ہوئیں، ان میں سے ایک تو ان لوگوں پر بددعا ہے جنہوں نے دشمنی میں اپنی پشتوں پر ہتھیار باندھ رکھے تھے اور قحط سالی کے زمانے میں بارش کی دعا فرمانا اور آپ کی دعا کی برکت سے کثرت سے بارش ہونا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

ہمارے نبی کریم ﷺ کی دعا حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے اس طرح زیادہ ہے کہ بیس سال کی مدت میں ہزار ہا آدمی مسلمان ہوئے۔ اور فوج در فوج آپ کے دین میں لوگ داخل ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی مگر سو آدمیوں سے کم لوگوں نے ان پر ایمان لانا قبول کیا بقیہ لوگ ایمان نہ لائے۔

﴿ابونعیم﴾

فائدہ:

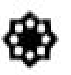
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات میں سے تمام حیوانات کا ان کی کشتی میں سوار ہونے کیلئے مسخر ہونا ہے، بلاشبہ ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے بھی ہر نوع کے حیوانات مسخر کیے گئے جیسا کہ گزشتہ متعلقہ مقامات میں بیان کیا جا چکا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ ہے کہ وہ زمین پر بخار کے اترنے کا سبب بنے اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے بخار کو مدینہ طیبہ سے

جحفہ کی طرف نکال باہر کیا۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شرف:

حضرت ہود علیہ السلام کو ہوا کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوا کے ذریعہ مدد فرمائی گئی جیسا کہ غزوۂ خندق میں گزر چکا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

 علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور ہوا سے مدد غزوۂ بدر میں بھی کی گئی تھی۔

حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی مانند اونٹ کا آپ کی اطاعت کرنا عطا فرمایا گیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مثل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خصائص عطا ہوئے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات کا شرف عطا کیا گیا۔ اس کی نظیر و مانند بھی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عطا ہوئی جو آگ کے معجزات کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے اور مرتبہ خلت بھی عطا فرمایا گیا۔

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میری منزل اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منزل جنت میں آمنے سامنے ہے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان ایسے ہوں گے جیسے دو خلیلوں کے درمیان مومن ہوتا ہے۔

﴿ابن ماجہ، ابونعیم﴾

حضرت کعب مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے آقا کو خلیل بنایا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن تمہارا آقا اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔

﴿ابونعیم﴾

اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود سے تین حجابوں میں پوشیدہ رکھا۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے جو آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے حجابات میں پوشیدہ رکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ."

﴿سورۂ یٰسین﴾

ترجمہ: ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں جو ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے اور جب ان کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں سے ڈھانپ دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔

۞ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَاِذَاقَرَاْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا''

﴿سورۂ اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور جب آپ نے قرآن پڑھا تو ہم نے آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں لائے آخرت میں چھپانے والا حجاب کر دیا۔''

﴿ابونعیم﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور کی عصمت وحفاظت کے ضمن میں اور آپ کو مخفی رکھنے کے سلسلے میں بکثرت احادیث پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا اور اسے برہان وحجت سے مبہوت کر دیا۔

۞ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ'' (سورۂ البقرہ) اسی طرح ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کے لیے واقع ہوا چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ابی بن خلف آیا اور مرنے کے بعد اٹھنے کے انکار پر بوسیدہ ہڈی لایا اور اس نے اسے مسلتے ہوئے کہا:

''مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ''

﴿سورۂ یٰسین﴾

ترجمہ: ''کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ درآں حالیکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہیں۔''

۞ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

''قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ''

﴿سورۂ یٰسین﴾

ترجمہ: ''اے نبی فرمائیں ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا۔ یہ برہان ساطع ہے۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے غضب میں اپنی قوم کے بتوں کو توڑا۔ اور ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی قوم کے بتوں کی طرف اشارہ فرمایا جو کہ تین سو ساٹھ تھے اور وہ سب کے سب گر کر چکنا چور ہو گئے۔ اس معجزے کی حدیثیں فتح مکہ کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں بھیڑوں کا کلام کرنا ہے چنانچہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علباء بن احمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت ذوالقرنین مکہ مکرمہ آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو خانہ کعبہ تعمیر کرتے ہوئے پایا حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا ہماری سرزمین میں آپ کو تصرف کرنے کا کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا ہم دونوں اللہ تعالیٰ کے نامور بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ذوالقرنین نے کہا آپ دونوں اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل لائیں تو پانچ بھیڑیں اٹھیں اور انہوں نے کہا ہم سب شہادت دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نامور بندے ہیں اور ان دونوں کو اس کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا میں اس سے راضی ہوں اور میں نے اس امر کو تسلیم کیا۔

اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں متعدد حیوانوں نے کلام کیا ہے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں سے یہ ہے جسے ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ ہم سے ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوصالح رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوثی سے ہجرت کی اور نار نمرود سے باہر آئے تو اس زمانے میں ان کی زبان سریانی تھی لیکن جب آپ نے فرأت کو عبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان بدل دی اور وہ عبرانی زبان میں جب سے فرات کو عبور کیا گفتگو فرمانے لگے۔ نمرود نے ان کے تعاقب میں کچھ لوگوں کو بھیجا اور اس نے حکم دیا کہ جو سریانی زبان میں گفتگو کرتا ہے اسے نہ چھوڑا جائے۔ اور اسے میرے پاس لے آؤ تو وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملے مگر انہوں نے ان سے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی اور وہ لوگ آپ کو چھوڑ کر چل دیئے، کیونکہ وہ آپ کی لغت و زبان کو نہ پہچان سکے۔ اس معجزے کی نظیر و مثل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ان قاصدوں کے ضمن میں گزر چکی ہے جن کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کی طرف بھیجا تھا، وہ قاصد جب ان بادشاہوں کے ملک میں پہنچے تو وہ انہی لوگوں کی زبان میں گفتگو کرنے لگے جن کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

اور ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں یہ ہے کہ جسے حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غلہ لینے تشریف لے گئے مگر انہیں غلہ فراہم نہ ہوسکا تو انہوں نے تھیلے میں کچھ سرخ ریت بھر لی اور اسے اٹھا کر گھر لے آئے۔ اہل خانہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ سرخ گندم ہے جب انہوں نے تھیلا کھولا تو سرخ گندم پائی جب اس گندم کے دانے کو بایا جاتا تو اس دانہ سے ایسی بالیں نکلتیں جس کی جڑ سے شاخ تک مسلسل دانوں سے بھری بالیں ہوتیں۔

بلاشبہ اس معجزے کی نظیر و مثل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی واقع ہے جس کا تذکرہ اس مشکیزے کے باب میں پہلے گزر چکا ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو زادِ راہ کے طور پر عطا فرمایا تھا اور اس مشکیزے

کو پانی سے بھر کر دیا تھا اور جب ان اصحاب نے اس مشکیزے کو کھولا تو انہوں نے دودھ اور مکھن پایا۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

وہ خصائص جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مثل آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح پر صبر عطا فرمایا گیا۔ اس کی نظیر شق صدر کے باب میں پہلے گزر چکی ہے بلکہ یہ شرف اس سے ابلغ ہے۔ اس لیے کہ شق صدر تو حقیقتاً واقع ہوا اور ذبح کا وقوع نہ ہوا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کے عوض فدیہ عطا فرمایا گیا اسی طرح نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ذبح کے عوض فدیہ دیا گیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو آب زمزم عطا فرمایا گیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو چاہ زمزم دیا گیا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو عربیت عطا فرمائی گئی، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ عربی زبان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بطریق الہام عطا ہوئی۔

﴿حاکم﴾

اور اس کی نظیر میں محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ ہم سب میں سب سے زیادہ فصیح اللسان ہیں باوجودیکہ آپ ہمارے درمیان سے کہیں باہر بھی تشریف نہیں لے گئے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان نابود ہو چکی تھی اس زبان کو حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس لائے اور اسے انہوں نے مجھے یاد کرایا۔

﴿ابو نعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے مثل آپ ﷺ کو عطا کیے گئے:

حضرت ابوالحسن احمد بن محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نوح بن حبیب بذشی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حامد بن محمود رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابومسہر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابن عبدالعزیز تنوخی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام آئے تو آپ سے کہا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے نے کھا لیا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے کو بلایا اور اس سے فرمایا: کیا تو نے میرے قرۃ العین اور جگر گوشہ کو کھایا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے یہ گستاخی نہیں کی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ بھیڑیئے نے کہا: میں سرزمین مصر سے آیا ہوں اور جرجان جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جرجان کس مقصد سے جانا چاہتا ہے؟ بھیڑیئے نے کہا: میں نے آپ سے پہلے نبیوں سے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ جو کوئی دوست یا کسی رشتہ دار سے ملاقات کرنے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس

سے ایک ہزار برائیاں محو فرماتا ہے اور اس کے ایک ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا کہ اس حدیث (بات) کو لکھ لو۔ اس پر بھیڑیئے نے ان کو حدیث بیان کرنے سے انکار کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تو ان کو حدیث نہیں سناتا۔ بھیڑیئے نے کہا: یہ سب نافرمان و گنہگار ہیں۔

﴿جرجانی امالی﴾

اس کی نظیر و مثل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئی کہ بھیڑیئے نے کلام کیا، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے دیئے گئے معجزات میں سے یہ ہے کہ ان کو اپنے فرزند کی جدائی کے ساتھ آزمایا گیا۔ اور انہوں نے اس حد تک صبر کیا کہ قریب تھا کہ غم سے وہ ہلاک ہو جائیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرزندوں کا درد دیا گیا اور بیٹوں میں کسی کو بچپن کے سوا زندہ نہ رکھا گیا مگر آپ نے رضا و تسلیم کو اختیار کیا، اس بنا پر آپ کا صبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر سے فائق رہا۔

﴿ابونعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت یوسف علیہ السلام کی مانند آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے:

حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسا حسن دیا گیا جو تمام انبیاء و مرسلین پر بلکہ تمام مخلوقات پر فائق تھا اور ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جمال عطا فرمایا گیا کہ کسی فرد بشر کو آپ جیسا جمال نہ ملا، کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا نصف حصہ دیا گیا اور ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام حسن عطا کیا گیا، اس کا تذکرہ اول کتاب میں گزر چکا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین کی جدائی اور ان کی مسافرت اور وطن سے دوری کے ساتھ آزمایا گیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وکنبہ اور دوست واحباب اور وطن کو چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت فرمائی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر سے پانی کے چشمے ابلنے کا معجزہ دیا گیا۔ ایسا ہی معجزہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوا، جیسا کہ اول بعثت کے ضمن میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ مزید برآں یہ کہ آپ کی انگشتہائے مبارکہ کے درمیان سے پانی کے چشمے ابلے تھے۔

انگشتہائے مبارک سے پانی کا جاری ہونا زیادہ تعجب ہے۔ اس لیے کہ پتھر سے پانی کا نکلنا تو متعارف و معہود ہے لیکن گوشت اور خون کے درمیان سے پانی جاری ہونا نہ متعرف ہے اور نہ معہود ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بادل کے سایہ کرنے کا معجزہ دیا گیا اور یہ معجزہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا ہوا

چنانچہ اس ضمن میں متعدد حدیثیں پہلے بیان ہو چکی ہیں، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا کا معجزہ دیا گیا۔
﴿ابونعیم﴾

اس کی نظیر ہمارے نبی کریم ﷺ کو ایک تو چوبی ستون کے رونے میں ہے اور دوسری نظیر جو اژدھے کی صورت میں ظاہر ہونے کی شکل میں ہے وہ اس اونٹ کے قصہ میں ہے جسے ابوجہل نے دیکھا تھا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا کا معجزہ عطا ہوا اور اس کی نظیر وہ نور ہے جو حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں بطور نشانی ظاہر ہوا۔ پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے مثلہ ہونے کا خوف ظاہر کیا تو وہ فوراً ان کے کوڑے کی نوک پر منتقل کر دیا گیا۔ جیسا کہ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے باب میں پہلے بیان کیا چکا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا پھاڑ کر راستہ بنانے کا معجزہ دیا گیا بلاشبہ اس کی نظیر اسرار کے باب میں پہلے گزر چکی ہے کہ وہ دریا جو زمین و آسمان کے درمیان حضور نبی کریم ﷺ کیلئے پھاڑا گیا یہاں تک کہ آپ نے اسے عبور کیا اور آگے گئے۔

اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی نظیر میں وہ روایت بیان کیا ہے جو احیاء موتی کے باب میں علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے قصہ میں گزر چکی ہے اور آخر کتاب میں بھی آئے گی اور اس کی مانند بکثرت واقعات ہیں۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو من وسلویٰ عطا فرمایا گیا۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی نظیر میں غنیموں کے حلال ہونے اور جم غفیر کا تھوڑے سے کھانے سے شکم سیر کر دینے کے واقعات ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم پر طوفان، ٹڈیاں، کھٹمل، مینڈک اور خون کی بددعا کی۔

- اس کی نظیر میں نبی کریم ﷺ کی وہ بددعائیں ہیں جو اپنی قوم پر قحط سالی کے ضمن میں ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی:

وَ عَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی

﴿سورۂ طٰہٰ﴾

ترجمہ: ''بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ۔''

- اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے فرمایا:

وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مُحَبَّةً مِنِّیْ

﴿سورۂ طٰہٰ﴾

ترجمہ: ''اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی۔''

- اور اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حق میں فرمایا:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: ''اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو! تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھے گا۔''

وہ خصائص جو حضرت یوشع علیہ السلام کی طرح آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت یوشع علیہ السلام جب قوم جبارین سے جنگ کر رہے تھے تو ان کیلئے آفتاب کو غروب ہونے سے روک دیا گیا۔ جیسا کہ شب معراج کے واقعات میں گزر چکا ہے اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز عصر فوت ہوئی تو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی دعا سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لایا گیا۔

وہ خصائص جو حضرت داؤد علیہ السلام کی مثل آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت داؤد علیہ السلام کو پہاڑوں کی تسبیح کا معجزہ دیا گیا اور اس کی نظیر میں ہمارے نبی کریم ﷺ کو کنکریوں اور کھانوں کی تسبیح کا معجزہ دیا گیا جیسا کہ اس کے باب میں پہلے گزر چکا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو تمام حیوانات کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو لوہے کے نرم ہونے کا معجزہ دیا گیا۔ بے شک ہمارے نبی کریم ﷺ کو پتھروں اور بڑی بڑی چٹانوں کے نرم ہو جانے کا معجزہ دیا گیا، چنانچہ غزوۂ احد میں جب مشرکوں کی نظروں سے پوشیدہ ہونے کیلئے پہاڑ کی طرف اپنے سر مبارک کو جھکایا تا کہ آپ کا جسم اقدس مشرکوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو آپ کیلئے نرم کر دیا، یہاں تک کہ آپ کا سر مبارک پہاڑ میں داخل ہو گیا اور یہ معجزہ اب تک ظاہر و باقی ہے لوگ اس مقام کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں ایسی گھاٹیاں موجود ہیں جہاں سخت پتھر اور نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز میں ان جگھوں پر آرام فرمایا تھا اور وہ پتھر آپ کیلئے نرم ہو گئے تھے یہاں تک کہ آپ کی پنڈلیوں اور بازوؤں کا نشان ان میں موجود ہے۔

اور یہ معجزہ مشہور ہے۔ یہ معجزہ زیادہ عجیب ہے۔ اس لیے کہ لوہے کو آگ نرم کر دیتی ہے مگر ایسی آگ کہیں نہیں کہ اس نے پتھر کو نرم کر دیا ہو۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو غار پر مکڑی کا جالہ تننے کا معجزہ دیا گیا، یہ معجزہ بھی ہمارے نبی کریم ﷺ سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ ہجرت کے واقعہ میں غار ثور کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مانند آپ ﷺ کو عطا کیے گئے:

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم دیا گیا اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو ملک عظیم سے اعظم ہے وہ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا عطا فرمائی گئی جو کہ صبح کو ایک مہینے کی مسافت اور شام کو ایک مہینہ کی مسافت تک ان کو لے جاتی تھی اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو اس سے اعظم ہے۔ وہ براق ہے جو پچاس ہزار برس کی مسافت کو تہائی رات سے کم کی مدت میں طے کر کے ایک ایک آسمان میں

حضور نبی کریم ﷺ کو لے گیا اور وہاں کے عجائب دکھائے اور جنت کی سیر کرائی اور دوزخ کا معائنہ کرایا۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے جنات مسخر کیے گئے اور وہ ان سے بھاگتے تھے تو ان کو زنجیروں سے باندھ کر سزا دیتے تھے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے پاس جنات کے وفود رغبت وشوق اور ایمان دار ہوکر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے شیاطین ومردہ کو مسخر کیا گیا یہاں تک کہ آپ نے ارادہ فرمایا ان شیاطین کو جن کو آپ نے پکڑا تھا، مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں، اس کا قصد پہلے بیان کیا چکا ہے۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیوں کو جانتے تھے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو تمام حیوانات کی بولیوں کا فہم عطا فرمایا گیا۔ مزید برآں یہ کہ درخت، پتھر اور عصا کی بات آپ ﷺ نے سمجھی۔ یہ تمام واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی مثل آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو بچپن میں حکمت دی گئی اور وہ بغیر صدور معصیت رویا کرتے تھے اور مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔

اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو اس سے افضل شرف عطا فرمایا گیا، اس لیے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بت پرستی اور جاہلیت کے زمانے میں نہ تھے اور ہمارے نبی کریم ﷺ اوثان اور جاہلیت کے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے۔ اس کے باوجود آپ کو بت پرستوں اور شیطانی ٹولوں کے درمیان بچپن میں فہم و حکمت عطا فرمائی گئی اور آپ نے کبھی بھی بتوں پر دلچسپی نہیں لی، اور نہ ان بت پرستوں کے ساتھ ان کی خوشیوں میں شریک ہوئے اور نہ آپ سے کبھی جھوٹی بات مسموع ہوئی۔ نہ بچوں کی مانند کھیل کود کی طرف میلانِ طبع ہوا، اور آپ ہفتوں مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ (صوم وصال کے دوران) فرمایا کرتے میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور آپ رویا کرتے تھے کہ آپ کے سینہ اقدس سے ہانڈی کے جوش مارنے کی مانند آواز سنائی دیا کرتی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تو حصور تھے اور حصور تو اسے کہا جاتا ہے جو عورت کے پاس نہ گیا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی بعثت ورسالت تمام مخلوق کی طرف ہے، اس لیے آپ ﷺ کو نکاح کرنے کا حکم فرمایا گیا تا کہ ساری مخلوق نکاح میں اقتداء کرے۔ اس لیے کہ نفوس کی پیدائشی خصلت ہی اس پر ہے کہ وہ شہوت کی حالت میں عورت کے پاس جائے۔

وہ خصائص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل آپ کو عطا ہوئے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ لا اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا م بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ

وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَ اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ لا فِیْ بُیُوْتِکُمْ ط

ترجمہ: ”اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔“

ان امور کے نظائر ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے احیاء الموتی کے باب میں اور مریضوں کو شفایاب اور صحت مند کرنے کے بارے میں غزوہ بدر و احد کے باب میں اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ درست کرنے کے ضمن میں اور غزوۂ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آشوب چشم کو لعاب دہن سے درست کرنے اور غیبی خبروں کے ابواب میں مذکور ہو چکے ہیں۔

اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے مٹی سے پرندہ پیدا کرنے کے معجزے کی نظیر میں کھجور کی ٹہنی کو لوہے کی تلوار سے بدل دینے کو قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ھَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَاءِ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: ”جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے؟“

تو ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے اس کی نظیر یہ ہے کہ متعدد حدیثوں میں گزر چکا ہے کہ آسمان سے آپ کیلئے طعام اترا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ

﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: ”اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں۔“

اور آپ نے آغوش مادر میں لوگوں سے کلام فرمایا، تو اس کی نظیر ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے بعد ولادت ظہور معجزات کے باب میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو روئے زمین پر کوئی بت نہ رہا جو منہ کے بل نہ گرا ہو اور ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے اس کی نظیر باب ولادت پہلے میں ہو گزر چکی ہے۔

﴿حاکم﴾

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا جانا عطا ہوا تو اس کی نظیر میں یہ بات کہ ہمارے نبی

کریم ﷺ کی امت کے بہت سے لوگوں کیلئے واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ میاں میں سے حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت خبیب اور حضرت العلاء ابن الحضرمی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کا تذکرہ گزشتہ ابواب میں کیا جا چکا ہے۔ ﴿ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کے وہ خصائص جو کسی نبی کو عطا نہ ہوئے

ابوسعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں ان فضائل کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے ایسے مخصوصی فضائل ساٹھ ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی اور نے حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل کو اس طرح شمار کیا ہو، البتہ میں نے خود احادیث و آثار میں اس کی جستجو کی ہے اور میں نے مذکورہ تعداد کو پایا ہے، اور تین فضیلتیں اس کی مانند اس کے ساتھ پائی ہیں اور ان فضائل کو میں نے چار قسموں میں دیکھا ہے۔

ایک قسم تو وہ ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس میں دنیا کے اندر مختص فرمائے گئے ہیں اور دوسری قسم فضائل کی وہ ہے جو آخرت میں آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں اور تیسری قسم وہ ہے جو آپ کی امت کے ساتھ دعا میں مخصوص کیے گئے ہیں اور چوتھی قسم وہ ہے جو آپ ﷺ کی امت کے ساتھ آخرت میں مخصوص کی گئی ہے، اب میں ان چار قسموں کو تفصیل کے ساتھ ابواب میں بیان کرتا ہوں۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی خمیر میں تھے جو میثاق اللہ نے انبیاء علیہم السلام سے لیا، ان میں آپ مقدم تھے، اس کا ذکر پہلے آ چکا ہے اور یہ کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے بلیٰ (ہاں) فرمایا تھا۔

اور یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور تمام مخلوقات کی تخلیق آپ ہی کی وجہ سے ہوئی۔ اور یہ کہ آپ کا اسم شریف عرش، آسمانوں، جنتوں اور تمام ان چیزوں پر لکھا ہوا تھا جو ملکوت سموات میں ہیں اور یہ کہ فرشتے ہر گھڑی آپ کا ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ آپ کا اسم شریف حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں اذانوں میں لیا جاتا رہا اور ملکوت اعلیٰ میں ذکر ہوتا رہا، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اور حضرت آدم علیہ السلام سے یہ وعدہ لیا کہ جو لوگ ان کے بعد ہوں وہ سب حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں آپ ﷺ کی نصرت کریں اور یہ کہ کتب سابقہ میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارتیں دی گئیں اور ان کتابوں میں آپ ﷺ کی نعت اور آپ کے اصحاب و خلفاء اور آپ ﷺ کی امت کی نعت بیان کی گئی اور یہ کہ ابلیس لعین کو آپ ﷺ کی ولادت کی وجہ سے آسمانوں سے روک دیا گیا اور یہ کہ ایک قول کے بموجب (بوقت ولادت) آپ ﷺ کا شق صدر ہوا اور یہ کہ آپ کے پشت مبارک میں آپ ﷺ کے

قلب اطہر کے مقابل جہاں سے شیطان (انسانوں میں) داخل ہوتا ہے مہرت نبوت قائم کی گئی ہے اور یہ کہ آپ کے ایک ہزار نام ظاہر ہوئے، جو کہ اسماء الٰہی سے مشتق و ماخوذ ہیں اور یہ کہ اسماء الٰہی میں سے تقریباً ستر اسماء کے ساتھ آپ ﷺ کا اسم شریف رکھا گیا اور یہ کہ فرشتے سفر میں آپ ﷺ پر سایہ کرتے تھے اور یہ کہ عقل میں تمام انسانوں سے فائق تھے اور یہ کہ آپ کو تمام حسن و جمال دیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو صرف نصف حسن دیا گیا تھا اور یہ کہ ابتدائے وحی میں آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا جاتا تھا اور یہ کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اس صورت میں جس پر ان کو پیدا کیا گیا تھا دیکھا۔

یہ تمام فضائل وہ ہیں جن کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث میں ذکر کیا ہے۔

اور یہ کہ آپ ﷺ کی بعثت کے سبب کہانت کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور شہاب کی رمی کے ذریعہ خبریں سننے سے آسمانوں کی حفاظت کی گئی اور وہ فضائل ہیں جن کو ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث میں ذکر کیا۔

اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے آپ کے والدین کو زندہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور یہ کہ (بعض) کافروں کیلئے تخفیف عذاب کیلئے آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی گئی جیسے کہ ابوطالب کے قصے میں اور دو قبروں کے قصے میں مذکور ہے اور یہ کہ لوگوں کو آپ پر غالب نہ آنے دینے کا وعدہ کیا گیا اور آپ کی عصمت و حفاظت فرمائی گئی، اور یہ کہ آپ ﷺ کو معراج ہوئی اور وہ خصوصیات جو اس کے ضمن میں ہیں جیسے ساتوں آسمانوں کا فرق اور اس بلندی تک جانا کہ آپ ﷺ قاب قوسین تک پہنچے اور آپ ﷺ کی رفعت اس مقام تک ہوئی جہاں نہ کوئی نبی و مرسل گیا اور نہ کوئی فرشتہ مقرب اور یہ کہ آپ ﷺ کیلئے انبیاء علیہم السلام کو احیاء فرمایا گیا اور یہ کہ آپ ﷺ ان کے امام بن کر ان کو نماز پڑھائی اور یہ کہ آپ ﷺ نے جنت کی سیر کی اور دوزخ کا معائنہ فرمایا۔

۞ یہ وہ فضائل ہیں جن کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔

اور یہ کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں اور آپ ایسے محفوظ رہے کہ "مازاغ البصر وما طغی" آپ ﷺ کی شان رہی۔ اور حق تبارک وتعالیٰ کی رویت سے آپ ﷺ دو مرتبہ مشرف ہوئے اور یہ کہ آپ ﷺ کے ساتھ فرشتوں نے قتال کیا۔

معجزہ قرآن کریم

اس باب میں نبی کریم ﷺ کی اس خصوصیت کا بیان ہے جو قرآن کریم کے معجزہ ہونے کے اظہار میں ہے اور یہ کہ کتنا ہی زمانہ گزر جائے قرآن کریم تبدیل وتحریف سے محفوظ رہے گا۔ اور یہ کہ قرآن ہر شے کا جامع ہے اور وہ اپنے غیر سے بے نیاز ہے اور یہ کہ تمام کتب سابقہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ قرآن عظمت کے ساتھ ان سب پر مشتمل ہے اور یہ کہ قرآن حفظ کرنے والوں کیلئے آسان ہے اور یہ کہ قرآن تھوڑا تھوڑا ہو کر نازل ہوا اور یہ کہ اس کا نزول سات حرفوں پر ہے اور اس کے سات ابواب ہیں۔

(۱) زجر، (۲) امر، (۳) حلال، (۴) حرام، (۵) محکم، (۶) متشابہ، (۷) مثال
اور یہ کہ ہر لغت کے ساتھ ہے۔

✿ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا

﴾سورۂ بنی اسرائیل﴿

ترجمہ: ''تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔''

✿ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

﴾سورۂ الحجر﴿

ترجمہ: ''بے شک ہم نے اتارا ہے قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔''

✿ اور ارشاد خداوندی ہے:

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ

﴾سورۂ حم﴿

ترجمہ: ''اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔''

✿ اور رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ

﴾سورۂ النمل﴿

ترجمہ: ''بے شک قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ وہ جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔''

✿ اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

﴾سورۂ القمر﴿

ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کیلئے آسان فرما دیا ہے تو ہے کوئی یاد کرنے والا؟''

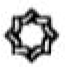
✿ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا

﴾سورۂ بنی اسرائیل﴿

ترجمہ: ''اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم لوگ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، اور ہم نے

اسے بتدریج رہ رہ کر، اتارا۔“

 اور فرمان خداوندی ہے:

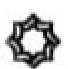
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا

﴿سورۃ الفرقان﴾

ترجمہ: ”اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتارا، ہم نے یوں ہی بتدریج اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس نبی کو اس کی مانند معجزہ دیا گیا جس پر بشر ایمان لائے بلاشبہ جو چیز مجھے عطا فرمائی گئی ہے وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمایا اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں متبعین کے اعتبار سے تمام نبیوں سے ممتاز ہوں گا۔ یعنی میری امت سب سے زیادہ ہوگی۔

﴿بخاری﴾

 حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے آیۃ کریمہ

لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ

﴿سورہ حم السجدہ﴾

ترجمہ: ”باطل کو اس طرف راہ نہیں۔“

کی تفسیر میں روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو شیطان کے دخل سے محفوظ رکھا ہے لہٰذا نہ کوئی اس میں باطل کا اضافہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی اس میں سے حق کو نکال سکتا ہے۔

﴿بیہقی﴾

ایک یہودی کا قرآن کی وجہ سے مسلمان ہونا:

حضرت یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ مامون کے پاس ایک یہودی آیا اور اس یہودی نے بہت اچھی گفتگو کی۔ پھر مامون نے اس یہودی کو اسلام کی دعوت دی، مگر اس نے انکار کیا جب ایک سال گزر گیا تو وہ یہودی ہمارے پاس مسلمان ہو کر آیا اور اس نے فقہ پر بہت اچھی گفتگو کی۔ مامون نے اس سے پوچھا تیرے اسلام لانے کا واقعہ کیا ہے؟

اس یہودی نے کہا: جب میں آپ کے پاس سے گیا تو میں نے چاہا کہ میں تمام دینوں کا امتحان لوں، چنانچہ میں نے پہلے توریت کو شروع کیا، اور اس کے تین نسخے لکھے اور میں نے اس میں کمی و زیادتی کی، پھر میں ان نسخوں کو لے کر کنیسہ میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لیے۔ اس کے بعد میں نے انجیل کی طرف توجہ دی اور میں نے اس کے تین نسخے لکھے جس میں میں نے کمی و زیادتی کی اور ان کو لے جا کر گرجا میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لیے، پھر میں قرآن کی

طرف قصد کیا اور میں نے اس کے تین نسخے لکھے اور میں نے اس میں بھی کمی و زیادتی کی اور ان اوراق کو لے مسلمانوں کے پاس گیا تو مسلمانوں نے اسے بغور پڑھا جب انہوں نے اس میں کمی و زیادتی پائی تو انہوں نے ان ورقوں کو میرے منہ پر مار دیا اور نہیں خریدا، اس وقت میں نے جان لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے۔ تو یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا ہے۔

حضرت یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں اسی سال حج کو گیا تو میں حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا، اس پر انہوں نے مجھ سے فرمایا: اس واقعہ کی صداقت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔ میں نے پوچھا وہ کس جگہ ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں: "فِی التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ (سورۃ المائدہ) تو اللہ تعالیٰ نے توریت و انجیل کی حفاظت ان امتوں کے ذمہ رکھی مگر انہوں نے اسے ضائع کر دیا لیکن قرآن کریم کے بارے میں فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ

﴿سورۃ المائدہ﴾

تو اللہ نے قرآن کریم کی حفاظت ہمارے ذمہ نہیں کی بلکہ اپنے ذمے رکھی اسلئے وہ ضائع نہیں ہوا۔

﴿بیہقی﴾

تمام آسمانی کتب کے علوم قرآن میں ہیں:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اور کتابوں کے علوم چار کتابوں میں جمع فرمائے، وہ چار کتابیں توریت، انجیل، زبور اور قرآن مجید ہے۔ اسکے بعد توریت وانجیل وزبور کے علوم کو فرقان حمید میں جمع فرمادیا۔

﴿بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو تحصیل علم کا ارادہ رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ قرآن پڑھے کیونکہ اس میں اولین وآخرین کا علم ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم میں تمام علوم نازل فرمائے ہیں اور اس میں ہمارے لیے ہر چیز کو بیان کیا ہے لیکن ہمارے علوم جو کچھ قرآن کریم میں ہمارے لیے بیان کیے گئے اس سے قاصر ہے۔

﴿ابن جریر، ابن حاتم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز سے غافل ہوتا تو وہ ذرہ رائی اور مچھر سے ضرور غافل ہوتا۔ (لیکن اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔)

﴿ابوالشیخ کتاب العظمۃ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے کتابیں جو نازل ہوئی تھیں، وہ ایک ہی باب اور ایک ہی حرف یعنی مضمون پر نازل ہوتی تھیں اور قرآن سات ابواب اور سات

حرفوں پر نازل ہوا۔اس میں زجر،امر،حلال،حرام،محکم،متشابہ اور امثال ہیں۔

﴿حاکم،بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن مجھے پڑھایا اور میں اسے دہراتا رہا اور میں برابر زیادہ چاہتا رہا، وہ میرے لیے زیادہ کرتے رہے، یہاں تک کہ سات حرفوں تک منتہی ہوگیا۔

﴿بخاری،مسلم﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن کو پڑھوں تو میں نے اس فرشتہ کو واپس بھیجا کہ میں دوحرفوں پر پڑھوں مگر میں نے پھر اپنی امت کی سہولت کیلئے اسے واپس بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اسے میری طرف بھیجا کہ میں سات حرفوں پر قرآن پڑھوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابومیسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ قرآن ہر زبان (لغت عرب) کے ساتھ نازل ہوا ہے اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف،ابن جریر﴾

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ کوئی صفت ایسی نہیں ہے کہ اس کا کوئی جز قرآن میں نہ ہو، کسی نے ان سے پوچھا رومی لغت کا کونسا جز قرآن میں ہے؟ فرمایا: "**قصرھن**" ہے جو "**قطعھن**" کے معنیٰ میں ہے۔

﴿ابن المنذر تفسیر﴾

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کردہ کتابوں پر قرآن کریم کی فضیلت تمیں ایسی خصلتوں کے ساتھ ہے جو قرآن کریم کے سوا کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی رہے گا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی و مستمر رہے گا وہ قرآن کریم ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات اپنے وقت کے ساتھ تھے۔یہ خصوصیت شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص میں شمار کی ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہیں چنانچہ ایک قول کے بموجب ایک ہزار معجزات اور ایک قول کے بموجب تین ہزار معجزات تک ان کی گنتی پہنچتی ہے۔اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باوجود کثرت کے دوسرے معنیٰ بھی رکھتے ہیں۔وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کے معجزات میں وہ معنیٰ نہیں ہیں جو اختراع اجسام کی طرف راہ

پاتے ہیں۔ بلاشک وشبہ یہ خصوصیت ہمارے نبی کریم ﷺ کے معجزات میں ہی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو بات کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں شمار کی جاتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام معجزات وفضائل جو جدا جدا ہر نبی کو دیئے گئے وہ سب کے سب حضور نبی کریم ﷺ کو عطا ہوئے اور آپ کے سوا کسی اور نبی میں وہ مجتمع نہیں ہیں بلکہ آپ ہر نوع کے معجزات کے ساتھ مختص ہوئے۔

حضرت ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے پتھروں کا سلام کرنا اور ستونی چوب کا رونا بھی شمار کیا ہے اور فرمایا: اس کی مانند معجزہ کسی نبی کیلئے ثابت نہیں ہے اور انہوں نے انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی جاری ہونے کو بھی خصائص میں شمار کیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا خاتم النبیین ہونے کے ساتھ اختصاص:

اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت تمام نبیوں کے آخر میں ہے اور یہ کہ آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے اور یہ کہ آپ کی شریعت آپ سے پہلی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے اور یہ کہ اگر انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے عہد مبارک کو پائیں تو ان پر آپ کا اتباع واجب ہے۔

✪ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ”محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں۔“

✪ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: ”اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرمائی اور ان پر محافظ و گواہ“

✪ اور ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: ”وہی اللہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔“

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں آیتوں سے آپ کی شریعت تمام آپ سے پہلی شریعتوں کے ناسخ ہونے پر استدلال کیا ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس

آیا اور میرے ساتھ ایک کتاب تھی جو کسی اہل کتاب نے مجھے دی تھی، اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کیلئے کوئی گنجائش نہ تھی۔ بجز اس کے کہ وہ میرا اتباع کرتے۔

﴿ابونعیم﴾

سرکار دو عالم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی کتاب میں ناسخ و منسوخ ہے۔

✿ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا ؕ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے۔''

اور اس کی مثل تمام کتابوں میں ہے۔ اسی بنا پر یہود نسخ کا انکار کرتے ہیں اور نسخ میں بھید یہ ہے کہ گزشتہ تمام کتابیں وقعتہً واحدہ یعنی ایک دم ہی نازل ہوتی رہیں لہٰذا ان میں ناسخ و منسوخ کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ ناسخ کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ نزول میں منسوخ سے متاخر ہو۔

نبی کریم ﷺ کو عرش کے خزانے سے عطا کیا گیا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کو عرش کے خزانہ میں سے عطا فرمایا گیا اور اس میں سے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔

✿ (اس موضوع پر حدیث چند ابواب کے بعد آئے گی۔)

نبی کریم ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی:

نبی کریم ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی اور یہ کہ آپ کے متبعین تمام نبیوں کے متبعین سے زیادہ ہوں گے اور یہ کہ رسالت بالا جماع جنات کی طرف بھی ہے اور ایک قول کے مطابق فرشتوں کی طرف بھی، اور یہ کہ آپ کتاب الٰہی کو اتقان سے پڑھتے تھے باوجودیکہ لکھتے نہ تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۃ سبا﴾

ترجمہ: ''اے محبوب! ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔''

✿ اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ۙ

﴿سورۃ الفرقان﴾

ترجمہ:''بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہے۔''

پانچ مخصوص چیزیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو وہ عطا نہ ہوئیں۔

(۱) ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت کی گئی۔

(۲) اور ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بوقت ضرورت بنائی گئی، تو میری امت کا ہر شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے تو اسے وہیں پڑھنی چاہیے۔

(۳) اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا، اور یہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی۔

(۴) اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

(۵) اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا مگر میری بعثت تمام لوگوں کی طرف عام ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔

(۱) میرے لیے ساری زمین مسجد وطہور بنائی گئی، حالانکہ کسی نبی کیلئے جائز نہ تھا کہ وہ اپنی محراب میں پہنچے بغیر نماز پڑھے۔

(۲) اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ مشرکین میرے سامنے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیتا ہے۔

(۳) اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف ہی مبعوث ہوتے تھے مگر مجھے جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

(۴) اور انبیاء کرام علیہم السلام پانچواں حصہ نکالا کرتے تھے اور آگ آ کر اسے کھا لیا کرتی تھی، لیکن مجھے حکم دیا گیا کہ میں اسے اپنی امت کے فقراء کے درمیان تقسیم کر دوں۔

(۵) اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک سوال دیا گیا مگر میں نے اپنی دعا کو امت کی شفاعت کیلئے اٹھا رکھا ہے۔

﴿تاریخ بخاری، بزار، بیہقی، ابونعیم﴾

دس باتوں کی بشارت:

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا؛ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا کہ باہر جا کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا اظہار و بیان فرمائیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فرمائی ہے تو انہوں نے مجھے دس باتوں کی بشارت دی جو مجھ سے

پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں، اور وہ یہ ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔

(۲) اور یہ کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں جنات کو ڈراؤں۔

(۳) اور یہ کہ مجھ پر اپنا کلام القاء فرمایا درآں حالیکہ میں امی ہوں، بلاشبہ حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی گئی۔

(۴) اور چوتھے یہ کہ میرے لیے پچھلوں کے اور اگلوں کے گناہ بخشے گئے۔

(۵) اور یہ کہ مجھے الکوثر عطا فرمائی۔

(۶) میری مدد فرشتوں کے ساتھ کی گئی، اور مجھے نصرت عطا ہوئی۔

(۷) میرے دشمنوں پر رعب ڈالا گیا۔

(۸) میرا حوض تمام حوضوں سے بڑا بنایا گیا۔

(۹) میرے لیے ذکر کو اذانوں میں بلند کیا۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ مجھے روز قیامت مقام محمود پر فائز کرے گا۔ درآں حالیکہ تمام لوگ سر جھکائے منہ لپیٹے ہوں گے اور جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو مجھے سب سے پہلے اٹھائے گا اور جنت میں میری شفاعت سے میری امت کے ستر ہزار بغیر حساب داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جنات نعیم کے اعلیٰ غرفہ میں مجھے بلندی عطا فرمائے گا، میرے اوپر بجز ان فرشتوں کے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں کوئی مخلوق نہ ہوگی اور مجھے غلبہ عطا فرمایا اور میرے لیے اور میری امت کیلئے غنیمت کو حلال بنایا باوجودیکہ ہم سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ تھی۔

﴿ابن ابی حاتم، دارمی الرد علی الجہمیہ﴾

تمام زمین و آسمان والوں پر فضیلت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو آسمان والوں پر اور تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! وہ کون سی فضیلت ہے جو آسمان والوں پر حضور نبی کریم ﷺ کو عطا ہوئی۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا:

وَ مَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ

﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: ''اور ان میں سے جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے۔''

✿ مگر نبی کریم ﷺ کے بارے میں فرمایا:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ○ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔''

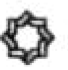
گویا اس میں حضور نبی کریم ﷺ کے لئے برأت ہے۔

لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور تمام نبیوں پر آپ ﷺ کی فضیلت کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ

﴿سورۂ ابراہیم﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔''

 مگر حضور نبی کریم ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۂ سبا﴾

ترجمہ: ''اے محبوب! ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرے والی ہے۔''

لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت انس و جن کی طرف ہے۔

﴿ابویعلیٰ، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ہر اس شخص کا رسول ہوں جن کو میں نے زندگی میں پایا اور وہ جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اب اگر تمام لوگ میری دعوت قبول نہ کریں گے تو میں عرب کی طرف ہوں اور اگر تمام عرب قبول نہ کریں گے تو میں قریش کی طرف ہوں اور اگر تمام قریش قبول نہ کریں گے تو بنی ہاشم کی طرف ہوں اور اگر بنی ہاشم بھی قبول نہ کریں گے تو میں اپنی ذات کی طرف رسول ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمام نبیوں سے متبعین میں زیادہ ہوں۔

﴿مسلم﴾

زیادہ امت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت میری امت میرے ساتھ سیل رواں کی مانند آئے گی جس طرح رات چھا جاتی ہے، اسی طرح میری امت لوگوں پر چھا

جائے گی۔اس وقت فرشتے کہیں گے کہ تمام نبیوں کے ساتھ جتنی امتیں ہیں ان سب سے زیادہ امت محمد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

﴿بزار﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی تصدیق میری کی گئی ہے۔بے شک کون نبی ایسا ہے بجز ایک کے کہ اس کی امت میں سے کسی نے اس کی تصدیق نہ کی۔

﴿مسلم﴾

حضور نبی کریم ﷺ تمام جن وانس کے رسول ہیں:

اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام انس وجن کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، البتہ فرشتوں کی جانب آپ کی بعثت میں اختلاف ہے اور وہ قول جسے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجیح دی ہے یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرشتوں کی طرف بھی مبعوث ہیں۔اس قول پر وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جسے حضرت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔انہوں نے کہا کہ اہل زمین کی صفیں، آسمان والوں کی صفوں پر ہیں، جب زمین والوں کی آمین، آسمان والوں کی آمین سے موافقت کر جاتی ہے تو بندے کیلئے مغفرت ہوتی ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت رحمۃ اللعالمین ہے:

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت رحمۃ اللعالمین ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ:"نہیں بھیجا ہم نے آپ کے سارے جہان کی رحمت کیلئے"

اور فرمایا:

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمۡ وَ اَنۡتَ فِیۡھِمۡ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ:"اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ کافروں پر عذاب کرے جب تک کہ اے محبوب! تم ان میں ہو۔"

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہاں کیلئے رحمت اور متقین کیلئے ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ مشرکوں پر عذاب کی دعا کیوں نہیں مانگتے۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے رحمت کیلئے بھیجا گیا ہے۔

﴿مسلم﴾

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو ایمان لے آیا اس کیلئے دنیا و آخرت میں رحمت تمام ہوگئی اور جو ایمان نہیں لایا وہ اس چیز سے محفوظ ہے جو دنیا میں جلد ہی خسف، مسخ اور قذف کی شکل میں نمودار ہو کیونکہ اس عذاب میں گزشتہ امتیں بھی مبتلا ہوئیں۔

﴿ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، بیہقی﴾

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی قسم یاد فرمائی:

✿ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَعَمۡرُکَ اِنَّهُمۡ لَفِیۡ سَكۡرَتِهِمۡ یَعۡمَهُوۡنَ

﴿سورۃ الحجر﴾

ترجمہ: ”اے محبوب! تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی اور کوئی جان ایسی پیدا نہیں کی جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے نزدیک مکرم ہو اور اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی حیات کی قسم یاد نہیں فرمائی مگر اس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی قسم یاد فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:

لَعَمۡرُکَ اِنَّهُمۡ لَفِیۡ سَكۡرَتِهِمۡ یَعۡمَهُوۡنَ

﴿سورۃ الحجر﴾

یعنی ”وَحَیَاتِکَ یَا مُحَمَّد“ آپ کی حیات کی قسم اے محبوب!

﴿ابویعلی، ابن مردویہ، بیہقی ابونعیم، ابن عساکر﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمزاد مسلمان ہوگیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو باتوں میں مجھے تمام نبیوں پر فضیلت دی گئی ایک میرا ہمزاد کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی، یہاں تک کہ وہ ہمزاد مسلمان ہوگیا۔ راوی نے کہا: میں دوسری بات بھول گیا ہوں۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو باتوں میں مجھے حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت دی گئی، ایک یہ کہ میرا شیطان یعنی ہمزاد کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوگیا اور دوسری بات یہ کہ میری تمام ازواج میرے لیے مددگار بنیں، حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی زوجہ ان کی خطا پر مددگار تھیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے

کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ایک جن اس کا ہمزاد ہو اور ایک فرشتہ اس کا ہمزاد ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: ہاں! میرے ساتھ تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور وہ جن ہمزاد مسلمان ہو گیا۔ اب وہ بھلائی کے سوا مجھے کوئی حکم دیتا ہی نہیں۔

(طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

﴿مسلم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر مبارک کرتے ہوئے فرمایا کہ جن فضائل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی ہے وہ میرا فرزندان سے افضل ہے وہ صاحب بعیر یعنی ناقہ سوار ہے ان کی زوجہ ان کیلئے ان کی دین پر مددگار ہوگی، جبکہ میری زوجہ میرے لیے خطا پر مددگار تھی۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرنے میں آپ کی بزرگی واحترام کی خاطر آپ ﷺ سے پہلے تمام نبیوں کو مخاطب کرنے سے بالکل مختلف رکھا۔ وہ یہ کہ گزشتہ امتیں اپنے نبیوں سے کہا کرتی کہ "رَاعِنَا سَمْعَکَ" یعنی اپنی بات سنانے میں ہمارے رعایت فرمایئے مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنے نبی کریم ﷺ کو اس طرح مخاطب کرنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ فرمایا:

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَا تَقُوْلُوْ رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط وَ لِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسم مبارک کے ساتھ کہیں مخاطب نہیں فرمایا:

علماء کرام نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ایک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو آپ کے اسمائے مبارک کے ساتھ نہیں پکارا۔ بلکہ

یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ، یَآ اَیُّهَا الرَّسُوْلُ - - (سورۃ المائدہ)

یَآ اَیُّهَا الْمُدَثِّرُ، یَآ اَیُّهَا الْمُزَمِّلُ فرمایا بخلاف تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کیونکہ ان کو ان کے ناموں کیساتھ پکارا۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یَآ آدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ (سورۃ البقرہ)

یَا نُوْحُ اِهْبِطْ، یَآ اِبْرَاهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا (سورۃ ہود)

یٰمُوْسٰی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ - - (سورۃ الاعراف)

یَا عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ (سورۃ المائدہ)

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (سورۂ ص)

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ - - - (سورۂ مریم)

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ - - - (سورۂ مریم)

نبی کریم ﷺ کا نام لے کر پکارنا امت کیلئے حرام ہے:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ امت پر حرام ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کے نام مبارک کے ساتھ پکارے بخلاف تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ ان کی امتیں ان کو ان کے نام سے پکارتی تھیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان امتوں کی تمثیل میں فرمایا:

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ

﴿سورۂ الاعراف﴾

ترجمہ: ''بولے اے موسیٰ! ہمیں ایک خدا بنا دے جیسا ان کیلئے اتنے خدا ہیں۔''

❁ اور فرمان خداوندی ہے:

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

﴿سورۂ المائدہ﴾

ترجمہ: ''جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ ابن مریم''

❁ اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کو فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

﴿سورۂ النور﴾

ترجمہ: ''رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارنا ہے۔''

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے تحت روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لوگ یا محمد! یا ابا القاسم کہہ کر حضور نبی کریم ﷺ کو پکارتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے اپنے نبی کی عظمت واحترام میں منع فرما دیا، پھر لوگ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ ﷺ کہنے لگے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یا محمد نہ کہو، بلکہ یا رسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ کہو۔

❁ (ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیۃ کریمہ کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے نبی کی ہیبت دل میں رکھیں اور ان کی تعظیم وتوقیر کریں اور ان کو سردار جانیں۔

﴿بیہقی﴾

مردے سے قبر میں آپ ﷺ کی بابت سوال ہوتا ہے:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! قبر آزمائش کی جگہ ہے اور میری بابت تمہاری آزمائش ہوتی ہے اور میری بابت تم سے سوال ہوتا ہے، لہٰذا جب میت مرد صالح ہوتا ہے تو اسے بٹھا کر پوچھا جاتا ہے: ''**ما ھذا الرجل الذی کان فیکم**'' وہ شخص کون ہے جو تم میں مبعوث ہوا تھا تو ہر مرد صالح جواب دیتا ہے کہ وہ محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں۔ آخر حدیث تک۔

﴿امام احمد، بیہقی﴾

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل قبور سے جو سوال ہوتا ہے وہ اس امت کے ساتھ خاص ہے اور ابن عبدالبر محدث رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ یہ مسئلہ کتاب ''البرزخ'' میں مبسوط ہے۔

آپ ﷺ کی بارگاہ میں ملک الموت آپ سے اجازت لے کر حاضر ہوئے:

اس موضوع پر حدیث بھی ابواب الوفات میں آئے گی اور میں نے ''کتاب البرزخ'' میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بغیر اجازت لیے ملک الموت داخل ہوئے تھے۔

وصال کے بعد آپکی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کرنا حرام ہے

❁ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول (ﷺ) کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کے بیبیوں سے نکاح کرو، بیشک یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔''

یہ بات کسی نبی کیلیے ثابت نہیں ہے بلکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا قصہ ظالم و جابر بادشاہ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس بادشاہ سے فرمانا کہ یہ میری (دینی) بہن ہے اور یہ کہ انہوں نے یہ چاہا کہ انہیں طلاق دیدیں تاکہ وہ جابر ان سے نکاح کر لے۔ یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ بات دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کیلیے نہ تھی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا اگر تم اس میں خوش ہو کہ جنت میں تم میری بیوی رہو تو میرے بعد دوسرے سے نکاح نہ کرنا، کیونکہ عورت اس شوہر کے ساتھ ہوگی جو دنیا میں اس کا آخری شوہر ہے۔

اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر حرام کیا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد وہ کسی اور سے نکاح کریں تاکہ وہ ازواج مطہرات جنت میں حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت کے شرف میں باقی رہیں۔

اس حرمت کی علت میں جو اقوال مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں اور یہ بھی وجہ ہے کہ دوسرا نکاح کرنے میں غضاضت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے منصب شریف کو غضاضت سے پاک ومنزہ فرمایا ہے اور یہ بھی حرمت کی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر انور میں ہی زندہ ہیں۔ اسی لیے ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے حرمت کی وجوہات میں ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ ان ازواج مطہرات پر وفات کی عدت واجب نہیں ہے۔

اور وہ عورتیں جن کو نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں جدا کر دیا جیسے مستعیذہ اور وہ عورت جس کی کوکھ میں سفیدی دیکھی تو ان عورتوں کے بارے میں کئی وجہ مذکور ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ان کو بھی نکاح کرنا حرام تھا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو منصوص قرار دیا اور ''کتاب الروضہ'' میں عموم آیت کے تحت اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ''من بعد'' سے ''بعدیت الموت'' مراد نہیں ہے، بلکہ بعدیت نکاح مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو حرام نہیں ہے اور تیسرا قول جسے امام الحرمین اور رافعی رحمہم اللہ نے ''شرح الصغیر'' میں صحیح قرار دیا ہے۔ یہ ہے کہ فقط مدخول بہا مراد ہے چونکہ یہ مروی ہے کہ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مستعیذہ سے نکاح کا ارادہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اشعث کو رجم کرنے کا ارادہ کیا پھر انہیں معلوم ہوا کہ وہ عورت مدخول بہا نہ تھی تو وہ رجم سے باز رہے۔

اور علماء کرام کا اختلاف ان عورتوں کے بارے میں جاری ہے جن عورتوں نے جدائیگی کو اختیار کیا تھا لیکن امام الحرمین اور امام غزالی رحمہم اللہ کے نزدیک اس بارے میں اصح حلت ہے اور ایک جماعت نے اختیار کا فائدہ حاصل کرنے کی وجہ سے حلت پر قطعی حکم دیا ہے کیونکہ اختیار، دنیاوی زینت پر برقرار رہنے میں تھا، اور ان باندیوں کے بارے میں جن کو وطی کے بعد چھوڑ دیا تھا کئی اقوال ہیں۔ ان میں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر وہ باندی وفات کی وجہ سے جدا ہوئی ہے تو اسے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ جیسے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور اگر حیات میں اسے فروخت کر دیا ہے تو اسے حرام نہیں ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کو اللہ خود جواب دیتا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام گزرے ہیں وہ اپنی مدافعت خود کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کو خود ہی جواب دیتے تھے۔

- جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا:

يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ ---------- (سورۃ الاعراف)

ترجمہ: ''اے میری قوم! مجھ میں گمراہی نہیں۔''

اور حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا:

یَا قَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ ----------- (سورۃ الاعراف)

ترجمہ: ''اے میری قوم! مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ۔''

اس قسم کے اقوال و نظائر بہت ہیں مگر ہمارے نبی کریم ﷺ کی طرف دشمنوں نے جس بات کی نسبت کی تھی اللہ تعالیٰ اس کی برأت کا خود والی ہوا اور آپ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ------ (سورۃ القلم)

ترجمہ: ''تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔''

اور رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَا غَوٰی ----- (سورۃ النجم)

ترجمہ: ''تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ------------- (سورۃ النجم)

ترجمہ: ''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔''

حضور خواہش سے نہیں فرماتے اور فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ --------------- (سورۃ یٰسین)

ترجمہ: ''ہم نے حضور کو شعر کہنا نہ سکھایا۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی رسالت کی قسم یاد فرمائی:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت پر قسم یاد فرمائی چنانچہ فرمایا:

یٰسٓ o وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ o اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o

﴿سورۃ یٰسین﴾

ترجمہ: ''وہ حکمت والے قرآن کی قسم! بے شک آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

آپ ﷺ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو قبلوں اور ہجرتوں کے درمیان جامع فرمایا اور یہ کہ آپ ﷺ کیلئے شریعت اور حقیقت کو جمع کیا گیا اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کیلئے یہ بات نہ تھی بجز ایک کے۔ اس کی دلیل وہ قصہ ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے درمیان ہے۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا:

انی علی من علم اللہ لا ینبغی لک ان تعلم و انت علی علم اللہ لا ینبغی لی ان اعلمہ

میں اللہ تعالیٰ کے علم سے ایک علم پر ہوں جو آپ کیلئے مناسب نہیں ہے کہ آپ اس علم کو جانیں اور آپ ﷺ اللہ کے علم سے اس علم پر ہیں جو کہ میرے لیے مناسب نہیں ہے کہ میں اسے جانوں۔
﴿ابونعیم﴾

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پہلے یہ بات حدیث سے استنباط کر کے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں کسی عالم کے کلام سے جو کہ اس بارے میں ہے واقف ہوتا۔ اس کے بعد میں نے بدر بن الصاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جو اس چور کے بارے میں ہے جسے نبی کریم ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور دوسری حدیث اس نمازی کی ہے جس کے قتل کا حکم حضور نبی کریم ﷺ نے دیا تھا۔ یہ دونوں حدیثیں "**الا خبار بالمغیبات**" کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

مزید وضاحت:

بلاشبہ لوگوں پر اس کا سمجھا دشوار ہو گیا ہے حالانکہ اگر وہ غور وفکر کرتے تو ان کو ضرور واضح ہو جاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم ہے اور حقیقت سے مراد باطنی حکم۔

بلاشبہ علماء کرام نے اس کی صراحت کی ہے کہ اکثر انبیاء کرام علیہم السلام اس پر مبعوث ہوئے ہیں کہ وہ ظاہر کے ساتھ حکم کریں اور اس شے پر حکم نہ کریں جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اگرچہ وہ اس پر مطلع اور باخبر ہوں۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع وخبر ہے، چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام اس کے ساتھ مبعوث نہیں کیے گئے اس بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور ان سے کہا:

لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا -----------(سورۃ الکہف)

ترجمہ: "بے شک تم نے بہت بری بات کی ہے۔

اسلئے کہ قتل نفس شریعت کے خلاف ہے تو اس کا جواب حضرت خضر علیہ السلام نے یہ دیا کہ انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادہ سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس کہنے کا ہے جو کہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ ایسے اللہ کے علم میں سے اس علم پر ہیں۔ الخ

شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح بخاری" میں فرمایا کہ علم سے مراد حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ اس کا علم حاصل کریں تا کہ آپ اس پر حکم نافذ کریں۔ اس لیے کہ اس کے ساتھ عمل کرنا مقتضائے شریعت کے خلاف ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں

اسے حاصل کروں اور اس کے مقتضا پر عمل کروں، اس لیے کہ یہ بھی مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس قاعدہ کے بموجب اس ولی کیلئے جائز نہیں جو نبی کریم ﷺ کا تابع ہے کہ جب حقیقت پر وہ مطلع ہو تو وہ بمقتضائے حقیقت اسے نافذ کرے، بلاشک وشبہ اس پر یہی واجب ہے کہ حکم ظاہر کو نافذ کرے۔ انتھی کلامہ

حضرت ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس پر ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم ان امور باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انہیں وحی کی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم ظاہر کے ساتھ حکم ہونا تھا۔

﴿حافظ ابن حجر ''الاصابہ''﴾

حدیث میں دو علوم جن کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے مراد باطن اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور مفہوم مراد نہیں ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ حکم جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام مبعوث ہوئے وہ ان کی شریعت تھی لہٰذا یہ سب شریعت ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں اور اس باطن وحقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ ﷺ کو اطلاع ہے جس طرح کہ اکثر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا۔

اس بنا پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''**نحن نحکم بالظاھر**'' تو ہم ظاہر پر حکم دیتے ہیں۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ''**انما اقضی بالظاھر واللہ یتولی السرآئر**'' میں تو ظاہر پر فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا مالک خدا ہے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تو اسی پر فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں تو جس نے اپنے لیے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا جہاں تک تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک سے رہ جانے والوں کی معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کے بارے میں فرمایا اگر میں بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو رجم (سنگسار) کرتا تو ضرور اس عورت کو سنگسار کرتا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر قرآن کریم نہ ہوتا تو یقیناً میرے لیے اور اس عورت کیلئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔

یہ تمام نظائر وشواہد اس بات کی مظہر ہیں کہ آپ کو دلیل اور شہادت یا اعتراف واقرار کے ساتھ ظاہر شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو باطنی امور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو باخبر فرمایا اور اس کی حقیقتیں آپ پر آشکارا فرمائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور آپ کو اجازت فرمائی کہ آپ باطن کے ساتھ حکم فرمائیں اور جن حقائق امور کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے اس پر فیصلہ فرمائیں تو اس طرح آپ ان تمام معمولات کے جو انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے تھے اور اس خصوصیت

کے ساتھ جو حضرت خضر علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ نے خاص فرمائے جامع تھے اور یہ امر آپ ﷺ کے سوا کسی اور نبی میں جمع نہیں کیا گیا۔

اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے قتل کا حکم دے۔ بجز نبی کریم ﷺ کے۔ اس کی شاہد اس نمازی اور چور کی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم حضور نبی کریم ﷺ نے دیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باطنی حالات پر آپ کو باخبر کر دیا تھا اور ان دونوں کے بارے میں آپ ﷺ کو علم ہو گیا تھا کہ واجب القتل ہیں۔ (اگر چہ ان کا قتل کچھ عرصہ بعد واقع ہوا۔)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کاش کہ یہ علماء کرام اس بات کو سمجھ سکتے جس کو انہوں نے نہیں سمجھا جس کی طرف میں نے آخر باب میں ان دونوں حدیثوں کے ساتھ استشہاد کیا ہے اگر وہ یہ بات سمجھ جاتے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ حکم فرمانا ہے اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہ مسلمان کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ کوئی مجنون و پاگل۔

بعض اسلاف رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اچانک مر جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انہوں نے قتل کیا ہوتا ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس امت میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے بطریق نیابت ہوگا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے متبعین میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ نبی کریم ﷺ کی شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے۔ وہ آپ ﷺ کے متبعین اور آپ کی امت میں سے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کے قریب کلام فرمایا:

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور اور وادی مقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور ہمارے نبی کریم ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس کلام فرمایا اور آپ کو کلام دیت، محبت اور خلت کے درمیان جمع فرمایا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے میرے رب نے فرمایا کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی خلت سے نوازا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا اور اے محمد ﷺ! میں نے آپ کو اپنی خلت اور محبت عطا فرمائی اور میں نے آپ سے بالمشافہ کلام کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

فضیلت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

روح القدس سے پیدا کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو اصطفاء سے نوازا تو آپ کو کون سی فضیلت عطا کی گئی؟

اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا آپ ﷺ کا رب فرماتا ہے اگر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میں نے آپ ﷺ کو اپنا حبیب بنایا اور اگر میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زمین پر کلام کیا تو میں نے آپ ﷺ سے آسمان پر کلام کیا اور اگر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا تو میں نے آپ کے نام کو تمام مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا اور آپ ﷺ آسمان میں وہاں تک پہنچے کہ آپ سے پہلے کوئی مخلوق وہاں تک نہ پہنچی اور نہ کوئی مخلوق ساری کائنات کی آپ ﷺ سے زیادہ مکرم میں نے پیدا کی اور میں نے آپ کو حوض کوثر، شفاعت، ناقہ، شمشیر، تاج، عصا، حج، عمرہ اور ماہ رمضان عطا فرمایا اور تمام شفاعت آپ ﷺ ہی کی ہے۔ حتیٰ کہ روز قیامت میرے عرش کا سایہ آپ پر دراز ہوگا اور حمد کا تاج آپ کے سر پر بندھا ہوگا اور آپ کا نام میں نے اپنے ساتھ ملایا تو جس جگہ بھی میرا ذکر کیا جائے گا میرے ساتھ آپ ﷺ کا ذکر بھی ضرور ہوگا اور میں نے دنیا کو اور اس کے رہنے والوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ میرے نزدیک جو آپ کی قدر و منزلت ہے سب اس کو پہچانیں اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے شرف عطا فرمایا اور مجھے رویت عطا فرمائی اور مجھے مقام محمود اور حوض محمود سے فضیلت بخشی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے شب معراج لے جایا گیا تو رب کریم اتنا قریب ہوا گویا میرے اور اس کے درمیان "**قاب قوسین او ادنی**" کی مانند فاصلہ تھا اور مجھ سے فرمایا:

اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ کو یہ غم ہے کہ میں نے آپ کو آخر النبیین بنایا؟ میں نے عرض کیا: مجھے اس کا کچھ غم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ میں نے آپ کی امت کو آخر میں الامم بنایا؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ رب العزت نے فرمایا: میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں بتاتا ہوں کہ میں نے اس کو اس لیے آخر الامم بنایا ہے کہ میں ان کے سامنے تمام امتوں کی فضیحت کروں گا اور دوسری امتوں کے سامنے انہیں فضیحت نہ دوں گا۔

﴿ابن عساکر﴾

شیخ عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے ہر قسم کی وحی کے ساتھ کلام فرمایا اور وحی کی تین قسمیں ہیں:

(۱) رویائے صادقہ، (۲) بغیر واسطہ کلام فرمانا، (۳) جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے کلام کرنا۔

خصائص متعددہ

ہر شی کا علم عطا ہوا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ سامنے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک اور پیچھے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک مشرکوں پر رعب ڈال کر نصرت فرمانا اور یہ کہ آپ کو جوامع الکلم سے نوازا اور یہ کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیں اور یہ کہ ہر شی کا علم دیا بجز پانچ چیزوں کے اور ایک قول کے بموجب ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا فرمایا اور یہ کہ روح کا علم دیا اور یہ کہ دجال کے بارے میں آپ کو مطلع فرمایا جبکہ آپ سے پہلے کسی نبی کیلئے اس کو واضح نہیں کیا اور یہ کہ آپ کا اسم شریف احمد ﷺ رکھا اور یہ کہ آپ پر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو اتارا۔ اس آخری خصوصیت کو ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے گنایا ہے اور نبوت وسلطان کے درمیان آپ کو جمع فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کو زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے وہ چیز دی گئی ہے جو انبیاء میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی، اور مجھے زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں اور میرا نام احمد ﷺ رکھا گیا اور مٹی میرے لیے طہور فرما دی گئی اور امت کو اخیر الامم بنایا گیا۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی چھ خصوصیتیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چھ خصوصیتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی۔ (۱) مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا، (۲) میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی، (۳) میرے لیے غنیمتوں کو حلال بنایا گیا، (۴) میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا، (۵) مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا، (۶) اور سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کیا گیا۔

﴿مسلم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ باتیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔ میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا۔

اور خصوصیتیں میرے ذہن سے جاتی رہیں اسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور دونوں خصوصیتوں کو بیان کیا کہ مجھے سفید وسیاہ اور سرخ کی طرف بھیجا گیا اور میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی آپ کے دشمنوں پر ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈال کر مدد کی گئی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سائب بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ باتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی، مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا اور میری شفاعت کو میری امت کیلئے ذخیرہ بنایا گیا اور ایک ماہ کی مسافت تک آگے اور ایک ماہ کی مسافت تک پیچھے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا اور میرے لیے غنیموں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ تھی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ میری مدد فرمائی اور مجھے نصرت عطا کی اور مقابل کے دشمنوں کے اوپر رعب ڈالا گیا اور مجھے سطوت وغلبہ اور ملک عطا فرمایا اور میرے لیے اور میری امت کیلئے غنیموں کو حلال بنا گیا جبکہ ہم سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی۔

﴿ابونعیم﴾

امام غزالی نے فرمایا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ میں نبوت، ملک اور غلبہ جمع ہونے کے سبب آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تھے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ دین و دنیا کی صلاح کو کامل تر فرمایا حالانکہ آپ کے سوا کسی نبی کیلئے تلوار اور ملک نہ تھا۔

﴿احیاء العلوم﴾

۞ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیۃ کریمہ

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔''

کے تحت روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مکہ مکرمہ سے مخرج صدق ہے ہجرت کے ذریعہ مدینہ طیبہ میں جو مدخل صدق ہے داخل کیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو علم تھا کہ یہ امر بغیر غلبہ وقوت کے ناممکن ہے تو آپ نے اس کا سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے ''سلطانا نصیرا'' آپ کو مخاطب فرمایا تاکہ کتاب اللہ اور اس کے

حدود و فرائض کو غلبہ و نصرت کے ساتھ نافذ کریں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہو کیونکہ سلطان یعنی غلبہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسی عزت ہے کہ اسے اپنے بندوں کے درمیان اس طرح قرار دیا ہے کہ اگر غلبہ نہ ہوتو ایک دوسرے کو غارت کر دے اور قوی کمزور کو کھا جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا۔ ایک دن میں محو استراحت تھا کہ اچانک زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے آگے رکھی گئیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تو دنیا سے تشریف لے گئے، مگر تم لوگ زمین کے خزانوں کو نکالتے ہو۔

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جوامع الکلم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ایسے امور کثیرہ کو جو آپ سے پہلے وحی میں لکھی جاتی تھیں عطا فرمائیں جو ایک امر یا دو امر یا اس کی مانند ہوتی تھیں۔

اے محبوب ﷺ آپ کیا چاہتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک دن کوہِ صفا پر تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! آج رات آلِ محمد کیلئے نہ تو ایک مٹھی آٹا ہے اور نہ ایک مٹھی ستو۔

ابھی آپ کی یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ آپ ﷺ نے آسمان سے دیوار گرنے کی مانند ایک آواز سنی اور آپ کے پاس حضرت اسرافیل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سن لی ہے جو کچھ کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے اور مجھے آپ کی خدمت میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے پاس حاضر رہوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد، یاقوت اور سونے چاندی کا بنا کر آپ کے ساتھ چلاؤں، اگر آپ ایسا چاہیں تو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں اور اگر آپ چاہیں تو نبی بندہ رہیں۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نبی بندہ رہنا چاہتا ہوں اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

﴿طبرانی، بیہقی الزہد﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس آسمان سے وہ فرشتہ اترا جو مجھ سے پہلے کسی نبی پر نہیں اترا اور نہ میرے بعد کسی پر اترے گا اور وہ فرشتے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

چنانچہ اس نے کہا: میں آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ

نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں کہ آپ اگر چاہیں تو نبی بندہ رہیں اور اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں، تو میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف نظر کی، انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کو اختیار کروں لہٰذا میں نبی بادشاہ کہتا تو یقیناً سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس ابلق گھوڑے پر دنیا کی کنجیاں لائی گئیں اور اس گھوڑے پر جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے اس پر سندس کی زین تھی۔

﴿احمد، ابن حبان ابونعیم﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے پیشکش کی کہ بطحائے مکہ کو میرے لیے سونا کر دے، مگر میں نے عرض کیا: اے رب! نہیں میری خواہش یہ ہے کہ ایک دن بھوکا رہوں، اور ایک دن کھانا کھاؤں تو جب میں بھوکا ہوں تو تیرے حضور تضرع (عاجزی) کروں اور تجھے یاد کروں اور جب شکم سیر ہوں تو تیری حمد کروں، اور تیرا شکر بجالاؤں۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

نرم بستر کو واپس لوٹا دیا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کو دیکھا جو تہہ کی ہوئی عبا تھی۔ یہ دیکھ کر وہ چلی گئی اور اس نے میرے پاس صوف کا بھرا ہو بستر بھیج دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھی اور آپ کا بستر دیکھ کر چلی گئی تھی، پھر اس نے یہ بستر میرے پاس بھیجا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بستر کو واپس کر دو، مگر میں نے اسے واپس نہ کیا، چونکہ مجھے یہ پسند تھا کہ یہ بستر میرے گھر میں رہے، یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم تین مرتبہ دیا اور فرمایا: اسے واپس کر دو، اے عائشہ رضی اللہ عنہا! خدا کی قسم! اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ چلاتا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

اسحٰق بن بشیر حضرت جویبر رحمہم اللہ علیہم سے انہوں نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ترکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقہ کے ساتھ عار دلائی اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملال ہوا۔

اسی لمحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اس کے بعد آپ کے پاس خازنِ جنت رضوان آئے اور ان کے ساتھ نور کی ایک تھیلی تھی جو چمک رہی تھی اور انہوں

نے عرض کیا: یہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف بغرض استشارہ نظر فرمائی اور جبرئیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے زمین کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے رضوان! مجھے دنیا کے خزانوں کی کوئی حاجت نہیں ہے پھر ندا کی گئی کہ آپ آسمان کی طرف اپنی نگاہیں اٹھائیں تو آپ ﷺ نے اوپر نگاہ اٹھائی دیکھا کہ عرش تک تمام دروازے مکشوف ہیں اور جنت عدن سامنے ہے اور آپ نے انبیاء علیہم السلام کے منازل اور ان کے بالا خانے ملاحظہ فرمائے اور آپ نے دیکھا کہ آپ کے منازل انبیاء کرام علیہم السلام کے منازل سے بلند ہیں، اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں راضی ہو گیا۔ مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ رضوان لے کر آئے:

تَبٰرَکَ الَّذِیۡۤ اِنۡ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیۡرًا مِّنۡ ذٰلِکَ

﴿سورۃ الفرقان﴾

ترجمہ: ”برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لیے بہت بہتر اسے کر دے۔“

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور اسحاق راوی کذاب ہے اور جو یبر ضعیف ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے ”**فواتح الکلم، جوامع الکلم اور خواتم الکلم**“ عطا فرمائے گئے۔

﴿مسند ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی کریم ﷺ کو پانچ چیزوں کے سوا ہر شے کی کنجیاں دی گئیں۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ (سورۃ لقمٰن)

﴿احمد، طبرانی﴾

✿ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا، مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا، مگر میرا حال یہ ہے کہ مجھ سے دجال کے معاملہ میں وہ شے بیان کی گئی ہے جو کسی سے بیان نہیں کی گئی۔ وہ یہ کہ دجال کانا یک چشم ہے اور تمہارے رب جسم وجسمانیات سے منزہ ومبرہ ہے۔

﴿امام احمد﴾

بعض علماء اسلام کا مذہب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو پانچ چیزوں کا علم اور قیامت وروح کا علم بھی دیا گیا ہے، مگر یہ کہ ان کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے خصائص کے سلسلے میں فرمایا کہ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ فاقہ کے ساتھ شب گزارتے اور صبح کو آپ کھانا کھائے ہوئے اٹھتے تھے اور یہ کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ قوت میں آپ پر غالب ہوتا اور یہ کہ جب آپ طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی موجود نہ ہوتا تو آپ اپنی

انگشتہائے مبارک پھیلا دیتے اور ان کے درمیان سے پانی پھوٹا کرتا، یہاں تک کہ آپ ﷺ طہارت کر لیتے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں محبت، خلت، اور کلام کو جمع فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ایسی جگہ سے آپ سے کلام فرمایا جہاں کسی مخلوق کا گزر نہ ہوا، نہ مقرب فرشتہ کا نہ نبی ومرسل کا، اور یہ کہ زمین آپ کیلئے لپٹتی تھی۔

شرح صدر کی خصوصیات:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا شرح صدر ہوا اور یہ کہ آپ کے بوجھ کو دور کیا گیا اور یہ کہ آپ کے ذکر کو رفعت دی گئی اور یہ کہ آپ کے نام کو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملایا گیا اور یہ کہ آپ کو اس حال میں مغفرت کا وعدہ دیا گیا جبکہ آپ زندہ چلتے پھرتے اور صحیح تھے اور یہ کہ آپ حبیب الرحمٰن سید ولد آدم اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم خلق تھے۔ ان صفات سے آپ تمام رسولوں اور فرشتوں سے افضل ہیں اور یہ کہ آپ کی امت آپ کے روبرو بالمشافہ پیش کی گئی حتیٰ کہ آپ نے ان سب کو ملاحظہ فرمایا اور یہ کہ آپ ﷺ کی امت میں قیامت تک جو کچھ حوادث و واقعات رونما ہونے والے ہیں آپ کے سامنے پیش کیے گئے اور یہ کہ آپ بسم اللہ، سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورۂ بقر کی آخری آیتیں، مفصل اور سبع طوال کے ساتھ مختص ہوئے۔

۞ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ o وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ o الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ o وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ o

﴿سورۂ الم نشرح﴾

ترجمہ: ''کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا، اور تم سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی اور ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔''

۞ اور ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ

﴿سورۂ الفتح﴾

ترجمہ: ''تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے''۔

بسند جید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ کو چھ باتوں کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی گئی جو کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں، میری وجہ سے گزشتہ آئندہ کے گناہ بخشے گئے اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا اور میری امت کو خیر الامم بنایا گیا اور میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا اور مجھے کوثر عطا ہوا اور رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلاشبہ تمہارا آقا روزِ قیامت صاحب لواء الحمد ہے اس کے نیچے آدم اور ان کے سوا ہیں سب ہوں گے۔

﴿بزار﴾

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغفرت کی خبر سے نوازا اور کسی نبی کے بارے میں ایسا منقول نہیں ہے کہ ان کو اس

جیسی خبر دی گئی ہو، بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ان کو خبر نہیں دی گئی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ عرصات محشر (موقف) میں نفسی نفسی نہیں گے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں آیہ فتح کے تحت فرمایا کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کے ان خصائص میں سے ہے کہ اس میں آپ کے سوا کوئی شریک نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں ایک عرض کی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ بات اس سے عرض کروں۔

میں نے عرض کیا: اے رب! مجھ سے پہلے بکثرت رسول ہوئے ہیں ان میں سے کوئی تو وہ ہیں جو مردے زندہ کرتے تھے اور کچھ وہ ہیں جن کیلئے ہوا مسخر کی گئی تھی۔ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب! کیا ہم نے آپ کو یتیم نہ پایا، سو ہم نے آپ کو اپنی آغوش رحمت میں لیا، کیا میں نے آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ نہ پایا، اور میں نے آپ کو اپنی راہ نہ دکھائی۔ کیا میں نے آپ کو اپنا محتاج نہ پایا، اور میں نے آپ ﷺ کو غنی کر دیا، کیا میں نے آپ کا شرح صدر نہ فرمایا اور آپ ﷺ سے نبوت کا بوجھ میں نے نہ اٹھایا اور کیا میں نے آپ کے ذکر کو رفعت عطا نہ فرمائی۔ میں نے عرض کیا: اے رب! بے شک تو نے یہ سب کیا۔

﴿طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم مقام ضجنان میں تھے تو میں نے دیکھا کہ لوگ سواریوں کو دوڑا رہے تھے اچانک میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مجتمع ہو جاؤ تو میں نے لوگوں کے ساتھ اپنی سواری کو ہانکا یہاں تک کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ "اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا" کی تلاوت فرما رہے تھے۔ تو جب جبرئیل علیہ السلام یہ سورت لے کر نازل ہوئے تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو مبارک ہو جب جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کو تہنیت دی تو مسلمانوں نے بھی حضور نبی کریم ﷺ تہنیت پیش کی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے آیہ کریمہ "وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" (سورۃ الم نشرح) کے تحت نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہوگا۔

﴿ابن جریر، ابن حاتم، ابویعلیٰ، ابن حبان، ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیہ کریمہ کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں آپ کے ذکر کو بلند کیا تو کوئی خطیب اور کوئی گواہی دینے والا اور نماز پڑھنے والا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کہے: "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله"

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابر آسمانی سے جس کا مجھے حکم دیا تھا جب میں اس سے فارغ ہوگیا تو میں نے عرض کیا: اے رب! مجھ سے

پہلے جتنے نبی گزرے ہیں سب ہی کا تو نے اکرام کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کیا، حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے پہاڑوں کو مسخر کیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے ہوا، اور شیاطین کو مسخر کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا اعزاز بخشا تو میرے لیے تو نے کیا کیا ہے؟

رب العزت نے فرمایا کہ میں نے ان تمام سے افضل آپ کو مرتبہ عطا نہیں فرمایا؟ وہ یہ کہ میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ میرے ساتھ تمہارا ذکر ہوگا اور میں نے تمہاری امت کے سینوں کو کتاب خانہ بنا دیا کہ وہ قرآن علانیہ پڑھیں گے اور یہ فضیلت میں نے کسی امت کو عطا نہیں کی اور میں نے اپنے عرش کے خزانوں سے وہ کلمہ تم پر نازل کیا جو "لا حول و لا قوۃ الا باللہ" ہے۔

پہلے حدیث اسراء میں گزر چکا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے کہا تمام خوبیاں اس اللہ تعالیٰ کی جس نے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے لوگوں کی طرف رسول بنایا اور مجھ پر وہ فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا اور اسے لوگوں کے نفع و ہدایات کیلئے پیدا کیا گیا اور میری امت کو درمیانی امت بنایا اور میری امت کو آخرین امم اور اولین امم کیا اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور مجھ سے میرے بوجھ کو دور فرمایا اور میرے لیے ذکر بلند یا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! انہیں فضائل کی وجہ سے آپ کو افضل کیا ؛ور اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے فرمایا: اے محبوب! مانگئے۔

اس آپ نے عرض کیا: تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ان کو ملک عظیم دیا اور تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور تو نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم دیا اور ان کیلئے لوہے کو نرم کیا اور ان کیلئے پہاڑوں کو مسخر کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم دیا اور ان کیلئے انس و جن اور شیاطین و ہوا کو مسخر کیا اور ان کو ایسا ملک عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی اور کیلئے سزاوار نہیں اور تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل کی تعلیم دی اور تو نے ان کو ایسا مسیحا بنایا کہ وہ مادرزاد اندھے اور مبروص کو اچھا کرتے تھے اور ان کی والدہ کو شیطان مردود سے پناہ دی اور اس کیلئے ان دونوں پر کچھ قابو نہ رہا، اس پر خالق کائنات رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

کہ میں نے تمہیں بھی خلیل بنایا اور توریت میں وہ خلت حبیب الرحمٰن کے نام سے مکتوب ہے اور میں نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا اور میں نے تمہاری امت کو ایسا بنایا کہ وہی آخر ہیں اور وہی اول ہیں اور میں نے تمہاری امت کو ایسا کیا کہ ان کیلئے خطبہ جائز نہیں، جب تک کہ وہ اس کی شہادت نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ اور میں نے تم کو اول النبیین تخلیق کیا اور آخر النبیین بعثت میں کیا اور میں نے تم کو سبع مثانی (سورۂ فاتحہ) عطا فرمائی۔ جو آپ سے پہلے کسی نبی کو میں نے عطا نہیں کی اور میں نے تم کو سورۂ بقر کی آخری آیتیں عرش کے نیچے کے خزانہ سے عطا فرمائیں جو میں نے تم سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیں اور میں نے تمہیں فاتح اور خاتم بنایا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دی ہے۔ میرے

دشمنوں کے دلوں میں ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈالا اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی اور میرے لیے زمین کو سجدہ گاہ اور طہور بنایا اور مجھے فواتح الکلام اور جوامع الکلام عطا فرمائے اور میری امت میرے سامنے پیش کی گئی تو تابع اور متبوع میں سے کوئی بھی مجھ سے پوشیدہ نہ رہا۔

﴿ابونعیم﴾

مشاہدہ امت:

حضرت حذیفہ، اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات اس حجرے کے قریب میرے سامنے میری امت کے اولین و آخرین پیش کیے گئے۔ اس پر راوی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے سامنے وہی لوگ پیش ہوئے ہوں گے جو پیدا ہو چکے اور وہ لوگ جو پیدا نہیں ہوئے وہ کیسے پیش ہوئے ہوں گے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مٹی میں وہ تمام صورتیں میرے لیے بنائی گئیں، تم میں سے جوئی اپنے رفیق کو پہچانتا ہے اس سے زیادہ میں ہر ایک انسان کو پہچانتا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

عظمت و فضیلت والی آیات:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک آیت ایسی نازل فرمائی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کسی نبی پر میرے سوا نازل نہ ہوئی: وہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے۔

﴿دارقطنی، طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت سے غافل ہیں۔ وہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر نازل نہ ہوئی مگر یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ آیت "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے نیچے کے خزانے سے آیت الکرسی عطا فرمائی گئی جو کہ تمہارے نبی سے پہلے کسی عطا نہ ہوئی۔

﴿ابوعبیدہ فضائل القرآن﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری سورۂ بقرہ کی آیتیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے عطا ہوئیں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل مرفوعاً روایت کی ہے۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جو کہ "آمن الرسول" سے آخر سورۃ تک ہیں بار بار پڑھو اور غور و فکر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ کو ان کے ساتھ برگزیدہ فرمایا ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو فاتحہ الکتاب اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے سے عطا کی گئی ہیں اور وہ مفصل قافلہ ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک فرشتہ آیا۔ اس نے کہا آپ کو دو ایسے نور کی بشارت ہے جن کو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا، وہ فاتحہ الکتاب اور خاتیم سورۂ بقرہ ہیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے توریت کی جگہ سبع طوال اور زبور کی جگہ کئی چھوٹی سورتیں اور انجیل کی جگہ سورۂ مثانی عطا کی گئیں اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ "وَ لَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعاً مِّنَ الْمَثَانِی" کے تحت روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ سات طویل سورتیں ہیں وہ نبی کریم ﷺ کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے دو دی گئیں۔

﴿ابن جریر، ابن مردویہ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو سبع مثانی اور طوال دی گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے چھ دی گئیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِی" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ سبع طوال ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھ دی گئیں، جب انہوں نے الواح کو گرایا تو ان میں سے دو اٹھالی گئیں اور چار باقی رہ گئیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِی" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے نبی کریم ﷺ کیلئے یہ ذخیرہ کی گئی ہیں۔ آپ ﷺ کے سوا کسی نبی کیلئے یہ ذخیرہ نہ ہوئیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجی وکلیم بنایا اور مجھے اپنا حبیب بنایا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنے عزب وجلال کی قسم ہے میں اپنے خلیل ونجی پر اپنے حبیب کو اختیار کروں گا۔

﴿بیہقی شعب الایمان، ابن عساکر﴾

حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور میں ان کے رب کا حبیب ہوں۔

﴿احمد زوائد الزہد، ابونعیم﴾

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہیں:

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے اچانک ایک بدلی دیکھی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک فرشتے نے آکر سلام کیا۔ اس نے کہا: میں اپنے رب سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی برابر اجازت مانگتا رہا، حتیٰ کہ مجھے اس وقت اجازت ملی تو حاضر ہوا، میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ سے زیادہ مکرم کوئی نہیں ہے۔

﴿ابونعیم المعرفہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ روزِ قیامت بارگاہ الٰہی میں اکرم الخلق ہوں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بارگاہ الٰہی میں خدا کی قسم! تمام مخلوق میں ابوالقاسم ﷺ اکرم الخلق ہیں۔

﴿بیہقی﴾

خطاب خداوندی میں آپکے اور تمام انبیاء کے درمیان فرق ہے

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ خطاب میں آپ کے اور تمام انبیاء کے درمیان فرق رکھا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام سے فرمایا:

"ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله"

﴿سورۂ ص﴾

اور ہمارے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ:

"وما ينطق عن الهوى"

﴿سورۂ النجم﴾

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش کی تنزیہہ ونفی فرمائی یہ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدافعت میں فرمایا:

"ففررت منكم لما خفتكم"

﴿سورۂ الشعراء﴾

ترجمہ: تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا

اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی مدافعت میں فرمایا:

"اذ یمکربک الذین کفروا"

﴿سورۃ الانفال﴾

اور آپ کے نکلنے اور ہجرت کرنے کو احسن عبارات کے ساتھ کنایہ فرمایا۔ اسی طرح اپنے قول میں اخراج کو آپ کے دشمنوں کی طرف منسوب فرمایا۔ ارشاد ہے:

"اذ اخرجه الذین کفروا من قریتک التی اخرجتک"

اور آپ کے چلے جانے کا ذکر نہیں فرمایا جس میں یک گونہ سبکی ہے۔ انتہی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے سرگوشی پر صدقہ کا حکم:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جس نے آپ سے سرگوشی کی یہ فرض کیا کہ وہ اپنی سرگوشی کے سبب صدقہ کو پیش کرے۔ حالانکہ آپ سے پہلے کسی نبی کے لیے یہ فرض نہیں کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یایها الذین امنو اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوکم صدقه"

﴿سورۃ المجادلہ﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تنہائی میں بات کرنا چاہو تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔"

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں نے بکثرت مسائل دریافت کیے۔ یہاں تک کہ اس پر آپ کو مشقت اٹھانی پڑی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے اسے کم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جب کہ یہ ارشاد فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے بخل کیا اور مسئلہ کے دریافت کرنے میں باز رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ء اشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوکم صدقت. فاذلم تفعلوا و تاب الله علیکم فاقیموا الصلوة و اتوا الزکوة و اطیعوا الله و رسوله. والله خبیر بما تعملون.

﴿سورۃ المجادلہ﴾

ترجمہ: "کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دو پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور رسول کے فرمانبردار رہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔"

نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر وسعت رکھی اور ان پر تنگی نہیں فرمائی۔

سعید بن منصور حضرت مجاہد رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا جس نے نبی کریم ﷺ سے نجوی یعنی سرگوشی کی اس نے ایک دینار کا صدقہ پیش کیا اور جس نے سب سے پہلے اس حکم پر

حکم پر عمل کیا وہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے۔اس کے بعد رخصت نازل فرمائی۔

"فاذلم تفعلوا و تاب الله عليكم."

﴿سورۃ المجادلہ﴾

تمام عالم کو اطاعت رسول کا حکم:

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم پر آپ کی اطاعت کو مطلق فرض کیا ہے۔اس فرضیت میں نہ کوئی شرط ہے اور نہ کوئی استثناء۔

✡ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا"

﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: "اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔"

✡ اور فرمان خداوندی ہے:

ومن يطع الرسول فقد اطاع الله

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: "جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا۔"

✡ اللہ نے مطلق آپ کو قول و فعل کی پیروی کو بغیر استثناء کے لوگوں پر واجب کیا ہے۔مزید فرمایا کہ:

لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں اسوۂ حسنہ ہے۔"

✡ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی اقتدار میں استثناء فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا:

"قد كانت لكم اسوة حسنة فى ابراهيم والذين معه اذ قالوا لقومهم انا برء و منكم و مما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بينا و بينكم العدواة و البغضاء ابدا حتى تومنوا بالله وحده الا قول ابراهيم"

﴿سورۃ الممتحنہ﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام اپنی کو کتاب میں اپنی طاعت، معصیت، فرائض، احکام وعدو وعید اور تعظیم و توقیر کے ذکر کے وقت شامل کیا۔

✡ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَ اَطِيْعُوا اللهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ"---------------------- ﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو

پھر فرمایا:......"وَ اَطِيْعُوا اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" ---- ﴿سورۃ الانفال﴾

✡ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور فرمایا:

"وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ" ------------------------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: اور اللہ و رسول کا حکم مانیں

فرمایا:...... "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ" ----- ﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: وہی لوگ مومن ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے

فرمایا:...... "بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ" ------------------- ﴿سورۃ التوبۃ﴾

ترجمہ: بیزاری کا حکم سناتا ہے اللہ اور رسول کی طرف سے

فرمایا:...... "وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ" ------------------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: اور منادی پکار دیتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے

اور فرمایا:...... "اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ" ------------------ ﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار کو مانو۔

اور فرمایا:...... وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

ترجمہ: "جس نے اللہ اور اس کے رسول کی معصیت کی۔"

فرمایا:...... وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ ----------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اور ان لوگوں نے نہ تو اللہ کے سوا کسی کو ٹھہرایا اور نہ اسکے رسول کے سوا۔"

فرمایا:...... يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ---------------------- ﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول سے ڈرتے ہیں۔"

فرمایا:...... مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ------------------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔"

فرمایا:...... قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ------------------ ﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: "تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔"

فرمایا:...... فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ ----------------- ﴿سورۃ الانعال﴾

ترجمہ: "پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا۔"

فرمایا:...... مَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلِ ---------------------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا۔"

فرمایا:...... سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ -------------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "ہمیں اللہ فضل رحمۃ اللہ علیہ سے اور اس کا رسول دے گا۔"

فرمایا: ...... اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلِهٖ مِنْ فَضْلِهٖ ------------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا۔"

فرمایا:...... كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ --------------------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: ''وہ جنہوں نے اللہ ورسول سے جھوٹ بولا تھا۔''

فرمایا:...... اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِ ------------------- ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔''

اللہ نے آپ کے ایک ایک عضو مطہر کا بیان اپنی کتاب میں فرمایا:

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کے ایک ایک عضو کی صفت بیان فرمائی، چنانچہ روئے تاباں کے بارے میں فرمایا:

قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِکَ فِی السَّمَآءِ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔''

✪ اور آپ کی چشمانِ مبارک کے بارے میں فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡکَ

﴿سورۃ الحجر﴾

ترجمہ: ''اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو آپ نہ دیکھے۔''

✪ اور آپ کی زبان مبارک کے بارے میں فرمایا:

فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِکَ

﴿سورۃ مریم﴾

ترجمہ: ''تو ہم نے قرآن تمہاری زبان پر یونہی آسان فرمایا۔''

✪ اور آپ کے دست مبارک اور آپ کی گردن شریف کے بارے میں فرمایا:

وَ لَا تَجۡعَلۡ یَدَکَ مَغۡلُوۡلَةً اِلٰی عُنُقِکَ

﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔''

✪ اور آپ کے سینہ اقدس اور کمر شریف کے بارے میں فرمایا:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ○ وَوَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ○ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَکَ ○

﴿سورۃ الم نشرح﴾

ترجمہ: ''کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔''

✪ آپ کے قلب اطہر کے بارے میں فرمایا:

نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلۡبِکَ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''قرآن کو آپ کے قلب پر ہم نے نازل کیا۔''

اور آپ کے اخلاق کے بارے میں فرمایا:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ

﴿سورۃ القلم﴾

ترجمہ: ''بے شک تمہاری خو بو (خلق) بڑی شان کی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد چار وزیروں کے ساتھ فرمائی ہے۔ وہ آسمان والوں میں سے ہیں۔ جبرئیل و میکائیل علیہم السلام اور دو اہل زمین والوں میں سے، وہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں۔

﴿بزار طبرانی﴾

اور وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے جو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو آپ کے صحابہ آپ کے آگے چلتے تھے اور آپ کی پشت مبارک فرشتوں کیلئے صحابہ چھوڑ دیتے تھے۔

﴿ابن ماجہ، ابونعیم﴾

اور وہ بھی خصائص میں سے ہے جسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو سات رفیق دیئے گئے اور مجھے چودہ رفقاء دیئے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کس نے پوچھا وہ کون رفقاء ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں حمزہ، میرے دونوں بیٹے، جعفر، عقیل، ابوبکر، عمر، عثمان، مقداد، سلمان، عمار، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

﴿حاکم، ابن عساکر﴾

امام جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی نبی نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے اپنے بعد اپنی اہل بیت میں ایک مستجاب دعا چھوڑی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہم اہل بیت میں اپنے بعد دو مستجاب دعائیں چھوڑی ہیں۔ ایک دعا تو ہمارے شدائد کیلئے ہیں اور دوسری دعا ہمارے حوائج و ضروریات کیلئے۔ وہ دعا جو ہمارے حوائج و ضروریات کیلئے ہے یہ ہے:

یا دائمالم یزل الھی و یا الہ یا حیی یا قوم

اور وہ جو ہمارے حوائس و ضروریات کیلئے یہ ہے:

یا من یکفی من کل شیئی ولا یلفی منہ شئیo یا اللہ رب محمد اقض عنیٰ الدین

﴿دار قطنی المؤتلف﴾

حضور نبی کریم ﷺ کی کنیت کے مطابق کنیت رکھنا حرام ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی کنیت کے ساتھ اپنی کنیت رکھنا حرام ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کے نام رکھنا بھی حرام ہے۔ یہ حرمت کسی نبی کیلئے ثابت نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا: میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔ میری کنیت ابوالقاسم ہے۔ "اَللّٰهُ يُعْطِيْ وَاَنَا قَاسِمٌ" اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔

﴿احمد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بقیع شریف میں تشریف فرما تھے۔ کسی آدمی نے آواز دی: "یا ابا القاسم" نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس شخص نے کہا: میں نے آپ کو آواز دی ہے، اس وقت آپ نے فرمایا: میرے نام کے ساتھ نام رکھو، مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک انصاری شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا، اس نے بچہ کا نام محمد رکھا، اس پر انصار غضب ناک ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ سے حکم دریافت کریں گے لہٰذا کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملہ رکھا، آپ نے فرمایا: انصار نے اچھا کیا۔ اس کے بعد فرمایا: میرے نام کے ساتھ نام رکھو، مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو، کیونکہ میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

﴿حاکم﴾

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ ابوالقاسم کنیت رکھے۔ خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کچھ علماء اسلام ایسے ہیں جو اسم و کنیت کو جمع کرنے پر کراہیت پر محمول کرتے ہیں اور تنہا نام کو یا صرف کنیت رکھنے کو جائز کہتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب، حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کنیت رکھنے کے جواز میں ہے اور ممانعت، حضور نبی کریم ﷺ کی حیات کے ساتھ مختص ہے کیونکہ وہ مفہوم جو کسی کے پکارنے سے حضور نبی کریم ﷺ کے متوجہ ہونے پر ہوتی تھی زائل ہو گیا ہے۔ آپ کے بعد یہ گمان مفقود ہے۔

اور شیخ سراج الدین ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الخصائص میں ہے کہ علماء کنارہ کش ہو گئے ہیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے نام پر نام رکھنے کو مطلقاً منع کیا ہے، ایسی صورت میں کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ آپ کی کنیت رکھی جائے۔ اسے شیخ زکی الدین منذری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان تمام بچوں کو جمع کیا جن کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے نام پر تھا اور ان سب کو ایک گھر میں بند کر دیا تا کہ ان سب کے نام بدل دیئے جائیں لیکن بچوں کے والدین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے شہادت پیش کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عام طور پر بچوں کے نام اپنے نام پر رکھے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ان بچوں کو چھوڑ دیا۔

راوی حدیث حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باپ بھی ان بچوں میں تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے نام پر نام رکھنا افضل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کا نام محمد رکھتے ہو، اس کے بعد ان بچوں پر لعنت کرتے ہو۔

﴿بزار، ابن عدی، ابو یعلیٰ، حاکم﴾

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں۔ نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم رکھو۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے تین بچے پیدا ہوئے اور اس نے کسی کا نام محمد نہ رکھا بلاشبہ وہ جاہل ہے۔

(اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔)

﴿طبرانی﴾

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی فدیک رحمۃ اللہ علیہ جہم بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابن جشیب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: جس نے میرے نام پر نام رکھا اور مجھ سے برکت کی امید رکھی تو اس کو برکت حاصل ہوگی اور وہ برکت قیامت تک جاری رہے گی۔

صحابہ کو وسیلہ کی تعلیم:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت دیدے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو اس بات کو آخرت پر چھوڑ دے اور یہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ اس نے عرض کیا: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا پڑھو:

اللھم انی اسألک و اتوجه الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی ھذہ فیقیضھا لی اللھم شفعه فی

چنانچہ اس نابینا نے ارشاد کے مطابق عمل کیا اور وہ بینا ہو کر اٹھا۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی الدلائل والدعوات، ابو نعیم المعرفہ﴾

حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی حاجت سے آتا جاتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور اس کی حاجت

کی طرف نظر نہ فرماتے تھے تو وہ شخص عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: آفتابہ لاؤ اور وضو کرو۔ اس کے بعد مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ دعا مانگو:

اللھم انی اسألک و اتوجه الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فیقضی لی حاجتی

یہ دعا پڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اپنی ضرورت کی بات کرو۔ تو وہ شخص گیا۔ اور اس نے یہ عمل پڑھا۔ اسکے بعد وہ شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور دربان نے اس کا ہاتھ تھاما اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے پاس چٹائی پر بٹھایا اور فرمایا: بتاؤ تمہاری کیا حاجت ہے؟

اس کے بعد وہ شخص ان کے پاس سے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے جو کہ آپ نے میری حاجت میں رہنمائی فرمائی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے میری حالت پر غور کیا اور اس سے پہلے وہ میری طرف متوجہ ہی نہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اب نوبت آئی کہ انہوں نے مجھ سے گفتگو کی۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے کیا بات کہی ہے۔ میں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ کے پاس ایک نابینا آیا اور اس نے اپنی بصارت جانے کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تو صبر کر سکتا ہے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نہیں۔ مجھے کوئی لے کر چلنے والا نہیں ہے اور یہ بات مجھ پر بہت دشوار ہے۔

✿ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آفتابہ لاؤ اور وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو:

اللھم انی اسألک و اتوجه الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فیجلی لی عن بصری اللھم شفعه فی و شفعنی فی نفسی

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! ہم ابھی گئے نہ تھے کہ وہ شخص آیا اور اسے نابینائی کی شکایت نہ تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم المعرفہ﴾

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممکن ہے یہ قسم دینا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو، اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اولاد آدم کے سردار ہیں اور یہ کہ آپ کے سوا کسی نبی، فرشتہ اور ولی کی اللہ پر قسم نہیں دی جا سکتی، کیونکہ کوئی مخلوق آپ کے درجہ میں نہیں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جن کے ساتھ آپ کو مخصوص کیا گیا ہے تا کہ آپ کے درجہ اور مرتبہ کی رفعت پر آگاہی ہو۔ انتہیٰ

حضور نبی کریم ﷺ کے دیگر خصائص شریفہ

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ حضرت ابن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی یہ شان تھی کہ آپ پر خطا کا اطلاق جائز نہیں ہے اور آپ کے سوا دیگر انبیاء پر اس کا اطلاق جائز تھا۔ اس لیے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جو آپ کی خطا کو جانے بخلاف دیگر انبیاء علیہم السلام کے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطا سے معصوم ومحفوظ رکھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حق الامر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اجتہاد میں خطا تھی ہی نہیں۔

نبی کریم ﷺ کی دختران اور ازواج کو تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی صاحبزادیاں اور آپ کی ازواج مطہرات تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں اور آپ کی ازواج کا ثواب وعقاب دونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اے نبی کی بیبیو! جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے اس پر اوروں سے دونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے اور جو تم میں فرمانبردار ہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے، ہم اسے دونا ثواب دینگے اور ہم نے اس کیلئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورتوں میں افضل مریم اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

﴿ترمذی﴾

حضرت حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سارے جہان کی عورتوں میں افضل مریم ہیں اور سارے جہاں کی عورتوں میں بہتر فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ

رضی اللہ عنہا اہل جنت عورتوں کی سردار ہیں مگر مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے علاوہ۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ تمہارے غضب کے سبب غضب کرتا ہے اور تمہاری رضا کے سبب خوش ہوتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! پارسائی کی زندگی اختیار کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد پر جہنم کو حرام کر دیا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں کو آپ کی ازواج پر فضیلت میں جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ حدیث ہے جسے ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار گروہ ہیں جن کو دونا اجر دیا جائے گا۔ ان میں ایک گروہ ازواج رسول ہیں، آخر حدیث تک۔

﴿طبرانی﴾

علماء نے فرمایا: دونا اجر آخرت میں ہوگا، اور ایک قول یہ ہے کہ ایک اجر دنیا اور دوسرا اجر آخرت میں ہوگا اور علماء نے دونے عقاب کے بارے میں اختلاف کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ ایک عقاب دنیا میں اور دوسرا عقاب آخرت میں ہوگا اور ان کے سوا دوسری عورتوں کا حال یہ ہے کہ جب دنیا میں عقاب ہو جائے گا تو آخرت میں عقاب نہ ہوگا۔ اس لیے کہ حدود کفارہ معصیت ہے اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دنیا میں دو حدیں ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یہی حکم ان لوگوں کے حدود کا ہے جنہوں نے ازواج مطہرات پر قذف رکھی کہ ان کو دنیا میں دونی سزا یعنی ایک سو ساٹھ کوڑے لگائے جائیں گے۔

قاضی عیاض ''الشفاء'' بعض علماء سے نقل کیا ہے۔ یہ حدیث قذف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سوا کے ساتھ خاص ہے اگر کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر قذف کی تو اسے قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ جو کوئی قذف کرے گا، اسے قتل کیا جائے گا۔ صاحب تلخیص نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ'' (سورۃ الزمر) ترجمہ: ''اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا۔'' صاحب تلخیص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں فرمایا:

لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ

﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے۔''

آپکے اصحاب انبیا کے علاوہ تمام جہان پر فضیلت رکھتے ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے میرے صحابہ کو تمام جہان والوں پر انبیاء و مرسلین کے سوا فضیلت دی ہے اور میرے اصحاب میں سے چار کو برگزیدہ کیا ہے۔

وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان چاروں کو میرے صحابہ میں افضل کیا۔ درآں حالیکہ میرے تمام صحابہ میں خبر رکھی ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر برگزیدگی دی ہے اور میری امت کے چار قرنوں کو شرف عطا کیا۔ قرن اول، قرن دوم اور قرن سوم مسلسل ہیں اور قرن چہارم منفرد اکیلا ہے۔ جمہور نے فرمایا کہ تمام صحابہ اپنے تمام بعد والوں سے افضل ہیں۔ اگرچہ علم و عمل میں بعد والوں نے ترقی کی ہو۔

﴿ابن جریر کتاب السنۃ﴾

مکہ و مدینہ کی افضیلت:

نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کے دونوں شہر تمام شہروں سے افضل ہیں اور یہ کہ دجال و طاعون آپ ﷺ کے دونوں شہر میں داخل نہ ہوں گے اور یہ کہ آپ ﷺ کی مسجد تمام مسجدوں میں افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز پڑھنا، اس کے سوا کی مساجد سے بجز مسجد حرام کے ہزار درجہ افضل ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے ایسا ہے گویا سو نمازیں پڑھیں۔

﴿احمد﴾

حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! یقیناً شہر مکہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام زمینوں سے اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ اسی سے پیار ہے۔

﴿ترمذی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو نے مجھے اپنی محبوب ترین سرزمین سے نکالا ہے اب تو مجھے ایسی سرزمین پر ٹھہرا جو تیرے نزدیک بہت ہی پیاری ہو۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ دونوں کی فرشتے حفاظت کرتے ہیں اور ان کے ہر راستے پر فرشتہ مقرر ہے جو ان میں نہ طاعون کو داخل ہونے دیتا ہے اور نہ دجال کو۔

﴿احمد﴾

روضہ انور افضل البقاع ہے:

علماء اسلام نے فرمایا کہ شہر مکہ و مدینہ کے درمیان افضیلت میں نبی کریم ﷺ کے قبر انور کے سوا اختلاف رکھتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا روضہ مبارکہ بالا جماع افضل البقاع ہے، بلکہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ وہ عرش سے بھی افضل ہے۔

مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) میں اور میری امت نمازوں میں اس طرح صفیں باندھتی ہیں جس طرح فرشتے صفیں باندھتے ہیں، (۲) پاک مٹی میرے لیے پاک کرنے والی بنی، (۳) میرے لیے تمام زمین سجدہ گاہ ہوئی اور (۴) میرے لیے غنایم کو حلال کیا گیا۔

﴿طبرانی﴾

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: استدلال کیا جاتا ہے کہ وضو کرنا اور اس امت کے خصائص میں سے ہے، اس لیے کہ حدیث صحیحین میں مروی ہے کہ میری امت روز قیامت اس حال میں بلائی جائے گی کہ ان کے آثار وضو یعنی ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن و تاباں ہوں گے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے اس استدلال کو اس طرح روکا جاتا ہے کہ غرہ و تحجیل جس امر کے ساتھ مختص ہے وہ اصل وضو نہیں ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ میرا یہ وضو ان انبیاء کا وضو ہے جو مجھ سے پہلے گزرے اس رد کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ضعیف ہے اور بر تقدیر ثبوت، ممکن ہے کہ وضو کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کے خصائص میں سے ہو نہ کہ ان کی امتوں کیلئے مگر اس امت کے خصائص میں وضو کرنا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس احتمال کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو توریت وانجیل ہیں۔ آپ کے ذکر ہونے کے باب میں گزر چکی ہے۔ اس روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی صفات میں سے ہے کہ وہ اطراف کا وضو کریں گے۔

(اس روایت کو ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ امت محمدیہ پر فرض کیا گیا ہے اور وہ ہر نماز میں وضو کیا کریں جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام پر فرض کیا گیا تھا۔

﴿دارمی، بیہقی﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ طبرانی نے ''اوسط'' میں اس سند کے ساتھ جس میں ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے آفتابہ طلب فرمایا اور ایک ایک بار اعضا کو دھویا اور فرمایا: یہ وضو ان امتوں کا ہے جو تم سے پہلے گزری ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے تین تین بار اعضا کو دھویا اور فرمایا: یہ میرا وضو ہے اور میرے امتیوں کا

وضو ہے۔ اس روایت میں صراحت ہے کہ وضو کرنا گزشتہ امتوں کیلئے بھی تھا پھر اس میں ان کے مقابلہ میں ہمارے لیے جو خصوصیت ہے وہ تین بار اعضاء کا دھونا ہے جبکہ دوسرے نبیوں کیلئے صرف ایک مرتبہ تھا۔

عشاء کی نماز صرف آپ ﷺ ہی نے پڑھی اور کسی نبی نے نہیں پڑھی:

حضرت عبید اللہ بن حمر بن عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جب توبہ قبول کی گئی تو وہ صبح کا وقت تھا۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی تو نماز فجر فرض ہوئی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی تو اس طرح ظہر کی نماز فرض ہوئی۔ حضرت عزیز علیہ السلام کو جب اٹھایا گیا اور ان سے پوچھا کہ کتنا عرصہ آرام کیا؟ تو انہوں نے کہا: ایک دن اور انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا: یا کچھ زیادہ اور انہوں نے چار رکعت نماز پڑھی، اس طرح عصر کی نماز فرض ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی تو وہ اٹھے اور چار رکعت نماز کا ارادہ کیا مگر مشقت کی بنا پر تیسری میں قعدہ کر لیا تو اس طرح مغرب کی نماز کی تین رکعتیں فرض ہوئیں اور سب سے پہلے جس نے عشاء کی نماز پڑھی وہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں۔

﴿امام طحاوی﴾

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز عشاء میں تاخیر فرمائی، یہاں تک کہ رات چھا گئی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو حاضرین سے فرمایا: تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت پر تم ہے۔ وہ یہ کہ تمہارے سوا لوگوں میں سے کوئی نہیں ہے جو اس گھڑی میں نماز پڑھے یا یہ فرمایا کہ تمہارے سوا کوئی نہیں ہے جس نے اس گھڑی میں نماز پڑھی ہو۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی۔ اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ لوگ نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! تمہارے سوا اہل ادیان میں سے کوئی نہیں ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہو۔

﴿احمد، نسائی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے نماز عشا میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ گمان کرنے والوں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی ہے، پھر حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: اس نماز میں تم تاخیر کیا کرو، کیونکہ تم اس نماز کے ساتھ تمام امتوں پر فضیلت دیئے گئے اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی ہے۔

﴿ابوداؤد، ابن ابی شیبہ المصنف، بیہقی﴾

آپ ﷺ کی چند دیگر مبارک خصوصیات:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ سے دور رکھا۔ یہودیوں کیلئے سنیچر (ہفتہ) کا دن اور نصاریٰ کیلئے اتوار کا دن مقرر رہا، پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لایا تو ہمیں جمعہ کے دن کی ہدایت دی تو اللہ تعالیٰ نے پہلے جمعہ پھر ہفتہ پھر اتوار کو پیدا کیا۔ اسی طرح وہ لوگ روز قیامت ہمارے تابع یعنی پیچھے ہوں گے، ہم دنیا میں تو آخر ہیں مگر روز قیامت اول ہیں۔ ان کیلئے تمام خلائق سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا۔

﴿مسلم﴾

پانچ کلمات:

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب نے جو باتیں علماء بنی اسرائیل سے سنیں ان کو انہوں نے ہم سے اس طرح بیان کیا کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام پانچ کلمات کے ساتھ بھیجے گئے تھے جو شخص ان شخص کلمات پر عمل کرتا یہاں تک کہ وہ مر جاتا تو روز قیامت اس پر حساب نہ ہوتا۔ وہ پانچ کلمات یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، (۲) نماز پڑھیں، (۳) صدقہ دیں، (۴) روزہ رکھیں، (۵) اور اللہ کا ذکر کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ پانچ کلمات بھی عطا فرمائے اور ان کے ساتھ پانچ مزید عطا فرمائے: (۱) جمعہ، (۲) سمع، (۳) طاعت، (۴) ہجرت، (۵) اور جہاد۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب ہم سے کسی شے پر حسد نہیں کرتے، جتنا جمعہ پر وہ ہم سے حسد کرتے ہیں۔ جمعہ ایسا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور اہل کتاب اس سے گمراہ رہے اور ہم سے اس قبلہ پر حسد کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی اور وہ اس سے گمراہ رہے اور وہ امام کے پیچھے ہمارے آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہود تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے، جتنا وہ تم سے السلام علیکم کہنے اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہود نے مسلمانوں سے ان تین چیزوں سے افضل چیز پر حسد نہیں کیا۔

(۱) سلام کا جواب دینا، (۲) صفوں کا قائم کرنا، (۳) اور مسلمانوں کو اپنے امام کے پیچھے فرض نمازوں میں آمین کہنا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تین چیزیں دی گئی ہیں: ایک صفوں میں نماز دی گئی، (۲) السلام علیکم دیا کیونکہ یہ اہل جنت کی تحیت ہے، (۳) اور آمین دیا گیا، تم سے پہلے کسی کو بھی آمین کہنا نہیں بتایا گیا۔ البتہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کو

آمین بتائی ہو، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب دعا کر رہے تھے تو حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے۔
﴿مسند حارث بن ابی اسامہ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر مجھے تین چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے، تمام زمین ہمارے لیے سجدہ گاہ بنا گئی اور اس کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی اور ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی مانند بنایا گیا اور وہ آیتیں جو سورۂ بقرہ کی آخر میں ہیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے دی گئیں اور یہ چیزیں مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں اور نہ میرے بعد کسی کو عطا ہوں گی۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اقامت اور اذان عطا ہوئی:

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوعمیر بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے میری پھوپھی نے جو کہ انصار میں سے تھیں، خبردار دی کہ لوگوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کیلئے اہتمام فرمایا کہ کس طرح لوگوں کو نماز کیلئے جمع کیا جائے۔ اس پر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے وقت جھنڈا نصب کیا جائے مگر یہ بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی اور کسی نے بگل بجانے کا مشورہ دیا، مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بھی پسند نہ آئی اور آپ نے فرمایا: اس میں نصاریٰ کی مشابہت ہے پھر حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ اس حال میں واپس آئے کہ وہ اس کا اہتمام کر رہے تھے، جو انہیں خواب میں اذان کے بارے میں دکھایا گیا تھا۔

نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملت کے ساتھ مختص ہے:

مفسرین کی ایک جماعت نے آیہ کریمہ "وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ" (سورۂ البقرہ) ترجمہ: "رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔" کے تحت ذکر کیا ہے کہ نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملت کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ بنی اسرائیل کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔ اس لیے بنی اسرائیل کو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا گیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رکوع کے سلسلے میں جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ ہے۔ جسے بزار، طبرانی "اوسط" میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: پہلی نماز جس میں ہم نے رکوع کیا، وہ نماز عصر تھی۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا ہے؟ فرمایا: مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور وجہ استدلال یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قبل ظہر کی نماز پڑھی اور نماز پنجگانہ کی فرضیت سے قبل رات کی نماز میں وغیرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں تو وہ پہلے کی نماز نمازیں بغیر رکوع کے تھیں، یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ امم سابقہ کی نمازیں رکوع سے خالی تھیں۔

ابن فرشتہ رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح المجمع" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے تحت ذکر کیا کہ "جس نے ہماری نماز پڑھی، اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا وہ ہم میں سے ہے۔" انہوں نے "ہماری نماز" کے

ارشاد سے باجماعت نماز مراد لی ہے۔اس لیے کہ انفرادی نماز تو ہم سے پہلے لوگوں میں موجود ہی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہود نے ہماری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا ہماری ان تین چیزوں پر انہوں نے حسد کیا۔''ایک سلام کہنا، دوسرا آمین کہنا، تیسرا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ'' کہنا ہے۔

﴿بیہقی﴾

آپ ﷺ نعلین کے ساتھ نماز پڑھنے میں مخصوص ہیں:

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی نعلینوں میں نماز پڑھو اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔ابوداؤد و بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی اپنی ''سنن'' میں بلفظ ''خالفوا الیھود'' کہ یہود کی مخالفت کرو کیونکہ وہ اپنے موزوں اور نعلینوں میں نماز نہیں پڑھتے۔'' روایت کیا ہے۔

۞ آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ ﷺ کیلئے محراب میں نماز پڑھنا مکروہ تھا باوجودیکہ ہم سے پہلے محراب میں نماز پڑھتے تھے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
فَنَادَتْهُ الْمَلَآئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ:''تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔''

حضرت موسیٰ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک کہ وہ اپنی مسجدوں میں نصاریٰ کے مذابح کی مانند مذابح (طاق ومحراب) نہ بنائیں گے۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت عبید ابن ابوالجعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ فرمایا کرتے تھے کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ مسجدوں میں مذابح یعنی طاق ومحراب بنائے جائیں گے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ محرابوں سے اجتناب کرو۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ مسجدوں میں طاق ومحراب بنائے جائیں گے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ طاق (محراب) میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس کی مثل حسن، ابراہیم نخعی، سالم بن ابوالجعد اور ابوخالد والبی رحمہم اللہ سے روایت ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان محرابوں سے اجتناب کرو۔ حوقلہ یعنی **"لا حول و لا قوہ الا باللہ العلی العظیم"** کے بارے میں حدیث، شرح صدر اور رفع ذکر کے باب میں گزر چکی ہے۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کو وہ چیز دی گئی ہے جو کسی امت کو نہیں دی گئی۔ وہ مصیبت کے وقت **"انا للہ و انا الیہ راجعون"** کہنا ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کے سوا کسی کو استرجاع نہیں دیا گیا، کیا تم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا کہ انہوں نے **"یا اسفی علی یوسف"** فرمایا تھا۔

﴿عبدالرزاق، ابن جریر فی التفسیر﴾

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنف" میں روایت کی، ہم کو معمر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابان رحمۃ اللہ علیہ سے خبر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کے سوا کسی کو تکبیر یعنی "اللہ اکبر" نہیں دی گئی۔

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کس چیز سے نماز کا افتتاح کرتے تھے: فرمایا: توحید، تسبیح اور تہلیل سے۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

خصائص امت محمدیہ ﷺ:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کے گناہ استغفار سے بخش دیئے جاتے ہیں اور یہ کہ شرمندہ ہونا ان کیلئے توبہ ہے اور یہ کہ وہ اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کریں گے اور اس پر انہیں ثواب دیا جائے گا اور یہ کہ ان کیلئے دنیا میں ثواب میں تعجیل ہوگی باوجودیکہ آخرت میں ثواب کا ذخیرہ ہوگا اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگیں گے اس کو قبولیت عطا ہوگی۔

ان تمام باتوں کے بارے میں احادیث کثیرہ توریت و انجیل میں امت محمد کے ذکر ہونے کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

فریابی حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کو تین باتیں ایسی دی گئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے سوا کو نہیں دی گئیں: نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ پیغام حق آپ نے پہنچا دیا۔ اب کوئی حرج نہیں اور آپ اپنی امت پر گواہ ہیں۔ آپ دعا کیجئے، آپ کی دعا قبول ہوگی۔" اور اس امت کیلئے فرمایا:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ---------------- (سورۃ الحج)

ترجمہ: "اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔"

اور فرمایا: **لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ** -------------- (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: "تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔"

اور فرمایا: اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ------------------ (سورۂ المومن)

ترجمہ: ''تم مجھ سے دعا مانگو، تمہاری دعا قبول کروں گا۔''

✿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْنَا دَیْنَا ------------------ (سورۂ القصص)

ترجمہ: ''اور تم طور کے گوشے میں موجود نہ تھے جبکہ ہم نے ندا فرمائی''

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا: اے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم! پکارو تمہاری پکار قبول کی جائے گی۔ قبل اس کے تم مجھے پکارو اور تمہیں دیا جائے گا قبل اس کے تم مجھ سے مانگو۔

﴿نسائی، حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد باری تعالیٰ: ''وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْنَا دَیْنَا'' کے بارے میں استفسار کیا کہ وہ ندا کیا تھی؟ اور وہ رحمت کیا تھی؟ فرمایا: وہ کتاب تھی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے لکھی تھی۔ اس کے بعد وہ ندا کی گئی: اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میری رحمت میرے غضب پر سبقت کر گئی ہے۔ مجھ سے مانگنے سے پہلے میں نے تم کو دیا ہے اور مجھ سے مغفرت چاہنے سے پہلے میں نے تم کو بخش دیا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس حال میں مجھ سے ملے کہ وہ اس کی گواہی دیتا ہو کہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔'' تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ندامت و شرمندگی توبہ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: ندامت کا توبہ ہونا اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

﴿احمد، حاکم﴾

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المہذب میں فرمایا کہ لیلۃ القدر اس امت کے ساتھ خاص ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس کی بزرگی کو زیادہ کرے) جو ہم سے پہلوں کیلئے یہ نہ تھی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ''الموطا'' میں فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی عمروں کو ان کی تخلیق سے پہلے دکھایا گیا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چاہا دکھایا، تو آپ نے اپنی امت کی عمروں کو بہت کم پایا اور وہ ان عملوں تک نہیں پہنچی جو ان کے سوا دوسری امتیں طویل عمر کی وجہ سے پہنچی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔

اس قول کے دیگر شواہد ہیں جن کو ہم نے ''التفسیر المسند'' میں بیان کیا ہے اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی اور لیلۃ القدر ان سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

✿ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ

"كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o اَيَّا مًا مَّعْدُوْدَاتٍ"

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے، گنتی کے دن تھے۔"

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم پر ہر مہینے کے تین دن کے روزے فرض کیے گئے تھے اور یہ اس سے پہلے لوگوں کا روزہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ "كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے پہلے جو نصاریٰ تھے ان پر ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے اور ان پر فرض کیا گیا کہ وہ سونے کے بعد ماہ رمضان میں نہ کھائیں اور نہ پئیں اور نہ بیوی سے جماع کریں تو رمضان المبارک کے روزے نصاریٰ پر سخت گزرے اور انہوں نے مجتمع ہو کر گرمی و سردی کے موسم کے درمیان روزوں کو کر لیا اور انہوں نے کہا: ہم مزید بیس دن روزے رکھیں گے، تاکہ جو ہم نے تغیر و تبدل کیا ہے اس کا کفارہ بن جائے، پھر مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ نصاریٰ نے کیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابوقیس بن صرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش آیا جو ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے طلوع فجر تک کھانے پینے اور جماع کرنے کو حلال کر دیا۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان المبارک میں میری امت کو پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو ان سے قبل امتوں کو نہیں دی گئیں۔ روزہ دار کے منہ کی بو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور افطار کے وقت تک فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے ہیں اور سرکش شیاطین مقید کیے جاتے ہیں تو وہ جس چیز کی طرف پہنچتے تھے رمضان المبارک میں اس کی طرف وہ نہیں پہنچتے اور رمضان المبارک میں ہر روز جنت کو آراستہ کرتا ہے اور فرماتا ہے بہت جلد اپنے صالح بندوں سے مؤنت و مشقت کو اٹھا دیا جائے گا اور اے جنت! تیری طرف وہ آئیں گے اور ان کیلئے ماہ رمضان کی آخر رات میں مغفرت ہوگی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: کیا وہ لیلۃ القدر ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا: نہیں بلکہ عمل کرنے والوں کی مزدوری اسی وقت دی جاتی ہے جب وہ اپنے عمل اور کام کو پورا کر لیتا ہے۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے عید الاضحیٰ کا حکم دیا گیا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے بنایا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان جو فرق ہے وہ روزے سے قبل سحر کھانے کا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ دین ہمیشہ غالب و ظاہر رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ دیر لگاتے ہیں۔

﴿ابوداؤد، ابن ماجہ﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کیلئے ذبح تھا اور تم جو ہو تو تمہارے لیے نحر ہے، پھر انہوں نے پڑھا: "فَذَبَحُوْهَا" اور "فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ"

﴿ابن ابی حاتم، ابن المنذر﴾

الاربعہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے لحد ہے اور ہمارے سوا کیلئے شق ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ لحد ہمارے لیے ہے اور شق اہل کتاب کیلئے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے یوم عاشور کے روزے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو فرمایا: گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: یہ گزشتہ اور آئندہ کے دو سالوں کا کفارہ ہے۔

﴿مسلم﴾

علماء کرام نے فرمایا کہ یوم عرفہ کے روزے کا مرتبہ اتنا ہی ہے کیونکہ یہ روزہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور یوم عاشورہ کا روزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت سے مرتبہ و اجر میں دونی ہے۔

قریب قریب اسی کے مشابہ وہ روایت ہے جسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ اس طعام میں برکت ہے جس کے پہلے وضو ہو۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طعام کی برکت اس وضو سے ہے جو اس کے پہلے اور اس کے بعد ہو۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ قبل طعام وضو میں ایک نیکی ہے اور بعد طعام وضو میں دو نیکیاں۔

﴿حاکم تاریخ نیشاپور﴾

نماز میں کلام حرام اور روزے میں مباح امت کے خصائص سے ہے

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے مسلمان نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کرلیا کرتے تھے جس طرح اہل کتاب نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کرلیتے تھے۔ یہاں تک یہ آیت نازل ہوئی:

وَ قُوْمُوْ لِلّٰہِ قٰانِتِیْنَ (سورۃ البقرہ)

﴿سعید بن منصور فی السنن﴾

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ:

وَ قُوْمُوْ لِلّٰہِ قٰانِتِیْنَ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔''

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: پہلے امتی نماز میں کلام کرتے ہیں لیکن اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس طرح قیام کرو کہ تم اللہ کے ہی مطیع ہو۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح ترمذی'' میں فرمایا: ہم سے پہلی امتوں کا روزہ اس طرح تھا کہ کھانے پینے کے ساتھ کلام کرنے سے بھی باز رہتے تھے وہ لوگ حرج میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے نصف زمانہ صوم کو جو کہ رات ہے حذف کرکے اور آدھے روزے کو جو کہ کلام سے رکنا تھا حذف کرکے رخصت عطا فرمائی اور اس امت کو روزے میں بات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ کی امت خیر الامم ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت خیر الامم ہے اور یہ شرف آپ ﷺ کی وجہ سے ہے اور گزشتہ امتوں کے اعمال دوسروں کے سامنے ظاہر کرکے رسوا کیا جائے گا اور اس امت کا رسوا نہ کیا جائے گا اور یہ کہ اپنی کتاب الٰہی کو ان کے سینوں میں محفوظ کرنا مسلمانوں کیلئے آسان کر دیا ہے اور یہ کہ اس کا نام دو اسماء الٰہی سے مشتق کرکے رکھا گیا۔ ایک المسلمون دوسرے المومنون اور یہ کہ انکے دین کا نام اسلام رکھا گیا اور اس وصف کے ساتھ بجز انبیاء کے کوئی موصوف نہ ہوا۔

✿ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: ''تم بہتر ہو، ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔''

اور فرمایا: "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ" ﴿سورۃ القمر﴾
ترجمہ: "اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کیلئے۔"

اور فرمایا: "هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ"
ترجمہ: "اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

امام احمد و ترمذی رحمہما اللہ نے حسن بتا کر اور ابن ماجہ و حاکم رحمہم اللہ نے اس بارے میں معاویہ بن حیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے آیت کریمہ "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" کے تحت فرمایا: تم لوگ سترویں امت کو پورا کرنے والے ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب میں اکرم و بہترین ہو۔

حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی امت قبولیت دعا کے اندر اسلام میں اس امت سے زیادہ نہیں ہوئی اور اسی مقصد سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
"كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" (سورۃ آل عمران)

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کوئی حق ایک یہودی آدمی پر تھا قسم ہے ذات کی جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشر پر برگزیدہ کیا میں حق لیے بغیر تجھے نہ چھوڑوں گا اس پر یہودی نے کہا خدا کی قسم انہوں نے محمد ﷺ کو بشر پر برگزیدہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی کے طمانچہ رسید کیا۔ وہ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور حضور ﷺ سے فریاد کی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم پر لازم ہے کہ اپنے طمانچے کے بدلے اسے راضی کرو اور یہودی سے مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودی! آدم صفی اللہ تھے، ابراہیم خلیل اللہ تھے، موسیٰ نجی اللہ تھے، عیسیٰ روح اللہ تھے اور میں حبیب اللہ ہوں۔

سن اے یہودی! تم اللہ تعالیٰ کے دو نام لیتے ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ان دو ناموں کے ساتھ میری امت کا نام رکھا۔ خدا کا ایک نام "السلام" ہے اور اس نے میری امت کا نام مسلمان رکھا اور خدا کا ایک نام المومن ہے اور اس نے میری امت کا نام مومن رکھا۔

سن اے یہودی! تم نے اللہ تعالیٰ سے ایک دن مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ دن ہمارے لیے محفوظ رکھا اور تمہارے لیے دوسرا دن اور نصاریٰ کے لیے اس کے بعد کا دن مقرر کیا۔ سن اے یہودی! تم لوگ دنیا میں پہلے ہو اور ہم آخر میں مگر روز قیامت ہم پہلے ہوں گے بلکہ انبیاء پر جنت حرام ہوگی جب تک کہ میں اس میں داخل نہ ہوں اور جنت تمام امتوں پر حرام ہوگی جب تک میری امت میں داخل نہ ہو جائے۔

﴿مسند ابن راہویہ، ابن ابی شیبہ المصنف﴾

اور وہ حدیث کہ "ان کی کتابیں ان کے سینے میں ہوں گی" توریت و انجیل میں ان کے تذکرے کے باب میں پہلے گزر چکی ہے اور وہ حدیث کہ وہ آخر الامم ہیں آگے آرہی ہے۔

عمامہ اور تہبند باندھنا:

رسول اللہ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ عمامہ میں شملہ چھوڑیں گے اور یہ کہ آپ درمیان کمر تہبند باندھیں گے اور دونوں باتیں فرشتوں کی علامت ہے۔ اس بارے میں احادیث، توریت و انجیل میں آپ کے تذکرے کے باب میں اور آپ ﷺ کی امت کے اوصاف کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ ان حدیثوں کے لفظ یہ ہیں: "**و یا تزرون علی اوساطھم**"

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ والد۔ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اس طرح تہبند باندھو جس طرح میں نے فرشتوں کو باندھے دیکھا ہے۔ فرشتے اپنے رب کے حضور اپنی آدھی پنڈلی تک تہبند باندھے ہوئے تھے۔

﴿دیلمی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم عمامہ باندھنے کو لازمی کرلو اور اس کا کنارہ اپنی پشت کے پیچھے چھوڑ دو کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے عمامہ باندھا اور ان کے عمامہ کا کنارا عشر درخت کے پتے کی مانند چھوڑا، پھر فرمایا: میں نے فرشتوں کو عمامہ باندھے دیکھا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

ابن تیمیہ نے بیان کیا کہ شملہ چھوڑنے کی اصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنے رب کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا ہے تو نبی کریم ﷺ نے اس جگہ کا اکرام شملہ چھوڑ کر فرمایا لیکن عراقی نے کہا: میں نے اس کی اصل نہیں پائی۔

امت محمدیہ سے وہ بوجھ دور کر دیا گیا جو دوسری امتوں پر تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت سے اس بوجھ کو دور کیا گیا جو ان سے پہلی امتوں پر تھا اور آپ کی امت سے بکثرت ان شدتوں کو دور فرمایا جو ان سے پہلی امتوں پر سختیاں تھیں اور ان پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی اور خطا و نسیان اور وہ باتیں جن کو وہ برا جانیں، ان سے ان کا مواخذہ اٹھالیا گیا اور دلی خیالات کا مواخذہ اٹھالیا گیا اور یہ کہ جو کوئی برے عمل کا قصد کرے تو وہ گناہ نہ لکھا جائے گا اور بلکہ (نہ کرنے کے سبب) ایک نیکی لکھی جائے گی اور جو نیکی کا قصد کرے تو ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور یہ کہ توبہ کی قبولیت میں جان کی ہلاکت کو ان سے اٹھالیا گیا اور یہ کہ موقع نجاست کے کاٹنے اور زکوٰۃ میں چوتھائی مال دینے کا حکم اٹھالیا گیا اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگیں گے ان کی وہ دعا قبول کی جائے گی اور یہ کہ ان کیلئے قصاص و دیت کے درمیان اختیار شروع کیا گیا اور یہ کہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی اور یہ کہ غیر ملت اسلام میں نکاح کی رخصت دی گئی اور باندی سے

نکاح کرنے اور وطی کے سوا حائض سے مخالطت رکھنے اور جس پہلو سے چاہیں بیوی سے جماع کرنے کی اجازت دی گئی اور شرمگاہ (ستر) کے کھولنے اور تصویر اور نشہ پینے کو حرام کیا گیا۔

۞ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَاجَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''دین میں تم پر تنگی نہیں رکھی گئی۔''

۞ اور فرمایا: یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا ہے۔''

۞ اور فرمایا: رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا

﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: ''اے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں، اے رب! ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا کہ تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا۔''

۞ اور فرمایا: وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ

﴿سورۃ الاعراب﴾

ترجمہ: ''اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جوان پر تھے اتارے گا۔ ان سے ان کا بوجھ اٹھایا اور وہ پابندیاں جوان پر تھیں۔''

۞ اور فرمایا: وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔''

۞ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَاجَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ

﴿سورۃ الحج﴾

ترجمہ: ''دین میں تم پر تنگی نہیں رکھی گئی۔''

تو کیا ہم پر کوئی حرج نہیں اگر چہ ہم زنا کریں یا چوری کریں، انہوں نے کہا: ہاں حرج ہے، لیکن وہ بوجھ جو بنی اسرائیل پر تھا تم سے اٹھا لیا ہے۔

﴿ابن ابی حاتم تفسیر﴾

فریابی نے اپنی تفسیر میں حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا اور نہ ہی کسی رسول کو بھیجا اور نہ ان پر کتاب نازل کی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ آیت نازل کی:

وَاِنْ تُبْدُوْ امَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَا سِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ تم سے اس کا حساب لے گا۔''

تو امتیں اپنے اپنے نبیوں اور رسولوں کے پاس آئیں اور کہا: ہم سے اس کا مواخذہ ہوگا جو ہمارے دلوں میں وسوسہ اور خیالات پیدا ہوتے ہیں اور جن کو ہمارے اعضا نے عملی صورت میں دی ہے تو وہ کفر و انکار کر کے گمراہ ہو جاتے۔ جب ہمارے نبی کریم ﷺ پر یہ حکم نازل ہوا تو مسلمانوں پر اتنا گراں گزرا جتنا ان سے پہلی امتوں پر سخت گزرا تھا اور وہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! جو وسوسے اور خیالات ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور ان کو ہمارے اعضاء نے عملی صورت نہیں دی کیا ہم سے ان کا بھی مواخذہ اور احتساب ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ سنو! اور اطاعت کرو اور اپنے رب کے بنو تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ'' نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے حدیث نفس یعنی دلی وسوسے کو اٹھا دیا جب تک اعضا ان پر عمل نہ کریں تو جو نیکی کریں گے ان کو اجر ملے گا اور جو بدی کریں گے ان کو وبال انہی پر ہوگا۔

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

وَاِنْ تُبْدُوْ امَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَا سِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ

﴿سورۃ البقرہ﴾

تو مسلمانوں کے دلوں میں اس سے وہ شے داخل ہوئی جو کسی شے سے داخل نہ ہوئی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اپنا حال عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہو! ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور ہم نے تسلیم کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کا القا فرمایا اور ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ'' آخر سورۃ تک نازل ہوئی۔

﴿مسلم، ترمذی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری خاطر میری امت سے دلی وسوسوں اور خیالوں سے تجاوز فرمایا جب تک وہ منہ سے نہ بولیں یا اس پر عمل نہ کریں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء و نسیان اور ہر وہ چیز جس سے وہ کراہت کریں معاف کیا ہے۔

﴿احمد، ابن حبان، ابن ماجہ﴾

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا و نسیان اور ہر وہ عمل جس کو وہ برا جانیں درگزر فرمایا ہے۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم نے گمان کیا کہ اس سجدے میں آپ کی جان قبض کر لی گئی ہے پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ فرمایا اور کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ میں نے عرض کیا:

اے رب! تو نے پیدا کیا اور تیرے بندے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری مرتبہ مجھ سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ اور میں نے اس سے وہی عرض کیا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تیسری مرتبہ مشورہ فرمایا اور میں نے اس سے وہی عرض کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: میں تمہاری امت کے معاملے میں ہرگز تم کو رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ سب سے پہلے میرے ساتھ میری امت کے ستر ہزار ہوں گے اور ان میں سے ہزار ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا۔

اس کے بعد میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ دعا کیجئے قبول کی جائے گی اور مانگئے عطا کیا جائے گا اور مجھے عطا فرمایا کہ میرے سبب سے میرے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے گا اور میں زندہ صحیح چلتا پھرتا ہوں اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور یہ کہ مجھے بشارت دی کہ میری امت رسوا نہ کی جائے گی اور نہ مغلوب ہوگی اور یہ کہ مجھے حوض کوثر عطا فرمایا جو کہ جنت کی ایک نہر ہے اور میرے حوض میں بہہ کر آتی ہے اور یہ کہ مجھے قوت، نصرت، رعب عطا فرمایا جو میرے آگے ایک ماہ کی مسافت تک دوڑتا ہے اور یہ کہ مجھے بتایا گیا کہ میں جنت میں تمام نبیوں سے پہلے داخل ہونے والا ہوں گا اور میری امت کیلئے غنیمت حلال کی گئی اور ہمارے لیے بہت سی وہ سختیاں جو ہم سے پہلے لوگوں پر تھیں کھول دی گئیں اور ہم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی گئی تو میں نے اظہار تشکر کیلئے سجدہ ادا کیا۔

﴿احمد، ابوبکر شافعی الغیلا نیات، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان کے سامنے بنی اسرائیل کی ان چیزوں کا ذکر کیا گیا جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو فضیلت عطا فرمائی۔

اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ جب ان کا کوئی شخص گناہ کرتا تو دوسرے دن صبح کے وقت اس کے دروزے کی چوکھٹ پر اس کا کفارہ لکھا ہوتا، مگر اے مسلمانو! تمہارے گناہوں کا کفارہ وہ قول ہے جسے تم کہتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دیتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک آیت عطا فرمائی جو دنیا و مافیہا سے زیادہ مجھے محبوب ہے وہ یہ ہے:

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً (سورۂ آل عمران)

﴿ابن منذر فی التفسیر، بیہقی﴾

ابن جریر حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کاش ہمارے گناہوں کے کفارے ایسے ہی ہوتے جیسے بنی اسرائیل کیلئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو چیز تمہیں عطا فرمائی ہے وہ بہتر ہے۔ بنی اسرائیل کی تو یہ حالت تھی کہ

جب ان میں کوئی گناہ کرتا تو وہ اپنے دروازوں پر اسے اور اس کے کفارہ کو لکھا پاتا، اب اگر وہ اس کا کفارہ دیتا تو دنیا میں اس کیلئے ذلت ہوتی تھی اور اگر اس کا کفارہ نہ دیتا تو آخرت میں اس کیلئے رسوائی ہوتی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ يَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ اَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ لا وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے۔ تو عورتوں سے الگ رہو، حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو، جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ، جہاں سے تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے، ستھروں کو۔''

پنج گانہ نماز اور جمعہ سے جمعہ تک، ان گناہوں کے کفارے ہیں جو ان کے درمیان صادر ہوں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان لوگوں کے قصے میں جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی، روایت ہے۔ فرمایا: ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ہمارے گناہوں کی توبہ کس طرح ہے؟ فرمایا: ایک دوسرے کا قتل کرنا تو انہوں نے چھریاں ہاتھ میں لے لیں اور ہر ایک آدمی اپنے بھائی، اپنے باپ اور اپنی ماں کو قتل کرنے لگا اور وہ پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کس کو قتل کر رہا ہے۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پیشاب لگ جائے تو اس جگہ کو قینچی سے کاٹ دیں تو ان میں سے ایک شخص نے اس سے انکار کیا تو اسے اس کی قبر میں عذاب دیا گیا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پر پیشاب لگ جائے تو اسے قینچی سے کاٹ دیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک یہودی عورت آئی اور اس نے کہا: قبر کا عذاب پیشاب کی چھینٹوں سے ہے۔

میں نے کہا: تو جھوٹ کہتی ہے۔ یہودیہ نے کہا: میں صحیح کہتی ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب پیشاب جسم یا کپڑے کو لگ جائے تو اسے کاٹ دینا چاہیے۔

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے یہودیہ! تو نے سچ کہا۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی کی حالت یہ تھی کہ جب ان کو کوئی عورت حائضہ ہوتی تو وہ اس کے ساتھ نہ کھاتے پیتے اور نہ گھر میں اس کے ساتھ میل جول رکھتے تھے، اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے مسئلہ دریافت کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: ''اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کر لے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عورت کے ساتھ سب کچھ معاملات رکھو، بجز مجامعت کے۔ یہ سنکر یہود نے کہا: یہ شخص کیا چاہتا ہے۔ ہمارے دین کی کوئی بات بھی نہیں چھوڑتا مگر یہ اس میں ہمارے خلاف حکم دیتا ہے۔ تفسیر کی کتابوں میں ہے کہ نصاریٰ حائضہ سے مجامعت کرتے تھے اور وہ حیض کی پروا نہیں کرتے تھے اور یہود کی حالت یہ تھی وہ ہر شے میں ایسی عورتوں کو جدا رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باتوں کے درمیان میانہ روی کا حکم فرمایا۔

﴿احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ﴾

ابوداؤد، حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل کتاب عورتوں کے پاس ایک پہلو سے آتے تھے اور یہ طریقہ زیادہ پوشیدہ تھا اور انصار کے ایک قبیلہ نے بھی ان کے اس فعل کو اختیار رکھا تھا اور وہ اس گمان میں تھے کہ اہل کتاب اپنے سوا ہر علم میں بڑھ چڑھ کر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو''

﴿ابوداؤد، حاکم﴾

قرۃ الھمد انی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی عورت کو بٹھا کر جماع کرنے کو مکروہ جانتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ

﴿سورۃ البقرہ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رخصت دی کہ عورتوں کی فروج میں جس طرح چاہے جیسے چاہے سامنے سے یا پیچھے سے جماع کر سکتے ہیں۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہم پر رہبانیت فرض نہیں کی گئی ہے۔ میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا، حج وعمرہ کرنا ہے۔

﴿ابونعیم المعرفہ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کیلئے رہبانیت تھی۔ اس امت کی رہبانیت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔

﴿احمد، ابویعلی﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے سیاحت کی اجازت دیجئے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کی سیاحت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔

﴿ابوداؤد﴾

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمارہ بن غزیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے حضور میں سیاحت کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے سیاحت کو جہاد فی سبیل اللہ اور اس تکبیر کے ساتھ بدل دیا ہے جو ہر بلندی پر کہی جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس امت کی سیاحت روزہ ہے۔

﴿ابن جریر﴾

۞ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل میں مقتولین کے بارے میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت کا حکم نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت سے فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِا لْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْئٌ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو، آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت اور جس کیلئے اس کے بھائی کی طرف سے معافی ہو۔''

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے۔
اور رحمت اس حکم میں ہے جو تم سے پہلوں پر فرض کیا گیا تھا۔

﴿بخاری﴾

ابن جریر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل پر قصاص کا لینا اور دینا فرض تھا اور ان کے درمیان کسی جان اور زخم میں دیت نہ تھی۔

۞ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ط ﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے

دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔"

مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ سے تخفیف فرمائی اور ان کی طرف سے قتل نفس و جراحت میں دیت کو قبول فرمایا اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تَخۡفِيۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ رَحۡمَةٌ ﴿سورۃ البقرہ﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: توریت والوں میں قتل پر قصاص تھا یا عفو۔ اس میں دیت کا حکم نہ تھا اور انجیل والوں پر صرف عفو ہی تھا۔ اس کا انہیں حکم دیا گیا اور اس امت کیلئے قتل میں عفو اور دیت ہے۔ وہ ان میں سے جو چاہیں ان کیلئے حلال ہے یہ حکم ان سے پہلی امتوں کیلئے نہ تھا۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت وکیع رضی اللہ عنہ نے انہوں نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت لیث رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی اس امت کو وسعت دی ہے ان میں سے نصرانیہ عورت اور باندی سے نکاح کرنا ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

توریت میں امت محمدیہ کی خصوصیت:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب کلام کیلئے اپنے قریب بلایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں توریت میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو "خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ" ہے۔ وہ امت نیکی کا حکم دے گی اور منکر (برائی) سے روکے گی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے گی۔ اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں توریت میں ایسی امت پاتا ہوں جن کے سینوں میں ان کی کتاب ہوگی اور وہ اسے پڑھیں گے اور ان سے پہلی امتیں انہیں دیکھ کر اپنی کتابوں کو پڑھیں گی اور وہ ان کو حفظ کریں گے تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو امت احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ان کی پچھلی کتابوں پر ایمان رکھے گی۔ گمراہ پیشواؤں سے جنگ کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ کانے کذاب و دجال سے جنگ کرے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں توریت میں پاتا ہوں کہ ایک امت اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کرے گی اور ان سے پہلی امتیں ایسی ہوں گی کہ جب وہ اپنے صدقات نکالیں گی تو اللہ تعالیٰ ان پر آگ بھیجے گا اور وہ آگ اسے کھا جائے گی اور جس کا صدقہ قبول نہ ہوگا اسے آگ نہ کھائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ایسی ہوگی کہ جب وہ بدی کا قصد کرے

گی تو اسے نہ لکھا جائے گا اور اگر اس بدی کو عمل میں لے آئے تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا اور جب ان میں سے کوئی نیکی کا قصد کرے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر وہ عمل میں لے آیا تو اس کیلئے دس گنا سے سات سو گنا تک نیکی لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ایک امت ایسی ہوگی کہ ان کی دعائیں قبول کی جائیں گی اور وہ اپنی دعاؤں میں مستجاب ہیں تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

﴿بیہقی﴾

زبور میں امت محمدیہ کی خصوصیت:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف زبور میں وحی فرمائی کہ تمہارے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لانے والے ہیں جن کا نام احمد و محمد ﷺ ہوگا۔ وہ نبی صادق ہیں۔ میں ان پر کبھی غضب نہ فرماؤں گا اور نہ وہ میری کبھی نافرمانی کریں گے اور میں نے اپنی معصیت کرنے سے پہلے ہی ان کی مغفرت کر دی ہے۔ ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشوں گا۔ ان کی امت مرحومہ ہے۔ میں اس امت کو اتنا زیادہ عطا فرماؤں گا جتنا میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرمایا ہے۔

میں اس امت پر وہ کچھ فرض کروں گا جو انبیاء و مرسلین پر میں نے فرض کیا ہے اور وہ امت روز قیامت اس حال میں آئے گی ان کا نور، انبیاء علیہم السلام کے نور سے مشابہ ہوگا۔ یہ اس لئے کہ میں نے ان پر فرض کیا ہے کہ وہ میری خوشنودی کی خاطر تمام نمازوں کیلئے وضو کریں جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر فرض کیا تھا اور میں ان کو غسل جنابت کا حکم دوں گا جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا ہے اور میں ان کو جہاد کا حکم دوں گا جیسے میں نے ان سے پہلے رسولوں کو حکم دیا ہے۔

اے داؤد علیہ السلام! میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ میں نے ان کو چھ باتیں ایسی عطا کی ہیں کہ ان کے سوا کسی امت کو عطا نہیں کیں، میں ان کو خطا و نسیان اور ہر گناہ پر جس کو انہوں نے بغیر قصد و ارادہ کے ارتکاب کیا ہوگا مواخذہ نہ کروں گا۔ جب وہ اپنے گناہ کی مجھ سے مغفرت چاہیں گے تو میں ان کو بخش دوں گا اور وہ جس عمل کو اپنی خوش دلی کے ساتھ آخرت کیلئے کریں گے تو میں ان کو ان کا ثواب خوب بڑھا چڑھا کر بعجلت دوں گا اور میرے پاس ان کیلئے کئی گنا اجر و ثواب موجود ہوگا جو اس سے افضل ہوگا اور جب وہ بلاؤں میں صبر کرتے ہوئے "انا للہ و انا الیہ راجعون" کہیں گے تو میں ان کو صلوٰۃ و رحمت اور وہ ہدایت عطا کروں گا جو نعمتوں والی جنتوں کی طرف لے جائے گی اور اگر وہ مجھ سے دعا کریں گے تو میں قبول کروں گا یا تو وہ قبول دعا کا اثر جلد ہی دنیا میں دیکھ لیں گے یا اس دعا کے باعث ان سے برائیوں کو دور کروں گا یا تو ان کیلئے آخرت میں ذخیرہ کر کے رکھوں گا۔ وہ حدیثیں

جو ان کی نیکی و بدی کے بارے میں ہیں توریت وانجیل میں ان کا ذکر کرتے ہوئے گزر چکی ہیں۔

﴿بیہقی﴾

امت محمد یہ بھوک اور غرقاب سے ہلاک نہیں ہوگی:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی امت بھوک اور غرق سے ہلاک نہ ہوگی اور یہ کہ اس امت پر ایسا عذاب نہ ہوگا جیسا کہ ان کی پہلی امتوں پر عذاب ہوا اور کوئی دشمن ان پر اس طرح مسلط نہیں کیا جائے گا کہ وہ ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے اور یہ کہ یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی اور اس سے یہ بات پیدا ہوگی کہ اس امت کا اجماع حجت ہوگا اور یہ کہ اس امت کا اختلاف رحمت ہوگا جبکہ ان سے پہلوں کا اختلاف ان پر عذاب تھا۔

حضرت ثوبان سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو مجتمع کیا اور میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھا اور میں نے دیکھا کہ میری امت کا ملک وہاں تک پہنچے گا جہاں تک میرے لیے زمین کو مجتمع کیا گیا اور مجھے سرخ وسفید خزانے دیئے گئے اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا ہے کہ وہ اس امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور ان پر ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے بجز ان کی اپنی جانوں کے تو اس نے مجھے یہ تمام باتیں عطا فرمائیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میری امت کو بھوک وقحط سے ہلاک نہ کرے تو اس نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے دعا کی کہ میری امت کو غرق سے ہلاک نہ کرے تو اس نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے دعا کی کہ امت آپس میں نہ لڑے مگر میری یہ بات واپس کر دی گئی۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلمنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ وقت عطا فرمایا جو رحمت سے بھرپور ہے اور مجھے مختار کل بنایا تو ہم زمانے میں آخر ہیں مگر روز قیامت سابق واول ہیں۔

اور میں بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں۔ روز قیامت میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے اور ان تین چیزوں سے نجات دی ہے (۱) وہ قحط عام میں مبتلا نہ ہوگی۔ (۲) کوئی دشمن ان کا استیصال نہ کرے گا۔ (۳) یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔

﴿دارمی، ابن عساکر﴾

حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے

دعا کی کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو تو یہ بات مجھے عطا ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ یہ امت ان قحطوں سے ہلاک نہ ہو جن قحطوں سے ان سے پہلی امتیں ہلاک کی گئی تھیں تو یہ بات بھی مجھے عطا ہوئی اور میں نے اس سے سوال کیا کہ کوئی دشمن ان پر غالب نہ ہو تو یہ بات مجھے عطا ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ اس امت کو شیعوں کے ساتھ یعنی مختلف گروہوں کے ساتھ مخلوط نہ کرے۔ اس طرح کہ بعض کو بعض سے خطرہ ہو۔ اور ایک دوسرے کو سختی کا مزہ چکھائیں تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دعا کی پیشکش سے روک دیا۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

﴿حاکم﴾

شیخ نصر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الحجۃ'' میں اس کے راوی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

حضرت اسمٰعیل بن ابوالمجالد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عبداللہ! ہم ایک کتاب لکھتے ہیں اور اس کتاب کو سارے جہان میں پھیلاتے ہیں تاکہ اس پر یہ ساری امت اور تمام ملت یکجا ہو جائے۔ حضرت مالک بن انس نے کہا: اے امیر المومنین! علماء کا اختلاف، اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت پر رحمت ہے ہر عالم میں اسی کا اتباع کرتا ہے جو اس کے نزدیک صحیح ہے اور ہر عالم اسی ہدایت پر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر عالم کیلئے چاہا ہے۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گزشتہ امتیں، سو امتیں تھیں جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتیں تو اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی مگر میری امت کے پچاس آدمیوں کی ایک امت ہے، جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتی ہے تو اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

﴿ابو یعلی﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کیلئے خیر کی گواہی چار مسلمان دیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ہم نے عرض کیا: اگر تین آدمی گواہی دیں تو؟ فرمایا: خواہ تین ہی دیں، پھر میں نے عرض کیا: اگر دو مسلمان گواہی دیں تو؟ فرمایا: خواہ دو ہی مسلمان گواہی دیں۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں حضور سے عرض نہ کیا۔

﴿بخاری، ترمذی، نسائی﴾

امت محمدیہ کیلئے طاعون رحمت اور شہادت ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کیلئے طاعون رحمت وشہادت ہے، جبکہ ان سے پہلوں پر عذاب تھا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طاعون ایسا مہلک مرض ہے جسے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا اور ان لوگوں پر بھیجا جو تم سے پہلے گزرے۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے طاعون کے بارے میں استفسار کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے بتایا کہ یہ ایک عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کیلئے رحمت بنا دیا ہے تو کوئی بندہ نہیں ہے کہ اس پر طاعون واقع ہوا اور وہ اپنے شہر میں صبر اور استقامت کے ساتھ ٹھہرے اور وہ جانتا ہو کہ اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے پہنچنا لکھا ہو تو اسے ایک شہید کے برابر اجر ملے گا۔
﴿بخاری﴾

امت محمدیہ کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور ان میں قطب، اوتاد، نجباء اور ابدال ہوں گے اور یہ کہ ان ہی کا ایک شخص حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نماز پڑھائے گا اور یہ کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ استغناء طعام میں تسبیح کے ساتھ فرشتوں کے قائم مقام ہوں گے اور یہ کہ وہ دجال سے مقاتلہ کریں گے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور غالب رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر زمانے میں میری امت کے ساتھ سابقین ہوں گے۔

﴿ابو نعیم حلیۃ الاولیاء﴾

ابدال، اوتاد، اقطاب:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین سو آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں چالیس آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سات آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایک آدمی

ایسا ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کے سبب زندہ کرتا، مارتا، بارش اتارتا، نباتات وغیرہ اگاتا اور بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی حال میں یہ زمین ایسے چالیس آدمیوں سے خالی نہ رہے گی، جو مثل حضرت خلیل الرحمٰن ہوں گے، انہیں کے سبب تم پر بارش ہوتی ہے اور انہیں کے سبب تمہاری مدد کی جاتی ہے، جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں تیس ابدال خلیل الرحمٰن کی مانند ہیں ان میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو لے آتا ہے۔

﴿مسند احمد﴾

حضرت ابوزناد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام زمین کے اوتاد تھے، اب نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ میں سے چالیس آدمیوں کو ان کے قائم مقام خلیفہ بنایا ان کو ابدال کہا جاتا ہے۔ جب بھی ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس کا خلیفہ پیدا کر دیتا ہے، تو یہ لوگ زمین کے اوتاد ہیں، میں نے یہ بحث اپنی مستقل تالیف میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ حق پر غالب وظاہر رہے گی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں تو ان کا امام عرض کرے گا کہ آگے بڑھیے وہ فرمائیں گے تم زیادہ حق دار ہو، تم میں سے بعض امراء بعض امراء پر ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اس امت کو مکرم بنایا ہے۔

﴿ابویعلی﴾

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی مانند ایک حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ اس امت کا امیر کہے گا۔ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ وہ فرمائیں گے نہیں کیونکہ تم میں سے کچھ لوگ بعض امراء پر ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ان سے مکرم کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جبکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔

﴿بخاری﴾

بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رنج ومشقت کا ذکر فرمایا جو دجال کے سامنے ہوگی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس دن کون سا مال بہتر ہوگا۔ فرمایا: وہ طاقتور بچہ جو اپنے گھر والوں کو پانی پلائے گا۔ درآں حالیکہ کھانا نہ ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے

عرض کیا: اس دن مسلمانوں کا طعام کیا ہوگا؟ فرمایا: تسبیح اور تکبیر و تہلیل۔

﴿احمد﴾

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اس کی مانند حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اس چیز سے بچائے گا جس کے سبب فرشتوں کو تسبیح سے بچایا۔

﴿امام احمد﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس مانند حدیث روایت ہے۔ اور وہ حدیث جو دجال سے مقابلہ کرنے کے سلسلے میں مسلمانوں کی توصیف میں ہے توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

﴿حاکم﴾

امت محمدیہ کو "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے خطاب کیا گیا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کو قرآن کریم میں "**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا**" کے ساتھ مخاطب کیا گیا، جبکہ تمام امتوں کو ان کی کتابوں میں "**یَا اَیُّهَا الْمَسَاکِیْنَ**" کے ساتھ پکارا گیا اور یہ کہ آسمان میں فرشتے ان کی اذانوں کی آواز سنتے ہیں اور تلبیہ پڑھتے ہیں اور یہ کہ یہ امت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بولتے ہیں اور ہر نشیب میں اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور یہ کہ کسی کام کرنے کے وقت "انشاء اللہ میں کروں گا۔" کہتے ہیں اور جب غضبناک ہوتے ہیں تو تہلیل کرتے ہیں اور جب جھگڑتے ہیں تو تسبیح کرتے ہیں اور ان کے سینوں میں اپنا قرآن ہے اور ان کے سبقت لے جانے والے ہر امر میں سابق ہیں اور ان کے میانہ رو ناجی ہیں اور ان کے ظالم لوگ (بالآخر) مغفور ہیں اور ان میں کا ہر شخص رحمت کیا ہوا ہے اور وہ ہر تنگ کے جنتی کپڑے پہنیں گے اور وہ نماز کیلئے آفتاب کی نگہداشت رکھیں گے اور وہ درمیانی امت اور اللہ تعالیٰ کے تزکیہ کے سبب انصاف پسند ہیں اور جب وہ تنگ کرتے ہیں تو فرشتے موجود ہوتے ہیں اور ان پر وہ فرض ہوا جو انبیاء کرام علیہم السلام پر فرض ہوا، وہ وضو، غسل، جنابت، حج اور جہاد ہے۔ اور نوافل کا ثواب وہ دیا گیا جو انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوا۔ اکثر ان ہی کی خصوصیات توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں ان آثار کے ضمن میں جس میں آپ کا وصف اور آپ کی امت کا وصف ہے پہلے گزر چکی ہیں۔

❁ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ﴿سورۂ فاطر﴾

ترجمہ: "پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو۔"

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ برگزیدہ بندے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں ان کو ان کا وارث بنایا ہے۔ ان میں جو ظالم ہیں ان کی (بالآخر) مغفرت کی گئی ہے اور ان میں جو میانہ رو ہیں ان سے آسان حساب لیا جائے گا اور ان میں سبقت لے جانے والے بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب مذکورہ آیہ کریمہ سے استدلال کرتے تو فرماتے کہ آگاہ رہو کہ ہمارے سابقین ہر امر میں سابق ہیں اور ہمارے میانہ "رو، ناجی" ہیں اور ہمارے ظالم، ان کیلئے مغفرت ہے۔

(اور اسے ابن لابی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔)

امت محمدیہ عمل میں کم اور اجر میں کثیر ہوگی:

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت عمل میں تو گزشتہ امتوں میں سے کم ہوگی مگر اجر میں اکثر ہوگی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری مدت حیات ان لوگوں کے مقابلہ میں جو تم سے پہلے امتیں گزری ہیں، اتنی ہے جتنی عصر سے غروب آفتاب تک کی مدت ہوتی ہے توریت والوں کو توریت دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ جب نصف دن ہوا تو وہ عاجز ہوگئے۔ اور ہر ایک کو اجر میں ایک ایک قیراط دی گئی۔ اس کے بعد انجیل والوں کو انجیل دی گئی تو انہوں نے نماز عصر تک عمل کیا، پھر وہ عاجز ہوگئے اور انہیں اجرت میں ایک ایک قیراط دی گئی۔ اس کے بعد ہمیں قرآن دیا گیا تو ہم نے غروب آفتاب تک عمل کیا اور ہمیں دو دو قیراط اجرت میں عطا ہوئی۔

اس پر دونوں کتابوں والوں نے عرض کیا: اے ہمارے رب! ان لوگوں کو تو نے دو دو قیراط دیئے۔ اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا باوجودیکہ ہمارے اعمال ان سے زیادہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تمہاری اجرت دینے میں کسی چیز کا تم پر ظلم کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بات تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو میرا فضل ہے میں جس کو جتنا چاہوں اسے دوں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات جتنے زیادہ ظاہر ہوں گے ان کی امت کا ثواب اتنا ہی زیادہ کم ہوگا۔

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ ثواب کسی کی تصدیق کی نسبت کے اعتبار سے ہے کیونکہ ان کا واضح ہونا اور ان کے اسباب کا ظاہر ہونا اور محنت و مشقت اور اس میں غور و فکر کا کم ہونا اس کمی کا موجب ہے۔ فرمایا: مگر اس امت کا حال یہ ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے معجزات اظہر ہیں مگر تمام امتوں کے مقابلے میں ہمارا ثواب زیادہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے حق میں فرمایا:

وَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰۤی اُمَّۃٌ یَّہۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَ بِہٖ یَعۡدِلُوۡنَ ﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے انصاف کرتا"

اور حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں فرمایا:

وَ مِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّۃٌ یَّہۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَ بِہٖ یَعۡدِلُوۡنَ

ترجمہ: ''اور ہمارے بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں۔''

امت محمدیہ کو علم اول اور علم آخر دیا گیا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کو علم اول اور علم آخر دیا گیا اور آپ کی امت پر علم کے خزانے کھولے گئے اور آپ کی امت کو اسناد حدیث، انساب، اعراب اور تصنیف کتب کا علم دیا گیا اور اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی مانند ہیں۔ یہ حدیث کہ ''میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جن کو علم اول اور علم آخر دیا گیا ہے۔'' توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت شفی بن ماتع اصبحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت پر ہر شے کھولی گئی ہے حتی کہ ان پر زمین کے خزانے کھولے گئے، آخر حدیث تک حضرت ابن حزم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ثقہ سے ثقہ کا نقل کرنا یہاں تک کہ وہ مع الاتصال نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہی مخصوص کیا ہے۔ دیگر تمام ملتیں اس سے محروم ہیں۔

﴿تاریخ ابوزرعہ﴾

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''التقریب'' میں فرمایا کہ اسناد حدیث اس امت کی ہی خصوصیت ہے۔
اور بوعلی جبائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین چیزوں کے ساتھ خاص کیا ہے، ان سے پہلی امتوں کو وہ عطا نہ ہوئیں۔ وہ اسناد، انساب اور اعراب ہے۔ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ترمذی میں زیادہ تصنیف وتحقیق میں اس امت کی کاوشیں اس حد تک پہنچی ہیں کہ گزشتہ امتوں میں وہ بالکل نہیں ہے اور تفریع وتدقیق میں اس امت کی درازی کی ہمسری کوئی امت نہیں کر سکتی۔

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس امت کا ایمان تین دن سے زیادہ کسی امر میں تکلیف نہ اٹھائے گا۔
یہاں تک کہ اس پر کشادگی وفراخی آجائے گی۔

﴿عبداللہ بن احمد زوائد الزہد﴾

سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے زمین شق ہوگی

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ کیلئے زمین شق ہوگی اور صعقہ سے سب سے پہلے آپ افاقہ پائیں گے اور یہ کہ آپ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں محشور ہوں گے اور یہ کہ آپ براق پر اٹھائے جائیں گے اور یہ کہ موقف میں آپ کے نام کے ساتھ اذان دی جائے گی اور یہ کہ آپ کے موقف میں جنت کے عظیم حلوں میں سے حلے پہنائے جائیں گے اور آپ کا مقام عرش کی داہنی جانب ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں اولادِ آدم کا

سردار ہوں گا اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمام لوگ غشی میں ہوں گے، سب سے پہلے میں ہی افاقہ پاؤں گا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی طلوع ہونے والی فجر نہیں ہے مگر یہ کہ ستر ہزار فرشتے اترے ہیں اور وہ اپنے بازوؤں کو نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر رکھتے ہیں اور اس کو ڈھانپ لیتے ہیں اور آپ کیلئے رفع درجات کی دعا کرتے ہیں اور آپ پر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے، جب شام ہو جاتی ہے تو وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور اسی طرح کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، جب قیامت ہوگی تو نبی کریم ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر تشریف لائیں گے۔

﴿ابن مبارک، ابن ابی الدنیا﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام انبیاء چار پایوں پر اٹھیں گے اور میں براق پر اٹھوں گا اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ناقہ پر اٹھیں گے وہ محض اذان اور شہادت حق کے ساتھ ندا کریں گے یہاں تک کہ جب وہ "اشھد ان محمد الرسول اللہ" کہیں گے تو تمام اولین و آخرین کے مسلمان ان کی گواہی دیں گے تو جن کی شہادت قبول کی جائے گی وہ قبول ہوگی اور جن کی شہادت رد کی جائے گی۔ وہ رد ہوگی۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

حضرت کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت صالح علیہ السلام کیلئے ثمود کا ناقہ اٹھایا جائے گا اور وہ اپنی قبر کے پاس اس پر سوار ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ ناقہ ان کو محشر میں پہنچائے گی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ عضباء پر سوار ہوں گے۔ فرمایا نہیں، اس پر میری بیٹی سوار ہوگی اور میں براق پر سوار ہوں گا، مجھ کو اس کے ساتھ اس دن تمام انبیاء پر خاص کیا جائے گا اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہوں گے اور وہ اس کی پشت پر اذان دیں گے تو جب انبیاء اور ان کی امتیں "اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ" سنیں گی تو کہیں گی ہم بھی اس پر گواہی دیتے ہیں۔

﴿ابن زنجویہ فضائل الاعمال﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت کے حلوں میں سے ایک حلہ مجھے دیا جائے گا پھر میں عرش کی داہنی جانب کھڑا ہوں گا میرے سوا مخلوق میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس جگہ کھڑا ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جسے حلہ پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، پھر وہ عرش کی طرف منہ کر کے بیٹھیں گے اس کے بعد میرا جوڑا لایا جائے گا اور میں اسے پہنوں گا اور میں عرش کی داہنی جانب ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کوئی نہ کھڑا ہوگا اس مقام پر اولین وآخرین مجھ پر غبطہ کریں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جسے جنتی حلہ پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر میرے لیے لایا جائے گا اور میں اس جنتی حلہ کو پہنوں گا کوئی بشر اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکے گا۔

﴿بیہقی الاسماء الصفات﴾

حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں مسلمانوں کا سردار ہوں جبکہ اٹھائے جائیں جبکہ وہ وارد ہوں گے تو میں ان سے پہلے وارد ہوں گا اور میں ان کو بشارت دینے والا ہوں جب وہ مایوس ہونگے اور میں ان کا امام ہوں گے جب کہ وہ سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں ان سے زیادہ قریب بیٹھنے والا ہوں گا جبکہ وہ جمع ہوں گے۔ میں کھڑا ہوں گا اور کلام کروں گا میرا رب میری تصدیق فرمائے گا۔ میں شفاعت کروں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرے گا میں سوال کروں گا اور وہ مجھے عطا فرمائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ باہر آنے والے لوگوں میں، میں پہلا شخص ہوں گا جبکہ وہ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا قائد ہوں گا جبکہ وہ بلائے جائیں گے، میں ان کا خطیب ہوں گا جبکہ وہ خاموش رہیں گے اور میں ان کا شافع ہوں گا جبکہ وہ روک لیے جائیں گے اور میں ان کی بشارت دینے والا ہوں جبکہ وہ مایوس ہوں گے اور لواء الحمد میرے دوسرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں اپنے رب کے حضور والا حضرت آدم علیہ السلام سے اکرم ہوں گا، یہ فخریہ نہیں، ایک ہزار ایسے خادم میرے گرد ہوں گے گویا وہ لؤلؤ مکنوں ہیں۔

﴿دارمی، ترمذی، ابویعلی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضور نبی کریم ﷺ مقام محمود پر فائز ہونگے اور دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے اور آپ کے دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا اور یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا سب آپ کے پرچم کے نیچے ہوں گے اور یہ کہ آپ اس دن امام الانبیاء، ان کے خطیب اور ان کے قائد ہوں گے اور یہ کہ آپ اول شافع اور اول مشفع ہوں گے اور آپ ہی وہ شخص ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کریں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کو سجدہ کا حکم ہوگا اور آپ ہی سب سے پہلے اپنے سر کو سجدہ سے اٹھائیں گے اور آپ سے تبلیغ پر گواہ طلب نہ کیا جائے گا۔ جبکہ تمام نبیوں سے تبلیغ پر گواہ طلب کیے جائیں گے اور مقدمات کے

فیصلہ میں شفاعت عظمیٰ کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہوں گے اور ایک قوم کو بغیر حساب جنت میں داخل کرانے میں شفاعت کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہوں گے۔ اور جو موحدین مستحق نار ہو گئے ہوں گے جہنم میں ان کو نہ داخل کرنے کی آپ شفاعت کریں گے۔ اور جنت میں لوگوں کے درجات کی بلندی کیلئے آپ شفاعت کریں گے، اور جو کفار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ان پر تخفیف عذاب کی شفاعت کریں گے اور مشرکوں کے بچوں کے بارے میں کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے آپ شفاعت کریں گے۔

✿ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا ﴿سورۂ اسرائیل﴾

ترجمہ: ”قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔“

یوم قیامت شفاعت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں روز قیامت سید الناس ہوں گا۔ اے میرے صحابہ! تم جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ ان دن اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا اور ہر ایک پکارنے والے کی آواز سنے گا اور سورج قریب ہوگا اور لوگوں کو اتنا کرب وغم پہنچے گا کہ وہ برداشت نہ کرسکیں گے اور نہ اس کا تحمل کرسکیں گے۔ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے تم دیکھتے نہیں کہ کس حال میں ہو اور کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ تم اس شخص کو کیوں نہیں تلاش کرتے جو تمہاری شفاعت تمہارے رب سے کرے تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے تمہارے سب کے باپ آدم علیہ السلام موجود ہیں۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے اے آدم علیہ السلام! آپ ابوالبشر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی جانب سے روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ہماری اپنے رب کے حضور شفاعت کیجئے آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کو کتنی شدید تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس پر آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ بے شک! آج میرے رب کا غضب عظیم ہے۔ ایسا غضب اس سے پہلے کبھی نہیں کیا اور نہ اس جیسا کبھی آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میرے رب نے مجھے ایک درخت سے منع فرمایا تھا، مگر مجھ سے حکم عدولی ہوئی ”نَفْسِىْ نَفْسِىْ نَفْسِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ“ مجھے اپنے فکر ہے، مجھے اپنی ہی فکر ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔“

پھر وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے نوح علیہ السلام! آپ روئے زمین کی طرف اول المرسلین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عبد شکور رکھا ہے۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کسی حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے بلاشبہ میرے رب نے آج بڑا غضب فرمایا ہے۔ اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے کیا نہ آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میری ایک دعائے خاص تھی جس کو میں نے اپنی قوم کی ہلاکت پر مانگ لیا ”نَفْسِىْ نَفْسِىْ نَفْسِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ“ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے پاس جاؤ تو وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر آئیں گے۔

اور عرض کریں گے: اے ابراہیم علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل زمین کی جانب نبی اور اس کے خلیل ہیں۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے، بلاشبہ میرے رب نے آج بڑے غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے اور نہ آئندہ کرے گا پھر وہ اپنے کذبات کا ذکر کرکے فرمائیں گے: "نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْ هَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے: اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا اور اپنے ساتھ کلام فرما کر لوگوں پر برگزیدہ کیا۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے؟ وہ فرمائیں گے: بلاشبہ! رب نے آج بڑا غضب فرمایا، ایسا غضب تو نہ پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کبھی کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میں نے ایک جان کو ہلاک کیا جس کے ہلاک کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ "نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْ هَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔

اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے وہ کلمہ ہیں جسے مریم کی جانب القا فرمایا اور اس کی روح ہیں اور آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں سے بات کی۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت اور تکلیف کا سامنا ہے؟ وہ فرمائیں گے: بلاشبہ میرے رب نے آج اس غضب کا اظہار کیا ہے کہ اس جیسا نہ پہلے غضب کیا اور نہ اس کے بعد کرے گا اور وہ اپنی کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے مگر یہ کہیں گے کہ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تو وہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کے رسول، خاتم النبیین اور

غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَأَخَّرَ ﴿سورۃ الفتح﴾

ہیں۔ اپنے رب کے حضور آپ ہماری شفاعت کیجئے آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کسی حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف کا سامنا ہے۔

تو اس وقت میں کھڑا ہوں گا اور عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے حضور سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد و ثناء کا اظہار فرمائے گا اور مجھے الہام فرمائے گا اور میں ایسی حمد و ثنا کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے ایسی حمد و ثناء کی کشائش نہ ہوئی اور فرمایا جائے گا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

"ارفع راسک، سل تعطه و اشفع تشفع"

آپ اپنا سر اٹھائیے، مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا، شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے رب! میری امت، اے رب! میری امت۔ اے رب! میری امت۔

فرمایا جائے: اے محمد ﷺ! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں کی داہنی جانب سے داخل کر دیں۔ درآں حالیکہ آپ کی امت ان دروازوں کے سوا جنت کے دوسرے دروازوں میں بھی لوگوں کے ساتھ شریک ہوگی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جنت کے دروازوں کے دوپٹ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ مکرمہ اور ہجر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت تمام مسلمان جمع کیے جائیں گے اور اس دن کیلئے خاص اہتمام کیا جائے گا، وہ کہیں گے کاش ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کرنے والا کوئی ہوتا اور وہ ہمیں اس جگہ کی سختیوں سے راحت بخشتا تو وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے:

اے آدم علیہ السلام! آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کیلئے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شے کے اسماء کا علم سکھایا اور آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے تا کہ ہم اس جگہ کی سختیوں سے راحت پائیں، وہ ان سے فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کیلئے نہیں ہوں اور وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے، جس کی وجہ سے وہ اپنے رب سے حیا کریں گے اور وہ کہیں گے: تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اول رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو روئے زمین کی طرف مبعوث فرمایا۔ پھر وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں اور وہ اپنی اس لغزش کو یاد کریں گے جو بغیر علم کے انہوں نے رب سے سوال کیا تھا، اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے وہ فرمائیں گے تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں لیکن تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا ہے اور ان کو توریت عطا فرمائی ہے۔ تو وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں اور ان سے اس جان کا ذکر کریں گے جو بغیر نفس کے ہلاک کیا تھا، اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے۔ فرمائیں گے: تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔

وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں لیکن تم محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ

غَفَرَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَ مَا تَاَخَّرَ

"اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں کے گناہ اور آپ کے پچھلوں کے گناہ معاف کیے ہیں۔"

تو میں اٹھوں گا اور مسلمانوں کی دو صفوں کے درمیان جاؤں گا یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اذن چاہوں گا، جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا اے محمد ﷺ! آپ اپنا سر اٹھایئے، کہیئے سنا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ اور مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اس تحمید کے ساتھ حمد کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اس کے بعد میں دوبارہ بارگاہ رب میں حاضر ہوں گا جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا: اے محمد ﷺ! سر اٹھایئے کہیئے سنا جائے گا۔ مانگئے وہ عطا کیا جائے گا اور شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اس تحمید کے ساتھ اس کی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اس کے بعد تیسری مرتبہ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گا جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمایا جائے گا: اے محمد ﷺ! سر اٹھایئے کہیئے سنا جائے گا۔ مانگئے وہ عطا کیا جائے گا شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اس تحمید کے ساتھ اس کی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اسکے بعد میں چوتھی مرتبہ بارگاہ میں رب العزت میں حاضر ہوں گا اور میں عرض کروں گا اب وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن پاک نے روکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے "لا الہ الا اللہ" کہا اور ان کے دل میں جو کے دانے، برابر خیر ہے، اس کے بعد وہ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے "لا الہ الا اللہ" کہا اور ان کے دل میں گندم برابر خیر ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے "لا الہ الا اللہ" کہا اور ان کے دل میں ذرہ برابر خیر ہے۔
﴿بخاری، مسلم﴾

بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں کھڑا انتظار کر رہا ہوں گا کہ کب لوگ صراط سے گزرتے ہیں۔

اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے یہ انبیاء کی جماعت ہے جو اے محمد ﷺ! آپ کے پاس آئی ہے وہ سوال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تمام امتوں کے درمیان سے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے اس غم کو چھانٹ دے جس میں وہ لوگ مبتلا ہیں۔ تو لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ پسینہ میں دہانوں تک غرق ہوں گے، لیکن مومن کی حالت ایسی ہوگی جیسے زکام کی حالت ہوتی ہے اور کافروں کی حالت یہ ہوگی کہ ان کو موت ڈھانپے گی۔

اس وقت فرماؤں گا آپ انتظار کیجئے یہاں تک کہ میں فارغ ہو کر آؤں ، پھر نبی کریم ﷺ جائیں گے اور عرش کے نیچے قیام کریں گے اور آپ کو وہ تقرب حاصل ہوگا، جو نہ کسی برگزیدہ فرشتہ کو ملا اور نہ نبی و رسول کو۔ اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا تم میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو آپ اپنا سر اٹھایئے مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔ تو میں اپنی امت کے بارے میں شفاعت کروں گا اور ننانوے میں سے ایک انسان کو نکالوں گا، اس طرح میں برابر اپنے رب کی بارگاہ میں آتا جاتا رہوں گا اور میں جہاں کھڑا ہوں گا، شفاعت ہی کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ اذن عطا فرمائے گا کہ اے محمد ﷺ! آپ اپنی امت کے ہر اس شخص کو جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اس نے صرف ایک دن اخلاص کے ساتھ ''لا الہ الا اللہ'' کی شہادت دی ہو اور وہ اسی ایمان خالص پر مر گیا ہو نکال کے جنت میں داخل کر دیں۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کیلئے ایک دعا ہوتی تھی جس کو انہوں نے دنیا میں پورا کرا لیا مگر میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کیلئے اٹھا رکھا ہے اور میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جس کیلئے زمین شق ہوگی۔ یہ فخر نہیں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور یہ فخر یہ نہیں۔ آدم اور ان کے ماسوا تمام میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ یہ فخر یہ نہیں۔ لوگوں پر قیامت کا دن طویل ہوگا۔ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے ہمیں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچنا چاہیے وہ ابوالبشر ہیں تا کہ وہ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں، اور ہمارا فیصلہ کرائیں مگر آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں تمہارے کام کا نہیں ہوں، میں جنت میں اپنی لغزش کی بنا پر باہر کیا گیا ہوں، آج کے دن اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے، لیکن تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ اور وہ اول الانبیاء ہیں۔

تو وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں کیونکہ میں نے اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کیا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے:

اے ابراہیم علیہ السلام! ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارا فیصلہ کرایئے مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں اور وہ اپنے تین کذبات کا ذکر فرمائیں گے اور فرمائیں گے: خدا کی قسم! میں نے ان کے ساتھ مجادلہ نہیں کیا، مگر دین خدا سے کہ ہم شدید اضطراب میں ہیں، ایک قول تو یہ کہ ''انی سقیم'' میں علیل ہوں دوسرا قول یہ کہ ''بل فعلہ کبیر ھم ھذا'' بلکہ یہ فعل ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے اور تیسرا قول جو اپنی بیوی کے بارے میں ہے جبکہ وہ بادشاہ ظالم کے پاس پہنچی تھیں کہ میں نے کہا: یہ میری بہن ہے۔ آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم لیکن تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس

جاؤ، وہ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت سے برگزیدہ فرمایا، اوران کو اپنے کلام سے نوازا ہے۔

تو وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت سے سرفراز کیا ہے اور اپنے کلام سے نوازا ہے۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں، میں نے ایک جان کو بغیر جان کے ہلاک کیا ہے، آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے لیکن تم عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرائیے، مگر وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں گے، لوگوں نے مجھے اللہ کے سوا معبود ٹھہرالیا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم نہیں ہے اور سنو! جب سامان اپنی ہی صندوق میں محفوظ اور اس پر مہر لگی ہو تو بتاؤ کیا کوئی قدرت رکھتا ہے کہ صندوق کے بیچ میں ہاتھ ڈالے بغیر اس کی مہر توڑے؟ لوگ کہیں گے نہیں تو وہ فرمائیں گے بلاشبہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ بے شک آج وہ جلوہ افروز ہیں۔ بے شک انہیں کی وجہ سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخشے جائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو وہ سب میرے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرائیے اور میں فرماؤں گا کہ آؤ "انا لھا" میں ہی اس کام کیلئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جس کیئے چاہے گا اور جس سے راضی ہوگا اذن عطا فرمائے گا جس وقت اللہ تعالیٰ اپنی خلق کے درمیان فیصلہ کا ارادہ فرمائے گا تو منادی پکارے گا: کہاں ہیں احمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہاں ہے ان کی امت تو تم ہی آخرین اور ہم ہی اولین ہیں، ہم آخر الامم ہیں اور ہم حساب کیے جانے والوں میں اول ہیں اور تمام امتیں ہمارے لیے ہمارا راستہ چھوڑیں گی اور ہم اس شان سے گزریں گے کہ وضو کے اثر سے ہمارے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے، تمام امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ ساری امت انبیاء ہوتی اور ہم جنت کے دروازے پر آئیں گے اور میں دروازے کے زنجیر پکڑ کر دروازے کو کھٹکھٹاؤں گا، کہا جائے گا: کون ہے؟

میں فرماؤں گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گا۔ وہ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوگا اور میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور میں اس کی ایسے محامد کے ساتھ حمد کروں گا کہ کسی نے مجھ سے پہلے ان محامد سے اس کی حمد نہ کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی اس کے ساتھ اس کی حمد کریگا اور فرمایا جائے گا:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنا سر اٹھائیے مانگئے وہ آپ کو دیا جائے گا۔ کہئے سنا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا:

اے میرے رب! میری امت، میری امت، میری امت! فرمایا جائے گا ہر اس شخص کو نکال لیجئے جن کے دل میں اتنا اتنا مثقال ایمان ہے۔ اس کے بعد دوبارہ حاضر ہوں گا اور سجدہ کر کے وہی عرض کروں گا جو پہلے کیا تھا۔ فرمایا جائے گا:

اِرْفَعْ رَأسَکَ وَ قُلْ یُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَشَفِّعْ تُشَفَّعْ

میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اور پہلے طبقے سے کم ہے اسے نکال لیجئے۔ اس کے بعد میں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گا اور ویسا ہی عرض کروں گا۔ فرمایا جائے گا:

اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَ قُلْ یُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَشَفِّعْ تُشَفَّعْ

اور میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت! میری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں پہلوں سے اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اسے نکال لیجئے۔

﴿احمد، ابویعلیٰ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کیلئے تین سونے کے منبر ہوں گے اور وہ ان منبروں پر تشریف رکھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا اس پر نہ بیٹھوں گا اور میں اپنے رب کے حضور اس خوف سے کھڑا رہوں گا اور میرا رب مجھے تو جنت میں بھیج دے اور میری امت کا کوئی شخص باقی رہ جائے، تو میں عرض کروں گا:

اے رب! امتی، امتی! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں آپ کی امت کے بارے میں کیا کروں؟ میں عرض کروں گا: اے رب! ان کا حساب جلد تر ہو، تو میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ مجھ کو ان مردوں کے نامہ اعمال دیئے جائیں گے جن کو اس نے جہنم کی طرف بھیجا ہوگا۔ مالک داروغہ جہنم عرض کرے گا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنے کی رحمت سے آپ کی امت کا ایک شخص بھی باقی نہیں رہنے دیا ہے۔

﴿طبرانی اوسط، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام لوگ روز قیامت پنجوں کے بل چلیں گے اور ہر امت اپنے نبی کے پیچھے دوڑے گی۔ وہ کہیں گے: اے فلاں! ہماری شفاعت کیجئے۔ اے فلاں! ہماری شفاعت کیجئے۔ یہاں تک کہ وہ شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ختم ہوگی تو وہ دن ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ آفتاب بہت نزدیک ہوگا یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا۔ اس دوران تمام لوگ فریاد وفغان کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے مگر وہ فرمائیں گے میں اس کا مجاز نہیں پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے: میں اس کا مجاز نہیں، آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اور آپ شفاعت کریں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور آپ چلیں گے، یہاں تک کہ جنت کے دروازے کی زنجیر تھامیں گے تو اس دن اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر مبعوث فرمائے گا اور سارا مجمع آپ ہی کی تعریف وتوصیف کرتا ہوگا۔

﴿بخاری﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا اور کسی جان کو بات کرنے کی مجال نہ ہوگی، سب سے پہلے جس کو پکارا جائے گا وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ اور آپ کہیں گے:

لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَ الْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَ الشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ وَ لْمَهْدِیُّ مَنْ هَدَیْتَ وَ عَبْدُکَ بَیْنَ یَدَیْکَ وَ بِکَ وَ اِلَیْکَ لَا مَنْجأً مِنکَ اِلَّا اِلَیْکَ تَبَارَکْتُ وَ تَعَالَیْتَ سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ

اور اس وقت آپ شفاعت کریں گے اور اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً ﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ”قریب ہے کہ تمارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔“

﴿بزار، بیہقی البعث﴾

روزِ قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دی جائے گی:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ روز قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دی جائے گی پھر وہ لوگوں کی کھوپڑیوں کے بہت قریب ہوگا حتی کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے قریب ہوگا اور لوگوں کو پسینہ آئے گا۔ یہاں تک کہ پسینہ ٹپک کر زمین میں قد کے برابر آجائے گا اور وہ بلند ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ غرغر کریں گے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ حال ہوگا کہ لوگ غق غق کریں گے۔

جب وہ لوگ اپنے اس حال کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے: تم نہیں دیکھ رہے کہ کس حال میں ہو؟ چلو اپنے ابوالاباء حضرت آدم علیہ السلام کے حضور میں آؤ اور اپنے رب کے حضور اپنی شفاعت کے طالب ہو۔ تو وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے باپ! آپ وہ ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی طرف سے روح پھونکی، اور اپنی جنت میں آپ کو ٹھہرایا، اٹھئے اور اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ بلاشبہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں، مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں پھر وہ لوگ کہیں گے بتائیے ہم کس کے پاس جائیں، فرمائیں گے: تم بندۂ شاکر کے پاس جاؤ۔

تو وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: یا نبی اللہ! آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بندہ شکرگزار بنایا اور آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ اب رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے، مگر وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ لوگ کہیں گے: بتائیے اب ہم کہاں جائیں؟ وہ فرمائیں گے: تم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے خلیل اللہ علیہ السلام! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں تو وہ کہیں گے بتائیے اب ہم کس کے پاس جائیں؟ تو وہ فرمائیں گے: تم موسیٰ علیہ السلام

کے پاس جاؤ جو ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ ان کو سرفراز فرمایا۔
تو وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں، تو وہ کہیں گے بتایئے اب ہم کہاں جائیں؟ وہ فرمائیں گے: تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمتہ اللہ اور روح اللہ کے پاس جاؤ تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے:

اے کلمتہ اللہ! اے روح اللہ علیہ السلام! آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے، مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہو، وہ کہیں گے: پھر بتایئے ہم کس کے پاس جائیں وہ فرمائیں گے: تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ میں آج فتح شفاعت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں وہی آج کے دن امن دینے والے اور ستودہ صفات تشریف فرما ہیں، وہ سب نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے:

یا نبی اللہ ﷺ! آپ ہی وہ مقدس ہستی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فتح باب شفاعت آپ کے سپرد فرمایا ہے اور آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کیے ہیں اور آج کے دن آپ ہی امن عطا کرنے والے تشریف فرما ہیں اور آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ فرمائیں گے:

کہ میں ہی تمہارا مددگار، باب شفاعت کا مالک ہوں، پھر حضور نبی کریم ﷺ مجمع کو چیرتے ہوئے جنت کے دروازے پر پہنچیں گے اور دروازے کی زنجیر پکڑ کر جو کہ سونے کی ہوگی دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ کہا جائے گا: آپ کون ہیں؟ آپ فرمائیں گے: میں محمد ﷺ ہوں، تو آپ کیلئے دروازہ کھل جائے گا۔ یہاں تک کہ رب العزت کے حضور قیام فرمائیں گے اور سجدے میں اذن طلب کریں گے اور آپ کو اذن دیا جائے گا پھر سجدہ کریں گے اس وقت ندا فرمائی جائے گی:

اے محمد ﷺ! آپ اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے، شفاعت قبول کی جائے گی۔ دعا کیجئے قبول ہوگی، پھر آپ اپنا سر اٹھائیں گے اور دو مرتبہ یا تین مرتبہ امتی امتی عرض کریں گے اور ہر اس شخص کی جس کے دل میں رائی کے دانے یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہوگا شفاعت کریں گے تو یہ ہے وہ مقام محمود۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابن ابی عاصم السنۃ﴾

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت قبول فرمائے گا:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع کر کے ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور وہ فیصلہ سے فارغ ہو جائے گا تو مسلمان کہیں گے ہمارا رب ہمارے مابین فیصلہ کر کے تو فارغ ہو گیا ہے اب کون ہے جو ہماری شفاعت ہمارے رب کے حضور کرے۔
اور وہ لوگ کہیں گے: آدم علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے ان

سے کلام کیا ہے تو وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: ہمارے رب نے ہمارا فیصلہ کر دیا اور وہ حکم سے فارغ ہو گیا ہے، اب آپ اٹھئے اور ہمارے رب سے شفاعت کیجئے وہ فرمائیں گے: تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے، پھر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے، پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے اور وہ حضرتت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ میرے پاس حاضر ہونے کو فرمائیں گے۔

چنانچہ وہ سب میرے پاس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا کہ میں اس کے حضور کھڑا ہوں اور میرے جلوس کی جگہ سے ایسی خوشبو مہکے گی کہ کسی نے کبھی ایسی نہ سونگھی ہوگی۔ یہاں تک کہ میں رب تعالیٰ کے حضور پہنچوں گا اور وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے میرے پاؤں کے ناخنوں تک میرے لیے نور ہی نور ہوگا۔

﴿طبرانی الکبیر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب کے حضور برابر شفاعت کرتا رہوں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ میں عرض کروں گا: اے میرے رب! ہر اس شخص کیلئے جس نے "**لا الہ الا اللہ**" کہا ہے، میری شفاعت قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ کام نہ آپ کا ہے اور نہ کسی اور کا۔ قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی اپنی رحمت سے کسی "**لا الہ الا اللہ**" کہنے والے کو جہنم میں باقی نہ رکھوں گا۔

﴿ابن ابی عاصم السنۃ﴾

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کسی نبی و رسول کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ انہوں نے مجھ سے وہ دعا مانگی جسے میں نے انہیں خاص طور پر دی تھی تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی مجھ سے مانگئے میں آپکو وہ عطا فرماؤں گا مگر میں نے عرض کیا: میری دعا روز قیامت اپنی امت کیلئے شفاعت کرنا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شفاعت کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کہوں گا: اے میرے رب! میری وہ شفاعت جسے میں نے تیرے حضور محفوظ کیا ہے۔ رب العزت فرمائے گا: ہاں! میرے پاس محفوظ ہے تو اللہ تعالیٰ میری بقیہ تمام امت کو جہنم سے نکالے گا اور انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں اپنی آدھی امت کو جنت میں داخل کروں یا شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے امت کیلئے شفاعت کو اختیار کیا ہے اور میں جانتا

ہوں کہ امت کیلئے شفاعت زیادہ وسیع ہے اور وہ شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک گردانے بغیر فوت ہوا ہو۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دوزخ کے معائنہ کیلئے جاؤں گا اور اس کے دروازے پر دستک دوں گا اور میرے لیے وہ کھولا جائے گا اور میں اس کے اندر جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد ایسی کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نہ کی ہوگی اور نہ کوئی میرے بعد کرے گا۔ اس کے بعد میں دوزخ سے ہر اس آدمی کو نکالوں گا جس نے اخلاص کے ساتھ "لا الہ الا اللہ" کہا ہوگا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں چار چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ ہم سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں۔ میں نے اپنے رب سے پانچ چیزوں کا سوال کیا۔ اس نے مجھے بھی عطا فرما دی، وہ پانچویں چیز کیا ہی اچھی چیز ہے: (۱) ہر نبی اپنی اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا وہ اپنی قوم سے تجاوز نہیں کرتا تھا، مگر مجھے تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا۔ (۲) اور یہ کہ ہمارا دشمن ایک ماہ کی مسافت سے ہم سے خوف کھاتا ہے۔ (۳) اور یہ کہ تمام زمین ہمارے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (۴) اور یہ کہ ہمارے لیے غنیمت حلال کی گئی، اور ہم سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی۔ (۵) اور یہ کہ میں نے اس سے سوال کیا کہ میری امت کا کوئی بندہ جو اس کی توحید کا اقراری ہو اس سے نہ ملے گا مگر یہ کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں: (۱) مجھے سرخ وسیاہ (عرب وعجم) کی طرف مبعوث کیا گیا۔ (۲) ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ (۳) میرے لیے تمام زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (۵) اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ کیونکہ ہر نبی نے شفاعت کو مقدم رکھا ہے۔ (یعنی دنیا میں اس نے مانگ لی ہے) مگر میں نے اپنی شفاعت کو موخر کیا ہے وہ شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہوگی جو میری امت میں اس حال میں فوت ہو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا شریک کسی کو نہ ٹھہرایا ہو۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہ ہوئی پھر راوی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی مانند حدیث بیان کی۔

مگر انہوں نے پانچویں چیز میں کہا کہ مجھ سے فرمایا جائے گا: سوال کیجئے وہ آپ کو عطا ہوگا تو میں نے اپنی دعا کو جو روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کیلئے ہوگی اٹھا رکھا ہے، تو انشاء اللہ میری وہ دعا ہر اس شخص کو پہنچے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے دکھایا گیا ہے کہ میری امت میرے بعد جس چیز سے دوچار ہوگی وہ ایک دوسرے کا خون بہانا ہے اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے ہی واقع ہو چکی ہیں تو میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ روز قیامت مجھے شفاعت کا ان کے درمیان والی بنا دے تو اس نے قبول فرمایا۔

﴿احمد، طبرانی اوسط، حاکم، بیہقی﴾

✿ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کہ

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

﴿سورۂ ابراہیم﴾

ترجمہ: ”تو جس نے میرا ساتھ دیا تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔“

✿ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کہ:

اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ ج وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

﴿سورۂ المائدہ﴾

ترجمہ: ”اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب وحکمت والا۔“

کو تلاوت کر کے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کہ کہ ”امتی، امتی“ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ روئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میرے حبیب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ کریں گے۔

﴿مسلم﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئی: (۱) مجھے سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا، بلاشبہ ہر نبی اپنی قوم کی طرف ہی بھیجے گئے تھے۔ (۲) اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ (۳) اور میرے لیے غنیمت کھانے کو حلال کیا گیا، حالانکہ مجھ سے پہلے کوئی اسے نہیں کھاتا تھا۔ (۴) اور میرے لیے تمام زمین پاک کرنے والی اور مسجد قرار دی گئی اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک دعا دی گئی اور اس نے اس کے مانگنے میں عجلت کی مگر میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کیلئے موخر کیا ہے اور وہ دعا انشاء اللہ ہر اس شخص کو پہنچے گی جو اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

﴿بزار، طبرانی اوسط﴾

بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا؛ میں نے

انسانی بچوں کے کھیل کود کے بارے میں اپنے رب سے سوال کیا کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے تو وہ مجھے عطا فرمایا گیا۔ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا؛ وہ خوردسال (چھوٹے) بچے ہیں، اس لیے کہ ان کے اعمال مثلاً کھیل کود وغیرہ بغیر قصد وارادہ کے ہوتے ہیں۔

«ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ»

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں امام النبیین، ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا صاحب ہوں گا یہ فخر یہ نہیں ہے۔

«احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، بیہقی»

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن پڑھوں، میں نے اسے واپس کر کے عرض کیا: اے رب میری امت پر آسانی فرما تو وہ دوبارہ آیا کہ میں دو حرف پر قرآن پڑھوں، میں نے عرض کیا: اے رب! میری امت پر آسانی فرما، تو وہ تیسری مرتبہ میرے پاس آئے تو میں سات حرفوں پر قرآن پڑھو اور آپ کیلئے ہر پھیرے کے عوض جسے میں نے پھیرا ایک سوال کی اجازت دیتا ہوں جسے آپ مجھ سے مانگیں۔ تو میں نے عرض کیا: اے اللہ! میری امت کو بخش دے اور دوسری اور تیسری قیامت کے دن کیلئے اٹھا رکھی ہے جس دن ساری مخلوق میری طرف راغب ہوگی حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف راغب ہوں گے۔

«مسلم»

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں روز قیامت سید الناس ہوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے نہ ہو اور وہ کشادگی کا انتظار کریں گے میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ میں چلوں گا میرے ساتھ لوگ چلیں گے، یہاں تک کہ جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دستک دوں گا، پوچھا جائے گا کون ہے؟

میں کہوں گا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے گا آپ کا آنا مبارک ہو اور جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور رحمت الٰہی سے حصہ حاصل کروں گا۔

«حاکم، بیہقی کتاب الرؤیۃ»

روایت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا، آپ کو کیا عطا ہوا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اولاد آدم روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی، اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کے دروازے کو کھلواؤں گا۔

«ابونعیم، ابن عساکر»

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قائد المرسلین ہوں، یہ فخر یہ نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں، یہ فخر یہ نہیں۔ اور میں اول شافع اور اول مشفع ہوں یہ فخر یہ نہیں۔

«تاریخ بخاری، طبرانی اوسط، بیہقی، ابونعیم»

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کچھ اصحاب نبی بیٹھے حضور نبی کریم ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور وہ ایک دوسرے سے تذکرہ کر رہے تھے کہ عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک خلیل اللہ بنایا اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور تیسرے نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔ چوتھے نے کہا: آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صفی فرمایا۔ اسی دوران حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: میں نے تمہاری باتیں سنی ہیں، بے شک ابراہیم علیہ السلام خلیل ہیں، وہ اسی لائق تھے اور موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور وہ اسی کے لائق تھے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ اسی کے لائق تھے اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا، وہ اسی کے لائق تھے اور میں حبیب اللہ ہوں اور یہ فخر یہ نہیں اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھلواؤں گا اور یہ فخر یہ نہیں اور اللہ تعالیٰ میرے لیے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے فقراء مومنین ہوں گے۔ یہ فخر یہ نہیں اور میں اکرم الاولین و آخرین ہوں، اللہ تعالیٰ کی جناب میں اور یہ فخر یہ نہیں بلکہ اظہار واقعہ ہے۔

﴿دارمی، ترمذی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے جن وانس اور سرخ سیاہ بھیجا گیا ہے اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو دیگر نبیوں کیلئے حلال نہ تھیں اور میرے لیے تمام زمین مسجد اور طہور بنائی گئی اور میرے مقابل ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے مدد کی گئی، اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں دی گئیں جو کہ عرش کے خزانوں میں سے تھیں اور مجھے ان کے ساتھ مخصوص کیا گیا اور انبیاء کو نہیں۔

اور مجھے توریت کی جگہ ''مثانی'' اور انجیل کی جگہ ''مئین'' اور زبور کی جگہ ''حمٓ'' دی گئیں اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی اور مجھ سے زمین شق ہوگی اور میں دنیا و آخرت میں اولاد آدم کا سردار ہوں، یہ فخر یہ نہیں۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا کہ مجھ سے زمین شق ہوگی اور میری امت سے زمین شق ہوگی یہ فخر یہ نہیں۔ روز قیامت میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں یہ فخر یہ نہیں۔ روز قیامت جنت کی کنجیاں میرے پاس ہوں گی یہ فخر یہ نہیں۔ اور میں ہی باب شفاعت کو کھولوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں اور میں جنت کی طرف سابق الخلق ہوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں اور میں امام ہوں گا اور میری امت میرے نقش قدم پر ہوگی۔

﴿ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ سے نسبت قیامت میں بھی قائم رہے گی:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ روز قیامت تمام سبب و نسب منقطع ہو جائیں گے صرف حضور نبی کریم ﷺ ہی کا سبب و نسب باقی اور قائم رہے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میرے سبب ونسب کے سوا ہر سبب ونسب منقطع ہے۔ ان سے حدیث کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ روز قیامت آپ کی امت آپ کی طرف منسوب ہوگی اور تمام نبیوں کی امتیں ان کی طرف منسوب نہ ہوں گی اور کہا گیا ہے کہ اس دن آپ کے ساتھ جو نسبت کی جائے گی اس سے مخلوق کو نفع پہنچے گا اور کوئی نسبت نفع نہ دے گی۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ سب سے پہلے پلصراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے درِ جنت پر دستک دیں گے

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی پل صراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے آپ ہی باب جنت پر دستک دیں گے اور سب سے پہلے آپ ہی اس میں داخل ہوں گے اور آپ کے بعد آپ کی صاحبزادی اور یہ کہ ان کے سر مبارک کے ہر بال اور ان کے چہرے سے نور تاباں ہوگا اور اہل محشر کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی نگاہیں بند کرلیں تاکہ آپ کی صاحبزادی صراط سے گزر جائیں تو ریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں نور کی حدیث گزر چکی ہے اور اس ضمن میں حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم کے اوپر پل نصب کیا جائے گا اور سب سے پہلے میں اسے عبور کروں گا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا: اے اہل محشر! اپنی نگاہوں کو بند کرلو تاکہ سیدہ فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ ﷺ گزر جائیں تو وہ دو سبز چادریں اوڑھے گزریں گی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی پس پردہ سے ندا کرے گا کہ اپنی نگاہیں بند کرلو اور اپنے سروں کو جھکالو کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد مصطفیٰ ﷺ جنت کی طرف صراط سے گزریں گی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے میں ہی جنت کے دروازے پر دستک دوں گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دستک دوں گا۔ خازنِ جنت کہے گا آپ کون ہیں؟ میں فرماؤں گا: محمد ﷺ تو وہ کہے گا: مجھے آپ ہی کیلئے حکم دیا گیا کہ میں آپ سے پہلے کسی کیلئے دروازہ نہ کھولوں گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت سب سے پہلا شخص میں ہوں گا کہ مجھ سے زمین شق ہوگی اور یہ فخر یہ نہیں ہے اور مجھے لواء الحمد دیا جائے گا، یہ فخر یہ نہیں ہے اور میں روز قیامت سید الناس ہوں گا یہ فخر یہ نہیں ہے اور روز قیامت میں ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ یہ فخر یہ نہیں ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بسند حسن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت انبیاء پر حرام کردی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں، اور جنت تمام امتوں پر حرام کردی گئی ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں اور جنت میں سب سے پہلے میرے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوں گی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل میں مریم علیہا السلام کی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو کوثر عطا فرمایا گیا:

آپ ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کوثر و وسیلہ کے ساتھ مخصوص ہیں اور یہ کہ آپ کے منبر کے پائے جنت کی زمین میں نصب ہیں اور یہ کہ آپ کا منبر جنت میں بلند ترین جگہ پر ہوگا اور آپ کی قبر انور اور آپ کے منبر کے درمیان باغ جنت میں سے ایک باغ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ

ترجمہ: ''ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے بکثرت خصائص سے نوازا گیا ہے جن کو میں فخر سے نہیں بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے میرے اگلوں اور میرے پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں اور میری امت کو خیر الامم بنایا ہے اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور میرے لیے تمام زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اور مجھے حوض کوثر دیا گیا، جس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو وہی کلمات

کہو جو موذن کہتا ہے اس کے بعد مجھ پر درود بھیجو، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے وسیلہ سے مانگو کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ ہے۔ جو کسی کیلئے سزاوار نہیں، مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کیلئے اور میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں اور جو میرے وسیلہ سے دعا کرے گا، اس پر میری شفاعت حلال ہوگی۔

﴿مسلم﴾

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ روز قیامت جنات نعیم کے اس اعلیٰ غرفہ میں مجھے رفعت عطا فرمائے گا جس کے اوپر حملۃ العرش کے سوا کچھ نہیں ہے۔

﴿دارمی کتاب الرد علی الجہمیہ﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے منبر کے پائے جنت کی زمین میں نصب ہیں۔

﴿بیہقی﴾

(اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل ابو واقدی لیثی رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا یہ منبر جنت کی بلند جگہوں میں سے ایک جگہ ہے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کی امت دنیا میں آخر اور آخرت میں اول ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کی امت دنیا میں تو آخر ہے اور روز قیامت اول ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے فرمائے گا اور یہ امت موقف میں بلند پشتہ پر ہوگی اور امت اس حال میں آئے گی کہ آثار وضو چمکتے دمکتے ہوں گے اور دنیا و برزخ میں ان کی سزا میں عجلت کی جائے گی تاکہ قیامت کے دن یہ پاک صاف ہو کر آئیں۔ یہ امت اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور اس سے جب نکلیں گی تو بغیر گناہ کے ہوں گے۔ ان کے گناہ مومنوں کے استغفار کے سبب نابود کر دیئے جائیں گے، ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے، ان کی ذریت اور ان کا نور ان کے آگے دوڑتا ہوگا اور اس امت کے لوگوں کی پیشانیوں پر سجدوں کا نشان ہوگا اور ان کے لئے انبیاء کی مانند دو نور ہوں گے اور وہ لوگ میزان میں تمام سے وزنی ہوں گے اور ان کیلئے وہ ہوگا جو انہوں نے خود سعی کی اور وہ جو ان کیلئے سعی کی گئی بخلاف تمام امتوں کے۔

نور کی حدیث تو توریت و انجیل میں آپ کے تذکرہ کے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ ہم لوگ دنیا والوں میں آخر ہیں اور روز قیامت ہم لوگ اول ہیں تمام مخلوق سے پہلے ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ

تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک ایک امت اور ایک ایک نبی کر کے اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت موقف میں آخری ہوگی، اس کے بعد جہنم پر پل صراط نصب کیا جائے گا۔ اس کے بعد منادی پکارے گا: کہاں ہیں احمد ﷺ اور ان کی امت؟

یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہو جائیں گے اور آپ کے پیچھے آپ کی امت، خواہ وہ نیک ہو یا گنہگار چلے گی اور وہ صراط کو تھام لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کی آنکھیں چوپٹ کر دے گا تو وہ صراط کے داہنے اور بائیں جہنم میں گر پڑیں گے اور نبی کریم ﷺ اور تمام صالحین گزر جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ فرشتے ہوں گے جو جنت میں ان کو ان کی منازل میں ٹھہرائیں گے، جو آپ کی داہنی جانب اور بائیں جانب ہوں گے حتیٰ کہ ان کا سلسلہ آپ کے رب تک منتہی ہو جائے گا اور حضور نبی کریم ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کی داہنی جانب کرسی رکھی جائے گی، اس کے بعد منادی پکارے گا: کہاں ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت آخر حدیث تک۔

﴿حاکم﴾

یوم قیامت میں اور میری امت سب سے اونچے پشتہ پر ہوگی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں اور میری امت تمام لوگوں سے اونچے پشتہ پر ہوگی، لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو یہ تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔

﴿ابن جریر، ابن مردویہ﴾

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت تمام لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں اور میری امت ایک بلند چوٹی پر ہوں گی اور اللہ تعالیٰ مجھے سبز حلہ پہنائے گا، اس کے بعد مجھے اذن دیا جائے گا تو جو خدا مجھ سے کہلوانا چاہے گا میں کہوں گا: یہی وہ مقام ہے جس کا نام مقام محمود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کو روز قیامت اس حال میں بلایا جائے گا کہ آثار وضو سے ان کے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا حوض ایلہ سے عدن سے زیادہ بعید ہے۔ میں لوگوں کو اس طرح سے اس طرح ہٹاؤں گا جس طرح کہ آدمی، راہ گزر کے اونٹ کو اپنے حوض سے ہٹاتا اور دور کرتا ہے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ہمیں پہنچان لیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ تم لوگ میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ تمہارے اعضا اثر وضو سے چمکتے دمکتے ہوں گے، تمہاری یہ نشانی ایسی ہوگی کہ تمہارے سوا کسی اور میں نہ ہوگی۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت سب سے پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی سب سے پہلے سجدے سے اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے سامنے کی طرف نظر کروں گا اور تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اپنے پیچھے بھی اسی طرح پہچان لوں گا اور اپنے داہنے اور بائیں جانب بھی اسی طرح پہچان لوں گا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنی امت کو ان امتوں کے درمیان جو حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک ہوگی، کس طرح پہچان لیں گے؟ فرمایا: آثار وضو سے ان کے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے، ان کے سوا کسی امت میں یہ بات نہ ہوگی اور میں اس طرح پہچان لوں گا کہ ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور میں اس طرح پہچان لوں گا کہ ان کی ذریت ان کے آگے دوڑتی ہوگی۔

﴿احمد، بزار﴾

بسند صحیح حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں اپنی امت کو تمام امتوں کے درمیان ضرور پہچان لوں گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنی امت کو کس طرح پہچانیں گے؟

فرمایا: میں اس طرح پہچانوں گا کہ ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور سجدوں کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان ہوگا اور اس طرح پہچانوں گا ان کے نور ان کے آگے دوڑتے ہوں گے۔

﴿احمد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت! امت مرحومہ ہے، اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے مگر اپنی قبروں سے نکلے گی تو ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا، ان کے گناہوں کو مسلمانوں کے استغفار نابود کر دیں گے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت کسی سے حساب نہ لیا جائے گا اور اسے بخش دیا جائے گا۔ مسلمان اپنی قبر میں اپنے اعمال کو دیکھے گا۔

﴿احمد﴾

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مومن کا حساب قبر میں ہی ہو جائے گا تاکہ کل میدان حشر میں اسے آسانی ہو اور قبر میں ہی اسے پاک وصاف کر دیا جائے گا تاکہ قبر سے نکلے تو اس کا بدلہ چکا دیا گیا ہو۔

حضرت عبداللہ بن یزید ابن انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: بے شک اس امت کا عذاب اس کی دنیا میں ہی کر دیا گیا ہے۔

﴿طبرانی اوسط، حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ امت مرحومہ ہے ان پر عذاب نہیں ہے مگر یہ کہ خود اپنے اعمال کے بدلے عذاب میں ڈالے جائیں۔

﴿ابویعلی، طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ امت مرحومہ ہے اس کا عذاب اپنے ہاتھوں کے سبب ہے، تو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مسلمان مرد کو ایک مشرک دیا جائے گا کہ یہ مرد مشرک جہنم سے بچنے کیلئے تیرا فدیہ ہے۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی البعث﴾

حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ امت محمد یہ میزان میں تمام لوگوں سے وزنی ہوگی، ان کی زبانیں ایسے کلمہ کے ساتھ فرمانبردار ہوئی ہیں جو کہ ان سے پہلے لوگوں پر بھاری تھا: وہ کلمہ "لا الہ الا اللہ" ہے۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: "اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔"

کی تفسیر میں روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ حکم حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے صحیفوں میں ان کی امتوں کیلئے تھا، لیکن اس امت کے بارے میں ہے کہ اس کیلئے وہ ہے جو اس نے عمل کیا، اور وہ جو اس کیلئے عمل کیا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت ہر ایک سے پہلے جنت میں داخل ہوگی اور اس امت کی خطاؤں کو بھی معاف کر دیا جائے گا اور یہ امت تمام امتوں سے پہلے ہے، جن سے زمین شق ہوگی، پہلی اور تیسری حدیث قریب میں پہلے گزر چکی ہے اور تیسری حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسرار میں گزر چکی ہے۔

ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہونگے:

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار تو بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ تعداد آپ کے سوا کسی نبی کی امت کیلئے ثابت نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا: مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئی ہیں، کوئی نبی تو میرے سامنے سے اس طرح گزرے کہ ان کے ساتھ صرف ایک آدمی تھا اور کوئی نبی اس حال میں کہ ان کے ساتھ دو آدمی تھے اور کوئی نبی اس طرح کہ ان کے ساتھ ایک بھی امتی نہ تھا اور کوئی نبی اس حال میں گزرے کہ ان کے ساتھ جم غفیر تھا۔
جب میں نے اس مجمع کثیر دیکھا تو خواہش کی کہ یہ میری امت ہو، مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے۔ پھر کہا گیا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں تو میں نے اتنا عظیم مجمع

دیکھا کہ اس نے افق کو گھیر رکھا تھا، مجھ سے کہا گیا: ادھر دیکھئے اور ادھر دیکھئے تو میں نے بڑا عظیم مجمع دیکھا اس وقت مجھ سے کہا کہ یہ سب آپ کی امت ہے اور ان میں ساٹھ ستر ہزار امتی ایسے ہیں جو بے حساب جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جن پر کوئی حساب نہ ہوگا اور نہ ان پر عذاب ہوگا اور وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور ان ستر ہزار کے ہر فرد کے ساتھ میرے رب کی جانب سے تین حیثیتیں ہوں گی۔

﴿ترمذی﴾

حضرت عمر بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار افراد ایسے ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا اور وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے، میں نے اپنے رب سے مزید اضافے کا سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا کہ ستر ہزار میں ہر فرد کے ساتھ ستر ہزار آدمی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے رب! کیا میری امت اس تعداد تک پہنچ گی؟ فرمایا: یہ تعداد تو میں آپ کیلئے اہل عرب میں سے ہی مکمل کر دوں گا۔ اس سے پہلے توریت وانجیل میں آپ کے تذکرے کے باب میں غلتان بن عاصم کی حدیث اندر گزر چکی ہے کہ یہ خصوصیت توریت میں آپ کے صفات میں مذکور ہے۔

﴿طبرانی، بیہقی ''البعث''﴾

یوم قیامت امت محمدیہ انبیاء کی گواہی دے گی:

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو عادل حکام کے مرتبہ میں رکھا ہے اور وہ تمام لوگوں پر گواہی دیں گے کہ ان کے رسولوں نے ان کو تبلیغ رسالت کی ہے۔ یہ آپ کی ایسی خصوصیت ہے کہ کسی نبی کیلئے ثابت نہیں ہے۔ انتہی

✿ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّ سَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کیا تم نے تبلیغ رسالت فرمائی؟ وہ فرمائیں گے:

ہاں میں نے تبلیغ رسالت کی، پھران کی امت بلائی جائے گی اوران سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں تبلیغ رسالت ہوئی اس پر وہ جواب دیں گے نہ تو ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا یا نہ کوئی نبی آیا، پھر حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا جائے گا کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے: محمد ﷺ اوران کی امت، تو اس معنی میں اللہ کا یہ ارشاد:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وسط'' سے مراد عدل ہے تو تم بلائے جاؤ گے اور تبلیغ رسالت پر ان کی گواہی دو گے اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔

﴿بخاری، ترمذی، نسائی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت کوئی نبی اس حال میں آئیں گے کہ ان کے ساتھ ایک امتی ہوگا اور کوئی نبی اس حال میں کہ ان کے ساتھ دو امتی مرد یا اس کے کچھ زیادہ ہوں گے اوران سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم کو تبلیغ رسالت ہوئی؟ اور وہ کہیں گے: ہاں ہوئی، پھران کی قوم بلائی جائے گی اوران سے پوچھا جائے گا کیا تمہیں احکام پہنچے وہ جواب دیں گے: نہیں۔ اس وقت انبیاء سے فرمایا جائے گا کون ہے جو تمہاری گواہی دے کہ تم نے تبلیغ رسالت کی؟ تو وہ کہیں گے: امت محمد یہ ہے۔ پھر امت محمد یہ کو بلایا جائے گا اور وہ گواہی دے گی کہ انہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی پھر امت محمد یہ سے کہا جائے گا کہ تم نے کیسے جانا کہ انہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی؟ وہ عرض کرے گی ہمارے پاس ہمارا نبی ایک کتاب لایا اوراس کتاب نے ہمیں خبر دی۔ ہے کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی ہے اور ہم نے اسکی تصدیق کی ہے۔ فرمایا: جائے گا تم نے سچ کہا، تو اسی مفہوم میں یہ آیت کریمہ ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا

فرمایا وسط سے عدل مراد ہے۔

﴿احمد، نسائی، بیہقی﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت پر جہنم کی گرمی ایسی ہی ہوگی جیسے حمام کی گرمی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

ان خصائص کا ذکر جنکے ساتھ آپ اپنی امت کے ذریعہ سے مختص ہیں

فقہائے امت نے اس نوع کو اپنی تصانیف میں مستقلاً ذکر کیا ہے لیکن ہمارے اصحاب شوافع نے اپنی فقہ کی کتابوں میں باب النکاح کے ضمن میں ذکر کیا ہے مگر انہوں نے تمام وکمال ذکر نہیں کیا، اب میں انشاءاللہ اس جگہ ایسا تمام وکمال بیان کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ جس پر اضافہ ممکن نہ ہوگا۔

واضح رہنا چاہیے کہ میں ہر بات کو بیان کروں گا جسے کسی عالم نے کہا ہو اور وہ حضور نبی کریم ﷺ

کے خصائص میں سے ہو، خواہ ہمارے اصحاب نے کہا ہو یا نہیں، خواہ صحیح کہا ہو یا نہیں؟

کیونکہ ایسے اقوال کا جمع کرنا ان لوگوں کا طریقہ ہے جو علماء کے کلام تتبع (تلاش) کرنے والے ہوتے ہیں اور استیعاب اقوال کرتے ہیں، اگرچہ وہ جاہل لوگ جو فہم کلام سے قاصر ہوتے ہیں جب اس قسم کے کلام کو دیکھتے ہیں تو اس کے مورد پر انکار میں جلد بازی کر جاتے ہیں۔

قسم در واجبات:

ان واجبات کے ساتھ آپ ﷺ کے مخصوص ہونے میں حکمت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ تقرب و درجات میں اضافہ ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ میرے حضور کی طرف تقریب چاہنے والے حضرات جس چیز کو میں نے فرض کیا ہے اس کی ادائیگی کی مانند کسی اور چیز سے میرا تقرب ہرگز تلاش نہیں کریں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ فرض کی ادائیگی کا ثواب ستر نوافل کے ثواب کے برابر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ نماز تہجد (رات کی نماز) وتر، فجر، نماز چاشت، مسواک اور قربانی آپ پر واجب تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ ﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''تو نماز تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔''

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کیلئے نماز تہجد فرض تھی مگر تمہارے لیے فضیلت ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے سنت وتر، مسواک اور نماز تہجد۔

﴿طبرانی اوسط، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے وہ نفل ہیں:

(۱) قربانی، (۲) وتر، (۳) چاشت کی دو رکعتیں۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے تطوع ہیں: قربانی (یا سحری) وتر اور فجر کی دو رکعتیں۔

﴿دار قطنی، حاکم﴾

ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے فجر کی دو رکعتوں اور وتر کا حکم دیا گیا ہے اور تمہارے ذمہ چاشت کی نماز نہیں ہے۔

﴿احمد، بزار﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ مجھے چاشت کی دو رکعتوں کا حکم دیا گیا ہے اور

تمہارے لیے ان کا حکم نہیں ہے اور مجھے قربانی کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تم پر فرض نہیں کی گئی ہے۔

﴿احمد، مسند عبید﴾

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ ہے کہ قربانی مجھ پر فرض کی گئی اور تم پر یہ فرض نہیں کی گئی۔

تیسری سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ تین چیزیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں اور وہ تمہارے لیے نفل ہیں: (۱) وتر، (۲) فجر کی دو رکعتیں، (۳) چاشت کی دو رکعتیں۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کیلئے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا خواہ آپ طاہر ہوں یا غیر طاہر اور جب آپ پر دشوار ہوا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیا گیا اور آپ سے حدث کے سوا وضو کرنے کا حکم اٹھا لیا گیا۔

﴿ابوداؤد، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی﴾

فائدہ:

یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر وتر پڑھے ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ اگر آپ پر یہ واجب ہوتا تو سواری پر یہ فعل جائز نہیں ہوتا۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المہذب میں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا کہ یہ واجب جو کہ آپ کے ساتھ خاص تھا وہ سواری پر صرف آپ کے ساتھ ہی خاص تھا۔

فائدہ:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے اور اشراق کی نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے اور چاشت کی نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے اور ظہر سے پہلے نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے، یہ بات اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ نماز جو زوال کے وقت پڑھتے تھے وہ آپ پر واجب تھی اور آپ کے خصائص میں سے تھی۔

﴿بیہقی﴾

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں اس سند کے ساتھ جس میں نوح ابن مریم ہے اور وہ وضاع حدیث میں سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ مجھ پر وتر فرض ہے اور وہ تمہارے لیے نفل ہے اور قربانی مجھ پر فرض ہے اور وہ تمہارے لیے نفل ہے اور جمعہ کے دن غسل مجھ پر فرض ہے اور تمہارے لیے نفل ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مشورہ واجب کر دیا گیا تھا:

❁ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: ”اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" (سورۂ آل عمران) نازل ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگاہ رہو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول دونوں مشورہ سے بے نیاز ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری امت کیلئے اسے رحمت قرار دیا ہے۔

﴿ابن عدی، بیہقی الشعب﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے ساتھ مدارات کا حکم دیا ہے، جس طرح کہ مجھے اقامت فرائض کا حکم دیا ہے۔

﴿حکیم ترمذی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ فرمانے سے زیادہ ہو۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو اپنا قائم مقام بناتا تو ضرور ابن ام عبد رضی اللہ عنہ کو میں خلیفہ بناتا۔

﴿حاکم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے فرمایا اگر تم دونوں کسی مشورے میں ہم خیال ہو گئے تو میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا۔

﴿احمد﴾

حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سوال اللہ تعالیٰ سے دو باتوں میں اشارۃً عرض کیا۔ آپ نے میری وہ دونوں باتیں قبول فرمائیں۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں گیا تو لشکر اسلام نے پانی کے پیچھے پڑاؤ کیا۔

اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اس جگہ وحی سے قیام فرمایا ہے یا اپنی رائے سے فرمایا اے حباب! اپنی رائے سے قیام کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میری عرض یہ ہے کہ آپ چشمہ کو اپنے عقب میں لیجئے اگر ہم مضطر ہوئے تو پانی کی طرف مضطر ہوں گے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عرض کو قبول فرمایا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ دو باتوں میں سے آپ کو جو بات زیادہ محبوب ہو اختیار فرمائیں۔ کیا آپ دنیا میں اپنے اصحاب کے ساتھ رہنا پسند فرماتے ہیں یا اپنے رب کی طرف اس مقام میں جو جنات نعیم سے ہے جن کا آپ سے وعدہ فرمایا گیا ہے جانا پسند فرماتے ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے اس میں مشورہ فرمایا۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا ساتھ رہنا ہمیں زیادہ محبوب ہے۔ اور آپ کا ہمارے دشمنوں کے عیوب کی خبریں دیتے رہنا اور اللہ تعالیٰ سے ان پر ہماری نصرت کے لیے دعا فرماتے رہنا اور آسمانی خبروں کو ہمیں پہنچاتے رہنا زیادہ پسند ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حباب رضی اللہ عنہ کیا بات ہے کہ تم نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسی کو اختیار فرمائیں جو آپ کا رب

آپ کے لیے پسند فرمائے تو نبی کریم ﷺ نے میری عرض کو شرف قبول بخشا۔

﴿حاکم﴾

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ہم لوگ اہل حرب ہیں۔ میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ چشموں کو عبور کر جائیں۔ مگر ایک چشمہ کو چھوڑ دیں۔ اس پر ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے قریظہ اور نضیر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ محلات کے درمیان قیام فرمائیں اور ان لوگوں کی خبریں ان سے منقطع فرمادیں تو رسول اللہ ﷺ نے حباب رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عبدالحمید بن ابی عبس بن ابی عبس رضی اللہ عنہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کون ہے وہ جو ابن الاشرف پر میری مدد کرے؟ چونکہ ابن الاشرف نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچائی ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اسے قتل کردوں؟

کچھ دیر خاموش رہ کر فرمایا تم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے مشورہ لو۔ پس میں ان کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے سن کر فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی مدد سے کام انجام تک پہنچادو۔

﴿حاکم﴾

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جن امور میں صحابہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے ان میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ حضور صرف انہیں باتوں میں فرمایا کرتے تھے جو حرب اور دشمن کی ایذا رسانی کے سلسلے میں ہوتی تھیں اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ دنیا اور دین کی باتوں میں مشورہ لیا کرتے تھے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ امور دین میں اس لیے مشورہ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں احکام کی علتوں اور اجتہاد کے طریقوں پر آگاہی ہو۔

نبی کریم ﷺ کو دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا:

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا۔ اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہی ہو۔ اور یہ کہ منکر (برائی) کو بدلنا آپ پر واجب تھا۔ اور کسی خوف سے اسے ساقط کرنا جائز نہ تھا۔ بخلاف آپ کے سوا ان دونوں باتوں میں کسی امتی کے۔

یہ دونوں وجوب اس بنا پر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حفظ وعصمت کا وعدہ آپ سے فرمایا ہے۔ دشمن آپ تک کسی حال میں برے ارادہ سے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ مسلمان قرض دار فوت ہو جائے اور وہ تنگدست ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی آپ پر واجب تھی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مال چھوڑا تو وہ مال چھوڑا تو وہ مال اس کے اہل کے لیے ہے۔ اور جس نے قرض یا زمین چھوڑی تو وہ مجھ پر واجب ہے۔ اور زمین میری طرف منتقل ہوگی۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس شخص کی میت لائی جاتی تھی جس پر قرض ہوتا تھا۔ آپ دریافت فرماتے کیا اس نے ادائے قرض کے لیے کوئی مال چھوڑا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرماتے کہ تم اپنے رفیق کی نماز جنازہ پڑھ لو اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر فتوحات کا سلسلہ جاری کر دیا تو کھڑے ہو کر فرماتے میں مسلمانوں کی اپنی جانوں سے زیادہ اولیٰ واحق ہوں۔ تو جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس نے قرض چھوڑا ہو تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم ﷺ پر اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دینا واجب تھا:

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دینا واجب تھا۔ اور اپنی اختیار کردہ ازواج کو روک کر رکھنا اور ان کے طلاق کی تحریم واجب تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ آپ کے گرد آپ کی ازواج بیٹھی تھیں اور آپ خاموش تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضور نبی کریم ﷺ سے کوئی ایسی بات ضرور کروں گا ممکن ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تبسم فرمائیں۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کاش کہ آپ ملاحظہ فرماتے کہ زید کی بیٹی کمر کی بیوی نے مجھ سے ابھی ابھی نفقہ مانگا تھا مگر میں نے اس کی گردن دبوچ لی تھی۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ یہ ازواج بھی جو میرے گرد ہیں مجھ سے نفقہ مانگتی ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب بڑھے تاکہ انہیں ماریں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے اور دونوں نے کہا کہ تم نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو فی الحال آپ کے پاس موجود نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اختیار کو نازل فرمایا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ابتدا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں جو مجھے پسند ہے تم اس کے جواب دینے میں جلدی نہ کرنا جب تک کہ تم اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لو۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وہ بات ہے؟ پھر حضور نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:

"یایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردان الحیوۃ الدنیا و زینتھا"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور

آرائش چاہتی ہو۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں گی؟ ہرگز نہیں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو اختیار کرتی ہوں۔

﴿احمد، مسلم، نسائی﴾

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات نے فرمایا کہ "نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی بیوی مہروں میں ہم سے زیادہ گراں نہ ہو گی۔" اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف سے اس قول سے غیرت کی اور آپ کو حکم فرمایا کہ ان ازواج سے کنارہ کش رہیں تو نبی کریم ﷺ نے ان سے انتیس دن کنارہ کشی رکھی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ ان کو اختیار دیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اختیار دیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ازواج کو اختیار دیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی ابتدائی فرمائی۔ تو عامریہ عورت کے سوا سب نے نبی کریم ﷺ کو اختیار کیا۔ اس عامریہ عورت نے اپنی قوم کو اختیار کیا۔ اس کے بعد وہ عامریہ عورت کہا کرتی تھی کہ میں شقیہ، بدبخت ہوں وہ اونٹ کی مینگنیاں چنا کرتی اور اسے بیچا کرتی تھی۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کے ازواج مطہرات کے پاس آنے کے لیے اجازت لیا کرتی تھی۔ اور ان سے مانگا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ میں بدبخت شقیہ ہوں۔ ..

﴿ابن سعد﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو سب نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: "ترجی من تشاء منھن" ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو"

راوی نے کہا ان نو ازواج مطہرات کے سوا جنہوں نے آپ کو اختیار کیا دیگر بیویوں سے تزوج آپ پر اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان تمام راویوں نے آیات کریمہ "لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ" (سورۃ الاحزاب) ترجمہ: "انکے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں۔" کے تحت فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اسکے بعد مزید نکاح کرنے سے روک دیئے گئے۔ چنانچہ آپ نے ان کے بعد نکاح نہ کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک رحلت تک رحلت نہ فرمائی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جتنی چاہیں عورتوں سے نکاح کرنے کا

حلال نہ کر دیا گیا۔ بجز ان عورتوں کے جو ذی محرم ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۡ بَعۡدُ" اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس اور عطاء بن یسار اور محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب "ترجی من تشاء منهن" (سورۃ الاحزاب) نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جو آپ چاہتے تھے وہ آیت کریمہ جلد نازل فرمائی ہے۔ علماء اسلام کا اختیار دینے کے نکتہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غیرت، سینہ میں عداوت پیدا کرتی ہے۔ اور دل میں نفرت ابھارتی ہے اور اعتقاد کو کمزور کرتی ہے۔ اس بنا پر آپ نے ان کو اختیار دیا۔

﴿ابن سعد﴾

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنی اور فقر کے درمیان اختیار دیا تو آپ نے فقر کو اختیار فرمایا اور اپنے لیے صبر کو پسند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صبر اختیار کر لینے پر آپ کو حکم فرمایا کہ ازواج کو اختیار دے دیں تا کہ ان کے لیے فقر و ضرر پر جبر ناگواری نہ رہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اختیار دینے میں ان ازواج کا امتحان تھا۔ تا کہ وہ اپنے رسول اللہ ﷺ کے لیے خیر النساء ہو جائیں۔ کتاب الروضہ وغیرہ میں علماء نے فرمایا جب ازواج کو اختیار دیا گیا تو ان سب نے آپ کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حسن کارکردگی پر ان کو جنت کی بشارت دی۔

چنانچہ فرمایا: "فان الله اعد للمحسنات منكن اجرا عظيما" (سورۃ الاحزاب)

"ترجمہ: تو بے شک تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار رکھا ہے۔" اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر ان کے اوپر مزید تزوج کو اور ان کے عوض دیگر عورتوں سے بدل دینے کو حرام فرمایا۔ چنانچہ فرمایا: "لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۡ بَعۡدُ" (سورۃ الاحزاب) مطلب یہ ہوا کہ ان کے عوض دیگر ازواج کو بدل قرار نہ دیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ فرما دیا۔ تا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ترک تزوج سے ان پر احسان ہو چنانچہ فرمایا:

"یایها النبی انا احللنالک ازواجک"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اے غیب بتانیوالے (نبی) ہم نے حلال فرمائیں تمہارے لیے تمہاری بیویاں"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک رحلت نہ فرمائی جب تک کہ آپ کے لیے عورتوں سے تزوج حلال نہ ہوا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

﴿احمد، ترمذی، ابن حباب، حاکم﴾

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا آپ کے لیے تمام عورتیں حلال ہوئیں۔ یا صرف مہاجر عورتیں۔ کیونکہ ظاہر آیت دونوں وجہوں پر دلالت کرتی ہے۔ ان دونوں وجہوں کو ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل

کیا ہے۔ بروجہ دوم یہ بھی آپ کی ایک خصوصیت ہے کیونکہ آپ پر وہ عورت حرام کر دی گئی جس نے ہجرت نہیں کی۔ اس قول تائیدوہ روایت کرتی ہے جسے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ام ہانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے لیے حلال نہ ہوئی اس لیے کہ میں نے ہجرت نہ کی تھی۔

اور علماء نے پہلی وجہ کو ترجیح دی ہے۔ اس لیے کہ اس میں امت سے نکاح کرنے میں زیادہ گنجائش ہے۔ لہٰذا یہ جائز نہ ہوا کہ غیر مہاجرہ، مہاجرہ عورتوں سے ناقص رہیں اور یہ کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانا، بعد میں واقع ہوا ہے۔ حالانکہ وہ مہاجرات میں سے نہ تھیں۔ پہلی وسعت آپ کے منافی نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اس سے قبل کتابیہ عورت سے نکاح نہ فرمایا تھا۔ باوجودیکہ وہ آپ کی امت کیلئے مباح ہے اور دوسری شق کا اس طرح جواب دیا گیا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے سبب یہ وجہ قابل ترجیح ہے تو واقعہ یہ ہے کہ یہ نکاح آیت کے نازل ہونے سے پہلے ہوا ہے۔ کیونکہ آپ نے ان سے نکاح خیبر میں ۷ ہجری میں کیا ہے۔ اور یہ آیت نو ہجری میں نازل ہوئی ہے۔ اصحاب شوافع نے فرمایا کہ آپ کیلئے ازواج میں تغیر وتبدل مباح کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود آپ نے ایسا نہ کیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مخالفت کی ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا: یہ تحریم دائمی ہے اور وہ منسوخ نہ ہوئی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک دونوں وجہوں میں سے ایک وجہ یہ ہے جس کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الام" میں تصریح فرمائی اور ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ قطعی حکم کیا ہے۔ وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ پر ان عورتوں کو طلاق دینا حرام تھا جنہوں نے آپ کو اختیار کیا جس طرح کہ ان عورتوں کا روکے رکھنا آپ پر حرام تھا جو آپ سے اعراض کرتی ہیں۔ ہمارے اصحاب شوافع نے اس عورت کے بارے میں جس نے آپ سے جدائیگی کو اختیار کیا دو وجہیں نقل کی ہیں۔ ایک وجہ یہ کہ وہ عورت جس نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی آپ پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام کر دی گئی ہے اور وہ عورت آخرت میں آپ کے ازواج میں سے نہ ہوگی۔ اِس بنا پر یہ بات بھی آپ کے خصائص میں سے شمار ہوتی ہے، اس لیے کہ آپ کی امت میں سے جس کسی نے اپنی عورت کو جب اختیار دیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ہم اسے طلاق قرار دیں گے، وہ عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام نہ ہوگی۔ (گویا اس سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔)

منقول ہے کہ آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جب آپ کسی چیز کو دیکھیں اور وہ چیز آپ کو اچھی طرح معلوم ہو، تو آپ پر واجب ہے کہ آپ لبیک فرمائیں کیونکہ عیش تو آخرت کا ہی عیش ہے۔ اسے رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ پر ادائے فرض صلوٰۃ کامل طور پر واجب تھا، جس میں کوئی خلل نہ ہو، اسے ماوردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ وحی کی حالت میں آپ سے دنیا ساقط ہو جاتی تھی،

لیکن نماز، روزہ اور تمام احکام دینی آپ سے ساقط نہ ہوتے تھے۔ اسے حضرت ابن القاص رضی اللہ عنہ نے تلخیص میں قفال رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا اور اسے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''زوائد الروضہ'' میں نقل کیا ہے اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر جزم کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے جس نفل کو شروع فرمایا اسے پورا کرنا آپ پر لازم تھا۔ اسے روضہ میں نقل کیا ہے اس کی اصل بھی روضہ ہی میں منقول ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ باوجودیکہ آپ بنفس نفیس لوگوں میں تشریف فرما ہوتے اور ان سے گفتگو فرماتے ہوئے مگر مشاہدہ حق میں مستغرق رہتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو اتنے علوم و معارف عطا کیے گئے جو تمام لوگوں کو نہیں دیئے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ اس چیز سے مدافعت فرمائیں جو احسن ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے قلب اطہر پر غین ہوتا تو آپ روزانہ ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار فرماتے۔

ان تمام خصائص کو ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے جو اصحاب شوافع میں سے ہیں، اپنی تلخیص میں ذکر کیا اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا۔

جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الشافی'' میں ایک وجہ نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں امامت اذان سے افضل ہے، بخلاف آپ کے سوا کے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سہو وغلط پر قائم نہیں رہتے۔ بجز آپ کے سوا کے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وجہ اس کی مستحق ہے کہ اسے قطعی قرار دیا جائے۔ کیونکہ آپ کے سوا میں اقامت واذان کے درمیان افضلیت میں اختلاف کی گنجائش ہے۔

محرمات کا فائدہ آپ کا اعزاز واکرام فرمانا ہے تاکہ آپ لغو باتوں سے پاک ومنزہ رہیں اور مکارم اخلاق پر گامزن رہیں، اور اس لیے بھی کہ محرکات کے ترک کا اجر، مکروہات کے ترک سے زیادہ ہے۔

صدقہ وزکوٰۃ کا مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کی آل پر حرام ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ زکوٰۃ وصدقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل وغلام پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے غلاموں پر حرام ہے۔

حضرت مطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ یہ صدقات لوگوں کی کثافت اور میل ہیں اور یہ صدقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حلال نہیں کیے گئے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن بسیر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور صدقہ قبول نہیں کرتے تھے۔
﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے اہل پر صدقہ حرام کیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ کے گھر والوں کے سوا کسی اور گھر سے کھانا آتا تو آپ اس سے دریافت فرماتے تھے اگر وہ ہدیہ کہا جاتا تو کھا لیتے اور اگر صدقہ کہا جاتا تو نہ کھاتے تھے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ارقم زہری رضی اللہ عنہ کو صدقات کی وصولی پر عامل مقرر فرمایا تو انہوں نے حضرت ابو رافع غلام مولائے نبی کریم ﷺ سے ساتھ چلنے کی خواہش کی۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابو رافع رضی اللہ عنہ! مجھ پر اور میری آل پر صدقہ حرام ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ اس میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں ہے۔ قوم کے غلام انہی میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔

﴿احمد﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نبی کریم ﷺ سے درخواست کریں کہ آپ کو حضور نبی کریم ﷺ صدقات پر عامل مقرر فرما دیں تو انہوں نے یہ درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ہاتھوں کے دھوون پر تمہیں عامل مقرر نہیں کر سکتا۔
﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت عبدالمالک بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالمطلب کی اولاد! بلاشبہ صدقہ لوگوں کا میل ہے تو تم نہ اسے کھاؤ نہ اس پر عامل بنو۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ دونوں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس غرض سے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ان صدقات پر ہمیں عامل مقرر فرما دیں۔

تو حضور نبی کریم ﷺ نے سکوت فرمایا اور اپنا سر مبارک حجرے کی چھت کی طرف اٹھا کر دیکھتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم مکرر عرض کریں تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے پس پردہ ہماری طرف اشارہ فرمایا گویا وہ ہمیں آپ سے گفتگو کرنے سے منع فرما رہی تھیں، پھر حضور نبی کریم ﷺ

نے متوجہ ہو کر فرمایا صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کیلئے حلال نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ لوگوں کا میل ہے۔

﴿مسلم، ابن سعد﴾

علماء اسلام نے فرمایا کہ چونکہ صدقہ لوگوں کا میل تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے منصب شریف کو اس سے منزہ پاک رکھا اور یہ حکم آپ کی وجہ سے آپ کی آل پر بھی جاری فرمایا، اس لیے کہ صدقہ ایسا رحم کھا کر دیا جاتا ہے جو کہ صدقہ لینے والے کی ذات پر مبنی ہے اور صدقہ کے عوض اس غنیمت کو بدل قرار دیا جو کہ بطریق عزت و شرف لیا جائے اور غنیمت میں لینے والے کی عزت اور دینے والے کی ذلت و پستی ہوتی ہے۔

علماء سلف کا اختلاف ہے کہ کیا اس حکم پر انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے ساتھ شریک ہیں یا صرف آپ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ پہلی بات کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور دوسری بات کو حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔

پھر یہ کہ زکوٰۃ اور نفلی صدقہ، نبی کریم ﷺ کی نسبت میں برابر ہیں، لیکن آپ کی آل کے بارے میں اصحاب شوافع کا مذہب یہ ہے کہ نفلی صدقات ان پر حرام نہیں ہیں البتہ زکوٰۃ حرام ہے اور ایک وجہ میں ہمارے نزدیک نفلی صدقہ بھی ان پر حرام ہے یہی مالکیوں کا مذہب ہے اور تیسری وجہ میں خاص ان کی ذوات پر تو نفلی صدقہ بھی حرام ہے لیکن رفاہ عام کے ذریعہ نہیں جیسے مساجد، چشمے اور کنوئیں وغیرہ۔

ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالفرح سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''امالی'' سے نقل کیا ہے کہ کفارہ اور نذر ہاشمی کو دینے میں دو قول ہیں اور اس بارے میں زکوٰۃ پر ہاشمیوں کو عامل بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں دو وجہ ہیں۔ اصح یہی ہے کہ یہ بھی ممنوع ہے اور اس مخالفت میں احادیث سابقہ صریح ہیں۔

حضرت عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ ان سے ایک شخص نے بیان کیا کہ قبیلہ کے دو بوڑھے آدمی تھے، ان دونوں کا بیٹا چلا گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گیا۔ ان دونوں بوڑھوں نے مجھ سے کہا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے اس لڑکے کو مانگو، اگر وہ انکار فرمائیں اور فدیہ طلب کریں تو آپ کو فدیہ دے دو۔ تو میں آپ کے پاس آیا اور آپ سے اس لڑکے کو مانگا تو آپ نے فرمایا: وہ موجود ہے اسے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ، میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! فدیہ حاضر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: ہم آل محمد جو کہ اولاد اسماعیل سے ہیں، ہمارے لیے زیبا نہیں ہے کہ ہم کسی کی جان کی قیمت کھائیں۔ یہ حکم اس حدیث میں مذکور ہے۔ میں نے کسی فقیہ کو نہیں دیکھا کہ اس نے اس حکم پر خبردار کیا ہو۔

﴿احمد﴾

ہر وہ حلال چیز جس میں بو ہے اس کا کھانا آپ کو منع ہے:

حضرت جابرہ بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب کھانا تناول فرماتے تو بچا ہوا کھانا ان کے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھانے میں حضور نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے نشان دیکھا کرتے تھے۔

ایک دن وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آج میں نے کھانے میں انگلیوں کے نشان نہیں دیکھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کھانے میں لہسن تھا، انہوں نے عرض کیا: کیا لہسن حرام ہے۔ فرمایا: نہیں، لیکن تم لوگ میری مثل نہیں ہو۔ میرے پاس فرشتہ آتا ہے۔

﴿احمد، حاکم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک ہانڈی سبزی اور دال کی لائی گئی۔ آپ ﷺ نے اس میں خاص قسم کی بو پائی۔ آپ نے اس کے بارے میں دریافت کی تو دال وغیرہ کے بارے میں آپ کو خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا: اس ہانڈی کو صحابہ کے پاس لے جاؤ، جب صحابہ نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے اسے کھانا گوارا نہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کھاؤ، چونکہ میں اس ذات سے ہم کلام ہوتا ہوں جس سے تم لوگ نہیں ہوتے۔ (یعنی فرشتہ سے)

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو، میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

بسند حُسن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے، میرے پاس وہ فرشتہ آیا اگر میں اسے روک لیتا تو کعبہ کے برابر ہوتا۔ اس نے کہا: آپ کا رب آپ کو سلام بھیجتا ہے اور آپ ﷺ سے فرماتا ہے۔ آپ ﷺ کو اختیار ہے چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں یا نبی بندہ تو جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کو اختیار کروں، تو میں نے کہا کہ میں نبی بندہ رہنا چاہتا ہوں۔

﴿ابن سعد، ابو یعلیٰ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کے بعد آپ ﷺ نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے ہیں اس طرح کھانا تناول کرتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس وہ فرشتہ آیا جو اس سے پہلے کبھی آپ کے پاس نہ آیا تھا۔ اس کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور اس فرشتہ نے عرض کیا: اور جبرئیل علیہ السلام خاموش رہے کہ آپ کا رب آپ کو اختیار دیتا ہے کہ آپ یا تو نبی بادشاہ یا نبی بندہ جو پسند فرمائیں رہنا قبول کریں تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا، گویا آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مشورہ چاہا تو جبرئیل نے تواضع کی طرف اشارہ کیا۔

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ یقین سے کہتے ہیں کہ جب سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کبھی کھانا ٹیک لگا کر نہیں تناول کیا، حتی کہ آپ ﷺ نے دنیا کو چھوڑا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجا۔ اس کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تھے، اس فرشتہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اختیار دیتا ہے کہ چاہے آپ نبی بندہ ہوں چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں۔

تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف توجہ فرمائی گویا ان سے مشورہ چاہا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کریں۔ آپ نے فرشتہ سے فرمایا: میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں تو اس کلمہ کے فرمانے کے بعد آپ نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا، حتی کہ آپ اپنے رب سے ملاقی ہو گئے۔

﴿طبرانی، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ اس وقت تکیہ لگا کر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ وضع بادشاہوں کے کھانا کھانے کی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ سیدھے بیٹھ گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس حال میں آئے کہ نبی کریم ﷺ تکیہ لگا کر کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نعمت سے تکیہ لگاتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ مستوی ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد کبھی آپ کو تکیہ لگائے نہیں دیکھا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بندہ ہی ہوں۔ اسی طرح کھاتا ہو جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اسی طرح پیتا ہوں جس طرح بندہ پیتا ہے۔

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس جگہ ٹیک لگانے سے مراد اس ہیئت پر بیٹھنا ہے کہ جو بستر آپ ﷺ کے نیچے بچھا ہوا تھا۔ اس سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اس مفہوم کو بیہقی، ابن وجیہہ اور قاضی عیاض رحمہم اللہ نے ثابت کیا ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ ایک پہلو پر جھکنا مراد ہے۔

کتابت اور شعر گوئی نبی کریم ﷺ پر حرام تھی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ -------------------- ﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: ''وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبر دینے والی کی۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ○ ---------------------------------- ﴿سورۃ العنکبوت﴾

ترجمہ: ''اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ------------------------ ﴿سورۃ یٰسین﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق تھے۔''

حضرت ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں لکھا پاتے تھے کہ محمد ﷺ اپنے ہاتھ سے کتابت نہ کریں گے اور نہ کتاب دیکھ کر پڑھیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ ---- ﴿سورۃ العنکبوت﴾

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان دونوں کی تحریم کا قول اس وقت متوجہ ہو جاتا ہے جبکہ ہم کہیں کہ آپ ﷺ میں دونوں خوبیاں احسن طریق پر تھیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الروضہ'' میں اس کا تعاقب کیا ہے اور کہا کہ ان دونوں کی تحریم ممتنع نہیں ہے، اگر چہ آپ بخوبی لکھ اور پڑھ نہ سکیں اور تحریم سے مراد ان دونوں کی طرف توصل کرنا ہوگی، حق و صواب یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ بخوبی لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ بعض علماء اس کے برعکس گئے ہیں اور وہ قضیہ کی حدیث سے تمسک و استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لکھا: ''**هذا ما صالح عليه محمد بن عبدالله**'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے کتابت کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عوف بن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے رحلت نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ نے قرأت بھی کی اور کتابت کی۔ اس کی سند ضعیف اور ہے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔ حافظ ابوالحسن ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرا گمان یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے رحلت نہ فرمائی جب تک حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) نے پڑھ لکھ نہ لیا۔ مطلب یہ کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں سمجھ دار تھے۔

ابو مسعود دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''اطراف'' قضیہ حدیبیہ کے سلسلے میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تحریر کو تھاما باوجودیکہ آپ بخوبی لکھ نہیں سکتے تھے مگر آپ نے ''رسول اللہ'' کی جگہ ''محمد ﷺ'' لکھا۔ عمر بن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں فرمایا: نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے دن اپنے ہاتھ سے لکھا۔ باوجود یہ کہ آپ ﷺ نے اس سے قبل کتابت نہ کی تھی اور یہ آپ کے معجزات میں سے ہیں کہ کتابت کا علم اسی لمحہ

آپ کو حاصل ہوا، اور اس قول کو محدثین کی ایک جماعت نے کہا ہے۔ ان میں ابوذر رہروی، ابوالفتح نیشاپوری، قاضی ابوالولید لخمی اور قاضی ابوجعفر سمنانی اصول رحمہم اللہ ہیں۔

حضرت ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ کے موکدترین معجزات میں سے یہ ہے کہ آپ نے بغیر سیکھے کتاب فرمائی اور آپ ﷺ کو حروف میں امتیاز نہ تھا لیکن آپ نے اپنے دست اقدس میں قلم لیا اور اس سے لکھا، باوجود یہ کہ آپ ﷺ کو امتیاز نہ تھا لیکن جب تحریر دیکھی تو وہ حسب مراد ظاہر و واضح تھی۔

اور انہیں محرمات میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ پر شعر گوئی حرام تھی۔ جیسا کہ حدیث دلالت کرتی ہے جسے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جو کچھ کیا ہے مجھے کوئی پروانہیں ہے۔ خواہ میں نے تریاق پیا ہو یا تعویذ لٹکایا ہو یا میں نے اپنے دل سے شعر کہا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جبکہ صحابہ مسجد کی تعمیر کر رہے تھے۔ یہ فرمایا:

هذا الحمال لا حمال خيبر

هذا ابر ربنا واطهر

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ ﷺ نے ازخود کبھی کوئی شعر نہیں کہا، البتہ پہلے کسی شاعر نے جو کہا: اسے آپ ﷺ نے نقل کیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عباس بن مرداس سے فرمایا: تمہارا اپنے اس شعر کی بابت کیا رائے ہے۔

اصبح نهبى و نهب العبيد

بين الاقرع الله و عيينه

اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نہ تو شاعر ہیں اور نہ شعر کو نقل کرنے والے اور نہ یہ بات آپ ﷺ کے شایان شان ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تو "بین عینیہ والاقرع" کہا ہے۔

علماء نے فرمایا وہ روایت جو رجز کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے منقول ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا: "هل انت الا اصبع دميت" یا اس کے سوا اور کوئی آپ کے مقولہ وغیرہ تو یہ اس پر محمول ہیں کہ آپ ﷺ نے بالقصد کبھی شعر نہ کہا۔ شعر تو اسی کو کہا جاتا ہے جو بالقصد کہا جائے۔ یہی حال ان آیات موزونہ کا ہے، جو قرآن کریم میں ہیں کیونکہ ان کو شعر گوئی کے قصد سے نہیں کہا گیا۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ ﷺ پر جس طرح کتابت حرام تھی اور جس طرح آپ پر شعر گوئی حرام تھی، اسی طرح آپ پر شعر کی نقل بھی حرام تھی۔

حربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی شاعر کا پورا شعر نقل کیا ہو بلکہ یا

تو شعر کا ابتدائی حصہ نقل کیا ہے جیسا کہ البید نے کہا: "الا کل شیئی ما خلا اللہ باطل" یا آخری حصہ نقل فرمایا جیسے کہ طرفہ کا قول ہے: "و یا تیک بالا خبار من لم تزود" لیکن آپ ﷺ نے اگر کبھی کوئی پورا شعر پڑھا ہے تو اس میں تغیر کر دیا ہے جیسے کہ عباس بن مرداس کا شعر ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کوئی شعر مرتب نہیں فرمایا۔

﴿بیہقی﴾

جسم اقدس پر اسلحہ لگا کر آپ ﷺ کیلئے ان کا اتارنا حرام تھا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یوم اُحد فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا میں محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے مذبوحہ گائے دیکھی ہے تو میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ محفوظ زرہ تو مدینہ منورہ ہے اور مذبوحہ گائے جنگ وقتال ہے۔ اب اگر تم چاہو تو مدینہ منورہ میں مقیم رہو، اگر دشمن ہم پر چڑھ آئے تو ہم مدینہ میں ان سے جنگ کریں گے اس پر لوگوں نے کہا: خدا کی قسم! زمانہ جاہلیت میں وہ ہم پر نہیں چڑھے تو اب یہ عہد اسلام میں ہم پر چڑھ آئیں گے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب تمہیں اختیار ہے اور وہ لوگ چلے گئے پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے جسم پر اسلحہ آویزاں کر لیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا: ہم نے کیا کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کی روئے مبارک کی خلاف ورزی کی، پھر وہ سب آئے اور عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی کو اختیار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب مجھے اختیار نہیں، کیونکہ نبی کیلئے سزاوار نہیں ہے وہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے بغیر جنت کے اتار دے۔

﴿امام احمد، ابن سعد﴾

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ احسان کے بدلہ زیادتی چاہنا آپ پر حرام تھا:

۞ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿سورۃ المدثر﴾

ترجمہ: "اور زیادہ لینے کیلئے کسی پر احسان نہ کرو"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت ہے۔ فرمایا کہ کسی کو اس طرح عطیہ نہ دو کہ اس سے بہتر کی خواہش رکھو۔ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔

﴿ابن جریر﴾

۞ ابن ابی حاتم حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا ﴿سورۃ الروم﴾

کے تحت روایت کی ہے۔ فرمایا: وہ زیادتی حلال ہے جو کوئی شے ہدیہ میں دی جائے اور اس کے عوض اس سے بہتر کی توقع رکھی جائے۔ اس میں نہ اسے نفع ہے اور نہ اس پر نقصان۔ حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس سے منع فرمایا گیا۔

آپ ﷺ یہ خصوصیت کہ لوگ جس چیز سے نفع اٹھاتے ہیں ان کی طرف نگاہ دراز کرنا آپ پر حرام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ﴿سورۃ الحجر﴾

اس حکم کو رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب ''الایضاح'' سے نقل کیا ہے اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اصل الروضہ'' میں اور ابن القاضی نے ''التلخیص'' میں جزم کیا ہے۔

آپ کی ہی خصوصیت تھی کہ جو عورت آپ کو اختیار نہ کرے اسے روکنا آپ پر حرام تھا۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جون کی بیٹی جب نبی کریم ﷺ کے حرم میں داخل ہوئی تو آپ اس کے قریب گئے۔ اس عورت نے کہا: ''اعوذ باللہ منک'' اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے بہت بڑی ہستی کی پناہ لی ہے تو اسے گھر چلی جا۔

ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ بات آپ کے خصائص میں سے ہے اور اس سے انہوں نے سمجھا کہ آپ پر ہر اس عورت سے نکاح حرام تھا جو آپ کی صحبت کو برا جانے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی کو نکاح کا پیغام بھیجتے اور وہ نامنظور کرتے تو دوبارہ پیام نہ دیتے تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو پیام دیا۔ اس نے کہا میں اپنے باپ سے مشورہ کرلوں اور وہ اپنے باپ سے ملی اور اس کے باپ نے اسے اجازت دیدی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور آپ سے کہا کہ میرے باپ نے اجازت دیدی ہے مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم نے تیرے سوا اور عورت کو اپنا ہمبستر بنالیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

کتابیہ سے نکاح نبی کریم ﷺ پر حرام تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھا۔ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الناسخ'' میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ ''لَايَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ: ''النساء'' سے مراد کتابیہ عورتیں ہیں۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ ''لَايَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ'' (سورۃ الاحزاب) کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ عورتیں خواہ یہودیہ ہوں یا نصرانیہ انہیں سزاوار نہیں ہے کہ وہ امہات المومنین ہوں۔ اصحاب نے کہا اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی ازواج امہات المومنین آخرت میں آپ کے ساتھ جنت میں آپ درجہ میں ساتھ ہوں گی اور اس وجہ سے بھی ممانعت کی گئی۔ آپ اس سے بزرگ تر ہیں کہ آپ کا پانی کافرہ کے رحم میں واقع ہو اور اس وجہ سے بھی کہ کافرہ عورت آپ کی صحبت کی ناپسند کرتی ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے عورتوں کی اباحت میں مہاجرہ ہونے کی شرط لگائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے ''الّٰتِىْ هَاجَرْنَ مَعَكَ'' (سورۃ الاحزاب) لہٰذا جب کہ آپ پروہ

عورتیں حرام ہیں جو مسلمان ہیں مگر انہوں نے ہجرت نہیں کی ہے تو غیر مسلمہ عورت تو بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔

ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ شوافع میں سے ہیں کہا اگر آپ کتابیہ عورت سے شادی کرتے تو آپ کی کرامت کی وجہ سے اسے اسلام کی ہدایت مل جاتی۔

بعض اصحاب شوافع رحمہم اللہ کتابیہ باندی سے صحبت کے حرام ہونے کی طرف گئے ہیں لیکن اس میں اصح قول یہ ہے کہ حلال ہے۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحاوی'' میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی باندی ریحانہ سے اس کے اسلام لانے سے پہلے تمتع فرمایا۔ علی ہذالا قیاس کیا آپ کو اس کے مابین اختیار تھا کہ اس باندی کو اسلام لانے تک روکے رکھیں یا وہ اپنے دین پر قائم رہے تو آپ اسے اپنے سے جدا کر دیں تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہاں آپ کو روکے رکھنا حلال تھا تا کہ وہ آخرت میں آپ کی زوجات میں ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ روکے رکھنا تو جائز تھا لیکن آخرت میں وہ آپ کی زوجات میں نہ ہوگی۔ اس لیے کہ جب ریحانہ پر عرض اسلام کیا گیا تو اس نے انکار کیا پھر بھی وہ آپ کی ملک میں برابر رہی اور آپ استمتاع پر قائم رہے۔

غیر مہاجرہ عورت سے آپ کا نکاح حرام تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ مسلمان عورت جس نے ہجرت نہیں کی اس سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھا۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بتا کر اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو اصناف النساء سے منع کیا گیا تھا بجز ان عورتوں کے جو مومنہ اور مہاجرہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ''

﴿سورۃ الاحزب﴾

ترجمہ: ''ان کے بعد اور عورتیں حلال نہیں۔ اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال'' اور آپ کے لیے مومنہ جوان عورت اور مومنہ عورتیں اگر وہ اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کے حوالہ کریں تو حلال کی گئیں اور ہر وہ عورت جو اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہو حرام کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ وَبَنٰتِ عَمِّکَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَبَنٰتِ خَالِکَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ.''

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں

جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کیلئے نہیں۔''

ان کے سوا ہر قسم کی عورتیں آپ پر حرام کی گئیں۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ بروایت اصح مسلمہ باندی سے نکاح کا حرام ہونا ہے۔ اس لیے کہ باندی سے نکاح کرنا گناہ کے خوف کے ساتھ مشروط ہے اور نبی کریم ﷺ معصوم ہیں اور باندی سے نکاح کر جائز ہونا مہر نہ دینے کی قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے ہے اور آپ کا نکاح فرمانا مہر کا محتاج نہیں ہے اور اس لیے بھی آپ پر باندی سے نکاح کرنا حرام تھا کہ باندی سے نکاح کرتا ہے تو اس سے اس کا بیٹا آزاد ہو گیا اور آپ کا منصب اس سے منزہ پاک ہے۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے اسے جائز رکھا ہے اس نے باندی کے حق میں گناہ کے خوف کو شرط رکھا ہے۔ اسی طرح عدم ادائیگی مہر کو مشروط رکھا ہے اس تقدیر پر آپ کے لیے جائز ہوگا کہ آپ ایک سے زیادہ باندی رکھ سکیں بخلاف امت کے اور اگر باندی سے آپ کے نکاح کو فرض کیا جائے تو جو بچہ اس سے پیدا ہوگا وہ آزاد نہ ہوگا اور بچے کی قیمت اس کے مالک کے لیے لازم نہیں آئے گی۔ برقول اصح کیونکہ آزادی ناممکن ہے۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر نبی کریم ﷺ کے حق میں نکاح غرور کو فرض کیا جائے تو بچے کی قیمت آپ پر لازم نہیں آئے گی۔ ابن الرفعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المطلب'' میں کہا کہ نکاح غرور اور اس سے وطی کرنے کے امکانی تصور کے بارے میں نظر ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ وطی شبہ حرام ہے اور ہاتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں گناہ لازم نہیں آتا تو وہ جائز رکھتا ہے کہ اس سے آپ کی برتر جانب کو محفوظ رکھا جائے اور یہ جائز جانتا ہے کہ یہ کہا جائے یہ آپ کے لیے جائز ہے اس لیے کہ بالا جماع امت گناہ اسی طرح آپ سے مفقود جس طرح نسیان مفقود ہے۔

آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ کنکھیوں سے اشارہ کرنا حرام تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن چار آدمیوں کے سوا تمام لوگوں کو امن دیا ان چار میں سے ایک عبداللہ بن ابی سرح ہے اور اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس پناہ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عبداللہ بیعت کے لیے حاضر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ اس پر نظر ڈالی۔ ہر بار آپ نے انکار کیا۔ تیسری مرتبہ کے بعد اس سے بیعت لی۔

اس کے بعد آپ نے اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا مرد رشید نہ تھا کہ وہ اس کی طرف کھڑا ہوتا جب کہ میں نے اسے دیکھا اور اس کی بیعت سے اپنے ہاتھوں کو کھینچا۔ یہاں تک کہ وہ مرد رشید اسے قتل کر دیتا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے نہیں جانا کہ آپ کیا چاہتے

تھے؟ آپ نے کیوں اپنی چشم مبارک سے اشارہ نہ فرمایا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کی خیانت کرے۔

﴿ابوداؤد، نسائی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے مرسلاً اس کی مثل روایت کیا۔ اسکے آخر میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اشارہ کرنا خیانت وچوری ہے کسی نبی کیلئے جائز نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ''خائنۃ الاعین'' یہ ہے کہ مباح کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا جائے خواہ قتل کے لیے ہو یا مارنے کے لیے۔ برخلاف اس کے جو ظاہر ہے اور جس کی طرف حال اشارہ کرتا ہو۔ یہ آنکھ سے اشارہ کرنا آپ کے سوا کسی کے لیے حرام نہیں ہے بجز امر ممنوع کے۔ اس کے ساتھ صاحب التلخیص نے اس پر استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے جنگ میں دھوکہ دینا جائز نہ تھا۔

المعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مخالفت کی ہے۔ امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس قول کی مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ یہ مشہور ہے کہ نبی کریم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اس کے غیر کے ساتھ کنایہ کرتے تھے۔ یہ بات صحیحین میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ رمز وکنایہ پر رمز وکنایہ کرنے والے پر عیب لگاتے ہیں۔ بخلاف امور عظمیہ کے ابہام اور پوشیدہ رکھنے کے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے الدلائل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے وقت فرمایا مجھ سے لوگوں کو دور کر دو کیونکہ کسی نبی کے لیے جائز نہیں ہے کہ چھوٹی بات کہے۔

چنانچہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کوئی پوچھتا تم کون ہو تو وہ فرماتے ہیں متلاشی ہوں اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ تمہارے ساتھ کون ہے تو کہتے ہادی ہیں جو میری رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے امور خاصہ میں بھی توریہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا اس میں جھوٹ نہ تھا۔ بلاشبہ وہ یک گونہ توریہ تھا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ راہ خیر میں آپ میری ہدایت فرماتے ہیں۔ لیکن اس کو کذب اس بنا پر نام دیا گیا کہ یہ صورۃً کذب تھا۔ حقیقۃ کذب نہ تھا۔ اس سے وہ حدیث واضح ہو جاتی ہے جو شفاعت کے باب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے کہ میں نے تین کذب بولے ہیں۔ حالانکہ یہ سب توریے تھے لہٰذا یہ ظاہر ہے کہ اس سے منع کیا جانا انبیاء علیہ السلام کے خصائص سے ہے۔ اس وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نفس پر ان توریوں کو کذب سے شمار کیا۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے شمار کیا ہے کہ جب آپ ﷺ تکبیر کی آواز سنیں تو ان پر غارت گری کرنا حرام تھی اس بات کو انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر جہاد فرماتے تو ہمارے ساتھ مل کر جنگ نہ کرتے۔ جب تک کہ صبح نہ ہو جاتی اور آپ اذان کی آواز سننے کے منتظر رہتے۔ اگر آپ اذان کی آواز سن لیتے اپنے ہاتھوں کو روک لیتے اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے تھے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ایک وہ ہے جسے قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ آپ پر حرام تھا کہ مشرکوں کی اعانت قبول فرمائیں۔

حضرت حبیب یساف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک جانب تشریف لے گئے تو میں اور میری قوم کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے کہا ہم مکروہ جانتے ہیں کہ ہماری قوم جنگ میں آئے البتہ ہم آپ کے پاس ان کے ساتھ جنگ میں آئیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو۔ ہم نے کہا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں کیونکہ ہم مشرکوں کے خلاف مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔

﴿ تاریخ بخاری ﴾

قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''القاضی'' میں نبی کریم ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظلم وستم پر گواہی نہیں دیتے تھے۔ شیخین رحمہما اللہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور میں نے اس تالیف کو صاف لکھا ہے۔

نبی کریم ﷺ کیلئے اللہ نے جن امور کو مباح فرمایا انکی تفصیل

آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ بعد عصر نماز آپ ﷺ پر مباح تھی:

کتاب الروضہ کے مصنف نے ''الروضہ'' میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے بعد ظہر کی دو رکعتیں فوت ہو گئیں۔ تو آپ ﷺ نے بعد نماز عصر قضا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے بعد عصر ان دونوں رکعتوں پر مواظبت فرمائی۔ اس پر مداومت فرمانے میں آپ کی خصوصیت کے تحت دو وجہ بیان کی ہیں۔ ان دونوں میں اصح وجہ ہے کہ یہ آپ کے ساتھ خاص تھی۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے ان دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو نبی کریم ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ ان کی عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے پھر کسی کام نے آپ کو ان کے پڑھنے سے باز رکھا تو آپ نے ان کو بعد عصر پڑھا۔ اس بعد آپ نے اسے برقرار رکھا چونکہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی جب کوئی نماز پڑھتے تو اسے قائم رکھا کرتے تھے۔

﴿ مسلم، بیہقی ﴾

بسند صحیح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے وہ نماز پڑھی ہے جسے آپ پڑھا نہیں کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خالد رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھے ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے باز رکھا جسے میں بعد ظہر پڑھا کرتا تھا۔ اس

وقت میں نے ان کو پڑھا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سے جب یہ قضا ہو جائے تو کیا ہم اسے ادا کیا کریں؟ فرمایا تمہیں ضرورت نہیں ہے۔

﴿احمد، ابویعلی، ابن حبان﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود تو بعد نماز عصر پڑھتے تھے اور دوسروں کو اس سے منع فرماتے تھے اور خود صوم وصال (مسلسل روزے) رکھا کرتے تھے اور دوسروں کو صوم وصال سے منع فرمایا کرتے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ دو رکعتیں ایسی تھیں جن کو رسول اللہ ﷺ ظاہر و باطن کسی حال میں ترک نہ فرمایا کرتے تھے وہ دو رکعتیں قبل صبح اور دو رکعتیں بعد عصر کی ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

آپ ﷺ نماز کی حالت میں صغرسن بچی کو گود میں لیے رہتے تھے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ نماز کی حالت میں چھوٹی بچی کو آغوش میں لیے لیا کرتے تھے۔ یہ ان حدیثوں میں ہے جن کو بعض علماء نے بیان کیا ہے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو امامہ بنت زینب جو کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کی بیٹی تھی آغوش میں لیے رہا کرتے تھے۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو انہیں بٹھا دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیا کرتے تھے۔بعض علماء نے کہا کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے اسے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح بخاری'' میں نقل کیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

غائب کی نماز جنازہ پڑھنا حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ غائب کی نماز جنازہ پڑھنا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے اور اسی اختصاص پر نجاشی کی نماز جنازہ کو محمول کیا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا غائبانہ نماز جنازہ آپ کے سوا دوسروں کے لیے جائز اور درست نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن دوسروں کو اس سے منع فرمایا:

علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی ہے جیسا کہ صحیحین حدیث میں آیا ہے اور دوسروں کو اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی بیٹھ کر امامت نہ کرے۔ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کو جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کیا ہے اور جابر جعفی متروک الحدیث ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں کی جاسکتی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ شخص جانتا ہے جس نے اس کے

ساتھ حجت لی ہے کہ اس حدیث میں حجت نہیں ہے کیونکہ یہ مرسل ہے اور اس لیے کہ اس میں راوی ایسا ہے جس نے روایت کرنے سے لوگ اعراض کرتے ہیں۔

﴿دار قطنی، بیہقی﴾

صوم وصال آپ ﷺ کے لیے مباح تھا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ صوم وصال سے اجتناب کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

اس حدیث کے معنی میں اختلاف واقع ہے۔ بعض نے کہا کہ حقیقت مراد ہے اور آپ کے پاس جنت سے کھنا نا پینا آتا ہے اور جنتی غذا کھانے سے روزہ کا افطار نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا مجاز مراد ہے کہ آپ میں کھانے پینے والوں کی طاقت پیدا کی جاتی ہے پھر یہ کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صوم وصال آپ کے حق میں مباحات میں سے ہے اور امام الحرمین نے فرمایا کہ صوم وصال آپ کے حق میں قربت وعبادت ہے۔

اس جگہ ایک لطیفہ ہے جس پر صاحب مطلب نے خبردار کیا ہے وہ یہ کہ صوم وصال کے مباح ہونے میں آپ کی خصوصیت، آپ کے تمام امت کے اعتبار سے ہے نہ کہ افراد امت کے اعتبار سے۔ اس لیے بکثرت صالحین ایسے ہوئے ہیں جن کے لیے شہرت ہے کہ وہ صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ صاحب المطلب نے کہا کہ اور ممانعت جو ہے اس کا تعلق بحسب جمیع امت ہے۔ انتہی۔

فائدہ:

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں فرمایا کہ اس حدیث کے ساتھ اس روایت کے بطلان پر استدلال کیا جاسکتا ہے جس میں یہ وارد ہے کہ آپ بھوک سے اپنے شکم اقدس پر پتھر باندھا کرتے تھے اسلئے کہ جب آپ صوم وصال رکھتے تھے تو آپ کا رب آپ کو کھلاتا اور پلاتا ہے اور عدم صوم وصال کی حالت میں آپکو بھوکا چھوڑ دے۔ حتیٰ کہ آپ کو اپنے شکم اقدس پر پتھر باندھنے کی ضرورت لاحق ہو جائے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث میں جو لفظ حجر معنی پتھر آیا ہے حقیقت میں وہ لفظ حجز (زا کے ساتھ) ہے جس کے معنی تہبند کے کنارے کے ہیں۔ مگر تحریر میں را کے ساتھ لکھا گیا۔

آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنے کلام میں طویل زمانہ گزرنے کے بعد استثناء فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَ اذْكُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ." ﴿سورۃ الکہف﴾

ترجمہ: "اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا میں کل یہ کروں گا۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کی یاد کرو جب تو بھول جائے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کبھی آپ استثناء فرمانا فراموش کر دیتے تو جب یاد آتا آپ استثناء کر لیتے اور انہوں نے فرمایا یہ بات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ ہم میں سے کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ استثناء کرے مگر یہ کہ اپنی قسم کے ساتھ فوراً ہی استثناء کو شامل کرے۔

﴿طبرانی، ابن ابی حاتم﴾

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا کہ آپ کے لیے یہ جائز تھا کہ آپ خود کو اور اپنے رب کو ایک ضمیر میں جمع فرمائیں۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ ''ان یکون اللہ و رسولہ احب سواھما'' اور آپ کا یہ اشارہ کہ ''**ومن یعصھما فانہ لایضر الا نفسہ**'' اور یہ بات آپ کے سوا پر ممنوع ہے جیسا کہ آپ نے اس خطیب سے فرمایا۔ جس وقت کہ اس نے یہ کہا ''**من یطع اللہ و رسولہ فقد رشد و من یعصھما فقد غوی**'' خطیب سے فرمایا۔ تم کو یہ کہنا چاہیے تھا ''ومن یعص اللہ و رسولہ'' علماء نے فرمایا کہ یہ بات آپ کے سوا کے لیے ممنوع ہے۔ آپ کے لیے نہیں۔ اس لیے کہ آپ کے سوا جو کوئی جمع کرے گا تو اس میں برابری کے اطلاق کا وہم پیدا ہو گا۔ بخلاف آپ کے، کیونکہ آپ کا منصب ہی ایسا ہے کہ آپ کے طرف ایسا وہم راہ ہی نہیں پا سکتا۔

نبی کریم ﷺ پر زکوٰۃ واجب نہیں تھی:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ شاذلی طریقہ کے شیخ الصوفیہ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''التنویر'' فرمایا انبیاء علیہم السلام کی شان یہ ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں اور ان کی اپنی کوئی ملکیت نہیں ہوتی۔ وہ صرف اسی کی شہادت دیتے ہیں جو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ان کے لیے ودیعت فرمائے۔ وہ مختلف اوقات میں وہی خرچ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ خرچ کرتا ہے اور اس کو اس کے محل کے سوا میں خرچ سے باز رکھتے ہیں اور اس لیے بھی ان پر زکوٰۃ کا وجوب نہیں کہ زکوٰۃ ان لوگوں کے لیے طہارت ہے جو چاہتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں جن پر طہارت واجب ہو چکی ہے اور انبیاء علیہم السلام اپنی عصمت کی وجہ سے ناپاکی سے پاک ومنزہ ہیں۔

آپ کیلئے فئی کے چار خمس اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ ہے:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اموال فے میں سے چار خمس اور اموال غنیمت میں سے پانچواں حصہ آپ کا ہے اور یہ کہ تقسیم غنیمت سے پہلے غنیمت وغیرہ میں سے باندی وغیرہ جو پسند آئے اپنے لیے خاص فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ.

﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: ''جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے۔

.. اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے"

اور فرمایا

وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْئٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ.

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: "اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس فے میں اس چیز کے ساتھ خاص فرمایا جو آپ کے سوا کسی کو عطا نہ ہوا۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ.

﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: "جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو ان سے، تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔"

تو یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھا۔ آپ اپنی اہل کا خرچ اس سے سال بھر تک کرتے تھے اور جو مال باقی رہ جاتا اسے آپ لے کر اللہ تعالیٰ کے مال میں شامل کر دیتے تھے۔ اسی پر آپ نے اپنی تمام عمر عمل فرمایا پھر جب نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کہ ابوداؤد و حاکم رحمہما اللہ نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لیے بجز خمس کے تمہاری غنیمت میں سے اتنا بھی حلال نہیں ہے اور خمس لینا تمہارے حق میں مردود ہے۔

﴿احمد، بخاری، مسلم﴾

حضرت عمر بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بنو قریظہ غلام بنائے گئے اور وہ غلام رسول اللہ ﷺ کے حضور میں پیش ہوئے تو ان میں ریحانہ بنت زید بن عمرو تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ریحانہ کو جدا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ علیحدہ کر لی گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر غنیمت میں آپ کو اختیار حاصل تھا۔ تقسیم سے پہلے اپنے لیے جو چاہتے خاص فرما لیا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

یزید بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے ایک بدوی صحابی شخص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر یہ تحریر لکھا کر اسے عطا فرمائی کہ

"من محمد رسول الله الى بنى زهير بن اقيس، انكم ان شهدتم ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقمتم الصلوة واتيتم الزكوة واديتم الخمس من المغنم وسهم النبى وسهم الصفى، انتم امنون بامان الله ورسوله."

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سہم الصفی (یعنی تقسیم سے قبل نبی کا خالص پسند فرمانا) صحیح آثار میں مشہور ہے اور اہل علم کے درمیان معروف ہے اور اہل سیر کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اسی سہم الصفی میں سے تھیں اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ سہم الصفی آپ کے ساتھ خاص تھا اور رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شمشیر ذوالفقار رحمۃ اللہ علیہ اسی سہم صفی میں سے تھی۔

چراگاہ کا اپنی ذات کے لیے خاص فرمالینا آپ کے لیے مباح تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ حِمٰی یعنی چراگاہ کا اپنے لیے خاص فرمانا ہے اور جس زمین کو آپ نے چراگاہ بنالیا وہ نہ ٹوٹے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**لا حمی الا للہ ولرسولہ**'' چراگاہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ ہی کے لیے نہیں۔

اصحاب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جس زمین کو چاہیں جس میں کھیتی نہ ہو اپنے جانوروں کے لیے چراگاہ بنالیں یہ اختیار آپ ہی کو ہے۔ دیگر تمام آئمہ (خلیفہ وقت) کے لیے یہ اختیار قطعاً جائز نہیں ہے البتہ ان آئمہ کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لیے چراگاہ منتخب کردیں۔ ایک قول یہ ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ برتقدیر جواز ان آئمہ کے لیے جو بعد میں آئیں یہ جائز ہوگا کہ وہ چراگاہ کہ منسوخ کردیں۔ لیکن جس قطعہ زمین کو رسول اللہ ﷺ نے بطور چراگاہ اپنے لیے مقرر فرمایا اسے کوئی نہیں بدل سکتا اور نہ اس کی حالت میں تغیر کرسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اس کا خاص مالک بنایا تھا۔ آپ اس میں جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں۔

اور آپ نے بیت المقدس کے ایک گاؤں کو اس کی فتح سے پہلے تمیم داری اور اس کی اولاد کو بطور جاگیر عطا فرمایا تھا اور وہ جاگیر آج تک ان کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ بعض حاکموں نے ان کو پریشان کرنے کا ارادہ کیا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جنت کی زمین جاگیر میں عطا فرماتے تھے۔ یہ تو دنیاوی زمین ہے۔ یہ تو زیادہ اولیٰ ہے کہ کسی کو جاگیر اور اجارہ میں دی جائے۔

﴿بخاری﴾

مکہ میں جنگ کرنا، قتل کرنا اور بغیر احرام مکہ میں داخل ہونا آپ کیلئے مباح تھا:

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں قتال کرنا اور وہاں قتل کرنا اور بغیر احرام کے داخل ہونا اور بعد امان کے قتل کرنا آپ کے لیے مباح کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ۔

﴿سورۃ البلد﴾

ترجمہ: ''مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ مکرمہ میں اس شان سے

داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود (عمامہ) تھا۔ جب آپ نے خو اتارا تو ایک شخص نے آ کر بتایا ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فتح مکہ کے دن فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم بنایا ہے لوگوں نے اسے حرم نہیں بنایا لہٰذا کسی آدمی کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے حلال نہیں ہے کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ اسے یہ حلال ہے کہ مکہ کا کوئی درخت کاٹے۔ اب اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال سے اجازت چاہے تو کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجازت دی اور تمہارے لیے اس نے اجازت نہیں دی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اس شان سے داخل ہوئے کہ بغیر احرام کے آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ کے لیے امان دینے کے بعد قتل کرنا جائز تھا۔

﴿مسلم﴾

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس قول میں خطا کی ہے کیونکہ علماء نے فرمایا جس ذات مقدس پر آنکھ کے اشارے کو حرام کیا ہو اس کے لیے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ امن دینے کے بعد قتل کرے۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ فرمائیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ دیں اور اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے حکم فرمائیں اور اس کی شہادت قبول فرمائیں جو آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے شہادت دے اور آپ اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے خود شہادت دیں۔ آپ ہدیہ کو قبول فرمائیں۔ بخلاف آپ کے سوا دیگر حکام کے کہ ان کے لیے ہدیہ جائز نہیں۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ قضائے بالعلم (ذاتی علم سے فیصلہ فرمانے) کے باب میں ہندہ زوجہ ابوسفیان کی حدیث لائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ سے فرمایا کہ تم اپنے شوہر کے مال میں سے اس قدر مال لے سکتی ہو جو اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے کفایت کر سکے اور وہ معروف (بھلائی) کے ساتھ ہو۔ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے نفس کے حکم کے باب میں اور وہ شہادت قبول کرنے کے باب میں جس نے آپ کے حق میں گواہی دی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی حدیث لائے ہیں جو آگے آرہی ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کہ یہ جائز رہا تو یہ بھی جائز ہے کہ آپ اپنی اولاد کے لیے بھی حکم فرمائیں اور قبول ھدیہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

روزہ کی حالت میں بوس و کنار آپ کیلئے جائز تھا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ غضب کی حالت میں آپ کے لیے حکم فرمانا

اور فتویٰ دینا مکروہ نہ تھا۔ اس لیے کہ آپ پر غضب کی حالت میں وہ خوف نہیں تھا جو ہم پر خوف ہوتا ہے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مسلم'' میں لقطہ کی حدیث بیان کرتے وقت اس کا ذکر کیا کہ آپ نے اس بارے میں فتویٰ دیا۔ درآں حالیکہ آپ اتنے غضب میں تھے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ تھے۔

آپ کے خصائص میں یہ ہے کہ روزے کی حالت میں قوت شہوت کے باوجود بوسہ لینا جائز تھا۔ درآں حالیکہ یہ بات آپ کے سوا پر حرام ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسے لیا کرتے تھے۔ تم لوگوں میں کون شخص اپنی حاجت کا مالک ہو سکتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حاجت کے مالک تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں مباشرت یعنی بوس و کنار کرتے تھے اور آپ اپنی حاجت کے تم سے زیادہ مالک تھے۔

﴿مسلم، ابن ماجہ﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لیا کرتے اور ان کی زبان چوسا کرتے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حالت احرام میں خوشبو لگانا آپ کیلئے جائز تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لیے احرام کے بعد ہمیشہ خوشبو میں رہنا جائز تھا۔ یہ مالکیوں کے مذکورات میں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ گویا کہ میں نبی کریم ﷺ کے جوڑوں میں احرام کی حالت میں تراوٹ دیکھتی تھی۔ مالکیہ نے کہا کہ احرام کے بعد خوشبو کی مداومت آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ یہ دواعی نکاح میں سے ہے اس لیے لوگوں کو اس سے منع کیا گیا ہے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ اپنی حاجت کے لوگوں سے زیادہ مالک تھے اس لیے آپ ایسا کرتے تھے اور اس لیے بھی کہ آپ کو خوشبو محبوب کی گئی ہے تو آپ کو خوشبو کی اجازت دی گئی اور اس لیے بھی کہ وحی لانے کی وجہ سے فرشتوں سے آپ کی صحبت رہتی تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حالت جنابت میں مسجد میں قیام آپ کے لیے جائز تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ جنابت کی حالت میں ٹھہرنا آپ کے لیے جائز تھا۔ اور سیدھے لیٹ کر سونے کے سبب آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا اور شرم گاہ کے چھونے سے دو وجہوں میں سے ایک وجہ میں وضو نہیں ٹوٹتا تھا اور یہ وجہ میرے نزدیک اصح ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ سے فرمایا میرے اور تمہارے سوا کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں ٹھہرے۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے سوا اور تمہارے سوا کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس مسجد میں جنبی ہو۔

﴿بزار﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تین خوبیاں ایسی دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک وہ عرب کے سارے اونٹ مجھے دیئے جانے سے زیادہ محبوب ہوتی۔

(۱) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر دی۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ان کا اس حال میں رہنا کہ ان کے لیے وہ چیز حلال ہوئی جو میرے لیے مسجد میں حلال نہ ہوئی۔

(۳) خیبر کے دن علم دیا جانا۔

﴿ابو یعلی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنبی کا حالت حائض میں اس مسجد میں آنا حلال نہیں ہے بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضیٰ، سیدہ فاطمہ الزہرہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو حازم اشجعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ پاکیزہ مسجد بنائیں جس میں وہ اور ہارون علیہ السلام کے سوا کوئی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ پاکیزہ مسجد بناؤں جس میں میرے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں فرزند کے سوا کوئی نہ ٹھہرے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا مسجد میں تمہارے لیے وہ چیز حلال ہے جو میرے لیے حلال ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مسجد کو نہ جنبی کے لیے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ حائض کو۔ بجز محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میری ازواج اور علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم کے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مسجد کو نہ

حائض کے لیے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ جنبی کے لیے۔ البتہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رات میں وضو فرمایا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ سو گئے یہاں تک کہ میں نے خرخراہٹ کی آواز سنی اس کے بعد موذن آیا اور آپ اٹھ کر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدے کی حالت میں سو جایا کرتے تھے۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر اپنی نماز تمام فرمایا کرتے تھے۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدھے لیٹ کر سو جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سانس کی آواز آنے لگتی پھر آپ اٹھ کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ اس کی علت یہ ہے کہ آپ کی آنکھیں سوتیں اور آپ کا دل بیدار رہتا تھا۔

﴿ابن ماجہ، ابو یعلیٰ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: ''اے خدا میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں کہ مجھ سے اپنے عہد کے خلاف معاملہ نہ کرنا'' بلاشبہ میں ایک بشر ہی ہوں تو جس مسلمان کو میں ایذا پہنچاؤں، یا اسے برا کہوں یا اس پر لعنت کروں یا اسے کوڑے ماروں تو میرے اس عمل کو اس کے حق میں تزکیہ، رحمت اور قربت دار بنا دینا اور اس کے سبب روز قیامت اپنی طرف اسے تقرب بنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور فرمایا اس آدمی کی حفاظت کرنا مگر وہ غافل ہو گئیں اور وہ آدمی بھاگ گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ قطع کرے۔ یہ سن کر انہوں نے فریاد کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ اپنی امت کے جس انسان پر اللہ تعالیٰ سے بددعا کروں تو تو اس کے حق میں اس بددعا کو مغفرت قرار دینا۔

﴿امام احمد﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خدا جاہلیت کے زمانے میں جس شخص پر میں نے لعنت کی ہو اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے لہٰذا تو اس کو اس (لعنت) کے حق میں اپنے حضور قربت قرار دینا۔

﴿طبرانی﴾

مسلمانوں پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر اپنی جان قربان کردے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ جس شخص سے چاہیں بقوت اس کا کھانا

اس کا پینا لے لیں اور مالک پر دے دینا واجب ہے۔ اگر چہ وہ محتاج ہو اور اس پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر اپنی جان قربان کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ'' ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔''

علماء اسلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ظالم آپ کی طرف قصد کرے تو ہر اس شخص پر واجب ہے جو اس وقت حاضر ہے اپنی جان کو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں قربان کر دے۔ جس طرح کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے احد میں اپنی جان سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی اور اگر نبی کریم ﷺ کسی عورت کو اپنے نکاح میں لانا چاہیں تو اس پر واجب ہے کہ قبول کرے اگر وہ بے شوہر ہو اور آپ کے سوا پر حرام ہے اس عورت سے نکاح کا پیام دے اور اگر وہ عورت شوہر والی ہے تو اس کے شوہر پر واجب ہے کہ اسے طلاق دے دے تا کہ نبی کریم ﷺ اس سے نکاح کر لیں۔

✿ جیسا کہ پہلے اس آیت کے تحت گزر چکا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ.''

﴿سورۃ الانفال﴾

اسی آیت کے ساتھ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی استدلال کیا ہے۔

اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے قصہ میں طلاق دینے کے واجب ہونے کے سبب یہی استدلال کیا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممکن ہے اس قصے میں یہ حکمت ہے کہ شوہر کی جانب سے اپنی بیوی کو چھوڑنے کی تکلیف کے ذریعہ ان کے ایمان کا امتحان مقصود ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے بیوی، اس کے بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بشریٰ آزمائشوں کے ذریعہ اور گوشہ چشم کے اشارے سے منع کرنے کے ذریعہ اور ضمیر کی ان باتوں کے ذریعہ جو مخالف اظہار ہیں آپ کی آزمائش ہے۔

چار عورتوں سے زیادہ بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا آپکے خصائص میں سے ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا آپ کے لیے مباح تھا اس پر سب کا اجماع ہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ

مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمائی اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے۔''

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ جتنی عورتوں

سے چاہیں نکاح کریں یہ فریضہ ہے اور جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں یہ ان سب کی سنت ہے چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیویاں تھیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں آیہ کریمہ

"یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ وَ بَنٰتِ عَمِّکَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَ بَنٰتِ خَالِکَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّ هَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کے لیے نہیں۔"

کے تحت فرمایا وجودیکہ حضور نبی کریم ﷺ کی متعدد ازواج تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا حلال فرمایا جن کے شوہر نہیں ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے نکاح حلال کیا اس دن آپ ﷺ کے چچا کی بیٹیاں، پھوپیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں موجود تھیں۔

علماء نے فرمایا جبکہ آزاد کو غلام پر اس بنا پر فضیلت دی گئی کہ غلام کیلئے جتنی عورتیں رکھنا مباح ہے اس سے زائد آزاد عورتوں کو نکاح میں لاسکتا ہے تو نبی کریم ﷺ کیلئے واجب ہونا چاہیے کہ آپ کی تمام امت زیادہ سے زیادہ جو کہ چار ہیں ازواج رکھنے کی فضیلت رکھتی ہے۔ امت کے کثرت مباح چاہنے کے سبب آپ کیلئے اس سے اکثر بیبیاں مباح ہونی چاہئیں۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کیلئے ننانوے ازواج حلال کیں اور انہوں نے اس ضمن میں بہ کثرت فوائد بیان کیے ہیں۔ ان فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ یہ محاسن باطنی کی نقل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ محاسن ظاہر و باطن میں مکمل تھے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ اس شریعت کی نقل ہے جس پر لوگوں کو اطلاع نہ تھی۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ قبائل کو حضور نبی کریم ﷺ اپنا سسرال بننے کا شرف عطا فرمادیں۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ آپ کو اپنے اعداد کی طرف سے جو اذیت و تکلیف پہنچے ازواج کی کثرت کے سبب شرح صدر رہے اور پانچواں فائدہ یہ ہے کہ بارگاہِ رسالت کے تحمل کے باوجود کثرت ازواج پر قائم رہنے میں جو تکلیف کی زیادتی ہے وہ آپ کی ریاضت و مشقت کیلئے اعظم ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔ چھٹا فائدہ یہ ہے کہ آپ کے حق میں نکاح کرنا عبادت ہے۔

علماء اسلام نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ایسے وقت میں نکاح فرمایا جس وقت ان کے باپ حضور نبی کریم ﷺ کے دشمن تھے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے

ایسے وقت میں نکاح کیا جبکہ ان کا باپ اور ان کا چچا اور ان کا شوہر قتل ہو چکا تھا، اب اگر یہ ازواج آپ کے اس باطنی احوال سے مطلع نہ ہوتیں کہ آپ اکمل الخلق ہیں تو یقیناً طبائع بشریہ اس کی مقتضی ہوتیں کہ وہ عورتیں اپنے ماں باپ اور اپنے خاندان کی طرف مائل ہو جاتیں اور آپ کے حبالۂ عقد میں کثرت کے ساتھ ازواج تھیں جو آپ کے معجزات اور آپ کے باطنی کمالات کے اظہار و بیان کیلئے تھیں جس طرح کہ ظاہری معجزات و کمالات کو مردوں نے جانا پہچانا تھا۔

بغیر ولی اور گواہ کے آپ کیلئے نکاح مباح تھا:

حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں اور بغیر گواہ و مہر کے نکاح نہیں، لیکن نبی کریم ﷺ کے نکاح کیلئے ان میں سے کوئی شرط نہیں تھی۔

﴿بیہقی﴾

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو بھی لائے جسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنایا تو لوگوں نے کہا اگر آپ ان کا پردہ کرائیں گے تو وہ آپ کی زوجہ ہوں گی اور اگر ان کا پردہ نہ کرایا تو وہ ام ولد ہوں گی، چنانچہ جب آپ نے انہیں رسوا کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کا پردہ کرایا گیا۔ اس سے لوگوں نے جانا کہ آپ نے ان سے نکاح فرمایا ہے۔ اس حدیث سے دلالت کی وجہ ظاہر ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

علماء اسلام نے فرمایا: امت کے نکاح میں ولی کا اعتبار اسی مقصد سے ہے کفارت یعنی ہم نسبی کی محافظت کی جائے مگر نبی کریم ﷺ اکفا سے بالاتر ہیں اور امت کے نکاح میں گواہوں کا اعتبار اس لیے ہے کہ نکاح سے انکار نہ کیا جا سکے اور نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ نکاح سے انکار نہ کریں گے اور اگر عورت سے انکار کرے گی تو اس کی بات آپ کے خلاف اثر انداز ہوگی ہی نہیں۔

عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مہذب'' میں فرمایا ایسی منکرہ عورت آپ کی تکذیب کی بنا پر کافرہ ہو جائے گی اور رسول اللہ ﷺ کا کسی عورت سے نکاح فرمانا اپنی ذات کی جانب سے تھا۔ اور آپ طرفین کی جانب سے بغیر عورت کے اذن اور اس کے ولی کے اذن کے والی تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ''

﴿سورۃ الاحزاب﴾

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کیلئے عورت اللہ تعالیٰ کے حلال قرار دینے کی وجہ سے حلال تھی۔ آپ بغیر عقد کے اسے نواز سکتے تھے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جبکہ یہ بات آپ کیلئے جائز ہے تو یہ بات بھی آپ کیلئے جائز ہوگئی کہ بغیر عورت سے مشورہ لیے اس کا عقد کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا

﴿سورۃ الاحزاب﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا نبی

کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر تفاخر کرتی تھیں۔ وہ کہتی تھی کہ تم سب کو تو تمہارے گھر والوں نے بیاہا ہے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان کے اوپر بیاہا ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ اور زینب کو میری طرف سے پیام دو تو وہ گئے اور ان کو پیام پہنچایا، یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں کچھ نہیں کروں گی جب تک کہ میں اپنے خدا سے مشورہ نہ کرلوں، پھر وہ نماز پڑھنے کھڑی ہوگئیں، اور آیات کریمہ نازل ہوئی اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ بغیر اذن کے ان کو سرفرازی بخشی۔

﴿مسلم﴾

❁ بیہقی حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ:

وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ”تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ تعالیٰ کو ظاہر کرنا منظور تھا۔“

کی تفسیر میں روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم دے دیا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کے حبالہ عقد میں آئیں گی۔ قبل اس کے کہ آپ ان سے تزوج فرمائیں۔ چنانچہ جب آپ کے پاس حضرت زید رضی اللہ عنہ ان کی شکایت لے کر آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَاتَّقِ اللّٰہَ وَ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ”اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔“

❁ اس پر زید نے عرض کیا:

قَدْ اَخْبَرْتُکَ اِنِّیْ مُزَوِّجُکَھَا وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ

حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کا شرف:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں نبی کریم ﷺ کی ازواج میں کسی کے مانند نہیں ہوں، ان سب سے مہروں کے ساتھ نکاح کیا ہے اور ان کا نکاح ان کے ولیوں نے کیا ہے لیکن میرا نکاح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے کیا ہے اور قرآن میں نازل کیا ہے جسے تمام مسلمان پڑھیں گے نہ اسے کوئی بدل سکتا اور نہ پھیر سکتا ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ زینت بنت جحش رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے۔ انہوں نے اس دنیا میں وہ شرف پایا ہے کہ ایسا شرف کسی نے نہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح دنیا میں اپنے نبی سے فرمایا اور ان کے ساتھ قرآن گویا ہوا اور نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج سے اس وقت فرمایا جبکہ ہم سب آپ کے گرد جمع تھے۔ ”تم میں سے وہ عورت سب سے پہلے مجھ

سے ملنے والی ہے جس کے ہاتھ دراز ہیں۔'' تو آپ نے ان کو جلد تر ملنے کی بشارت کے ساتھ نوازا اور وہ جنت میں آپ کی زوجیت میں ہیں۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے آپ کے ساتھ تین باتوں پر ناز ہے اور تینوں باتیں آپ کی ازواج میں کسی کو حاصل نہیں ہے۔ ایک یہ کہ میرا جد اور آپ کا جد ایک ہے۔ دوسرے یہ کہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آسمان میں کیا۔ تیسرے یہ کہ سفیر حضرت جبرئیل علیہ السلام ہے۔

﴿ابن جریر﴾

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنا نفس حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ہبہ فرما دیا تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا نکاح لفظ ہبہ اور بغیر مہر کے ابتداءً اور انتہاءً ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ وَ بَنٰتِ عَمِّکَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَ بَنٰتِ خَالِکَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّ هَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ''

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کیلئے نہیں۔''

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ام شریک رضی اللہ عنہا نے اپنا نفس نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو قبول نہ فرمایا اور ام شریک رضی اللہ عنہا نے کسی سے نکاح بھی نہ کیا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ ﴿سورۃ الاحزاب﴾

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان سے وہ عورتیں مراد ہیں جنہوں نے اپنا نفس نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا اور آپ نے بعض عورتوں کو سرفراز فرمایا اور بعض کو امید میں رکھا اور جنہوں نے آپ کے نکاح نہ کیا، ان میں سے ام شریک رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کیلئے ہبہ کرنا حلال نہیں ہے اور یہ کہ کیا آپ کی طرف سے بھی لفظ ہبہ کو قبول کرنا کافی ہے۔ جیسا کہ عورت کی طرف سے لفظ ہبہ کہنا کافی ہوتا ہے یا آپ کی طرف سے لفظ نکاح شرط ہوتا ہے اس میں دو وجہیں ہیں۔ اصح وجہ دوسری ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ظاہر ہے: ''اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا'' لہٰذا آپ کی جانب نکاح اعتبار کیا جائے گا۔

﴿سعید بن منصور، بیہقی﴾

ازواج مطہرات کے درمیان عدم تقسیم آپ کیلئے مباح تھا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ اپنی ازواج کے درمیان عدم تقسیم مباح تھا۔ یہ بات دو قولوں میں سے ایک قول میں ہے۔ اور یہی مختار ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

✪ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُؤْیٓ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی کچھ گناہ نہیں۔''

محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج کی تقسیم کے درمیان فراخی دی گئی تھی۔ ان کے درمیان جس طرح چاہیں تقسیم فرمائیں۔

✪ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے:

ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ

﴿ابن سعد﴾

بعض علماء نے کہا کہ آپ وجوب قسمت میں، لوازم پر دورہ فرماتے تھے اور یہ بات وجوب قسمت کے منافی ہے اور ابن القشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ آپ پر یہ واجب تھا پھر یہ حکم مذکورہ آیت سے منسوخ ہو گیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی ازواج کے نفقہ کے وجوب میں بھی دو وجہیں دی ہیں۔ حضرت نووی رحمۃ اللہ علیہ نے وجوب کو صحیح کہا ہے۔ اس تقدیر پر نفقہ کا اندازہ نہیں کیا جائے۔ بخلاف آپ کے غیر کے۔ ان کیلئے اندازہ کیا جانا ضروری ہے۔

حالت احرام میں آپ کیلئے نکاح کرنا جائز ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا، اس میں ایک وجہ ہے جسے رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ آپ کیلئے آپ کے غیر کی متعدد عورت سے نکاح کرنا اور عورت اور اس کی بہن اور اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ اور اس کی بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع فرمانا بھی جائز تھا لیکن اصح یہی ہے کہ ان تمام صورتوں میں منع ہے۔ اور اس کی

شاہد وہ حدیث ہے جو صحیحین میں بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔ اور آپ ﷺ کا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرمانا جبکہ انہوں نے اپنی بہن کو آپ پر پیش کیا تھا کہ یہ میرے لیے حلال نہیں ہے اور تم میرے حضور اپنی بیٹیوں اور اپنی بہنوں کو پیش کرو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

یہ بات صحیح ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے چھ یا سات سال کی عمر کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی طرف گئے ہیں جسے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ اور یہ بات باپ کیلئے جائز نہیں ہے کہ اپنی بیٹی کا نکاح بالغ ہونے سے پہلے کر دے۔ اس بات کو ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ ''الخصائص'' میں لائے ہیں اور انہوں نے کہا: یہ غریب و نادر ہے۔ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور نے کہا ہے ہمیں اس کا علم نہیں ہے اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ باپ کی ولادت سے نابالغہ کا نکاح ہر ایک کیلئے جائز ہے اور یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے نہیں ہے بلکہ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

باندی کی آزادی اس کا مہر قرار دیں یہ آپ کیلئے جائز ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ اپنی باندی کو آزاد کر کے اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ ان کا مہر کیا ہے؟ فرمایا: ان کی جان ان کا مہر ہے۔

﴿بیہقی﴾

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا عمل تو کیا ہے لیکن اس پر کوئی دلیل قائم نہیں فرمائی کہ یہ فعل آپ کے ساتھ اور آپ کی امت کیلئے جائز ہیں، لہٰذا امت کیلئے ابھی ایسا کرنا مباح ہے کیونکہ اس میں آپ کی تخصیص کے وجود پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول میرے نزدیک مختار ہے۔ یہی مذہب امام احمد و اسحاق رحمہم اللہ کا ہے۔

اجنبی عورتوں کو دیکھنا اور تنہائی میں تشریف رکھنا آپ کیلئے جائز تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرف آپ کا دیکھنا اور تنہائی میں ان کے ساتھ تشریف رکھنا مباح تھا۔

حضرت خالد بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ربیع بنت معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہا

نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس میرے گھر اس حال میں تشریف اس وقت میری شادی ہو چکی تھی اور آپ میرے بستر پر اس طرح تشریف فرما ہوئے جس طرح ہم تم بیٹھے ہوئے ہیں۔ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث میں جو مفہوم ہے وہ اس پر محمول ہے کہ یہ واقعہ پردے کی آیت کے نزول سے پہلے کا ہے۔ یا یہ بات ہے کہ کسی ضرورت سے دیکھنا جائز ہو۔ یا یہ کہ فتنہ کا خوف نہ ہو تو دیکھنا جائز ہو۔ واللہ اعلم

﴿بخاری﴾

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دلائل قویہ سے ہمیں جو بات واضح ہوئی ہے یہ ہے کہ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور اس کی طرف نظر کرنے کا جواز نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اور وہ جواب صحیح ہے جو ام حرام رضی اللہ عنہا کے قصے میں مذکور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے نزدیک خواب استراحت فرمائی اور وہ آپ کے سر مبارک کو آراستہ کرتی تھیں باوجودیکہ آپ دونوں کے درمیان نہ محرمیت تھی اور نہ زوجیت۔

ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کے ''الخصائص'' میں مذکور ہے اور انہوں نے ام حرام رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی ہے۔ جن علماء نے علم انساب کا احاطہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ دونوں کے درمیان محرمیت نہ تھی۔ اسے حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بات ام حرام رحمۃ اللہ علیہ کی بہن ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھی۔ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ معصوم ہیں۔ اس بنا پر کہا جائے گا کہ اجنبیہ کے ساتھ خلوت کرنا حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے تھا اور بعض مشائخ شافعیہ نے بھی اس کا ادعا کیا ہے۔ انتہی

جس عورت کا جس سے چاہیں آپ نکاح کر دیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ عورتوں میں سے جس کو چاہیں جس کے ساتھ چاہیں اس کی رضامندی سے اور ان کے والدین سے اور ان کے والدین کی رضا حاصل کیے بغیر خود بجبر نکاح کر دیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن نہیں ہے جب تک کہ میں اس کے نزدیک دنیا اور آخرت میں احق نہ ہوں، اور وہ روایت نقل کی ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت سہل بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پاس عورت آئی اور اس نے اپنا

نفس آپ پر پیش کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے عورتوں کی حاجت نہیں ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس عورت کو میرے ساتھ بیاہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا: جتنا قرآن تیرے پاس ہے اس کے عوض میں نے اس عورت کا عقد تیرے ساتھ کر دیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقد کا پیام دیا تو زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں ان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی، ابھی حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ ﴿سورۃ الاحزاب﴾

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ میرے لیے اس عقد پر راضی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اس صورت میں میں اللہ تعالیٰ کے رسول کی نافرمانی نہیں کروں گی۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو اپنا پیام نکاح دیا مگر اس عورت نے ان سے نکاح کرنا قبول نہ کیا پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم نے اس عورت سے پوچھا تو اس کا انکار کیا، یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا وہ خبر صحیح ہے جو مجھے پہنچی ہے کہ تم فلاں عورت کا ذکر کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: صحیح ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس عورت کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا پھر وہ عورت ان کے گھر پہنچ گئی۔

﴿ابن سعد﴾

مذکورہ صورت میں آپ کو حق حاصل ہے کہ اپنی بیٹیوں کے سوا دیگر چھوٹی لڑکیوں کا نکاح فرما دیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمارہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں تھیں جب نبی کریم ﷺ عمرۃ القضاء میں تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ ان سے نکاح فرمالیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان کا نکاح سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نکاح کے باب میں نبی کریم ﷺ کو صغیرہ اور غیر صغیرہ کے نکاح کرنے میں وہ حق حاصل ہے جو آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں او اسی بنا پر عمارہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کرنے میں آپ ولی ہوئے اور ان کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ولی نہ ہوئے۔

حضرت سلمہ بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پیام

نکاح دیا اور انہوں نے کہا: میرا کوئی ولی موجود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ تمہارا نکاح کر دے تو ان کے بیٹے نے ان کا نکاح کر دیا، حالانکہ وہ اس وقت چھوٹے تھے بالغ نہ تھے۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: نکاح کے باب میں نبی کریم ﷺ کو وہ حق حاصل تھا جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی طلاق کا انحصار تین میں نہیں ہے۔ یہ دو قولوں میں سے ایک قول پر ہے جس طرح کہ آپ کی ازواج کی گنتی کا انحصار نہیں اور بروجہ حصر اگر آپ ایک طلاق دیں تو وہ تین واقع ہوں گی تو کیا وہ مطلقہ عورت دوسرے شوہر سے خلوت صحیحہ کرنے کے بعد حلال ہوگی؟ اس میں دو قول ہیں: ایک قول میں تو حلال ہو جائے گی اس سبب سے کہ آپ کے غیر پر آپ کی ازواج ہونے میں آپ خاص ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقہ عورت کبھی آپ کیلئے حلال نہ ہوگی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ نے اپنی باندی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو حرام کر دیا مگر وہ آپ پر حرام نہ ہوئی اور نہ آپ پر کفارہ لازم ہوا۔ یہ اس صورت میں ہے جو مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: علت یہ ہے کہ آپ مغفور ہیں اور آپ کے سوا آپ کی امت میں سے کوئی جب اپنی باندی کو اپنے پر حرام کرلے تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمانا آپ کے خصائص میں سے ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی اور کسی کیلئے دوسرے کی طرف سے بغیر اس کی اجازت کے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سینگوں والا دنبہ عیدگاہ میں ذبح کر کے دعا کی: اے اللہ! یہ میری طرف سے قربانی ان کیلئے ہے جو میری امت میں سے قربانی نہ کرسکیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دو دنبوں کی قربانی دی اور ایک کو ذبح کر کے دعا مانگی: اے اللہ! یہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور اس کی امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے توحید اور میری تبلیغ کی گواہی رکھی۔

﴿حاکم﴾

بسند صحیح حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر امت کیلئے قربانی دینے کو ہم نے لازم کیا ہے اور انہوں نے قربانی دی اور اس کو ذبح کیا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب قربانی دیا کرتے تو آپ دو سفید و سیاہ اور سینگوں والے دنبے خریدا کرتے تھے اور جب آپ خطبہ و نماز سے فارغ ہو جاتے تو ایک کو ذبح

کر کے کہتے: اے اللہ! یہ قربانی میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے تیری توحید اور میری تبلیغ کی گواہی دی۔ اس کے بعد دوسرا دنبہ لایا جاتا اور آپ ﷺ اسے ذبح کر کے دعا کرتے: اے اللہ! یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی قربانی ہے۔ اس کے بعد دونوں کو مساکین کو کھلاتے اور ان دونوں میں سے خود بھی اور آپ کے اہل خانہ بھی کھایا کرتے تھے، پھر ہم برسوں مقیم رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے قرض اور مشقت کی کفایت فرمائی۔ اب بنی ہاشم کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو قربانی نہ دیتا ہو۔

ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ نے طعام الفجاءۃ تناول فرمایا باوجودیکہ آپ اس سے منع فرماتے تھے مگر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا کہ وہ امت کیلئے مباح ہے اور ممانعت ثابت نہیں ہے۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ جو شخص آپ کو برا کہے یا آپ کو گالی دے آپ کو حق ہے کہ اسے قتل کر دیں اور یہ حکم قضاء لنفسہ کی طرف راجع ہے۔

وہ کرامات جو ذات اقدس ﷺ کے ساتھ خاص تھیں

حضور نبی کریم ﷺ کا ترکہ ورثاء پر تقسیم نہیں ہوگا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہماری میراث کوئی نہ پائے گا۔ جو کچھ ہم چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا۔ بلاشبہ آل محمد ﷺ اس مال میں سے کھائیں گے۔ خدا کی قسم! میں (ابوبکر) نبی کریم ﷺ کے ترکہ میں سے ذرہ بھر تغیر نہیں کروں گا وہ اسی حال پر برقرار رہیں گے جس حال پر نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں تھے اور میں اس میں وہی عمل کروں گا جو نبی کریم ﷺ اسکے ساتھ عمل فرماتے تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے ورثاء درہم و دنیا کو باہم تقسیم نہ کریں جو کچھ میں چھوڑوں گا میرے بعد وہ میری ازواج کا نفقہ ہے اور عاملوں کی اجرت ہے کیونکہ وہ صدقہ ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم راضی نہیں کہ تم میری طرف سے بمنزلہ حضرت ہارون علیہ السلام کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہو، بجز اس کے کہ نہ نبوت، اور نہ وراثت ہے۔

﴿طبرانی﴾

فائدہ:

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ خصائص ہیں، جن سے ہمارے نبی کریم ﷺ مختص تھے۔ بخلاف تمام انبیاء علیہم السلام کے وہ

وارث ہوئے تھے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ ﴿سورۃ النمل﴾

ترجمہ:''اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا۔''

✿ اور حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا:

فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ

﴿سورۃ مریم﴾

ترجمہ:''تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرے کام اٹھائے وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو۔''

اس صورت میں آپ کی یہ صوصیت ان خصائص میں شامل کی جائے گی جن کے سبب آپ تمام انبیاء کرام سے ممتاز ہیں، بایں ہمہ صحیح وصواب وہ ہے جس پر تمام علماء ہیں وہ یہ کہ حکم تمام انبیاء کیلئے تھا۔ اس وجہ سے کہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:''**انا معاشر الانبیاء لانورث**'' ہم گروہ انبیاء سے کوئی میراث نہیں پاتے اور مذکورہ دونوں آیتوں کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں نبوت و علم کی وراثت مراد ہے نہ کہ مال و جائیداد کی۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں، اس لیے کہ انبیاء کے درہم و دینار کی وراثت کوئی نہیں پاتا۔وہ صرف علم کے ہی وارث ہوتے ہیں تو جس نے علم حاصل کیا، اس نے بھرپور دولت حاصل کر لی اور انہوں نے اس حکمت میں کہ انبیاء کا مال میراث میں تقسیم نہیں کیا جاتا، کئی وجوہ بیان کیے ہیں۔

ان وجوہ میں سے یہ ہے کہ انبیاء کے قرابت داران کی موت کی تمنا نہ کریں ورنہ وہ اس تمنا میں ہلاک ہو جائیں گے۔ایک وجہ یہ ہے کہ انبیاء کے ساتھ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ ان کو دنیا سے رغبت تھی اور وہ اپنے ورثاء کیلئے دنیا جمع کرتے تھے اور ایک وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء زندہ ہیں اور زندہ کی میراث نہیں ہوتی۔ اسی بنا پر امام الحرمین اس طرف گئے ہیں کہ ان کا مالک ان کی ملک پر باقی ہے ان کی طرف سے ان کے اہل پر خرچ کیا جائے گا جس طرح کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں خرچ کرتے تھے کیونکہ آپ زندہ ہیں، اسی سبب سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی طرف سے آپ کے اہل اور آپ کے خدام پر خرچ کرتے تھے اور اسی جگہ پر صرف کرتے تھے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں صرف فرماتے تھے۔

﴿ابن ماجہ﴾

اور نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اس کی ملکیت آپ سے جاتی رہی اور وہ تمام مسلمانوں پر صدقہ ہے اس کے ساتھ ورثاء کی تخصیص نہیں ہے، اس بات سے بعض علماء نے ایک اور خصوصیت اخذ کی ہے وہ یہ کہ آپ کیلئے اپنے تمام مال کو اپنی وفات کے بعد صدقہ کر دینے کو مباح کیا گیا۔ بخلاف آپ کی امت کے اور ان کو تہائی مال پر پابند کر دیا گیا۔

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات امہات المومنین ہیں

ازواجِ مطہرات کا امہات المومنین ہونا، ان سے نکاح کرنے اور ان کے احترام و طاعت کرنے میں ہے نہ کہ ان کی طرف دیکھنے یا کسی اور بات میں ہے۔

✿ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

اور یہ قرات کی گئی ہے کہ ''وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ'' حضور نبی کریم ﷺ مسلمانوں کے باپ ہیں اور یہ ازواج مرد، مسلمانوں کی مائیں ہیں نہ کہ عورتوں کی۔ اس لیے کہ مائیں ہونے کا فائدہ مردوں کے حق میں ہے اور وہ فائدہ نکاح ہے جو کہ عورتوں کے حق میں مفقود ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ان کو یا امی کہہ کر مخاطب کیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا: ہم تم مردوں کی مائیں ہیں اور تم عورتوں کی مائیں نہیں ہیں۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم تم سے سب مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

اسی روایت سے علماء کی ایک جماعت حجت پکڑتی ہے۔ اس لیے کہ احترام و تعظیم کا فائدہ عورتوں میں بھی موجود ہے۔

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ تمام مرد عورت کے حرمت و تعظیم میں باپ ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات کو ان کے پردوں میں ان کے جثہ کو دیکھنا اور ان سے بالمشافہ بات کرنا حرام ہے۔

✿ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

ترجمہ: ''اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔''

''کتاب الروضہ'' میں رافعی اور بغوی رحمہم اللہ کے اتباع میں علماء نے فرمایا کہ کسی کیلئے یہ حلال نہیں ہے کہ ان سے کچھ پوچھے مگر یہ کہ پردے کے پیچھے سے ہو۔ لیکن ان کے سوا عورتوں کا مسئلہ تو جائز ہے کہ ان سے بالمشافہ کچھ پوچھئے۔

قاضی عیاض و نووی رحمہم اللہ نے ''شرح مسلم'' میں فرمایا کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے چھپانے

میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات مخصوص کر دی گئی ہیں۔ ان پر حجاب فرض ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، ان کیلئے شہادت یا کسی اور وجہ سے ہاتھوں اور چہروں کا کھلنا جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ چادر وغیرہ میں اپنے جثوں کو ظاہر کریں اور ان پر فرض ہے کہ وہ پردہ نشین رہیں۔ بجز حوائج ضروریہ مثلاً بول و براز وغیرہ کیلئے باہر نکلنے کے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ازواج مطہرات جب لوگوں کیلئے بیٹھتیں تو پردے کے اس طرح بیٹھتی تھیں اور جب وہ باہر نکلتیں تو پردہ کر کے اپنے جثوں کو پوشیدہ کر کے نکلتیں اور جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ان کی نعش کے اوپر ان کے جثہ کی پردہ پوشی کا گھوارہ بنایا گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حجاب کے فرض ہونے کے بعد اپنی کسی حاجت سے باہر نکلیں چونکہ وہ عظیم الجثہ عورت تھیں کسی پر وہ مخفی نہ رہتی تھی ہر ایک دن کو پہچان جاتا تھا، چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو انہوں نے کہا: اے سودہ! آگاہ ہو، خدا کی قسم! تم ہم پر مخفی نہیں رہ سکتیں، تم اپنے حال پر غور کرو کہ تم کیسے باہر نکلتی ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ فوراً واپس نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس میں شانہ تھا اور اسے تناول فرما رہے تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی حاجت سے باہر نکلی تو مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ یہ کہا۔ اسی لمحہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل فرمائی درآں حالیکہ وہ شانہ آپ کے دست ہی میں تھا اور اسے رکھا نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی حاجت سے باہر جانے کی اجازت دیدی ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سن میں جس میں انہوں نے وفات پائی، مجھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے ساتھ بھیجا، وہ سب پردہ کیے ہوئے تھیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے آگے آگے چلتے تھے اور کسی کو ان کے قریب پھٹکنے نہ دیتے تھے مگر یہ کہ وہ دور سے دیکھے اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے حالانکہ وہ ازواج ہودج میں تھیں اور وہ دونوں کو گھاٹیوں میں لے جاتے اور کسی کو ان کے گزرنے نہ دیتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ام معبد بنت خالد بن حنیف رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں دیکھا ہے کہ ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کی ازواج کو حج کرایا اور میں نے دیکھا کہ وہ ازواج ہودجوں میں تھیں اور ہودج کے اوپر اطلس کے سبز پردے پڑے ہوئے تھے اور وہ عورتوں کے جھرمٹ میں تھیں، ان کے آگے آگے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر چل رہے تھے، جب کوئی ان سے قریب ہوتا تو

با آواز بلند کہتے: ''الیک الیک'' اپنی طرف ہو، اپنی طرف ہو، ان کے پیچھے پیچھے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ تھے وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تھے جو آدمی ان کے سامنے سے آتا وہ اسے ایک طرف ہٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بہت دور تک ہٹ جاتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک قول کے بموجب یہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی ازواج کو اپنے گھروں میں بیٹھے رہنا واجب اور ان کو باہر نکلنا حرام تھا، اگرچہ حج یا عمرہ کیلئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ'' (سورۃ الاحزاب) ترجمہ: ''اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج سے فرمایا: یہی حج ہے اس کے بعد رکنا ظاہر ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام ازواج حج کرتی تھیں مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا نہ کرتی تھیں، وہ کہتی تھیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیں کوئی سواری حرکت نہ دے گی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حج وعمرہ کرلیا ہے اب میں اپنے گھر میں بیٹھی رہوں گی، جیسا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ صرف حج ہے اس کے بعد رکنا ظاہر ہوگا تو انہوں نے حج نہیں کیا یہاں تک کہ وہ وفات پاگئیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: تم میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کا خوف رکھے گی اور کوئی ظاہر میں ایسا کام نہ کرے گی جو فحش ہو اور اپنے بوریہ پر ہمیشہ بیٹھی رہے گی اور آخرت میں میری زوجہ ہوگی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ربیعہ ابوعبدالرحمٰن، حضرت ابوجعفر رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو حج وعمرہ سے منع کیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو حج وعمرہ سے منع کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخری سال آیا تو ہمیں اجازت دی گئی اور ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ہم نے ان سے اجازت مانگی تو انہوں نے فرمایا: جو تم مناسب سمجھتی ہو

وہ کرو۔ تو ہم نے سب حج کیا، بجز دو عورتوں کے، وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں، باوجودیکہ ہم خوب پردہ کرتی تھیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسفیان عینیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج معتدات کے معنی میں تھیں چونکہ معتدہ کیلئے گھر میں ہی رہنا ہے تو ان کیلئے گھروں میں ہی رہنا تھا جب تک وہ زندہ رہیں وہ خود اپنی ذاتوں کی مالک نہ تھیں۔

نبی کریم ﷺ کا بول و براز اور خون پاک و طاہر تھا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ موجود ہیں، ان کے پاس ایک طشت ہے اور کچھ اس میں ہے وہ پی رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے محبوب جانا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا خون میرے پیٹ میں محفوظ رہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی جانب سے تمہارے لیے افسوس ہے اور تمہاری جانب سے لوگوں کو افسوس ہے تم کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی مگر اتنا کہ اللہ تعالیٰ نے قسم یاد کی۔

﴿الفطر یف تصنیف، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک قریشی جوان سے پچھنے لگوائے جب وہ جوان پچھنے لگانے سے فارغ ہوا تو وہ خون اٹھا کر لے گیا اور اسے پی لیا۔ اس کے بعد وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا تیرا بھلا ہو تو نے کیا کیا؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے زمین میں بہانے سے بہتر جگہ رکھ دیا ہے اور وہ میرے پیٹ میں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جا تو نے اپنے کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا۔

﴿ابن حبان الضعفا﴾

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور اپنا خون میرے بیٹے کو دیا اور اس نے اسے پی لیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو اس کی خبر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے بیٹے سے پوچھا تم نے اس خون کا کیا کیا؟ اس نے کہا: میں نے مکروہ جانا کہ آپ کے خون کو زمین پر ڈالوں اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا: لوگوں کو تم سے بھلا ہو اور تم کو لوگوں سے بھلا ہو۔

﴿دار قطنی﴾

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور مجھ سے فرمایا: اس خون کو پوشیدہ کر دو تو میں گیا اور اسے پی لیا۔ پھر میں آ گیا، حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: اسے پوشیدہ کر دیا ہے، فرمایا: کیا پی لیا ہے؟ میں نے

عرض کیا: ہاں! پھر حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا۔

﴿بزار، ابویعلیٰ، خثیمہ، بیہقی، طبرانی﴾

بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے خون دیا اور فرمایا: اسے پوشیدہ کر دو تو میں نے جا کر اسے پی لیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا: تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: اسے پوشیدہ کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شاید تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں میں نے اسے پی لیا ہے۔

﴿بزار، ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یوم احد مجروح (زخمی) ہوئے تو میرے والد آپ کے قریب پہنچے اور انہوں نے اپنے منہ کے ذریعہ آپ کے چہرے کے خون کو صاف کیا اور اسے پی گئے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اس بات کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ دیکھے کہ اس کے خون میں میرا خون مخلوط ہے تو اسے چاہیے وہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو دیکھے اور ابن سکن وطبرانی رحمہم اللہ نے ''اوسط'' میں اس طرح روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا خون میرے خون کے ساتھ مل گیا ہے اور اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ام یمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ اٹھ کر پیالہ کی طرف گئے اور اس میں پیشاب فرمایا۔ پھر رات کو میں اٹھی تو مجھے پیاس محسوس ہوئی اور میں نے پیالہ میں جو تھا اسے پی لیا، پھر جب صبح ہوئی تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا آگاہ ہو جاؤ اب کبھی تمہارے پیٹ میں درد نہ ہوگا۔

✿ اور ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کیا کہ آج کے بعد کبھی بھی تمہارے پیٹ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، دارقطنی، طبرانی، ابونعیم﴾

بسند صحیح، حضرت حکیمہ بنت امیمہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے ان کی والدہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں آپ بول شریف فرمایا کرتے تھے اور وہ آپ کے تخت کے نیچے رکھا رہتا تھا، آپ نے اٹھ کر اسے تلاش کیا تو وہ پیالہ آپ کو نہ ملا۔ آپ نے اس کے بارے میں استفسار فرمایا اور کہا کہ وہ پیالہ کہاں ہے؟ صحابہ نے بتایا اسے تو برہ رضی اللہ عنہا نے پی لیا ہے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں اور وہ ان کے ساتھ سرزمین حبشہ سے آئی تھیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آتش جہنم سے چاروں طرف سے محفوظ ہوگئی۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت ابورافع رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے غسل فرمایا تو میں نے آپ کے غسل کا پانی پی لیا اور میں نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے بدن کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرما دے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک:

ہماری شافعی اصحاب نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک بالا جماع طاہر ہیں، اس میں وہ اختلاف جاری نہیں ہے جو لوگوں کے بالوں میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن جب بالوں کا حلق فرمایا تو آپ نے حکم دیا کہ موئے ہائے مبارک کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو ابوطلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کچھ حاصل کر لیے۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر آپ کے موئے ہائے مبارک میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ دنیا اور مافیہا سے مجھے زیادہ محبوب ہوتا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم ﷺ کیلئے بیٹھ کر نماز نفل پڑھنا کھڑے ہو کر پڑھنے کے مانند ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لئے بیٹھ کر نفلی نماز پڑھنا ایسا ہے جیسے کھڑے ہو کر پڑھنا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیٹھ کر آدمی کی نماز آدھی نماز ہے پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا: مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بیٹھ کر مرد کی نماز پڑھنا آدھی نماز ہے۔ درآں حالیکہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک سنا، لیکن میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں۔

﴿مسلم، ابوداؤد﴾

نبی کریم ﷺ کا عمل آپ کیلئے نافلہ ہے:

✡ حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ کا عمل آپ کیلئے نافلہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے نبی کریم ﷺ کے روزوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کیا تم لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے عمل کی مانند عمل کرو گے؟ کیونکہ آپ کی شان یہ ہے:

قد غفر له ما تقدم من ذنبه و ما تاخر

آپ کا عمل آپ کیلئے نافلہ تھا، آپ کو عمل کی احتیاج نہ تھی جس طرح کہ ہم کو عمل کی احتیاج ہے۔ آپ کا عمل آپ کیلئے اول تا آخر اجر و ثواب میں زائد ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "نَافِلَةً لَّکَ" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بے شک وہ نبی کریم ﷺ کیلئے خاص زائد تھا۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "نَافِلَةً لَّکَ" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نافلہ کسی کیلئے نہیں ہے، صرف نبی کریم ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خاص نافلہ تھا۔ کیونکہ آپ کی شان ہے کہ لہٰذا جو عمل فرض کے آپ نے کیا وہ اس وجہ سے نافلہ ہے کہ آپ کفارہ ذنوب میں نافلہ ادا نہیں کرتے تھے۔ آپ کے سوا تمام امت فرائض کے سوا جو نوافل ادا کرتے ہیں وہ کفارہ ذنوب کیلئے کرتے ہیں، ان کیلئے نافلہ نہیں ہے۔ نافلہ تو صرف نبی کریم ﷺ کیلئے مخصوص ہے۔

اور مفسرین نے "نَافِلَةً لَّکَ" کے تحت فرمایا، مطلب یہ ہے کہ یہ فرائض کے ثواب پر آپ کیلئے خاص زیادہ ہے۔ بخلاف آپ کے سوا تہجد پڑھنے والوں کے۔ کیونکہ وہ اس کی ونقصان کی تلافی کرتے ہیں جو فرائض کی ادائیگی میں پیدا ہو جاتی ہے اور یہ خلل ونقصان حضور نبی کریم ﷺ کے فرائض میں راہ پاتا ہی نہیں کیونکہ آپ ﷺ معصوم ہیں۔

﴿بیہقی﴾

نماز پڑھنے والا نماز میں آپ کو "السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" کہہ کر مخاطب کرتا ہے:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا آپ کو نماز میں "**السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ**" کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ آپ کے سوا کسی آدمی کو نماز میں مخاطب نہیں کر سکتا اور یہ کہ نماز پڑھنے والے پر واجب ہے کہ آپ کی ندا کو قبول کرے جبکہ آپ اسے بلائیں اور اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

حضرت ابوسعید المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو آواز دی اور وہ نماز پڑھ رہے تھے، پھر وہ نماز تمام کر کے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے جواب دینے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ جبکہ میں نے تمہیں آواز دی تھی۔ اس نے کہا: نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْ لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَا کُمْ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جب نبی کریم ﷺ تمہیں بلائیں۔"

اس کے بعد فرمایا: میں نے تمہیں قرآن اعظم کی سورۃ نہیں سکھائی۔ راوی نے کہا گویا کہ میں اسے بھول گیا تھا یا بھلا دیا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سی سورت ہے، جو آپ نے مجھ سے فرمائی تھی۔ وہ "**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ**" ہے وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

﴿بخاری﴾

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کے عہد مبارک میں جس نے آپ کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا، اس کا جمعہ باطل ہو گیا اور یہ کہ کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ بغیر آپ کی اجازت کے آپ کی مجلس مبارک سے جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْا

﴿سورۂ النور﴾

ترجمہ: ''ایمان والے وہی ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کیلئے جمع کیے گئے ہوں۔''

حضرت مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کسی شخص کیلئے سزاوار نہ تھا کہ وہ مسجد سے نکلے مگر نبی کریم ﷺ کی طرف سے اجازت حاصل کر کے یہ جمعہ کے دن اس کے بعد جبکہ آپ خطبہ شروع فرمائیں اور جب کوئی باہر جانے کا ارادہ کرتا تو وہ نبی کریم ﷺ کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرتا اور آپ اسے اجازت عطا فرما دیتے۔ بغیر اس کے کہ وہ شخص کلام کرے۔ اس لیے اگر وہ شخص کلام کرتا تو ان لوگوں میں سے ہو جاتا جن کیلئے ارشاد تھا جس نے نبی کریم ﷺ کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا اس کا جمعہ باطل ہو گیا۔

﴿ابن حاتم﴾

نبی کریم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا کفر ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ کے غیر پر جھوٹ بولنا ہے اور یہ کہ جس نے آپ پر جھوٹ بولا، اس کی توبہ اس کے بعد کبھی قبول نہیں کی جائے گی، اگرچہ وہ توبہ کرے۔

اور یہ کہ ابو محمد شیخ جوینی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بموجب آپ پر جھوٹ بولنے کے سبب کافر ہو جائے گا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک مجھ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ کسی پر جھوٹ بالا جائے تو جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے وغیرہ نے فرمایا: آپ پر جھوٹ بولنا کبائر میں سے ہے اور برقول صحیح اس کا فاعل کافر نہ ہوگا۔ یہی جمہور کا قول ہے مگر جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ کافر ہو جائے گا۔ اب اگر وہ اس سے توبہ کر لے تو ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جن میں امام احمد صیرفی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے علماء کہتے ہیں کہ کبھی اس سے روایت قبول نہ کی جائے گی، اگرچہ اس کا حال اچھا ہو جائے۔ بخلاف آپ کے سوا پر جھوٹ بولنے والے کی توبہ کے اور وہ ان میں سے ہوگا جو ہر قسم کے فسق سے توبہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ کذاب اس قسم کا ہوگا جو مخالف اس کذب کے ہے جو نبی کریم ﷺ کے غیر پر ہے۔ یہی قول فن حدیث میں معتمد ہے جیسا میں نے ''شرح التقریب'' میں اور ''شرح الفیۃ الحدیث'' میں بیان کیا ہے اگرچہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف کو ترجیح دی ہے۔

مجلس نبوی کے آداب

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کے سامنے تقدیم کرنا اور آپ کی آواز سے اونچی آواز کر کے بولنا اور بلند آواز کے ساتھ آپ سے کلام کرنا اور حجروں کے اس طرف سے آپ کو پکارنا اور دور سے آپ کو چیخ کر بلانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔''

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْآ اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ o

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو، اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل ارکات نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔''

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ o

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''بے شک وہ آوازیں پست کرتے ہیں پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا، ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کیلئے بہتر تھا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ”رسول کے پکارے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔“
کے تحت فرمایا روایت کا مطلب یہ ہے کہ دور سے ”یا ابالقاسم“ کہہ کر نہ پکارو لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے الحجرات میں فرمایا:
اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (سورۃ الحجرات)

﴿ابونعیم﴾

علماء کی ایک جماعت نے کہا اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی قبرانور کے پاس رفع صورت مکروہ ہے۔ اس لیے کہ آپ کی حرمت بعد وفات اسی طرح ہے جس طرح آپ کی حرمت آپ کی حیات میں ہے۔

ابن حمید سے روایت ہے کہ ابوجعفر المنصور نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا، اس وقت ابوجعفر خلیفہ کے ساتھ پانچ سو شمشیر بند موجود تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ادب سکھایا ہے اور فرمایا: ” لَا تَرْفَعُوْآ اَصْوَاتَكُمْ “ (سورۃ الحجرات) اور ان مسلمانوں کی اللہ نے مدح فرمائی جو آواز پست رکھتے ہیں چنانچہ ”اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ “ (سورۃ الحجرات) اور بے ادب لوگوں کی مذمت فرمائی ہے چنانچہ فرمایا: ”اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ“ (سورۃ الحجرات) بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کا احترام بعد وفات بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ حیات مبارکہ میں ہے، یہ سن کر خلیفہ نے آپ کے آگے فروتنی کی۔

گستاخ رسول کافر ہے اسے قتل کر دیا جائے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ جس نے آپ کی اہانت کی وہ کافر ہو گیا اور جس نے آپ کو گالی دی یا برا کہا وہ قتل کیا جائے گا۔

بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ اس پر میں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کی گردن مار دوں؟ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ کسی کیلئے نہیں ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: کسی کو گالی دینے کی بنا پر قتل نہیں کیا جائے گا بجز نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والے کے۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اندھے کی ام ولد رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھی وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں کثرت سے بدگوئی کرتی اور آپ کو گالی دیتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون باطل کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ، اہل بیت اور صحابہ کی محبت واجب ہے

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی محبت اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے اصحاب کی محبت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں جب تک کہ میں اس کے والدین اور اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے نزدیک محبوب نہ ہوں اور ابن المقلن رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”الخصائص“ میں یہ ہے کہ آپ کی امت پر واجب ہے کہ آپ کو اعلیٰ درجات محبت سے محبوب رکھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم قریش کے کچھ لوگوں سے ملا کرتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوتے تو اپنی بات کو قطع کر دیتے تھے، ہم نے اس کا ذکر بی کریم ﷺ سے کیا اور عرض کیا: وہ لوگ باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب وہ مجھے دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں اور اپنی بات ختم کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ اٹھے اور اللہ کی حمد و ثنا کی جو آپ کی یا اس کی شان کے لائق تھی اور فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اپنی بات ختم کر دیتے ہیں۔

خدا کی قسم! کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک کہ وہ لوگ میرے اہل بیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا میں اور ان لوگوں سے جو میرے قرابت دار ہیں میری وجہ سے محبت نہ رکھیں۔

﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے انصار کو محبوب رکھا، اس کو اللہ نے محبوب رکھا اور جس نے انصار سے بغض رکھا، اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہوگی اور آپ کے غیر کی بیٹیوں کی اولاد اس کی طرف منسوب نہ ہوں گی نہ کفاءت میں اور نہ اس کے سوا کسی اور چیز میں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر ماں کے بیٹوں کا عصبہ (ولی) ہوتا ہے مگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں کا عصبہ میں ہوں۔ میں ہی ان دونوں کا ولی اور عصبہ ہوں۔

﴿حاکم﴾

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں آپ کے قول لائے ہیں جو امام حسن کے حق میں ہے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور آپ کا وہ قول لائے ہیں جو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا جب کہ امام حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے کہ تم میں میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟ اسی وقت فرمایا: جبکہ امام حسین پیدا ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی موجودگی میں ان پر کوئی عورت نکاح میں نہ لائی جائے۔

حضرت المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے) کہ بنی ہاشم بن مغیرہ کے لوگوں نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیاہ کر دیں تو میں اجازت نہ دوں گا اور میں اجازت نہ دوں گا اور میں اجازت نہ دوں گا مگر یہ کہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کا ارادہ رکھیں کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں، بلاشبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو بات انہیں ناپسند ہے وہ مجھے ناپسند ہے اور جو چیز انہیں ایذا دیتی ہے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ بات بعید نہیں ہے کہ آپ کی بیٹیوں پر دوسری شادی کرنے کی ممانعت آپ کے خصائص میں سے ہو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حارث بن ابی اسامہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیام دیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی پر عدو اللہ (دشمن خدا) کی بیٹی بیاہ کر لائے۔

﴿حارث ابن ابی اسامہ﴾

حضرت ابوحنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیام نکاح دیا جب یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے ان کو ایذا

دی، اس نے مجھے ایذا دی۔ یہ حدیث مرسل قوی ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عبیداللہ بن ابورافع رضی اللہ عنہ حضرت المسور رضی اللہ عنہ سے رایت کرتے ہیں۔ حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہ نے کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ ان کی بیٹی کیلیئے ان کو پیام دیں۔

اس پر حضرت المسور رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی نسب، کوئی سبب اور کوئی دامادی آپ سے زیادہ نہیں ہے لیکن چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس بات سے وہ ناخوش ہوتی ہے اس سے میں ناخوش ہوتا ہوں اور جس بات سے وہ خوش ہوتی ہیں وہ بات مجھے خوشی پہنچتی ہے کیونکہ آپ کے حبالہ عقد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے اگر میں اپنی بیٹی کو ان پر آپ سے بیاتا ہوں تو یہ ان کی ناخوشی کی بات ہوگی۔ قاصد ان کا یہ عذر قبول کر کے چلا گیا۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت حارث رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے میرے خاندان میں تزوج کیا، یا میں نے اسکے خاندان میں تزوج کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے مانگا ہے کہ میں اپنی امت کے جس خاندان میں تزوج کروں یا میں اپنی امت کے جس خاندان سے تزوج کر کے لاؤں، وہ جنت میں میرے ساتھ ہو تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عطا فرمایا۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ، حاکم﴾

✪ حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کیلیئے پیام نکاح دیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان سے بیاہ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مہاجرین کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم لوگ مجھ کو ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے پر مبارک باد نہ دو گے؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: روز قیامت ہر سبب ونسب قطع ہو جائے گا بجز اس کے جو میرے سبب اور نسب سے متعلق ہے تو میں نے محبوب جانا کہ میرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سبب اور نسب ہو جائے۔

﴿ابن راہویہ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اسباب و دامادی کے رشتے منقطع ہو جائیں گے مگر میری دامادی کا رشتہ منقطع نہ ہوگا۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

سرکارِ دوعالم ﷺ کے چند دیگر خصائص

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کی مہر کے نقش کو دوسری مہروں پر نقل کرنا حرام اور نادرست ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انگشتری کی مہر کو بنوایا اور اس پر "محمد رسول اللہ" نقش کرایا اور فرمایا: میں نے انگشتری بنوائی ہے اور اس میں وہ نقش کندہ کرایا ہے جو کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ یہ نقش کندہ کرائے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے انگشتری بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" نقش کرایا اور فرمایا: کوئی شخص میری انگشتری کے نقش کو اپنی انگشتری میں نقش نہ کرائے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو اور اپنی انگشتریوں میں عربی نقش نہ کراؤ۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ عربی سے مراد "محمد رسول اللہ" ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی انگشتری کی مانند "محمد رسول اللہ" کندہ نہ کراؤ۔

﴿تاریخ بخاری﴾

نمازِ خوف آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے خوف کی نماز ہے۔ ایک جماعت کے مذہب میں ہے جن میں امام یوسف تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: "اے محبوب! جب تم ان میں تشریف فرما ہو۔"

اسلئے اس جماعت نے قید لگائی ہے کہ مسلمانوں میں نبی کریم ﷺ کا تشریف فرما ہونا ضروری ہے۔ اسکو مقید کرنے میں حکمت اس معنی کے لحاظ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا ایسی فضیلت رکھتا ہے کہ کوئی شے اس کی ہمسری نہیں کرسکتی اور اس فضیلت کی وجہ سے نظم صلوٰۃ میں تفسیر اس حد تک ہے کہ آپ سے انفرادیت حاصل نہیں ہوتی۔ آپکے سوا دیگر آئمہ اس مقام میں نہیں ہیں لہٰذا جماعت میں دوسرے امام کا بدلنا ضروری ہے۔

آپ ﷺ ہر کبیرہ وصغیرہ (ارادی اور غیر ارادی) گناہ سے معصوم ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ ہر کبیرہ وصغیرہ گناہ سے خواہ قصداً ہو یا سہواً معصوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے۔''

اس کی تفسیر میں امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام تبلیغ سے متعلق تمام امور میں معصوم ہیں اور تبلیغ کے سوا کبائر اور ایسے صغائر رذیلہ جو ان کے مرتبہ کو گرانے کے موجب ہوں صغائر پر مداومت سے معصوم ہیں۔ ان چار امور پر سب کا اجماع ہے اور ان صغائر میں جو ان کے رتبے کو گرانے کے موجب نہ ہوں اس میں اختلاف ہے، چنانچہ معتزلہ اور بہت سے علماء کا مذہب اس کے جواز میں ہے لیکن مذہب مختار میں ممانعت ہے۔ اس لیے کہ تمام امتیں ان کی اقتداء کے ساتھ ہر اس چیز میں مامور ہیں جو ان سے صادر ہو، خواہ وہ قول ہو یا فعل۔ بھلا انبیاء سے غیر مناسب چیز کیسے صادر ہوگی؟ جبکہ اس میں ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کسی نے ایسے صغائر کو ان کیلئے جائز رکھا ہے۔ اس نے کسی دلیل اور کسی نص سے جائز نہیں رکھا ہے۔ یہ بات اس آیت سے ثابت ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے آیہ کریمہ کے ماقبل اور مابعد کے ساتھ غور کیا ہے اور میں نے اس میں پایا ہے کہ سوائے ایک وجہ کے اس میں اور کوئی احتمال ہی نہیں ہے اور وہ وجہ نبی کریم ﷺ کی عظمت و بزرگی ہے۔ بغیر اس بات کے اس جگہ گناہ کا تصور کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس آیت میں تمام اقسام کی نعمتوں کو گھیر لیا جائے جو کہ اللہ کی جانب سے آخرت میں اپنے بندوں پر ہوں گے۔ اور تمام اخروی نعمتیں دو قسم کی ہیں ایک سلبی جو کہ گناہوں کی مغفرت ہے اور دوسری ثبوتی ہیں جس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے، اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے:

وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ ﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔''

- اور تمام دینوی نعمتیں دو قسم کی ہیں، ایک دینی نعمتیں اس طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان میں یہ اشارہ کیا ہے:

وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطاً مُّسْتَقِيْماً ﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔''

- اور دوسری دنیاوی نعمتیں وہ اس فرمان میں ہے:

وَ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْراً عَزِيْزاً ﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔''

اس طرح نبی کریم ﷺ کے مرتبہ عالی کی تعظیم ان تمام انواع و اقسام کی نعمتوں کے ساتھ جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف انعام فرمایا اور جدا جدا کر کے آپ کے غیر کو عنایت فرمایا، اس جگہ منظم فرما دیا ہے۔ اسی بناء پر اس پر اس امر کو اس فتح مبین کی غایت قرار دیا ہے۔ جس کو اس نے معظم و مفخم قرار دیا

ہے اور اس کی اسناد اپنی طرف نون عظمت کے ساتھ کی ہے اور اس کو اپنے ''لَکَ'' کے قول کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے خاص بنایا ہے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حکمت کی طرف ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سبقت لے گئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ اس آیت کا مفہوم و مراد اس حکمت کے سوا اور ہے ہی نہیں کہ اس سے حضور کی عظمت و بزرگی مراد ہے اور قطعی و یقینی طور پر گناہ مراد ہے ہی نہیں۔ اس کے بعد ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بر تقدیر جواز ذنب، کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے اس کا اظہار ہوا ہی نہیں ہے، اس کے خلاف کیسے تصور کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ آپ کی شان عالی یہ ہے کہ

وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: ''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے تو وہ نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔''

اب رہا آپ کا فعل تو صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ آپ کا اتباع اور آپ کی پیروی ہر اس فعل میں کی جائے جس کو آپ نے کیا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اچھا ہو یا بڑا۔ صحابہ کرام کا اس میں ذرہ بھر نہ توقف ہے اور نہ بحث حتیٰ کہ وہ اعمال جو آپ سراور خلوت میں کرتے، صحابہ کرام ان کو معلوم کرنے اور ان پر عمل کرنے کے حریص رہتے تھے خواہ ان کو حضور نبی کریم ﷺ سے علم ہوتا یا علم نہ ہوتا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کے جو احوال ہیں، ان میں جو کوئی غور وفکر کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ سے شرم کرے گا کہ اس کے خلاف اس کے دل میں کوئی خطرہ آئے۔ انتہیٰ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے اجازت عطا فرماتے ہیں کہ جو میں آپ سے سنوں اسے لکھ لیا کروں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں لکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: کیا رضا (خوشی) اور غضب کی ہر بات کو فرمایا ہاں؟ کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ میں رضا ع غضب میں حق کے سوا کوئی بات کہوں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں حق کے سوا فرماتا ہی نہیں۔ بعض اصحاب نے عرض کیا: آپ تو ہم سے ظرافت بھی فرماتے ہیں، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت بھی میں حق کے سوا کچھ نہیں فرماتا۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ فعل مکروہ سے منزہ و پاک ہیں

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ فعل مکروہ سے پاک و منزہ ہیں۔ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''جمع الجوامع'' میں فرمایا کہ عصمت کی وجہ سے آپ کا فعل غیر محرم ہے اور نزاہت کی وجہ سے

آپ کا فعل غیر مکروہ ہے اور وہ فعل جو ہمارے حق میں مکروہ ہے اور اسے آپ نے کیا ہے تو وہ بیان جواز کیلئے کیا ہے، لہٰذا وہ فعل تبلیغ رسالت کی وجہ یا تو آپ کے حق میں واجب ہے یا وہ فضیلت ہے اور اس فعل پر آپ کو واجب یا فضیلت کا ثواب دیا جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے خصائص میں سے یہ ہے کہ ان کو عارضہ جنون لاحق نہیں ہوتا، البتہ اغماء یعنی بے ہوشی ممکن ہے، اس لیے کہ جنون نقص وعیب ہے اور اغماء مرض اور شیخ ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان پر طویل زمانے تک بے ہوشی بھی جائز نہیں ہے، اسی کے ساتھ حواشی الروضہ میں ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کیا ہے اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ وہ اغماء جو انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے جائز مانا گیا ہے، اس میں ایسی بے ہوشی نہیں ہے جیسے عام لوگوں کو ہوتی ہے، وہ صرف ظاہری حواس کیلئے درد والم کا غلبہ ہے بس نہ کہ دل پر۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان عالی میں وارد ہوا ہے کہ ان کی چشمان مبارک سوتی ہیں اور ان کا دل بیدار رہتا ہے جبکہ ان کے قلوب کی حفاظت کی گئی ہے اور ان کو اس نیند سے بچایا گیا ہے جو اغماء سے بہت خفیف ہے تو اغماء سے بطریق اولیٰ حفاظت کی گئی ہوگی۔ انتہیٰ

یہ نکتہ بہت نفیس وعمدہ ہے اور مشہور یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو احتلام ممتنع ہے۔ جیسا کہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے الروضہ میں فرمایا ہے۔ اس کی دلیل اول کتاب میں بیان ہو چکی ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان پر نابینائی بھی جائز نہیں رکھی گئی ہے۔ اس لیے کہ یہ نقص وعیب ہے اور کبھی کوئی نبی نابینا نہ ہوا اور وہ حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ نابینا ہو گئے تھے تو یہ ثابت نہیں ہے۔ اب رہا حضرت یعقوب علیہ السلام کی کم بصری (کم دیکھنا) تو وہ ایک پردہ تھا جو زائل ہو گیا۔

خواب میں دیدار نبوی ﷺ برحق ہے

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا خواب وحی ہے اور جو کچھ خواب میں آپ دیکھیں وہ حق ہے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے اپنی خواب اور بیداری میں جو دیکھا وہ حق ہے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ:

اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا ﴿سورۂ یوسف﴾

ترجمہ: ''نے گیارہ تارے دیکھے۔''

کے تحت روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انبیاء کے خواب وحی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ خواب میں آپ کو دیکھنا حق ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا بیشک اس نے مجھی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا دیکھنا صحیح ہے اور وہ افکار پریشاں کا نتیجہ نہیں ہے اور علماء متاخرین نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے حقیقتاً آپ ہی کو دیکھا اور بعض علماء نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ خاص کیے گئے ہیں کہ خواب میں آپ کو دیکھنا صحیح ہے اور شیطان کو اس سے روک دیا گیا ہے اور وہ آپ کی صورت میں تصور ہو سکے تا کہ وہ خواب میں آپ کی زبان پر کذب نہ کہے، جس طرح کہ بیداری میں اس کو روک دیا گیا ہے کہ آپ کے اکرام کی خاطر وہ آپ کی صورت کو اختیار نہ کر سکے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ کی ''شرح مسلم'' میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کسی ایسے فعل کا حکم دے رہے ہیں جو آپ کی طرف سے مستحب ہے یا آپ کے کسی منہی علیہ یعنی ممنوع عمل سے منع فرمارہے ہیں یا کسی ایسے فعل کی طرف سے ہدایت فرمارہے ہیں جو اصلاح کرنے والا ہے تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ اس کیلئے مستحب یہ ہے کہ جس بات کا آپ نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرے۔

اور ''فتاویٰ حناطی'' میں ہے کہ اگر کسی نے نبی کریم ﷺ کو اپنے کسی خواب میں ایسی صفت پر دیکھا جو منقول ہے اور اس نے کسی حکم کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا اور آپ نے اس کے مذہب کے خلاف فتویٰ دیا اور وہ فتویٰ نہ تو کسی نص کے خلاف ہے اور نہ اجماع کے تو اس بارے میں دو قول ہیں: (۱) وہ شخص اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ساتھ عمل کرے، اس میں فرمان الٰہی قیاس پر مقدم ہے۔ (۲) وہ شخص خوابی فتوے پر عمل نہ کرے، اس لیے کہ قیاس دلیل و حجت ہے اور خواب پر اعتماد بھروسہ نہیں تو محض خواب کی وجہ سے دلیل کو نہ چھوڑا جائے گا۔

استاذ ابواسحاق اسفرائن رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الجدل'' میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے اسے کسی بات کا حکم فرمایا تو کیا جب وہ بیدار ہو جائے تو اس کا بجالانا اس پر واجب ہے؟ تو اس میں دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ بجالانا منع ہے کیونکہ خواب دیکھنے والے کا ضبط معدوم ہے۔ رویت میں شک نہیں ہے۔ اس لیے کہ خبر نہیں قبول کی جاتی مگر اسی سے جو ضابطہ اور مکلف ہے اور سونے والا اس کے برخلاف ہے اور فتاویٰ قاضی حسین میں اس کی مثل ہے۔ اس فتاویٰ میں یہ ہے کہ اگر وہ تیسویں شعبان کی رات کو دکھایا گیا اور خبر دی گئی کہ کل رمضان المبارک کا دن ہے تو کیا اس پر روزہ فرض ہے اور قاضی شریح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ''روضۃ الاحکام'' میں ہے کہ اگر کسی نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ فلاں کا فلاں پر اتنا واجب ہے تو کیا سامع کیلئے واجب ہے کہ اس کی شہادت دے تو اس میں بھی دو قول ہیں۔

درود و سلام کی فضیلت:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ درود و سلام کی فضیلت آپ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ

عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر جس نے ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے ساتھ ستر درودیں بھیجے گا تو بندے کو چاہیے کہ اتنا ہی رکھے یا زیادہ سے زیادہ درود کہے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا: آپ کا رب فرماتا ہے کیا اس سے خوش ہیں کہ آپ کی امت کا جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا اور جو ایک مرتبہ آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: جس نے آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کیلئے اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔

﴿بزار، ابویعلیٰ﴾

حضرت قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس نے نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کیلئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس سے دس بدیاں مٹائے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

حضرت سعد بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا جس نے مجھ پر صدق دل کے ساتھ ایک مرتبہ درود شریف بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس پر د رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا اور اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔

﴿الاصبہانی الترغیب﴾

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ

نے فرمایا: جس نے مجھ پر درود پڑھا تو فرشتے اس پر برابر صلوٰۃ بھیجتے رہیں گے جب تک وہ درود پڑھتا رہے تو بندے کو اختیار ہے چاہے اس سے کم کرے یا زیادہ کرے۔

﴿احمد، ابن ماجہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت تمام لوگوں سے وہ شخص مجھ سے زیادہ نزدیک ہوگا جو مجھ پر درود پڑھنے میں ان سے زیادہ ہوگا۔

﴿ترمذی، ابن حبان﴾

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

﴿امام احمد، ترمذی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا، اس نے جنت کے راستے میں خطا کی۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس مجلس کے لوگ ایسے بیٹھے ہوں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے اور نہ اپنے نبی پر درود بھیجا جائے تو وہ لوگ مخمصہ کی حالت میں ہیں اگر خدا چاہے تو ان پر عذاب کرے اور اگر چاہے تو انہیں بخش دے۔

﴿ترمذی﴾

حضرت ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں تو میں اپنا درود آپ کیلئے کس تعداد میں رکھوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا: آدھا، فرمایا: جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا: دو تہائی، فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا: میں اپنے سارے وقت میں آپ پر درود پڑھوں گا۔ فرمایا: اس وقت تمہاری ہمت تمہیں کفایت کرے گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔

﴿ترمذی، حاکم﴾

حضرت یعقوب بن زید طلحہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس میرے رب کی جانب سے آنے والا آیا اور اس نے کہا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو آپ ﷺ پر درود بھیجے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر ایک کے بدلے دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی دعا کا آدھا وقت آپ کیلئے خاص کرتا ہوں۔ فرمایا: اگر تو چاہے تو بڑھا لے۔ اس نے کہا: میں دو تہائی وقت آپ کیلئے خاص کرتا ہوں۔ فرمایا: اگر اور بڑھا لے تو اچھا ہے۔ اس نے کہا: اپنی دعا کا سارا وقت آپ کیلئے خاص کرتا ہوں، فرمایا:

اس وقت تمہیں اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے غم میں کفایت کرے گا۔

﴿قاضی اسماعیل فضل الصلوٰۃ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے روبرو آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔

﴿بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ لوگ میرا ذکر کریں اور مجھ پر درود نہ بھیجیں اور انہوں نے جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے بلاشبہ اس نے جنت کی راہ میں خطا کی۔

﴿قاضی اسماعیل فضل الصلوٰۃ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجو کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے تزکیہ ہے۔

﴿قاضی اسماعیل، اصبہانی الترغیب﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے کفارہ ہے۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت خالد بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی قوم نہیں ہے جو بیٹھیں پھر وہ اٹھ جائیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھیں مگر یہ کہ ان پر روز قیامت حسرت و افسوس ہوگا جبکہ وہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہ ثواب کو نہ دیکھیں گے۔

﴿قاضی اسماعیل، بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت اس کے احوال اور اس کے مواطن سے تم میں وہ شخص زیادہ نجات پانے والا ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوگا اگرچہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے میرے حق میں کافی تھے لیکن اس نے مسلمانوں کو اس کے ساتھ خاص کیا تاکہ ان کو اس پر ثواب دیا جائے۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا غلام کو آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا جانوں سے زیادہ افضل ہے، فرمایا کہ فی سبیل اللہ تلوار چلانے سے افضل ہے۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ مجھ کو شتر سوار کے پیالہ کی مانند نہ بناؤ، کیونکہ شتر سوار اپنے پیالہ میں پانی بھر کر رکھ لیتا ہے، جب اسے پینے کی ضرورت ہوتی ہے تو پی لیتا ہے یا وضو کی ضرورت ہوتی ہے تو وضو کر لیتا ہے، ورنہ اسے بہا دیتا ہے لیکن تم لوگ مجھے اول دعا، درمیان دعا اور آخر دعا میں رکھو۔

﴿بزار، اصبہانی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی دعا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ اور آل محمد پر درود بھیجتا ہے تو اس وقت وہ حجاب پھٹ جاتا ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے اور اگر اس نے درود نہ پڑھا تو وہ دعا لوٹ آتی ہے۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے اور اس کا کوئی کلمہ اوپر نہیں جاتا جب تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھو۔

﴿ترمذی﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر وہ دعا جس کے اول میں درود نہ پڑھا جائے وہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔

﴿قاضی اسماعیل﴾

بسند جید حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت دس مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا اور شام کو دس مرتبہ پڑھا تو اسے روز قیامت میری شفاعت میسر آئیگی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جمعتہ المبارک کے دن جمعہ کی رات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو تو جس نے اس پر عمل کیا میں اس کیلئے روز قیامت گواہ اور شفیع ہوں گا۔

﴿بیہقی، شعب الایمان﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ''حدیث الرویا'' میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی امت کا ایک شخص دیکھا کہ وہ صراط پر اس طرح کانپ رہا تھا جس طرح کھجور کانپتی ہے تو اس کے پاس وہ درود آیا جو اس نے مجھ پر بھیجا تھا اور اس کا کانپنا ختم کر دیا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجے گا وہ عرش کے زیر سایہ ہوگا۔

﴿دیلمی﴾

بسند حسن حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ورات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن میرے حضور پیش کیا جائے گا

اور درود گزار منزلت میں مجھ سے بہت نزدیک ہوگا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عرش کی فراخی میں ایک جگہ حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ہوگی اور وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوں گے۔ گویا کہ وہ کھجور کے سبز درخت کی مانند طویل نظر آئیں گے اور وہ اپنی ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے، جس کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور وہ ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے جس کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو حضرت آدم علیہ السلام جب یہ منظر دیکھتے ہوں گے کہ اچانک وہ دیکھیں گے کہ ایک امت محمدیہ کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام آواز دیں گے: اے محمد! اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے لبیک یا ابوالبشر علیک السلام۔ وہ کہیں گے: وہ مرد آپ کی امت کا ہے، اسے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے تو میں اپنی کمر باندھ کر تیزی کے ساتھ فرشتوں کے پیچھے جاؤں گا اور فرماؤں گا اے میرے رب کے قاصد! ٹھہر جاؤ۔

وہ فرشتے کہیں گے ہم وہ درشت خو اور سختی کرنے والے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اس میں نہیں کرتے جو وہ ہمیں حکم فرمائے اور ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ہوتا ہے تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں سے مایوس ہو جائیں گے تو اپنی ریش مبارک پر اپنا بایاں ہاتھ رکھیں گے اور اپنا چہرہ انور عرش کے روبرو فرمائیں گے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے:

اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے تو میری امت کے حق میں مجھے رسوا نہ کرے گا تو عرش کے پاس سے ندا آئے گی: اے فرشتو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اس بندے کو مقام کی طرف واپس لے جاؤ، پھر میں اپنی آغوش سے سفید چمکتا ہوا کاغذ کا پرزہ نکالوں گا جو انگلی کے پورے کے برابر ہوگا اور اسے میں ترازو کے پلڑے میں رکھوں گا اور میں کہوں گا: ''بسم اللہ'' تو نیکیاں، بدیوں پر وزنی ہو جائیں گی۔

اس وقت ندا ہوگی: ''سَعِدَ وَ سَعِدَ جَدُّهٗ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ'' یہ سعید ہوگیا اس کی سعی سعید ہوگئی اور اس کا وزن بھاری ہوگیا۔ اس وقت میں فرماؤں گا: اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ، تاکہ میں اس بندے سے جو اس کے رب کے نزدیک عزت والا ہے استفسار کرلوں۔ اس پر وہ بندہ اکرم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرے گا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔

آپ کا چہرہ کتنا حسین ہے اور آپ کا خلق کتنا اچھا ہے۔ آپ کون ہیں کہ آپ نے میرے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کیا اور میرے آنسوؤں پر آپ نے رحم فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور یہ تیرا درود ہے جو تو مجھ پر پڑھتا تھا۔ اس نے تیری اس ضرورت کو پورا کر دیا جس کا تو حاجت مند تھا۔

﴿ابوعبداللہ نمیری فضل الصلوٰۃ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے وضو سے فارغ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ''لا الہ الا و ان محمدا عبدہ و رسول'' کی شہادت دے پھر وہ مجھ پر درود شریف بھیجے، جس وقت اس نے یہ کہا: تو اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

﴿الاصبہانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کتاب میں مجھ پر درود لکھے گا اور جب تک اس کتاب میں میرا نام رہے گا، فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے رہیں گے نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ وہ درود اس کیلئے ہمیشہ جاری رہے گا۔

﴿الاصبہانی﴾

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی: اے موسیٰ علیہ السلام! کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ روزِ قیامت تمہیں تشنگی نہ ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! محمد ﷺ پر بکثرت درود بھیجا کرو۔

﴿الاصبہانی﴾

ابوعلی الحسن بن عینیہ رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر سونے کے رنگ سے کچھ لکھا ہوا ہے۔ میں نے ان کی بابت ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اے میرے فرزند! میں نبی کریم ﷺ کی حدیث کی کتاب کے وقت ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا کرتا تھا یہ میرے اس لکھنے کے سبب مکتوب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا منصب شریف آپ کیلئے دعا میں رحمت کی دعا مانگنے سے بزرگ تر ہے۔ عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو تو وہ ''رحمتہ اللہ'' کہے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ''من صلی علی'' (جس نے مجھ پر درود پڑھا) اور ''من ترحم علي'' (جس نے مجھ پر رحمت کی دعا کی) نہیں اور نہ آپ نے ''من دعا لی'' (جس نے میرے لیے دعا مانگی) فرمایا ہے اگرچہ درود وصلوٰۃ کے معنی رحمت ہیں لیکن اس لفظ صلوٰۃ کو آپ کی تعظیم کیلئے خاص کیا گیا ہے، لہٰذا اس لفظ کے سوا کسی اور لفظ کی طرف عدول نہ کیا جائے گا اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی کر رہا ہے:

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ''رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔''

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح بخاری'' میں فرمایا: وہ بحث عمدہ ہے اور اسی کی مانند قاضی ابوبکر بن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے مالکیہ سے اور صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شافعیہ سے نقل کیا ہے اور ابوالقاسم انصاری رحمۃ اللہ علیہ شارح الارشاد نے فرمایا کہ لفظ رحمت کو صلوٰۃ کی طرف مضاف کر کے کہنا جائز ہے اور محض لفظ رحمت کہنا جائز نہیں ہے اور الذخیرہ میں جو کہ حنفی کتب میں سے ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چونکہ لفظ رحمت میں نقص کا وہم ہوتا ہے۔ اسلئے یہ مکروہ ہے کیونکہ رحمت اکثر اسی فعل کیلئے ہوتی ہے جس پر ملامت کی جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کیساتھ جس پر چاہیں صلوٰۃ فرمائیں، آپ کے سوا کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ استعمال کرے، بجز نبی یا فرشتہ کے اوپر۔

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں

جب کوئی قوم اپنے صدقات لاتی تو آپ "اللهم صل علیهم" کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے، چنانچہ جب میرے والد اپنا صدقہ لائے تو آپ نے فرمایا: "اللهم صل علیهم آل اوفی"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے تو میری بیوی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر اور میرے شوہر پر صلوٰۃ فرمایئے، تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "صلی الله علیک و علی زوجک"

﴿ابن سعد، قاضی اسماعیل، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی پر تمہارا صلوٰہ کہنا درست نہیں ہے۔ صرف نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجی جائے، لیکن مسلمان مرد و عورت کیلئے استغفار کی دعا کی جائے۔ ہمارے اصحاب شوافع نے کہا کہ ابتداءً غیر انبیاء پر صلوٰہ کا استعمال مکروہ ہے اور ایک قول کے بموجب حرام ہے۔

﴿قاضی اسماعیل، بیہقی﴾

شیخ جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سلام معنی میں الصلوٰۃ کے ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں لفظوں کو ملایا ہے لہٰذا غیر انبیاء کے غائب پر سلام نہ بھیجا جائے (یعنی علیہ السلام نہ کہا جائے) اور بر سبیل خطاب لفظ سلام کے استعمال میں مضائقہ نہیں ہے خواہ زندہ مسلمان کیلئے ہو، خواہ میت مسلمان کیلئے۔

اختیارات مصطفیٰ ﷺ

حضرت عمارہ بن خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے چچا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور اسے اپنے پیچھے آنے کیلئے فرمایا تاکہ قیمت ادا کر دی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ تیز رفتاری سے چلے اور وہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا، لوگ اعرابی کے پاس سامنے سے گزرنے لگے اور اس سے گھوڑے کا سودا کرنے لگے، ان لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔ یہاں تک کہ کسی نے گھوڑے کی قیمت اس اعرابی سے اس قیمت سے زیادہ سے زیادہ لگائی جس پر اس نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ جب اس کی قیمت زیادہ لگی تو اس اعرابی نے حضور نبی کریم ﷺ کو آواز دی اور اس نے کہا: اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو اسے خرید لیں، ورنہ میں اسے فروخت کیے دیتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے جب اس اعرابی کی آواز سنی تو کھڑے ہوگئے، یہاں تک کہ وہ اعرابی آپ کے پاس آ گیا۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا میں نے یہ گھوڑا تجھ سے خرید نہیں لیا ہے؟ اعرابی نے کہا: خدا کی قسم! نہیں۔ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے کہا کہ بے شک میں نے اس کو تجھ سے خرید لیا ہے۔ یہ سن کر لوگ مجمع ہونے لگے اور وہ نبی کریم ﷺ اور اعرابی کے گرد اکٹھے ہوگئے اور دونوں اصرار کرنے لگے اور وہ اعرابی کہنے لگا: آپ گواہ لایئے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے

آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور مسلمانوں میں سے جو آتا وہ اس اعرابی سے کہتا تجھ پر افسوس ہے نبی کریم ﷺ نہیں فرماتے مگر حق۔ یہاں تک کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے جب نبی کریم ﷺ کا مراجعت فرمانا سنا اور اعرابی کا یہ اصرار سنا کہ کوئی گواہ لائیے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑے کو فروخت کر دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے روبرو آئے فرمایا: کس بنا پر گواہی دیتے ہو؟ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی تصدیق کی بنا پر اور نبی کریم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی ایک شہادت کو دو شخصوں کی شہادتوں کے برابر اور دو کے قائم مقام مقرر کر دی۔

﴿ابوداؤد، نسائی﴾

حضرت نعمان بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ اعرابی نے فروخت کیئے جانے سے انکار کیا تو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: اے اعرابی! میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا فروخت کر دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے خزیمہ رضی اللہ عنہ! ہم نے تو تم کو گواہ نہیں بنایا تم کیسے گواہی دیتے ہو۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کی تصدیق آسمانی خبروں پر کرتا ہوں تو میں تصدیق اس اعرابی پر کیوں نہ کروں پھر نبی کریم ﷺ نے ان کی شہادت کو دو مردوں کی شہادت کے برابر قرار دے دیا۔

اسلام میں کسی مرد کیلئے یہ جائز نہ ہوا کہ اس کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت قرار دی گئی ہو۔

﴿مسند ابن ابی اسامہ﴾

بجز حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خزیمہ! جس کے حق میں گواہی دیں یا جس کے خلاف گواہی دیں تو ان کی صرف ایک گواہی درست اور کافی ہے۔

﴿تاریخ بخاری﴾

حضرت برا ابن عاذب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے گا اور ہماری طرح قربانی دے گا تو اس کی قربانی ہو جائے گی، اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ بکری کا گوشت ہے یہ سن کر ابو بردہ بن دینار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! میں نے نماز کی طرف نکلنے سے پہلے قربانی کر لی ہے اور میں جانتا ہوں آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے تو میں نے عجلت کی اور خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ بکری کا گوشت ہے۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے پاس دو ماہ کا اونٹ کا بچہ ہے اور وہ بکریوں کے گوشت سے اچھا ہے تو کیا وہ میری طرف سے کفایت کرے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تمہارے لیے کفایت کرے گا اور تمہارے بعد کسی کیلئے دو ماہ کا بچہ کافی نہ ہوگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ام عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ جب یہ آیہ کریمہ:

يَا يُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَا يِعْنَكَ عَلَى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئاً وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ

ترجمہ: ''اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی، اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جس اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں۔''

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ

﴿سورۃ الممتحنہ﴾

نازل ہوئی تو انہوں نے کہا: عام لوگوں کو نوحہ گری کی عادت تھی۔ اس پر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس حکم سے فلاں خاندان مستثنیٰ فرما دیجئے کیونکہ وہ جاہلیت میں میری مدد کرتے تھے، اب ضروری ہے کہ میں ان کی مدد کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فلاں خاندان مستثنیٰ ہے۔

﴿مسلم﴾

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ استثناء ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے خاص فلاں خاندان کے بارے میں رخصت چاہنے پر مخصوص ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کو اختیار ہے عموم میں سے جو چاہیں خاص فرما دیں۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سہلہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ کی بابت ذکر کیا کہ وہ ان کے گھر میں آتا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اسے اپنا دودھ پلا دو، تو انہوں نے اس کو دودھ پلا دیا، حالانکہ وہ غلام مرد کبیر تھا اور اس کے بعد وہ جنگ بدر میں حاضر ہوا ہے۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات نے اس کا انکار کیا کہ کوئی شخص ایسی رضاعت کی بنا پر ان میں سے کسی کے پاس اندر آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ رخصت نبی کریم ﷺ کی طرف سے سالم رضی اللہ عنہا کیلئے خاص تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

اور ایک روایت میں ہے کہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کیلئے خاص تھی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ رخصت صرف حضرت سالم رضی اللہ عنہ کیلئے تھی۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم تین دن تک سوگ کے کپڑے پہنو، اس کے بعد تم جو چاہے کرو۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حلال ہونے سے پہلے اپنے صدقے کی عجلت (جلدی ادا کرنے) کے واسطے دریافت کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں ان کو رخصت فرمائی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حکم بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی جانب سے دوسال کے صدقہ میں عجلت فرمائی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعید بن منصور حضرت ابوالنعمان ازدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کا ایک سورۂ قرآنی پر نکاح کر دیا اور فرمایا: تمہارے بعد کسی کیلئے سورۂ قرآنی مہر نہ ہوگا۔ یہ حدیث مرسل ہے اور اس میں غیر معروف راوی ہے اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مکحول سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے اور ابن عوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی ہے۔

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آتیں تو وہ "السلام علیکم" کہا کرتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اجازت عطا فرمائی کہ وہ صرف "السلام" کہا کریں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زبان میں لکنت تھی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت منذر ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تیز کلامی ہوئی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے علی رضی اللہ عنہ جیسی جرأت آپ نے نبی کریم ﷺ پر کی ہے مجھ میں وہ جرأت نہیں ہے کہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کے نام اور حضور نبی کریم ﷺ کی کنیت اس بچہ کو عطا کر دی ہے، اس کے بعد میری امت میں سے کسی کیلئے ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت منذر ثوری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے رخصت تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کے بعد میرا کوئی فرزند پیدا ہوا تو میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ جسکے درمیان چاہتے مؤاخات فرماتے اور انکے درمیان وراثت قائم کرتے:

حضرت علی بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ ﴿سورۂ النساء﴾

ترجمہ: ''اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا۔''

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے درمیان نبی کریم ﷺ نے مؤاخات کی گرہ لگائی تھی جب کوئی قریبی رشتہ بیچ میں نہ آتا جو ان کے درمیان حائل ہو جاتے تو وہ ان کو ان کا حصہ دیتے تھے۔ انہوں نے کہا: یہ بات آج مفقود ہے۔ یہ جماعت ان خاص لوگوں کی تھی جن کے درمیان نبی کریم ﷺ نے مؤاخات قائم کی تھی اور وہ بات منقطع ہوگئی اور یہ امر کسی کیلئے جائز نہ ہوگا، صرف نبی کریم ﷺ کیلئے ہی اختیار تھا آپ نے انصار و مہاجرین کے درمیان مؤاخات فرمائی تھی اور آج کسی کے درمیان مؤاخات نہیں ہے۔

﴿ابن جریر﴾

مسجد نبوی ﷺ کی محراب، نمازی کیلئے محراب کعبہ کی طرح ہے:

ہمارے اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں نماز پڑھے تو اس کے حق میں نبی کریم ﷺ کی محراب، کعبہ کی مانند ہے۔ اس سے عدل و انحراف کسی حال میں اجتہاد کے ذریعہ جائز نہیں ہے اور یہی حکم ان تمام مقامات کا ہے جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی ہے اور اس باب میں تیامن و تیاسر یعنی دائیں اور بائیں میں اجتہاد جائز نہیں ہے۔ بخلاف تمام شہروں کے کہ ان میں تیامن و تیاسر میں اجتہاد جائز ہوگا۔ یہ قول اصح وجوہ پر ہے۔

نبی کریم ﷺ کی نسبت سے آپکی ازواج، اہلبیت اور اصحاب کو شرف عطا ہوا

وہ شرافت و بزرگی جس کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے آپ کی اولاد، آپ کی ازواج، آپ کی اہل بیت، آپ کے اصحاب اور آپ کے قبیلہ کو مشرف فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا○

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اور اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! تم سے ہر ناپاکی دور فرمائے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔''

اور فرمان خداوندی ہے:

وَ مَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِھَآ اَجْرَھَا مَرَّتَیْنِ○

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اور جو تم میں فرمانبردار ہے اللہ اور اس کے رسول کا اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا اجر دیں گے۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے گھر میں آیت نازل ہوئی:

"اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے دونوں فرزندوں کو بلوا کر فرمایا کہ یہ لوگ میرے اہل بیت (نسب) ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آسمان کے ایک فرشتے نے خالق عالم اللہ رب العالمین سے اجازت چاہی کہ مجھے آ کر سلام کرے تو اس نے آ کر مجھے بشارت دی کہ سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا "سیدۃ النساء اہل جنت" ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو حجابات کے اس طرف سے منادی ندا کرے گا: اے اہل محشر! اپنی نگاہوں کو نیچے کر لو تاکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گزر جائیں اور وہ اس حال میں گزریں گی کہ ان کے جسم پر دو سبز چادریں ہوں گی۔

﴿حاکم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے غضب کرنے سے غضب فرماتا ہے اور تمہارے خوش ہونے سے خوش ہوتا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدۃ نساء اہل جنت میں ہیں بجز مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تم خوش نہیں کہ تم سیدۃ نساء عالم اور سیدۃ نسا مومنین اور اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

﴿حاکم﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابراہیم رضی اللہ عنہ کیلئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے جو ان کی بقیہ رضاعت کو تمام کرے گی اور فرمایا: ابراہیم علیہ السلام صدیق وشہید ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب نبی کریم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ان کیلئے جنت میں دودھ پلانے والی ایک دایہ ہے اور اگر ابراہیم علیہ السلام زندہ رہتے تو وہ یقیناً صدیق و نبی ہوتے اور ان کے ماموں قبطی لوگ آزاد ہو جاتے اور کوئی قبطی غلام نہ رہتا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسن وحسین رضی اللہ عنہم جنتی جوانوں کے سردار ہیں، سوائے دو خالہ کے بیٹوں کے۔

﴿ابن سعد﴾

(حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: حسن وحسین رضی اللہ عنہم جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

﴿حاکم﴾

حسین رضی اللہ عنہ کی جبرئیل مدد کر رہے ہیں:

حضرت حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حسن وحسین رضی اللہ عنہم نے کشتی لڑی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے حسن رضی اللہ عنہ! جلدی کرو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ حسن رضی اللہ عنہ کی مدد فرماتے ہیں۔ گویا وہ آپ کو حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کر رہے ہیں اور میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں حسن رضی اللہ عنہ کی مدد کروں۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے بازوؤں میں دو تعویذ تھے۔ان میں جبرئیل علیہ السلام کے بازوؤں کے پروں میں سے چھوٹے پر تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کو جہان کی عورتوں میں سے چار عورتیں کافی ہیں۔ (۱) مریم، (۲) آسیہ (فرعون کی بیوی)، (۳) خدیجہ (۴) اور فاطمہ رضی اللہ عنہما۔

﴿احمد، حاکم﴾

اہل بیت کی دشمنی جہنم کا باعث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالمطلب کی اولاد! میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ تم میں جو قائل ہے وہ ثابت قدم رہے، اور جو گمراہ ہے اسے ہدایت دے اور جو جاہل ہے اسے علم دے اور یہ دعا کی ہے: ''تم کو سخی، بہادر، رحم دل بنائے۔'' اگر کسی شخص نے رکن اور مقام کے درمیان صف بستہ ہو کر نماز پڑھی اور روزے رکھے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اہل بیت محمد مصطفیٰ ﷺ بغض وعداوت رکھے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم اہل بیت سے کوئی شخص بغض نہ رکھے گا مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

﴿حاکم﴾

اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔آپ نے فرمایا: آگاہ رہو، بے شک میرے اہل بیت کی مثال تم میں سفینہ نوح کی مانند ہے،تو جو اس میں سوار ہو، اس نے نجات پائی اور جو پیچھے رہ گیا غرق ہوگیا۔

﴿ابویعلیٰ ، بزار، حاکم ﴾

کتاب اللہ اور اہل بیت:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم دو وزنی چیزیں چھوڑ رہا ہوں: (۱) کتاب اللہ، (۲) میری اہل بیت۔

﴿ترمذی، حاکم ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمین والوں کیلئے ستارے غرق سے امان ہے اور میری اہل بیت، میری امت کیلئے اختلاف سے امان ہے اور جب کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرے گا تو ان میں اختلاف رونما ہو جائے گا وہ شیطانی گروہ بن جائے گا۔

۞ (اور ابویعلی وابن شیبہ رحمھم اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔)

﴿حاکم ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے میری اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے جو ان میں سے توحید اور میری تبلیغ کے ساتھ ثابت قدم رہے گا اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا۔

﴿حاکم ﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت کے نوجوانوں کے سردار ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ ہیں۔ حارث عبدالمطلب کے فرزند ہیں اور ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے چچا کے فرزند ہیں۔

﴿حاکم ﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر شخص اپنے بھائی کیلئے اپنی جگہ سے اٹھتا ہے مگر بنی ہاشم کسی کیلئے نہیں کھڑے ہوں گے۔

﴿طبرانی ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ کھڑا ہو مگر حسن یا حسین رضی اللہ عنہم ان دونوں کی اولاد کیلئے۔

﴿ابن عساکر ﴾

فضائل صحابہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔قسم

ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو ان کے کسی ایک کی فضیلت، کو نہ پائے گا اور نہ ان کی نصف فضیلت کو۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اسے راہ خدا میں خرچ کرے اور بیواؤں، مسکینوں اور یتیموں میں خرچ کرے تاکہ میرے صحابی کو کسی شخص کے دن کی ایک گھڑی کی فضیلت کو حاصل کر سکے تو وہ کبھی اسے حاصل نہ کر سکے گا۔

﴿طیالسی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ستاروں جیسی ہے جس سے لوگ رستہ کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، جب ستارے غائب ہو جاتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔

﴿مسند ابن ابی عمر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی مانند ہے، جس سے لوگ رستہ کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں تو جس کسی صحابی کے قول کے ساتھ تم لوگ عمل کرو گے تم ہدایت پا جاؤ گے۔

﴿مسند عبد بن حمید﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی مانند ہے کیونکہ کھانا بغیر نمک کے درست نہیں ہوتا۔

﴿ابو یعلیٰ، بزار﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے بعد میرے صحابہ سے ضرور لغزش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزش کو ان کے سابقہ اعمال کے سبب جو میرے ساتھ کیے ہیں بخش دے گا اور میرے بعد کے لوگ اس لغزش پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں منہ کے بل اوندھا ڈالے گا۔

﴿ابن منیع، طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے قرابت داروں اور میرے صحابہ کو کچھ نہ کہو کیونکہ جس نے ان کے حق میں میری حفاظت کی تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک محافظ ہوگا اور جس نے ان کے حق میں میری حفاظت نہ کی، اللہ تعالیٰ اس سے جدا ہو جائے گا اور جس سے اللہ تعالیٰ جدا ہو جائے قریب ہے کہ وہ اسے گرفت میں لے لے۔

﴿ابن منیع﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی نہیں مگر میری امت میں اس کا نظیر ہے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میری نظیر

ہیں اور جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھے تو اسے چاہے کہ وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ میں سے جو کوئی جس شہر میں فوت ہوگا تو وہ اس شہر کے مسلمانوں کو قائد اور ان کا امام اور روز قیامت ان کا نور ہوگا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ میرا کوئی ایک صحابی جس شہر میں فوت ہوگا وہ ان کیلئے نور ہوگا اور اللہ تعالیٰ روز قیامت اس صحابی کو اس شان سے اٹھائے گا کہ وہ اس شہر والوں کا سردار ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اہل بدر پر چھ تکبیریں اور اصحاب نبی پر پانچ تکبیریں اور دیگر تمام لوگوں پر (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہتے تھے۔

﴿دار قطنی﴾

الحسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابوالزاہریہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حلیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کو وہ چیز عطا کی گئی ہے جو لوگوں میں سے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب عادل ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے تمام صحابہ عادل ہیں۔ اس پر ان علماء کا اجماع ہے جو معتبر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی عدالت پر بحث نہیں کی جائے گی۔ جس طرح کہ راویوں کی عدالت سے بحث کی جاتی ہے اور اس بحث کے نہ کرنے کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا جاتا ہے کہ فرمایا: "**خیر القرون قرنی**"

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ جس نے ایک لحظہ کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی، اس کیلئے صحابیت ثابت ہے۔ بخلاف صحابی کے ساتھ تابعی کے۔ تابعی کیلئے اسم تابعی اس وقت تک ثابت نہ ہوگا، جب تک کہ اس نے صحابہ کے ساتھ طویل زمانے تک صحبت نہ رکھی ہو۔ یہ تعریف اہل اصول کے نزدیک اصح قول پر ہے۔ یہ فرق و امتیاز، منصب نبوت کی عظمت اور اس کے نور کا ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان اعجاز تھی کہ احمق و نادان اعرابی پر آپ کی محض ایک نظر مبارک پڑتی تو وہ حکمت اور دانائی کی باتیں کرنے لگتا تھا۔

اور حضور نبی کریم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی حدیث مبارک کے عاملین کے چہرے میں تروتازگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے رہتی ہے: "**نضر اللہ امرا اسمع مقالتی فوعاھا فاداھا الی من الم یسمعھا**" اللہ تعالیٰ اور اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اسے محفوظ رکھا اور اس شخص کو پہنچایا جس نے اسے سنا نہ تھا۔ اور یہ علماء حدیث حفاظ اور امراء المومنین کے ساتھ ملقب ہو کر مخصوص ہوتے ہیں۔ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حافظ ایسا لقب ہے جس کے ساتھ علماء حدیث تمام علماء کے درمیان مختص ہوئے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے خدا! میرے خلفاء پر رحمت نازل فرما۔'' کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا: ''وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے جو میری حدیث اور میری سنت کو روایت کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔''

﴿طبرانی﴾

بعد وصال معجزات کا ظہور

نبی کریم ﷺ نے وصال کی خود خبر دی:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم کو یہ زعم ہے کہ میں تم سب کے بعد وفات پاؤں گا آگاہ رہو میں تم سب سے پہلے وفات پاؤں گا اور تم میرے بعد وفات پاؤ گے اور خبردار! کیا تم ایک دوسرے کو ہلاک کرو گے۔

﴿احمد، ابویعلی، طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر ماہ رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ نے رحلت فرمائی تو بیس دن اعتکاف فرمایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر رمضان المبارک میں آپ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ نے رحلت فرمائی تو وہ دو مرتبہ انہوں نے دور کرایا۔

﴿بخاری﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے راز میں باتیں فرمائیں اور فرمایا: جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن پاک کا دور کرتے تھے مگر انہوں نے اس سال دو مرتبہ میرے ساتھ دور کیا، اور میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ ہے کہ میری رحلت کا وقت آ گیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی اس تکلیف میں بلایا جس میں آپ نے رحلت فرمائی اور ان سے راز میں کچھ باتیں کیں تو وہ رونے لگیں۔ اس کے بعد ان کو پھر بلایا اور راز میں باتیں کیں اور وہ ہنسنے لگیں، میں نے ان سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ سے مجھے خبر دی کہ میں اپنی اس تکلیف میں رحلت کر جاؤں گا۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے یہ خبر دی کہ میں ان کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ سے آ کر ملوں گی تو یہ سن کر ہنسنے لگی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

کو اپنے مرض میں بلایا اور ان سے راز کی کچھ دیر باتیں فرمائیں اور وہ رونے لگیں اس کے بعد ان سے کچھ دیر اور راز میں باتیں فرمائیں اور وہ ہنسنے لگیں، پھر میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: مجھے پہلی مرتبہ تو یہ خبر دی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال ہر رمضان المبارک میں ایک مرتبہ قرآن کا دور کراتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ قرآن کا دور کرایا ہے اور مجھے خبر دی کہ کوئی نبی نہیں ہوا، اس کے بعد نبی آیا اور اس نے نصف عمر اس کے ساتھ گزاری اور نصف عمر اس کے بعد گزاری اور فرمایا:

اے بیٹی! مسلمان عورتوں میں سے کوئی عورت مصیبت میں تم سے اعظم نہیں ہے تو تم صبر میں ادنیٰ عورت نہ ہونا اور دوسری مرتبہ جو مجھ سے راز میں گفتگو کی تو اس میں مجھے خبر دی کہ میں آپ کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ کے ساتھ ملوں گی اور فرمایا: تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو، بجز اس کے جو مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا سے تعلق رکھتی ہو، اس بنا پر میں ہنسنے لگی۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی خبر ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس سے زیادہ نہیں جانتا جتنا کہ تم نے بتایا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو اس بندے نے اس کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

ہم سب نے ان کے رونے کو حیرت و تعجب سے دیکھا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں کہ اس نے جو اختیار کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ اختیار کرنے والے بندے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس خبر کے جاننے میں ہم سب سے اعلم تھے، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم روؤ نہیں، تمام لوگوں میں سے جس نے اپنی صحبت اور اپنے مال سے مجھے امن سے رکھا ہے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ان کو بناتا لیکن میرے اور ان کے درمیان اسلامی اخوت ہے۔ مسجد میں کھلنے والے کسی دروازے کو باقی نہ رکھا جائے، اور اسے بند کر دیا جائے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کو باقی رکھا جائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ایک مرد کو اس کے رب نے اختیار دیا کہ چاہے تو وہ جتنی چاہے دنیا میں زندگی گزارے اور دنیا میں عیش کرے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہو جائے تو اس مرد نے اپنے رب کی لقا کو اختیار کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے بلکہ ہم آپ پر اپنے اموال اور اپنی اولاد کو قربان کر دیں گے۔

﴿بیہقی﴾

بطریق حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا، ام درہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اس حال میں باہر تشریف لے گئے کہ آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی پھر آپ نے منبر شریف پر چڑھ کر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یقیناً میں اس لمحہ حوض کوثر پر کھڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیدیا، اس بندے نے اسے اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کرنے لگے: بلکہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ اور اپنی جان و مال قربان کر دیں گے۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو ان لفظوں تک روایت کیا ہے کہ میں اس گھڑی حوض کوثر پر بالیقین کھڑا ہوں۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت ابومویہبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو نبی کریم ﷺ کے غلام تھے۔ حضرت ابومویہبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم نے ایک رات مجھے جگا کر فرمایا: اے ابومویہبہ رضی اللہ عنہ! مجھے حکم دیا گیا کہ ان بقیع والوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کروں، تو میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ آپ بقیع میں تشریف لائے اور دست اقدس اٹھا کر ان کیلئے استغفار فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: تمہیں مبارک ہو جس امن کی حالت میں تم نے صبح کی ہے اور جس امن کی حالت میں لوگوں نے صبح کی، اب وہ وقت آ گیا کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند فتنے برپا ہوں گے ان فتنوں کے آخر اول فتنوں کے تعاقب میں آ رہے ہیں آخری فتنہ پہلے فتنوں سے بہت بڑا ہے۔ اے ابومویہبہ رضی اللہ عنہ! مجھے دنیا کے خزانوں اور اس میں ہمیشہ رہنے کی کنجیاں دی گئیں، اس کے بعد جنت کی اور اس کے بعد لقاء رب کے درمیان مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اپنے رب کی لقا کو اختیار کیا ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے، جب صبح ہوئی تو آپ کو اس تکلیف کی ابتدا ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم سے جدا فرمایا۔

(حضرت ابن سعد نے اس کی مانند حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے غلام سے حدیث روایت کی ہے۔)

﴿احمد، ابن سعد، دارمی، حاکم، بیہقی، طبرانی﴾

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور مجھے خزانے عطا کیے گئے اور مجھے اختیار دیا گیا کہ میں زندہ رہ کر وہ سب کچھ دیکھوں جو میری امت پر فتوحات ہوں گی یا میں تعجیل کو اختیار کروں تو میں نے تعجیل کو اختیار کیا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سالم بن الجعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خواب کی حالت میں مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں، اس کے بعد تمہارے نبی کو اچھے راستہ کی طرف بھیجا گیا، اور تم کو دنیا میں چھوڑ دیا گیا ہے کہ تم سرخ و زرد اور سفید حلوے کھاؤ۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں۔ خدا کی قسم! میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم! میں تم سے اس بات کا خوف نہیں رکھتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے تم سے اس کا خوف ہے کہ تم (دنیا کے بارے میں) ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے۔

﴿بخاری﴾

حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! کوئی نبی مبعوث نہ ہوا مگر یہ کہ اس نبی نے جو اس کے بعد ہوا، اس نے اس کی نصف عمر گزاری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس سال گزارے۔

﴿ابن سعد، ابن راہویہ﴾

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''المطالب العالیہ'' میں فرمایا: اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کے چالیس سال گزارے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی نے آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو اس سے پہلے تھا اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں چالیس سال گزارے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر اس نبی نے اپنی زندگی کی آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو ان سے پہلے نبی تھا۔

﴿تاریخ بخاری﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب بھی آپ میرے حجرے کے سامنے سے گزرتے تو میری طرف کوئی کلمہ ایسا فرماتے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور ایک دن گزرے تو کوئی کلمہ ارشاد نہ فرمایا، پھر میں نے اپنے سر پر پٹی باندھ لی اور اپنے بستر پر سو گئی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا حال ہے؟

میں نے عرض کیا: میرے سر میں درد ہے۔ فرمایا: میرے سر میں بھی درد ہے۔ یہ اس دن کا واقعہ ہے جس دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو خبر دی کہ آپ رحلت فرمانے والے ہیں۔

﴿احمد، ابن سعد، ابویعلیٰ، بیہقی﴾

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین مضبوط رسیوں کے ساتھ آسمان کی طرف کھنچ رہی ہے۔ میں نے اپنا یہ خواب نبی کریم ﷺ

سے بیان کیا تو فرمایا: یہ تمہارے بھتیجے کی وفات کی خبر ہے۔

﴿بزار﴾

نبی کریم ﷺ نے وفات کے دن اور مقام کی خبر دیدی تھی:

وہ خبر جو نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات کے دن اور اپنی جگہ کے بارے میں فرمائی۔

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: پیر کے دن کا روزہ کبھی ترک نہ کرنا کیونکہ میں پیر کے دن پیدا ہوا اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی اور پیر کے دن میں نے ہجرت کی اور پیر کے دن ہی میرا وصال ہو۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے نبی کریم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ پیر کے دن نبوت کا اعلان کیا، پیر کے دن مکہ سے ہجرت کر کے باہر آئے، پیر کے دن مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ پیر کے دن مکہ فتح ہوا، اور پیر کے دن وفات پائی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ مقام ہجرت ہے اور اس کی زمین میری آرام گاہ ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ میری ہجرت کا مقام ہے اور یہیں میری وفات ہے اور اسی جگہ سے میرا حشر ہوگا۔ اور انہوں نے حضرت عطار بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مثل مرسلاً روایت کی ہے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو نبوت کے ساتھ شہادت کی فضیلت بھی عطا کی گئی:

حضور نبی کریم ﷺ کو نبوت کے اعزاز و تکریم کے ساتھ شہادت کی فضیلت بھی عطا کی گئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے رحلت فرمائی فرماتے تھے کہ میں اس لقمہ کی تکلیف ہمیشہ پاتا رہا ہوں جسے میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اور اب اس زہر کی وجہ سے رگ جاں کٹ رہی ہے۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

حضرت اُمِ بشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اپنے نفس شریف پر آپ کس چیز کی نسبت فرماتے ہیں، بلاشبہ میں اپنے بیٹے کیلئے اس کھانے کی نسبت کرتی ہوں جو اس نے آپ کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بھی اس کے سوا کسی اور چیز کی طرف نسبت نہیں کرتا اس وقت رگِ جاں منقطع ہو رہی ہے۔ ﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت بشر بن البراء رضی اللہ عنہ کی والدہ، نبی کریم ﷺ کے پاس اس مرض میں آئیں، اس وقت آپ کو بخار تھا، انہوں نے چھو کر عرض کیا: میں نے جتنا بخار آپ میں پایا ہے، اتنا میں نے کسی میں نہیں پایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے اتنا ہی اجر زیادہ ہوتا ہے جس قدر کہ ہم پر تکالیف زیادہ ہوتی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: لوگ آپ کو ذت الجنب یعنی نمونیہ کا مرض گمان کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ شیطان کا کچوکہ ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ جو لقمہ میں نے کھایا تھا اور جسے تمہارے بیٹے نے بھی یوم خیبر کھایا تھا، میں ہمیشہ اس کی تکلیف پا تا رہا ہوں، یہاں تک کہ اس وقت اس سے رگِ جاں قطع ہو رہی ہے۔ اس بنا پر نبی کریم ﷺ کی وفات، شہادت کی وفات ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں نو مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات شہادت کی ہے تو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ آپ شہید نہیں کیے گئے اور حقیقت الامر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو منصب نبوت پر سرفراز فرمایا اور آپ کو شہید بھی بنایا۔

﴿احمد، ابن سعد، ابویعلیٰ، طبرانی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ہم آپ پر ذات الجنب کا خوف رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ذات الجنب کو مجھ پر مسلط کرے۔

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ہمیں اندیشہ ہے کہ آپ کو ذات الجنب ہے۔ فرمایا: یہ بیماری شیطان کے اثر سے پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ مجھ پر اسے مسلط کرے۔

﴿ابن اسحاق، ابن سعد، بیہقی﴾

مرض الموت کے واقعات

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے سر کو باندھ دو تا کہ میں مسجد میں جاؤں تو میں نے آپ کے سر مبارک پر پٹی باندھی۔ اس کے بعد آپ مسجد کی طرف تشریف لے چلے، اس طرح کہ آپ کے دونوں قدم مبارک زمین پر نشان چھوڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے منبر پر جلوس فرمایا، اس کے بعد فرمایا:

35

امابعد

''اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ تمہارے درمیان سے میرے تشریف لے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے تو جس کسی شخص کی کمر پر میں نے کوڑا مارا ہے تو وہ مجھ سے بدلہ لے لے اور جس کسی سے میں نے مال لیا ہے تو یہ میرا مال موجود ہے اسے چاہیے کہ اس میں سے لے لے اور جس کسی کو میں نے آبرو کی گالی دی ہے تو یہ میری آبرو موجود ہے اسے چاہیے کہ بدلہ لے لے اور کوئی کہنے والا ہرگز یہ نہ کہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی جانب سے کوئی اندیشہ ہے کیونکہ کینہ و دشمنی نہ تو میری شان سے ہے اور نہ میرے اخلاق سے۔''

اس کے بعد فرمایا: سنو! جو اپنے آپ میں کچھ محسوس کرتا ہے تو وہ کھڑا ہو جائے تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں اس پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں یقیناً منافق ہوں اور میں یقیناً بخیل ہوں اور میں یقیناً بزدل ہوں اور میں یقیناً بہت سونے والا ہوں اور میں یقیناً جھوٹ بولنے والا ہوں۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

''اے اللہ! اسے ایمان و صدق نصیب فرما اور اس سے نیند کی کثرت اور اس کے دل کا بخل دور کر دے اور اس کی بزدلی کو شجاعت سے بدل دے۔''

حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد میں نے اس شخص کو کئی معرکوں میں دیکھا ہے اور ہم میں سے کوئی شخص اس سے زیادہ کا سخی نہ تھا اور نہ اس سے زیادہ بے خوف تھا اور نہ نیند میں اس سے برتر تھا۔

پھر ایک عورت کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی انگلی سے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جا کر انتظار کرو۔ یہاں تک کہ میں وہاں پہنچوں۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اس عورت کے پاس تشریف لائے اور ایک ٹہنی اس کے سر پر رکھی اور اس کیلئے دعا فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس عورت کیلئے حضور نبی کریم ﷺ نے جو دعا فرمائی ہے اس دعا کے اثر کو پہنچاتی ہوں، وہ عورت مجھ سے کہا کرتی کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اپنی نماز اچھی طرح پڑھو۔

﴿ابن سعد، ابویعلیٰ، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس پر نبی کریم ﷺ کی تکلیف سے بڑھ کر تکلیف ہو۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم اقدس کو چھوڑ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو بخار تو بہت شدید ہے۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے مجھے اتنا بخار ہے جتنا کہ تم میں سے مردوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا پھر تو آپ کیلئے اجر بھی دونا ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ پر بخار کی اتنی شدید حرارت ہے کہ ہم میں سے کسی کو نہ تھا کہ بخار کی گرمی کی بنا پر آپ کے جسم اقدس پر زیادہ دیر ہاتھ رکھ سکیں۔ یہ حال دیکھ کر ہم سبحان اللہ کہنے لگے۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام سے بلا میں اشد کوئی شخص نہ ہوتا جس قسم کی بلا میں شدت ہم انبیاء پر ہوتی اتنا ہی ہمارے لیے اجر میں زیادتی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی نبی کی یہ شان تھی کہ اگر چیچڑی چپٹ جاتی تو وہ چھوٹتی یہاں تک کہ وہ ان کو قتل کر دیتی اور کسی نبی کی یہ حالت تھی کہ وہ برہنہ رہتے اور اتنا کپڑا موجود نہ ہوتا کہ وہ ستر کر سکتے بجز عبا کے جس کو وہ پہنتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بخار تھا میں نے اپنا ہاتھ آپ کی چادر شریف کے اوپر رکھا تو بخار کی گرمی چادر کے اوپر سے میں نے پائی۔ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اسے آپ سے شدید تر بخار ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے اجر بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔

﴿احمد الزہد﴾

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ علیل ہوئے اور آپ پر مرض نے شدت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: وہ رقیق القلب آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو اتنی استطاعت نہ رہے گی کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا سکیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم تو وہی عورتیں ہو جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا تھا، بالآخر حضور نبی کریم ﷺ کا قاصد آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نماز پڑھانے کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے تبدیلی حکم کے بارے میں بار بار عرض کیا اس بار بار کے عرض کرنے پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہیں کیا بجز اس کے کہ میرے دل میں یہ واقع نہیں ہوا کہ آپ کے بعد لوگ اس شخص کو ہمیشہ محبوب رکھیں گے جو آپ کے مصلے پر کھڑا ہوگا اور نہ میں یہ گمان رکھتی تھی کہ جو شخص بھی آپ کے مصلے پر کھڑا ہوا، لوگ اسے برا کہیں گے اور میں نے یوں ہی چاہا کہ رسول اللہ ﷺ اس حکم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی اور کی طرف پھیر دیں۔

﴿بخاری﴾

حضرت محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی علالت کے زمانے میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر نبی کریم ﷺ نے شدت میں کمی پائی تو آپ باہر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، انہیں پتہ نہ چلا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے شانوں پر رکھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے ہٹے اور نبی کریم ﷺ ان کی داہنی جانب بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کبھی کوئی نبی اس وقت تک قبض نہیں کیا گیا جب تک کہ اسکی امامت اسکی امت کے کسی شخص نے نہ کی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آخری نماز جس کو نبی کریم نے جماعت کے ساتھ ایک چادر میں لپٹ کر پڑھی تھی۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ نماز دوشنبہ کی فجر کی تھی اور یہی وہ دن ہے جس میں آپ نے رحلت فرمائی۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھے، اس وقت آپ نزع کے عالم میں تھے۔ آپ نے فرمایا: اے شداد! کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: مجھ پر دنیا تنگ ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کوئی اندیشہ نہیں، آگاہ رہو عنقریب شام فتح ہوگا اور بیت المقدس فتح ہوگا اور تم اور تمہارے اولاد انشاء اللہ ان میں امام ہوگی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمر بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر مرض کی جس دن ابتدا ہوئی وہ بدھ کا دن (چہارشنبہ) تھا اور اس مرض کی طوالت آپ کی رحلت تک تیرہ دن رہی۔

﴿ابن سعد﴾

وہ معجزات وخصائص جو رحلت کے وقت رونما ہوئے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت تک قبض نہ کیا گیا جب تک کہ جنت میں اس نبی کے مقام کو اسے نہ دکھا دیا گیا۔ اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا کہ وہ اور چاہے تو رہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر مرض کا نزول ہوا تو آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا اور آپ پر غشی طاری تھی جب افاقہ ہوا تو

آپ نے اپنی نگاہ مبارک حجرے کی چھت کی طرف جمائی اور فرمایا: **"اللھم الرفیق الاعلی"** اس وقت میں نے پہچان لیا کہ وہی بات ہے جسے آپ نے ہم سے صحت کی حالت میں فرمایا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک رحلت نہ فرمائیں گے جب تک کہ آپ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے چنانچہ آپ اس مرض میں علیل ہوئے جس مرض میں آپ نے رحلت فرمائی تو آپ کو پست آوازی کا عارضہ لاحق ہوا، اس وقت میں نے سنا۔

آپ فرمارہے تھے:

مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: "جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔"

تو میں نے گمان کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی روح قبض کر کے اس کے ثواب کو دکھایا جاتا ہے پھر اس کی روح کو واپس اس کی طرف کر کے اسے اختیار دیا جاتا ہے تو میں نے آپ کی یہ بات سن کر یاد کی جس وقت کہ آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور میں دیکھ رہی تھی۔

یہاں تک کہ آپ کی گردن مبارک ایک طرف جھک گئی اور میں نے گمان کیا کہ آپ نے وصال فرمایا اور میں نے اس کی کیفیت کو پہچانا اور میں آپ کی طرف دیکھتی رہی۔

یہاں تک کہ آپ نے سر مبارک اٹھا کر نظر فرمائی۔ اس وقت میں نے دل میں کہا: خدا کی قسم! آپ ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے چنانچہ آپ نے فرمایا:

"مع الرفیق الاعلی فی الجنۃ"

﴿احمد، ابن سعد، ابونعیم﴾

اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں اس کو اس طرح روایت کی کہ آپ میرے پھیپھڑے اور میری گردن کے درمیان قبض کیے گئے اور گمان رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی آپ کی روح کو واپس کر دے گا۔ وہ کہتی ہیں کہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتا رہا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حرکت فرمائی، اس وقت میں نے دل میں کہا اگر آج آپ کو اختیار دیا گیا تو آپ ہرگز ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔

نبی کریم ﷺ کو جب کوئی مرض لاحق ہوتا تو آپ عافیت کا سوال ضرور فرماتے

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حکم بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالحریث رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو جب بھی کوئی شکایت (مرض) لاحق ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال ضرور کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ مرض جس میں آپ نے وفات پائی لاحق ہوا، تو آپ نے شفا کی بالکل دعا نہ مانگی اور آپ خود کو فرماتے: اے نفس! تیرا کیا حال ہے؟ تو ہزار پناہ کی جگہ میں پناہ ڈھونڈتا ہے۔
﴿ابن سعد، بیہقی﴾

راوی نے بیان کیا کہ آپ کے اس مرض میں آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو شفا دے دوں اور آپ کی کفایت کروں اور آپ چاہیں تو میں آپ کو وصال دے دوں، اور آپ کے سبب مغفرت کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اختیار میرے رب ہی کو ہے وہ جو چاہے میرے ساتھ کرے۔

حضرت جعفر بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کو ابھی تین دن باقی تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے اکرام و تفضیل اور خاص آپ کیلئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت فرماتا ہے جس کو زیادہ جانتا ہے۔

فرماتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور خود کو مکروب پاتا ہوں پھر جب دوسرا دن آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے دن آپ سے کہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مکروب پاتا ہوں۔

پھر جب تیسرا دن آیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے ملک الموت ساتھ تھے اور ان دونوں کے علاوہ وہ فرشتہ تھا جو ہوا میں رہتا ہے۔ وہ فرشتہ نہ کبھی آسمان کی طرف چڑھا اور نہ کبھی زمین پر اترا۔ اس کا نام اسماعیل ہے وہ ستر ہزار فرشتوں پر مقرر ہے اور ان میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتہ پر حاکم ہے تو ان سب سے آگے جبرئیل علیہ السلام ہوئے اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف آپ کے اکرام اور آپ کی تفضیل اور خاص آپ کیلئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس کو وہ زیادہ جانتا ہے فرماتا ہے آپ خود کو کیسا پاتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مکروب پاتا ہوں۔ اس کے بعد ملک

الموت نے دروازے پر اجازت چاہی۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ ملک الموت ہیں حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے کسی آدمی کے پاس آنے کی انہوں نے اجازت نہ چاہی اور نہ آپ کے بعد کسی شخص کے پاس آنے کی جازت چاہیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو اجازت دے دو تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو مجھے حکم فرمائیں، اس میں آپ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے قبض کروں اور اگر آپ مجھے اپنی روح کے چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تم یہ کرو گے؟ ملک الموت نے کہا: ہاں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ملک الموت! جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، اس پر عمل کروں۔

اس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا: "**السلام علیک یا رسول اللہ**! یہ میرا زمین پر اترنا آخری ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اس وقت آنے والا لوگوں کے پاس آیا اس کی آہٹ تو لوگوں نے سنی مگر اس کا جسم کسی کو نظر نہ آیا۔ اس نے کہا: "**السلام علیک یا اھل البیت و رحمۃ و برکاتہ**" بے شک ہر جانے والے کا ایک درجہ رفعت ہے لہٰذا تم سب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید وابستہ رکھو کیونکہ مصیبت زدہ وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے تو آپ کی لقا سے انہوں نے یہ مراد لی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی دنیا سے آپ کے معاد کی طرف مزید اپنی قرابت و کرامت میں لے جانا چاہتا ہے اور اس روایت کو ابن سعد و شافعی رحمہم اللہ نے اپنی "سنن" میں اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے واحد علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے متصلاً روایت کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کے پاس آپ کے مرض میں ملک الموت آئے اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں تھا اور انہوں نے اجازت چاہی اور عرض کیا: "**السلام علیک و رحمۃ و برکاتہ**" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوٹ جاؤ، ہم تم سے بے پرواہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوالحسن کرم اللہ وجہہ الکریم! تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ملک الموت ہے اور یہ ادب کے ساتھ داخل ہونا چاہتے ہیں پھر جب وہ اندر آئے تو عرض کیا: آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ ملک الموت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی

اہل بیت پر سلام نہیں کیا اور نہ آپ کے بعد سلام کریں گے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آئے اور انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! وہ آخری کلمہ کیا تھا جسے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات تم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کرو، تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: "الصلوٰۃ الصلوٰۃ" حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا: انبیاء کرام علیہم السلام کا آخری لفظ یہی ہوتا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی آخری وصیت جس وقت کہ آپ رحلت فرما رہے تھے: "الصلوٰۃ الصلوٰۃ" تھی اور یہ وصیت فرمائی کہ باندی اور غلام کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اس وقت آپ کے سینے میں غرغر ہو رہا تھا مگر آپ کی زبان مبارک ان کلمات کا افاضہ کر رہے تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

جسدِ ظاہری سے روح پاک کے خروج کے وقت واقعات

بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میرے سینے اور میری گردن کے درمیان قبض کیے گئے، جب آپ روح مقدس باہر آئی تو اس سے زیادہ طیب خوشبو کبھی نہ پائی۔

﴿بزار، بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بعد وفات بوسہ لیا اور فرمایا: آپ کی حیات بھی کتنی پاکیزہ ہے اور آپ کی وفات بھی کتنی طیب ہے۔

(اور ابن سعد و بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے سینہ اقدس پر وفات کے دن رکھا تو کئی جمعہ مجھ پر گزر گئے میں کھانا کھاتی ہوں اور وضو کرتی ہوں مگر میرے ہاتھ سے مشک کی خوشبو نہ گئی۔

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی وفات میں شک کیا۔ بعض کہنے لگے آپ کی وفات ہوگئی اور بعض کہنے لگے آپ نے وفات نہ پائی تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا پھر کہا کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ کیونکہ آپ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت اٹھالی گئی ہے تو یہ وہ بات تھی جس

سے لوگوں نے پہچانا کہ آپ کی وفات ہوگئی ہے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہا کہ مجھ سے قاسم بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ سے انہوں نے ان کے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ام معاویہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی جبکہ شک واقع ہوگیا پھر مذکورہ روایت بیان کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس قبض کی گئی تو ملک الموت روتے ہوئے آسمان پر چڑھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں نے آسمان سے ایسی آواز سنی کہ کوئی پکارتا تھا: ''وامحمداہ''

﴿ابو نعیم﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کی خبر اہل کتاب نے دی:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں یمن میں تھا، مجھے یمن کے رہنے والے دو آدمی ملے وہ دونوں بڑے اور عمر والے تھے اور ان میں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں باتیں کر رہا تھا، ان دونوں ے کہا اگر وہ بات جو آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں حق ہے تو تمہارے آقا تین دن گزرے وفات پا چکے ہیں پھر وہ دونوں میرے ساتھ چلے، یہاں تک کہ ہم راستہ میں ہی تھے تو ہمیں کچھ شتر سوار مدینہ منورہ کی جانب سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما چکے ہیں۔

﴿بخاری﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یمن میں مجھے ایک نصرانی عالم ملا اور اس نے کہا: تمہارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیر کے دن وفات ہو چکی ہے۔

حضرت کعب بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں حیرہ والوں کے وفد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام دی اور ہم سب مسلمان ہوگئے۔ اس کے بعد ہم سب حیرہ واپس آگئے، زیادہ دن نہ گزرے کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر آئی، اور میرے تمام ساتھی مرتد ہوگئے اور وہ کہنے لگے کہ وہ نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے، اس پر میں نے کہا: آپ سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام فوت ہوئے ہیں اور میں اسلام پر قائم رہا۔ اس کے بعد میں نے مدینہ طیبہ پہنچنے کا ارادہ کیا اور میرا گزر ایک راہب پر ہوا۔ میں نے اس سے یہ بات معلوم کی۔ تو راہب نے بستر سے ایک کتاب نکالی، میں نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی صفت لکھی پائی جیسا کہ میں نے آپ کو دیکھا تھا اور میں نے دیکھا کہ آپ کی وفات کا وہی وقت لکھا جس وقت آپ نے وفات پائی۔ یہ دیکھ کر میری ایمانی بصیرت میں اضافہ ہوگا اور میں نے مدینہ شریف آ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ سب حال بتایا۔

﴿بیہقی﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے راویوں سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی

کریم ﷺ کی جانب سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عمان پر عامل تھے تو ان کے پاس ایک یہودی آیا اوراس نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ سے میں کچھ دریافت کروں، اس صورت میں آپ کی جانب سے مجھے خطرہ تو نہیں؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ یہودی نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ کو کسی نے ہماری جانب بھیجا ہے؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا شاہد ہے نبی کریم ﷺ نے بھیجا ہے۔ یہودی نے کہا: آپ کو اللہ کی قسم ہے کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ رسول اللہ ہیں؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا شاہد ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہودی نے کہا: اگر وہ بات جو آپ فرماتے ہیں حق ہے تو آج ان کی رحلت ہوگئی ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی رحلت کی خبر پہنچی۔

حضرت حارث بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا کاش کہ میں جانتا کہ آپ رحلت فرما جائیں گے تو میں آپ سے جدا نہ ہوتا، پھر میرے پاس ایک نصرانی عالم آیا اوراس نے کہا: محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا: کب؟ اس نے کہا: آج۔ اس وقت اگر میرے پاس ہتھیار ہوتا تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا پھر زیادہ دن نہ گزرے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایسا مکتوب گرامی آ گیا اور میں نے اس عالم کو بلا کر پوچھا کہ تم نے وہ بات کس طرح جانی تھی اس نے کہا: بے شک وہ نبی تھے اور ہم ان کی صفت کتاب میں پائی تھی کہ وہ فلاں دن فوت ہوں گے۔ میں نے پوچھا: آپ کے بعد کس طرح زمانہ گزرے گا؟ اس نے کہا: تمہاری چکی پینتیس سال تک چلتی رہے گی، چنانچہ اس میں ایک دن اضافہ نہ ہوا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام کے ارادے سے حاضر ہوا، اور میں نے صاحب ''الحمیری'' سے ملاقات کی۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ میں نے اسے بتایا اس نے مجھ سے کہا اگر وہ نبی ہیں تو یقیناً اس وقت وہ مٹی کے نیچے ہوں گے پھر میں چلا اچانک ایک شتر سوار دکھائی دیا اوراس نے بتایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوذویب ہذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی علالت کی خبر پہنچی تو قبیلہ والوں کو خوف و ہراس نے گھیر لیا اور وہ رات ہم نے بہت غمی سے گزاری۔ یہاں تک کہ جب سحر کا وقت قریب آیا تو غیبی آواز نے پکارا:

خطب اجل اناخ بالاسلام   بین النخیل و معقد الآطام

قبض النبی محمد فعیوننا   تذری الدموع علیه بالستجام

ترجمہ: ''نخلستان اور اونچے اونچے مکانوں کے بیٹھنے کی جگہ میں جو مصیبت آ کے ٹھہری ہے وہ اسلام میں بہت عظیم ہے وہ یہ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح کو قبض کیا گیا ہے اور ہماری آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی ہیں۔''

تو میں خوفزدہ ہو کر نیند سے چونک پڑا اور میں نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور میں نے سعد الذابح

ستارے کے سوا کچھ نہ دیکھا اور میں نے جان لیا کہ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں یا وفات پانے والے ہیں، پھر میں مدینہ طیبہ آیا اور میں نے اہل مدینہ کو اس طرح روتا ہوا پایا، جس طرح حجاج احرام کی حالت میں "لا الہ الا اللہ" کہہ کر آہ وزاری کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا بات کیا ہے کسی نے جواب دیا: نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

بوقت غسل کے معجزات وواقعات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب صحابہ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے: خدا کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ نبی کریم ﷺ کے کپڑے اتاریں جس طرح ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتارتے ہیں یا ہم آپ کو انہی کپڑوں میں غسل دیں جو آپ کے جسم اقدس پر ہیں جب ان میں اختلاف بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب پر غنودگی طاری فرمائی حتی کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے اپنی ٹھوڑی اپنے سینہ پر نہ ڈال لی ہو۔ اسکے بعد حجرے کے ایک گوشے سے کسی بولنے والے نے کلام کیا، کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ کو انہی کپڑوں میں غسل دو جو آپ کے جسم اقدس پر موجود ہیں۔

﴿ابن سعد، ابوداؤد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کو غسل دینے لگے تو منادی نے ان کو اندر سے پکارا کہ نبی کریم ﷺ کی قمیص جسم اقدس سے نہ اتارو۔

﴿ابن ماجہ، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو آپ کے غسل دینے والوں میں اختلاف رونما ہوا تو انہوں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی درآں حالیکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کون ہے۔ تم اپنے نبی کو غسل دو اور آپ کے جسم پر آپ کی قمیص باقی رہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل شعبی، غلیلان، ابن جریر، حکم بن عتیبہ اور منصور رحمہم اللہ ہم سے مرسلاً روایت کی ہے۔

﴿ابن سعد، طبرانی﴾

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور وہ پانی بہاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ اپنی حیات اور آپ اپنی وفات دونوں حالتوں میں طیب رہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا تو میں نے اس بات کو نہ دیکھا جو میت سے برآمد ہوتی ہے اور نہ میں

نے اور کچھ دیکھا تو آپ کی حیات بھی طیب رہی اور وفات بھی۔

﴿ابوداؤد، حاکم، بیہقی، ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تو انہوں نے وہ چیز نہ دیکھی جو میت سے دیکھی جاتی ہے اس پر انہوں نے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کی حیات اور وفات کتنی پاکیزہ ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت یزید بن بلال رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا کوئی آپ کو غسل نہ دے اور کوئی میرے ستر کو نہ دیکھے، ورنہ اس کی بصارت جاتی رہے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ کے کسی عضو کو نہ تھاما مگر یہ کہ میرے ساتھ تیس آدمی پھر رہے تھے، حتی کہ میں آپ کے غسل سے فارغ ہوا۔

﴿ابن سعد، بزار، بیہقی﴾

معشر محمد بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم غسل دینے کیلئے جس عضو اٹھانا چاہتے تھے تو وہ عضو ہمارے لیے اٹھا دیا جاتا حتی کہ جب ہم نے آپ کے ستر کو غسل دینا چاہا تو میں نے حجرے کے ایک گوشے سے آواز سنی کہ اپنے نبی کے ستر کو نہ کھولو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علباء بن احمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ دونوں غسل دے رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ندا کی گئی کہ تم اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھا لو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا تو آپ فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی حیات بھی کتنی طیب ہے اور آپ کی وفات بھی کتنی پاکیزہ ہے۔ راوی نے کہا ایسی خوشبودار مہک پھیلی کہ اس جیسی مہک کبھی نہ پائی گئی۔

(اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

عبدالواحد بن طون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو تم مجھے غسل دینا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے تو کبھی میت کو غسل نہیں دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جان لو گے یا تمہارے لیے آسان ہو جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا چنانچہ میں نے آپ کو غسل دیا اور جس عضو کو لینا چاہا وہ میرا ساتھ دیتا تھا اور فضل رضی اللہ عنہ آفتابہ تھامے ہوئے تھے اور وہ کہتے تھے کہ اے علی رضی اللہ عنہ! جلدی کرو، میرے دل کی رگیں کٹ رہی ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

دعائے جنازہ و نماز کے وقت جن معجزات کا ظہور ہوا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب فوت ہوئے تو پہلے مردوں

کو داخل کیا گیا اور انہوں نے بغیر امام کے ٹولیاں بن کر آپ پر صلوٰۃ پیش کی، اس کے بعد بچوں کو داخل کیا گیا اور انہوں نے آپ پر صلوٰۃ پیش کی، تو یہ سب ٹولیاں بن کر جاتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ پیش کرنے میں ان کا کوئی امام نہ تھا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ کو آپ کے کفن میں لپیٹ دیا گیا تو آپ کو آپ کے تخت پر لٹا دیا گیا۔ اس کے بعد آپ کی قبر انور کے کنارے پر اس تخت کو رکھ دیا گیا، پھر لوگ آپ کے حضور میں آہستہ آہستہ حاضر ہوتے رہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ کی علالت نے شدت اختیار کی تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کون غسل دے؟ فرمایا: میری اہل بیت کے قریب ترین مرد غسل دیں۔ ان کے ساتھ بکثرت وہ فرشتے غسل دیں گے جو تم کو دیکھتے ہوں گے مگر تم ان کو نہ دیکھتے ہوں گے، ہم نے دریافت کیا آپ پر کون صلوٰۃ پیش کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھے غسل دے کر فارغ ہو جاؤ اور خوشبو لگا کر کفن پہنا دو مجھے میرے اس تخت پر لٹا دینا اور اسے میری قبر کے کنارے رکھ دینا، پھر تم سب کچھ دیر کیلئے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر جبرئیل علیہ السلام صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام پھر ملک الموت فرشتوں کے لشکر کے ساتھ صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میری اہل بیت کو چاہیے کہ وہ صلوٰۃ پیش کریں، اس کے بعد تم سب مجھ پر ٹولیاں بن کر اور تنہا تنہا صلوٰۃ پیش کرنا۔ ہم نے دریافت کیا: کون آپ کو آپ کی قبر انور میں داخل کرے؟ فرمایا: میری اہل بیت فرشتوں کی کثیر جماعت کے ساتھ جو کہ تم کو دیکھتے ہوں گے اور تم ان کو نہیں دیکھتے ہو گے۔

﴿ابن سعد، ابن منیع، حاکم، بیہقی، طبرانی اوسط﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسکے ساتھ طویل سلام منقول ہے جو کہ عبدالملک بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''المطالب العالیہ'' میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب اس طرح کیا ہے کہ ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق مسلمہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ، عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں لہٰذا یہ سند سلام طویل کی متابعت ہے اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری سند کیساتھ اسے روایت کیا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب تخت پر لٹا دیا تو انہوں نے فرمایا: کوئی شخص آپ کی امامت نماز میں نہ کرے کیونکہ آپ ہی حیات و وفات میں تم سب کے امام ہیں، چنانچہ لوگ جماعت در جماعت بن کر داخل ہوتے اور آپ پر صف در صف ہو کر صلوٰۃ و سلام کرتے تھے، ان کا کوئی امام تکبیر کہنے والا نہ تھا۔ تمام لوگ اس طرح صلوٰۃ و سلام عرض کرتے تھے:

السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته، اللهم انا نشهد ان قد بلغ ما انزل الیه و نصح لامة و اجده فی سبیل الله حتی اعز الله دینه و نصح لامة و جاهد فی سبیل الله و تمت کلمة اللهم فاجعلنا ممن یتبع ما انزل

الیہ و ثبتنا بعدہ و اجمع بیننا و بینہ

ترجمہ: ''اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا آپ نے اسے پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی اور آپ نے امت کو نصیحت دی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی توفیق دی اور اس نے اپنا کلمہ تمام فرمایا۔ اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں کر دے جنہوں نے اس کا اتباع کیا جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور آپ کے بعد ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں اور آپ کو ایک جگہ جمع فرما۔''

اس دعا و سلام پر سب لوگ آمین آمین کہتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام مردوں نے صلوٰۃ و سلام عرض کیا۔ اس کے بعد عورتوں نے اس کے بعد بچوں نے (اور ابن سعد و بیہقی رحمہم اللہ نے محمد بن ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو عازم مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے روح قبض فرمائی تو مہاجرین فوج در فوج داخل ہوتے اور آپ پر صلوٰۃ و سلام عرض کر کے باہر آ جاتے تھے، اس کے بعد انصاری اسی طرح جاتے اور باہر آتے رہے، پھر تمام اہل مدینہ گئے۔ یہاں تک کہ تمام مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں داخل ہوئیں تو ان کی طرف سے فریاد و فغاں اور بے صبری کی ایسی آوازیں سنی گئیں جیسے کہ عورتیں کرتی ہیں۔ اسی اثنا میں حجرے کے اندر دھماکے کی مانند آواز سنی گئی اور وہ سب عورتیں متفرق ہو گئیں، جب خاموشی ہو گئی تو کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مرنے والے کی طرف سے تعزیت اور صبر و شکر ہے اور ہر مصیبت کا بدلہ اور صلہ ہے اور ہر مافات کا خلف ہے۔ مجبور وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے اور مصیبت زدہ وہ شخص ہے جسے ثواب سے محروم رکھا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

دفن شریف کے وقت معجزات کا ظہور

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے پیر کے دن رحلت فرمائی اور جمعۃ المبارک کی رات میں دفن کیے گئے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پیر کے دن رحلت فرمائی اور بقیہ اس دن اور اس کی رات اور دوسرے دن رکھے رہے، یہاں تک کہ رات میں دفن کیے گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو پیر کے

دن طلوع آفتاب سے تیسرے دن کے غروب آفتاب تک آپ کے تخت پر ہی رکھا گیا، لوگ آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے اور وہ تخت قبر انور کے کنارے پر تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے پیر کے دن وفات پائی اور آپ کو پیر کے دن اور منگل کے دن تک ٹھہرایا گیا، یہاں تک کہ وہ بدھ کے دن دفن کیے گئے۔

﴿ابن سعد﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان بن محمد اخنس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت معتمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے اسکی مثل روایت کی ہے۔ ابن سعد نے ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو زمین پر کتنے دن ٹھہرایا گیا، انہوں نے کہا: تین دن۔

لوگ آپکے حضور تین دن تک جماعت در جماعت پیش ہوتے رہے

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب وفات پائی تو تین دن تک ٹھہرایا گیا، دفن نہیں کیے گئے۔ لوگ آپ پر جماعت در جماعت داخل ہوتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے تھے۔ نہ صفیں بندھیں اور نہ ان کے درمیان پڑھنے والے نے نماز جنازہ پڑھائی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دفن کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا۔ کسی نے کہا: آپ کو آپ کی مسجد میں دفن کیا جائے اور کسی نے کہا: بقیع شریف میں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: **"مامات نبی الا دفن حیث یقبض"** کسی نبی نے وفات نہیں پائی مگر وہ اسی جگہ دفن کیے گئے جہاں ان کی روح قبض کی گئی، پھر آپ کا وہ بستر اٹھایا گیا جس پر آپ نے وفات پائی، اس کے بعد آپ کیلئے اس کے نیچے قبر انور کھودی گئی۔ اس روایت کی متصل و مرسل بکثرت سندیں ہیں۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابوملکیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کو انبیاء علیہم السلام میں سے وفات نہیں دی مگر یہ کہ انہیں اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں ان کی روح قبض کی گئی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے جو کہ اصحاب صفہ میں سے تھے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے پاس آئے جب وہ باہر آئے تو ان سے پوچھا گیا نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ

آپ نے کہا۔ دریافت کیا گیا کہ آپ پر کس طرح صلوٰۃ پیش کریں۔ آپ نے فرمایا: جماعت در جماعت ہو کر جاؤ۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ فرمایا۔ پھر لوگوں نے پوچھا کیا دفن کیے جائیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ لوگوں نے پوچھا کس جگہ؟ فرمایا: جس جگہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض فرمائی کیونکہ آپ کی روح قبض نہیں کی گئی مگر اس مکان میں جو طیب ہے تب لوگوں نے جانا جیسا کہ فرمایا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے دفن کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوا، اس وقت حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین جگہ وہ ہے جس جگہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی روح قبض فرماتا ہے۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کیسی کھودی جائے؟ تو مدینہ طیبہ میں دو شخص تھے ایک حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تو شق والی قبر کھودتے تھے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ لحد کی قبر کھودتے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دونوں کو بلوایا ایک شخص حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف گیا اور دوسرا شخص حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! اپنے نبی کریم ﷺ کیلئے ان میں سے جس کو اختیار کرے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پائے گئے اور انہوں نے آ کر آپ کیلئے لحد کھودی۔

﴿احمد، ابن سعد﴾

حضرت عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کیلئے شق اور لحد کے بارے میں اختلاف ہوا۔ اس وقت لوگوں نے دعا کی: اے اللہ! اپنے نبی کیلئے جو بہتر ہو پسند کرلے تو لوگوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ دونوں کی طرف آدمی بھیجے تاکہ دوسرے سے جو پہلے آ جائے اپنا کام شروع کر دے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے لحد کو اختیار کیا ہے، کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ اس کو ملاحظہ فرما کر اسے پسند کیا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں اترے ہیں۔ میں نے اس خواب کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہارے حجرے میں ایسے تین شخص دفن ہوں گے جو روئے زمین میں افضل ہوں گے چنانچہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے وفات پائی اور دفن کیے گئے تو جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ تمہارا افضل ترین چاند ہے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور میں سرخ قطیفہ بچھایا گیا۔ وکیع

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ نبی کریم ﷺ کیلئے خاص تھا اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر وکیع کے یقول کے اسے روایت کیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری لحد میں میری چادر کو بچھا دینا، اس لیے کہ انبیاء کے جسموں پر زمین غلبہ نہیں کرتی۔

﴿ابن سعد﴾

بسند صحیح حضرت ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو زمین میں چھپائے ہوئے زیادہ دیر نہ گزری کہ ہمارے دل بدل گئے۔

﴿بزار﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ دن آیا کہ نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو مدینہ کی ہر شے تاریک ہوگئی اور ابھی ہم نے آپ کے دفن سے ہاتھوں کی مٹی نہیں جھاڑی تھی کہ ہمارے دل بدل گئے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں اس دن موجود تھا جس دن نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو میں نے کوئی دن نہ دیکھا جو اس سے قبیح تر ہو۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

تعزیت میں رونما ہونے والے معجزات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو فرشتوں نے اہل بیت سے تعزیت کی۔ ان کی آہٹ تو سنی جاتی تھی مگر ان کے جسم نظر نہ آتے تھے۔ فرشتوں نے کہا: "السلام علیکم یا اھل البیت و رحمة الله و برکاته" ہر مصیبت کی غم خواری اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہے اور ہر مصیبت سے محروم ہے "والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته"

﴿حاکم بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی جب رحلت ہوئی تو آپ کو صحابہ نے گھیر لیا اور آپ کے گرد روتے ہوئے جمع ہو گئے تو ایک شخص داخل ہوا جس کی داڑھی سفید وسرخ تھی وہ جسیم و صبیح تھا وہ صحابہ کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا حضور نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا اور خوب رویا۔ اس کے بعد صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور ہر مصیبت کا عوض ہے اور ہر جانے والے کا بدلہ ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرو اور اسی کی طرف شوق رکھو۔ بلاشبہ مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا، پھر وہ شخص پلٹ کر چلا گیا۔ صحابہ میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے فرمایا: ہاں ہم

جانتے ہیں یہ نبی کریم ﷺ کے بھائی حضرت خضر علیہ السلام تھے جو آپ پر ہماری تعزیت کیلئے آئے تھے۔
﴿حاکم، بیہقی، ابن ابی الدنیا﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب نبی کریم ﷺ کی رحلت ہوئی اور وہ وقت تعزیت کا تھا تو ایک آنے والا آیا جس کی آہٹ تو سنی گئی مگر اس کا جسم نہ دیکھا گیا۔ اس نے کہا: ''السلام علیکم یا اھل البیت و رحمة اللہ و برکاتہ'' اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور جانے والے کا بدلہ ہے اور ہر مافات کا درجہ ہے تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید باندھو۔ بے شک محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

﴿ابن ابی حاتم، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو اہل بیت اطہار بہت زیادہ شکستہ خاطر ہوئے اور ان کی آوازیں مسجد میں حاضرین نے سنیں، جب یہ فریاد و دفغاں کا شور تھم گیا تو انہوں نے دروازے پر ایک مرد کو سلام کرتے سنا۔ اس نے کہا:

''السلام علیکم یا اھل البیت و رحمة اللہ و برکاتہ'' ہر جانے والے کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ بے شک تمہارے اجر روز قیامت پورے پورے ملیں گے۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر ایک کا بدلہ ہے اور ہر اندیشے سے نجات ہے تو اللہ تعالیٰ ہی سے امید رکھو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ بے شک مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے۔ اہل بیت نے اس کی بات سنی اور رونا موقوف کیا۔ اس کے بعد اس آواز دینے والے کو تلاش کیا مگر کسی نے اسے نہ دیکھا اور وہ واپس آ کر رونے لگے۔

اس وقت کسی دوسرے پکارے والے نے ندا کی، اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کی غم خواری ہے اور ہر مصیبت کا بدلہ ہے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور اسی پر کفایت کرو۔ بے شک مصیبت زدہ وہی ہے جو ثواب سے محروم ہے اور وہی ناکام۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام ہیں۔ یہ دونوں نبی کریم ﷺ کی وفات میں آئے ہیں۔
﴿سیف بن عمر کتاب الردہ﴾

بسند حسن حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد میری تعزیت کے سلسلے میں لوگ ایک دوسرے کی تعزیت کریں گے۔ اس وقت لوگوں نے کہا: یہ کیا بات حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی مگر جب نبی کریم ﷺ کی رحلت ہوئی تو لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور نبی کریم ﷺ کی تعزیت ایک دوسرے سے کرتے تھے۔
﴿ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے آپ کے اس زمانہ علالت میں سنا جس سے آپ نہ اٹھے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد

نہ ہوتا تو آپ کی قبر انور ضرور ظاہر ہوتی، بجز اس کے کچھ نہیں کہ یہ اندیشہ کیا گیا کہ لوگ سجدہ گاہ نہ بنالیں۔
﴿بخاری، مسلم﴾

انبیاء علیہم السلام کے اجساد مطہر کو زمین پر حرام کر دیا گیا ہے:

حضرت اوس بن ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے افضل دنوں میں سے جمعۃ المبارک کا دن ہے لہٰذا تم اس دن مجھ پر درود وسلام بھیجنے میں کثرت کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے درود آپ پر کس طرح پیش کیے جائیں گے، درآں حالیکہ آپ زمین میں ہوں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو کھائے۔"

﴿ابن ماجہ، ابونعیم﴾

حضرت الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص سے روح القدس نے کلام کیا ہے اس کیلئے زمین کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اس کا گوشت کھائے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: بے شک انبیاء کرام علیہم السلام کے گوشت کو زمین نہیں گلاتی اور نہ کوئی درندہ گزند پہنچاتا ہے۔

﴿زبیر، بیہقی﴾

سرکار دوعالم ﷺ مزار انور میں زندہ ہیں:

نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور آپ کی قبر انور پر فرشتہ مقرر ہے جو آپ کی خدمت میں سلام پہنچاتا ہے اور جو آپ پر سلام عرض کرتا ہے۔ آپ اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر انور کے پاس مجھے درود وسلام عرض کیا میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے مجھ پر صلوٰۃ وسلام عرض کیا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

﴿الاصبہانی الترغیب﴾

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا ہے تو جو کوئی مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے وہ فرشتہ اسے میرے حضور پہنچا دیتا ہے۔

﴿تاریخ بخاری، الاصبہانی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

﴿احمد، نسائی، حاکم، بیہقی الشعب، بزار﴾

(ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر صلوٰۃ والسلام بھیجو جس طرح تم چاہو تو مجھے تمہارا سلام اور تمہارا درود پہنچ جائے گا۔

﴿قاضی اسماعیل فضل الصلوٰۃ﴾

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جو درود شریف بھیجتا ہے ہر ایک کے ساتھ فرشتہ مقرر ہے یہاں تک کہ وہ فرشتہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں درود شریف پہنچا دیتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعۃ المبارک کے دن اور رات میں سو مرتبہ درود شریف بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر حاجتیں آخرت کی حاجتوں میں سے اور تیس دنیا کی حاجتوں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اسے لے کر میری قبر انور میں اس طرح آتا ہے جس طرح تمہارے پاس ہدیے اور تحفے آتے ہیں۔ میرا علم میری وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسے میرا علم میری حیات میں۔

﴿الاصبہانی﴾

میں عیسیٰ علیہ السلام کے سلام کا جواب دونگا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم ضرور نازل ہوں گے اور وہ قبر پر کھڑے ہو کر عرض کریں گے: یا محمد ﷺ! تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ امت محمدیہ ﷺ میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو آپ پر درود بھیجتا ہے یا آپ پر سلام عرض کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے آپ کے دربار میں اس طرح پہنچاتا ہے کہ فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے اور فلاں نے آپ پر سلام عرض کیا ہے۔

﴿ابن راہویہ﴾

میں سلام کا جواب دیتا ہوں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

﴿ابوداؤد﴾

قبر انور سے آذان کی آواز:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے واقعہ حرہ کی راتوں میں دیکھا ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ کی مسجد میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا اور کوئی نماز کا وقت نہ آیا مگر یہ کہ میں قبر انور میں اذان کی آواز سنتا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے واقعہ حرہ کے دنوں میں اذان و اقامت کی آوازیں سنتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ واپس آئے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

﴿ابویعلیٰ، بیہقی﴾

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت بکر بن عبداللہ قرنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری حیات بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ میرے حضور میں تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو جس کے عمل اچھے ہوتے ہیں اس پر میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جس کے عمل برے ہوتے ہیں تو میں تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔

۞ (بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿الحارث مسند ابن سعد﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے شبلی بن العلاء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو تم ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کہنا۔ اس لیے کہ ہر انسان کیلئے اس کلمہ کے عوض ہر مصیبت کا بدلہ دیا جاتا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہیے کہ اپنی مصیبت کو میری مصیبت کے ساتھ یاد کرے کیونکہ میری مصیبت ''اعظم المصائب'' ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے دروازہ کا پردہ اٹھا کر لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر آپ خوش ہوئے اور فرمایا: الحمدللہ۔ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہ ہوا جب تک کہ اس کی امت کے کسی آدمی نے اس کی امت کی امامت نہ کی ہو۔

۞ اس کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''اے لوگو! میرے بعد تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہیے کہ اس مصیبت کے ساتھ جو مجھے پہنچی ہے اپنی اس مصیبت کا موازنہ کر کے صبر کرے اس لیے کہ میرے بعد میری امت کے کسی آدمی کو ایسی مصیبت ہرگز نہ پہنچے گی جیسی مجھے مصیبتیں پہنچتی ہیں۔''

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی وفات کو یاد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مصیبت عجیب ہے کہ اس کے بعد ہمیں کوئی مصیبت نہ پہنچی مگر جب ہم نے اس مصیبت کا اس مصیبت سے موازنہ کیا جو نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو اپنی مصیبت حقیر معلوم ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب میرے والد ماجد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس لے جایا جائے اور آپ سے اجازت مانگی جائے اور کہا جائے کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں یا رسول اللہ ﷺ! کیا انہیں آپ کے پہلو میں دفن کیا جائے؟ اب اگر تمہیں اجازت مل جائے تو مجھے دفن کر دینا اور اگر تمہیں اجازت نہ ملے تو مجھے جنت البقیع میں لے جانا۔

حبیب کو حبیب سے ملا دو:

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو آپ کے دروازے تک لایا گیا اور یہ عرض کیا گیا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں، ان کی خواہش تھی کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے اور ہمیں اس کی وصیت کی ہے۔ اب اگر ہمارے لیے اجازت ہو تو ہم اندر داخل ہوں اور اگر ہمیں اجازت نہ ہو تو ہم پلٹ جائیں تو ہمیں ندا کی گئی کہ انہیں عزت و کرامت کے ساتھ اندر لے آؤ۔ ہم نے کلام تو سنا لیکن کسی کو ہم نے دیکھا نہیں۔ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ روایت بہت غریب ہے۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر مجھ سے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! جب میں سو جاؤں تو مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا جس سے تم نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور مجھے خوشبو میں بسا کر حجرے تک لے جانا جس میں حضور نبی کریم ﷺ آرام فرما ہیں اور اجازت چاہنا اب اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھل گیا ہے تو مجھے اندر لے جانا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان لے جانا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چنانچہ آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور سب سے پہلے میں نے دروازے تک پہنچنے میں عجلت کی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں اور اجازت چاہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ دروازہ کھل گیا اور کسی کہنے والے نے کہا: حبیب کو اس کے حبیب کے پاس لے آؤ، کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے۔

(ابن عساکر نے کہا یہ حدیث منکر ہے چونکہ اس کی اسناد میں ابوالطاہر موسیٰ بن محمد بن عطاء مقدسی کذاب ہے۔ اس نے عبدالجلیل مری سے روایت کی اور وہ مجہول ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

بعد وصال نبوی صحابہ کو غزوات میں جو واقعات پیش آئے

مسلمانوں کیلئے دریا مسخر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت العلاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا۔ میں نے ان کی عجیب باتیں دیکھیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کون سی بات زیادہ عجیب ہے۔ ہم دریا کے کنارے تک پہنچے تو انہوں نے کہا: بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس جاؤ، تو ہم بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس پڑے اور ہم نے عبور کرلیا اور پانی نے تر نہیں کیا مگر ہمارے اونٹوں کے تلووں کو، جب ہم واپس آئے تو ہم ان کے ساتھ جنگل میں تھے اور ہمارے ساتھ پانی نہ تھا اور ہم نے ان سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعا مانگی پھر ہم نے دیکھا کہ ابر موجود اور اسے مشکیزے کے دہانے کی مانند پانی برسنے لگا تو ہم سب نے پیا اور جانوروں کو پلایا اور فوت ہو گئے، پھر ہم نے ان کو اسی ریت میں دفن کر دیا۔ ابھی ہم نے زیادہ دور سفر نہ کیا تھا تو ہمیں خیال آیا کہ کوئی درندہ آ کر انہیں کھا جائے گا۔ تو ہم واپس آئے دیکھا تو وہ قبر میں موجود نہ تھے۔

﴿ابونعیم﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس طرح نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت العلاء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر دریا کو عبور کر رہے ہیں اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت العلاء رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور مسلمانوں کیلئے ریت کے نیچے سے پانی ابل پڑا اور سب سیراب ہوئے اور سفر شروع کر دیا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی اپنا سامان اس جگہ بھول گیا اور وہ واپس آیا اور اس نے اپنا سامان لے لیا مگر پانی موجود نہ تھا۔

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ وہ فوت ہوئے تو ہم سب پانی کے علاقہ میں نہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ابر بھیجا وہ ہم پر برسا اور ہم نے ان کو غسل دے کر دفن کر دیا، جب ہم واپس آئے تو ان کی قبر کی جگہ ہم نے نہ پائی۔

حضرت ابن الدقیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نہر شیر پر پہنچے تو کشتیوں کو تلاش کیا تا کہ لوگوں کو عبور کرائیں مگر وہ کوئی کشتی نہ پا سکے۔ انہوں نے وہاں کے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ انہوں نے کشتیاں اکٹھی کر رکھی تھیں تو وہ سب چند دن کنارے پر مقیم رہے۔ یہاں تک کہ پانی چڑھنے لگا اس وقت انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں کود پڑے ہیں اور انہوں نے دریا عبور کرنے کا عزم کر لیا اور انہوں نے مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کر کے دشمن پر تاخت کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ بات تمام لوگوں نے مان لی اور انہوں نے لوگوں کو دریا میں اترنے کا حکم دیا اور کہا یہ پڑھتے جاؤ۔ "نستعين بالله و نتوكل عليه حسبنا الله و

نعم الوکیل لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" اس کے بعد سب مسلمان دجلہ میں اتر گئے اور مسلمان تیرنے کے عالم میں اس طرح باتیں کرتے جاتے تھے اور اس طرح ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تھے گویا کہ وہ خشک زمین پر سفر کر رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ اہل فارس نے یہ حال دیکھ کر تعجب کیا، یہ بات تو ان کے گمان میں بھی نہ تھی اور اہل فارس نے بڑے بڑے مالوں کو جمع کرنے میں عجلت دکھائی اور مسلمان ماہ سفر ۱۲ ہجری میں وہاں داخل ہو گئے اور وہ کسریٰ کے محلوں میں جتنا خزانہ باقی تھا، اس کے مالک ہو گئے۔ شیریں نے اور اس کے بعد والوں نے جتنا خزانہ جمع کیا تھا سب پر ان کا قبضہ ہو گیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا لوگوں میں ٹھہرنے اور ان کو دریا کے عبور کی طرف بلانے کے سلسلے میں روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور سواریوں نے دجلہ کو ڈھانپ لیا، یہاں تک کہ کوئی دونوں کناروں کے پانی کو نہیں دیکھتا تھا اور ہمارے گھوڑوں نے ہمیں ان کی طرف پار کر دیا۔ گھوڑوں کے ایالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ ہنہنا رہے تھے، جب اہل فارس نے یہ حال دیکھا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔

راوی نے کہا: ان کی طرف جاتے وقت پانی میں کوئی چیز ان کی طرف نہ گئی، بجز ایک پیالہ کے جو پرانی رسی سے بندھا ہوا تھا اور رسی کٹ گئی تھی اور پانی پیالہ کو بہا کر لے گیا تھا۔ اچانک لوگوں نے دیکھا کہ ہوائیں اور موجیں پیالہ کو مار رہی تھیں، یہاں تک کہ وہ پیالہ کنارہ تک آ گیا اور اس کے مالک نے اسے لے لیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوبکر بن حفص بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا وہ شخص جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پانی میں لے جا رہا تھا وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔ گھوڑوں نے مسلمانوں کو تیرایا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ پڑھ رہے تھے: **حسبنا اللہ و نعم الوکیل واللہ لینصرن اللہ و لیہ و لیظھرن دینہ و لیھزمن علوہ** اگر لشکر میں نافرمانی اور گناہ نہ ہو تو نیکیاں غالب آ جائیں گی، اس وقت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: بے شک اس کا سزاوار ہے کہ ہر چیز اس کے آگے پست ہو جائے۔

خدا کی قسم! مسلمانوں کیلئے دریا ایسا مسخر ہوا جیسا کہ ان کیلئے خشکی مسخر ہے اور وہ پانی پر اس طرح چھا گئے کہ کناروں سے پانی دکھائی نہ دیا اور وہ پانی میں خشکی سے زیادہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے چنانچہ وہ سب پار ہو گئے اور ان کی کوئی چیز گم نہ ہوئی اور نہ ان میں سے کوئی غرق ہوا۔

﴿ابونعیم﴾

دریا میں ٹیلے نمودار:

حضرت عمیرہ صائدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان دجلہ میں کود پڑے اور وہ ایک دوسرے سے قریب ہو گئے۔ حضرت سلمان، حضرت سعد رضی اللہ عنہم کی ایک جانب قریب تھے، وہ ان کو پانی میں لے جا رہے تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے:

ذلک تقدیر العزیز العلیم اور پانی ان کے آہستہ آہستہ لے جا رہا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

راوی نے کہا کہ میرا گھوڑا ہموار قائم رہا، جب وہ تھک جاتا تو ایک ٹیلہ نمودار ہو جاتا اور وہ اس پر آرام کر لیتا گویا کہ زمین پر ہے۔ مدائن کے جہاد میں اس سے زیادہ عجیب واقعہ کوئی نہیں ہے اور اسی بنا پر اس دن کو ''یوم الجراثیم'' کہتے ہیں، جب بھی کوئی تھک جاتا تو اس کیلئے جرثمہ یعنی ٹیلہ وغیرہ ابھر آتا اور وہ اس پر آرام کر لیتا تھا۔

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم جب دجلہ میں اترے تو وہ بڑھ رہا تھا جبکہ ہم دجلہ کے کثیر پانی میں تھے تو گھوڑا سوار ٹھہر جاتا اور پانی گھوڑے کی تنگ تک نہیں پہنچتا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت حبیب بن صہبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب مسلمانوں نے مدائن کے دن دجلہ کو عبار کیا تو اہل فارس نے کہا: یہ لوگ جن ہیں انسان نہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت سلیمان بن مغیرہ رضی اللہ عنہ حضرت حمید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ دجلہ کی طرف اس حال میں آئے کہ دریا لکڑی کو اپنی تیزی اور بڑھاؤ سے پھینکتا تھا تو وہ پانی پر چلے۔''

﴿احمد الزہد، بیہقی﴾

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کی کہ وہ پانی پر کھڑے ہو گئے اور اس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ حمد وثنا کی اور انہوں نے بنی اسرائیل کا دریا میں چلنے کا ذکر کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑے کو جھڑکا اور وہ ان کو لے کر چل دیا اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ اسے عبور کر لیا پھر انہوں نے اپنے رفقاء کی طرف متوجہ ہو کر کہا: کیا کوئی چیز تمہارے سامان میں سے گم تو نہیں ہوئی تا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کی واپسی کی دعا کروں اور وہ واپس کر دے۔

زہر بے اثر:

حضرت ابوالسقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گئے تو لوگوں نے ان سے کہا: آپ زہر سے ڈرتے رہیں کہ عجمی لوگ آپ کو نہ پلا دیں۔ انہوں نے کہا کہ تم زہر کو میرے پاس لاؤ پھر انہوں نے زہر کو ہاتھ میں لیا اور اسے بسم اللہ پڑھ کر پی گئے اور زہر نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔

﴿ابویعلی، بیہقی، ابونعیم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کئی اور سندوں سے نقل کیا اور کہا کہ یہ زہر ایک لمحہ میں ہلاک کرنے والا تھا۔ نیز انہوں نے کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب حیرہ پہنچے تو لوگوں نے ان کے پاس عبدالمسیح کو بھیجا اس کے ساتھ ایک لمحہ میں ہلاک کرنے والا زہر تھا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا لاؤ کہاں ہے وہ زہر؟ پھر انہوں نے زہر ہتھیلی پر رکھا ''**بسم اللہ وباللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ**

واء'' پھر اسے پی لیا اس کے بعد عبدالمسیح اپنی قوم کی طرف گیا اور ان سے کہا اے لوگو! انہوں نے وہ زہر ہلاہل پی لیا ہے اور اس نے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا لہٰذا ان سے صلح کرلو۔ یہ کام اس کیلئے کیا گیا۔

شراب شہد اور سرکہ میں تبدیل:

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح خثیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا تو انہوں نے دعا کی اے خدا! اسے شہد بنا دے تو وہ شہد ہو گیا۔ ایک روایت میں دوسری سند سے یہ ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ سرکہ ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اسے سرکہ بنا دے گا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو وہ سرکہ تھا حالانکہ وہ شخص شراب لایا تھا۔

محارب بن وثار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ کسی نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے لشکر میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں تو انہوں نے لشکر میں گشت کیا اور ایک شخص کے پاس شراب کی چھاگل دیکھی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا سرکہ ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے خدا اسے سرکہ بنا دے۔ جب اس شخص نے کھولا تو وہ سرکہ تھا اس پر اس نے کہا یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دعا کا اثر ہے۔

﴿ابن سعد﴾

وصی عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات:

بسند ضعیف ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق کی طرف بھیجا اور وہ اس طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب حلوان پہنچے تو نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے موذن کو اذان کا حکم دیا اور انہوں نے اذان شروع کی جب انہوں نے ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہا تو کسی نے پہاڑ سے جواب دیا ''کبرت یا نضلة کبیرا'' پھر انہوں نے کہا ''اشهد ان لا اله الا الله'' تو پہاڑ سے جواب آیا ''کلمة الاخلاص'' پھر انہوں نے کہا ''اشهد ان محمدا رسول الله'' پہاڑ سے جواب آیا ''بعث النبی'' پھر انہوں نے کہا ''حی علی الصلوة'' پہاڑ سے جواب آیا ''کلمة مقبولة'' پھر کہا ''حی علی الفلاح'' پہاڑ سے جواب آیا ''البقاء لامة احمد'' پھر کہا ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' جواب آیا ''کبرت کبیرا'' پھر کہا ''لا اله الا الله'' پہاڑ سے جواب دیا ''کلمة حق حرمت علی النار''

اس وقت نضلہ رضی اللہ عنہ نے اسے آواز دی اے شخص ہیں نے تیرا کلام سنا اب ہمیں اپنا چہرہ دکھا تو پہاڑ شق ہوا اور مرد سفید سر اور سفید ریش نکلا۔ اس کا سر چکی کی مانند تھا۔ نے اس سے پوچھا اے شخص تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ذویب ہوں اور عبد صالح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نصیحت یافتہ۔ انہوں نے میری درازی عمر کی دعا کی اور مجھے اس پہاڑ میں ان کے آسمان سے نازل ہونے تک ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ ہم نے کہا وہ تو رحلت فرما چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت دیر تک رویا پھر اس نے پوچھا تم میں سے ان کی جگہ کون ہوا ہے۔ ہم نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اس نے پوچھا وہ کہاں ہیں۔ وہ بھی

رحلت کر چکے ہیں اس نے پوچھا تم میں ان کے بعد کون قائم ہوا ہے ہم نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ اس نے کہا تم ان سے کہنا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! استقامت اور قربت رکھیں کیونکہ امر قریب آ پہنچا ہے۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو خط لکھا تم نے سچ لکھا ہے بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اس پہاڑ میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا وصی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی متعدد سندیں ہیں جن کو میں نے ''النکت علی الموضوعات'' میں بیان کیا ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

رومی ایلچی کا مسلمان ہونا:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حارث بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جب یرموک میں اترے تو ان کے پاس رومی لشکر کے سردار نے اپنے بڑوں سے ایک شخص کو بھیجا جس کا نام جرجیر تھا اس نے کہا کہ میں آپ کی طرف ماہان کا قاصد ہوں وہ شاہ روم کا شام پر حاکم ہے۔ اس نے آپ سے کہلوایا ہے کہ میری طرف کسی مرد عاقل کو بھیجئے تا کہ ہم اس سے پوچھیں کہ آپ کہ آپ کا ارادہ کیا ہے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اس کی طرف جاؤ وہ وقت غروب آفتاب کا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کل صبح میں اس کی طرف جاؤں گا۔ اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا اور مسلمان نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ وہ رومی سردار مسلمانوں کو نماز پڑھتا اور دعا مانگتا دیکھتا رہا اور اپنے سردار کی طرف لوٹ کر نہ گیا۔ اس کے بعد اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ حضرات اس دنیا میں کب داخل ہوئے ہیں اور کب آپ کو اس کی دعوت دی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا تقریباً بیس سال گزرے ہیں ہم میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد اسلام لائے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد اسلام لائے ہیں۔ رومی شخص نے پوچھا کیا تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے گا؟ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیں اس کی خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ نے خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ کی تشریف آوری کی بشارت دی ہے۔ اس رومی شخص نے کہا میں اس بشارت کے گواہوں میں سے ہوں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں بشارت دی ہے کہ ایک نبی ناقہ سوار ہو گا اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ نبی تمہارے آقا ہی ہیں۔ پھر اس رومی نے کہا کہ مجھے خبر دیجئے کہ تمہارے آقا نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا خبریں دی ہیں۔ اس بارے میں تم لوگوں کا کیا نظریہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ان مثل عیسی عنداللہ کمثل ادم خلقه من تراب'' ﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم'' ﴿سورۂ النساء﴾

ترجمہ: اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو۔

ترجمان نے ان آیات الٰہی کی تفسیر رومی زبان میں بیان کی۔ یہ سن کر اس رومی شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی یہی صفت ہے وہ روح اللہ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے نبی صادق ہیں اور وہ نبی وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی ہے پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوا۔ اور میں ان کا امیر تھا یہاں تک کہ ہم اسکندریہ اترے۔ عظمائے اسکندریہ میں سے ایک شخص نے کہا میرے پاس کسی کو بھیجو تاکہ میں اس سے گفتگو کروں۔ تو میں اس کے پاس پہنچا اور میں نے کہا ہم عرب ہیں اور ہم بیت اللہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم لوگوں میں بہت تنگ حال تھے۔ ہماری زندگیاں بڑی عسرت میں تھیں اور ہم مردار اور خون کھاتے تھے اور ہم ایک دوسرے کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا جو حال میں ہم سے بہتر نہ تھے۔ اس نے کہا میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ ہوں اور اس نے ہمیں ایسی چیزوں کا حکم دیا جسے ہم جانتے تک نہ تھے اور ہمیں ان چیزوں سے منع فرمایا جن پر ہم تھے اور ہمارے ماں باپ تھے۔ اس پر ہم نے ان کو برا کہا اور ہم نے ان کو جھٹلایا اور ان کی بات ان پر رد کر دی۔ یہاں تک کہ ان کے پاس ہمارے سوا ایک اور قوم آئی اور انہوں نے کہا ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کا اتباع قبول کرتے ہیں اور ہم اس سے لڑیں گے جو آپ سے لڑے گا پھر اس نے ان کی طرف خروج کیا اور ہم نے ان سے جنگ کی اور وہ ہم پر غالب آئے اور ہم مغلوب ہو گئے۔ اس پر عظیم اسکندریہ نے کہا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا بلاشبہ ہمارے رسول علیہ السلام ہمارے پاس اس کی مثل لے کر آئے جس کو تمہارے رسول اللہ ﷺ لائے اور ہم اس پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ ہمارے درمیان دو گروہ پیدا ہو گئے اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے اور انہوں نے انبیاء کے حکموں کو چھوڑ دیا۔ بلاشبہ تم نے نبی کریم ﷺ کے حکموں کو تھام لیا ہے۔ تم سے جو کوئی جنگ کرے گا تم اس پر ضرور غالب آؤ گے اور تم پر جو بھی حملہ کرے گا تم اس پر ضرور غالب رہو گے اور جب تم نے وہ عمل کیے جو خواہشوں کی پیروی کرنے والوں نے عمل کیے تو تم لوگ نہ ہم سے گنتی میں زیادہ ہو گے اور نہ قوت میں ہم سے شدید ہو گے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا اور بارش کا نزول:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قحط سالی ہوئی تو وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کہتے تھے ''اَللّٰھُمَّ نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ الْیَوْمَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا'' تو بارش ہو جاتی تھی۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عام الرمادہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگی اور کہا ''اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَمُّ نَبِیِّکَ نَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِهٖ فَاسْقِنَا'' زیادہ دیر نہ

گزری کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سیراب کر دیا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس مرتبہ میں دیکھتے تھے جس طرح بیٹا اپنے باپ کو دیکھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعظیم وتوقیر فرماتے اور تقسیم میں حسن سلوک فرماتے تھے لہٰذا تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیروی کرو اور ان کو بارگاہ الٰہی میں اس چیز میں جو حادثہ تمہیں پیش آ وسیلہ بناؤ۔

﴿حاکم﴾

ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے وہ ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک زمین کے نگران تھے۔ انہوں نے کہا تمہاری زمین پیاسی ہے یہ سن کر ثابت بنانی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور دعا کی اسی وقت ابر اُمڈ کر آیا اور اس کی زمین کو ڈھانپ لیا اور اتنی بارش ہوئی کہ تمام گڑھے اور نالے بھر گئے۔ یہ گرمی کا موسم تھا پھر انہوں نے گھر کے کسی آدمی کو زمین دیکھنے کیلئے بھیجا کہ دیکھیں بارش کہاں تک ہوئی ہے تو اس نے دیکھا کہ اس بارش نے ان کی زمین سے تجاوز نہیں کیا ہے۔ (نیز اسے ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ثمامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

یاساریۃ الجبل:

نافع مولائے ابن عمر اور زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے فرمایا "یَا سَارِیَۃُ بْنُ زَنِیْمٍ الْجَبَلَ ظَلَمَ مَنِ اسْتَرْعَی الذِّئْبَ الْغَنَمَ" اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کی پناہ لو۔ وہ شخص ظالم ہے جس نے بکریوں کو بھیڑیئے سے چرواہا۔ اس کے بعد خطبہ دیتے رہے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے نہیں جانا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ یہاں تک کہ جب ساریہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم دشمنوں کے نرغے میں تھے چونکہ ہم زمین کے نشیب میں تھے اور وہ لوگ بلند قلعے میں تھے۔ میں نے جمعہ کے دن خطبہ کے وقت ایک پکار ایسی ایسی سنی اور یہ وہی وقت تھا جس وقت کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکارا تھا کہ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو۔ یہ پکار سن کر میں نے اپنے رفقاء کے ساتھ پہاڑ کی پناہ لے لی تو زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمادی۔ کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا یہ کیسی بات تھی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ساریہ کو کوئی القاء نہیں کیا مگر وہ بات میری زبان پر جاری ہوگئی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عثمان کا عصاء توڑنے والے کا برا انجام:

باوردی اور ابن سکن نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے جہجاہ غفاری ان کے پاس آیا اور ان سے عصا لے کر اسے توڑ ڈالا تو جہجاہ پر سال نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں آکلہ بھیج دیا اور وہ اس سے مر گیا۔

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق فلیح بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ ان کے چچا سے انہوں نے ان کے باپ سے اور

ان کے چچا سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا کہ ہم دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف جہجاہ غفاری آیا اور اس نے ان کے ہاتھ عصا لے کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا لوگ اس پر چلائے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے گھٹنے میں مرض کیا اور پھر ایک سال بھی نہیں گزرا کہ وہ غفاری مر گیا۔

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے اچانک جہجاہ غفاری اٹھ کر ان کی طرف آیا اور ان کے ہاتھ سے عصا لے کر اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا تو اس کے گھٹنے میں آکلہ پیدا ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

اجتماعی دعا قبول ہوتی ہے:

حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ایک لشکر پر امیر تھے جب وہ دشمن کے مقابل ہوئے تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب کوئی مجتمع ہو کر دعا مانگی جاتی ہے اور لوگ آمین آمین کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور یہ دعا مانگی ''اَللّٰھُمَّ اَحقِنْ وَمآءَ نَا وَاجعَلْ اُجُوْرَنَا اُجُوْرَ الشُّھَدَاءِ'' اسی اثنا میں کہ وہ مقابلے میں تھے اچانک دشمن کا سردار اترا اور وہ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے خیمے میں داخل ہو گیا۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن قلعہ پر حملہ کیا اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں نے بھی یہی نعرہ لگایا تو قلعہ پھٹ گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ایک جہاد میں گئے اور کشتی میں سوار ہوئے ... یا میں ہی فوت ہو گئے اور مسلمانوں کو کوئی ایسا جزیرہ نہ ملا جہاں انہیں دفن کرتے مگر سات دن کے بعد جزیرہ ملا۔ اس عرصہ میں ان کا جسد کچھ بھی متغیر نہ ہوا اور ان کو ان جگہ دفن کر دیا گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

سانپ کا اطاعت کرنا:

لیث رحمۃ اللہ علیہ، ابن عجلان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بنی عذرہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ ایک دن وہ اس کے پاس آئے تو بستر پر سانپ کو دیکھا۔ اس عورت نے کہا اسے آپ دیکھ رہے ہیں جب سے کہ میں اپنے گھر تھی یہ میرا پیچھا کر رہا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس سانپ سے کہا خبردار ہو کر سن لے یہ میری بیوی ہے میں نے اس سے مالی مہر کے عوض نکاح کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے میرے لیے حلال کیا ہے اور تیرے لیے اس میں سے کچھ حلال نہیں کیا ہے لہٰذا تو چلا جا اب اگر تو پھر آیا تو میں تجھے مار ڈالوں گا تو وہ سانپ رینگنے لگا یہاں تک کہ گھر کے دروازے کے باہر نکل گیا اس کے بعد وہ پھر نہ آیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

ائشہ بنت انس بن مالک رضی اللہ عنہا ان کی والدہ نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں دوپہر کا قیلولہ کر رہی تھی اور میں نے اوپر لحاف ڈال رکھا تھا۔ اچانک ایک (سانپ) میرے پاس آیا اور وہ مجھ سے لپٹنے لگا اسی اثنا میں کہ وہ مجھ سے لپٹ رہا تھا زرد ورق کا ایک صحیفہ میرے روبرو آسمان سے اترا یہاں تک کہ وہ میرے قریب آگرا۔ میں نے اسے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا دیکھا: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ رَّبِّ لُكَيْنٍ اِلٰى لُكَيْنٍ اَمَّابَعْدُ فَدَعْ اُمَّتِیْ بِنْتَ عَبْدِیَ الصَّالِحِ فَاِنِّیْ لَمْ اَجْعَلْ لَّکَ عَلَيْهِمَا سَبِيْلًا" انہوں نے کہا پھر اس اسود (سانپ) نے میری چٹکی لی اور کہا تم اسی کے لائق ہو تو اس چٹکی کا نشان ان کے جسم میں برابر رہا۔

﴿بیہقی﴾

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عفرا کی بیٹی اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی انہیں شعور نہ ہوا کہ ایک زنجی کود کر ان کے سینہ پر جا بیٹھا اور اپنا ہاتھ ان کی گردن پر رکھ دیا۔ اچانک زرد رنگ کا صحیفہ زمین و آسمان کے درمیان سے اتراء بنت عفراء رضی اللہ عنہا نے کہا یہاں تک کہ وہ صحیفہ میرے سینہ پر آگرا اور اسے زنجی نے لے لیا، پھر اس نے پڑھا تو لکھا تھا'' مِنْ رَّبِّ لُكَيْنٍ اِلٰى لُكَيْنٍ اِجْتَنِبْ اِبْنَةَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ فَاِنَّهٗ لَا سَبِيْلَ لَکَ عَلَيْهِمَا '' اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ میرے حلق سے کھینچ لیا اور میرے گھٹنے پر اپنا ہاتھ مارا اور جگہ سیاہ ہوگئی حتیٰ کہ وہ بکری کے سر کی مانند ہوگیا۔

یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت آیا تو ان کے پاس تابعین میں سے بکثرت لوگ جمع ہوگئے جن میں عروہ اور وہ گرا گویا کہ کھجور کا بڑا تنہ ہے وہ اٹھ کر کی طرف آیا اچانک ایک سفید ورق گرا جس میں لکھا تھا'' بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. رَبِّ کَعْبٍ اِلٰی کَعْبٍ لَيْسَ لَکَ عَلٰی بَنَاتِ الصَّالِحِيْنَ سَبِيْلٌ '' جب اس نے اس صحیفہ کی طرف نظر کی تو وہ بلند ہوا یہاں تک کہ وہ جہاں سے اترا تھا وہیں چلا گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی﴾

سانپ کا طواف کعبہ:

طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور وہ زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک سانپ سامنے آیا اور اس نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے پھر وہ مقام ابراہیم علیہ السلام پر آیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت کو پورا کر دیا اور ہمیں بھی یہی سزاوار ہے کہ عبادت کریں۔ ہوشیار رہو۔ ہمیں تمہارے اوپر لوگوں کی طرف سے خطرہ ہے کہ کہیں وہ تمہیں گزند نہ پہنچائیں پھر وہ کوہان کی مانند آسمان کی طرف اٹھ گیا۔

﴿ابونعیم﴾

عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک کوڑیالہ سانپ نمودار ہوا۔ اس نے آ کر خانہ کعبہ کے سات چکر لگائے پھر وہ مقام

ابراہیم علیہ السلام پر آیا گویا کہ اس نے نماز پڑھی، پھر حضرت عبدالرحمن بن عمرو رضی اللہ عنہ آئے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا اے شخص! شاید کہ تم نے اپنی عبادت ختم کر لی ہے اور میں اپنے شہر کے کم عقلوں کی طرف تجھ پر بے خوف نہیں ہوں پھر وہ لپٹا اور آسمان میں چلا گیا۔

﴿ابونعیم﴾

وہ نشانیاں جو زمانہ نبوت سے تادم تحریر موجود ہیں

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کا حج مقبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حج کی مقبولیت:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا جو کنکریاں اس سے مقبول ہوتی ہیں وہ اٹھالی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم وہاں پہاڑ کی مانند یقیناً کنکریاں پڑی دیکھتے۔

﴿ابونعیم، بیہقی﴾

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے کسی نے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت دریافت کیا کہ وہ ویسی ہیں جیسے کہ آپ نے دیکھا ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا جو کنکری مقبول ہوتی ہے اسے اٹھالیا جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً کوہ شبیر کی مانند ہو جائیں۔

﴿ابونعیم، بیہقی﴾

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کنکری کے ساتھ فرشتہ مقرر کیا ہے جو کنکری مقبول ہوتی ہے وہ اٹھالی جاتی ہے اور جو کنکری نامقبول ہوتی ہے وہ پڑی رہ جاتی ہے۔

﴿بیہقی﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ نشانی ظاہر و بین ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دیتی ہے کہ آپ کی شریعت نے حج بیت اللہ کو واجب فرمایا ہے۔

☆☆☆☆☆

محمد عبدالاحد قادری

گوگڑاں، تحصیل و ضلع لودھراں